UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188782

UNIVERSAL
LIBRARY

PAGE MISSING
82TO83 92TO93
452TO453 392
TEXT LIGHT

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No.

Accession No. 8514

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

قولہ علیہ السلام وان العلماء ورثۃ الانبیاء

الحمد والمنۃ کہ کتاب مستطاب جسمیں تراجم فقہای عظام اور علمای کرام حنفیہ کے مذکور ہیں مسمی بہ

حدائق الحنفیہ

جو تالیفات عالم نبیل و فاضل جلیل مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی ثم اللاہوری سے ہے

مطبع نامی منشی نولکشور میں بار دیگر طبع ہو کر مطبوع جہان ہوئی

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ بسلسلہ فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطبوعہ ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب تواریخ حالات انبیا و اولیا وغیرہ اُردو و فارسی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو -

کتب تواریخ حالات انبیا و اولیا و اماکن متبرکہ

قصص الانبیا کلان مسمی بہ روضۃ الاصفیا - از مولوی محمد زاہد -

ایضاً خرد - مصنفہ مولوی محمد زاہد -

عجائب القصص - بسوط حالات انبیا مصنفہ مولوی فخر الدین دو جلد مین -

تاریخ حبیب آلہ - حالات حضرت پیغمبر آخر الزمان از مولوی عنایت احمد -

مجموعۂ فتوحات واقدی کے ہر چار حصہ کا ترجمہ اُردو (۱) حصہ مین غزوات رسول آخر الزمان مسمی بہ مغازی الصادقہ (۲) حصہ مین فتوح ملک شام - ۳ حصہ مین فتوح ملک مصر ۴ - حصہ مین فتوح ملک عجم - مترجمہ مولوی بشارت علی خان و سید مہدی حسین -

اور حصص متفرق بھی حسب شرح ذیل فروخت ہوتے ہین -

۱ - مغازی الصادقہ معروف بہ مغازی الرسول باتی مراتب حسب مجموعہ بالا -

۲ و ۳ - فتوح الشام و فتوح المصر ارد و یکجائی و دیگر مراتب حسب تصریح مجموعہ بالا -

۴ - غزوۂ عرب معروف بہ ترجمہ فتوح العجم باتی مراتب مطابق مجموعہ بالا -

منہاج النبوۃ - اُردو ترجمہ ہر دو جلد مدارج النبوۃ کا در فضائل سرور عالم مترجمہ خواجہ عبد المجید خان -

حدیقۃ الاولیا - اولیاؤن کا ذکر مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری

تذکرۃ الخلفا منظوم - خلاصہ فتوح الشام و المصر و العجم از حکیم امانت علی -

سیر الاقطاب - کا اُردو ترجمہ از مولوی محمد علی جویا -

تاریخ مکہ معظمہ - حالات بنا ے کعبہ شریف مرتبہ حاجی محمد فخر الدین خان -

تاریخ مدینہ منورہ - اُردو ترجمہ جذب القلوب الی دیار المحبوب کا جو کہ تصنیف شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی ہی

	اخلاق و تصوف اُردو	

جامع الاخلاق - ترجمہ اُردو اخلاق جلالی مترجمہ مولوی امانت اللہ -

نکات احسانی - نکات اُردو و نکات فارسی زبان مین از مولوی حکیم احسان علی -

بحر الحقیقۃ - اصلاح نفس از حسن -

اکسیر ہدایت - ترجمہ اُردو کیمیاے سعادت از مولوی فخر الدین احمد -

مذاق العارفین - یعنی عربی احیاء العلوم مصنفہ جناب مولانا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا اُردو ترجمہ بعبارت سلیس از مولوی محمد حسن

فہرست مطالب و ہمارے علمائے کرام مندرجہ حدائق الحنفیہ

مطالب	صفحہ
دیباچہ	۱
مقدمہ	
فضیلت فقہ وفقہا	۵
فضیلت فقہا از قرآن	״
״ ״ از حدیث	۶
״ ״ از اقوال علمائے کرام	۹
ماخذ استنباط واجتہاد	۱۱
مدارج فقہا	۱۵
حدیقہ اول	
پہلا خیابان امام ابوحنیفہ کے تاریخی حالات مین	۱۷
نسب نامہ امام ابوحنیفہ	״
امام ابوحنیفہ کے مشائخ	۱۸
امام کی تابعیت کا اثبات	۲۲
امام کی روایت حدیث اور ثقاہت	۲۷
امام کی مسانید کا بیان	۲۹
صاحب اتحاف النبلا کی نیش زنی کا جواب	۳۱
اس قول کی پوست کندہ	۳۴
تردید کہ امام ابوحنیفہ سے صرف سترہ حدیث مروی ہوئی ہین	
امام ابوحنیفہ کے زہد ورع اور احتیاط فی امور الدین کا بیان	۳۹
امام کے متفرق مکارم اخلاق	۴۲
امام کے مذہب کی مقبولیت اور اسکا اشتہار	۴۹
امام کی وفات	״
دوسرا خیابان امام ابوحنیفہ کی بشارات مین	۵۱
پہلی حدیث	۵۱
صاحب اتحاف النبلا کی نیش زنی کا جواب	۵۵
امام بخاری کی کتاب صحیح کی حقیقت	۵۹
امام بخاری کے تفقہ کی حقیقت	۶۱
فقہا طبیب اور محدثین دوافروش ہین	۶۷
امام ابوحنیفہ کی تالیفات کا بیان	״
دوسری حدیث	۷۲
تیسری حدیث	۷۳
تیسرا خیابان امام ابوحنیفہ کے ان فضائل اور مناقب کے بیان مین جنپر انکے معاصرین اور دیگر علمائے کرام نے شہادت دی ہے	۷۴
چوتھا خیابان ان مطاعن کی تردید مین جو بعض لوگون نے امام ابوحنیفہ پر کیے ہین	۸۳
صاحب اتحاف النبلا کی نیش زنی کا جواب	۹۹
حدیقہ دوم	
دوسری صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین	۱۰۸
ابراہیم صائغ مروزی	״
مسعر بن کدام کوفی	״
حمزہ قاری کوفی	״
امام زفر	۱۰۹
داؤد طائی	۱۱۱

مطالب	صفحہ
اسرائیل بن یونس	۱۱۲
مندل بن علی کوفی	۱۱۳
عمر بن میمون بلخی	〃
زہیر بن معاویہ کوفی	〃
ابو عصمہ نوح بن ابی مریم مروزی۔	〃
لیث بن سعد فہمی	۱۱۴
قاسم بن معن کوفی۔	۱۱۵
حماد بن امام اعظم۔	〃
شریک بن عبد اللہ کوفی	۱۱۶
امام عافیت کوفی۔	〃
قاضی عبد الکریم جرجانی	〃
امام ابو یوسف	۱۱۷
امام عبد اللہ بن مبارک	۱۲۰
نوح بن دراج کوفی۔	۱۲۳
امام یحیی بن زکریا کوفی	۱۲۴
فضیل بن عیاض	〃
عیسی بن یونس کوفی۔	۱۲۵
اسد بن عمرو کوفی۔	۱۲۶
امام محمد شیبانی۔	〃
علی بن مسہر کوفی۔	۱۳۰
یوسف بن خالد	〃
عبد اللہ بن ادریس کوفی۔	۱۳۱
یوسف بن امام ابو یوسف	۱۳۱
علی بن ظبیان کوفی	〃
شقیق بلخی۔	〃
حفص بن غیاث کوفی۔	۱۳۲
امام وکیع بن جراح کوفی	〃
شعیب بن اسحاق دمشقی	۱۳۳
یحیی بن سعید القطان	〃
سفیان بن عیینہ۔	۱۳۴
حکم بن عبد اللہ بلخی	〃
حفص بن عبد الرحمن بلخی	۱۳۵
خالد بن سلیمان بلخی۔	〃
معروف کرخی۔	〃
حماد بن دلیل	۱۳۶
عمرو بن دار	〃
حدیقۂ سوم	
تیسری صدی کے فقہا و علما کے حالات میں۔	۱۳۷
حسن بن زیاد لولوی۔	〃
حسن بن ابی مالک۔	۱۳۸
موسی بن سلیمان۔	〃
زید بن ہارون۔	〃
عصام بن یوسف بلخی۔	۱۳۹
حسین بن حفص اصفہانی	〃
ابراہیم بن رستم مروزی	۱۳۹
معلی بن منصور رازی	〃
ضحاک بن مخلد	۱۴۰
اسمعیل بن حماد بن امام اعظم	〃
بشر بن ابی ازہر نیشاپوری	۱۴۱
خلف بن ایوب بلخی	〃
محمد بن عبد اللہ بن مثنی بصری	۱۴۲
ابراہیم بن جراح کوفی۔	〃
علی بن معبد۔	〃
ابو حفص کبیر	۱۴۳
بشر بن غیاث مریسی۔	۱۴۵
شداد بن حکیم بلخی۔	۱۴۶
عیسی بن ابان۔	〃
نعیم بن حماد خزاعی مروزی	۱۴۷
فرج مولی امام ابو یوسف	۱۴۸
اسمعیل جرجانی	〃
علی بن جعد بغدادی	〃
نصر بن زیاد نیشاپوری	۱۴۹
محمد بن سماعہ کوفی	〃
حاتم اصم	۱۵۰
بشر بن ولید کندی	۱۵۱
داود بن رشید خوارزمی	۱۵۲
ابراہیم بن یوسف بلخی۔	〃

مطالب	صفحہ
یحییٰ بن اکثم	۱۵۳
ہلال بن یحییٰ رائی بصری	۱۵۴
خالد بن یوسف سمتی۔	״
ایوب بن حسن نیشاپوری	״
اسحاق بن بہلول۔	״
احمد بن عمرو خصاف	۱۵۵
ابراہیم بن ادہم بلخی۔	״
ابو حفص صغیر	۱۵۶
محمد بن شجاع ثلجی۔	״
نصیر بن یحییٰ بلخی المدعو	۱۵۷
بشاذان۔	
محمد بن یمان سمرقندی۔	״
بکار بن قتیبہ بصری۔	״
محمد بن ازہر خراسانی۔	۱۵۹
سلیمان بن شعیب	״
احمد بن ابی عمران بغدادی	۱۶۰
احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ازہر	״
برتی۔	
محمد بن احمد بن موسیٰ برکدی	״
عبدالحمید بصری بغدادی	״
محمد بن مقاتل رازی	۱۶۱
موسیٰ بن نصر رازی۔	״
ہشام بن عبداللہ رازی	״
علی رازی۔	۱۶۱
ابو علی دقاق۔	۱۶۲
احمد بن اسحاق جوزجانی۔	״
حدیقہ چہارم	
چوتھی صدی کے فقہا و علما	۱۶۲
کے حالات میں۔	
محمد بن سلام بلخی۔	״
محمد بن خزیمہ بلخی قلاسی	״
ابو سعید احمد بن حسین بردعی	״
مکحول بن فضل نسفی	۱۶۴
امام احمد طحاوی	״
اسحٰق شاشی سمرقندی	۱۶۶
احمد بن عبدالرحمٰن سمرخلکی	״
احمد بن محمد بن ولاد نحوی	״
محمد بن احمد ابوبکر الاسکاف	״
بلخی۔	
احمد بن عباس بن حسین سمرقندی	״
امام ماتریدی۔	۱۶۷
حاکم شہید	۱۶۹
احمد بن عصمہ صفار بلخی	۱۷۰
احمد بن سہل بلخی	״
امام کرخی۔	״
عبداللہ بن محمد بن یعقوب حارثی	۱۷۱
المعروف باستاذ۔	
احمد بن محمد طبری۔	۱۷۱
اسحٰق بن محمد حکیم سمرقندی	۱۷۲
علی بن محمد تنوخی۔	״
احمد بن محمد طواویسی	״
ابو علی احمد بن محمد شاشی۔	۱۷۳
ابراہیم بن حسین عزری۔	״
علی بن امام تحادی۔	״
احمد بن محمد بن عبداللہ نیشاپوری	״
المعروف بقاضی الحرمین۔	
محمد بن حسن المعروف بہ ابن فقیہ	۱۷۴
حسن بن علی بن امام طحاوی	״
محمد بن سہل المعروف بہ تاجر	״
محمد بن جعفر استرآبادی۔	۱۷۵
محمد بن احمد عیاضی	״
محمد بن ابراہیم ضریر میدانی	״
امام ہندوانی۔	״
حسن بن عبداللہ سیرافی	۱۷۶
امام جصاص۔	۱۷۷
محمد بن فضل کماری۔	۱۷۸
ابو اللیث فقیہ سمرقندی	۱۸۰
احمد بن حسن بن علی فقیہ	۱۸۱
مروزی	

مطالب	صفحہ
عبدالمجید قیسی ہروی۔	۲۱۷
عبدالغافر۔	۲۱۸
عمر بن محمد مفتی الثقلین۔	//
علامہ زمخشری۔	۲۱۹
علی بن عراق خوارزمی	۲۲۰
عبدالرشید صاحب فتاوی ولوالجیہ۔	//
محمد بن یوسف منظری	//
احمد بن محمد بزدوی۔	//
طاہر بن احمد بخاری	۲۲۱
حسن بن علی مرغینانی	//
عبدالرحمن بن محمد کرمانی	//
امام سرخسی۔	۲۲۲
محمد بن عبدالرحمن المعروف بہ علماء زاہد۔	//
علی بن حسن بلخی۔	۲۲۳
احمد بن عمر نسفی	//
عثمان بن علی بیکندی بخاری	۲۲۴
محمد بن مسعود کشانی۔	//
صاعد بن محمد اصفہانی۔	//
احمد علی بلخی	۲۲۵
عبدالرحمن بن محمد خرتی۔	//
ہبۃ اللہ بن محمد عقیلی۔	//
محمد بن ابی بکر بزدوی	۲۲۵
محمد بن نصر عامری مدینی۔	۲۲۶
محمد بن یوسف سمرقندی صاحب ملتقط۔	//
حسن بن فخر الاسلام بزدوی	//
علی بن مسعود کشانی۔	//
عبدالغفور بن لقمان کردری	۲۲۷
محمد بن عمر بخاری۔	//
جعفر بن عبداللہ دامغانی	//
محمد بن محمود سجستانی۔	//
محمد بن ابی بکر امام زادہ جوئی	۲۲۸
محمد بن ابی القاسم بقالی۔	//
عالی بن ابراہیم غزنوی۔	//
احمد بن محمد عتابی صاحب فتاوی عتابیہ۔	۲۲۹
عماد الدین بن شمس الائمہ بکر زرنجری۔	//
ابوبکر بن مسعود کاسانی۔	//
احمد بن محمود صابونی۔	۲۳۰
عبدالکریم بن یوسف دیناری صاحب فتاوی دیناری۔	//
مطہر بن حسین یزدی۔	۲۳۱
قاضی خان۔	//
یوسف بن حسین بدر ابیض	۲۳۲
احمد بن محمد صاحب مقدمہ غزنویہ	//
علی بن ابی بکر مرغینانی صاحب ہدایہ۔	//
عمر بن عبدالکریم ورسکی بخاری	۲۳۴
عمر بن محمد عقیلی۔	۲۳۵
محمد بن عمر نیشاپوری۔	//
احمد بن محمد خطیب خوارزم	//
حسن بن خطیر شارح جمع بین الصحیحین حمیدی۔	//
علی بن احمد رازی شارح قدوری۔	//
مسعود بن شجاع برہان الدین حنفیہ۔	۲۳۶
محمد بن یوسف بغدادی۔	//
محمد بن عراقی طاؤسی۔	//
احمد بن محمد غزنوی۔	۲۳۷
حسین بن علی لامشی۔	//
احمد بن موسیٰ کشی۔	//
زیاد بن الیاس فرغانی۔	//
حسن بن نصر کشنی۔	//
احمد بن عبدالرشید بخاری	۲۳۸
رضی الدین نیشاپوری	//

مطالب	صفحہ
حماد بن ابراہیم صفار بخاری۔	۲۳۸
محمود بن عبدالعزیز اوزجندی	۲۳۹
محمد بن ابی بکر المعروف بہ حمیر الوبری۔	״
عبدالکریم بن محمد صباغی مدینی۔	״
عمر بن محمد بن عبداللہ بسطامی	״
اشرف بن ابی الوضاح۔	״
برہان الائمہ عبدالعزیز بن عمر بن مازہ۔	״
نجم الائمہ بخاری۔	۲۴۰
محمد بن احمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء۔	״
محمد بن حسین بندنجی۔	۲۴۱
حامد بن محمد ریغذمونی۔	״
محمد بن حسن کاشانی۔	״
محمود صاحب محیط برہانی۔	״
فخر المشائخ علی بن عبداللہ	۲۴۲
محمد بن عبداللہ المعروف بہ قاضی بہدیہ۔	״
عبدالکریم بن محمد مدینی۔	״
حدیقہ ہفتم	
ساتویں صدی کے فقہا و علما کے بیان میں۔	״
محمد بن احمد صاحب فتاوی ملخص۔	۲۴۲
محمود بن عبیداللہ مروزی۔	״
محمود بن احمد۔	۲۴۳
عبدالرحمن بن شجاع بغدادی	״
ناصر بن عبدالسید صاحب مغرب۔	״
عبدالمطلب بن فضل بلخی۔	۲۴۴
قاضی عسکر محمد بن یوسف المعروف بہ ابن آہین۔	״
رکن الدین محمد بن محمد عمیدی	״
سعید بن سلیمان کندی۔	۲۴۵
قاسم بن حسین صدر الافاضل خوارزمی۔	״
عمر بن زید موصلی۔	״
محمد بن احمد بخاری صاحب فتاوی ظہیریہ۔	۲۴۶
بدیع بن منصور قزبنی۔	״
عیسی بن ملک عادل۔	״
یوسف سکاکی۔	۲۴۷
یحیی بن عبدالمعطی زوادی	۲۴۹
محمد بن عثمان صاحب فتاوی کامل۔	״
عبیداللہ بن ابراہیم عبادی	״
محمد بن محمود استروشنی۔	۲۵۰
خواجہ معین الدین چشتی۔	״
یوسف بن احمد صاحب فصول	۲۵۱
محمود بن احمد حصیری۔	״
خلف قرشی خوارزمی۔	״
داؤد بن ارسلان۔	۲۵۲
احمد بن یوسف۔	״
شمس الائمہ کردری۔	״
محمد بن محمود جرجانی۔	۲۵۳
حسین بن محمد بارعی	״
محمد بن یعقوب اسدی حلبی	״
قیصر بن ابی القاسم المعروف بہ تعاصیف۔	״
حسن صغانی۔	״
محمد بن محمود المعروف بہ خواہرزادہ۔	۲۵۵
محمد بن احمد بن عباد خلاطی	״
بکیر ترکی ناصری۔	״
یوسف بن قزعلی صاحب تاریخ مرآۃ الزمان۔	״
محمد بن محمود خوارزمی۔	۲۵۶
محمد بن احمد بن محمد بن عبدالمجید	״
احمد بن محمد عقیلی انصاری	۲۵۷
مختار بن محمود صاحب قنیہ	״

مطالب	صفحہ
عمر بن احمد حلبی۔	۲۵۸
علامہ فضل اللہ تورپشتی۔	//
علی بن سنجر المعروف بہ ابن سباک۔	//
علی بن محمد بخاری	۲۵۹
محمد بن احمد بخاری المعروف بعبیدی۔	//
محمد بن سلیمان المعروف بہ ابن	//
محمود بن محمد لولوی بخاری	۲۶۰
ہبۃ اللہ بن احمد طرازی۔	//
عمر بن احمد کاخشتوانی۔	//
عبداللہ بن محمد اذرعی۔	۲۶۱
عبدالعزیز بن احمد دبیری	//
شیخ محمد بن سعید شاطبی۔	//
محمد بن عبدالکریم المعروف بابن شجاع۔	//
سلیمان بن ابی العز اذرعی	//
عبدالرحمن بن کمال الدین حلبی۔	۲۶۲
محمود بن عبدالقاہر رازی	//
عبداللہ بن محمود موصلی صاحب مختار۔	//
داؤد بن یحیی قحقازی۔	۲۶۳

مطالب	صفحہ
عبدالعزیز بن عبدالسید خوارزمی۔	۲۶۳
احمد بن صدر الدین سلیمان دمشقی۔	//
محمد بن محمد صاحب عقائد نسفی	//
شیخ برہان الدین محمود بلخی	//
احمد بن ناصر حسینی۔	۲۶۴
عمر بن محمد خبازی۔	//
نعمان بن حسن خطیبی۔	۲۶۵
محمد بن محمد بخاری۔	//
عبدالوہاب بن احمد بن سحنون خطیب۔	//
احمد بن علی بعلبکی۔	//
یوسف بن عبداللہ اذرعی	۲۶۶
احمد بن جمال الدین جعبری	//
حسن بن احمد رازی۔	//
ایوب بن ابی بکر نحاس حلبی	//
محمد بن سلیمان دمشقی۔	۲۶۷
محمود بن ابی بکر شمس الدین فرضی۔	//
شیخ الاسلام سدید بن محمد حناطی۔	۲۶۸
رکن الدین خوارزمی۔	//
برہان الاسلام زرنوجی۔	//

مطالب	صفحہ
محمد بن عبدالرشید کرمانی۔	۲۶۸
محمد بن عبدالکریم خوارزمی	//
اشرف بن نجیب۔	۲۶۹
محمد بن محمد مایمرغی۔	//
محمد بن صاحب ہدایہ۔	//
عمر بن صاحب ہدایہ۔	//
صدر جہان۔	//
محمد بن عابد بن حسین سرخدی دمشقی۔	۲۷۰
محمود ترجمانی مکی خوارزمی	//
عماد الدین بن صاحب ہدایہ	//
احمد بن عبیداللہ محبوبی۔	//
یوسف بن محمد خوارزمی قبیری	//
نظام الدین صاحب اصول الشاشی۔	//
ابو القاسم تنوخی۔	۲۷۱
میمون بن محمد مکحول نسفی۔	//
عبدالرحیم بن ابی بکر صاحب فصول عمادیہ۔	//
محمد بن عمر صاحب کشف الابہام لدفع الاوہام۔	//
احمد بن مسعود قونوی۔	//
قاضی محمد بن احمد عامری۔	//
عبداللہ بن مظفر۔	۲۷۲

مطالب	صفحہ
حدیقۂ ہشتم	
آٹھویں صدی کے فقہا و علما کے بیان میں۔	۲۷۲
علی بن احمد المعروف بقاضی حصن	″
داؤد بن عثمان رومی۔	″
محمود بن احمد المعروف بابن سراج قونوی۔	″
علی بن محمد فاروسی رکابی	″
صاحب مدارک وکنز۔	۲۷۳
احمد بن ابراہیم سروجی۔	″
یحییٰ بن علی رومی۔	۲۷۴
اسحق بن علی۔	″
حسن سغناقی صاحب نہایہ شرح ہدایہ۔	″
اسمٰعیل بن عثمان دمشقی۔	۲۷۵
یوسف بن اسمٰعیل المعروف بابن الحلم۔	″
داؤد بن الملک المعروف ببدر الطویل۔	″
داؤد بن مروان ملطی۔	″
عمر بن محمود۔	۲۷۶
خطاب بن ابی القاسم قرہ حصاری۔	″
حسین بن سلیمان دمشقی۔	۲۷۶
قاضی محی الدین کاشانی۔	″
محمد بن احمد لارندی۔	″
محمد بن عبد الرحمن سنجاری۔	۲۷۷
شیخ نظام الدین اولیا۔	″
زاہدہ بابی۔	۲۷۸
محمد بن محمد مرغینانی۔	″
محمد بن عثمان المعروف بابن حریری۔	″
یحییٰ بن سلیمان رومی۔	۲۷۹
عبد العزیز بن احمد بخاری۔	″
عثمان بن ابراہیم ماردینی۔	″
ابراہیم بن سلیمان منطقی۔	″
علی بن احمد ترسوسی۔	۲۸۰
محمد بن عثمان المعروف بابن عجمی۔	″
عمر بن عمر بن احمد عقیلی حلبی۔	″
عبد الکریم بن عبد النور حلبی۔	۲۸۱
یوسف بن اسحق جعبری۔	″
موسیٰ بن محمد تبریزی۔	″
احمد بن حسن المعروف بابن زرکشی۔	″
اسمٰعیل بن خلیل فرضی نحوی	۲۸۲
علی بن بلبان مرتب معجم طبرانی وصحیح ابن حبان۔	″
یحییٰ بن محمد المعروف بہ ابن القویرہ۔	۲۸۲
یوسف بن عمر صاحب جامع المضمرات۔	″
عثمان بن علی صاحب تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق	۲۸۳
ابن ترکمانی۔	″
برہان الدین بن علی واسطی	″
علی بن داؤد قحقازی۔	″
صدر الشریعہ صاحب شرح وقایہ	۲۸۴
مولانا شمس الدین یحییٰ۔	″
عبید اللہ بن فخر الدین احمد عراقی	″
قوام الدین کاکی۔	۲۸۶
محمد بن احمد ماردینی ترکمانی۔	″
علی بن محمد حاسری۔	″
عبد العزیز بن علی ماردینی ترکمانی	″
ابن مہاجر حنفی۔	″
علی بن عثمان ماردینی۔	″
قاضی زین الدین عجمی	۲۸۷
ابن نصیح۔	″
کمال الدین علامہ۔	″
ابراہیم بن علی صاحب فتاوی طرسوسیہ۔	۲۸۸

مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ
امیر کاتب اتقانی۔	۲۸۸	اکمل الدین بابرتی صاحب	۲۹۶	محمود بن احمد صاحب قنایہ	۳۰۶
امام زیلعی۔	۲۹۰	عنایہ۔		تجنید زادہ	״
مغلطائی محدث۔	״	میر سید علی ہمدانی	۲۹۷	طاہر بن اسلام المعروف	״
عمر بن اسحٰق غزنوی۔	״	ابراہیم بن محمد حلبی۔	۲۹۸	بسعدی بوش۔	
شیخ حمید الدین دہلوی۔	۲۹۱	… بن یوسف قونوی۔	״	توحید افندی۔	״
ابن ریوہ۔	״	علی سیرانی۔	״	محمد بن محمد طاہری۔	۳۰۷
محمد بن عمر المعروف بابن السراج	״	سید یوسف حسینی۔	۲۹۵	قاسم بن یعقوب الشہیر بخطیب	״
احمد بن ابراہیم ختیانی۔	۲۹۲	قاضی عبد المقتدر۔	״	طبقہ نہم	
جابر بن محمد خوارزمی کانی۔	״	علامہ تفتازانی۔	۳۰۰	نویں صدی کے فقہا و علما	״
عبد الوہاب دمشقی۔	״	قاضی القضاۃ احمد بن حسن	۳۰۱	کے بیان میں۔	
قاضی محمد شبلی دمشقی۔	״	انقروی۔		میر سید عبد اللہ حسینی۔	״
عبد اللہ بن علی ترکمانی	۲۹۳	محمود کعجی۔	۳۰۲	عبد الاول بن محمد سیرامی۔	۳۰۸
ماردینی۔		قاضی منصور۔	״	عبد الاول بن برہان الدین علی	״
محمد بن محمد جلال الدین	״	خضر بن علی المعروف بحاجی پاشا	۳۰۳	ابن شحنہ۔	״
اقصرائی۔		ابوبکر مصری۔	״	سید شریف۔	״
عمر بن اسحٰق غزنوی۔	۲۹۴	علاء الدین اسود صاحب عنایہ	״	ابن قاضی سماونہ۔	۳۱۲
شیخ یوسف۔	״	شرح وقایہ۔		حماد بن عبد الرحیم ماردینی۔	۳۱۳
عبد القادر صاحب جواہر المضیہ	״	سید علی قومناتی رومی۔	۳۰۴	مولانا شیخ احمد تھانیسری۔	״
علی بن نصر الملقب بابن سوسی	۲۹۵	مولانا معین الدین عمرانی۔	״	خواجہ پارسا۔	۳۱۴
منصور بن احمد خوارزمی۔	״	سید جلال الدین کرلانی صاحب	۳۰۵	محمد بن محمد بزازی صاحب	״
محمد بن عبد الرحمٰن ابن الصائغ	״	کفایہ۔		فتاوی بزازیہ۔	
ابن ابی عجلہ۔	״	محمد بن شہاب کردری۔	״	محمد بن عبد اللہ دیری	۳۱۵
محمود بن احمد قونوی۔	۲۹۶	فضل اللہ بن محمد۔	״	قاری الہدایہ۔	״
احمد بن علی دمشقی۔	״	محمود بن حسین بلخی۔	۳۰۶	شمس بن عطاء اللہ رازی	״

مطالب	صفحہ
صاحب بکروزی۔	۳۱۵
قرہ بن یعقوب بن ادریس	۳۱۷
شیخ علما بن احمد صاحب	〃
تفسیر رحمانی۔	
عبدالرحمٰن بن علی بن عبدالرحمٰن	〃
محمد بن سید شریف۔	۳۱۸
محمد شاہ بن محمد فناری۔	〃
شیخ الاسلام محمود بن قاضی القضاۃ	〃
شمس الدین۔	
یوسف بن بالی فناری۔	۳۱۹
محمد شاذلی بکری۔	〃
قاضی شہاب الدین دولت آبادی	〃
خواجہ یعقوب چرخی۔	۳۲۰
ابراہیم بن موسیٰ کرکی۔	〃
حیدر بن احمد	〃
محمد بن احمد مکی۔	۳۲۱
شہاب الدین احمد بن محمد	〃
معروف بعرب شاہ۔	
بدرالدین عینی	〃
ابراہیم بن خطیب	۳۲۲
عبدالرحمٰن بن قاضی القضاۃ	〃
شمس الدین۔	
شیخ ابوالفتح جونپوری۔	〃
عبدالسلام بن احمد بغدادی۔	۳۲۳

مطالب	صفحہ
سید علی عجمی۔	۳۲۴
ابن ہمام۔	〃
شیخ ابوالفتح علائی کالپوی۔	۳۲۵
یعقوب بن ادریس المعروف	〃
بہ قرہ یعقوب۔	
خضر بیگ۔	〃
محمد بن محمد ابونصر پارسا۔	۳۲۶
قاضی القضاۃ سعد بن شمس الدین	〃
البلسی۔	
عبداللطیف دیری۔	۳۲۷
خیالی۔	۳۲۸
ابراہیم بن قاضی القضاۃ	〃
شمس الدین۔	
تقی الدین شمنی۔	۳۲۹
مولیٰ کافیجی۔	۳۳۰
مصنفک۔	۳۳۱
علی بن محمد قوشچی۔	۳۳۲
ابن امیر الحاج حلبی۔	۳۳۴
عبداللہ بن شیخ الاسلام	〃
شمس الدین دیری۔	
قاسم بن قطلوبغا۔	〃
حسن بن عبدالصمد سامسونی	۳۳۵
محمد بن محمد بن عمر بن قطلوبغا	〃
شیخ سعد الدین خیرآبادی۔	۳۳۶

مطالب	صفحہ
عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن حلبی۔	۳۳۶
محمد بن قطب الدین ازنیقی۔	۳۳۷
مولیٰ خسرو۔	〃
حسن چلپی۔	۳۳۸
علی المعروف بمولیٰ عران طوسی	۳۳۹
یعقوب پاشا۔	۳۴۰
سنان پاشا۔	〃
تاج الدین بن سعد۔	۳۴۱
مصلح الدین بن یوسف الشہیر	〃
بخواجہ زادہ۔	
زین الدین عبدالرحمٰن بن	۳۴۲
ابی بکر۔	
احمد بن اسمٰعیل کورانی۔	〃
علی عربی۔	۳۴۳
حافظ غیاث ہروی۔	۳۴۴
مولانا جامی۔	〃
قاسم الشہیر بقاضی زادہ	۳۴۵
رومی۔	
خلیل بن قاسم بن حاجی صفا	۳۴۶
حمزہ قرامانی۔	
قاضی نظام الدین بن مولانا حاجی	〃
محمد فراہی۔	
لطف اللہ توقاتی رومی الشہیر	〃
بمولیٰ لطفی۔	

مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ
یوسف بن حسین کرماستی	۳۴۶	الیاس بن یحییٰ بن حمزہ رومی	۳۵۳	محمد بن حسن سامسونی۔	۳۶۱
عبدالملک بن عبدالعزیز المعروف	″	حدیقۂ دہم		مولانا فصیح الدین محمد نظامی	″
بابن ملک۔		دسویں صدی کے فقہا و علما	۳۵۴	محمد محی الدین عمادی اسکلیبی	۳۶۲
موسیٰ پاشا۔	۳۴۸	کے بیان میں۔		عبدالبر الشہیر بابن شحنہ	″
حسن پاشا۔	۳۴۹	خطیب زادہ	″	شیخ عبداللہ بن الہداد عثمانی	″
شرف الدین بن کمال قریمی	″	ملازادہ عثمان۔	″	عبدالرحمن بن علی مؤید زادہ	۳۶۳
فتح اللہ شیرازی۔	″	مولیٰ مصطفیٰ قسطلانی۔	″	عبدالحکیم بن علی قسطمونی۔	۳۶۴
مولیٰ لگان۔	۳۵۰	مولانا سعد الدین	۳۵۵	ناجی زادہ۔	″
محمد بن بلیا تلوغ۔	″	محمد بن ابراہیم نکساری۔ دی۔	۳۵۶	مولانا الہداد جونپوری۔	″
فخرال بن الحجم۔	″	علی فناری۔	″	ابراہیم بن عبدالرحمن کرکی	۳۶۵
احمد بن ابراہیم حلبی۔	″	یوسف بن جنید الشہیر باخی چلپی	۳۵۷	قاہری۔	
الیاس بن ابراہیم	۳۵۱	مصنف ذخیرۃ العقبیٰ۔		بابک چلپی۔	″
حسین بن حامد تبریزی۔	″	مولانا مسعود شروانی۔	″	ابن المدرس حسین۔	″
محمد بن محمد بن قاضی زادہ۔	″	مولانا معین الدین فراہی۔	۳۵۸	خواجہ مولانا اصفہانی۔	۳۶۶
عبدالاول بن حسین تبریزی	۳۵۲	حمید الدین بن افضل الدین۔	″	احمد پاشا بن خضر بیگ۔	″
مولیٰ احمدی کرمانی۔	″	حسین واعظ کاشفی صاحب	۳۵۹	شیخ احمد محی بشیبانی۔	″
یعقوب اصغر قرامانی۔	″	تفسیر حسینی۔		قاضی اختیار الدین حسین۔	۳۶۷
صلاح الدین رومی۔	″	خلیلی۔	″	مولیٰ غیاث الدین رومی الشہیر	۳۶۸
محمد بن مصطفیٰ بن زکریا۔	۳۵۳	محمد بن مصطفیٰ بن حاج حسن۔	۳۶۰	بہ پاشا چلپی۔	
مصطفیٰ بن حسام الدین الشہیر	″	مصطفیٰ بن اوحد الدین۔	″	محمد شاہ بن عالی فناری۔	″
بہ حسام زادہ۔		مولانا عبدالغفور لاری	″	میر جمال الدین صاحب	″
محمد بن الیاس رومی۔	″	شیخ الاسلام احمد بن یحییٰ	۳۶۱	روضۃ الاحباب۔	
محی الدین الشہیر بابن مغنیسا	″	تفتازانی۔		اسمعیل بن بالی قرامانی۔	۳۶۹
محی الدین عجمی۔	″	قاسم بن خلیل صاحب شقائق	″	عابد چلپی۔	″

مطالب	صفحہ
میرم چلپی۔	٣٦٩
یعقوب بن سید علی۔	″
علی بن احمد جمالی۔	٣٧٠
مصطفی بن خلیل۔	″
قطب الدین مرزیفونی۔	″
مولانا شعیب۔	٣٧١
زیرک محمد رکن الدین	″
محمد بن خطیب قاسم اماسی۔	″
ابن کمال پاشا	٣٧٢
احمد بن عبد اللہ قریمی۔	٣٧٣
سید عبد اللہ ہسکری۔	″
محمد قرہ باغی۔	″
مولی عصام الدین اسفرائنی	″
سعد اللہ بن عیسی المعروف بسعدی چلپی۔	٣٧٤
عبد الواسع بن خضر۔	″
عرب چلپی	″
شیخ زادہ رومی۔	٣٧٥
محی الدین چوئی زادہ۔	″
محمد بن علی فناری۔	″
سید رفیع الدین صفوی	٣٧٦
عبد الرحمن بن یوسف۔	″
ابراہیم بن محمد حلبی صاحب کبیری۔	″

مطالب	صفحہ
مولانا میر رضی الدین	٣٧٧
محمد بن علاء الدین علی جمالی	″
قادری چلپی۔ اصلی نام آپ کا عبد القادر تھا	″
محمد بن عبد القادر۔	٣٧٨
محمد بن یحیی چلپی۔	″
طاشکبری زادہ۔	″
سید سید عبد الاول	٣٧٩
مولی محمد الشہیر بہ عرب زادہ رومی۔	٣٨٠
یوسف قرہ صوبی۔	″
مولی صالح بن جلال۔	″
مولی تاج الدین ابراہیم۔	٣٨١
مفتی ملا فیروز کاشمیری۔	″
شیخ علی متقی	٣٨٢
سید عبد اللہ ربانی۔	٣٨٣
محمد افندی برکلی رومی	″
ابو سعود صاحب تفسیر ابو سعود	٣٨٤
مولانا کلان۔	٣٨٥
محمد طاہر پٹنی	″
مولی احمد بن مولی بدر الدین	٣٨٧
علامہ کفوی	″
مولانا عبد اللہ سندی۔	٣٨٨
شیخ وجیہ الدین علوی۔	″

مطالب	صفحہ
یحیی بن بکتی رومی۔	٣٩٠
محمود بن شیخ محمد۔	″
برجندی۔	″
مولانا شمس الدین محمود حضرمی	″
شیخ اسمعیل حقی افندی	٣٩١
صلاح الدین موسی۔	″
مولانا حسامی واعظ۔	″
مولی امیر کیو۔	″
مولانا خواجہ شمس الدین پال کاشمیری۔	٣٩٢

حدیقہ یازدہم

مطالب	صفحہ
گیارھوین صدی کے فقہا و علما کے بیان مین۔	″
شیخ عبد الوہاب متقی۔	″
شیخ مبارک والد ابو الفیض فیضی۔	٣٩٤
محمود بن بدر الدین منشی آقحصاری	″
شیخ یعقوب صرفی	″
تمرتاشی۔	٣٩٥
ابن نجیم مصری	٣٩٦
ابراہیم بن محمد دمشقی۔	″
محمد بن عبد الملک بغدادی	٣٩٧
مولانا عبد اللہ انصاری	″
شیخ ابراہیم بن کسائی	٣٩٨

مطالب	صفحہ
حسام الدین۔	۳۹۸
مفتی زکریا بن بہرام۔	״
خواجہ محمد باقی۔	״
عبد الحلیم المشہور باخی زادہ	۳۹۹
ملا علی قاری۔	״
سید صبغۃ اللہ بروجی۔	۴۰۱
اخوند ملا محمد کمال الدین۔	״
شیخ نظام الدین تھانیسری۔	״
ابوبکر طرابلسی۔	۴۰۲
خواجہ جوہرنات کاشمیری۔	۴۰۳
ابوبکر بن شعیب۔	״
مولانا شیخ احمد شوریانی۔	״
محمد عاشق بن عمر۔	۴۰۴
مجدد الف ثانی۔	״
ملا عبد السلام لاہوری۔	۴۰۶
عبد القادر بن شیخ عبد اللہ عیدروس یمنی حضر موتی ہندی۔	״
سید سعد اللہ سلونی۔	۴۰۷
ملا عصمۃ اللہ سہارنپوری	״
عزمی زادہ۔	״
ابو الیمن بن عبد الرحمن تبرونی حلبی۔	״
شیخ ابراہیم احسائی۔	۴۰۸
مخدوم شیخ عبد الرشید۔	۴۰۸
مولانا حیدر تپلو کاشمیری۔	״
شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔	۴۰۹
شیخ محب اللہ اکبر آبادی	۴۱۲
خواجہ بہاری۔	״
قاضی محمد اسلم والد میر زاہد۔	״
مولانا محمود جونپوری۔	۴۱۳
شیخ محمد فاضل جونپوری۔	״
ملا خداوندگار۔	״
کاتب چلپی۔	۴۱۴
مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی۔	״
حسن بن عمار مصری شرنبلالی	۴۱۵
احمد شہاب بن محمد خفاجی۔	״
شیخ زین العابدین مصری۔	۴۱۶
شیخ محمد سعید سرہندی۔	۴۱۷
ابو الوفا عرضی۔	״
مولانا عبد الکریم پشاوری۔	״
محمد افندی دمشقی۔	۴۱۸
شیخ نور الحق دہلوی	״
ابراہیم بن عیسیٰ المشہور بہ ابی سلمہ	״
محمد بن ابی الصفا اسطوانی دمشقی۔	۴۱۹
شیخ محمد معصوم سرہندی۔	״
ابراہیم بن عبد الرحمن دمشقی	۴۲۰
خیر الدین بن احمد فاروقی رملی۔	۴۲۱
اسمٰعیل بن تاج الدین دمشقی	״
خواجہ معین الدین کاشمیری	۴۲۲
محمد بن علی حصکفی صاحب در مختار۔	״
ابراہیم بن عبد الرحمن دمشقی	۴۲۳
محمد بن حسن کواکبی حلبی۔	״
بابا داؤد مشکوتی کاشمیری	״
سیف الدین بن شیخ محمد معصوم سرہندی۔	۴۲۴
بیری زادہ مفتی مکہ مکرمہ۔	۴۲۴
اخوند ابو الفتح کلو کاشمیری۔	۴۲۵
ملا شنگرف گنائی کاشمیری۔	״
اخوند ملا محمد جمال الدین۔	۴۲۶
خواجہ زین علی سیلور نواری	״
شیخ بن علی جار اللہ قرشی مکی	״
مولی محمد حنفی۔	۴۲۷
ملا محمد صادق حکیم دانا۔	״
ملا عبد الرزاق باکوٹی۔	۴۲۸
مفتی ملا یوسف کاشمیری۔	״
حدیقۂ دوازدہم	
بارھویں صدی کے فقہا	״

مطالب	صفحہ
علما کے بیان میں۔	
میرزاہد	۴۲۸
ابوبکر بن بہرام دمشقی۔	۴۲۹
ملا قطب الدین سہالوی	״
ابراہیم بن سلیمان جنینی۔	״
مولانا محمد امین کانی بلدیحری	۴۳۰
محمد عبد الشکور تیلو۔	״
شاہ رضا قادری۔	۴۳۱
قاضی محب اللہ بہاری صاحب مسلم الثبوت۔	״
مولانا محمد محسن کشتو کاشمیری	۴۳۲
مفتی ابوالصفا دمشقی خلوتی	״
شیخ جان محمد لاہوری۔	۴۳۳
شیخ قطب الدین شمس آبادی	۴۳۴
قاضی حیدر المخاطب بقاضی خان	״
ملا محمد اشرف ٹنو کاشمیری۔	״
مولانا عنایت اللہ شال کاشمیری۔	۴۳۵
شیخ غلام نقشبند لکھنوی۔	״
شیخ احمد صاحب تفسیر احمدی	۴۳۶
میر ایوب بخاری	״
حافظ امان اللہ بنارسی۔	״
سید عبد الجلیل بلگرامی۔	۴۳۷
شیخ عارف حبیب اللہ قنوجی	״

مطالب	صفحہ
شیخ علی الطغر	۴۳۸
شیخ کلیم اللہ جہان آبادی۔	״
محمد عنایت اللہ قادری قصوری لاہوری۔	۴۳۹
ابوبکر بن احمد حلبی مقدسی	״
عبد الغنی بن اسمعیل نابلسی دمشقی۔	״
سید محمد بن مصطفی ارض رومی نزیل قسطنطنیہ۔	۴۴۰
حاجی محمد افضل بن شیخ محمد معصوم۔	״
حافظ محمد محسن مجددی نقشبندی۔	״
احمد بن بکر مکی صاحب فتاوی مکی۔	۴۴۱
شیخ ابراہیم تشبیلی۔	״
سید جان محمد بلگرامی۔	״
مولانا ابوالفتح کانی۔	״
سید طفیل محمد بن سید شکر اللہ بلگرامی۔	״
مولوی امان اللہ شہید۔	۴۴۲
مولوی سعد الدین صادق	״
شیخ محمد فاضل قادری مجددی بٹالوی	

مطالب	صفحہ
ابراہیم بن محمد المعروف بابن سعفر نوری	۴۴۳
میر عبد الوہاب سنوآبادی	״
مولوی محمد زین الدین نیواری	״
نور الدین بن شیخ محمد صالح احمد آبادی۔	
مولانا محمد زاہد لاہوری۔	۴۴۴
ملا نظام الدین سہالوی۔	۴۴۵
حاجی عبد الولی طرخانی۔	״
سقیم السنہ۔	״
سید محمد یوسف واسطی بلگرامی۔	۴۴۶
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۴۴۷
ابوبکر بن منصور حلبی۔	۴۴۸
مولانا رستم بن علی اصغر قنوجی۔	۴۴۹
اخوند ملا ابوالوفا۔	״
بابا محمد محسن کاشمیری۔	״
حاجی نعمت اللہ نوشہری۔	״
اسمعیل بن عبد اللہ اسکداری صوفی۔	۴۵۰
خواجہ محمد اعظم دومری۔	״
ابراہیم بن علی رومی۔	״
ابراہیم بن مصطفی حلبی۔	۴۵۱

مطالب	صفحہ
محمد صدیق لاہوری	۴۵۱
سید قمر الدین اورنگ آبادی	۴۵۲
مرزا اسلم سلطان خانان۔	۴۵۳
مولانا نور اشد گنت۔	〃
ابراہیم بن علی حمصی۔	〃
شیخ ابوبکر بن ابراہیم دمشقی۔	〃
اخوند نور الہدیٰ۔	۴۵۴
غلام علی آزاد۔	〃
سید ابراہیم بن محمد دمشقی۔	۴۵۶
شیخ حسن عجیمی مکی۔	〃
شیخ عبد الرشید جونپوری۔	〃
مولوی محمد امجد قنوجی۔	۴۵۷
شیخ مولوی فتح علی قنوجی۔	〃
مولوی محمد عبد العلی قنوجی	〃
ملا ابو الحسن المعروف بہ شاہم بابا۔	〃
بابا محمد عثمان بن شیخ محمد فاروق۔	〃
شیخ عبد الوہاب راجگیری۔	۴۵۸
خواجہ محمد بن عبد الرحمن قنوجی۔	〃
سید نور الہدیٰ اورنگ آبادی	〃

حدیقہ سیزدہم

مطالب	صفحہ
ان فضلائے کرام کے بیان میں جو تیرھویں صدی میں ہوئے ہیں۔	۴۵۸
سید مرتضیٰ قادری۔	〃
شاہ عبد القادر المعروف بہ فخری۔	۴۶۱
شیخ اسلم کاشمیری۔	〃
شیخ علی رفیقی۔	۴۶۲
مولوی غلام فرید لاہوری	〃
سید جلال شاہ کاشمیری۔	〃
رفیع الدین مرادآبادی۔	۴۶۳
شیخ احمد بن مصطفےٰ رفیقی۔	〃
مفتی محمد قوام الدین کاشمیری	〃
مولانا عبد الباسط قنوجی۔	۴۶۴
مولوی حسین علی قنوجی۔	۴۶۵
شیخ عبد الملک مفتی مکہ مکرمہ	〃
قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔	〃
بحر العلوم ملا عبد العلی لکھنوی	۴۶۷
شیخ محمد بن مصطفےٰ رفیقی۔	〃
مولوی سلام اللہ محدث دہلوی۔	۴۶۸
مولوی علیم الدین قنوجی۔	〃
مولوی نعیم الدین قنوجی۔	۴۶۹
علامہ طحطاوی۔	〃

مطالب	صفحہ
مولانا صفی الدین	۴۶۹
شاہ رفیع الدین دہلوی۔	〃
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	۴۷۰
شاہ عبد القادر دہلوی۔	۴۷۱
عبد المولی بن عبد اللہ دمیاطی	〃
مولوی محمد ولی اللہ فرخ آبادی	〃
شاہ ابو سعید مجددی۔	〃
مولوی غلام رسول لاہوری۔	۴۷۲
شاہ رؤف صاحب تفسیر رؤفی	〃
شیخ حافظ محمد عابد سندھی۔	۴۷۳
قاضی عبد السلام بداؤنی۔	〃
مولوی کرم اللہ محدث دہلوی	〃
سید محمد امین شامی المشہور بہ ابن عابدین صاحب رد المحتار۔	۴۷۴
مولانا اسحٰق دہلوی۔	〃
حافظ محمد حسن پشاوری۔	۴۷۵
شیخ طیب رفیقی۔	〃
مولوی جان محمد لاہوری۔	〃
مولانا خادم احمد۔	۴۷۶
مولوی غلام اللہ لاہوری۔	〃
مولوی غلام محی الدین لکھوی	〃
حافظ محمد عظیم پشاوری۔	۴۷۸
شیخ رضا رفیقی۔	۴۷۹

مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ
شاہ احمد سعید۔	۴۷۹	مولوی احمد الدین بگوی۔	۴۸۶	مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری	۴۹۱
مولانا فضل حق خیرآبادی	۴۸۰	شیخ نور الدین رفیقی۔	۴۸۷	مولوی محمد قاسم نانوتوی۔	،،
مولوی غلام حسین قنوجی	،،	نواب محمد قطب الدین محدث دہلوی۔	۴۸۸	مولوی احمد علی محدث سہارنپوری۔	۴۹۳
مولوی تراب علی لکھنوی۔	۴۸۱	مفتی سعد اللہ مرادآبادی	،،	شیخ عماد الدین بن عبد الرسول رفیقی۔	۴۹۳
مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی۔	،،	شیخ مصطفے رفیقی۔	۴۸۹	خاتمۃ الکتاب	
مولانا حافظ عبد الحلیم لکھنوی۔	۴۸۴	مولوی محمد عمر رامپوری۔	،،	تذکرہ مصنف حدائق الحنفیہ ہذا	۴۹۴
مفتی محمد یوسف سہالوی۔	۴۸۶	مولوی شاہ عبد الغنی دہلوی۔	۴۹۰		

تنبیہ

کتاب ہذا کے صفحہ ۴۴۱ مین کاتب کی سہو سے سند رجۂ ذیل فاضل کا تذکرہ درج نہین ہوا پس ناظرین اسکو صفحہ مذکور مین شیخ ابراہیم بن اسمٰعیل کی ابتدا مین پڑھین۔

شیخ تاج الدین قلعی بن قاضی عبد المحسن فقیہ فاضل محدث کامل مفتی مکہ مکرمہ تھے بہت سے مشائخ حدیث سے صحبت کی اور اُنسے علوم کو اخذ کیا اور سب نے آپ کو اجازت دی لیکن اکثر علم حدیث کا آپ نے شیخ عبد اللہ بن سالم بصری سے حاصل کیا۔ آپ کا قول ہی کہ مین نے کتب حدیث کو بحث اور تنقیح کے طور پر اُنھین سُنایا اور صحیحین کو عجمی سے پڑھا اور سب کی اُنھون نے مجھے اجازت دی۔ آپ نے شیخ صالح زنجانی کی بھی ملازمت کی اور اُنسے فقہ حاصل کی اور شیخ احمد نخلی اور شیخ احمد قطان وغیرہ سے بھی روایت و اجازت حاصل کی اور اُنسے تدریس کا طریقہ اخذ کیا اور نیز شیخ ابراہیم کردی سے اجازت لی اور اُنسے حدیث مسلسل بالاولیہ کو روایت کیا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انسان العین مین لکھتے ہین کہ جب آپ صحیح بخاری کا درس دیا کرتے تھے تو مین کئی دن تک آپکی مجلس درس مین حاضر ہوا اور آپ سے کتب صحاح ستہ و موطا امام مالک و مسند دارمی اور امام محمد کی کتاب الآثار کو کہین کہین سے سُنا اور آپ سے سب کتابون کی اجازت حاصل کی اور جب مین ۱۱۴۳ھ مین زیارت نبوی سے واپس ہوا تو آپ ہی سے مین نے پہلے پہل حدیث مسلسل بالاولیہ کو بروایت شیخ ابراہیم سُنا۔ وفات آپ کی ۱۱۴۹ھ مین ہوئی زبدۂ خلقت تاریخ وفات ہی۔

اور صفحہ ۷۳۷ مین ذکر مولانا سید رضی الدین کا بھی مکرر ہوگیا ہی۔

قوله عليه السلام وان العلماء ورثة الانبياء

الحمد للہ والمنة کہ کتاب مستطاب جسمین تراجم فقہای عظام اور علمای کرام حنفیہ کے مذکور ہین مسمی بہ

حدائق الحنفیہ

جو تالیفات عالم نبیل وفاضل جلیل مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی ثم اللاہوری سے ہے

مطبع نامی منشی نولکشور مین بہ طبع گزین مطبوع جہان ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اعلیٰ درجۃ المومنین المتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ الھادیین المھدیین وتابعیھم وتبعھم من الائمۃ المجتھدین والمستنبطین خصوصاً علی الامام ابی حنیفۃ ھو سراج الامۃ وامام المسلمین وعلی سائر الفقہاء والمحدثین الی یوم الدین

اما بعد مین مفتقر الی الصمد فقیر محمد جہلمی بن حافظ محمد سفارش مرحوم مدت سے اس زمانہ کے اکثر غیر مقلدین کو جو اپنے کو ہمچو من دیگرے نیست سمجھتے ہین اپنی جہالت سے علماے کرام خصوصاً فقہاے عظام حنفیہ رحمہم اللہ کی تحقیر و توہین کرتے دیکھتا اور اُنکے حق مین طرح طرح کے طعن علمی کرتے سنتا تھا اور تعجب سے کہتا تھا کہ الٰہی ان لوگون کی عقل وسمجھ پر کیا پتھر پڑ گئے ہین کہ جن لوگون نے اپنی عمدہ تصانیف و تو الیف کے ذریعہ سے علم شریعت کو اطراف و اکناف عالم مین پھیلایا اور محض جنکے طفیل سے علم رسالت پناہی ان تک پہونچا انھین پر عقل کے پتلے اپنی سوء فہمی سے بیعلمی و بے بضاعتی علوم قرآن وحدیث کا دھبا لگاتے ہین اور چاہتا تھا کہ فقہاے عظام وعلماے کرام حنفیہ کے تراجم وحالات مین ایک مفصل کتاب لکھون اور آنکے مدارج ومراتب علوم حدیث وفقہ وغیرہ کو جو اس وقت کے علماء وفضلا کو

[illegible]

انکا عشر عشیر بھی حاصل نہین مع سلسلۂ سند تلمذ و روایت و تاریخ ولادت و وفات وغیرہ
حالات کے ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے معرض تحریر مین لاؤن کہ جسکو دیکھ کر بے ادب گستاخ
خود بخود منفعل و شرمسار ہو جائین مگر اپنے اس ارادے کے پورا کرنے مین ایک بے سامانی دوسرے
کم فرصتی کے سبب سے متعذر تھا کیونکہ اگرچہ علماے سابقین مین سے اکثر فضلا نے اس باب مین
بہت سی کتابین لکھی ہین چنانچہ شیخ عبد القادر قرشی نے جواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ اور ملا علی
قاری نے اثمار الجنیہ فی تراجم الحنفیہ اور محمود بن سلیمان کفوی نے اعلام الاخیار من فقہاء
نعمان المختار اور قاسم بن قطلوبغا نے تاج التراجم اور مجد الشیرازی اور قطب المکی اور شیخ عبد الحق
محدث دہلوی وغیرہم نے خاص فقہاے حنفیہ اور حافظ جلال الدین سیوطی و حافظ ذہبی و حافظ
عسقلانی و شمس السخاوی و قطب الیافعی و محمد بن فضل اللہ محبی وغیرہم نے عام علماء مذاہب
اربعہ کے تراجم مین مفصل و مبسوط کتابین تالیف فرمائی ہین لیکن عربی مین اور غیر مطبوعہ
ہونے کے سبب سے اس ملک مین بالکل مفقود و عنقا ہین مگر اسپر بھی شوق نہایت غالب تھا
خصوصًا جبکہ مین نے اپنے اس ارادے کو اپنے محب صادق اور مخلص واثق عالم الالمعی فاضل
اللوذعی مولوی محمد الدین صاحب مالک العلوم مصنف روضۃ الادبا وغیرہ سے ظاہر کیا تو
انھون نے نہایت مصر ہوکر مجکو اس کتاب کے تالیف کرنے کی صرف ترغیب و تشویق ہی نہ دی
بلکہ بعض کتابین بھی بہم پہونچا دین جسپر مین نے جا بجا سے کتب و رسائل مہیا کرکے اور السعی
منی والاتمام من اللہ تعالیٰ پر کمر بستہ ہو کر روزمرہ تھوڑا سا وقت اس مراہم اور سرا پا خیر پر صرف
کرنا شروع کیا اگرچہ اس اثناء مین کئی دفعہ بہت سے موانع و حوائج بھی پیش آئے مگر تاہم محض
تفضلات الٰہی او یمن و برکت علماے کرام سے جنکی شان مین عند ذکر الصلحاء تنزل الرحمۃ وارد ہے
یہ تذکرہ تین سال کی محنت سے ۱۲۹۵ ہجری مین اختتام کو پہونچا اور نام اسکا حدائق الحنفیہ
رکھکر اسکو ایک مقدمہ اور تیرہ حدیقون پر منقسم کیا۔ مقدمہ فضیلت فقہ و فقہا اور انکے
طبقات کے بیان مین۔ حدیقۂ اول چار خیابان پر مشتمل ہے پہلا خیابان امام ائمۃ المجتہدین
سراج الامۃ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے تاریخی حالات مین۔ دوسرا
خیابان اس امر مین کہ آپ کی بشارت رسول خدا نے دی ہے تیسرا خیابان آپ کے مناقب مین

باقوال ائمۂ اعلام وعلماے کرام ۔ جو تھا خیابان آن مطاعن کی تردید مین جو حساد وثمنون نے آپ پر کیے ہین ۔ حدیقۂ دوم دوسری صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین ۔ حدیقۂ سوم تیسری صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین ۔ حدیقۂ چہارم چوتھی صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین ۔ حدیقۂ پنجم پانچوین صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین ۔ حدیقۂ ششم چھٹی صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین ۔ حدیقۂ ہفتم ساتوین صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین ۔ حدیقۂ ہشتم آٹھوین صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین ۔ حدیقۂ نہم نوین صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین ۔ حدیقۂ دہم دسوین صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین ۔ حدیقۂ یازدہم گیارھوین صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین ۔ حدیقۂ دوازدہم بارھوین صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین ۔ حدیقۂ سیزدہم تیرھوین صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین ۔ اور جن علما وفضلا کی تاریخ وفات معلوم نہین ہوئی انکو ہر ایک صدی کے اخیر مین جس جس مین وہ فوت ہوے درج کر دیا گیا ۔

اس کتاب کی تالیف کے وقت مندرجۂ ذیل کتابین میرے زیر نظر تھین اور خاصکر انہین سے ترجمہ کیا گیا ہے ۔ حسن المحاضرہ سیوطی ۔ تاریخ ابن خلکان ۔ تاریخ ابو الفداء ۔ دائرۃ المعارف ۔ رد المحتار ۔ شرح در المختار المعروف بہ شامی ۔ فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ۔ روضۃ الصفا ۔ حبیب السیر ۔ تاریخ وذہری المعروف بہ اعظمی یعنی تاریخ کاشمیر ۔ وقائع نعمانی ۔ تتمۂ تاریخ اعظمی ۔ مسند امام خوارزمی ۔ میزان امام شعرانی مالکی ۔ اخبار الاخیار ۔ زاد المتقین ۔ غایۃ الاوطار اردو شرح درمختار ۔ تذکرۃ الاولیا ۔ فتاوای برہنہ ۔ تقریب التہذیب ۔ شرح سفر السعادۃ وغیرہ ذلک چونکہ انسان خطا ونسیان سے مرکب ہے اور اُس سے خطا کا سرزد ہونا ایک امر لازمی ہے اور مین نے اس امر اہم اور کار عظیم کو محض احب الصالحین ولست منہم لعل اللہ یرزقنی فلاحا سمجھ کر اپنے ذمہ لیا ہے اسلیے اگر کہین نقل مین کوئی سہو یا غلطی واقع ہو گئی ہو تو علماے کرام اور ناظرین والا تمکین سے امید ہے کہ براہ والا حوصلگی اغماض کو کام فرما کر اسکی گرفت سے مجھ ناچیز ہیچمدان کو معذور رکھینگے اور طعن وتشنیع کا ہدف نہ بنائینگے والعذر عند کرام الناس مقبول ۔ توکلت علی اللہ وہو حسبی ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

مقدمہ

فضیلت فقہ وفقہا اور اُنکے طبقات کے بیان مین

اسمین کسی فرد بشر کو کلام نہین کہ علم سب چیزون سے افضل ہی خصوصًا علم دین کی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت ہی اور اسمین بھی علم فقہ (جو لغت عرب مین جاننا وسمجھنا شی کا نام ہی اور عرف مین جاننا وسمجھنا احکام شریعت کا ہی اور علماے اصول فقہ کی اصطلاح مین اُن احکام شرعیہ کے جاننے وسمجھنے سے مراد ہی جو دلائل مفصلہ سے حاصل ہوے ہین اور فقیہ احکام شریعت کے جاننے وسمجھنے والے کو کہتے ہین اور فقہا فقیہ کی جمع ہی) ایک ایسا شریف علم ہی کہ اُسکی کوئی علم برابری نہین کرسکتا کیونکہ یہ قرآن وحدیث کا ثمرہ ہی اور اسی سے حلال وحرام اور حکم اللہ اور اُسکے رسول کا پہچانا جاتا ہی بلکہ اصول فقہ کے بغیر کلام الٰہی اور ارشاد رسالت پناہی کی اصل مراد سمجھنی بھی ناممکن ہی اسی لیے فقہ وفقیہ کی فوقیت وفضیلت پر کلام اللہ واحادیث رسول اللہ ناطق وشاہد ہین اور اقوال علماے کرام وفضلاے عظام اسقدر ہین کہ اُنکا احصا دشوار ہی چنانچہ سورۂ توبہ مین ہی وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منهم طائفۃ لیتفقهوا فی الدین یعنی مومنون کو یہ بات جائز نہین ہی کہ تمام وہ غزا مین جائین پس کیون ہر فرقے مین سے ایک گروہ باہر نہین گیا اور باقی لوگ فقاہت یعنی سمجھ دین مین حاصل کرین۔ تفسیر معالم التنزیل مین اس آیت کے ذیل مین لکھا ہی کہ فقہ سے معرفت احکام دین مراد ہی اور وہ فرض عین اور فرض کفایہ پر منقسم ہی۔ فرض عین تو مثل علم مسائل طہارت وصلوٰۃ وصوم وغیرہ کے ہی جنکی معرفت ہر ایک مکلف پر لازم ہی اور فرض کفایہ یہانتک سیکھنا ہی کہ آدمی درجۂ اجتہاد اور رتبۂ فتیا کو پہونچ جائے پس اگر تمام آدمی اسکے تعلم سے بیٹھ گئے تو تمام گنہگار ہونگے اور جب ہر ایک شہر مین سے ایک ایک آدمی اسکے تعلم کے لیے کھڑا ہو گیا تو باقی لوگون پر سے فرض ساقط ہو گیا اور اُنپر واقعات وحوادث مین اُس شخص کی تقلید واجب ہوئی انتہی۔ سورہ آل عمران مین ہی ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتب وبما کنتم تدرسون یعنی لیکن ہو جاؤ تم ربانی اسواسطے کہ ہو تم سکھاتے کتاب اور اسواسطے کہ ہو تم پڑھتے۔ تفسیر معالم مین کونوا ربانیین کی تفسیر مین لکھا ہی کہ علیؓ وعباسؓ اور حسن بصریؒ نے کہا ہی کہ ہو تم فقہا وعلما۔ ایسا ہی

تفسیر عباسی وغیرہ مین ہی اور سنن دارمی مین اس آیت کی تفسیر مین ابی عبد اللہ خراسانی سے
روایت ہی کہ ضحاک نے کہا ہی کہ ہر ایک شخص پر جو قرآن کو پڑھے فرض ہی کہ وہ فقیہ ہو اور نیز عطا
بن سائب سے روایت کی ہی کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ ہو تم علما فقہا انتہی سورہ بقر مین ہی
ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا یعنی جسکو دیگئی حکمت یعنی فقہ پس تحقیق اسکو
دیگئی بہت سی بھلائی تفسیر معالم مین حکمت کی تفسیر مین لکھا ہی کہ امام مجاہد نے کہا کہ لفظ حکمت سے قرآن علم اور فقہ مراد ہی
تفسیر کبیر اور عباسی مین لکھا ہی کہ حکمت بمعنی علم و فہم ہی اور یہ بعینہ لفظ فقہ کا ترجمہ ہی تفسیر مدارک
مین ہی کہ حکمت سے علم قرآن و سنت اور علم نافع موصل الی رضاء اللہ مراد ہی صحیح بخاری و
مسلم مین ابو ہریرہؓ اور بخاری و سنن دارمی مین ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ حضرت نے فرمایا من
یرد اللہ بہ خیرا یفقهه فی الدین یعنی جسکے ساتھ اللہ نیکی کیا چاہتا ہی تو اسکو دین
مین سمجھ و بوجھ دیتا اور شریعت کا بھید اسپر کھولتا ہی یہ حدیث بادنیٰ تفاوت آیہ ومن یؤت الحکمة کا
ترجمہ ہی صحیح مسلم و سنن دارمی مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہی الناس معادن کمعادن
الذهب والفضة خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا یعنی آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ آدمی کانین مین چاندی و سونے کی کانون کی طرح نیک انکا جاہلیت مین نیک ہی حالت
اسلام مین اور جبکہ وے فقیہ اور علم شریعت مین صاحب بصیرت ہون جامع ترمذی مین ابن
عباسؓ سے مروی ہی فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنی آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ ایک فقیہ ہزار عابد سے شیطان پر سخت تر ہی سنن دارمی مین عبد اللہ بن عمرؓ سے
مروی ہی ان رسول اللہ ﷺ مر بمجلسین فی مسجده فقال کلاهما علی خیر واحدهما افضل من
صاحبه اما هؤلاء فیدعون اللہ ویرغبون الیه فان شاء اعطاهم وان شاء منعهم واما هؤلاء
فیتعلمون الفقه او العلم ویعلمون الجاهل فهم افضل وانما بعثت معلما ثم جلس فیهم
یعنی تحقیق رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد کی دو مجلسون مین گذرے پس فرمایا دونون نیکی پر ہین لیکن
ایک ان دونون مین سے افضل ہی چنانچہ یہ جماعت جو دعا مین مشغول ہی پس پکارتے ہین اللہ کو
اور رغبت کرتے ہین اسکی طرف پس اگر چاہے دے انکو اور اگر چاہے نہ دے انکو لیکن یہ لوگ
جو علم مین مشغول ہین پس سیکھتے ہین فقہ یا علم کو اور سکھاتے ہین جاہل کو پس یہ افضل ہین

اور سواے اسکے نہین کہ مین بھیجا گیا ہون معلم پس آپ اُس مجلس مین بیٹھ گئے - ترمذی مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے لا یجتمعان فی منافق حسن سمت ولا فقہ فی الدین یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ
دو خصلتین منافق شخص مین جمع نہین ہوتین ایک اچھی سیرت یعنی خلق اور دوسرے فقیہ ہونا
دین مین - ابو داؤد و ترمذی اور ابن ماجہ مین ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا نضر
اللہ عبداً سمع مقالتی فحفظہا ووعاہا واداہا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی
من ہو افقہ منہ یعنی تر و تازہ کرے اللہ اُس شخص کو جسنے سنا میری حدیث کو پس حفظ کیا اُسکو اور
اُسی طرح پہونچایا اُسکو (یعنی بغیر تغیر الفاظ کے) کیونکہ بسا اوقات حامل حدیث غیر فقیہ ہوتا ہے
اور بسا اوقات حامل حدیث کا پہونچاتا ہے حدیث کو اُس شخص کے پاس جو زیادہ تر فقیہ ہوتا ہے
تاکہ وہ اُس سے اُسکی مراد سمجھے جو پہونچانے والے نے نہین سمجھی - یہان سے سمجھنا چاہیے کہ جب صورت مین
حامل حدیث کے فقیہ کے پاس صرف پہونچانے حدیث کا یہ رتبہ ہے کہ اُسکے لیے حضرت صلعم نے تر و تازہ
رہنے کی دعا کی ہے تو وہ فقیہ جسکے پاس وہ حدیث پہونچی ہے اور اُسنے اُسکا مطلب سمجھکر اُس سے مسئلہ
نکالا ہے اُسکے لیے کیا کچھ نہ ہوگا کیونکہ محض محدث مثل دوا فروش کے ہے اور فقیہ مجتہد مثل
طبیب کے ہے جیسا کہ امام اعمش محدث نے امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ سے خطاب کرکے کہا ہے
کہ ہم لوگ صرف دوا فروش ہین اور تم طبیب ہو - اور یزیدی نے کہا ہے کہ جو حامل حدیث حدیث کا مطلب
نہ جانے وہ مثل خوشبو فروش کے ہے کذا فی عقود الجواہر المنیفہ - پس طبیب اور دوا فروش مین جو
فرق بین ہے وہ ظاہر ہی ہے - ترمذی مین ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے اصحاب کو
فرمایا ان الناس لکم تبع وان رجالا یاتونکم من اقطار الارض یتفقہون فی الدین
فاذا اتوکم فاستوصوا بہم خیرا یعنی لوگ تمھارے تابعدار ہین اور تحقیق آدمی تمھارے
پاس اطراف و اکناف زمین سے آئینگے تاکہ دین مین فقاہت حاصل کرین پس جب وہ آئین
تو تم اُنسے نیکی کرو - مشکوٰۃ مین علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نعم الرجل
الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفع وان استغنی عنہ اغنی نفسہ یعنی اچھا مرد
وہ ہے جو دین مین فقیہ ہے اگر احتیاج لائی جائے اُسکے پاس تو نفع پہونچاتا ہے اور اگر اُس سے
بےپروائی کیجائے تو وہ اپنے نفس کو اُنسے بےپروا کرتا ہے - دارقطنی و بیہقی نے روایت کی ہے کہ

آنحضرت صلعم نے فرمایا ما عبد اللہ تعالی بشیء افضل من فقہ فی الدین ولکل شیء عماد وعماد
ھذا الدین الفقہ یعنی اللہ کسی چیز کے ساتھ فقاہت فی الدین سے بہتر عبادت نہین کیا جاتا اور
ہر ایک شی کے لیے ستون ہے اور ستون اس دین کا فقہ ہے۔ احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا
من تفقہ فی دین اللہ عز وجل کفاہ اللہ تعالی ما اھمہ ورزقہ من حیث لا یحتسب
یعنی جو شخص خدا کے دین مین فقاہت حاصل کرتا ہے تو خدا اسکے مقاصد کو کفایت کرتا ہے اور
ایسی جگہ سے اسکو رزق دیتا ہے کہ جہان سے اسکو گمان بھی نہو۔ نیز آنحضرت صلعم نے فرمایا صنفان من
امتی اذا صلحا صلح الناس واذا فسدا فسد الناس الامراء والفقہاء یعنی میری
امت مین دو گروہ ایسے ہین کہ جب وہ سنورتے ہین تو لوگ بھی سنورتے ہین اور جب وہ فاسد
ہوتے ہین تو لوگ بھی فاسد ہو جاتے ہین۔ ایک امرا دوسرے فقہا نیز آنحضرت صلعم نے فرمایا خیر
دینکم ایسرہ وخیر العبادۃ الفقہ یعنی بہتر دین تمہارا وہ ہے جو آسان تر ہے اور بہتر عبادت کا فقہ ہے ابوداؤد
وابن ماجہ مین عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا العلم ثلثۃ آیۃ محکمۃ او سنۃ
قائمۃ او فریضۃ عادلۃ وما کان سوی ذلک فھو فضل یعنی علم اصول دین تین ہین
قرآن وحدیث اور جو ان دونون سے مستنبط ہے یعنی فقہ اور جو ان تین کے سوا ہے وہ لایعنی ہے
سنن دارمی مین احنف سے روایت ہے قال عمرؓ تفقھوا قبل ان تسودوا یعنی
عمرؓ نے فرمایا کہ پہلے اس سے کہ پیشوا بنائے جاؤ فقاہت حاصل کرو۔ نیز تمیم الداری سے روایت ہے
قال تطاول الناس فی البناء فی زمن عمرؓ فقال عمرؓ یا معشر العرب الارض الارض انہ لا اسلام الا بجماعۃ
ولا جماعۃ الا بامارۃ ولا امارۃ الا بطاعۃ فمن سودہ قومہ علی الفقہ کان حیوۃ لہ ولھم ومن
سودہ قومہ علی غیر فقہ کان ھلاکا لہ ولھم یعنی عمرؓ کے زمانہ مین لوگون نے بناء مکانات مین باہم ترقی کی
پس عمرؓ نے کہا کہ اے گروہ عرب زمین پر فساد سے بچو تحقیق اسلام نہین ہے مگر ساتھ جماعت کے اور جماعت نہین ہے
مگر ساتھ امارت کے اور امارت نہین ہے مگر ساتھ اطاعت کے پس جس شخص کو پیشوا بنایا اسکی قوم نے فقہ پر پس
ہوئی حیات اسکی اور انکے لیے اور جس شخص کو پیشوا بنایا اسکی قوم نے غیر فقہ پر پس ہوئی ہلاکت اسکی اور انکے لیے۔ طبرانی نے
ابن عمرؓ سے روایت کی ہے وقلیل الفقہ خیر من کثیر العبادۃ یعنی تھوڑی فقہ بہتر ہے زیادہ عبادت سے سنن دارمی
مین ابن عمرؓ سے مروی ہے قال ارسل رسول اللہ معاذ بن جبل وابا موسی الی الیمن قال تساندا

ویطاوعا ویسرا ولا تنفرا فقدما الیمن فخطب الناس معاذ فحضهم علی الاسلام وامرهم بالتفقه فی القرآن وقال اذا فعلتم ذلك فاسئلونی اخبرکم عن اهل الجنة من اهل النار فمکثوا ماشاء الله ان یمکثوا فقالوا لمعاذ قد کنت امرتنا اذا نحن تفقهنا وقرآنا ان نسألك فتخبرنا باهل الجنة من النار فقال لهم معاذ اذا ذکر الرجل بخیر فهو من اهل الجنة واذا ذکر بشر فهو من اهل النار

یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل اور ابا موسیٰ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اعتماد کرو ایک دوسرے کا اور فرمانبرداری کرو ایک دوسرے کی اور آسانی کرو ایک دوسرے کے ساتھ اور نفرت نہ کرو ایک دوسرے سے پس آئے دونون یمن مین پس بلایا معاذؓ نے آدمیون کو اور ترغیب دی انکو اسلام پر اور حکم کیا انکو قرآن مین تفقہ کرنے کا اور کہا کہ جب پورا کرلو تم اس بات کو پس پوچھو مجھسے مین بتاؤنگا تمکو کون اہل جنت اور کون اہل نار سے ہی پس وہ ٹھہرے وہان جبتک خدا نے چاہا کہ وہ ٹھہرین پس انھون نے معاذ کو کہا کہ آپ نے حکم کیا تھا ہمکو کہ جب ہم فقہ حاصل کرلین اور قرآن خوب پڑھنے لگین تو آپ سے سوال کرین پس اب آپ ہمکو بتائین کہ کون اہل جنت اور کون اہل نار سے ہی پس کہا انسے معاذؓ نے کہ جب آدمی نیکی کے ساتھ یاد کیا جائے تو وہ اہل جنت سے ہی اور جب وہ بدی کے ساتھ یاد کیا جائے تو اہل نار سے ہی یہانتک تو فقہ اور فقیہ کی فضیلت قرآن و حدیث و آثار صحابہ سے بیان ہوئی اب بطور نمونہ علماے کرام کے اقوال سے بیان ہوتی ہی چنانچہ دائرۃ المعارف مین لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہی کہ دنیا مین فقیہ پرہیزگار سے زیادہ کوئی عزت دار نہین ہی اور لائق نہین ہی کہ قاضی کو عہدہ قضا پر زیادہ ایک برس سے چھوڑا جائے ایسا نہو کہ اسکی فقاہت دور ہوجائے انتہی اور درمختار مین امام محمد کا قول ہی - تفقه فان الفقه افضل قائد - الی البر والتقوی واعدل قاصد - وکن مستفیدا کل یوم زیادة - من الفقه واسبح فی بحور الفوائد فان فقیها واحدا متورعا اشد علی الشیطان من الف عابد یعنی فقہ کو سیکھ کیونکہ فقہ افضل کھینچنے والا ہی نیکی اور پرہیزگاری کی طرف اور معتدل تر قریب مقصد ہی اور ہو تو ہر روز حاصل کرنیوالا زیادتی کا فقہ سے اور تیرا کر فوائد کے دریاؤن مین کیونکہ ایک فقیہ متقی شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہی قسطلانی شرح بخاری مین امام بخاری سے منقول ہی کہ وهو مع ذا ثمرة الحديث وليس

ثواب الفقیہ دون من ثواب المحدث فی الآخرۃ ولا عزۃ باقل من عز المحدث

یعنی فقہ حدیث کا ثمرہ ہے اور ثواب فقیہ کا آخرت مین محدث کے ثواب سے کم نہین ہے اور نہ عزت فقیہ کی محدث کی عزت سے کچھ کم ہے۔ دُرّ المختار مین لکھا ہے اذا ما اعتز ذو علم بعلم فعلم الفقہ اولی باعتزاز۔ فکم طیب یفوح ولا کمسک۔ وکم طیر یطیر ولا کباز

یعنی جب صاحب علم کسی علم کے سبب سے فخر کرے تو فقہ کا علم افتخار کے لیے اولی اور مقدم تر ہے سو بہت سی خوشبوئین مہکتی ہین مگر نہین مہکتی کستوری کے مثل اور بہت سی چڑیان اُڑتی ہین مگر نہین اُڑتین باز کے مانند یعنی علم فقہ کا اور علوم سے ایسا افضل ہے جیسے کستوری دیگر خوشبوؤن اور باز دوسرے پرندون سے افضل ہین وخیر علوم علم فقہ لانہ یکون الی کل العلوم توسلا یعنی سب علمون سے علم فقہ کا بہتر ہے کیونکہ وہ تمام مراتب عالیہ کی طرف وسیلہ ہوتا ہے۔ شامی وغیرہ مین لکھا ہے کہ فقہ کی اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت ہوگی کہ فقہ کی کتابون کو صرف دیکھنا ہی نماز تہجد سے افضل ہے اور فقہ کا پڑھنا قرآن کے زائد حاجت کے پڑھنے سے بہتر ہے کیونکہ فقہ کا تعلم بقدر حاجت کے فرض عین ہے اور زائد از حاجت کفایہ اور قرآن کا تعلم بقدر حاجت فرض اور زائد از حاجت سنت ہے اور فرض سنت سے افضل ہوتا ہے۔ ملتقط وغیرہ مین امام محمد بن حسن سے منقول ہے کہ مرد کو لائق نہین کہ شعر گوئی اور نحو دانی مین مشہور ہو کیونکہ اُنکا انجام کار اگر بین اور لڑکون کا پڑھانا ہے اور نہ حساب دانی مین معروف ہو کہ اسکا انجام کار پیمایش اراضی کی ہے اور نہ تفسیر دانی مین کیونکہ اسکا انجام کار وعظ گوئی اور قصہ خوانی ہے بلکہ لائق یہ ہے کہ اسکا علم حلال وحرام وغیرہ یعنی فقہ مین ثابت ہو جس سے چارہ نہین۔ انتہی۔

غایۃ الاذکار مین طحطاوی سے منقول ہے کہ علوم تین قسم ہین ایک وہ جو پختہ ہو گیا اور محترق نہین ہوا یعنی قواعد اسکے مقرر ہو کر اُنپر جزئیات متفرع ہو چکے اور دفع اعتراضات اور تفصیل اقاویل اور توضیح مشکلات ہو گئی لیکن احتراق یعنی کمال اور غایت کو نہین پہنچا ہے نہین ہوا سو وہ علم نحو و اصول فقہ ہے کیونکہ ان علوم کے اگرچہ قواعد مدون یعنی مرقوم ہو چکے لیکن اُنکے فروع مستنبطہ ہنوز کمال کو نہین پہونچے اور ایک علم وہ ہے جو نہ پختہ ہوا نہ محترق اور

وہ علم بیان و تفسیر ہی کیونکہ علم بیان جسمین بلاغت کے تینون علم یعنی معانی - بیان - بدیع شامل ہین ذوق کی طرف راجع ہی جسکی کچھ نہایت نہین اور آدمی اسمین مختلف ہین اور علم تفسیر عدم کمال کی وجہ یہ ہی کہ موضوع علم تفسیر کا باعتبار معانی و وجوہ اعجاز اور موقع مناسبات وغیرہ کے جنکا سواے علام الغیوب کے کوئی محیط نہین ہوسکتا فہم مراد ربانی ہی پس اسکی نہایت کسطرح حاصل ہوسکے - اور ایک علم وہ ہی جو پختہ ہوا اور کمال کو بھی پہونچگیا سو وہ علم حدیث اور علم فقہ کا ہی - علم حدیث کا نہایت رتبہ کو پہونچنا یہ کہ محدثین نے جزاہم اللہ خیرا اسماء الرجال اور اُنکے نسب اور طبقات مین کتابین تصنیف کین اور قوی الحفظ و ضعیف الحفظ اور صحیح الروایت و فاسد الروایت کو بیان کردیا اور فنون احادیث مین طرح طرح کی کتابین لکھین اور مراد احکام احادیث کو ہر مجتہد کی فہم کے موافق بیان کیا اور کوئی حالت منتظرہ باقی نہین رکھی اور فقہ کی تکمیل تو ظاہر ہی کہ مجتہدین رحمہم اللہ نے قرآن اور حدیث مین معان نظر کرکے بال کی کھال نکالی قواعد مقرر کیے اور اُنپر جزئیات متفرع کیے اور خلائق کے حوادث باوجود اُنکے اختلاف مواقع کے بعینہا لکھدیے بلکہ فقہا نے اُن امور مین تکلم کیا ہی جو کبھی واقع نہین ہوتے اس خیال سے کہ مبادا اگر ایسا واقع ہو تو مسلمان حیران نہون اور جو جزئی منصوص نہین یا وہ نادر ہی کمیاب ہی اور گاہے منصوص بھی ہوتی ہی مگر ناظر اُسکے محل سے قاصر ہی اور فہم کا قصور ہی ورنہ ہر امر فقہ مین مذکور ہی خواہ بمفہوم (کنایۃً) خواہ بمنطوق (صراحۃً) انتہی میزان الشعرانی مین لکھا ہی کہ اگر مجتہدین جزاہم اللہ خیر الجزاء امت کے لیے قرآن و حدیث سے احکام کا استنباط نکرتے تو اُنکے سوا کوئی شخص اس بات پر قادر نہو سکتا اور جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر قرآن شریف کے اجمال کو ہمارے لیے بیان نکرتے تو کوئی ہم مین سے کیفیت طہارت و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ اور عدد رکعت نماز اور ارکان صیام و بیع و نکاح وغیرہ احکام شرع کو قرآن سے استنباط نکرسکتا اسی طرح اگر مجتہدین احادیث کے اجمال کو ہمارے لیے بیان نکرتے تو ضرور شریعت مجمل پڑی رہتی اور ایسی بات ہر ایک زمانے مین بہ نسبت زمانہ ماقبل کے قیامت تک رہیگی کیونکہ اجمال کلام علما مین ہمیشہ قیامت تک ساری ہی اگر ایسا نہوتا تو کوئی کسی کتاب کی شرح دھونڈھنی لگتا انتہی ملخصا - اسیوجہ سے استنباط و اجتہاد کرنے کا خود شارع نے حکم دیا ہی اور خود بھی کیا ہی

چنانچہ ترمذی و ابوداؤد و دارمی مین حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو قاضی بنا کر یمن کی طرف بھیجا تو اُنسے پوچھا کہ جب کوئی مقدمہ تمھارے پاس آویگا تو تم اُسکا کسطرح فیصلہ کروگے اُنھون نے کہا کہ بموجب کتاب اللہ کے فیصلہ کرونگا آپنے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ مین اُسکا حکم نہ پاؤ تو پھر کیا کروگے اُنھون نے کہا کہ بموجب سنت رسول اللہ کے۔ آپنے فرمایا کہ اگر سنت رسول اللہ کی نہ پاؤ تو پھر کیا کروگے عرض کیا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا اور اُسکے پانے کی کوشش مین کمی نکرونگا معاذ کہتے ہین کہ پھر حضرت صلعم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مار کر کہا کہ شکر ہے اُس خدا کا جسنے رسول کے رسول کو اُس امر کی توفیق دی جس سے خدا کا رسول راضی ہوا۔ انتہی۔ صحیح نسائی مین عبد الرحمن ابن زید سے مروی ہے کہ نہین تھا ہمکو کوئی حکم اور نہ ہم اس مقام مین تھے پس خدا نے ہمیر تقدیر کیا کہ ہم اُس جگہ مین پہونچے جہان تم دیکھتے ہو پس جس شخص کو اس سے پیچھے کوئی امر لاحق ہو تو اُسکو چاہیے کہ ایسا حکم کرے جو کتاب اللہ مین ہو اور اگر وہ ایسا امر ہے کہ کتاب اللہ مین نہین ہے تو اُس چیز کے ساتھ حکم کرے جو پیغمبر صلعم خدا نے فرمایا کیا اور اگر ایسا امر لاحق ہو جو نہ کتاب اللہ اور نہ حدیث رسول اللہ اور نہ قول صلحاء مین ہے تو چاہیے کہ اپنی عقل ورائے سے حکم دے اور یہ نہ کہے کہ مین اپنی عقل ورائے سے حکم کرتے ڈرتا ہون کیونکہ حلال وحرام ظاہر ہین اور حلال وحرام کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہین پس اُن چیزون کو جو شک مین ڈالین چھوڑ دینا چاہیے اور اُس طرف جانا چاہیے جو شک مین نہ ڈالین انتہی سنن دارمی مین عبد اللہ سے روایت ہے کہ اُنھون نے کہا کہ جب تم پوچھے جاؤ کسی چیز سے تو پہلے کتاب اللہ مین دیکھو اگر اُسمین جواب نہ پاؤ تو سنت رسول اللہ کو دیکھو اگر اُسمین بھی جواب نہ پاؤ تو مسلمانون کے اجماع کو دیکھو اگر اُنکا اجماع بھی نہ پایا جاوے پس اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور یہ نہ کہو کہ مین ڈرتا ہون کیونکہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور درمیان اُنکے امور مشتبہ مین پس چھوڑ دے اُس چیز کو جو شک مین ڈالے تجکو اُس چیز کی طرف جو نہ شک مین ڈالے تجکو۔ اور عبد اللہ بن ابی یزید سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن عباس سے کوئی امر پوچھا جاتا تو اگر قرآن مین ہوتا تو قرآن سے

جواب دیتے اگر قرآن مین نہوتا تو حدیث سے جواب دیتے اگر حدیث مین بھی نہوتا تو ابوبکرؓ
و عمرؓ کے قول سے اگر انکا قول بھی نہوتا تھا تو اپنی راے سے جواب دیتے تھے انتہیٰ ابوداود
و ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ نے طلق بن علیؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ پوچھے گئے
ہاتھ لگانے ذکر سے بعد وضو کے (یعنی اگر کوئی متوضی اپنے آلت کو چھولے تو اُسکا وضو
ٹوٹ جاتا ہے یا نہین) آپ نے فرمایا کہ کیا ذکر مرد کے گوشت سے ایک ٹکڑا نہین ہے یعنی
اس سے وضو نہین ٹوٹتا انتہی۔ یہان خود حضرتؐ نے ذکر کو دیگر اعضا پر قیاس کرکے
فرمایا کہ جسطرح دیگر اعضا کے چھونے سے وضو نہین ٹوٹتا اسی طرح متوضی کے آلت
کو ہاتھ لگانے سے بھی وضو نہین ٹوٹتا اور مجتہدین کو قیاس کرنے کا طریقہ بتا دیا۔
شرح سفر السعادت کے دیباچہ مین لکھا ہے کہ صحابہ کو بسبب برکت صحبت آنحضرتؐ
اور نورانیت باطن اور صفاے عقیدت کے کوئی اختلاف و شبہہ نہ تھا اور بباعث سطوع
انوار کتاب و سنت اور حضور نور نبوت اور شہود موارد وحی و تنزیل کے قیاس و اجتہاد کی
حاجت نہ تھی مگر چند مسئلون مین جو بعد رحلت حضرت سرور کائنات کے کچھ اختلاف
واقع ہوا ہر ایک اُنمین سے آنحضرتؐ کے دریاے علم چشمۂ فضل و باران رحمت سے مثل نہر یا
حوض یا جدول کے تھا چونکہ اوقات صحبت کے مختلف تھے اور تمام صحابہ ایک وقت
ہمیشہ حضرتؐ کی مجلس مین حاضر نہ رہتے تھے و نیز آنحضرتؐ کا فعل بسبب زیادہ شفقت
و توسعہ رحمت امت کے بجز فرائض و واجبات کے نوافل و مستحبات و فضائل اعمال مین
ہمیشہ ایک طرز پر نہ تھا کہ مبادا واجب کی حد کو پہونچ کر امت پر فرض ہوجاوے کیونکہ
اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جس عمل کے ساتھ آنحضرتؐ مداومت کرتے تھے خدا کا حکم اُسکی فرضیت
و وجوب پر نازل ہوجاتا تھا اسلیے صحابہ مین سے ہر ایک نے وہ دیکھا اور پایا جو دوسرے
نے نہ دیکھا اور نہ پایا چنانچہ اسی سبب سے صحابہ کے علوم مین مخالفت و مغایرت
ظاہر ہوئی اور بعد وفات آنحضرتؐ کے ہر ایک اُنمین سے مع بہت سے فیوض
علمی اور انوار سنت کے بلاد و امصار اسلام مین متفرق ہوکر نشر علوم و احکام مین
مشغول ہوا اور دوسری جماعت عرب و عجم کی جسنے آنحضرتؐ کو دیکھا اور نہ زمانہ نبوت کو

پایا صحابہ کی خدمت مین و وڑے اور انکی صحبت مین رہکر اُنسے انواع علوم کا اقتباس کیا اُنکو تابعین
کہتے ہین اور جس جماعت نے صحابہ سے ملاقات نہ کی اور تابعین کے پاس آکر اُنسے استفادہ و استفاضہ کیا اُنکو تبع تابعین
کہتے ہین اور یہی تین گروہ یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین مقتدایان دین و بہترین امت ہین بحکم حدیث
خیر اُمتی قرنی الذین انا فیھم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم پس تابعین و تبع تابعین مین بسبب
اختلاف علوم و کثرت وقائع و حوادث و استدلال حجاج باعث بُعد زمان نبوت اور ورود انوار وحی کے
اجتہاد نے کثرت پائی اور اختلاف شائع ہوا اور حقیقت مین باعث توسیع امر اور سعت دائرہ رحمت حق ہوے۔
انتہی۔ علامہ کفوی نے اعلام الاخیار مین لکھا ہے کہ ہمارے پیغمبر نے جو اُنپر نازل ہوا ہمکو پہونچایا اور دین سکھایا اور
حکم کیا اور حدود کو قائم اور شرع کو بیان کیا اور اقامت امر دین مین جیسی کہ چاہیے کوشش کی اور اُسکو
جاری اور لازم کیا پھر خلفاء راشدین اور وجوہ صحابہ نے اقامت دین اور اجراء شرع مبین اور
تعیین قواعد موحدین اور توہین کید اعداء اللہ المبتدعین مین اپنی کوششون کو خرچ کیا اور
اسلام کو اُسکی رگون سے قائم کیا اور ہر ایک امر کو اپنے مستند سے مضبوط کیا درانحالیکہ بسبب
شرف صحبت رسول اللہ کے طعن سے سالم اور بباعث برکت خدمت آنحضرت کے شائبہ
عیب سے معصوم تھے پس اُنکے نشان اُن لوگون کے واسطے جو اُنکے پیچھے ہوے راہ راست
اور واسطے دفع تاریکی گمراہی کے چراغ روشن ہوئے اسی طرح تابعین نے اُنسے فتوی مین
مزاحمت کی اور بغیر خلاف کے اُنسے موافقت کی اور اخلاف دین کے واسطے اُنسے احکام
دین کو نقل کیا درانحالیکہ وہ سنن اسلاف کے محیی اور بزرگون کے نشانون کے
حاوی تھے اور چونکہ حوادث ایام کی تعداد سے خارج اور معرفت اُنکے احکام کی سوز قیامت
تک لازم تھی اور ظواہر نصوص اُنکے بیان کو غیر مکتفی تھے اسلیے وہ اپنی راے کے ساتھ
اجتہاد کرنے پر مجبور ہوے پس اُنھون نے اجتہاد کیا اور قواعد اصول کی بنیاد قائم کی اور
تعیین مذہب پر عزم بالجزم کرکے اُس چیز سے مستفیض ہوے جو آنحضرت سے مروی ہے یعنی
لما بعث معاذا الی الیمن قاضیا قال لہ بم تقضی یا معاذ الخ پھر علماے دین اور
ائمہ مجتہدین نے اپنی کوششین تحقیق مسائل شرعیہ اور تدقیق نظائر فرعیہ مین خرچ کین
اور احکام فروع کو ادلۂ اربعہ (قرآن۔ حدیث۔ اجماع۔ قیاس) سے استنباط کیا پس

اتفاق اُنکا حجت قاطع اور اختلاف اُنکا رحمت واسعہ ہی۔ انتہی۔

شامی مین لکھا ہی کہ فقیہون نے کہا ہی کہ فقہ کا کھیت عبد اللہ بن مسعودؓ نے بویا اور علقمہ بن قیس نے اُسکو سینچا اور ابراہیم نخعی نے اُسکو کاٹا اور حماد بن سلیم نے اُسکو مانڈا یعنی بھوسی سے اناج جدا کیا اور ابو حنیفہؒ نے اُسکو پیسا اور ابو یوسفؒ نے اُسکو گوندھا اور محمد بن حسن نے اُسکی روٹیان پکائین اور باقی اُسکے کھانے والے ہین۔ یعنی اجتہاد اور استنباط احکام کا طریقہ ابن مسعودؓ سے شروع ہوا اور فقہ کی ترقی ہوتی گئی یہانتک کہ امام الائمہ سراج الامتہ ابو حنیفہؒ نے کمال کو پہونچا کر مدون کیا اور بابون مین مرتب کر کے کتاب الفرائض و کتاب الشروط تصنیف کین اور اُنکی ہی پیروی امام مالکؒ نے موطا مین کی اور محمد بن حسن نے آپکی روایات کو جمع کر کے فروع کو تنقیح کیا اور جس قول سے آپ نے رجوع کیا اُسکو بیان کر دیا اور جو حوادث اُنکے وقت مین بکثرت ہوے تو انھون نے فقہ کو مدون کر کے اسقدر کتابین تصنیف کین کہ جس سے ایک عالم کو غیر محتاج کر دیا اور سب لوگون کو اُنسے فائدہ ہو پہنچ رہا ہی۔ انتہی ملخصاً۔

علما نے لکھا ہی کہ فقہا سات طبقون پر منقسم ہین۔

طبقات فقہا

پہلا طبقہ مجتہدین کا ہی جیسے امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی و احمد بن حنبل اور انکے مانند جنھون نے اصول اور قواعد کو سوچ اور مقرر کیا اور احکام فروع کو دلائل اربعہ یعنی کتاب و سنت و اجماع و قیاس سے مستنبط کیا اور وہ آپ مین کسی کے مقلد نہین ہین۔ یہ طبقہ اعلم و افضل علماے اسلام سے ہی خصوصاً چارون ائمہ کے برابر اب تک کسی کو علم اور فہم حاصل نہین ہوا اور نیز چونکہ اُنکا زمانہ حضرتؐ سے بہت قریب تھا اسلیے حضرتؐ کے وقت کی رسم و عادات اور اُسوقت کی بول و چال کا طریق جو یہ سمجھتے تھے اسوقت کے عالمون کو سمجھنا کہان نصیب ہی پس اسی واسطے تیسری یا چوتھی صدی مین چارون ائمہ کے مذہب مقرر ہو گئے اور مسائل فروع مین سوا ان چار مذہبون کے اور کوئی باقی نہین رہا بلکہ جو شخص انکی مخالفت کرے اُسکے قول کے بطلان پر اجماع مرکب منعقد ہوا ہی لقولہ تعالےٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم وساءت مصیرا جیسا کہ تفسیر مظہری مین مذکور ہی اور طحطاوی نے شرح درمختار کی کتاب الذبح مین لکھا ہی کہ بعض مفسرون نے کہا ہی کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کا چار مذاہب یعنی

حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی پر جمع ہوا ہی اور جو شخص ان چار مذاہب سے خارج ہی وہ اہل بدعت و نار سے ہی انتہی - اور مجتہدین کا خدا کے نزدیک یہ رتبہ و منصب ہی کہ وہ خطا فی الاجتہاد مین بھی مستحق ثواب ہین یعنی وہ مسئلہ جو قرآن و حدیث اور اجماع امت مین صاف مذکور نہین اور مجتہد اُسکو اپنے قیاس سے قرآن و حدیث مین غور کر کے نکالتا ہی پس اگر اُسنے وہ مسئلہ ٹھیک نکال لیا ہی تو اُسکو دو ثواب ملینگے یعنی ایک اُسکی محنت اور دوسرا ٹھیک بات پا جانے کا اور اگر وہ اُسمین چوک گیا ہی تو اُسکو صرف محنت کا ایک ثواب ملیگا جیسا کہ صحیحین مین بروایت عمرو بن العاص آنحضرتؐ سے مروی ہی - اور یہ جو ائمہ اربعہ کے مقلدین اپنے ائمہ کی طرف منسوب ہو کر حنفی - مالکی - شافعی - حنبلی کے نام سے مشہور ہوے ہین اسکا مطلب صرف یہی ہی کہ اُنکو ایک دوسرے سے امتیاز حاصل ہو ورنہ واقع مین ہر ایک فرقہ محمدی ہی اور اُنکا اپنے اپنے امام کے مسلک پر چلنا اور اُنکی تقلید کرنا عین طریقہ نبویہ پر چلنا ہی جو شخص اس نسبت سے عار کرتا ہی اور اسکو شریعت کے مخالف سمجھتا ہی وہ خود گمراہ ہی اور لوگون کو گمراہ کرتا ہی

دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذاہب کا ہی چنانچہ امام ابو یوسفؒ و محمد و زفر وغیرہ صاحب امام ابو حنیفہ جنھون نے ادلۂ اربعہ سے اُن قواعد کے بموجب احکام کو نکالا جو امام نے مقرر کیے اگرچہ صاحبین وغیرہ نے بعض احکام مرفوع مین امام کا خلاف کیا ہی لیکن قواعد اور اصول مین اُنکے تابع ہین اور اسی وجہ سے امام شافعیؒ وغیرہ ائمہ سے ممتاز ہین -

تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کا ہی چنانچہ ابی بکر خصاف اور طحاوی اور ابو الحسن کرخی و شمس الائمہ سرخسی و شمس الائمہ حلوائی و فخر الاسلام بزدوی اور فخر الدین قاضی خان و صاحب ذخیرہ و محیط برہانی اور شیخ طاہر احمد صاحب نصاب و خلاصۃ الفتاوی اور مثل انکے اور علماء جو امام کی مخالفت نہ اصول نہ فروع مین کر سکتے ہین لیکن امام کے قواعد سے اُن مسائل کا استنباط کرتے ہین جنمین امام سے کوئی روایت نہین ہی -

چوتھا طبقہ مقلدین سے اصحاب تخریج کا ہی چنانچہ رازی وغیرہ جو اجتہاد پر اصلا قادر نہین لیکن احاطۂ اصول اور ضبط ماخذ سے امام یا اصحاب امام کے قول مجمل ذی الوجہین اور حکم مبہم محتمل الامرین یعنی قول پہلو دار کی تفصیل پر اُسکے امثال اور

نظائر پر قیاس کرکے قادر ہین۔ ہدایہ مین جو بعض مواقع پر تخریج رازی کا ذکر آیا ہے تو اسکا یہی مطلب ہے۔

پانچوان طبقہ مقلدین مین سے اصحاب ترجیح کا ہے چنانچہ ابوالحسن قدوری اور صاحب ہدایہ وابن ہمام اور مثل انکے جنکا یہ رتبہ ہے کہ ایک روایت کو دوسری روایت پر اسطرح پر ترجیح دیتے ہین کہ یہ قول درایت کی راہ سے اولی یا اصح ہے یا روایت کی روسے اوضح ہے یا قیاس سے یہ زیادہ موافق ہے یا عوام کے لیئے زیادہ سہل و آسان ہے۔

چھٹا طبقہ ان مقلدین کا ہے جو مابین اقوی وقوی اور ضعیف اور ظاہر مذہب وظاہر الروایات اور روایت نادرہ کے امتیاز کرنے پر قادر ہین چنانچہ شمس الائمہ محمد کروری وجمال الدین حصیری وحافظ الدین النسفی وغیرہ مثل مصنفین متون اربعہ یعنی صاحب کنز الدقائق اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع کے۔ انکا یہ رتبہ ہے کہ اپنی کتابون مین اقوال مردودا ور روایات ضعیفہ کو نقل نہین کرتے۔ اور یہ ادنی طبقہ فقیہون کا ہے۔

ساتوان طبقہ ان مقلدون کا ہے جو تمیز روایات پر قادر نہین لاغر اور فربہ مین فرق نہین کرتے شمال کو یمین سے ممتاز نہین کرتے بلکہ حاطب اللیل یعنی رات کی لکڑیان جمع کرنے والے کے مانند جو روایات پاتے ہین انکو جمع کرتے ہین انکو فتوی دینا جائز نہین ہے مگر بطور حکایت کے۔ کذافی غایۃ الاوطار نقلا عن کتاب اعلام الاخیار۔

حدیقۂ اول

پہلا خیابان

امام ائمۃ المجتہدین سراج الامۃ ابوحنیفہ نعمان کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے تاریخی حالات مین

نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیروان بادشاہ۔ تاریخ ابن خلکان وغیرہ مین خطیب بغدادی سے روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ کے پوتے اسمعیل نے کہا کہ مین اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن مرزبان فارس کے ابنائے احرار مین سے ہون اور خدا کی قسم ہمپر کبھی رق واقع نہین ہوئی میرے دادا ابوحنیفہ ۸۰ھ ہجری مین پیدا ہوے اور پردادا میرے یعنی ثابت صغر سنی مین حضرت علیؓ کی خدمت مین لائے گئے

اور حضرت علیؓ نے آنکے اور انکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی اور ہم امید کرتے مین کہ تحقیق خدا تعالیٰ نے حضرت علیؓ کی دعا ہمارے حق مین قبول کی اور نعمان بن مرزبان جو ثابت کا باپ ہے آسنے نوروز کے روز حضرت علیؓ کو تحفہ کے طور پر فالودہ بھیجا تھا جسپر حضرت نے فرمایا کہ اسی طرح ہر روز ہمکو فالودہ دیا کر انتہی شامی مین ابن حجر کی کتاب خیرات الحسان فی مناقب النعمان سے منقول ہے کہ اکثر علما اس بات پر ہین کہ ابو حنیفہؒ کا دادا اہل فارس سے تھا انتہی - ملا علی قاری نے رسالہ نسب نامۂ رسول اللہ بجواب قفال مروزی مین لکھا ہے کہ ہمکو سلاطین دنیا سے ابراہیم بن ادہم کفایت کرتا ہے جو علم اور عمل اور اعراض عن الدنیا اور عقبیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور سول اللہ کے ساتھ حاضر رہنے مین ہمارے امام ابو حنیفہؒ کا شاگرد ہے باوجودیکہ سلاطین ہر زمانہ اور ممالک کے مثل سلاطین روم وماوراء النہر وہند وسندھ بر او ربحر مین امام ابو حنیفہ کے مذہب پر ثابت رہے ہین غرضیکہ ان یعنی بادشاہون کے امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر ہونے مین یہ حکمت ہے کہ ابو حنیفہ اولاد نوشیروان بادشاہ فارس سے ہین انتہی - وہ جو ابن خلکان نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ یعنی نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ کے بیٹے ہین اور زوطی بن تیم اللہ بن ثعلبہ کا غلام تھا جسکو اسنے آزاد کر دیا تھا - اس سے امام پر رقیت واقع نہین ہوتی کیونکہ یہ قول بلا سند ہے اور اس مستند[1] روایت مذکورہ کا جسکو امام کے پوتے اسمٰعیل بن حماد نے قسمیہ بیان کیا ہے بالکل مخالف ہے اسلیے قابل اعتبار نہین اور نیز اسمین کچھ شک نہین کہ صاحب گھر کا اس خبر سے جو گھر مین ہے غیر سے زیادہ واقف ہوتا ہے پس اس معاملہ مین اسمٰعیل بن حماد کی روایت معتبر ہے نہ غیر کی بے سند بات - اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ اس قول کی کچھ اصل ہوگی تو بقول صاحب سبامالحق ان دونون کی تطبیق اسطرح پر ہو سکتی ہے کہ اسمٰعیل بن حماد بن ابو حنیفہ کا یہ قول کہ ہم احرار ابناء فارس سے ہین اور خدا کی قسم ہمپر ہرگز کبھی رقیت واقع نہین ہوئی باعتبار جد صحیح کے ہے اور دوسرا قول یعنی نعمان بن ثابت بن زوطی باعتبار جد فاسد کے ہے اور رقیت والدہ کی طرف سے کوئی عیب نہین ورنہ معاذ اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی رقیت لازم آئیگی کیونکہ آپکی والدہ حضرت ہاجرہ حضرت سارہ کی کنیزک تھین - ولادت آپکی کوفہ مین سنہ ۸۰ ہجری اور بقول اصح غرہ ذی الحجہ سنہ ۶۱ ہجری کو مفتاح السعادت مین منقول ہے کہ جب حضرت

ثابت آپکے والد ماجد فوت ہوئے تو آپکی والدہ ماجدہ سے امام جعفر صادقؓ نے نکاح کیا اور آپ اسوقت صغیر سِن تھے پس آپ نے امام جعفرؓ کی گود میں پرورش پائی اور یہ آپکے لیے منقبت عظیم ہے۔ آپ بعد تحصیل علم ضروری کے ہوش سنبھالتے ہی خرید و فروخت میں مشغول ہوئے لیکن چونکہ امام شعبی کوفی نے آپ میں تیقظ اور ہونہاری دیکھی تو آپکو کمال تحصیل علم کی رہبری کی اسپر آپ خرید و فروخت کا کام چھوڑ کر علم میں مشغول ہوئے یہانتک کہ علم کلام میں مشار الیہ زمانہ ہوئے پھر آپکے جی میں آیا کہ اصحاب و تابعین ایسے نہیں ہوئے بلکہ انھون نے ایسے علوم سے ممانعت کی ہے اور سبجز شریعت و فقہ کے اور کسی علم میں انھون نے خوض نہیں کیا اسپر آپ حدیث و فقہ میں مشغول ہوئے چنانچہ چار ہزار مشائخ تابعین و کبار تبع تابعین سے فقہ و حدیث کو اخذ کیا جنمین سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔ ابراہیم بن عبد الرحمن سکسکی۔ ابراہیم بن محمد بن منتشر الاجدع الہمدانی الکوفی۔ ابراہیم بن مسلم العبدی الہجری۔ ابراہیم بن مہاجر بن جابر البجلی الکوفی۔ ابراہیم بن یزید المخزومی المکی۔ ابان بن ابی عیاش فیروز البصری۔ ابی عبیدة بن العتب العبنی۔ ابی یعفور۔ ابی السوار قال ابو محمد الحارثی الصواب۔ ابی المالیۃ۔ ابی خویط بن طریق ابی ماجد۔ آدم بن علی البکری۔ اسحق بن ثابت بن عبیدۃ الانصاری۔ اسمٰعیل بن بہلول بن عمرو الصیرفی المعروف بالمجنون۔ اسمٰعیل بن عبد الملک۔ اسمٰعیل بن ابی خالد الاحمسی۔ اسمٰعیل بن عیاش الحمصی۔ اسمٰعیل بن امیۃ۔ اسمٰعیل بن مسلم المکی۔ ایوب بن عائذ کوفی۔ ایوب بن تمیمہ کیسان السختیانی۔ بشر بن قرۃ کوفی۔ بشیر بن سلمان الکوفی۔ بلال بن مرداس الفزاری۔ بیان بن بشر الکوفی۔ تمیم بن سلمہ کوفی۔ ثابت بن اسلم البنانی۔ جابر بن زید الجعفی۔ جامع بن ابی راشد کوفی۔ جامع بن شداد المحاربی الکوفی۔ جبلہ بن سحیم الکوفی۔ جریر بن سعد الکوفی۔ امام جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب۔ حاتم بن وبدان البصری۔ حارث بن عبد الرحمن الہمدانی الکوفی۔ حبیب بن ابی ثابت بن قیس۔ حبیب بن ابی عمرۃ الکوفی۔ حجاج بن ارطاۃ الکوفی۔ حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب۔ حسن بن الحر بن الحکم الکوفی۔ حسن بن سعد الکوفی مولی امام حسن۔ حسن بن عبید اللہ الکوفی۔ حصین بن عبید اللہ الکوفی۔ حصین بن عبد الرحمن الکوفی۔ حکم بن عتیبۃ الکوفی۔ حکیم بن جبیر الکوفی۔ حماد بن ابراہیم۔ حماد بن ابی سلیمان الکوفی۔ حمید بن ابی حمید

الطویل البصری - حمید بن قیس الاعرج المکی - خالد بن عبدالاعلی - خالد بن علقمہ - خالد بن سعید التمیمی المدنی - خارجہ بن عبداللہ الانصاری - خثیم بن عراک بن مالک مدنی - خصیب بن عبدالرحمن - خلف بن یاسین - خوات بن عبداللہ التیمی - داؤد بن عبدالرحمن مکی - ذر بن عبداللہ المرہبی - ربیعہ بن ابی عبدالرحمن الرائی - زبید بن الحارث الکوفی - زیاد بن ابی زیاد مدنی - زیاد بن علاقہ کوفی - زیاد بن کلیب الکوفی - زید بن اسلم العدوی المدنی - زید بن ابی انیسہ - زید بن عبدالحمید بن عبدالرحمن المدنی - زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب - زید بن الولید - سالم بن عجلان الافطس الدہنی - سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب - سعد بن طارق الکوفی - سعید بن مسروق الثوری - سعید بن یسار - سعید بن مرزبان مولی حذیفہ بن الیمان العبسی البقال الکوفی - سعید بن ابی سعید بن مرزبان نعارہ - سفیان بن سعید الثوری - سلمہ بن نبیط الکوفی - سلمہ بن کہیل الکوفی - سلیمان بن سلیمان الکوفی - سلیم سبانی - سلیمان بن یسار الہلالی - سلیمان بن مہران الاعمش الکوفی - سلیمان بن مغیرۃ القیسی - سماک بن حرب الکوفی - سہیل بن ابی صالح - سیار بن سلامۃ الریاحی - شداد بن عبدالرحمن - شرحبیل بن مسلم - شعبۃ بن دینار الکوفی - شیبان بن عبدالملک - شیبۃ بن مساور بصری - صالح بن حیان القرشی الکوفی - صلت بن بہرام - طاؤس بن کیسان الیمانی - طریف بن شہاب - طلحہ بن نافع - طلحہ بن مصرف الیامی الکوفی - عاصم بن ابی النجود الکوفی - عاصم بن کلیب - عامر بن السمط الکوفی - عاصم بن الاحوص حکیم - عامر بن شراحیل الشعبی - عامر بن ابی موسی عبداللہ بن قیس الاشعری - عبداللہ بن ابی زیاد القطوانی الکوفی - عبداللہ بن دینار العدوی - عبداللہ بن خثیمہ - عبداللہ بن مواہب القرشی الشامی - عبداللہ بن ابی حبیبۃ المدنی عبداللہ بن عمر العمری المدنی - عبداللہ بن میسرۃ الکوفی - عبداللہ بن ابی الجہم العدوی - عبداللہ بن سعید بن ابی سعید المقبری - عبداللہ بن حمید بن عبید الانصاری الکوفی - عبداللہ بن داؤد الہمدانی الکوفی - عبداللہ بن عثمان بن خثیم - عبیداللہ بن عمر بن حفص المدنی - عبدالرحمن بن خرام یعنی عبدالرحمن بن حسان بن ثابت بن منذر بن عمرو بن خرام الانصاری - عبدالرحمن بن ہرمز اعرج المدنی - عبدالرحمن بن شرحبیل - عبدالرحمن بن عمرو الاوزاعی - عبدالملک بن ایاس الشیبانی الکوفی - عبدالملک بن عمیر الکوفی - عبدالملک بن عمرو بن قیس الانصاری - عبدالملک

بن میسرۃ الہلالی الکوفی - عبد الکریم بن ابی معقل - عبد الکریم بن ابی المخارق - عبد الاعلیٰ بن عامر ثعلبی
کوفی - عبد العزیز بن رفیع المکی نزیل کوفہ - عبد العزیز بن ابی رواد - عتبہ بن عبد اللہ الکوفی - عثمان
بن راشد - عثمان بن عبد اللہ بن موہب التیمی - عثمان بن عاصم الکوفی - عدی بن ثابت الانصاری
الکوفی - عدی بن سعد - عطا بن ابی رباح - عطا بن یسار الہلالی - عطا بن العجلان البصری -
عطا بن السائب الکوفی - عطیۃ العوفی الکوفی - عطیہ بن الحارث الکوفی - عکرمہ بن عبد اللہ
مولی ابن عباس - علقمہ بن مرثد الکوفی - علی بن الاقمر الکوفی - علی بن الحسن الزراد المدنی - علی
بن بذیمہ - علا بن زہیر بن عبد اللہ الکوفی - عمرو بن عبد اللہ الہمدانی - عمرو بن مرۃ بن عبد اللہ
الکوفی - عمرو بن شعیب بن عبد اللہ - عمرو بن ذر الہمدانی الکوفی - عمار بن عبد اللہ بن یسار
الجہنی - عون بن عبد اللہ بن عتبۃ الکوفی - غالب بن الہذیل الکوفی - فراس بن یحییٰ الہمدانی
الکوفی - فرات بن ابی عبد الرحمن الکوفی - فلان بن داؤد - قابوس بن ابی ظبیان الکوفی -
قتادہ بن دعامۃ البصری - قیس بن مسلم الجدلی الکوفی - قیس بن مسلم المذحجی - کثیر الرماح
الاصم الکوفی - کدام ابن عبد الرحمن السلمی - لاحق بن خیزار الیمانی - لیث بن ابی سلیم الاموی
الکوفی - مبارک بن فضالۃ البصری - مجالد بن ابی سعید بن عمیر الہمدانی الکوفی - محارب بن
دثار الکوفی - محمد بن عبد الرحمن بن سعد زرارہ - محمد بن بشر الکوفی - محمد بن السائب الکلبی الکوفی -
محمد بن مسلم بن تدرس المکی - محمد بن مسلم بن شہاب الزہری - محمد بن علی بن حسین بن علی بن
ابی طالب - محمد بن یزید الحنفی الکوفی العطار - محمد بن عبید اللہ بن سلیمان الکوفی - محمد بن
عمرو بن الحسن بن علی بن ابی طالب - محمد بن المنکدر - محمد بن مالک بن المنتصر الہمدانی - محمد بن
عبد اللہ الثقفی - محمد بن قیس بن مخرمۃ الہمدانی - محمد بن الزبیر الحنظلی - محمد بن سوقۃ الکوفی -
مخول بن راشد الکوفی - مرزوق التیمی الکوفی - مزاحم بن زفر بن الحارث الکوفی - مسعر بن حبیب
الجرمی البصری - مسلم بن سالم الکوفی - مسلم بن صبیح الہمدانی الکوفی - مسلم بن کیسان الضبی الکوفی -
مسلم بن عمران البطین الکوفی - معاویہ بن اسحٰق بن طلحہ - معن بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود
الکوفی - مقسم مولی ابن عباس - مکحول الشامی - منصور بن المعتمر الکوفی - منصور بن زاذان - منذر
بن عبد اللہ بن المنذر - منصور بن دینار - منہال بن الجراح الشامی الزہری - منہال بن عمرو الکوفی

منہال بن خلیفۃ الکوفی۔ موسی بن ابی کثیر الانصاری۔ موسی بن ابی عائشۃ الہدانی الکوفی۔
موسی بن مسلم الکوفی۔ موسی بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی میمون الاعور۔ میمون بن سیاہ البصری
نافع ابن عمر۔ نافع بن درہم العبدی ابی الہثیم الکوفی۔ ناصح بن عبد اللہ ابو عبد اللہ الحائک
ناصح بن عجلان۔ ناصح بن محمد۔ نافذ مولی ابن عباس۔ نمیر بن حکیم بن معاویہ نوبۃ بن عبد اللہ
وائل بن داؤد التیمی الکوفی۔ واصل بن حبان الاسدی الکوفی۔ ولید بن سریع الکوفی۔
ولید بن عبد اللہ بن جمیع الزہری المکی۔ ولید بن سریع مولی عمرؓ بن الخطاب۔ ہاشم بن ہاشم
بن عتبہ۔ ہیثم بن حبیب الصیرفی الکوفی۔ ہیثم الصراف۔ ہیثم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود
ہشام بن عروہ بن الزبیر۔ ہشام بن عائذ بن نصیر الاسدی الکوفی۔ یزید بن حبیب المقبری الکوفی۔
یزید بن ابی یزید الرشک البصری۔ یزید بن عبد الرحمن بن ابی مالک الہمدانی۔ یزید بن ابی
ربیعہ۔ یزید بن عبید الاسلمی۔ یعلی بن عطاء الطائفی۔ یونس بن محمد بن مسلم البغدادی۔ یونس
بن دہران۔ یونس بن عبید اللہ بن ابی فروۃ۔ یحیی بن عمرو بن سلمہ۔ یحیی بن سعید قیس
الانصاری۔ یحیی بن عبد اللہ جابر الکوفی۔ یحیی بن عبد الحمید الکوفی۔ یحیی بن عامر الکوفی الحمیری۔ یحیی بن حبیب بن ثابت
الاسدی الکاہلی الکوفی۔ یحیی بن ابی حیۃ۔ یحیی بن عبد اللہ بن معاویۃ۔ المعروف بالاجلح ابی حجیۃ۔

الغرض جب آپ تمام علوم مین کامل مکمل ہو لئے تو آپنے صوف پہن کر گوشہ نشینی کا قصد کیا اسپر آپنے ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت فرماتے ہین کہ اے ابو حنیفہ آپکو خدا نے میری سنت زندہ کرنے کے لیے پیدا کیا ہے آپ گوشہ نشینی و عزلت کا قصد ہرگز نکرین۔ یہ بشارت آپ پاتے ہی افادت و افاضت خلائق اور اجتہاد و استنباط مسائل شرعیہ مین مشغول ہوے یہانتک کہ آپکا مذہب نشر آفاق ہوا۔ آپ بیس صحابی سے زیادہ کے زمانے مین پیدا ہوے اور کئی ایک کو دیکھا اور آنسے حدیث کو بھی سماعت کیا اسلیے آپ باقی ائمہ ثلثہ یعنی مالک و شافعی و احمد بن حنبل سے اس فضیلت مین متفرد ہو کر آیت السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے مصداق ہوئے۔ چنانچہ اسلیے قسطلانی شافعی نے صحیح بخاری کی شرح کے باب وجوب الصلوۃ فی الثیاب مین زیر حدیث سال رسول اللہ عن الصلوۃ فی ثوب واحد کے امام

موصوف کو تابعین کے زمرہ مین ذکر کیا ہے اور تعلیق الممجد مین منقول ہے کہ فتاوی شیخ الاسلام ابن حجر مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے ایک جماعت صحابہ کو جو کوفہ مین تھی پایا کیونکہ وہ کوفہ مین سنہ ۸۰ھ مین پیدا ہوے پس وہ طبقہ تابعین مین سے ہین۔ انتہی۔

تاریخ ابن خلکان مین خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد سے منقول ہے اور نیز امام یافعی محدث شافعی کی تاریخ مراۃ الجنان مین لکھا ہے کہ ابو حنیفہؒ نے انسؓ بن مالک کو دیکھا انتہی۔ شامی مین لکھا ہے کہ ابن حجر مکی کہتے ہین کہ ذہبی نے جو کہا ہے کہ ابو حنیفہؒ نے صغر سنی مین انسؓ بن مالک کو دیکھا ہے صحیح اور تحقیق ہے انتہی۔ پھر دوسری جگہ شامی مین لکھا ہے کہ ابو حنیفہؒ کا حضرت انسؓ کو دیکھنا اور ایک جماعت اصحاب کو عمر کے حساب سے پانا یہ دونون صحیح ہین اور انمین کچھ شک نہین انتہی۔ پھر اور جگہ لکھا ہے کہ ابو حنیفہ بہر حال تابعین مین سے ہین اور جنہون نے انکے تابعی ہونے کا یقین کیا ہے ان مین سے حافظ ذہبی و حافظ عسقلانی وغیرہ ہین اور عسقلانی نے کہا کہ تحقیق ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو جو کوفہ مین تھی بعد اپنی ولادت کے جو سنہ ۸۰ھ مین واقع ہوئی پایا اور یہ بات ائمہ امصار مین سے جو ابو حنیفہ کے ہمعصر تھے یعنی اوزاعی جو شام مین اور حمادین جو بصرہ مین اور ثوری جو کوفہ مین اور مالک جو مدینہ منورہ مین اور لیث بن سعد جو مصر مین تھے کسی کو نصیب نہین ہوئی۔ عبد اللہ بن مبارک کہتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے صحابہ کو دیکھا اور تابعین سے فتوی مین مزاحمت کی پس قول آپکا اسد واقوی ہے جبتک کہ عصر اور زمانے کا اختلاف نہو کذا فی تصحیح علامہ قاسم انتہی۔ شیخ محمد طاہر نے خاتمہ مجمع البحار مین لکھا ہے کہ دارقطنی محدث کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے کسی صحابہ سے ملاقات نہین کی لیکن حضرت انس کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اور انسے کچھ سنا نہین انتہی۔ قسطلانی محدث شافعی نے شرح صحیح بخاری کے باب مین لم یر الوضوء مین لکھا ہے کہ ابن ابی اوفی کا نام عبد اللہ بن ابی اوفی ہے یہی کوفے مین سب صحابیون سے پیچھے سنہ ۸۷ھ مین فوت ہوے اور پہلے اس سے کہ آپکو ابو حنیفہ نے دیکھا آپ نابینا ہوگئے تھے انتہی۔ ملا علی قاری نے شرح نخبۃ الفکر مین تابعی کی تعریف مین اس قول وہو من لقی الصحابی ہذا ہو المختار کے تحت مین لکھا ہے کہ عراقی نے کہا ہے کہ اکثر علما کا اسی پر عمل ہے اور تحقیق آنحضرتؐ نے صحابی اور تابعی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے طوبی لمن رانی ولمن رای من رانی۔ پس آنحضرتؐ نے تعریف صحابی

و تابعی مین صرف رویت پر کفایت کی ہو سوا سی سبب سے امام اعظم ابو حنیفہ تابعین کے سلک مین درج کیے جاتے ہین کیونکہ اُنھون نے حضرت انس وغیرہ اصحاب کو دیکھا جیسا کہ شیخ جزری نے اسماء رجال القراء اور توریشتی نے تحفۃ المسترشدین اور صاحب کشف الکشاف نے سورۃ المؤمنین مین اور صاحب مرآۃ الجنان وغیرہ علماے متبحرین نے ذکر کیا ہو اور جو شخص آپکے تابعی ہونے کی نفی کرتا ہو پس وہ صرف تتبع قاصر یا تعصب فاتر سے کرتا ہو انتہی

ابن حجر مکی محدث شافعی نے قلائد العقیان فی مناقب النعمان مین لکھا ہو کہ ابو حنیفہ نے صحابہ مین سے چار اصحاب کو بعض نے کہا اس سے کم اور بعض کے نزدیک اس سے زیادہ کو پایا جنمین سے ایک انس بن مالک دوم عبد اللہ بن ابی اوفی سوم سہل بن سعد چہارم ابو الطفیل ہین بعض کہتے ہین کہ انھون نے کسی کو نہین دیکھا لیکن انکا زمانہ پایا ہو مگر صحیح قول اول ہو انتہی۔ ابن حجر کا قول اول کو صحیح قرار دیکر اس بات کو ثابت کرنا کہ امام ابو حنیفہ نے چار اصحاب کو دیکھا ہو بالکل صحیح ہو اور خلاف اسکا خلاف عقل و نقل ہو کیونکہ امام موصوف کا باعتبار سن کے فقط چار اصحاب کے زمانے کو پانے کی کیا خصوصیت رکھتا ہو حالانکہ آپکی ولادت کے وقت اور اُسکے بعد علاوہ اصحاب متذکرہ بالا کے صحابہ کی ایک جماعت کئی برس تک زندہ رہی چنانچہ مقدام بن معدی کرب مشہور صحابی ۸۷ھ مین اور ابو امامہ باہلی مشہور صحابی ۸۶ھ مین اور عمرو بن حریث صحابی ۸۵ھ مین اور عبد اللہ بن بسر ۸۸ھ یا ۹۶ھ مین اور بسر بن ارطاۃ ۸۶ھ مین اور عبد اللہ بن حارث بن جزء ۸۶ھ یا ۸۷ یا ۸۸ مین اور عتبہ بن عبد السلمی ۸۷ھ یا ۹۰ مین اسعد بن سہل بن حنیف انصاری ابو امامہ ۱۰۰ھ مین سائب بن یزید الکندی ۹۱ھ یا اس سے پہلے۔ طارق بن شہاب بجلی کوفی ۸۲ھ یا ۸۳ مین عبد اللہ بن ثعلبہ ۸۹ھ یا ۹۰ مین عبد اللہ بن الحارث بن نوفل ابو محمد ۸۴ھ مین عمر بن ابی سلمہ بقول صحیح ۸۳ھ مین مالک بن حویرث ۹۴ھ مین محمود بن لبید ۹۶ھ مین مالک بن اوس ۹۲ھ مین واثلہ بن اسقع ۸۵ھ مین فوت ہوے۔ کذا فی التقریب۔ اور بڑے تعجب کی بات ہو کہ جس صورت مین امام ابو حنیفہ نے اپنی عمر مین پچپن حج کیے ہون جیسا کہ موفق نے لکھا ہو جنمین سے آپ نے کم سے کم پندرہ حج حضرت ابی الطفیل صحابی متوفی ۱۰۲ھ ہجری کے زمانے مین جبکہ مکہ معظمہ مین مقیم تھے کیے اور پندرہ بار کوفہ سے مکہ مین آئے تو پھر آپ نے ایک دفعہ بھی

حضرت ابو الطفیل سے ملاقات نہ کی ہو عقل سلیم اسکو کبھی باور نکریگی خصوصًا اس صورت مین کہ جبکہ وجود صحابی کا ایک عزیز ترین بات ہو اور لوگ حسب ارشاد مخبر صادق طوبی لمن رآنی ولمن رای من رآنی کے تابعی ہونے کی ایک نعمت عظمیٰ اور سعادت دارین سمجھکر اطراف واکناف عالم سے بالراس والعین صحابہ کی خدمت بابرکت مین مشرف ہوتے ہون اور امام ابو حنیفہ باوجودیکہ پندرہ سال مین پندرہ دفعہ مکۂ معظمہ مین حج کے لیے آئے ہون یا یہ کہ یہ نعمت عظمیٰ یعنی وجود عمرو بن حریث اور عبد اللہ بن ابی اوفی وغیرہ کا پانچ سات سال تک خود انھین کے شہر مین موجود رہا ہو اور آپ ایسی بے اعتنائی کرین کہ اس عرصہ مین ایک دفعہ مین بھی آنکی خدمت مین مشرف نہون یا آپکے والد ماجد ہی آپکو آنکی خدمت مین لیجاکر مشرف نکرائین حالانکہ علاوہ نعمت تابعی حاصل ہونیکے قرن اول سے آجتک لوگون کا دستور ہو کہ اپنی اولاد کو واسطے دعائے برکت کے صلحاء کے پاس ضرور لیجایا کرتے ہین جیسا کہ امام کے والد ماجد ثابت کو آنکا باپ واسطے دعاء برکت کے حضرت علی کی خدمت مین لیگیا تھا۔ پس ان حالات مین امام کی رویت صحابہ اور تابعیت کا منکر بجز جاہل خاسر اور متعصب جاہل کے اور کوئی نہین ہوسکتا۔ لیکن یہ امر کہ آیا امام ابو حنیفہ نے صحابہ سے روایت کی ہو یا نہین اسمین علماء کا ضرور اختلاف ہو بعض نے کہا ہو کہ امام کی رویت صحابہ تو ثابت ہو لیکن بسبب صغر سنی کے آپنے اصحاب سے روایت نہین کی اور بعض کا یہ قول ہو کہ رویت و روایت دونون ثابت ہین اور یہی عند التحقیق متحقق ہو چنانچہ ابو محمد بن احمد عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کے باب من لم یر الوضوء مین لکھا ہو کہ ابن اوفی کا نام عبد اللہ ہو اور یہی ہین جو کوفہ مین سب اصحاب سے پیچھے ۸۷ھ مین فوت ہوے اور یہ منجملہ ان اصحاب میں سے ہین جنکو امام ابو حنیفہ نے دیکھا اور انسے روایت کی اور قول منکر متعصب کی طرف ہرگز خیال نکرنا چاہیے اسوقت عمر ابو حنیفہ کی سات سال کی تھی انتہی۔ شامی مین ابن حجر مکی شافعی سے منقول ہو کہ عبد اللہ بن ابی اوفی سے امام نے یہ حدیث من بنی مسجداً ولو کمفحص قطاۃ بنی لہ بیتا فی الجنۃ روایت کی ہو انتہی۔

امام خوارزمی نے مسند امام مین لکھا ہو کہ علما اس بات پر متفق ہین کہ امام نے اصحاب رسول اللہ سے روایت کی لیکن آنکے عدد مین اختلاف ہو بعضون نے کہا کہ چھ مرد اور ایک عورت سے

روایت کی اور بعض نے کہا کہ پانچ مرد اور ایک عورت سے اور بعضون کا قول ہی کہ سات مرد اور ایک
عورت سے روایت کی سو پہلے قول پر انس بن مالک اور عبداللہ بن انیس اور عبداللہ بن حارث
بن جزء زبیدی اور جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن ابی اوفی اور واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد ہین
اور تیسرے قول پر معقل بن یسار زائد ہین اور قول ثانی پر جابر اور معقل داخل نہین ہین اور ابوالطفیل
ہر ایک قول مین مذکور ہین انتہی - ملا علی قاری نے طبقات الحنفیہ مین لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ کا
بعض صحابہ کو دیکھنا بالتحقیق ثابت ہی اور اختلاف اسمین ہی کہ انھون نے صحابہ سے روایت کی ہی
یا نہین لیکن معتبر یہ ہی کہ روایت کی ہی چنانچہ ہمنے اس بات کو سند الانام شرح مسند الامام مین
بخوبی ثابت کیا ہی پس وہ تابعین اعلام مین سے ہین جیسا کہ علماے اعیان نے اس بات کی
تصریح کی ہی انتہی - دُر المختار مین لکھا ہی کہ تحقیق یہ بات صحیح ہی کہ امام ابو حنیفہ نے سات صحابہ سے
حدیث کو سنا جیسا کہ منیۃ المفتی کے آخر مین مذکور ہی انتہی - طحطاوی مین لکھا ہی کہ سیوطی نے
تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مین کہا کہ امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی
نے امام ابو حنیفہ کی روایت مین چار صحابیون سے ایک جزو تالیف کی انتہی - شامی مین لکھا ہی
کہ بعض فضلانے کہا ہی کہ تحقیق علامہ طاش کبری بہت سی روایات صحیحہ ایسی لایا ہی جنسے امام کا
سماع حضرت انس بن مالک سے ثابت ہی اور مثبت نافی پر مقدم ہی انتہی - شیخ عبدالحق دہلوی
نے شرح سفر السعادۃ مین لکھا ہی کہ صاحب جامع الاصول نے کہا ہی کہ ابو حنیفہ کی اصحاب سے
ملاقات و روایت ارباب نقل کے نزدیک ثابت نہین اور ابو حنیفہ کے اصحاب کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے
چند اصحاب کو پایا اور انسے روایت کی الخ مین کہتا ہون کہ واقع مین یہ بات عقل سے بہت بعید ہی
کہ امام کے زمانے مین اصحاب رسول اللہ موجود ہون اور آپ انکی ملاقات کا قصد نکرین حالانکہ اصحاب
کا موجود ہونا اور امام کا ان شہرون مین جانا جہان اصحاب تھے ثابت ہی اور امام کی زندگی سے
۳۰ سال کی مدت اصحاب کے زمانے مین گذری کیونکہ سو برس کے آخر تک وجود صحابہ کا ثابت ہی
پس اصحاب ابو حنیفہ کا قول حق ہی جو کہتے ہین کہ امام نے ایک جماعت صحابہ کو پایا انتہی - غایۃ الاوطار
شرح دُر المختار مین لکھا ہی کہ روایت اور درایت کی راہ سے حق بجانب حنفیہ ہی کیونکہ حنفیہ ملاقات
اور روایت کے مثبت ہین اور ایک جماعت نافی حالانکہ یہ قاعدہ اہل اسلام مین مسلم ہی کہ مثبت کا

قول ثانی پر مقدم ہی اور اثبات بھی فقط حنفیہ مین منحصر نہین بلکہ طبری شافعی اور ابن حجر شافعی شہاب
حافظ جلال الدین سیوطی شافعی بجانب اثبات یا تجویز کے ہین نہ بجانب انکار واللہ اعلم۔ پس
امام کا تابعی ہونا باعتبار زمانے کے بالاتفاق ثابت ہی اور باعتبار ملاقات اور روایت کے عند المحققین
انتہی۔ شامی مین لکھا ہی کہ امام ابوحنیفہ حدیث مین امام تھے کیونکہ آپنے حدیث کو چار ہزار شیخ
ائمہ تابعین وغیرہ سے اخذ کیا ہی اسی لیے آپکو ذہبی وغیرہ نے طبقۂ حفاظ محدثین مین ذکر کیا
انتہی۔ ابن حجر نے خیرات الحسان مین لکھا ہی کہ خطیب اسرائیل بن یوسف روایت کرتے ہین کہ
ابوحنیفہ نعمان اچھے آدمی تھے کوئی مثل انکے حافظ ان احادیث کا جنمین فقاہت ہی اور انکے
منطوق و مفہوم کا اعلم نہ تھا۔ امام یوسف کہتے ہین کہ مین نے کوئی شخص امام ابوحنیفہ سے نفس
حدیث کا اعلم نہین دیکھا اور نیز یہ فرماتے ہین کہ مین نے کوئی شخص حدیث کی تفسیر مین امام ابوحنیفہ سے
اعلم نہین دیکھا انتہی۔ ابن حجر نے قلائد مین لکھا ہی کہ اعمش محدث نے ابوحنیفہ سے کچھ مسائل پوچھے
آپنے احادیث سے انکو جواب دیا اسپر اعمش نے کہا کہ اے گروہ فقہا تم طبیب ہو اور ہم عطار ہین
یعنی صرف راویون کے نام اور الفاظ پہچانتے ہین اور تم انکے معنی جانتے ہو۔ انتہی۔ شیخ عبدالحق
محدث نے شرح سفر السعادت مین لکھا ہی کہ علما کہتے ہین کہ امام ابوحنیفہ کے پاس کئی ایک صندوق
تھے جنمین انھون نے اپنی احادیث مسموعہ کو بند کیا تھا اور کہتے ہین کہ آپکے مشائخ جنسے آپنے
حدیث کو سماعت کیا بجز صحابہ کے تین سو تابعین تھے اور جنھون نے آپسے آپکی مسند کو روایت
کیا انکی تعداد پانسو کی ہی اور کل استاد آپکے علم مین چار ہزار آدمی ہین اور ایک جماعت نے انکو
حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا ہی انتہی۔ مسند خوارزمی مین لکھا ہی کہ اخطب الخطبا خوارزم صدر الائمہ
ابوالموید موفق بن احمد مکی ابی حفص عمر بن امام ابی الحسن علی زنجری اپنے والد سے روایت کرتے ہین
کہ ایک دفعہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب مین دربارہ فضیلت تنازع برپا ہوا اور ہر ایک
شخص نے اپنے امام کی تعریف کرنے لگا اس اثنا مین ابوعبداللہ بن ابی حفص کبیر نے جو منجملہ ائمہ
ائمہ حدیث اصحاب امام شافعی کے ہین فرمایا کہ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے مشائخ کا شمار کرو
جنکے زیادہ ہونگے وہی افضل ہوگا پس شمار کرنے پر امام شافعی کے اسی اور امام ابوحنیفہ کے چار ہزار
مشائخ نکلے۔ ابن ابی اویس کہتے ہین کہ مین نے ربیع بن یونس سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ

امام ابوحنیفہ امیر المومنین ابو جعفر کے پاس گئے اسوقت آپکے پاس عیسیٰ بن موسیٰ عباسی بیٹھا ہوا تھا
کسی نے منصور سے کہا کہ ای امیر المومنین یہ (یعنی ابوحنیفہ) اسوقت دنیا کے عالم ہیں اسپر منصور نے کہا
کہ ای نعمان تمنے کس سے علم پڑھا آپنے فرمایا کہ اصحاب حضرت عمر بن خطاب سے جو حضرت عمرؓ سے
روایت کرتے ہیں اور اصحاب حضرت علیؓ سے جو حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں اور اصحاب عبد اللہ
بن مسعود اور اصحاب عبد اللہ بن عباس سے جو اپنے صاحب سے روایت کرتے ہیں اسپر
منصور نے کہا کہ آپنے بیشک نفس کے واسطے خوب مضبوط کام کیا ہی انتہی۔ نافع الکبیر میں لکھا ہی
کہ امام ابوحنیفہ سے عبد اللہ بن مبارک وعبد اللہ بن یزید المقری وفضل بن دکین ومکی بن
ابراہیم بلخی وابراہیم بن طہمان وشعیب بن اسحٰق دمشقی وابو عاصم ضحاک بن مخلد وعبد الحمید بن
عبد الرحمن الحمانی وعبد الرزاق بن ہمام وعبد العزیز بن ابی رواد وعبد الوارث بن سعید وعلی
بن ظبیان الکوفی وابیض بن الاغر وعامر بن فرات وعبید اللہ بن یزید القرشی وعبید اللہ
بن عمرو الرقی وغیرہم نے جو رضی عنہ اصحاب صحاح ستہ ہیں خصوصاً عبد اللہ بن یزید المقری
اور فضل بن دکین جو امام بخاری کے شیوخ کبار میں سے ہیں روایت کی مسند خوارزمی میں
لکھا ہی کہ امام بخاری لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے عباد بن العوام وہشیم ووکیع بن الجراح ومسلم
بن خالد وابو معاویہ ضریر نے روایت کی ہی۔ اور نیز عبد اللہ بن مبارک ویزید بن ہارون و
عبد العزیز بن ابی رواد وعبد الحمید بن ابی رواد وسفیان بن عیینہ وفضیل بن عیاض وداود
طائی وابن جریج وعبد اللہ بن مقری نے آپسے نوسو احادیث روایت کی ہیں اور سفیان
ثوری اور ابن ابی لیلی وابن شبرمہ نے ایک ایک حدیث روایت کی اور مسعر بن کدام واسمٰعیل
بن خالد وشریک بن عبد اللہ اور حمزہ بن حبیب مقری نے بھی بہت احادیث آپسے روایت
کیں اور عاصم بن ابی النجود امام القراء جو شیخ امام ابوحنیفہ ہیں اکثر مسائل آپسے پوچھتے اور آپکے
قول پر عمل کرتے اور کہتے ای ابوحنیفہ تمکو خدا نیک جزا دے جنے آپکو چھوٹی عمر میں دیا اور بڑی
عمر میں آپسے لیا۔ اور خطیب خطباء خوارزم صدر الائمہ ابو المؤید موفق بن احمد مکی تصنیف
امام ابوحنیفہ میں لکھا ہی کہ مشائخ اسلام میں سے جو مختلف اطراف واکناف میں رہتے تھے
سات سو مشائخ نے آپسے روایت کی ہی انتہی۔ عقود الجواہر المنیفہ میں لکھا ہی کہ محمد بن حسین موصلی

محدث نے اپنی کتاب ضعفا کے اخیر مین لکھا ہے کہ یحیی بن معین نے کہا کہ وکیع بن جراح امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتوی دیا کرتے تھے اور امام کی تمام حدیثون کو یاد رکھتے تھے اور انھون نے بہت سی حدیثین آپ سے سنی تھین۔ ایک دفعہ یحیی بن معین سے پوچھا گیا کہ امام ابو حنیفہ حدیث کی روایت مین کیسے ہین فرمایا صدوق ہین۔ ایک دفعہ پھر اُنسے پوچھا گیا کہ آپکو ابو حنیفہ و شافعی و ابو یوسف مین سے کون دوست تر ہے فرمایا کہ مین شافعی کی حدیث پسند نہین کرتا اور ابو حنیفہ سے ایک گروہ صالحین نے حدیث کی روایت کی اور ابو یوسف اگرچہ صدوق ہین مگر مین انسے روایت جائز نہین دیکھتا انتہی۔ تعلیق الممجد مین بحوالہ تذکرۃ الحفاظ ذہبی لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے وکیع و یزید بن ہارون و سعد بن الصلت و ابو عاصم و عبد الرزاق و عبید اللہ بن موسی و بشر کثیر نے روایت کی اور احمد بن محمد بن قاسم نے یحیی بن معین سے روایت کیا ہے کہ انھون نے امام ابو حنیفہ کے حق مین لا باس بہ و لم یکن متہما فرمایا اور یہ الفاظ توثیق سے ہین اور خیرات الحسان مین ابو عمر یوسف بن عبد البر مالکی سے منقول ہے کہ جن لوگون نے امام ابو حنیفہ سے احادیث روایت کین اور انکی توثیق کی وہ بہت زائد ہین اُن لوگون سے جنھون نے اُنپر طعن کیا اور امام علی بن مدینی نے جو اکابر محدثین سے امام بخاری کے شیخ ہین کہا کہ ابو حنیفہ سے ثوری و ابن مبارک و حماد بن زید و ہشام و وکیع و عباد بن عوام اور جعفر بن عون نے روایت کی اور وہ ثقہ لا باس بہ ہین اور شعبہ اُنکے حق مین خوش عقیدہ تھے انتہی۔ مغنی مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے عبد اللہ بن مبارک و وکیع و یزید بن ہارون و علی بن عاصم و ابو یوسف و محمد بن حسن وغیرہم نے روایت کی انتہی۔ شامی مین لکھا ہے کہ ابن حجر نے بعض ائمہ سے روایت کی ہے کہ اسلام کے مشہور ائمہ مین [سے] کسی کے اتنے اصحاب اور شاگرد ظاہر نہین ہوے جتنے کہ امام ابو حنیفہ کے تھے اور جسقدر علما وغیرہ نے آپسے اور آپکے اصحاب سے تفسیر احادیث مشتبہ اور مسائل مستنبطہ اور نوازل و قضایا و احکام وغیرہ مین فائدہ اُٹھایا ہے اتنا اور کسی سے نہین اُٹھایا اور بعض محدثین نے آپکے ترجمہ مین آپکے [ہمعصر] شاگرد مع اسم و نسب و طول ذکر کے بیان کیے ہین انتہی۔ علاوہ اسکے آپکے پندرہ مسانید ہین جنھین حفاظ حدیث اور ائمۂ دین نے آپکی روایات کو جمع کیا ہے چنانچہ پہلی مسند کو امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی المعروف بعبد اللہ استاذ نے دوسری کو امام حافظ ابو القاسم

طلحہ بن محمد جعفر شاہد عدل۔ تیسری کو امام حافظ ابو الحسین محمد بن مظفر بن موسی بن عیسی۔ چوتھی کو امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد اصفہانی۔ پانچوین کو شیخ ثقۃ العدل ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد انصاری۔ چھٹی کو امام حافظ صاحب جرح و تعدیل ابو محمد احمد بن عبد اللہ بن عدی جرجانی۔ ساتوین کو امام حسن بن زیاد لولوی۔ آٹھوین کو حافظ عمر بن حسن انصاری نوین کو امام حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد کلاعی۔ دسوین کو حافظ ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی۔ گیارھوین کو امام ابو یوسف۔ بارھوین کو امام محمد بن حسن شیبانی۔ تیرھوین کو امام حماد بن امام ابو حنیفہ۔ چودھوین کو نیز امام محمد بن حسن شیبانی۔ پندرھوین کو حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی نے جمع کیا اور ان سب کو بحذف اسانید و تکرار احادیث کے امام ابو المؤید خوارزمی نے مسند خوارزمی المشہور بہ مسند امام اعظم مین جمع کیا۔ مسند خوارزمی مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے جن اصحاب نے آپسے آپکی مسانید کو روایت کیا ہے وہ پانسو یا اس سے کچھ زیادہ ہین اور درمیان آنکے وہ مشائخ بھی شامل ہین جنسے امام شافعی نے اپنی مسند مین جسکو ابو العباس محمد بن یعقوب اصم نے جمع کیا ہے روایت کی ہے اور انہین مین آنکے کل مشائخ امام ابو حنیفہ کے اصحاب مین سے بیس شیخ ہین اور نیز اس پانسو کی تعداد مین وہ مشائخ بھی شامل ہین جنسے امام احمد بن حنبل اور بخاری و مسلم اور آنکے شیوخ نے امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے روایت کی ہے انتہی۔ زرقانی مالکی نے شرح موطا مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے پانسو یا سات سو یا ایک ہزار اور چند یا ایک ہزار سات سو یا چھ سو چھیاسٹھ احادیث مروی ہوئی ہین انتہی۔ اس بیان سے صاحب اتحاف النبلاء کا وہ تعصب بلکہ دروغ بیفروغ اظہر من الشمس ہے جو کتاب مذکور مین کمال جرأت سے لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ سے سلسلہ روایت حدیث کا برپا نہین ہوا۔ عارف شعرانی مالکی نے اپنی میزان کی جلد اول مین لکھا ہے کہ تحقیق خدا نے مجھپر احسان کیا ہے ساتھ مطالعہ تین مسندون امام ابو حنیفہ کے اور نسخے آنکے صحیح تھے اُنپر حفاظ حدیث کی تحریرات موجود تھین جنمین سے اخیر حافظ دمیاطی کی تھی پس اُنمین مین نے کسی حدیث کو ایسا نہین پایا جو بجز عمدہ تابعین عادل و ثقہ کے جیسے اسود و علقمہ و عطا و عکرمہ و مجاہد و مکحول اور حسن بصری وغیرہ ہین کسی اور سے اُنھون نے اُسکو روایت کیا ہو پس تمام روات حدیث کے ابو حنیفہ اور رسول اللہ کے

درمیان عادل اور ثقہ ہین اور کوئی اُنمین کاذب یا متہم بکذب نہین ہو انتہی۔ اور وہ جو صاحب
اتحاف النبلاء نے حسب عادت خود مسانید امام ہمام کی نسبت بانیطور نکتہ زنی کی ہو کہ و این مروی
قلیل کہ از وے جمع کردہ اند نیز متکلم علیہ است و در رتبہ مرویات دیگران نیست الخ اسکا جواب خوبی
صاحب میزان نے مثل دیگر محققین کے جلد مذکور مین اسطرح پر لکھا ہو کہ اگر یہ کہا جاوے کہ جب تمنے
یہ کہا کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کی ادلہ مین کوئی حدیث ضعیف نہین ہو کیونکہ راوی جو امام اور حضرت
رسول اللہ کے درمیان صحابہ و تابعین سے ہین وہ جرح سے سالم ہین پھر اس قول کا تمھارے
پاس کیا جواب ہو جو بعض حفاظ حدیث کہتے ہین کہ فلان دلیل امام ابوحنیفہ کی ضعیف ہو سو
اسکا جواب یہ ہو کہ ہمپر واجب ہو کہ ہم اسکو یقیناً ان راویون پر محمول کرین جو امام سے آخر کر
اُنکی سند مین آنکی وفات کے بعد ہوئی ہین جبکہ اُنھون نے اس حدیث کو اور طریق سے سوائے
طریق امام کے روایت کیا ہو کیونکہ ہر ایک حدیث جو ہمنے امام کی مسانید ثلاثہ مین پائی ہو ضرور وہ
صحیح ہو اور اگر وہ آنکے نزدیک صحیح نہوتی تو امام موصوف کبھی اُس سے استدلال نکرتے اور امام کے
بعد آنکی سند مین مثلاً کسی کاذب یا متہم بکذب کا وجود کوئی قباحت نہین رکھتا اور کافی ہو ہمکو
صحت حدیث کے لیے مجتہد کا استدلال پھر واجب ہو ہمپر اُسکو عمل مین لانا اگرچہ بجز امام کے اور
کسی نے اُس حدیث کو روایت نہین کیا انتہی۔ شامی مین جلد رابع کی فصل فی ما یدخل فی البیع تبعا
و ما لا یدخل مین لکھا ہو کہ مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اُسکا وہ استناد حدیث کی
تصحیح کے لیے کافی ہوتا ہو انتہی۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ کے دیباچہ مین
لکھتے ہین و حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید ائمہ مجتہدین و اکابر سلف ست و چون
ایشان حدیثے را تلقی بقبول کردہ و عمل بدان نمودہ اند ورا اعتراض بر ایشان بتقلید علماء
محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد و التزام ایشان بحکم این جماعہ تحکم و مکابرہ است انتہی۔ علاوہ اسکے
اگر کوئی حدیث مسانید امام اعظم مین متکلم فیہ موجود بھی ہو تو اس سے کوئی قباحت لازم نہین آتی
کیونکہ کیا صحاح ستہ مین کوئی حدیث متکلم فیہ نہین حالانکہ سنن ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن
ماجہ مین بہت سی حدیثین ایسی بھی موجود ہین جو متفق علیہ ضعیف ہین چنانچہ شیخ عبد الحق
محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ کے مقدمہ مین لکھا ہو کہ کتب ستہ کہ مشہور اند در اسلام عبارت ازین

از صحیح بخاری و مسلم و جامع ترمذی و سنن ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ و نزد بعض موطا است
بدل ابن ماجہ درین کتب ستہ اقسام احادیث از صحاح و حسان و ضعاف ہمہ موجود است و تسمیہ
آن صحاح بطریق تغلیب است انتہی۔ اجوبہ فاضلہ للاسئلۃ العشرۃ الکاملہ مین لکھا ہی کہ نووی نے
ذکر کیا ہی کہ سنن اربعہ مین صحیح و حسن و ضعیف اور منکر حدیث موجود ہین اور ذہبی نے اعلام
سیر النبلاء مین ذکر کیا ہی کہ ابن ماجہ گو حافظ صدوق واسع العلم تھا مگر اُسکے سنن مین مناکیر
اور کچھ موضوعات حدیث ہین اور مسند امام احمد کی احادیث ضعیفہ کا مجموعہ ہی اور اُسکے ساتھ
حجت پکڑنی واجب نہین اور اسمین چند احادیث بشکل موضوعہ ہین لیکن وہ دریا مین گویا قطرہ
ہین اور حافظ سیوطی سے منقول ہی کہ موطا مین کچھ اوپر ستر حدیث ایسی ہین جو امام مالک نے خود
اُنپر عمل نہین کیا اور اسمین احادیث ضعیفہ ہین۔ اور محلی شرح موطا سے منقول ہی کہ بہت سی
احادیث جنکی ترمذی نے تصحیح و تحسین کی ہی اور محدثین نے اُنکی تضعیف کی ہی بلکہ بعض نے
یہ کلی حکم لگا دیا ہی کہ ترمذی سے تصحیح و تحسین مین گونہ تساہل ہوا ہی اور میزان مین لکھا ہی کہ
ترمذی کی تحسین پر غرہ نہونا چاہیے اور زاد المعاد مین لکھا ہی کہ ترمذی سے تصحیح مین گونہ
تساہل ہوا ہی انتہی۔ بلکہ دور کیون جاتے ہو خود صحیحین خصوصًا صحیح بخاری کو جو اصح الکتب بعد
کتاب اللہ ہی دیکھو کہ اسمین بھی بہت سی متکلم فیہ احادیث موجود ہین چنانچہ نزہۃ النظر فی توضیح
نخبۃ الفکر کی شرح مین ملا علی قاری نے لکھا ہی کہ سخاوی نے شرح الفیہ مین ذکر کیا ہی کہ بخاری
کے راویون مین اسّی اور مسلم کے راویون مین ایک سو ساٹھ رجال متکلم بالضعف موجود ہین
اور ان دونون کتابون مین کل دو سو دس احادیث ایسی ہین جنپر نقاد حدیث نے نشان
کیا ہی جنمین سے تقریبًا اسّی حدیث تو بخاری سے مختص ہین اور تیس مین دونون مشترک ہین اور
باقی مسلم سے مختص ہین انتہی۔ شیخ الاسلام نے شرح بخاری کے مقدمہ مین لکھا ہی آنانکہ منفرد
شدہ بخاری باخراج حدیث آنہا نہ مسلم چہار صد و سی و چند مرد اند کہ از انجملہ کسانیکہ سخن کردہ شدہ
در ان ہشتاد کس اند و آنانکہ منفرد شدہ مسلم باخراج حدیث آنہا نہ بخاری ششصد و بست مرد اند
کہ کلام کردہ شدہ بضعف از ان در یکصد و شصت و شک نیست کہ تخریج از ان کسی کہ سخن کردہ نشدہ
در ان اصلا بہتر است از تخریج از انکہ کلام کردہ شدہ در ان اگرچہ آن کلام قادح نباشد انتہی۔

اور قسطلانی شرح صحیح بخاری کے مقدمہ مین لکھا ہی کہ مضعف حدیث وہ ہی کہ جسکے ضعف پر اجماع ہو
بلکہ اُسکے متن یا اُسکی سند مین بعض نے تضعیف اور بعض نے تقویت کی ہو اور یہ قسم ضعیف سے
اعلیٰ ہی اور بخاری مین اسی قسم سے ہین انتہی۔ اور شرح سفر السعادت کے مقدمہ مین لکھا ہی کہ تحقیق
اخراج کردہ است مسلم در کتاب خود از بسیارے از رواۃ کہ سالم نیستند از غوائل جرح و ہمچنین
در کتاب بخاری جماعۃ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشان انتہی۔ اور میزان الشعرانی مین
لکھا ہی کہ تحقیق شیخین نے اثبات ادلۂ شرعیہ کے مجھنے کے لیے بہت سی حدیثین اُن اشخاص سے
نکالی ہین جنپر لوگون نے تکلم کیا ہی تاکہ لوگون کو اُنسے فضیلت عمل کی حاصل ہو پس آمین
امت کے لیے فضل کثیر اُنکی تجریح سے افضل ہی جیسے کہ امت کے واسطے اُنکی احادیث کو ضعیف
کرنے مین بسبب تخفیف امر کے رحمت ہی اگرچہ حفاظ حدیث نے اسکا قصد نہین کیا پس تحقیق
اگر وہ کچھ احادیث ضعیف نکرتے اور سب کو صحیح قرار دیتے تو البتہ اُنکے ساتھ عمل کرنا [illegible]
حالانکہ اکثر آدمی اُسپر عمل کرنے سے عاجز رہ جاتے انتہی۔ پھر اسی کتاب مین لکھا ہی کہ تحقیق ظاہر
ہوا ہی تیرے لیے یہ کہ جائز نہین ہی واسطے ہمارے چھوڑنا ہر ایک اُس حدیث کا جسمین لوگون نے
کلام کیا ہی بمجرد کلام کے کیونکہ اکثر حدیثین ایسی بھی ہوتی ہین جو متابعات مین سے ہین اور
اُنکے شواہد ظاہر ہوے ہین اور اصل اُنکا موجود ہی اور سوا اسکے نہین ہمارے لیے اُس حدیث کا
ترک کرنا جائز ہی جو متفرد ہی اور اُسمین ثقات کی مخالفت ہی اور اُسکا شواہد ظاہر نہین ہوا
اور اگر ہم بمجرد کلام کے ہر ایک حدیث کے جسکے راوی مین بعض لوگون نے کلام کیا ہی ترک
کرنے کا دروازہ کھولدین تو البتہ بڑے اہم احکام شریعت کے ضائع ہو جائین انتہی۔ اور
وہ جو حجۃ اللہ البالغہ مین مسند خوارزمی کو کتب احادیث طبقۂ رابعہ مین سے شمار کیا گیا ہی
اُس سے امام اعظم کی مرویات کی تضعیف کسی طرح لازم نہین آتی کیونکہ مسند خوارزمی اُس مجموعہ
مسانید کا نام ہی جسمین قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی نے ۶۶۵ ہجری مین بحذف
اسناد و تکرار احادیث کے اُن پندرہ مسانید کو جمع کیا ہی جنکو امام اعظم کے اصحاب نے [illegible]
اور دیگر حفاظ حدیث نے بواسطہ امام کی مرویات سے جمع کیا تھا پس ظاہر ہی کہ بسبب حذف
اسناد و ماقبل امام اور نیز مجموعہ ہونے اور اس بات کو نظاہر کرنے کے کہ ہر ایک حدیث کس کس

سند سے نقل کی گئی ہی مسند خوارزمی کی وہ حیثیت نہین ہی جو اصل مسانید کو ہی جیسے کہ مشکوۃ شریف بباعث حذف اسناد او مجموعہ کتب احادیث ہونے کے وہ حیثیت نہین رکھتی جو بذاتہ صحاح ستہ وغیرہ کو ہی گو احادیث مندرجہ مشکوۃ صحیح او قابل اعتبار کیون نہون اسی طرح مسند مذکور کی بھی احادیث مندرجہ اگرچہ صحیح او قابل اعتماد ہین مگر وہ خود بحیثیت کذائی طبقہ رابعہ مین شمار کی گئی ہی اور اگر اس بات کو مسلم نہ رکھا جاوے تو لازم آتا ہی کہ اسمین جو مرویات امام اعظم کی درج ہین وہ سب کی سب معاذ اللہ ضعیف ہین حالانکہ کوئی عاقل اسکو روا نہ رکھیگا کیونکہ صدہا احادیث مندرجہ مسند مذکور لفظاً و معناً صحاح ستہ خصوصاً صحیح بخاری و مسلم کے مطابق ہین چنانچہ جسکو اس بات کی تحقیقات منظور ہو وہ کتاب عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ امام ابوحنیفہ کو جو خاص اس تطبیق کی غرض سے تالیف ہوئی ہی دیکھ کر اپنی تسلی کرلے — اور وہ جو تاریخ ابن خلدون مین لکھا ہی کہ (امام ابوحنیفہ سے سترہ حدیث مروی ہوئی ہین) اور اس قول کو نواب صدیق حسن خان نے ابجد العلوم مین بڑے فخر سے نقل کیا ہی اور انکے مقلد محض محی الدین تاجر کتب نے تو اسے ایک اعلیٰ دستاویز سمجھ کر ظفر المبین مین یہی دعویٰ کرلیا ہی کہ امام ابوحنیفہ کو کل سترہ حدیثین پہونچی ہین سو وہ نقلاً و عقلاً مردود ہی اور بجز متعصب شخص کے جسکو دیانت و امانت سے کچھ سروکار نہو کوئی اسپر اعتماد نہین کرسکتا کیونکہ اول اگر اس قول کو ابن خلدون یا کاتب کی غلطی یا زلہ قرار نہ دیا جاوے تو یہ قول اُن تحریرات کے سراسر مخالف ٹھہر کر شاذ و مردود ثابت ہوتا ہی جو علماے ثقات سے پیچھے مذکور ہوئی ہین پس ممکن ہی کہ ابن خلدون نے سبعمائۃ یعنی سات سو لکھا ہو اور غلطی سے سبعۃ عشر یعنی سترہ ہوگیا ہو بلکہ ناسخ کی غلطی کا ہونا ضروری ہی کیونکہ اس سے مابعد کی عبارت جو تاریخ مذکور مین ہی اس بات پر بخوبی دال ہی چنانچہ لکھا ہی وقد یقول بعض المبغضین المتعصبین الی ان منھم من کان قلیل البضاعۃ فی الحدیث فلھذا قلت روایتہ ولا سبیل الی ھذا المعتقد فی کبار الائمۃ لان الشریعۃ انما توخذ من الکتاب و السنۃ یعنی بعض دشمن متعصبون نے جو اس بات کا افترا کیا ہی کہ ائمہ مین سے جو حدیث مین قلیل بضاعت ہی اسی لیے اُس سے قلیل روایت

ہوئی ہے لیکن اس اعتقاد کی ائمہ کبار مجتہدین کے حق مین کوئی سبیل نہین کیونکہ احکام شرعیہ قرآن وحدیث سے ماخوذ ہین پس جبتک قرآن وحدیث مین معرفت تام حاصل ہو احکام شرعیہ کا اُنسے کیونکر اخراج ہوسکتا ہے اور پھر اسکے بعد لکھا ہے والامام ابوحنیفۃ انما قلت روایۃ لما شدد فی شروطہ الروایۃ والتحمل وضعف روایۃ الحدیث الیقینی اذا عارضہا الفعل النفسی وقلت من اجلہا روایۃ فقل حدیثہ لا انہ ترک روایۃ الحدیث متعمدا فحاشاہ من ذالک ویدل علی انہ من کبار المجتہدین فی علم الحدیث اعتماد مذہبہ بینہم والتعویل علیہ واعتبارہ ردا وقبولا واما غیرہ من المحدثین وہم الجمہور فتوسعوا فی الشروط وکثر حدیثہم والکل عن اجتہاد وقد توسع اصحابہ من بعدہ فی الشروط وکثرت روایتہم وروی الطحاوی فاکثر وکتب مسندہ یعنی امام ابوحنیفہ سے اسلیے قلیل روایت ہوئی کہ انھون نے روایت اور اسکے تحمل کے بارہ مین سخت قیدین لگائین اور حدیث یقینی کو جبکہ اُسکو فعل نفسی معارض ہو ضعیف سمجھا نہ یہ کہ معاذ اللہ اُنھون نے حدیث کی روایت کو عمداً چھوڑ دیا اور قوی دلیل اُنکے علم حدیث مین بڑے مجتہد ہونے پر یہ ہے کہ جملہ مجتہدین ومحدثین انکے اقوال پر اعتماد کرتے ہین اور جب اور مجتہدین کے اقوال سے بحث کرتے ہین تو انکے اقوال سے بھی خواہ بطور رد کے خواہ بطور قبول کے بحث کرتے ہین اور سوائے انکے اور جمہور محدثین نے روایت کے بارہ مین وسعت دی ہے اور آسان قیدین لگائی ہین جسکے باعث اُنسے حدیث کی زیادہ روایت ہوئی اور ہر ایک نے ایسی قیدین وشرطین اجتہاد سے مقرر کین بلکہ خود تلامذہ امام ابوحنیفہ نے اُنکے بعد شروط مین وسعت دی اور کثرت کے ساتھ اُنسے روایت ہوئی چنانچہ امام طحاوی حنفی نے بہت روایتین حدیث کی کین اور ایک مسند روایات ابوحنیفہ کی لکھی۔ دیکھو اگر ابن خلدون کے نزدیک صرف سترہ حدیثین امام اعظم کو پہونچی ہوتین تو وہ اس شد ومد سے اُنکے کبار مجتہدین فی الحدیث ہونے کی شہادت نہ دیتا اور اُنکو حدیث مین قلیل البضاعت سمجھنے والون کی مثل دیگر علماء کے اس زور شور سے تردید نکرتا جیسا کہ شرح سفر السعادت مین لکھا ہے کہ جبتک مجتہد کو معانی قرآن وحدیث واقوال سلف پر اطلاع اور معرفت ناسخ ومنسوخ شرط ہے اسلیے وہ ہم فقیہ اور ہم محدث ہوتے ہین

جیسے کہ بیان کرتے ہین کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے پاس کئی ایک صندوق صحائف حدیث سے بھرے ہوے موجود تھے لیکن چونکہ آپکا اور آپکے یارون کا اشتغال فقہ اور وضع مسائل اور اُنکے اصول و فروع کے استیعاب کی طرف کثرت سے تھا اسلیے سلسلہ روایت حدیث کا آپسے کم برپا ہوا نہ یہ کہ معاذ اللہ تمسک اور استدلال آپکا احادیث کے ساتھ نہ تھا بعض علما یہ کہتے ہین کہ غالبا مذہب آپکا عدم صحت نقل بالمعنی ہی اور اکثر احادیث ایسی ہی منقول و مروی ہین اسپر آنھون نے اسمین عدم احتیاط کے سبب سے کمتر روایت کی ہی انتہی میزان الشعرانی مین لکھا ہی کہ اصحاب سنن وہ ہین جو حفاظ حدیث اور اسپر اطلاع رکھتے ہین مثل ائمہ مجتہدین اور اُنکے متبعین کے کیونکہ انھین نے مشتمل بر احکام سنن کو سمجھا ہی انتہی۔ پھر اسی مین لکھا ہی کہ ابوبکر بن عیاش کہتے تھے کہ اہل حدیث ہر ایک زمانہ مین مثل اہل اسلام کے ساتھ دوسرے اہل ادیان کے ہین اور مراد اہل حدیث سے وہ لوگ ہین جو فقہائے اہل سنت سے ہین اگرچہ وہ حفاظ نہین انتہی۔ ملا علی قاری نے شرح مسند امام ابوحنیفہ مین لکھا ہی کہ چونکہ امام دلائل سے استخراج مسائل مین مشغول تھے اسلیے اُنسے قلیل روایت ظاہر ہوئی جیسے کہ اجل صحابہ مثل ابوبکرؓ و عمرؓ جب امر اہم کی رعایت مین مشغول تھے تو نقل احادیث و روایت مین مقلین تھے اور یہ بات ظاہر ہی کہ جو شخص علم کتاب اور سنت کا ضبط نہو وہ کیونکر امت کا امام و مقتدا متصور ہوسکتا ہی اور کیونکر تمام فقہا آپکے عیال ہوسکتے ہین خصوصا صدر اول مین باوجود بہت سے ائمہ مجتہدین کے اور طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ امام ابویوسف سے روایت کی ہی کہ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ کسی شخص کو لائق نہین ہی کہ کسی حدیث کی روایت کرے مگر اسوقت کہ جب وہ اسکو روز سماعت سے لیکر روایت کے دن تک بعینہ یاد رکھے حاصل کلام یہ کہ امام ابوحنیفہ جمہور محدثین کے برخلاف روایت بالمعنی کو جائز نہین رکھتے پس اسی علت شریف سے اُنسے خارج مین تھوڑی روایت ظاہر ہوئی انتہی۔ شامی مین لکھا ہی کہ جو شخص حدیث مین امام ابوحنیفہ کو عیبا سمجھتا ہی پس یا تو وہ تساہل کرتا ہی یا مرض حسد مین مبتلا ہی کیونکہ جو شخص ایسا ہو وہ کسطرح پر اسقدر مسائل کا استنباط کر سکتا ہی جسقدر کہ آپ نے کیا ہی حالانکہ آپنے ہی

پہلے پہل وجہ مخصوص ہر جو آپکے اصحاب کی کتب مین مذکور ہر ادلہ سے استنباط مسائل کیا ہر اور چونکہ آپکا اشتغال اس امر اہم مین بہت زیادہ تھا اسلیے آپسے احادیث کی روایت خارج مین چندان ظاہر نہوئی جسطرح حضرت ابوبکر و عمر جب عام مصالح المسلمین مین مشغول ہوے تو انسے احادیث کی روایت مثل صحابۂ صغار کے عام تام ظاہر نہوئی اور اسی طرح امام مالک و شافعی سے اسقدر حدیث کی روایت ظاہر نہین ہوئی جتنی کہ اُن لوگون سے ہوئی ہر جو صرف واسطے روایت کے خارج تھے مثل ابی زرعہ و ابن معین وغیرہ کے کیونکہ یہ دونون استنباط مسائل مین مشتغل تھے حالانکہ کثرت روایت بدون درایت مین چندان خوبی نہین ہر بلکہ ابن عبد البر نے اسکی مذمت مین ایک باب منعقد کیا ہر اور کہا ہر کہ علما و فقہا اور جمہور مسلمین نے بغیر تفقہ و تدبر کے اکثار روایت حدیث کو مذموم کہا ہر اور ابن شبرمہ نے کہا ہر کہ حدیث کی روایت کم کر تاکہ تو فقیہ ہوجاوے انتہی۔ بستان المحدثین مین لکھا ہر کہ امام مالک نے فرمایا ہر کہ کثرت سے روایت کرنا کچھ علم نہین ہر بلکہ علم وہ ہر جسکو اللہ تعالیٰ آدمی کے سینہ مین رکھتا ہر انتہی۔ دوم کل سترہ حدیثین امام ابو حنیفہ کو پہونچنا سراسر خلاف نقل ہر کیونکہ اگرچہ پندرہ مسانید مذکرۂ بالا سے قطع نظر کیا جاوے اور صرف دیگر تصانیف تلامذۂ امام دیکھی جاوین جنمین بذریعۂ امام بسند مسلسل اخبار و آثار مروی ہین مثل امام محمد کی موطا و کتاب الآثار و کتاب الحج اور سیر کبیر اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج و امالی وغیرہ تو بھی صدہا روایات امام کی نکلینگی۔ علاوہ انکے مصنف ابن ابی شیبہ و مصنف عبد الرزاق و تصانیف دارقطنی و تصانیف حاکم و تصانیف بیہقی اور تصانیف طحاوی مثل شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار وغیرہ کو دیکھو کہ انمین کسقدر امام ابو حنیفہ کے ذریعہ سے بسند متصل روایات موجود ہین۔ سوم ہر ایک شخص جانتا ہر کہ امام کا زمانہ آخر زمانہ اصحاب اور شروع زمانہ تابعین کا تھا اور نیز دستور زبانی احادیث یاد رکھنے کا تھا جس سے اُس زمانے مین ایک ایک طفل مکتب کو بھی صدہا احادیث یاد تھین پس باوجود اسکے یہ کہنا کہ امام اعظم کو صرف سترہ احادیث پہونچین سراسر حماقت ہر۔ چہارم مسائل فرعیہ عبادات و معاملات مین جو امام ابو حنیفہ سے انکے تلامذہ کی کتابون مین بسند متصل نقل ہوئے ہین مثل کتب ستہ امام محمد جامع صغیر و جامع کبیر و سیر کبیر و سیر صغیر و مبسوط و زیادات و نیز کتاب الآثار و کتاب الحج اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج

وآمالی اورابن زیاد کی کتاب مجرد وغیرہ مین وہ اس کثرت سے ہین کہ اُنکا شمار مشکل ہی حالانکہ وہ سب نہ قرآن مین منصوص ہین اور نہ اجماع سے ثابت ہوئے ہین اور اکثر اُنکے ایسے ہین کہ صرف قیاس ورائے مین نہین آسکتے پس اگر امام اعظم کو کثرت سے احادیث نہ پہونچتین تو وہ کسطرح اُنکے ساتھ فتوی دیتے اور کہان سے اُن مسائل کا استخراج کرتے اور جس شخص کو کل سترہ حدیثین پہونچی ہون وہ کسطرح سے ہزارہا احکام کا صرف مطابق احادیث کے فتوی دے سکتا ہی اور یہ کسی طرح نہین کہہ سکتے کہ امام کی روایات مسموعہ فقط سترہ ہون اور یون آنکو احادیث کثیرہ پر اطلاع ہو جنسے اُنھون نے احکام شرعیہ استخراج کیے کیونکہ اُس زمانے مین حال کی طرح احادیث کی کتابین تالیف نہین تھین بلکہ احادیث واحکام شرع کا مدار صرف سماع پر تھا۔ پنجم امام اعظم کے مشائخ علم مین حسب بیان ابن حجر وغیرہ محدثین کے چار ہزار مین جنمین سے تین سو کے قریب تو انکی مسانید مین ہی مذکور ہین جنکے نام پیچھے درج ہو چکے جنسے اُنھون نے بلاواسطہ متعدد روایات کی ہین پس سترہ حدیث کے کیا معنی۔ ششم امام ذہبی وغیرہ نقاد رجال نے امام کو زمرۂ حفاظ احادیث مین ذکر کیا ہی پس جس شخص کو صرف سترہ حدیثین پہونچی ہون وہ زمرۂ حفاظ مین تو کجا محدثین مین بھی شمار نہین ہو سکتا۔ ہفتم خود ابن خلدون نے امام کو کل سترہ حدیثین پہونچنے پر اعتبار نہین کیا بلکہ بہ لفظ یقال کہ جس سے اشارہ اُسکے ضعف کی طرف ہی تحریر کیا ہی پس بمقابلہ اقوال اہل ثقات کے صریح قول ضعیف پر اعتبار کرنا دانائی سے بالکل بعید ہی۔ ہشتم اگر فرض کیا جاوے کہ ابن خلدون نے دیدہ و دانستہ اور معتبر خیال کرکے لکھا ہی کہ امام اعظم کو کل سترہ احادیث پہونچی ہین تو بھی اُسکا ایسا لکھنا امام موصوف کے لیے کچھ مضر نہین کیونکہ ابن خلدون اگرچہ امور تاریخیہ مین بڑا ماہر تھا مگر اُسکو علوم شرعیہ مین مہارت اور فن حدیث و رجال وغیرہ مین مداخلت نہ تھی جیسا کہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی نے جو شاگرد رشید حافظ ابن حجر عسقلانی ہین اپنی کتاب ضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع مین ترجمہ ابن خلدون مین لکھا ہی ولم یکن ماہرا بالعلوم الشرعیۃ انتہی۔ ہان اگر کسی محدث معتبر سے جسکو علم روایات حدیث وغیرہ مین مہارت اور کتب حدیث سے واقفیت ہو ایسا قول صادر ہوتا تو البتہ اُسکا کچھ لحاظ ہو سکتا تھا بیچارہ ابن خلدون کہ جسنے تصانیف حدیث کو بنظر غور نہین دیکھا کیا جانے کہ امام اعظم کی کسقدر

روایات کتب حدیث مین موجود ہین بلکہ وہ تو خود اپنی تاریخ کے ابتدا مین مقر ہی کہ امور تاریخیہ اور حکایات منقولہ مین غلطیون کا واقع ہونا اغلب ہی پس اُنکو پہلے میزان عقل سے وزن کرنا چاہیے اور جو بات براہین قطعیۂ عقلیہ ونقلیہ کے مخالف ہو اُسکو رد کرنا چاہیے۔ مسند خوارزمی مین سیف الائمہ سائلی سے منقول ہی کہ یہ بات مشہور ہی کہ امام نے علماء تابعین سے چار ہزار اُستاد کی شاگردی کی اور علم فقہ وحدیث کا حاصل کیا لیکن اپنے علم پر اپنی زبان سے فتویٰ نہ دیا یہانتک کہ جب اُنھون نے اجازت دی تو آپ جامع مسجد کوفہ مین مجلس کے اندر بیٹھے اور ایک ہزار شاگرد آپکے پاس جمع ہوے جنمین سے فاضل تر وبزرگ تر چالیس شخص تھے جنکو اجتہاد کا رتبہ حاصل تھا سو اُنکو آپ نے اپنا مقرب کرکے کہا کہ تم میرے رازدار وغمگسار ہو مین نے اس فقہ کے گھوڑے کو تمھارے لیے لگام دیکر اور زین کس کر تیار کر دیا ہی سو تم میری امداد کرو کیونکہ لوگون نے مجکو جہنم کا پل بنایا ہی غیر لوگ پار ہوتے ہین اور بوجھ میری پیٹھ پر ہی یعنی لوگ تو تقلید سے نجات پائینگے لیکن اگر عرق ریزی اجتہاد مین کچھ تساہل ہوگا تو اُسکا مواخذہ مجھسے ہوگا پس امام کی عادت تھی کہ جب کوئی واقعہ پیش آتا تو مجتہد شاگردون سے مشورہ اور مناظرہ وگفتگو کرتے اور اُنسے پوچھتے اور جو احادیث وآثار اُنکے پاس ہوتے اُنکو سُنتے اور جو آپکو معلوم ہوتے وہ اُنکے آگے بیان کرتے اور مہینا مہینا بھر بلکہ زیادہ عرصہ تک رد وبدل اور مناظرہ کرتے یہانتک کہ جب آخر کو ایک بات ٹھہر جاتی تو اُس قول محقق کو امام ابو یوسف ثبت کرتے یہانتک کہ تمام اصول فقہ کو اسی طرح شوریٰ کرکے ثابت کیا امام اعظم اور امامون کی طرح بذات خود متفرد نہین ہوے۔ انتہی۔ کذا فی فتاویٰ سراجیہ۔ تاریخ خلکان مین لکھا ہی کہ ابو حنیفہ عالم۔ عابد۔ زاہد ورع۔ تقی۔ کثیر الخشوع۔ دائم التضرع۔ خوش صورت خوش سیرت۔ بڑے کریم مسلمان بھائیون کے عمدہ مددگار۔ میانہ قد۔ گندم گون۔ خوش تقریر شیرین زبان تھے اور اسد بن عمرو نے کہا ہی کہ ابو حنیفہ نے عشاء کے وضو کے ساتھ چالیس سال تک فجر کی نماز پڑھی اور عموماً رات کو تمام قرآن ایک رکعت مین پڑھتے تھے اور رات کو اُنکا رونا سنکر ہمسایہ بھی اُنپر رحم کرتے تھے اور جہان وہ فوت ہوے وہان اُنھون نے سات ہزار دفعہ قرآن شریف کا

ختم کیا انتہی - کذافی التاریخ ابو الفداء - میزان الشعرانی مین لکھا ہی کہ ابو نعیم وغیرہ نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہی کہ آپ نے پچاس سال سے زیادہ تک عشاکے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور ہمیشہ رات کو اپنا پہلو زمین پر آرام کرنے کو نہ رکھا صرف بعد نماز ظہر کے جلوس کی حالت مین ایک گھڑی سوتے تھے اور کہتے تھے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہی کہ قیام لیل پر ظہر کے بعد نیند سے امداد طلب کرو - انتہی - قلائد مین لکھا ہی کہ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا ہی کہ چار ائمہ نے ایک رکعت مین قرآن ختم کیا عثمانؓ بن عفان و تمیم داری و سعید بن جبیرؒ و ابو حنیفہؓ اور اسکے سوا ابو حنیفہ نے چالیس برس تک عشاکے وضو سے فجر کی نماز پڑھی انتہی - طحطاوی مین لکھا ہی کہ جلالؒ الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ مین لکھا ہی کہ خطیب بغدادی نے حفص بن عبد الرحمن سے روایت کی ہی کہ مین نے مسعر بن کدام سے سنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ مین ایک رات مسجد مین گیا کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہی مجکو اُسکی قرأت نہایت پسند آئی سو اُسنے قرآن کا ساتوان حصہ پڑھا مین نے سمجھا کہ اب رکوع کریگا مگر نہین پھر اُسنے تہائی قرآن پڑھا مین نے سوچا کہ اب رکوع کریگا مگر نہین پھر اُسنے آدھا قرآن پڑھا سو اسی طرح پڑھتا رہا یہانتک کہ تمام قرآن ایک رکعت مین ختم کیا پھر جو مین نے اُسکو اچھی طرح سے دیکھا تو وہ امام ابو حنیفہ تھے اور خطیب نے یحییٰ بن نصر سے روایت کی ہی کہ ابو حنیفہ رمضان مین اکثر ساٹھ دفعہ قرآن کا ختم کیا کرتے تھے اور خطیب نے حماد بن یوسف سے روایت کی ہی کہ مین نے اسد بن عمرو سے سنا ہی وہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہ نے عشاء کے وضو سے چالیس برس تک فجر کی نماز پڑھی اور اکثر شب کو تمام قرآن ایک رکعت مین پڑھا کرتے تھے اور جس مکان مین اُنکی وفات وقوع مین آئی ہی وہان اُنھون نے سات ہزار دفعہ قرآن کا ختم کیا تھا انتہی - غایۃ الاوطار ترجمۂ در المختار مین لکھا ہی کہ مسعر بن کدام نے کہا ہی کہ مین امام ابو حنیفہ کی مسجد مین گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ آپ فجر کی نماز پڑھکر لوگون کو تعلیم علم کرتے رہے یہانتک کہ ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر تک تعلیم مین مشغول رہے پھر مغرب تک درس فرمایا پھر اسی طرح عشا تک پھر بعد نماز عشا کے گھر مین گئے پس مین نے اپنے دل مین خیال کیا

کہ انکی مشغولی ومصروفی کا تو یہ حال ہی مطالعہ کتب کب ہوتا ہوگا مین اس امر کی جستجو کرنیکا
جب لوگون کی آمد و رفت موقوف ہوئی تو امام مسجد مین آئے اور طلوع فجر تک نماز مین
قائم رہے جب صبح ہوئی تو گھر مین گئے اور کپڑے پہن کر مسجد مین آئے اور فجر کی نماز پڑھی
اور اُسی طرح عشا تک تعلیم مین مشغول رہے پھر گھر مین گئے سو مین نے خیال کیا کہ آج رات
ضرور آرام کرینگے مین آج بھی انکا تجسس کرونگا سو جب آمد و رفت موقوف ہوئی تو یہ
مسجد مین آئے اور شب گذشتہ کی طرح طلوع صبح تک نماز مین مشغول رہے پھر گھر مین جاکر
اور کپڑے پہن کر نماز کے واسطے مسجد مین آئے اور بعد نماز اُسی طرح عشا تک تعلیم اور
ارشاد مین مصروف رہے پھر گھر مین گئے تو مین نے خیال کیا کہ آج ضرور ہی آرام کرینگے
لیکن اُس رات بھی صبح تک اُنھون نے ایسا ہی کیا اسپر مین نے اپنے جی مین کہا کہ مین
انکا ساتھ نچھوڑونگا یہانتک کہ میرا یا انکا دنیا سے انتقال ہوگا سو مین نے انکی مسجد مین
اُنکی ملازمت اختیار کی۔ انتہی۔ شامی مین لکھا ہی کہ حافظ ذہبی نے کہا ہی کہ امام ابو حنیفہ کا
قیام لیل اور تہجد و تعبد تواتر کے درجے کو پہونچ گیا ہی چنانچہ بسبب کثرت قیام لیل کے آپکا
نام وتد یعنی میخ رکھا گیا اور صرف قیام لیل ہی نہین بلکہ انکا تیس سال تک ایک رکعت مین
قرأت قرآن کے ساتھ زندہ رکھنا رات کو متواتر ہوا انتہی۔ فتاوی برہنہ مین لکھا ہی کہ
ایک لڑکے نے اپنے باپ سے پوچھا کہ بابا وہ ستون مسجد مین سے کہان چلا گیا جو یہان
قائم تھا اُسنے کہا کہ بیٹا وہ ستون نہین تھا بلکہ امام المسلمین ابو حنیفہ تھے انتہی۔ درمختار مین لکھا ہی کہ امام نے اپنی عمر مین
پچپن حج کیے اور اخیر حج کو کعبہ شریف کے خادمون سے ایک رات اجازت لیکر اندر داخل ہوے اور بیت اللہ کے
دو ستونون کے درمیان اپنے پانون کی پشت پر بایان پانون رکھکر نماز مین کھڑے ہوے یہانتک کہ آدھا
قرآن ختم کرکے رکوع و سجود کیا پھر بائین پانون پر داہنا پانون رکھکر کھڑے ہوے یہانتک کہ قرآن کو
ختم کیا جب سلام کیا تو خوب روئے اور اپنے رب سے مناجات کی کہ یا الہ العالمین اس ضعیف
بندہ نے تیری عبادت جیسی کہ تجکو لائق ہی نہین کی لیکن تجکو تیری صفات کبریائی سے
جانتا ہی جیسے کہ تیرے جاننے کا حق ہی تو اسکی خدمت کے نقصان کو اُسکی کمال معرفت کے سبب سے
بخشدے یعنی کمال عرفان کو نقصان خدمت کا کفارہ کر اسپر بیت اللہ کے ایک گوشے سے

یہ آواز غیب آئی کہ اے ابو حنیفہؒ تو نے ہمکو جیسا کہ چاہیے تھا ویسا جانا اور جو خدمت تو نے بجا لی
خوب ہی کی مقرر ہمنے تجکو اور اُن لوگون کو جو تیرے مذہب پر قیامت تک ہونگے بخشا انتہی۔ کذا
فی الطحطاوی۔ امام ابو حنیفہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اس مرتبہ کو کس چیز کے سبب سے پہونچے مین
فرمایا کہ غیر کے بتانے سے مین نے بُخل نہین کیا اور نہ کسی سے پوچھنے مین کچھ عار کی ہے۔ تفسیر کبیر
مین امام فخر الدین رازی شافعی نے جو امام ابو حنیفہؒ کے حق مین بڑے متعصب ہین آیہ مالک
یوم الدین کی تفسیر کی فصل رابع مین لکھا ہے کہ ابو حنیفہؒ کا ایک مجوسی پر کچھ قرضہ تھا ایک دن
آپ اُسکے گھر مین مطالبہ کے لیے گئے جب اُسکے مکان کے دروازے کے پاس پہونچے تو آپ کی
جوتی کو اتفاقاً کچھ نجاست لگ گئی اسپر آپ نے جوتی کو جھاڑا تو اُس سے کچھ نجاست اُڑ کر
مجوسی مذکور کی دیوار سے لگ گئی اس سے آپ بڑے حیران ہوے اور دل مین کہا کہ اگر مین
اس نجاست کو اسی طرح رہنے دیتا ہون تو یہ دیوار قبیح ہو جائیگی اور اگر اُسکو چھیلتا ہون
تو اس سے دیوار کی مٹی گر پڑیگی اور اس سے مالک مکان کا نقصان ہے پس آپ نے مجوسی کے
دروازہ کو کھٹکھٹایا جسپر ایک لونڈی باہر آئی آپ نے اُسکو کہا کہ اپنے مالک کو خبر کر کہ ابو حنیفہ
دروازے پر کھڑا ہے لونڈی کے کہنے پر مجوسی گھر سے باہر نکلا اور آنے یہ خیال کرکے کہ شاید
یہ مجھ سے مال کا مطالبہ کرینگے عذر کرنا شروع کیا آپ نے اُس سے دیوار کی نجاست کا
قضیہ بیان کرکے فرمایا کہ اب کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ تمھاری دیوار صاف ہو جاوے
مجوسی نے امام کا یہ ورع و تقویٰ دیکھ کر اُسی وقت وہین اسلام قبول کر لیا انتہی۔ تفسیر حسینی مین
زیر آیت والکاظمین الغیظ کے لکھا ہے کہ کسی نے امام اعظم کو طمانچہ مارا آپ نے فرمایا کہ مین
بھی تجکو طمانچہ مار سکتا ہون لیکن نہین مارتا اور خلیفہ سے تیری شکایت کرنے پر قادر ہون
مگر نہین کرتا اور صبح کے وقت تیرے ظلم سے خدا کے آگے فریاد کر سکتا ہون لیکن نہین کرتا
اور بقیامت کو تجھ سے خصومت کرکے داد لے سکتا ہون مگر یہ بھی نہین کرتا بلکہ اگر مجکو قیامت
کے روز رستگاری حاصل ہو اور میری سفارش قبول ہو تو بغیر تیرے بہشت مین قدم نہ رکھونگا
انتہی۔ معدن مین مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ جسقدر اپنے عیال کو نفقہ دیتے تھے اُسی قدر
حسبۃً للہ فقرا اور مساکین کو بھی دیتے تھے اگر نیا کپڑا پہنتے تھے تو اُسی قیمت اور اُسی کے مانند

اہل علم کو بھی دیتے تھے اگر طعام کے وقت کوئی مسکین آجاتا تو دو چند اُسکو اپنے سے دیتے تھے انتہی۔
مرآۃ الجنان مین لکھا ہی کہ امام اعظم طفولیت ہی سے بڑے حاضر جواب اور ذکی و ذہین اور اعلی درجہ کے
بیدار مغز تھے چنانچہ نقل ہی کہ قیصر روم نے ایک دفعہ قاصد کو مع تحائف وہدایا کے خلیفہ منصور کی
خدمت مین اس غرض سے بھیجا کہ وہان کے علماے وقت کو جمع کرکے اُنسے تین سوال کرے اگر وہ اُنکا
جواب معقول دیدین تو مال کو اُنپر تقسیم کردے ورنہ مسلمانون سے خراج طلب کرے خلیفہ نے
اپنے زمانے کے تمام علما وفضلا اور حکما کو جمع کیا چنانچہ لوگ کثرت سے واسطے دیکھنے مباحثہ کے جمع
ہوے امام ابو حنیفہ بھی اپنے والد ماجد کے ساتھ وہان چلے گئے جب قاصد نے منبر پر چڑھکر سوال کیا
تو علماے حاضرین مین سے کوئی اُسکے جواب دینے کی جرأت نہ کرسکا اسپر امام ابو حنیفہ نے اپنے
والد سے کہا کہ اگر مجکو اجازت ہو تو مین اسکا جواب دیتا ہون اُنھے اجازت نہ دی آپ نے
ناچار خلیفہ سے کہکر اجازت حاصل کی اور منبر کے پاس جاکر قاصد سے کہا کہ چونکہ مجیب کے آگے
سائل بمنزلۂ شاگرد کے ہوتا ہی اسلیے تو اُتر آتا کہ مین منبر پر چڑھکر تیرے سوالون کا جواب دون
الغرض قاصد منبر سے نیچے اُتر آیا اور آپنے منبر پر چڑھکر کہا کہ اب سوال کر قاصد نے کہا کہ خدا سے
پہلے کون تھا آپنے فرمایا کہ عددون کو شمار کرکے بتا کہ ایک سے پہلے کون سا عدد ہی قاصد نے
کہا کہ کوئی نہین وہی ایک سب سے پہلے ہی پس آپ نے فرمایا کہ جب واحد مجازی لفظی کے پہلے
کوئی چیز متحقق نہین ہوسکتی تو پھر واحد حقیقی معنوی کے پہلے کس طرح پر کوئی شی متحقق ہوسکتی ہی
قاصد نے پھر سوال کیا کہ خدا کا منھ کس طرف ہی آپنے فرمایا کہ جب مشعل روشن ہوتی ہی تو اُسکا
مُنھ کس طرف ہوتا ہی اُسنے کہا کہ چارون طرف برابر ہوتا ہی پس آپ نے فرمایا کہ جب نور مجازی
کو جانب متعین نہین ہی تو نور حقیقی کو کس طرح پر ایک طرف مقرر ہوسکتی ہی پھر پوچھا کہ خدا
اسوقت کیا کر رہا ہی آپ نے فرمایا کہ اُسکے کام تو بہت ہین مگر اُنمین سے ایک یہ ہی کہ تجھ کافر کو منبر سے
اُتار کر مجھ مومن کو بٹھا دیا ہی انتہی۔ روضۃ الفائق مین لکھا ہی کہ ایک عورت مسجد مین آئی اور ایک
سیب کو جسکا نصف سرخ اور نصف زرد تھا امام ابو حنیفہ کے آگے رکھدیا امام نے اُسکو دو پارہ کرکے
اُسکے حوالہ کردیا جب عورت چلی گئی تو امام سے آپ کے یارون نے اس معما کا مطلب پوچھا آپنے
فرمایا کہ اس عورت کو حیض کا خون کبھی سرخ کبھی زرد آتا تھا اسلیے طہر کو مجھسے پوچھتی تھی مین نے

اُسکو سیب کی اندرونی سفیدی سے جواب دیا یعنی جبتک پانی سفید نہ آوے طہر نہین ہوتا انتہی اسی کتاب مین لکھا ہی کہ ایک دن امام ابو حنیفہ مسجد مین بیٹھے ہوے تھے کہ یکایک چند خارجی مسلح ظاہر ہوے اور انھون نے آپ سے کہا کہ ہم تمسے دو باتین پوچھتے ہین اگر جواب نہ دوگے تو آپ کو دو ٹکرے کر دینگے آپ نے فرمایا کہ تلوارون کو میان مین کرلو مین تملو جواب دونگا انھون نے کہا کہ ہم تمہاری گردن کے جھٹکے سے میان بنانا ثواب عظیم جانتے ہین تلوارون کو میان مین کس طرح کرین آپنے فرمایا کہ خیر کہو کیا کہتے ہو کہا کہ دو آدمی کے جنازہ کے حق مین جنمین سے ایک شراب کے نشہ مین اور دوسری عورت استقاط حمل حرام کے وقت مین مرگئے ہین اور انکو توبہ نصیب نہین ہوئی کیا کہتے ہو۔ چونکہ خارجیون کے مذہب مین تھوڑے سے گناہ پر بھی آدمی کافر ہوجاتا ہی اور امام کے مذہب مین کافر نہین ہوتا تھا اسلیے انھون نے سوچا تھا کہ امام ابو حنیفہ ضرور اپنے مذہب کے مطابق انکو مومن کہینگے اور ہم اس حیلے سے فساد کر دینگے۔ امام نے فرمایا کہ وہ دونون آدمی کس قوم سے تھے آیا یہود سے کہا نہین فرمایا کیا نصارا و مجوس سے کہا نہین فرمایا کیا بت پرستون مین سے کہا نہین فرمایا پھر کس قوم مین سے تھے انھون نے کہا کہ مسلمانون مین سے تھے فرمایا پس تمنے خود ہی جواب دیدیا ہی مین کیا کہون انھون نے کہا کہ کس طرح فرمایا کہ جب تمنے خود اقرار کیا کہ وہ قوم مسلمانون مین سے تھے تو پھر کافر کس طرح ہونگے اسپر تمام خارجی امام صاحب کی یہ کرامت دیکھکر اپنے مذہب سے تائب ہوے انتہی۔ تفسیر کشاف مین مذکور ہی کہ ایک دفعہ قتادہ تابعی کوفہ مین تشریف لائے اور لوگ ہر طرف سے حلقہ باندھ کر آنسے کسی سوال کے جواب پوچھنے کے منتظر ہوے آپ نے فرمایا کہ جو دل مین کہتے ہو پوچھ لو اتفاقاً امام ابو حنیفہ بھی بحالت صغر سنی وہان موجود تھے جب لوگون نے پوچھا کہ جو مور حضرت سلیمان کے پاس آیا تھا نر تھا یا مادہ تو قتادہ تامل کرنے لگے امام ابو حنیفہ نے جھٹ کہدیا کہ مادہ تھا قتادہ نے فرمایا کہ آپ نے کس طرح معلوم کیا ہی کہ مادہ تھا امام نے آیت قالت نملة پڑھکر انکی تسلی کر دی انتہی۔ تاریخ خلکان مین لکھا ہی کہ ربیع مصاحب خلیفہ منصور کو امام ابو حنیفہ سے خفیہ عداوت تھی ایک دن امام کے سامنے منصور سے کہا کہ یہ ابو حنیفہ تمہارے چچا حضرت عبد اللہ بن عباس کے ساتھ عداوت رکھتے اور انکے قول کے بخلاف حکم دیتے ہین یعنی اگر کوئی سوگند کھاکر دو تین روز کے بعد بھی انشاء اللہ تعالے کہدے تو تیرے دادا کے نزدیک اسکا استثنا صحیح ہوتا ہی اور ابو حنیفہ اسکو

نادرست کرتے ہین اور کہتے ہین کہ استثناء متصل چاہیے ورنہ درست نہوگا امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اے خلیفہ ربیع کہتا ہے کہ بیعت لشکر کی تیرے ہاتھ پر درست نہین ہوتی پوچھا کسطرح امام نے فرمایا کہ اس جگہ قسم کھا کر بیعت کر لی پھر گھر مین جا کر انشاء اللہ کہہ کر بیعت کو توڑ دیا منصور نے یہ سنکر قہقہہ لگایا اور ربیع سے کہا کہ تو امام ابو حنیفہ سے متعرض مت ہو جب دربار سے باہر نکلے تو راستہ مین ربیع نے امام سے کہا کہ آج تو آپنے گویا مجھے قتل ہی کرا دیا تھا امام نے فرمایا نہین بلکہ تو نے میرے قتل کی سعی کی تھی مگر مین نے تجکو اور اپنے کو بچا لیا انتہی۔ معدن مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے ایک عالم نے پوچھا کہ آپ کبھی اپنے اجتہاد پر پشیمان بھی ہوئے ہین فرمایا کہ ہان ایک دفعہ جب لوگون نے مجھسے پوچھا کہ ایک حاملہ عورت مر گئی ہے اور اسکے پیٹ مین بچہ حرکت کر رہا ہے کیا کیا جاوے تو مین نے کہا کہ عورت کا شکم چاک کر کے بچہ نکال لو پھر مین نے افسوس کیا کہ مین نے مردہ کو ایسی تکلیف دینے کا کیون حکم دیا اور مین نہین جانتا کہ وہ بچہ زندہ باہر نکلا یا مردہ۔ عالم مذکور نے کہا کہ اے امام یہ جگہ افسوس کی نہین ہے بلکہ فضل خدا تمھارے شامل حال ہے کہ وہ بچہ مین ہی ہون اور آپکے اجتہاد کی برکت سے زندہ نکل کر اس مرتبہ کو پہونچا ہون انتہی۔ دائرۃ المعارف مین لکھا ہے کہ علی بن جعد نے کہا کہ امام ابو یوسف کہتے تھے کہ جب میرا باپ فوت ہو گیا تو مین صغیر سن تھا میری والدہ مجکو ایک دھوبی کے پاس کام سیکھنے کے لیے چلی راستہ مین مین نے امام ابو حنیفہ کا حلقۂ مجلس دیکھا اور وہان جا کر بیٹھ گیا مان مجکو کھینچتی تھی اور مین وہان سے نہ آتا تھا آخر میری مان نے امام سے کہا کہ مین ایک بیوہ عورت ہون اور یہ لڑکا یتیم ہے سوت کات کر گذارا کرتی ہون نہین معلوم آپنے اس سے کیا کہا ہے کہ اب یہان سے مین لیجاتی ہون یہ نہین جاتا امام نے فرمایا کہ اسے یہان ہی بیٹھنے دے یہ علم پڑھیگا اور عنقریب صحون فیروزج مین روغن پستق کے ساتھ فالودہ پیے گا امام یوسف نے کہا کہ جب مجکو قضا دیگئی تو مین ایکدن صحن فیروزج مین خلیفہ رشید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ خلیفہ کے نوکر فالودہ لائے اور مجکو خلیفہ نے کہا کہ فالودہ پیو اور یہ فالودہ اس قسم کا ہے کہ ہر وقت ایسا تیار نہین کیا جاتا مین نے یہ بات سنکر تبسم کیا خلیفہ نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی مین نے یہ تمام قصہ بیان کر کے امام کی کرامت ظاہر کی اسپر خلیفہ نے کہا کہ علم بیشک فائدہ دیتا ہے اور دنیا و آخرت مین مرتبہ بڑھاتا ہے پھر کہا

کہ خدا امام ابوحنیفہ پر رحم کرے کہ وہ عقل کی آنکھوں سے وہ چیز دیکھتے تھے جو سر کی آنکھوں سے
دیکھی نہین جاتی انتہی۔ تذکرۃ الاولیا وغیرہ مین لکھا ہی کہ امام شعبی جو امام ابوحنیفہ کے استاد
اور قاضی خلیفہ منصور تھے ایک دن خلیفہ نے کچھ زمین اپنے غلامون کو ہبہ اور وقف کی کو توالی
حکم دیا کہ دستاویز کو قاضی و مفتی اور علماے وقت کے دستخط و مواہیر سے موثق اور مزین کر لیا
جاوے تمام علما نے اسپر مواہیر کر دین اور شہادت لکھ دی جب امام ابوحنیفہ کے پاس لائے اور
شہادت لکھنے کو کہا گیا تو امام نے کہا کہ خلیفہ کہان ہی کہا گھر مین کہا جبتک وہ میرے پاس
نہ آوے یا مین اُنکے پاس نہ جاؤن شہادت نہین لکھ سکتا کوتوال نے کہا تم عجیب آدمی ہو تمام
علمائے تو اپنی اپنی شہادت لکھ دی ہی اور آپ تنہا ایسا عذر کرتے مین امام نے فرمایا کہ ہر ایک کا
معاملہ ہر کسی کے ساتھ ہی جب خلیفہ کو معلوم ہوا تو اُسنے امام شعبی سے پوچھا کہ کیا شہادت مین
رویت شرط ہی اُنھون نے کہا کہ ہان پس خلیفہ نے کہا کہ آپ نے کیون بغیر میری رویت کے
گواہی لکھ دی ہی کہا مین جانتا تھا کہ حکم تیرا ہی اور مجھکو تیرے بلانے کا اختیار نہین خلیفہ نے کہا
یہ امر اچھا نہین بلکہ موجب عذاب ہی انتہی۔

ریاض الاخبار المنتخبہ من ربیع الابرار مین لکھا ہی کہ ایک دفعہ لوٹ کی ایک بکری اہل
کوفہ کی بکریون مین ملگئی امام ابوحنیفہ نے لوگون سے پوچھا کہ بکری کتنی مدت تک زندہ رہ سکتی ہی
اُنھون نے کہا کہ سات سال تک پس آپ نے سات سال تک گوشت کھانا ترک کر دیا۔ انتہی۔
میزان الشعرانی مین لکھا ہی کہ ابو جعفر شہرامازی نے شقیق بلخی سے روایت کی ہی کہ ایک دفعہ
امام ابوحنیفہ نے ریشمی کپڑون کی بیع مین ایک شخص کو وکیل بنایا اتفاقاً اُن کپڑون مین ایک
کپڑا عیب دار بھی تھا آپ نے وکیل کو کہدیا کہ بغیر عیب دکھائے اسکو ہرگز فروخت نکرنا لیکن
وکیل کو فروخت کرنے کے وقت عیب کا ظاہر کرنا یاد نہ رہا پس اُسکی قیمت اور کپڑون کی قیمت
مین مختلط ہو گئی پس جب آپکو اس حال سے خبر دی گئی تو آپ نے اُن تمام کپڑون کی قیمت کو
فقرا و مساکین پر تقسیم کر دیا اور یہ بھی روایت ہی کہ امام ابوحنیفہ اپنے مقروض کی دیوار کے
سایہ مین بھی دھوپ کے وقت آرام نہ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر ایک قرض جو کسی طرح کے نفع کو
کھینچے وہ سود ہی اور مقروض کی دیوار کے سایہ مین بیٹھنا ایک طرح کا فائدہ حاصل کرنا ہی انتہی

تذکرۃ الاولیا مین لکھا ہے کہ امام محمد لڑکپن مین بڑے صاحب جمال تھے پس امام ابوحنیفہ نے انکو صرف پہلے ہی دفعہ دیکھا ہے پھر نہین دیکھا اور جب انکو سبق پڑھاتے تھے تو ستون کے پیچھے بٹھا کر پڑھاتے تھے ایسا نہو کہ انپر نظر پڑجائے۔ داؤد طائی کہتے ہین کہ مین بیس سال تک امام ابوحنیفہ کی خدمت مین رہا پس اس مدت مین مین نے آنکو کبھی خلوت وجلوت مین سر برہنہ اور پانؤن لمبے کیے ہوے نہین دیکھا ایک دفعہ مین نے آنکو کہا کہ اے امام اگر آپ خلوت مین پانؤن دراز کر لیا کرین تو کیا مضائقہ ہے آپ نے فرمایا کہ خلوت مین ادب نگاہ رکھنا اولیٰ تر ہے انتہیٰ

تاریخ خلکان مین ابن ابی لیلیٰ کے بیان مین لکھا ہے کہ قاضی ابن ابی لیلیٰ واسطے انفصال مقدمات اور فتویٰ کے کوفہ کی مسجد مین بیٹھا کرتے تھے ایک دن جو وہ عدالت گاہ سے اُٹھ کر کسی طرف کو چلے جاتے تھے تو اُنھون نے راستہ مین ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ایک مرد کو یا ابن الزانیین کہ رہی ہے اسپر آپ وہین سے واپس ہو گئے اور اُس عورت کو آدمی بھیجکر بلوایا جب وہ حاضر ہوئی تو اُسکو کھڑا کر کے دو حد قذف مارنے کا حکم دیا جب اس بات کی خبر امام ابوحنیفہ کو پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ ابن ابی لیلیٰ نے اس واقعہ مین چھ جگہ خطا کی ہے۔ اول آنکو عدالت سے برخاست ہو کر اُسی وقت پھر واپس نہونا چاہیے تھا۔ دوم مساجد مین حد مارنے کی آنحضرت نے ممانعت کی ہے سوم عورت کو بٹھا کر کپڑے پہنے حد مارنا تھا۔ چہارم قاذف جماعہ بکلمۂ واحد پر صرف ایک حد واجب ہوتی ہے نہ دو۔ پنجم دو حد متواتر مارنا نہ چاہیے تھا بلکہ دوسری حد جب ماری جاتی کہ جب قاذفہ پہلی حد کی ضرب سے تندرست ہو جاتی ششم بغیر کسی مدعی کے حد ماری گئی ہے۔ جب ان اعتراضون کی ابن ابی لیلیٰ کو خبر ہوئی تو اُنھون نے خلیفہ کے پاس جا کر شکایت کی کہ ایک جوان ابوحنیفہ نامی میرے احکام مین معارضہ کرتا اور میرے حکم کے خلاف فتویٰ دیتا ہے اس سے اُسکو ممانعت کر دینی چاہیے اسپر خلیفہ نے آدمی بھیجکر امام ابوحنیفہ کو فتویٰ دینے سے ممانعت کر دی۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد ایک دن امام ابوحنیفہ مع اپنی بیوی اور پسر حماد اور ایک لڑکی کے گھر مین بیٹھے ہوے تھے کہ لڑکی نے کہا کہ مین روزہ دار ہون اور میرے دانتون مین سے خون نکلا ہے اور مین نے یہانتک تھوکا ہے کہ اب تھوک بالکل سفید ہو گیا ہے سو اب تھوک کے نگلنے سے روزہ تو نہین زائل ہوتا آپ نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی حماد سے پوچھ لے کہ مجکو خلیفہ نے فتویٰ دینے سے ممانعت کی ہے انتہیٰ سبحان اللہ

آپ نے حاکم کے حکم کی یہانتک اطاعت کی کہ تنہائی کی حالت مین بھی اُس سے سرمو تجاوز نہ کیا۔
خیرات الحسان مین لکھا ہی کہ حماد بن ابوحنیفہ کہتے ہین کہ ایک دن امام مسجد مین بیٹھے ہوے تھے
کہ یکایک ایک بڑا سانپ سقف سے گر کر آنکی گود مین آپڑا مگر قسم خدا کی کہ آپ نے اُس جگہ سے
ذرا بھی حرکت نہ کی اور لَن يُّصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَنَا کہکر سانپ کو ہاتھ سے پکڑ کر ہٹا دیا۔ انتہی۔ دار المعارف
مین لکھا ہی کہ کوفہ مین امام ابوحنیفہ کا ایک موچی ہمسایہ تھا جو دن کو کام کرتا تھا اور جب رات
ہوتی تھی تو گھر مین اگر گوشت یا مچھلی جو لاتا تھا اُسکو پکاتا یا تلتا تھا پھر شراب پیتا تھا یہانتک
کہ جب شراب اثر کرتی تھی تو بہاورانہ آواز کے ساتھ گرجتا اور کہتا تھا ؎ اضاعونی و ای فتی
اضاعوا + لیوم کریہۃ وسداد ثغر + پس ہمیشہ شراب پیتا اور اسی بیت کو بار بار پڑھتا تھا یہانتک
کہ نیند اُسکو آجاتی تھی اور امام ابوحنیفہ چونکہ تمام رات نماز پڑھتے تھے اسلیے اُسکی آواز جبتک کہ
وہ گاتا رہتا تھا سنتے رہتے تھے پس ایک رات اُسکی آواز نہ آئی آپ نے لوگون سے اسکا سبب
پوچھا اُنھون نے کہا کہ اُسکو کوتوال پکڑ لیگیا ہی اور وہ محبوس ہی پس آپ فجر کی نماز پڑھکر خچر پر
سوار ہوے اور امیر کے پاس آنے کی اجازت چاہی امیر نے نوکرون کو حکم دیا کہ امام کو بحالت
سواری ہمارے فرش تک آنے دو چنانچہ اُنھون نے ایسا ہی کیا جب امام امیر کے پاس پہونچے تو
وہ بڑا خوش ہوا اور تشریف آوری کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ ہمارے ایک ہمسایہ موچی کو آپکے
حکم سے کوتوال نے پکڑ لیا ہی اُسکے چھڑانے کے لیے آیا ہون امیر نے حکم دیا کہ جتنے لوگ اس رات
گرفتار ہوے ہین سب کو چھوڑ دو پس امام امیر سے رخصت ہوکر موچی کو ساتھ لیے گھر مین آگئے
اور اُس سے کہا کہ اے جوان کیا ہمنے تجکو ضائع کیا ہی اُسنے کہا نہین بلکہ آپ نے خوب ہی نگاہ
رکھا ہی اور خدا آپکو حرمت جوار اور رعایت حق پر جزاے خیر دے پس اُس شخص نے اُس روز سے
شراب نوشی سے توبہ کرلی۔ انتہی۔ شامی مین لکھا ہی کہ حافظ نجم نے روایت کی ہی کہ مین نے ننانوے
مرتبہ خدا کو خواب مین دیکھا اور دل مین سوچا کہ اگر ایک دفعہ اور خدا کو خواب مین دیکھون
تو اُس سے پوچھون کہ قیامت کو خلقت تیرے عذاب سے کس چیز کے کرنے سے نجات پاسکیگی سو
مین نے خدا کو پھر خواب مین دیکھا اور اُس سے سوال مذکور کیا اُسنے فرمایا کہ جو شخص صبح و شام

سبحان الابدی الابد سبحان الواحد الاحد سبحان الفرد الصمد سبحان رافع السماء بغیر عمد سبحان من ۳

بسط الارض علیٰ ماء جمد سبحان من خلق الخلق فاحصاھم عدد سبحان من قسم الرزق
ولم ینس احد سبحان الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولد سبحان الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد
پڑھے آپنے میرے عذاب سے نجات پائی انتہی۔ مسند خوارزمی مین لکھا ہے کہ امام نے سب سے
پہلے علم شریعت کو مدون کرکے ابواب پر مرتب کیا اور آپکی دیکھا دیکھی امام مالک نے موطا مین یہی
طرز اختیار کیا سو اس امر مین آپسے کسی نے سبقت نہین کی کیونکہ صحابہ و تابعین نے علم شریعت مین
ابواب کرکے کوئی تصنیف نہین کی انکو اپنی یاد پر اعتماد تھا لیکن جب امام نے علم کو منتشر دیکھا تو
متاخرین کے سوء حفظ سے ڈر کر کہ مبادا علم ضائع ہو جائے اسکی تدوین مستحسن سمجھی پس اس تدوین
مین طہارت سے ابتدا کی پھر صلوۃ و صوم و باقی عبادات پھر معاملات و مواریث پر خاتمہ کیا
انتہی۔ شامی مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کا اشتہار یہان تک ہوا ہے کہ عام بلاد اسلام
بلکہ بہت سی ولایات اور شہرون مثل روم و ہند و سندھ و ماوراء النہر اور سمرقند مین بجز آپکے
مذہب کے اور کوئی مذہب مشہور نہین ہے اور تحقیقی طور پر منقول ہے کہ سمرقند کے قبرستان مین
چار سو ایسی قبرین ہین کہ انمین محمد نام شخص جنھون نے تصنیفات کی اور فتویٰ دیا اور ایک
جم غفیر نے انسے علم اخذ کیا مدفون ہین چنانچہ جب صاحب ہدایہ فوت ہوے تو انکو وہان
دفن کرنا چاہا گیا مگر لوگون نے انکو وہان دفن کرنے نہ دیا اسلیے یہ قبرستان مذکور کے
حوالی مین دفن کیے گئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپکے مذہب کو چار ہزار شخصون نے نقل کیا ہے اور ضرور ہے
کہ ان اشخاص مین سے ہر ایک کے لیے اصحاب ہون اور اسی طرح انکے لیے انتہی۔ ملا علی قاری نے
اس رسالے مین جو انھون نے قفال مروزی کے جواب مین لکھا ہے بیان کیا ہے کہ مقلدین
امام ابو حنیفہ کے قدیما و حدیثا تمام شہرون خصوصا روم کے شہرون اور ماوراء النہر اور ہند
و سندھ اور اکثر خراسان و عراق و بلاد عرب مین بالاتفاق زیادتی پر ہین اور مین گمان
کرتا ہون کہ بلا شبہ دو تہائی مسلمان حنفی ہونگے بلکہ ہندسین کے نزدیک اس سے بھی زیادہ
ہونگے۔ علاوہ اسکے ہر ایک زمان و مکان اور عصر و دہر اور بر و بحر مین سلاطین روم و
ماوراء النہر اور ہند و سندھ مذہب نعمان پر ثابت ہین انتہی۔ وفات آپکی بغداد مین ماہ رجب
یا شعبان یا نصف شوال یا شب جمعہ یکم تاریخ ماہ رمضان سنہ ۱۵۰ ہجری مین ہوئی جبکہ آپ

بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے آپکو بغداد کی قضا کے منظور کرنے کے لیے کہا تھا مگر آپ نے اس سے انکار کر کے عدم قبول پر قسم کھالی اسپر خلیفہ نے آپکو قید کر کے قضا کے منظور کرنے کے لیے مجبور کیا مگر آپنے قبول نہ کی آخر الامر خلیفہ نے حکم دیا کہ ہر روز آپکو دس تازیانہ لگائیں اگرچہ آپنے ایک سو تازیانے کھائے لیکن جب بھی وہی انکار جاری رکھا اسکے بعد آپ پر دس روز تک کھانے پینے کی طرف سے تنگی کی گئی جس سے آپ نے رو کر خدا سے دعا کی اور اُسکے پانچ روز بعد آپ نے وفات پائی- ایک روایت اسطرح پر ہے کہ آپکو پینے کے لیے پیالہ زہر آلود دیا گیا آپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ میں جانتا ہوں جو اسمیں ہے مگر میں اپنے آپکو ہلاک نہیں کرتا اسپر جبراً آپکے منھ میں ڈالا گیا جب موت کا وقت قریب آیا تو آپ سجدہ میں گئے اور سجدہ ہی میں جان خدا کو سپرد کی- اسکے بعد آپکو پانچ شخص اٹھا کر غسل کی جگہ میں لیگئے حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے آپکو غسل دیا اور ابو الرجا عبد اللہ نے آپ پر پانی ڈالا- ابن سماک کہتے ہیں کہ جب غسل کے بعد آپکو میں نے دیکھا تو آپکی پیشانی پر ایک سطر میں آیہ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اور داہنے ہاتھ پر آیہ فادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون اور بائیں ہاتھ پر آیہ انا لا نضیع اجر من احسن عملاً اور شکم پر یبشرکم ربکم برحمۃ منہ ورضوان لکھا ہوا تھا- جب جنازہ اٹھایا گیا تو یہ آواز آئی یا قائم اللیل یا طویل القیام یا صائم الیوم یا کثیر الصیام اباحك السیر ما یستغنی من جنۃ الخلد دار السلام جب قبر میں آپکو رکھا گیا تو یہ ندا آئی فروح وریحان وجنۃ نعیم روایت ہے کہ جب امام کا جنازہ اٹھایا گیا تو اسقدر خلقت کا ہجوم تھا کہ کندھا دینے والوں کی کثرت سے جنازہ کی لکڑیاں ٹوٹ گئیں خلیفہ منصور بھی جنازہ پر حاضر ہوا اور آسنے آپکی وفات وایذا دہی پر بڑا افسوس کیا اور کہا افسوس میں نے ایسے مظلوم مرحوم کو قتل کیا جسنے دنیا سے بالکل کنارہ کیا اور جب میں نے طرح طرح کے عذاب سے اذیت دی تو بڑے تحمل سے صبر کیا کاشکے اگر اپنے پیچھے کوئی ایسا شخص چھوڑ جاتے جو انکے قائم مقام ہوتا تو اسوقت ہم انپر اسقدر افسوس سے گریہ وزاری نکرتے- آپ پر جنازے کی نماز قاضی حسن بن عمارہ نے پچاس ہزار آدمیوں کے ساتھ پڑھائی اور باقی لوگ بیس روز تک آپکی قبر مبارک پر نماز پڑھتے رہے اور آپکو گورستان خیزران میں دفن کیا گیا

کہتے ہین کہ آپکے دفن کے بعد تین رات تک یہ آواز آتی رہی ذہب الفقہ فلا فقیہ لکم فاتقوا اللہ وکونوا خلفا + مات نعمان فمن ہذا الذی یحیی اللیل اذا ما تجنا یعنی چلی گئی فقہ اور کوئی فقیہ تمھارے لیے نہین پس تقویٰ کرو اللہ کے لیے اور ہو خلیفے ـ نعمان مرگئے پس کون شخص ہے جو رات کو زندہ رکھے جب تاریک ہوتی ہے ـ شرف الملک ابو سعد محمد بن منصور خوارزمی مستوفی مملکت سلطان ملک شاہ سلجوقی نے ۴۵۹ھ ہجری مین آپکی قبر پر ایک گنبد کلان بنوا کر آپکے پاس ایک بڑا مدرسہ حنفیون کے لیے تعمیر کرایا جب آپکے مقبرے کی عمارت ختم ہو چکی تو ابو سعد بڑی شان و شوکت سے مع اعیان و ارکان کے آپکے دیکھنے کے لیے گیا اسوقت ابو جعفر مسعود بیاضی نے یہ قطعہ تصنیف کیا۔

قطعہ الم تران العلم کان مبددا + فجمعہ ہذا المغیب فی اللحد + کذلک کانت ہذہ الارض میتۃ + فانشرہا فعل العمید ابی سعد + آپکی تاریخ وفات یہ ہے ؎ آن امام اعظم کوفی کہ بود + تکیہ گاہ و حامی دین مبین + از پے وصل حبیب کردگار + کرد چون رحلت سوے خلد برین + در فراق آن امام دین پناہ + اہل دین گشتند غمناک و حزین + ماتم دین بود دہ ہجرش ازان + سال وصلش یافتم از سوگ دین

دوسرا خیابان

ان احادیث صحیحہ اور آثار قویہ مین جو امام ابو حنیفہ کی بشارت اور مناقب مین وارد ہوئی ہین

علامۂ طحطاوی اور علامۂ شامی نے شرح دُرِ المختار مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نعمان معجزات مصطفویہ مین سے بعد قرآن کے بیشک ایک بڑا معجزہ یعنی کرامت ہین کیونکہ آنحضرت صلعم نے آپکے پیدا ہونے سے پہلے آپکی خبر احادیث صحیحہ مین دی ہے چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی شافعی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور علامہ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ نے خیرات الحسان فی ترجمۃ النعمان مین لکھا ہے کہ تحقیق ایسی احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین جو امام ابو حنیفہ کی بشارت و فضیلت پر مشیر ہین منجملہ انکے آنحضرت صلعم کا وہ قول ہے جسکو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ اگر ایمان نزدیک ثریا کے بھی ہوگا تو اسکو ابنا فارس مین سے چند شخص لے آئینگے اور ابو نعیم نے ابو ہریرہ اور شیرازی و طبرانی نے قیس بن سعد سے بالفاظ روایت کیا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ علم اگر ثریا کے ساتھ بھی معلق ہوگا تو اسکو ابنائے فارس سے

چند شخص لے آوینگے اور لفظ طبرانی کی روایت کا قیس سے اسطرح ہر کہ نپاوینگے اُسکو اہل عرب البتہ چند شخص ابناے فارس سے اُسکو پاوینگے - اور مسلم کی ایک روایت ابوہریرہ مین یون آئی ہی کہ اگر ایمان نزدیک ثریا کے بھی ہوگا تو ضرور اُسکی طرف ابناے فارس مین سے ایک شخص جاویگا یہانتک کہ اُسکو لے آویگا - اور ایک روایت متفق علیہ مین ابوہریرہ سے اسطرح پر مروی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو اُس ذات کی قسم ہی کہ جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ دین اگر ثریا کے ساتھ بھی معلق ہو جاویگا تو اُسکو ضرور ایک شخص ابناے فارس سے لے آویگا اسکے بعد حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا کہ روایات مذکورہ بالا جنکو شیخین وغیرہ نے روایت کیا اس بات کی اصل صحیح ہین کہ انکو امام ابوحنیفہ کی بشارت و فضیلت پر محمول کیا جاوے انتہی - اسکے بعد شامی نے لکھا ہی کہ مواہب لدنیہ کے حاشیہ (یعنی شیخ ابی الضیا علی بن علی شبر الملسی متوفی ۱۰۸۷ھ ہجری) مین علامہ شامی تلمیذ حافظ جلال الدین سیوطی سے منقول ہی کہ وہ جو ہمارے شیخ سیوطی نے اس بات کا یقین کیا ہی کہ احادیث مذکورہ بالا مین صرف ابوحنیفہ ہی مراد مین یہ ظاہر ہی اور اسمین کسی طرح کا کچھ شک نہین کیونکہ ابناے فارس سے علم مین کوئی ابوحنیفہ کے مبلغ کو نہین پہونچا انتہی - اور امام حافظ محمد بن یوسف شامی شافعی نے

امام ا الہدی والرشاد فی احوال خیر العباد المشہور بسیرۃ شامی کے باب پچیس مین آنحضرت

کتاب سبل کے بیان مین ہی بعد ذکر کرنے احادیث مذکورہ بالا کے لکھا ہی کہ شیخ جلال الدین

کی پیشینگوئیون نیفہ کی بشارت و فضیلت مین یہ اصل ایسا صحیح معتمد ہی کہ اُسکی بشارت مین

سیوطی نے کہا ہی کہ ابوحنیفہ ہو رہتا ہی پس ہمارے شیخ کا یہ یقین کرنا کہ احادیث متذکرہ بالا سے

خبر موضوع سے بالکل مستغنی اور اسمین کچھ شک نہین کیونکہ ابناے فارس مین سے

فقط ابوحنیفہ ہی مراد ہین ظاہر تر ہے صحاب کے مبلغ کو نہین پہونچا انتہی کلام الشامی

کوئی شخص علم مین امام ابوحنیفہ اور اُنکے ہ لکھا ہی کہ تحقیق روایت کیا بخاری اور مسلم نے

شارح دُر المختار ملا علی قاری نے رسالہ مذکورہ کہ نزدیک بھی ہوگا تو ضرور اُسکو ابناے

ابوہریرہ سے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ دین اگر ثریا رہیگا کہ گروہ ابناے فارس مین سے

فارس سے ایک یا چند شخص لے آوینگے اور یہ اہل عرب و عجم کو علوم الحمد ہوا ہو پس اسی واسطے

کوئی شخص بجز امام ابوحنیفہ کے یہانتک مرتبہ اجتہاد کو نہین پہونچا کہ امام

حافظ محقق شیخ جلال الدین سیوطی نے کہا ہی کہ یہ حدیث اصل صحیح اس بات کا ہی کہ واسطے
بشارت اور فضیلت تامہ ابو حنیفہ کے اسپر اعتماد کیا جائے انتہی- شامی مین لکھا ہی کہ جو احادیث
علم ثریا کی ابھی مذکور ہو چکی ہین وہ امام اعظم پر قطعًا محمول ہین جیسا کہ شامی صاحب سیرت
اور آنکے شیخ حافظ سیوطی نے تصریح کی ہی بخلاف حدیث لا تسبوا قریشًا فان عالمها یملأ
الارض علمًا کے جو امام شافعی پر محمول کی گئی ہی کیونکہ بعض نے اسکو ابن عباس پر محمول کیا ہی بلکہ
وہ اس حدیث کے زیادہ مصداق ہین کیونکہ وہ جلالۃ اور ترجمان القرآن ہین اور حدیث
یوشك ان یضرب اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون اعلم من عالم المدینة کی
جو امام مالک پر محمول کی گئی ہی کیونکہ اسکو اور اور علماء مدینہ پر جو اپنے زمانے مین منفرد تھے
محمول کیا گیا ہی بخلاف ان احادیث مذکورہ بالا کے کہ سوائے ابو حنیفہ اور آنکے اصحاب کے انکا
اور کوئی محمل واقعی صحیح نہین اور سلمان فارسی اگرچہ من حیث الصحبۃ امام ابو حنیفہ سے افضل ہین
لیکن علم اور اجتہاد اور نشر دین اور تدوین احکام مین مثل ابو حنیفہ کے نہین ہوے اور کبھی مفضول
مین کوئی ایسی چیز پائی جاتی ہی جو فاضل مین نہین ہوتی اور فارس سے بلاد مرو فهراد نہین ہی
بلکہ جنس عجم سے ہی اور وہ فرس ہی جیسا کہ دیلمی کی حدیث مین ہی کہ بہتر عجم کا فارس ہی انتہی-
نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار مین مولوی خرم علی جو فرقہ غیر مقلدوں کے بھی نہایت معتمد ہین بعد
نقل فضائل امام ابو حنیفہ کے لکھتے ہین کہ عبد اللہ بن مبارک اور ابن جریج اور عبد اللہ بن داؤد
اور شداد بن حکیم اور یحیٰی بن سعید اور مکی بن ابراہیم وغیرہ جو اہل اجتہاد اور اہل حدیث اور
محدثین کے استاد ہین آنکے اقوال مستند مذکورہ سے زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار ہونا امام ابو حنیفہ کا
اپنے وقت مین تو بالیقین معلوم ہو گیا کہ صحیحین کی یہ حدیث لو کان العلم عند الثریا لناله
رجال من ابناء فارس کا صحیح محمل امام اعظم اور آنکے اصحاب ہین کیونکہ اہل فارس مین ان سے
زیادہ تر اور کوئی عالم عالی فہم دقیقہ رس نہین ہوا پس امام کے واسطے یہ بشارت و فضیلت عظیم الشان ہی
انتہی- حاصل کلام یہ کہ احادیث مذکورۂ بالا اس بات پر دال ہین کہ آنحضرت صلعم کا صیغہ جمع یعنی
رجال فرمانا باعتبار اتباع کے ہی جو امام ابو حنیفہ کے اصحاب ہین اور صیغہ واحد یعنی رجل فرمانا
باعتبار متبوع کے ہی جو خود امام ابو حنیفہ ہین پس آنحضرت صلعم کا اسطرح پہ فرمانا اس بات کا اشارہ ہی

کہ اس شخص کے اتباع مثل اُسکے فضل اصابت مسائل دین مین بسبب قواعد و اصول اُس شخص کے غیرون پر فائق ہونگے اسی واسطے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ جو شخص فقہ حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اُسکو چاہیے کہ امام ابوحنیفہ کے شاگردون کا ساتھ نہ چھوڑے کیونکہ معانی علم دین کے خاص انھین کو آسان ہوئے ہین اور خدا کی قسم مین فقیہ کامل نہین ہوا مگر مطالعہ کتب محمد بن حسن سے - ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ مشہور سائمہ اسلام مین سے کسی کے لیے وہ بات حاصل نہین ہوئی جو ابوحنیفہ کو اصحاب اور تلامیذ سے حاصل ہوئی ہے اور علماء وغیرہ لوگون نے کسی شخص سے ایسا فائدہ نہین اُٹھایا جیسا کہ ابوحنیفہ اور اُنکے اصحاب سے تفسیر احادیث مشتبہ اور مسائل فقہ اور حوادثات واقعہ اور قضایا اور احکام شرعیہ مین فائدہ حاصل کیا ہے خدا اُنکو جزائے خیر تام دے کذا فی الشامی نقلاً عن خیرات الحسان - ابن خلکان مین لکھا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ مین نے امام محمد سے ایک بوجھ اونٹ کا علم اخذ کیا انتہی - اعلام الاخیار مین منقول ہے کہ امام احمد سے جب پوچھا گیا کہ آپکو یہ مسائل دقیقہ کہان سے حاصل ہوئے ہین تو آپ نے فرمایا کہ امام محمد کی کتابون سے حاصل ہوئے ہین انتہی - تاریخ ابن خلدون مین لکھا ہے کہ بعد امام مالک کے امام شافعی عراق مین پہونچے اور امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے ملے اور اُنسے اخذ کیا اور امام احمد بن حنبل جو بڑے محدثین سے تھے اُنکے اصحاب نے باوجود بڑی بضاعت علم حدیث کے امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے پڑھا انتہی - شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت مین لکھا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ اگر اہل کتاب یہود و نصاری امام محمد بن حسن کی تصانیف کو دیکھین تو بے اختیار ایمان لے آئین انتہی - خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ طلحہ بن محمد بن جعفر کہتے ہین کہ امام ابویوسف مشہور الامر ظاہر الفضل افقہ اہل عصر تھے اُنکے زمانے مین کوئی شخص اُن پر مقدم نہین ہو سکتا تھا اور وہ علم اور حلم اور حکم اور قدر مین نہایت بڑھے تھے اور اُنھین نے پہلے پہل اصول فقہ مین کتابون کو امام ابوحنیفہ کے مذہب پر وضع کیا اور اقطار زمین مین ابوحنیفہ کے علم کو پھیلایا اور نشر کیا انتہی - پس واقع مین اور نیز بحسب اتفاق شہادت ائمہ شافعیہ وغیرہ ثابت ہوا کہ احادیث مذکورہ بالا کے مصداق اتم اور محمل اکمل صرف امام ابوحنیفہ اور اُنکے اصحاب ہین جنکے مبلغ علم کو ابناے فارس و عجم مین سے کوئی شخص نہین پہونچ سکا -

پس وہ جو صاحب اتحاف النبلاء نے امام ابوحنیفہ کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ (اگر حدیث لو کان الدین عند الثریا کو مخصوص بہ اور دفی حقہ نہ رکھین اور عام پکڑین تو جماندہ محدثین مثل بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد وابن ماجہ وغیرہ اسکے مصداق ہونے مین اولیٰ تر اور احق ترہین کیونکہ یہ تمام عجم اور سرزمین فرس سے تھے اور مرتبۂ علم وعمل وصدق وورع ونشر ونادین وتنقیہ مین فائق بر اقران وسابق بر متقدمان تھے چنانچہ آنکی کتب مولفہ اس بات پر دال ہین اور صحبت نبویہ اور روایت احادیث محمدیہ مین سلمان فارسی کے شریک تھے اگرچہ صحبت سلمان کی ظاہری نتھی مگر آنکو صحبت معنوی حاصل تھی بقول شخصے اہل الحدیث ہم اہل النبی وان لم یصحبوا نفسہ انفاسہ صحبوا بخلاف ابوحنیفہ کے کہ سلسلہ روایت حدیث کا آنسے برپا نہین ہوا اور جل وکل آنکے اقران اور آنکے بعد کی ثنا آنپر تبحر فقہ اور اماست قیاس مین ہے اور مرتبہ قیاس کا مرتبہ علم کتاب وسنت سے کسی پر پوشیدہ نہین بلکہ کوئی تالیف بھی انسے بسند صحیح ماثور نہین) کئی وجہ سے مردود وباطل اور سراسر تعصبات سے ہے۔

اول یہ کہ جس صورت مین شیخ جلال الدین جیسے امام حدیث وفقہ واجتہاد اور مصنف چارسو ساٹھ کتاب اور آنکے تلمیذ حافظ محمد بن یوسف شامی امام وحافظ حدیث وفقہ اور شیخ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ نے جو حدیث وفقہ مین اپنے زمانہ کے اعلم علماء وفقہا تھے باوجود شافعیت کے محض انصاف کی راہ سے احادیث مذکورۂ بالا کا مصداق امام ابوحنیفہ اور آنکے اصحاب کو قرار دیا ہے اور علی الاعلان کہا ہے کہ ابناء فارس مین سے کوئی شخص آنکے مبلغ علم کو نہین پہونچا جو احادیث مذکورہ کا مصداق ٹھہر سکے تو اب انکی شہادت کاملہ کے مقابلہ مین صاحب اتحاف یا انجیسون کے توہمات باطلہ اور تعصبات کاذبہ کی کیا حیثیت اور کیا منزلت ہے حالانکہ اگر امام بخاری وغیرہ پر آنکے نزدیک احادیث مذکورہ بالا کا کچھ بھی انطباق معلوم ہوسکتا تو وہ ضرور ہی کھینچ کھانچ کر احادیث مذکورہ کو آنپر منطبق کرتے کیونکہ امام بخاری کو ابوعاصم نے طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہے اور نسائی بالاتفاق شافعی المذہب تھے اور امام احمد خود امام شافعی کے شاگرد تھے پس وہ اپنے مذہب کی افضلیت ثابت کرنے کی غرض سے ضرور ان احادیث کو آنپر منطبق کرتے اور کہتے دیکھو مذہب شافعی بیا متبوع

کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متبعین مذہب مذکور تک کی بشارت دیدی ہے۔

دوسرے۔ قطع نظر اس سے اگر نفس حدیث کیطرف دیکھا جاوے تو اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان احادیث کا وہ شخص مصداق ہے جسپر حسب ذیل امور صادق آویں۔

پہلا یہ کہ وہ ابنا ے فارس سے ہو پس ظاہر ہے کہ نہ تو ائمہ اربعہ اور نہ ائمہ حدیث میں سے کوئی شخص بجز امام ابوحنیفہ کے صرف ابناے فارس یعنی اولاد شاہ فارس یعنی نوشیروان سے ہوا ہے کیونکہ امام مالک وشافعی تو بالاتفاق عربی تھے اور امام احمد کا اصل مرو تھا جو ملک خراسان میں واقع ہے اور امام بخاری بخارا کے اور ترمذی ترمذ کے رہنے والے تھے جو دونوں توران میں واقع ہیں اور امام مسلم نیشاپور واقع خراسان اور ابوداؤد ملک سیستان کے باشندے تھے جو سندھ وہرات کے درمیان متصل قندھار کے واقع ہے اور نسائی شہر نسا واقع خراسان اور ابن ماجہ شہر قزوین واقع عراق عجم کے رہنے والے تھے پس جس صورت میں خود ابناے فارس میں سے جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے ہر طرح سے امام ابوحنیفہ بوجہ اتم واکمل مصداق ٹھہرتے ہیں تو کوئی ضرورت نہیں کہ برخلاف صریح نص کے نا حق کی تاویل کرکے اُس سے عام عجم مراد لیجاوے۔

دوسرا یہ کہ تمام حدیث مذکورہ بالا اسطرح پر ہے عن ابی ھریرۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلعم اذ نزلت سورۃ الجمعۃ فلما نزلت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم قالوا من ھولاء یا رسول اللہ قال وفینا سلمان الفارسی قال وضع النبیؐ یدہ علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ھولاء یعنی ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے پاس بیٹھے ہوے تھے کہ سورۂ جمعہ کی یہ آیت اتری وآخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی پاک ہے وہ خدا جسنے آن پڑھوں اور آن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجا جو انہیں سے ابھی ساتھ آنکے نہیں ملاقی ہوے اسپر اصحاب نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جو ابھی ہمسے مُلاقی نہیں ہوے ابوہریرہ کہتے ہیں کہ سلمان فارسی ہمارے درمیان بیٹھے ہوے تھے پس حضرتؐ نے اپنا ہاتھ مبارک آنپر رکھکر فرمایا کہ ایمان اگر ثریا کے نزدیک بھی ہوگا تو اُسکو ضرور ایک آدمی یا چند آدمی اس گروہ یعنی قوم فارس سے لے آوینگے مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو ابھی تمسے نہیں ملے اولاد فارس میں سے ہیں اور وہ ضرور تمسے ملاقی ہونگے اور انمیں یہ صفت ہوگی کہ اگر دین ثریا کے پاس یعنی نہایت دور

چلا جایگا جہان نظر کام نہ کریگی اور اسکا واپس لانا مجال انسانی سے ممکن ہو جایگا تو بھی اسکو ایک یا چند شخص لے آوینگے ہین بلکہ حسب مفہوم اس حدیث کے حدیث کا مصداق وہ شخص ٹھہر سکتا ہی کہ جو منجملہ دیگر قیود کے اصحاب سے ملا ہو پس ظاہر ہی کہ اہل فارس مین سے بعد سلمان فارسی کے کوئی ایسا شخص جو اس حدیث کا مصداق ہو سکے بجز امام ابوحنیفہ اور آپکے شاگرد دون کے جو اپنے وقت مین اعلم اور فائق بر اقران تھے اصحاب یا تابعین سے نہین ملا پس اس صورت مین یہی اس حدیث کے مصداق ہین نہ امام احمد و بخاری وغیرہ محدثین صحاح ستہ کہ انکو اصحاب کا دیکھنا تو کجا تابعین کا دیکھنا بھی نصیب نہین ہوا - اور اگر بالفرض والتقدیر اس حدیث کو برخلاف صریح مفہوم کے تابعین و تبع تابعین کے حق مین مخصوص نہ سمجھا جاوے بلکہ عام لیا جاوے تو بھی الفضل للمتقدم ہی

تیسرا یہ کہ صحیح مسلم کی حدیث لوکان الدین عند الثریا لذهب به رجل من ابناء فارس حتی تناوله مین جو تناوله کا لفظ ہی وہ اس بات پر دال ہی کہ وہ رجل مجتہد ہو اور مجتہد بھی ایسا ہو کہ تمام امور دینیہ اور مسائل شرعیہ کا محیط ہو اور کوئی حالت منتظرہ اسمین باقی نہو کیونکہ جملہ جزئیات کا حاوی ہونا بغیر مجتہد کے اور کسی کا منصب نہین پس ظاہر ہی کہ بجز ائمہ اربعہ کے یہ منصب کسی کو حاصل نہین ہوا جنپر جمہور نے انکو بہمہ وجوہ اعلم و اولی دیکھکر اجماع کیا ہو اور آنکے مذاہب قرآن و حدیث و اجماع سے مستنبط اور مدون ہو کر نشر آفاق اور مسلم ہوے ہون اور انکے مذہب سے آنکے مقلد کو ہر ایک طرح کے حوادث و وقائع و نوازل مین مسئلہ کا جواب مل سکتا ہو پس امام ابوحنیفہ جو ائمہ اربعہ مین سے زماناً و اجتہاداً و تدویناً اول ہین اور صرف یہی ابناء فارس سے ہین مع اصحاب خود حدیث مذکورہ بالا کے مصداق ہین نہ امام بخاری وغیرہ کیونکہ نہ تو وہ حسب مفہوم حدیث کے ایسے مجتہد ہی ہوے ہین جو انھون نے وہ مسائل جو صرف قرآن و حدیث سے نکل سکتے تھے اپنے اجتہاد سے نکالے ہین اور نہ انھون نے کل احادیث ہی جنکو آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا بطور استیعاب و احاطہ کے بیان کی ہین بلکہ ہزارہا صحیح احادیث بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت نہین کین جسکی تلافی آنکے بعد دیگر محدثین نے کی چنانچہ مستدرک حاکم - صحیح ابن حبان - صحیح ابن خزیمہ - صحیح ابن عوانہ - صحیح ابن السکین - سنن دارقطنی - مسند دارمی - کتب بیہقی - کتب طحاوی - مصنف عبدالرزاق - مسند ابی داؤد طیالسی - مسند ابی یعلی موصلی

مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ۔ مسند عبد بن حمید۔ معاجم ثلاثہ طبرانی وغیرہ اس بات کی شاہد ہین اور ان کتابون مین صحیح وحسن وضعیف مثل بعض کتب صحاح ستہ کے سب قسم کی احادیث مندرج ہین امام بخاری جو ائمہ حدیث کے امام خیال کیے جاتے ہین گو آنکو بیشمار احادیث یاد تھین لیکن آنسے آنکی صحیح مین صرف سات ہزار دو سو پچہتر احادیث ہی مروی ہوئی ہین اور اگر مکرر کو حذف کر دیا جاوے تو کل چار ہزار احادیث رہجاتی ہین اور اس صحیح کے سوا اور بہت تھوڑی احادیث ہین جو آنھون نے کتاب ادب المفرد وغیرہ مین بیان کی ہین اور جو احادیث آنھون نے روایت نہین کین آنکا تمسک کرنا بعینہ المعنی فی بطن الشاعر کا قائل ہونا ہے اسی طرح امام مسلمؒ نے مع متفق علیہ اور مکررات کے کل بارہ ہزار احادیث اپنی صحیح مین بیان کی ہین اگر مکررات و متفق علیہ احادیث کو چھوڑ دیا جائے تو بہت تھوڑی احادیث رہجاتی ہین جو بالانفراد آنھون نے اس صحیح مین روایت کی ہین۔ علی ہذا القیاس دیگر اصحاب صحاح ستہ کا حال ہے۔

چوتھا یہ کہ جسطرح آنحضرت صلعم نے سلمانؓ فارسی کو باوجود آنکے واحد ہونے کے بارادہ جنسیت ہولاء صیغہ اسم اشارہ جمع سے مشار الیہ کیا ہے اسی طرح بعض احادیث مین رجال کا صیغہ جمع فرمایا ہے پس بلحاظ اس مشابہت لفظی کے اس حدیث کا وہ شخص صحیح محمل ہو سکتا ہے جو سلمان کی طرح آسپر بھی کسی وجہ سے صیغہ جمع کا اطلاق کر سکین پس ظاہر ہے کہ یہ مشابہت بجز امام ابو حنیفہؒ کے اور کسی مین نہین پائی جاتی کیونکہ باعتبار متبوع ہونے کے تو وہ رجل ہین اور باعتبار اصحاب مجتہدین کے جنکا مذہب آنکے مذہب کے ساتھ شامل ہو کر واحد تصور کیا جاتا ہے رجال ہین۔

پانچوان حضرت سلمانؓ طبقۂ خیر القرون یعنی اصحاب مین سے تھے اسی طرح امام ابو حنیفہ بھی طبقۂ خیر القرون یعنی تابعین مین سے تھے بخلاف امام بخاری وغیرہ محدثین کے کہ وہ اُس زمانے سے تھے جسکے حق مین آنحضرت صلعم نے ثم یظہر الکذب کا کلمہ فرمایا ہے۔

چھٹا ظاہر ہے کہ سلمانؓ فارسی نے کوئی تصنیف نہین کی صرف زبانی ہی بعض احادیث کی روایت کی ہے اسی طرح گو امام ابو حنیفہؒ نے کتاب فقہ اکبر و کتاب الوصیتہ وغیرہ تصنیف کی ہین مگر احادیث و مسائل فقہیہ مین مستقلاً کوئی کتاب نہین لکھی بلکہ مسائل فقہیہ کو قرآن و حدیث سے

استنباط

استنباط کرکے زبانی اپنے شاگردون کو بتلایا جنکو اُنھون نے فوراً قلمبند کر لیا ایسا ہی جو احادیث
اُنسے مروی ہین اُنکو اُنکے تلامید وغیرہ نے جمع کیا۔

ساتوان۔ جسطرح حضرت سلمانؓ کا بسبب صحابیت کے ہر ایک قول و فعل بعض محدثین کے نزدیک حدیث شمار کیا جاتا ہے اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کا بھی بسبب تابعیت کے قول و فعل حدیث شمار کیا جاتا ہے اور امام ابو حنیفہ اصحاب سنن اور اہل حدیث سے خارج نہین ہین چنانچہ امام شعرانی مالکی سنے میزان مین لکھا ہے واصحاب السنن ہم حفاظ الحدیث والمطلعون علیہ کالائمۃ المجتہدین وکمل اتباعہم فانہم ہم الذین یفہمون ما تضمنہ السنن من الاحکام وکان ابوبکر بن عیاش یقول اہل الحدیث فی کل زمان کاہل الاسلام مع اہل الادیان والمراد باہل الحدیث فی کلامہ ابتہل اہل السنۃ من الفقہا وان لم یکونوا حفاظا انتہی۔ غرض جب اُمور مذکورہ بالا سے مثل آفتاب نصف النہار کے ثابت ہوگیا کہ احادیث مذکورۃ الصدر کے من کل الوجوہ لفظاً و معناً فقط امام ابو حنیفہؒ اور اُنکے اصحاب ہی مصداق اتم و محمل اکمل ہین تو اب معترض متعصب کے اس دعوی کو کہ (اصحاب صحاح ستہ مرتبۂ علم و عمل و صدق و ورع و نشر و تدوین و تفقہ مین فائق بر اقران و سابق بر متقدمان تھے) بلا دلیل کون تسلیم کرسکیگا غایت درجہ اگر کسی نے اُنکا فائق بر اقران شاید مان بھی لیا مگر سابق بر متقدمان ہونا اُنکا کوئی ذی شعور تسلیم نکریگا کیونکہ اسکے بموجب لازم آتا ہے کہ وہ علم و عمل و صدق و ورع مین تبع تابعین و تابعین کیا بلکہ معاذ اللہ کہین اصحاب سے بھی بڑھکر تھے حالانکہ جو شخص خیر القرون کی خیریت اور اصحاب کی افضلیت کا قائل ہوگا تو وہ ایسی غلو فی المدح کو کبھی صراحۃً یا کنایۃً استعمال مین نلائیگا جن لوگون کو ذرا بھی تابعین و تبع تابعین کے حالات سے آگاہی ہے وہ بخوبی جانتے ہین کہ وہ کیا کچھ روایات احادیث و نشر علم و تدوین اور تفقہ مین مساعی جمیلہ عمل مین لائے ہین کہ علاوہ والفضل للمتقدم کے جنکا عشر عشیر بھی اصحاب صحاح ستہ سے وقوع مین نہین آیا بجز اسکے کہ اُنھون نے صرف اُنکی خوشہ چینی کی اور اُنکی ہی کتب سے انتخاب کرکے اپنی اپنی صحاح کو مرتب کیا نہ ترتیب اور نہ تبویب مین کوئی نئی بات نکالی چنانچہ شرح مشکوٰۃ کے مقدمہ مین ترجمہ امام بخاری مین شیخ عبد الحق اور شرح بخاری کے مقدمہ مین احمد قسطلانی نے لکھا ہے کہ تدوین احادیث و اخبار اور تصنیف سنن و آثار کا آغاز آخر زمانہ تابعین مین ہوا ہے

پس ایک جماعت محدثین کی مثل زہری اور ربیع بن صبیح اور سعد بن ابی عروہ وغیرہم اس شریف کام کے مقتدی ہوئے اور ہر ایک باب کی تصنیف علیحدہ علیحدہ کی یہانتک کہ کبار اہل طبقۂ ثالثہ پیدا ہوئے اور انھون نے حدیث کی تدوین و تالیف ابواب فقہ کی ترتیب پر کی چنانچہ امام مالک جو اہل مدینہ کے پیشوا تھے انھون نے مؤطا تصنیف کی اور انکو اہل حجاز کی جسقدر احادیث صحیح و قوی معلوم ہوئین انکو انمین جمع کیا اور اقوال صحابہ و فتاوی تابعین و تبع تابعین انمین درج فرمائے اور مکہ مین ابو محمد عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج اور شام مین ابو عمرو عبد الرحمن اوزاعی اور کوفہ مین سفیان ثوری اور بصرہ مین حماد بن سلمہ نے ایک ایک کتاب تصنیف کی بعد ازان ہر ایکنے علماے متبعین مین سے تالیف کی اور کبراے محدثین مین سے مثل احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ وغیرہم نے مسانید لکھین اور بعض تصانیف مین ابواب فقہ کی ترتیب کی لیکن ان مؤلفات مین سے کسی مین صحیح حدیث کو ضعیف سے جدا نہ کیا گیا سو پہلے پہل صرف صحیح احادیث مین امام بخاری نے تصنیف کی اور انکو صحیح احادیث کے جمع کرنے پر تصانیف مذکورۂ بالا کی اطلاع باعث ہوئی انتہی۔ پس اس بیان سے ظاہر ہے کہ امام بخاری کو احادیث کے جمع کرنے مین اگر کچھ فضیلت ہو تو صرف اتنی ہے کہ انھون نے برخلاف پہلی حدیث کی کتابون کے فقط صحیح احادیث مین کتاب لکھی سو یہ بات چندان مشکل نہین کیونکہ جس شخص کے سامنے اسقدر تصنیفات موجود ہون وہ بآسانی انمین سے صحیح احادیث انتخاب کر سکتا ہے۔ اور یہ کہان سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے اس سے کوئی کتاب صرف صحیح احادیث مین جمع نہوئی تھی حالانکہ امام مالک کے مؤطا کی صحت پر جو اعتبار و اعتماد ہے ایسا کسی اور کتاب پر نہین چنانچہ ابو زرعہ رازی نے جو کبار محدثین مین ہین کہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کی طلاق پر سوگند کھائے کہ جو کچھ مؤطا مین لکھا ہے بلا شک و شبہہ صحیح ہے وہ حانث نہین ہوتا انتہی۔ پس ایسا اعتماد اور وثوق تو صحیح بخاری و مسلم پر بھی کسی نے نہین کیا بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو صحیح بخاری و صحیح مسلم کا ماخذ بھی موطا امام مالک ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رسالۂ عجالۂ نافعہ مین لکھتے ہین کہ نسبت درین ہر سہ کتاب یعنی الموطا و صحیح بخاری و صحیح مسلم آنست کہ موطا گویا اصل و ام صحیحین است و صحیح بخاری و مسلم ہر چند در بسط و کثرت احادیث وہ چند موطا باشند لیکن طریق روایت احادیث و تمیز رجال و راہ اجتہاد و استنباط از

موطا آموختہ اند واگر بنظر تفحص دیدہ شود احادیث مرفوعۂ موطا غالبا در صحیح بخاری موجود اند پس صحیح بخاری مشتمل است بر موطا باعتبار احادیث مرفوعہ آرے آثار صحابہ وتابعین در موطا زیادہ است انتہی ملخصًا- اور باقی اصحاب صحاح ستہ نے جو صحیح بخاری ومسلم کے بعد اپنی کتابین تصنیف کی ہین اُنمین سے بعض نے صرف اتنی بات زیادہ کی کہ اکثر جگہ بتا دیا کہ یہ حدیث اس قسم کی ہے یعنی صحیح ہے یا حسن یا ضعیف وغیرہ-

تفقہ کا یہ حال ہے کہ امام بخاری جو اصحاب صحاح ستہ مین اعلم واقدم شمار کیے جاتے ہین اُنکے سامنے باوجودیکہ اسقدر تصنیفات مبوب برترتیب فقہ واستنباط مجتہدین اور کتب فقہ ائمہ اربعہ موجود تھین مگر تاہم اُنھون نے اپنی صحیح مین بعض احادیث کو ایسے ابواب مین داخل کیا ہے کہ اُن ابواب سے اُن احادیث کو کچھ بھی مناسبت نہین چنانچہ شیخ الاسلام محی الدین نووی نے مقدمۂ شرح صحیح مسلم کی فصل ہین صحیح مسلم کی ترجیح کے وجوہ مین انھین باتون کی طرف اشارہ کرکے لکھا ہے کہ بخلاف بخاری کے کہ اُسنے ان وجوہ مختلفہ کو ابواب متفرقہ متباعدہ مین ذکر کیا ہے اور بہت سی باتین غیر اُس باب مین بیان کی ہین کہ جسمین اُنکا بیان کرنا قریب الفہم اور اولی تھا انتہی- شاید نووی کی اسقدر تصریح اُن ابناے زمانہ کو جو فنا فی البخاری ہورہے ہین کفایت نکرے اسلیے راقم اس جگہ صحیح بخاری کی چند احادیث بطور نمونہ پیش کرتا ہے جنکو ترجمۃ الابواب سے جو بخاری کی تفقہ واستنباط کی صرف یہی بضاعت ہے کچھ بھی مناسبت نہین اور اس غیر مناسبت کو ہر ایک شخص جسکو علم سے ذرا بھی مس ہے ادنی غور سے سمجھ سکتا ہے-

(اول) باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان (یعنی یہ باب اُس پانی کی طہارت کے حکم مین ہے جسکے ساتھ آدمی کے بال دھوئے جائین) لکھ کر اسکے نیچے یہ دو حدیثین اس باب کے مضمون کی تطبیق مین لکھی ہین ح عن ابن سیرین قال قلت لعبیدۃ عندنا من شعر النبی اصبناہ من قبل انس او من قبل اھل انس فقال لان یکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا وما فیہا یعنی ابن سیرین نے کہا کہ مین نے عبیدہ کو کہا کہ ہمارے پاس آنحضرت صلعم کے موے مبارک مین سے کچھ بال ہین جو انس یا اہل انس سے ہمکو ملے ہین پس عبیدہ نے کہا کہ ہر آئینہ آنحضرت صلعم کے بال مبارک مین سے ایک تار کا بھی ہونا میرے نزدیک محبوب تر ہے دنیا و مافیہا سے جو اُس مین ہے- حدیث

عن انس ان رسول اللہ لما حلق راسہ کان ابو طلحۃ اول من اخذ من شعرہ یعنی انسؓ نے کہا ہو کہ جب رسول خدا نے اپنے سر مبارک کو منڈوایا تو سب سے پہلے ابو طلحہ ہی نے آپکے بال مبارک مین سے بال لیے۔ دیکھو ان دونون حدیثون کو باب مندرجہ عنوان کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مناسبت نہین ہو چنانچہ تیسیر القاری فارسی شرح صحیح بخاری مین حدیثون کے ذیل مین لکھا ہو کہ پوشیدہ نماند کہ در ترجمہ مطلق موے مراد است و باین آقریب کہ کردہ آمدست آن شرافت تبرک گرفتہ قیاس مطلق موے راست نمی آید انتہی۔

(دوم) باب التیمم فی الحضر اذا لم یجد الماء وخاف فوت الصلوۃ یعنی یہ باب جواز تیمم غیر سفر مین ہو جبکہ نمازی پانی کو نہ پاوے اور نماز کے فوت ہو جانے کا اسکو اندیشہ ہو عن الاعرج قال سمعت عمیر امولی ابن عباس قال اقبلت انا وعبد اللہ بن یسار مولی میمونۃ زوج النبی حتی دخلنا علی ابی جہیم بن الحارث بن الصمۃ الانصاری فقال ابو جہیم اقبل النبی من نحو بیر جمل فلقیہ رجل فسلم علیہ فلم یرد علیہ النبی حتی اقبل علی الجدار فمسح بوجہہ ویدیہ ثم رد علیہ السلام یعنی عمیر نے کہا کہ مین اور عبد اللہ بن یسار مولی میمونہ ام المومنین ابی جہیم کے پاس آئے پس ابو جہیم نے کہا کہ آنحضرتؐ چاہ جمل کی طرف سے تشریف لائے اور آپسے ایک مرد نے ملاقات کی اور سلام کیا پس آنحضرتؐ نے سلام کا جواب نہ دیا یہانتک کہ آئے دیوار کی طرف اور مسح کیا اپنے منھ اور ہاتھون کو پھر سلام کا جواب دیا۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کسی طرح کی مطابقت نہین کیونکہ باب مین تیمم کو واسطے نماز کے ذکر کیا ہو اور حدیث مین آنحضرتؐ کا تیمم واسطے جواب سلام کے مذکور ہو چنانچہ اسی لیے تیسیر القاری مین اس حدیث کے نیچے لکھا ہو کہ استدلال باین حدیث خالی از تکلف نیست در ترجمہ تیمم براے نماز اخذ کردہ گویا قیاس کردہ نماز را بر سلام چنانکہ شراح گفتہ اند کہ آنہم از مستحبات است واین قیاس مع الفارق است انتہی۔

(سوم) باب الصلوۃ فی القمیص والسراویل والتبان والقباء یعنی یہ باب جائز ہونے نماز کے پیراہن و ازار دوختہ اور چھوٹی ازار مین ہو عن ابن عمر قال سئل رجل رسول اللہ فقال ما یلبس المحرم فقال لا یلبس القمیص ولا السراویل ولا البرنس ولا ثوبا مسہ زعفران

ولا ورس فمن لم یجد النعلین فیلبس الخفین ولیقطعهما حتی یکونا اسفل من الکعبین
یعنی ابن عمرؓ نے کہا کہ ایک شخص نے پیغمبر خداؐ سے پوچھا کہ محرم (جسنے حج کا احرام باندھا ہو) کیا پہنے فرمایا کہ نہ پہنے پیراہن اور نہ سراویل اور نہ لمبی کلاہ اور نہ وہ کپڑا جو زعفران اور ورس سے رنگا گیا ہو اور جو شخص نہ پائے نعلین پس پہنے موزے اور چاہیے کہ کاٹ ڈالے اُن دونون کو تاکہ وہ بہت نیچے ٹخنون سے ہو جائین۔ دیکھو باب کا مضمون تو کچھ اور ہی اور اس حدیث کا کچھ اور اور ان دونون مین کوئی صورت مطابقت کی نہین چنانچہ تیسیر القاری مین لکھا ہی کہ مطابقت این حدیث بہ ترجمہ باب بظاہر نیست فلیتدبر انتہی

(چہارم) باب فضل صلوٰۃ الفجر فی الجماعۃ یعنی یہ باب بیچ زیادتی ثواب نماز فجر کے ہی جو جماعت سے گزاری جاوے عن ابی موسی قال النبیؐ اعظم الناس اجرًا فی الصلوٰۃ ابعدهم فابعدهم ممشی والذی ینتظر الصلوٰۃ حتی یصلیها مع الامام اعظم اجرًا من الذی یصلی ثم ینام یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ بہت بڑے آدمیون کے ثواب کی روسے وہ نمازی ہین جو دور سے چل کر مسجد مین آتے ہین اور جو شخص انتظار کرتا ہی اس بات کی کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے وہ بہت بڑا ہی ثواب مین اُس سے جو پڑھتا ہی پھر سو رہتا ہی انتہی۔ دیکھو اس حدیث مین کہین نماز فجر کی جماعت کا ذکر نہین ہوا بلکہ ظاہرا یہ حدیث عشاء کی نماز مین ہی پس اس سے نماز فجر کی جماعت کی فضیلت کا استدلال غلط ہی۔

(پنجم) باب امر النبیؐ الذی لا یتم رکوعه بالاعادۃ یعنی باب حکم کرنے آنحضرت کے اُس شخص کو اعادہ نماز کا جو رکوع تمام نہ کرے عن ابی هریرۃ ان النبیؐ دخل المسجد فدخل رجل فصلی ثم جاء فسلم علی النبیؐ فرد علیه النبی فقال ارجع فصل فانك لم تصل ثلثا فقال والذی بعثك بالحق ما احسن غیره فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معك من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم ارفع حتی تعتدل قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم افعل ذلك فی صلوٰتك کلها
یعنی ابوہریرہ سے روایت ہی کہ آنحضرتؐ ایک مسجد مین آئے پس ایک شخص آیا اور اُسنے نماز پڑھی پھر حضرتؐ کو سلام کیا حضرتؐ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ پھر نماز پڑھ کہ تو نے نماز نہین پڑھی پس

اُسنے پھر نماز پڑھکر حضرت کو سلام کیا پس حضرت نے پھر فرمایا کہ تو پھر نماز پڑھ چنانچہ تین دفعہ اسی طرح فرمایا آخر کو اُسنے کہا کہ آپکو اُسکی قسم ہی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ مین اس سے اچھی نماز پڑھنی نہین جانتا پس آپ مجھکو سکھائیں پس آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو تکبیر تحریمہ کہو پھر قرآن جو پڑھ سکتا ہو پڑھ پھر رکوع کر یہانتک کہ آرام پکڑے پھر سر کو اُٹھا یہانتک کہ سیدھا کھڑا ہو جاوے پھر سجدہ کر یہانتک کہ آرام پکڑے پھر سر کو اُٹھا یہانتک کہ جلسہ مین آرام پکڑے پھر سجدہ کر یہانتک کہ آرام پکڑے پھر اسی طرح اپنی تمام نماز مین کر انتہی - دیکھو باب مین تو یہ کہا کہ آنحضرت صلعم نے اُسکو اعادۂ نماز کا حکم اسلیے دیا تھا کہ اُسنے رکوع ناتمام کیا تھا اور حدیث مین اس بات کا کہین پتہ نہین بلکہ ظاہر یہ ہی کہ اُسنے تمام ارکان نماز کو ناتمام کیا تھا اور اعادہ نماز کا حکم مجموع پر مترتب ہی نہ صرف رکوع پر - پس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مطابقت نہین ہی -

(ششم) باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس یعنی ابتدا وقت جمعہ کا اُس وقت ہی جبکہ آفتاب کا زوال ہو عن انس بن مالك قال كنا نبكر بالجمعة ونقيل بعد الجمعة یعنی ہم پیشدستی کرتے تھے جمعہ کے ساتھ اور قیلولہ کرتے تھے بعد جمعہ کے - دیکھو اس حدیث کے کسی لفظ سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ جمعہ کا وقت اُسوقت ہوتا ہی کہ جب سورج ڈھل جاوے بلکہ ظاہر حدیث کا اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ نماز جمعہ دوپہر سے پہلے جائز ہی جیسا کہ امام احمد کا مذہب ہی کیونکہ قیلولہ معتادہ مسنونہ دوپہر سے پہلے ہی پس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی مناسبت نہین -

(ہفتم) باب اذا فاته العيد يصلي ركعتين وكذلك النساء ومن كان في البيوت والقرى یعنی باب اس امر کے بیان مین کہ جب کسی سے عید کی نماز فوت ہو جائے تو وہ دو رکعت نفل پڑھے اور اسی طرح عورتین اور جو گھرون اور دیہات مین ہین دو رکعت پڑھین عن عائشة ان ابابكر دخل عليها وعندها جاريتان في ايام منى تدففان وتضربان والنبي متغش بثوبه فانتهرهما ابوبكر فكشف النبي عن وجهه فقال دعهما يا ابابكر فانها ايام عيد وتلك الايام ايام منى یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ عید کے روز میرے گھر مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اُسوقت دو لڑکیان دف بجا رہی تھین اور رسول خدا نے اپنے آپکو کپڑے مین لپیٹا ہوا تھا پس ابوبکر نے اُن لڑکیون کو منع کیا اسپر آنحضرت صلعم نے اپنے منھ سے کپڑا اُٹھا کر فرمایا کہ اے ابوبکر اُنسے کچھ نہ کہو کیونکہ یہ دن عید کا ہی

وقالت عائشۃ رأیت النبی یسترنی وانا انظر الی الحبشۃ وھم یلعبون فی المسجد فزجرھم عمر فقال النبی صلعم امنا بنی ارفدۃ یعنی عائشہؓ نے کہا کہ دیکھا مین نے پیغمبر خدا کو کہ چھپاتے تھے مجکو اور مین دیکھتی تھی حبشیون کو جو کھیل رہے تھے مسجد مین پس عمرؓ بن خطاب نے انکو جھڑکا اسپر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ چھوڑ دو انکو درحالیکہ امن مین ہوا ے بنی ارفدہ- دیکھو ان دونون حدیثون کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مناسبت نہین ہے-

ششم- باب فی کم تقصر الصلوۃ یعنی یہ باب اس امر کے بیان مین ہے کہ کتنے روز کے سفر مین نماز کو قصر کیا جاوے عن ابن عمر ان النبی قال لا تسافر المرأۃ ثلثۃ ایام الا مع ذی محرم یعنی ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ عورت تین روز کا سفر بغیر ہمراہی ذی محرم کے نہ کرے- دیکھو اس حدیث کو باب سے کوئی مناسبت نہین بلکہ جو دو اور حدیثین اس حدیث کے بعد بخاری مین لکھی ہین انکو بھی باب کے مضمون سے کسی طرح کا تعلق نہین-

ہفتم- باب الصلوۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد یعنی یہ باب اس بیان مین ہے کہ جنازہ کی نماز کا مصلی اور مسجد مین پڑھنا جائز ہے عن عبد اللہ بن عمر ان الیھود جاؤا الی النبی برجل منھم وامرأۃ زنیا فامر بھما فرجما قریبا من موضع الجنائز عند المسجد یعنی ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یہود آنحضرتؐ کے پاس اپنی قوم سے ایک مرد اور ایک عورت لائے جنھون نے زنا کیا تھا پس حکم دیا آپنے سنگسار کا پس وہ سنگسار کیے گئے اس جگہ کے پاس جو جنازہ کے لیے نزدیک مسجد کے مقرر تھی دیکھو اس حدیث کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جنازہ کی نماز مسجد مین جائز ہو جیسا کہ باب مین دعوی کیا گیا ہے بلکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جنازون کے لیے مسجد کے باہر جگہ مقرر تھی-

ہشتم- باب الصدقۃ قبل العید یعنی صدقہ فطر کا دینا پہلے نماز عید کے عن ابی سعید الخدری قال کنا نخرج فی عھد النبی یوم الفطر صاعا من طعام قال ابو سعید وکان طعامنا الشعیر والزبیب والاقط والتمر یعنی ابی سعید خدری سے مروی ہے کہ ہم نکالتے تھے آنحضرتؐ کے زمانے مین عید کے روز ایک صاع طعام سے اور طعام ہمارا جو و انگور و اقط اور کھجور سے تھا- دیکھو باب مین تو صدقہ قبل نماز عید باندھا ہے اور یہ حدیث صدقہ قبل نماز عید پر کوئی کسی طرح سے دلالت

نہیں کرتی بلکہ اسمیں مطلق صدقہ کا حکم ہے جسوقت چاہے اُسدن دیدے فتدبر۔

یاز[١١]دہم۔ باب من لم یر الوضوء الا من المخرجین القبل والدبر یعنی یہ باب اُس شخص کے حکم میں ہے جو وضو کے وجوب کا اعتقاد نہیں رکھتا بجز اُس چیز کے جو دونوں راستوں سے نکلے یعنی فصد۔ قے اور حجامت وغیرہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ عن محمد بن الحنفیۃ قال علی کنت رجلا مذاء فاستحییت ان اسأل رسول اللہ فامرت المقداد ابن الاسود فسألہ فقال فیہ الوضوء یعنی محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہ علیؓ نے فرمایا کہ ہمکو بڑی مذی آیا کرتی تھی اور میں شرم کے مارے رسول خدا سے نہ پوچھ سکتا تھا پس میں نے مقداد بن اسود کو پوچھنے کے لیے کہا انہنے آنحضرتؐ سے پوچھا پس آپ نے فرمایا کہ مذی میں وضو ہے دیکھو اس حدیث سے اتنا تو ظاہر ہے کہ جو اگلے راستہ سے نکلے اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ غیر سبیلین کے سوا فصد۔ حجامت۔ قے وغیرہ سے وضو نہیں ٹوٹتا جسکے اثبات کے لیے مؤلف نے استدلالًا واستنباطًا اس حدیث کو اس باب میں بیان کیا تھا۔

دواز[١٢]دہم باب الوضوء من غیر حدث یعنی بغیر ٹوٹنے وضو کے وضو کے مسنون ہونے میں عن سوید بن النعمان قال خرجنا مع رسول اللہ عام خیبر حتی اذا کنا بالصہباء صلی لنا رسول اللہ العصر فلما صلی دعا بالاطعمۃ فلم یوت الا بالسویق فاکلنا وشربنا ثم قام النبی الی المغرب فمضمض ثم صلی لنا المغرب ولم یتوضأ یعنی سوید بن نعمان کہتے ہیں کہ ہم رسولؐ خدا کے ساتھ سال فتح خیبر میں نکلے یہانتک کہ موضع صہبا میں تھے کہ حضرتؐ نے عصر کی نماز جماعت سے پڑھی پھر طعام مانگا پس بجز تلخان کے اور کچھ نہ لایا گیا پس کھایا ہمنے اور پانی پیا پھر مغرب کے لیے آنحضرتؐ اٹھے اور کلی فرمائی پھر جماعت کرائی اور وضو نہ کیا۔ دیکھو باب تو اس مضمون کا باندھا تھا کہ وضو کے ہوتے مکرر وضو کرنا مسنون ہے اور اسکے استدلال میں یہ حدیث ایسی بیان کی جسکو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مناسبت نہیں چنانچہ تیسیر القاری شرح بخاری میں اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ مناسبت این حدیث بہ ترجمہ باب کہ وضو کردن بدون حدث مسنون است ظاہر نمیشود فتدبر انتہی۔

۱۰ سیز[١٣]دہم۔ باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب یعنی یہ باب اُس شخص کے حکم میں ہے

جنے عصر کی نماز کی ایک رکعت کو آفتاب کے غروب ہونے سے پا لیا۔

عن ابی موسی عن النبی مثل المسلمین والیہود والنصاری کمثل رجل استاجر قوما یعملون له عملا الی اللیل فعملوا الی نصف النهار فقالوا لا حاجة لنا الی اجرك فاستاجر آخرین فقال اكملوا بقية يومكم ولكم الذي شرطت فعملوا حتى اذا كان حين صلوة العصر قالوا لك ما عملنا فاستاجر قوما فعملوا بقية يومهم حتى غابت الشمس واستكملوا اجر الفريقين یعنی ابی موسی سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مسلمانون اور یہود و نصاری کی مثال اُس شخص کے مثل ہے جنے ایک قوم کو اس بات پہ مزدور پکڑا کہ وہ رات تک کام کرتے رہین پس اُنھون نے دوپہر تک کام کرکے کہا کہ ہمکو تیری مزدوری کی کوئی حاجت نہین پس اُسنے اور لوگون کو مزدور پکڑا اور کہا کہ تمام کرو اپنے دن کو اور تمہارے لیے وہ مزدوری ہے جو مین نے مقرر کی ہے پس اُنھون نے کام کیا یہانتک کہ جب نماز عصر کا وقت ہوا تو اُنھون نے کہا کہ تیرے لیے ہے جو ہمنے کیا ہے اور ہم کچھ تجھسے طلب نہین کرتے پس اسپر اُسنے اور لوگون کو مزدور پکڑا انھون نے باقی کا دن کام کیا یہانتک کہ سورج غروب ہوا اور دونون اول گروہون کی مزدوری انھون نے حاصل کی۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کچھ بھی علاقہ نہین جسکے استدلال مین صاحب صحیح بخاری نے اسکو درج کیا تھا غایت درجہ اس حدیث سے بجز اسکے اور کچھ ظاہر نہین ہوتا کہ نماز عصر کا وقت اخیر دن کو ہوتا ہے۔

چہاردہم۔ باب وجوب القراءة للامام والماموم فی الصلوة كلها فی الحضر والسفر وما يجهر فيها وما يخافت یعنی یہ باب ہے بیچ بیان وجوب قراءت قرآن کے امام اور مقتدی دونون کے لیے تمام نمازون مین حضر اور سفر مین اور وہ نماز جسمین اونچے پڑھا جاتا ہے اور وہ نماز جسمین آہستہ پڑھا جاتا ہے۔ عن جابر بن سمرة قال شكى اهل الكوفة سعدا الى عمر فعزله واستعمل عليهم عمارا فشكوا حتى ذكروا انه لا يحسن يصلى فارسل اليه فقال يا ابا اسحاق ان هؤلاء يزعمون انك لا تحسن تصلى فقال اما انا والله فانى كنت اصلى بهم صلوة رسول الله ما اخرم عنها اصلى صلوة العشاء فاركد فى الاوليين واخف فى الاخريين قال ذلك الظن بك يا ابا اسحاق الى آخرہ یعنی جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ اُنھون نے کہا

کہ عمرؓ خطاب کے پاس کوفہ کے لوگون نے سعد کی شکایت کی پس عمرؓ نے سعد کو معزول کرکے عمار
بن یاسر کو حاکم کیا شکایت یہ تھی کہ سعد اچھی طرح نماز نہین پڑھتے پس عمرؓ نے آدمی بھیجکر سعد کو بلوایا
اور فرمایا کہ اے ابا اسحاق یہ لوگ خیال کرتے ہین کہ تم اچھی طرح نماز نہین پڑھتے پس سعدؓ نے کہا
کہ یہ کسطرح ہوتا ہی قسم خدا کی کہ مین آنکے ساتھ اسی طرح نماز پڑھتا تھا جیسے رسول اللہ نماز
پڑھتے تھے اور کوئی چیز اسمین سے ترک نکرتا تھا چنانچہ جب نماز عشا کی پڑھتا تھا تو پہلی دو رکعت
کو لنبا اور اخیر کی دو کو چھوٹا کرتا تھا پس عمرؓ نے کہا کہ مجکو تجھسے یہی گمان ہی۔ دیکھو اس حدیث سے کوئی
بات بھی اُن امور سے ثابت نہین ہوتی جنکا ذکر باب کے مضمون مین کیا تھا خصوصًا قراءت
قرآن کا امام و مقتدی کے لیے واجب ہونا چنانچہ اسی لیے تیسیر القاری مین لکھا ہی کہ پوشیدہ
نماند کہ حدیث دلالت بر قراءت مقتدی ندارد بلکہ بر وجوب قراءت امام نیز دلالت ندارد انتہی

مجلّا پانزدہم۔ باب اتمام التکبیر فی الرکوع یعنی یہ باب بیچ بیان تمام کرنے تکبیر کے رکوع مین ہی
چنانچہ بعض حروف اللہ اکبر کے رکوع مین واقع ہون۔ عن عمران بن حصین قال صلی مع
علی بالبصرۃ فقال ذکرنا ھذا الرجل صلوٰۃ کنا نصلیھا مع رسول اللہ فذکر انہ
کان یکبر کل ما رفع و کل ما وضع یعنی عمران بن حصین سے مروی ہی کہ کہا مین نے
نماز پڑھی ساتھ علیؓ کے بصرہ مین پس یاد دلائی ہمکو علیؓ نے وہ نماز جو ہم پڑھتے تھے ساتھ
رسولؐ خدا کے پس ذکر کیا کہ آنحضرتؐ تکبیر کہا کرتے تھے جب سر اٹھاتے تھے اور جب رکھتے تھے۔
دیکھو اس حدیث سے یہ تو ثابت ہی کہ تمام انتقالات نماز مین تکبیر کہنا چاہیے لیکن یہ کسی لفظ سے
ثابت نہین ہوتا کہ تکبیر کو اسطرح پر ادا کرنا چاہیے کہ اُسکے بعض حروف رکوع مین واقع ہون
جسکے اثبات کے لیے اس حدیث کو مؤلف نے ذکر کیا ہی چنانچہ اسی لیے تیسیر القاری مین اسکے
ذیل مین لکھا ہی کہ پوشیدہ نماند کہ در حدیث اتمام تکبیر در رکوع ذکر نکردہ تا مطابق شود بہ ترجمہ فقد برین انتہی

مجلّا شانزدہم۔ باب ھل یؤذن او یقیم اذا جمع بین المغرب والعشاء یعنی نماز کی اذان کہے
یا صرف تکبیر ہی کہے جبکہ نماز مغرب او عشا کو جمع کرے۔ عن انس ان رسول اللہ کان
یجمع بین ھاتین فی السفر یعنی المغرب والعشاء یعنی انسؓ بن مالک سے روایت ہی
کہ پیغمبر خداؐ جمع کرتے تھے درمیان سفر کے ان دو نماز یعنی مغرب و عشا مین۔ دیکھو اس حدیث کو

باب کے مضمون سے کوئی مطابقت نہین اور اسمین ایسا کوئی لفظ کنایۃً بھی وارد نہین ہی جو اسطرح پر دلالت کرے کہ آنحضرتؐ جب سفر مین شام و عشا کو جمع کرتے تھے تو اذان کہتے تھے یا صرف تکبیر پر ہی اکتفا کرتے تھے۔

(ہفتدہم۱۷) باب صلوٰۃ القاعد بالایماء یعنی باب بیچ بیان جائز ہونے نماز بیٹھے ہوے کے ساتھ اشارہ کے عن عمران بن حصین قال سألت رسول اللہ عن صلوۃ الرجل وھو قاعد فقال من صلی قائماً فھو افضل ومن صلی قاعداً فلہ نصف اجر القائم ومن صلی نائماً فلہ نصف اجر القاعد یعنی عمران بن حصین کہتے ہین کہ مین نے آنحضرتؐ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے مین پوچھا آپ نے فرمایا کہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے پس وہ بہتر ہی اور جو بیٹھ کر پڑھے اسکے لیے آدھا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا ہی اور جو لیٹ کر پڑھے پس اسکے لیے آدھا ثواب بیٹھ کر پڑھنے والے کا ہی دیکھو اس حدیث مین کوئی ایسا لفظ کنایۃً بھی وارد نہین جس مین بیٹھ کر اشارہ کے ساتھ نماز پڑھنے کا ذکر ہو اور طرفہ یہ کہ مولف نے اس سے پہلے اپنی صحیح مین صرف باب صلوٰۃ القاعد مین بھی اس حدیث کو وارد کیا ہی۔

(ہژدہم۱۸) باب طول القیام فی صلوٰۃ اللیل باب بیچ بیان درازی قیام کے رات کی نماز مین۔ عن حذیفۃ ان النبی کان اذا قام للتھجد من اللیل یشوص فاہ بالسواک حذیفہ سے مروی ہی کہ آنحضرتؐ جب ارادہ کرتے نماز تہجد کا تو صاف کر لیتے اپنے منھ کو مسواک سے دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کا تعلق نہین۔

(نوزدہم۱۹) باب الخطاء والنسیان فی العتاقۃ والطلاق ونحوہ یعنی یہ باب بیچ بیان حکم خطا و فراموشی کے ہی آزاد کرنے اور طلاق دینے مین۔ عن ابی ھریرۃ قال النبی ان اللہ تجاوز لی عن امتی ما وسوست بہ صدورھا ما لم تعمل او تکلم یعنی ابو ہریرہ سے مروی ہی کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے میرے لیے معاف کیا میری امت سے اس چیز کو جو دل مین گذرے جبتک کہ اسپر عمل نکرے یا اسکو نہ بولے۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی نسبت نہین کیونکہ باب مین خطا و نسیان کا ذکر ہی اور حدیث مین صرف وسوسہ کا لفظ آیا ہی سو وسوسا دیگر بات ہی اور خطا و نسیان امر دیگر اور نیز لفظ طلاق و عتاق بالکل ندارد۔

بیسئتم باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور یعنی باب بیچ بیان اُس خبر کے جو مکروہ ہر قبرون پر مساجد کا بنانا - ولما مات الحسن بن الحسن بن علی ضربت امرأته القبة علی قبرہ سنة ثم رفعت فسمعت صائحا یقول الا هل وجدوا ما فقدوا فاجابہ آخر هل یئسوا فانقلبوا

یعنی جب حسنؓ بن حسنؓ بن علیؓ فوت ہوے تو اُنکی عورت نے اُنکی قبر پر ایک سال تک خیمہ لگا یا پھر اُٹھا لیا پس کسی آواز کرنے والے کو سنا جو دوسرے سے کہتا تھا کہ کیا پا لیا ہو اُس چیز کو جو گم کیا تھا پس اُسنے جواب دیا کہ نہین بلکہ نا امید ہوے اور پھر گئے دیکھو اس حدیث سے مسجد کے قبر پر بنانے کی کراہیت کہین سے ثابت نہین ہوتی جسکا باب مین دعوی کیا تھا چنانچہ تیسیر القاری مین لکھا ہو کہ پوشیدہ نماند کہ کراہیت مسجد گرفتن از ینجا معلوم نشد انتہی - اب مین کہانتک امام بخاری کے اجتہاد و استنباط کی قلعی اُنکی کتاب سے کھولون ناظرین اس سے خیال کرلین کہ جب انکی فقاہت کا یہ حال ہو تو اور محدثین تو انکے ہی خوشہ چین ہین - مین یہ نہین کہتا کہ امام بخاری بالکل فقیہ نہ تھے بلکہ فقیہ کیا صاحب اجتہاد بھی تھے مگر ایسے ہی کہ دس مسائل مین جو اجتہاد کیا تو ایک آدھ مین اصابت ہوگئی چنانچہ ہدایہ کی شروح نہایہ وکفایہ وفتح القدیر وغیرہ مین لکھا ہو کہ زمانہ امام ابوحفص کبیر مین جب امام بخاری بخارا مین آکر فتوی دینے لگے تو آنکو امام ابوحفص کبیر نے ممانعت کی کہ آپ فتوی دینے کے لائق نہین ہین مگر اُنھون نے نہ مانا یہانتک کہ ایک دن لوگون نے اُنسے پوچھا کہ اگر دو لڑکون نے ایک بکری یا گاے کا دودھ پی لیا تو اُنکا کیا حکم ہو آپ نے فرمایا کہ اُنمین حرمت رضاعت ثابت ہوجاتی ہو جب لوگون نے آپکا یہ اجتہاد سنا تو ہجوم کرکے آپکو بخارا سے نکالدیا - صاحب فتح القدیر اس روایت کے بعد لکھتے ہین کہ فی الواقع یہ بات ٹھیک ہو کہ اگر محدث فقاہت کا خیال کرے تو ممکن نہین کہ وہ کثرت سے حدیث کی روایت کرسکے کیونکہ وہ الفاظ احادیث یاد کرے یا اُنمین تفکر وتدبر کرکے اُنسے مسائل کا استنباط کرے انتہی -

قسطلانی نے شرح صحیح بخاری کے مقدمہ مین لکھا ہو کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جو شخص اس بات کا ارادہ کرے کہ مین فقہ وحدیث کو جمع کرون یعنی بکثرت روایت بھی کرون اور استنباط مسائل بھی کرون تو یہ بات بعید ہو اور خطیب بغدادی نے کہا ہو کہ واقع مین حدیث کا علم اُسی شخص سے متعلق ہوتا ہو جو اپنے آپکو اُسی پر موقوف رکھے اور کوئی فن اُسکے ساتھ ضم نکرے یعنی صرف اُسی پر ہو رہے

اور دیگر علوم و فنون سے کچھ واسطہ نہ رکھے انتہی۔

عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابو حنیفہ میں لکھا ہے کہ علی بن معبد بن شداد عبید اللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ میں اعمش محدث کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر اُسنے ایک مسئلہ پوچھا جسکا وہ کچھ جواب نہ دیسکے اتنے میں وہان امام ابو حنیفہ بھی آگئے اعمش نے کہا کہ اے نعمان آپ اس مسئلہ کا جواب دیں اسپر امام نے جیسا کہ چاہیے تھا اُسکا جواب دیا اعمش نے کہا کہ یہ جواب آپ نے کہان سے نکالا امام نے فرمایا کہ اُس فلان حدیث سے جو تمنے ہمسے بیان کی ہو آپ اعمش نے کہا کہ اے گروہ فقہا تم بیشک طبیب ہو اور ہم صرف دوا فروش ہیں انتہی۔

ابجد العلوم میں جامع الاصول سے منقول ہو کہ معرفت تواتر و احاد اور ناسخ منسوخ کی اگرچہ علم حدیث سے تعلق رکھتی ہو مگر یہ وظیفہ فقیہ کا ہو کیونکہ وہ احادیث سے جونکہ احکام شرعیہ استنباط کرتا ہو اسلیے معرفت تواتر و احاد اور ناسخ منسوخ کی طرف محتاج ہو لیکن محدث کا وظیفہ یہ ہو کہ جیسے اُسنے حدیث کو سنا ہو ویسے نقل و روایت کردے انتہی۔ باقی رہا متعصب صاحب کا یہ قول کہ ابو حنیفہؒ سے سلسلہ روایت حدیث کا برپا نہیں ہوا اور لوگون کی تعریف اُنکی نسبت محض فقہ و امامت قیاس کے سبب سے ہو۔ سو اُسکا بطلان پہلے خیابان میں کماینبغی ظاہر کیا گیا ہو جسکا اعادہ لاحاصل ہو۔

متعصب صاحب کا یہ قول کہ (امام ابو حنیفہؒ سے کوئی تالیف بھی بسند صحیح ماثور نہیں اور ایک جماعت علما نے اُنسے انکار کیا ہو) پایۂ اعتبار سے بالکل عاری ہو کیونکہ اہل سنت و جماعت میں سے کوئی اُنکی تالیف سے منکر نہیں ہوا صرف بعض معتزلہ لوگون نے انکار کیا ہو سو اُنکا انکار قابل اعتبار نہیں امام ابو حنیفہؒ کی تالیفات میں سے کتاب فقہ اکبر و کتاب العالم و المتعلم و کتاب الاوسط و کتاب الوصیۃ و کتاب المقصود وغیرہ ایسی مشہور و معروف ہیں کہ محتاج سند نہیں اور اگر اُنکی سند ہی دیکھنی ہو تو قاضی ابو زید الدبوسی کی کتاب الزکوٰۃ کے باب زکوٰۃ الخارج اور ابو سہل الغزالی کی کتاب الطہارۃ کے باب الحیض اور ابو علی الدقاق کی کتاب النکاح کے باب العدۃ اور ابو منصور ماتریدی کی کتاب الزکوٰۃ کے باب زکوٰۃ السوائم اور کتاب الوکالۃ کے باب الوکالۃ بالبیع والشراء اور ابو اللیث سمرقندی کی کتاب النکاح کے باب المہر کو دیکھو۔ اگر

فرض بھی کرلیا جاوے کہ انھون نے کوئی تصنیف نہین کی تب بھی کچھ مضائقہ نہین اور انکی فضیلت
واکملیت مین ذرا بھی نقص عائد نہین ہوسکتا ورنہ کبار تابعین خصوصاً اصحاب رسول خدا کی
افضلیت مین بطریقۂ اولی نقص لاحق ہوگا جنسے کوئی تصنیف وقوع مین نہین آئی چنانچہ
ملا علی قاری نے رسالۂ تبعید العلماء عن تقریب الامراء مین لکھا ہی کہ کتب اور تصانیف ایک نئی
بات ہی زمانۂ صحابہ وتابعین مین کچھ بھی وقوع مین نہ آئی تھی بلکہ بعد سنہ ۱۲۰ ہجری کے جب تمام
صحابہ وتابعین فوت ہوگئے تب اسکا رواج شروع ہوا۔ انتہی۔

شامی مین لکھا ہی کہ علامہ ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی ترجمة النعمان مین لکھا ہی
کہ بعض ان احادیث مین سے جنسے ابو حنیفہؒ کی عظم شان پر عمدہ استدلال ہوسکتا ہی ایک وہ
حدیث ہی جو آنحضرتؐ سے روایت کی گئی ہی کہ آپنے فرمایا کہ اہل دنیا کی زینت سنہ ۱۵۰ ہجری مین
اٹھ جائیگی شمس الائمہ کردری نے کہا ہی کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہؒ پر محمول ہی کیونکہ سنہ ۱۵۰ ہجری مین
وہی فوت ہوے ہین انتہی۔ ابن حجر اور کردری کا اس حدیث کو امام ابو حنیفہؒ کی فضیلت پر محمول کرنا
اظہر من الشمس ہی کیونکہ سنہ ۱۵۰ ہجری سے بہت پہلے اصحاب رسول خدا فوت ہوچکے تھے اور اسی طرح وہ
تابعین بھی جو فضیلت اجتہاد سے متصف تھے مثل زہری وشعبی وابن سیرین اور مکحول اور
فقہاء سبعہ وغیرہ کے سب اس سنہ سے پیشتر فوت ہوچکے تھے۔ اسی طرح وہ تبع تابعین جو
اجتہاد اور فتوی کے ساتھ مشہور ومعروف تھے مثل اوزاعی اور ثوری اور مالک بن انس وغیرہ
کے سب اس سنہ سے پیچھے فوت ہوے غرضکہ اہل اسلام کے ائمہ مجتہدین مشہورین بالفضل والفتوی
مین سے بجز امام ابو حنیفہؒ کے اور کوئی اس سنہ مین فوت نہین ہوا اسلیے وہی اس حدیث کے
مصداق اور اہل دنیا کی زینت ہین کیونکہ جسطرح دنیا کا آسمان حسب مضمون آیۂ کریمہ وَلَقَدْ زَیَّنَّا
السَّمَاءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ کے ستارون کے نور سے مزین ہوتا ہی اسی طرح اہل دنیا فقہا وعلما کے
زیور احکام کے ساتھ مزین ہوتے ہین چنانچہ اسی لیے ابن حجر عسقلانی نے تقریب مین محمد
بن اسمٰعیل بخاری کی نسبت کہا ہی کہ وہ مضبوطی حدیث مین دنیا کے امام ہین پس اسی لیے امام
ائمہ اہل حدیث مروی عنہ اصحاب صحاح ستہ عبد اللہ بن مبارک نے امام ابو حنیفہؒ کے حق مین فرمایا ہی

لقد زان البلاد ومن علیہا ۔ امام المسلمین ابو حنیفہ
باثار وفقہ فی حدیث ۔ کآیات الزبور علی الصحیفہ

تیسری بشارت

مسند خوارزمی مین لکھا ہی کہ امام محمد بن حسن نے اپنی اسناد ضحاک کے ساتھ ابن عباس سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ تحقیق اچھا راے اپنے صاحب کو بے پرواہ کردیتا ہی اور تحقیق قریب ہی کہ ہمارے پیچھے ابو حنیفہ کا راے ہو جسکے ساتھ باقی رہنے اسلام تک احکام جاری ہون اور ضرور وہ راے مثل ہمارے اور احکام کے ہوگا ایک مرد جسکا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی کوفہ مین پیدا ہوگا جو علم اور فقہ مین کوشش کرکے احکام کو انکی اصلیت پر لائیگا انتہی۔

اسی مسند مین لکھا ہی کہ عبد اللہ بن مبارک ابن لہیعہ سے روایت کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے ایک رات خواب مین اپنے آپکو دیکھا کہ آپ نے آنحضرت صلعم کے مرقد مبارک کو کھود کر حضرت کے استخوان مبارک کو سینہ تک اکٹھا کیا ہی اسپر آپ دہشت کھاکر اٹھ بیٹھے اور صبح کو بصرہ کی طرف روانہ ہوکر وہان محمد بن سیرین سے اس خواب کی تعبیر پوچھی انھون نے جواب دیا کہ تو اس خواب کا صاحب نہین ہی بلکہ اسکا صاحب ابو حنیفہ ہی امام نے کہا کہ ابو حنیفہ مین ہی ہون اسپر آپ نے فرمایا کہ اپنی پیٹھ اور جانب چپ دکھلاؤ۔ امام نے اپنی پیٹھ اور جانب چپ کو آپکے سامنے ننگا کردیا آپ نے شانہ یا بائین بازو پر خال دیکھکر فرمایا کہ تحقیق تم ہی وہ ابو حنیفہ ہو جنکے حق مین رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ میری امت مین سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو ابو حنیفہ کہینگے اور اسکے شانون کے درمیان اور ایک روایت مین اسکے بائین بازو پر خال ہوگا خدا میری سنت کو اسکے سبب زندہ کریگا انتہی۔ اسی روایت کا وہ اثر ہی جسکی طرف امام جعفر صادق نے اشارہ کیا ہی اور جسکو مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے تحفۂ اثنا عشریہ کے باب گیارہ کے خاتمہ مین لکھا ہی کہ اگر اہل تشیع اس بارے مین اہل سنت کی روایت پر اعتبار نکرین تو روایت امامیہ انکو ضرور قبول کرنی چاہیین جیسا کہ ابو الحسن بن علی رضا نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی ہی کہ ایک دن ابو حنیفہ امام ابو عبد اللہ جعفر صادق کے پاس آئے امام نے انکی طرف نظر کرکے فرمایا کہ مین تمکو ایسا دیکھتا ہون کہ تم میرے دادا کی سنت کو جبکہ گم ہوگئی ہوگی زندہ کروگے اور ہر ایک مغموم و مہموم کے مددگار و فریادرس ہوگے اور متحیر لوگ جبکہ ٹھہر جائینگے تو تمھارے ساتھ چلینگے اور جب وہ متحیر ہونگے تو تم انکو واضح رستہ کی ہدایت کروگے پس واسطے تمھارے اللہ سے مدد اور توفیق ہوگی یہانتک کہ علماے ربانی تمھارے سبب سے راستہ پاوینگے انتہی پس مضمون

بعینہ وہ ہی جو عروس العارفین علی بن عثمان الجلالی المعروف بہ ہجویری نے کشف المحجوب مین لکھا ہی کہ ایک دفعہ معاذ رازی نے آنحضرت کو خواب مین دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین آپ کو کون سی جگہ جستجو کرون آپ نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کی فقہ کے پاس انتہٰی اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ فیوض الحرمین مین لکھا ہی کہ مجکو رسول خدا نے معلوم کرایا ہی کہ تحقیق مذہب حنفی مین ایسا طریقہ پسندیدہ ہی جو اور مذاہب سے اس سنت معروفہ کو جو بخاری اور آپکے اصحاب کے زمانے مین جمع اور منقح ہوئی ہی موافق تر ہی انتہٰی۔

اور مفتاح السعادۃ و مدینۃ العلوم مین لکھا ہی کہ مذاہب مشہورہ جکو امت محمدیہ نے قبول کیا اور اہل اسلام نے صحت کے ساتھ انکو تسلیم کیا ہی وہ چار مذہب ہین ائمہ ابو حنیفہ۔ مالک۔ شافعی۔ احمد بن حنبل کے ہین پھر انمین سے احق اور اولی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہی کیونکہ وہ انمین سے مضبوطی احکام و تیزی طبیعت و استنباط احکام مین قوت رائے اور قرآن و حدیث کی زیادہ معرفت اور علم احکام مین صحت رائے کے ساتھ متمیز ہی لیکن ہر ایک مقلد مذہب معین کو فروعات مین لائق ہی کہ اس بات کا حکم کرے کہ مذہب اسکا صواب محتمل الخطاء اور مذہب مخالف کا خطاء محتمل الصواب ہی اور اعتقادیات مین اس بات کا حکم کرے کہ مذہب اسکا حق جزم اور مذہب مخالف کا خطاء قطعی ہی انتہٰی۔

تیسرا خیابان

امام ابو حنیفہ کے آن فضائل و مناقب کے بیان مین جنپر آپکے معاصرین اور دیگر علماے کرام نے شہادت دی ہی

اگرچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل اسقدر ہین کہ زبان و قلم مین یارا نہین کہ انکو بیان کرسکے یا معرض تحریر مین لاسکے چنانچہ علامہ اخطب خطباء الشرق والغرب ابو المؤید موفق بن احمد مکی خوارزمی فرماتے ہین کہ یَا جَاہِلِی نُعْمَانَ اِنْ حَصَا کُمَا یُحْصٰی وَلَا یُحْصٰی فَضَائِلُ نُعْمَان[۵۱] لیکن بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے آپکے معصرون اور دیگر علماے کرام و فضلاے عظام کے وہ اقوال جو آپکے اعلم و افقہ و اورع و ازہد و اعبد و اعقل و احوط ہونے پر شاہد ناطق ہین بطور انموذج بیان کیے جاتے ہین۔

طحطاوی مین لکھا ہی کہ خطیب بغدادی نے احمد بن محمد بلخی سے روایت کی ہی کہ مین نے

[۵۱] یعنی اے وہ دونون جو نعمان [illegible] فضائل نعمان [illegible]

شداد بن حکیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ مین نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ تر کوئی عالم نہین دیکھا اور اسمعیل بن محمد فارسی سے روایت کی ہے کہ مین نے مکی بن ابراہیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہؒ اپنے اہل زمانہ مین سب سے زیادہ تر عالم تھے اور روح بن عبادہ سے روایت ہے کہ مین ۱۵۰ھ ہجری مین ابن جریج کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابو حنیفہؒ کی وفات کی خبر آئی جسکو سنکر انھون نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور فرمایا کہ اس شخص کے فوت ہونے سے بہت بڑا حصہ علم کا جاتا رہا اور ابن ابو زبیر مروزی نے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا ہے کہ جب سفیان ثوری اور ابو حنیفہؒ ایک جگہ ہون تو انکے سامنے کون شخص فتویٰ دیسکتا ہے اور جب یہ دونون ایک بات پر اتفاق کرین تو وہی حق ہے اور عبد اللہ بن داؤد نے کہا ہے کہ جب کوئی آثار یا حدیث کا قصد کرے تو سفیان ہے اور جب آثار یا حدیث کے دقائق یا موشگافیون کو معلوم کرنا ہو تو ابو حنیفہؒ ہین۔ اور محمد بن سعید کاتب سے روایت کی ہے کہ مین نے عبد اللہ بن داؤد سے سنا کہتے تھے کہ اہل اسلام کو اپنی نماز مین ابو حنیفہؒ کے واسطے دعا کرنا واجب ہے کیونکہ انھون نے لوگون کے واسطے سنن و آثار کو محفوظ کر دیا ہے انتہی۔

شامی مین ابن حجر سے نقل کر کے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ ابو حنیفہؒ علم اور تقویٰ اور زہد اور اختیار آخرت مین اُس جگہ مین تھے کہ کوئی انکو نہین پہونچا اور عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہے کہ بجز امام ابو حنیفہؒ کے کوئی زیادہ حقدار نہین کہ اسکا اقتدا کیا جاوے کیونکہ وہ امام و متقی و پاک و پرہیزگار اور عالم فقیہ تھے علم کو انھون نے ایسا کھولا کہ کوئی نہین کھول سکا۔ اور خلف بن ایوب نے کہا ہے کہ خدا سے محمدؐ رسول اللہ کو علم پہونچا اور آپ نے اصحاب کو اور اصحاب سے تابعین کو اور تابعین سے ابو حنیفہ کو پس جو چاہے راضی رہے یا غصہ ہو انتہی۔

قلائد العقیان مین لکھا ہے کہ سفیان ثوری فرماتے ہین کہ جیسے باز کے سامنے چڑیون کی حالت ہوتی ہے ویسی ہی ابو حنیفہؒ کے سامنے ہماری حالت تھی اور تحقیق ابو حنیفہؒ علما کے سردار ہین انتہی

تاریخ خلکان مین لکھا ہے کہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین بیان کرتے ہین کہ جب ابو حنیفہؒ نے آنحضرتؐ کی قبر مبارک کھودنے کی خواب دیکھ کر ایک آدمی کو ابن سیرین کے پاس تعبیر پوچھنے کے لیے

بھیجا تو انھون نے فرمایا کہ اس خواب کا دیکھنے والا اس حد تک علم کو روشن اور واضح کریگا کہ پہلے اس سے کسی نے سبقت نہ کی ہو گی انتہی۔

نافع الکبیر مین لکھا ہے کہ خطیب نے محمد بن حفص سے اور انھون نے حسن سے روایت کی ہے کہ سلیمان نے حدیث لاتقوم الساعۃ حتی یظہر العلم کی تفسیر مین کہا ہے کہ یہان علم سے امام ابو حنیفہ کا علم مراد ہے انتہی۔

امام شعرانی مالکی نے میزان کبریٰ مین لکھا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی کثرت علم و ورع و عبادت و وقت مدارک و استنباط پر سلف و خلف نے اجماع کیا ہے اور ابراہیم بن عکرمہ مخزومی نے کہا ہے کہ مین نے اپنی تمام عمر مین کوئی عالم اورع و ازہد اور اعبد اور اعلم امام ابو حنیفہؒ سے نہین دیکھا

امام ابو جعفر شیرامازی نے شقیق بلخی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ امام ابو حنیفہ اعلم الناس اور اورع الناس اور اعبد الناس اور اکرم الناس اور دین مین بڑی احتیاط کرنے والے تھے۔ اور عبد اللہ بن مبارک سے اسطرح پر روایت کی ہے کہ مین نے کوفہ مین داخل ہو کر وہان کے علماء سے سوال کیا کہ تمھارے شہر مین کون شخص سب سے اعلم ہے سب نے یہی کہا کہ امام ابو حنیفہؒ پھر مین نے پوچھا کہ سب سے زیادہ پرہیزگار کون ہے سب نے یہی کہا کہ امام ابو حنیفہؒ پھر مین نے پوچھا کہ سب سے زیادہ زاہد کون ہے سب نے یہی کہا کہ امام ابو حنیفہؒ۔ پھر مین نے پوچھا کہ سب سے زیادہ عابد اور علم کا شغل رکھنے والا کون ہے سب نے یہی کہا کہ امام ابو حنیفہؒ پس مین نے اخلاق حسنہ و محمودہ مین سے ایسی کوئی صفت نہین پوچھی مگر سب نے یہی کہا کہ بجز امام ابو حنیفہ کے ہم کوئی نہین جانتے کہ اس وصف کے ساتھ پیدا ہوا ہو انتہی۔

امام نووی نے تہذیب الاسماء مین لکھا ہے کہ ابو بکر بن عیاش سے مروی ہے کہ جب امام ثوری کے والد ماجد فوت ہوے تو لوگ تعزیت کے واسطے اُنکے پاس جمع ہوے پس جب ابو حنیفہ آئے تو سفیان ثوری اُٹھ کھڑے ہوے اور اُنکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور اُنکو اپنی جگہ بٹھا کر خود اُنکے سامنے بیٹھ گئے جب لوگ چلے گئے تو سفیان کو اُنکے اصحاب نے کہا کہ آج ہمنے آپکو عجیب بات کرتے دیکھا اسپر آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اہل علم مین سے ایک شخص آیا پس اگر مین اُنکے علم کے لیے نہ اُٹھتا تو اُسکی عمر کے لیے اُٹھتا اور اگر اُسکی عمر کے لیے

نہ اٹھاتا تو اُسکی فقاہت کے لیے اٹھا اور اگر اُسکی فقاہت کے لیے نہ اٹھاتا تو اُسکی پرہیزگاری کے لیے اٹھا انتہیٰ۔

عقد الجید کی فصل متبحر فی المذہب میں شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ اپنے زمانے میں سب سے اعلم تھے یہانتک کہ امام شافعی نے کہا ہے کہ سب لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے عیال ہیں انتہیٰ۔

عقود الجواہر المنیفہ کے مقدمۃ الکتاب میں لکھا ہے کہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب العلم میں محمد بن بکر بن داسہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے ابا داؤد سلیمان ابن الاشعث سجستانی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رحم اللہ مالکا کان اماما رحم اللہ الشافعی کان اماما رحم اللہ ابا حنیفۃ کان اماما۔ اور عبد بن وہب سے روایت ہے کہ امام مالک سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا آپنے اُسکا جواب دیا اسپر سائل نے کہا کہ اہل شام آپکی مخالفت کرتے ہیں اور ایسا کہتے ہیں امام نے فرمایا کہ اہل شام کو ایسا مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا حالانکہ یہ مرتبہ صرف اہل مدینہ و اہل کوفہ پر موقوف ہے (یعنی مدینہ میں ہملوگوں اور کوفہ میں امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کو) اور امام شمس الدین محمد بن العلا بابلی شافعی سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب ہمسے پوچھا جاوے کہ ائمہ سے کون افضل ہے تو ہم یہی کہینگے کہ ابو حنیفہ رح انتہیٰ۔

شامی میں ابن حجر مکی سے منقول ہے کہ ربیع نے روایت کی ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے عیال ہیں کیونکہ میں نے اُنسے کوئی زیادہ فقیہ نہیں دیکھا اور یہ بھی امام شافعی سے روایت ہے کہ جو شخص ابو حنیفہ کی کتب کو نہ دیکھے وہ نہ تو علم میں متبحر ہوگا اور نہ فقیہ ہوگا انتہیٰ۔

قلائد العقیان میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہے کہ میں نے ابو حنیفہ کے مثل کوئی شخص فقہ میں نہیں دیکھا اور میں نے مسعر بن کدام کو ابو حنیفہ کے حلقہ میں بیٹھے ہوے اور اُنسے پوچھتے اور مستفید ہوتے دیکھا ہے اور میں نے ہرگز ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جسنے ابو حنیفہ سے فقہ میں احسن کلام کیا ہو اور کہا کہ ابو حنیفہ اپنے زمانے کے لوگوں سے افقہ تھے۔

اور مسعر بن راشد نے جو صحاح ستہ کے مروی عنہ اور رئیس اہل حدیث ہیں کہا ہے کہ میں اُن

شخصون سے جنھون نے فقہ مین کلام اور کوشش کی ہی کسی کو ابو حنیفہ سے احسن معرفت مین نہین جانتا اور وکیع نے کہا ہی کہ مین نے کسی شخص سے جو ابو حنیفہ سے افقہ اور اچھی طرح نماز پڑھنے والا ہو ملاقات نہین کی انتہی

حموی نے شرح اشباہ مین لکھا ہی کہ حافظ ذہبی نے اپنی کتاب صحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مین بیان کیا ہی کہ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا ہی کہ حدیث تو مشہور و معروف ہو گئی اب اگر اجتہاد کی حاجت پڑے تو اجتہاد مالک اور سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کا ہی لیکن ان مین سے ابو حنیفہ از روے اجتہاد کے احسن اور از روے رسائی کے ادق اور دونون سے افقہ ہین انتہی

طحطاوی مین لکھا ہی کہ خطیب نے یحیی بن معین سے روایت کی ہی کہ مین نے یحیی بن سعید القطان سے سنا کہ کہتے تھے کہ ہم جھوٹ نہین بولتے ہمنے ابو حنیفہ سے کوئی احسن راے نہین دیکھا اور ہم اکثر ابو حنیفہ کے اقوال پر عمل کرتے ہین انتہی۔

تاریخ ابن خلکان مین لکھا ہی کہ یحیی بن معین نے کہا ہی کہ میرے نزدیک قرأتون میں صحیح حمزہ کی قرأت اور فقہ مین سے ابو حنیفہ کی فقہ عمدہ ہی انتہی

مجد الدین فیروزآبادی نے قاموس کے باب الفا مین لکھا ہی کہ ابو حنیفہ بیس فقہا کی کنیت ہی لیکن بہت مشہور انمین امام الفقہا نعمان ہین انتہی۔

تاریخ الکبیر مین لکھا ہی کہ خطیب بغدادی سے روایت ہی کہ محمد بن بشر کہتے ہین کہ مین ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس جایا کرتا تھا پس جب ابو حنیفہ کے پاس آتا اور وہ مجھسے پوچھتے کہ کہان سے آیا ہی تو مین کہتا کہ سفیان کے پاس سے آیا ہون وہ فرماتے کہ البتہ تو اس شخص کے پاس سے آیا ہی کہ اگر علقمہ اور اسود موجود ہوتے تو اسکے ضرور محتاج ہوتے اور جب مین سفیان کے پاس آتا اور وہ مجھسے پوچھتے کہ کہان سے آیا ہی تو مین کہتا کہ ابو حنیفہ کے پاس سے آیا ہون وہ یون کہتے کہ تو افقہ اہل ارض کے پاس سے آیا ہی انتہی

در مختار مین لکھا ہی کہ جرجانی نے مناقب نعمانیہ مین اپنی سند کے ساتھ سہل بن عبد اللہ تستری سے روایت کی ہی کہ انھون نے فرمایا ہی کہ اگر حضرت موسی و عیسی علیہما السلام کی امت مین امام ابو حنیفہ جیسا کوئی شخص غزیر العلم ثاقب الفہم قائم بالصدق اور عارف

بالحق ہوتا تو آنکی امت یہودی و نصرانی نہوتی انتہی۔

اردو ترجمہ مشارق الانوار مین زیر حدیث لوکان الایمان معلقًا بالثریا کے لکھا ہے کہ علماے دین نے فرمایا ہے کہ اگر امام اعظم نہوتے تو دین کا بھید لوگون کو سمجھنا مشکل ہوتا عبد اللہ تستری نے کہا اگر بنی اسرائیل مین ابو حنیفہ کے برابر کوئی عالم ہوتا تو وے لوگ گمراہ نہوتے آج

طحطاوی مین لکھا ہے کہ خطیب نے ابی وہب بن مزاحم سے روایت کی ہے کہ مین نے عبد اللہ بن مبارک سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ اگر خدا ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے سبب سے میری فریاد رسی نکرتا تو مین بھی اور عام آدمیون کے مانند ہوتا انتہی۔

دُرِّ مختار مین لکھا ہے کہ مسعر بن کدام نے جو صحاح ستہ کے مروی عنہ اور سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ کے استاد ہین فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان امام ابو حنیفہ کو وسیلہ کر لے اور آنکے مذہب پر چلا چلے مین امید کرتا ہون کہ اسکو کچھ خوف نہوگا اور یہ بھی فرمایا۔

حسبی من الخیرات ما اعددتہ + یوم القیمۃ فی رضی الرحمان + دین النبی محمد خیر الوریٰ + ثم اعتقادی مذہب النعمان

قلائد العقیان مین ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ علی بن عاصم نے کہا ہے کہ اگر ابو حنیفہ کی عقل کو نصف اہل ارض کی عقل کے ساتھ وزن کیا جاے تو البتہ انپر غالب آجائے

اور یزید بن ہارون کہتے ہین کہ مین نے ہزار شیوخ سے پڑھا اور علم اخذ کیا ہے لیکن خدا کی قسم مین نے ابو حنیفہ سے زیادہ کوئی اورع و احفظ انسان اور اعقل نہین دیکھا انتہی

خیرات الحسان مین لکھا ہے کہ امام شافعی رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ سے زیادہ عقیل کوئی آدمی پیدا نہین ہوا انتہی۔

تاریخ خلکان مین لکھا ہے کہ ایک دفعہ مالک سے امام شافعی نے امام ابو حنیفہ کا حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ وہ ایسے مرد ہین کہ اگر تم انسے اس ستون کی نسبت بات چیت کرو اور وہ چاہین کہ اسکو سونے کا ثابت کرین تو البتہ وہ دلائل سے ثابت کر دینگے۔ جعفر بن ربیع کہتے ہین کہ مین پانچ برس تک ابو حنیفہ کی خدمت مین رہا اس عرصہ مین مین نے انسے کوئی زیادہ خاموش نہین پایا اور جب انسے کوئی سوال فقہ کا کیا جاتا تو مثل نہر کے جاری ہو جاتے اور بات کہتے بلند آواز اور قیاس مین امام تھے۔ ابن مبارک کہتے ہین کہ مین نے ایک دفعہ سفیان ثوری سے کہا کہ ابو حنیفہ

غیبت کرنے سے اسقدر متنفر ہین کہ مین نے اپنے دشمن کی کبھی غیبت کرتے نہین سنا اسپر سفیان نے فرمایا کہ وہ اس بات سے اعقل ہین کہ اپنے حسنات پر کسی کو مسلط کرین کہ وہ لیجاسکے انتہی۔

مسند خوارزمی مین اپنی اسناد کے ساتھ لکھا ہے کہ اعمش نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ ہوا مض فقہ دقیقہ اور غوامض علم خفیہ کو بخوبی جانتے مین اور انکو اندھیرے مقام مین اپنے چراغ قلب کی وسیع روشنی سے اچھی طرح دیکھتے ہین اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ میری امت کے چراغ ہین انتہی

شامی مین ابن حجر سے منقول ہے کہ فضل بن دکین نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ بڑے خداترس اور بغیر جواب کے کلام کم کرتے تھے اور لایعنی باتون مین خوض کرتے اور انکو سنتے تھے اور حسن بن صالح نے کہا ہے کہ وہ بڑے پرہیزگار اور حرام سے بچنے والے اور شبہہ کے خوف مین بہت سی حلال چیزون کو ترک کر دیتے تھے مین نے کوئی فقیہ صیانت نفس مین اُنسے زیادہ نہین دیکھا انتہی۔

خطیب بغدادی نے ابن عیینہ سے جو اجلۂ محدثین سے ہین روایت کی ہے کہ اُنھون نے کہا کہ نہین دیکھا میری آنکھ نے مثل امام ابوحنیفہ کے اور عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ ابوحنیفہ علم و خیر کے ایک نشان تھے اور وکیع سے روایت ہے کہ ابوحنیفہ بڑے امانت دار تھے اور مقدم رکھتے تھے خوشنودی پروردگار کو ہر چیز پر اگرچہ راہ خدا اور اجراے شریعت مین آپر تلوارین پڑین اُسکے متحمل ہوتے تھے انتہی۔

طحطاوی مین لکھا ہے کہ خطیب نے سلیمان بن ربیع سے روایت کی ہے کہ مکی بن ابراہیم کہتے تھے کہ مین مدت تک علماے کوفہ کی مجلس مین بیٹھا سو انمین سے مین نے کسی کو ابوحنیفہ سے زیادہ اورع نہین دیکھا انتہی۔

شامی مین لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کیونکر مخصوص باجر عظیم نہون حالانکہ وہ ابوبکر صدیق کی طرح ہین کہ جسطرح اُنھون نے حضرت عمرؓ کے مشورہ سے قرآن کے جمع کرنے مین سبقت کی ہے اسی طرح ابوحنیفہ نے سب سے اول تدوین فقہ اور استخراج مسائل کی راہ نکالی پس بموجب اس حدیث کے من سن سنۃ حسنۃ کان لہ اجرھا واجر من عمل بھا الی یوم القیمۃ جسطرح حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے عمل یعنی جمع قرآن کا ثواب اور انکے بعد جو حضرت عثمانؓ نے قرآن کو جمع کیا اُسکا ثواب ملیگا اسی طرح امام ابوحنیفہ کو تدوین فقہ اور استخراج فروع کا ثواب ملیگا اور باقی مجتہدون کے برابر ثواب حاصل ہوگا انتہی۔

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ شقیق بلخی امام ابو حنیفہ کی کثرت سے مدح و تعریف کیا کرتے تھے اور علی رؤس الاشہاد گروہ عظیم میں کہا کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کے مثل ورع میں کون شخص ہو کیونکہ انکا ورع بہا تک تھا کہ جب کوئی شخص آپ سے کچھ کپڑا خرید کرتا اور زر قیمت اسکی دیگر نقدی میں مختلط ہو جاتی اور پھر اتفاقاً مشتری کپڑا واپس کرنا چاہتا تو آپ اسکو وہ تمام نقدی دیدیتے اور فرماتے کہ اے بھائی تیری قیمت میری اور نقدی میں ملگئی ہے پس تو یہ تمام نقدی لے لے اور میں تجھسے اسکی بابت دنیا و آخرت میں اغماض کرونگا اور یہ ایسا ورع ہے کہ ایسا کسی دوسرے سے سرزد ہونا مجھے نہیں سنا انتہی

در مختار وغیرہ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے مندرجہ ذیل اشعار امام ابو حنیفہ کی مدح میں تصنیف فرمائے لقد زان البلاد و من علیہا + امام المسلمین ابو حنیفہ + باٰثار و فقہ فی حدیث + کاٰیات الزبور علی صحیفہ + فما فی المشرقین لہ نظیر + ولا فی المغربین ولا بکوفہ + یبیت مشمراً سہر اللیالی + وصام نہارہ للہ خیفہ + فمن کابی حنیفۃ فی علاہ + امام للخلیقۃ والخلیفہ + رأیت العائبین لہ سفاہاً + خلاف الحق مع حجج ضعیفہ + وکیف یحل ان یؤذی فقیہ + لہ فی الارض آثار شریفہ + فقد قال ابن ادریس مقالاً + صحیح النقل فی حکم لطیفہ + بان الناس فی فقہ عیال + علی فقہ الامام ابی حنیفہ + فلعنۃ ربنا اعداد رمل + علی من رد قول ابی حنیفہ + انتہی

علاوہ اسکے امام ابو حنیفہ کے مناقب میں علمائے کرام و فضلائے عظام نے مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں جنمیں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔ عقود المرجان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان قلائد عقود الدرر و المرجان فی مناقب النعمان۔ الروضۃ العالیۃ المنیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ ہر سہ مؤلفہ ابو جعفر طحاوی۔ بستان فی مناقب النعمان مؤلفہ شیخ محی الدین قرشی صاحب جواہر المضیۃ شقائق النعمان فی مناقب النعمان مؤلفہ علامۂ زمخشری۔ کتاب شیخ محمد بن احمد الشعبی بقدر ۲۰ جزو۔ کتاب موفق الدین بن احمد مکی خوارزمی متوفی ۵۶۸ھ ہجری۔ کشف الآثار مؤلفہ عبداللہ بن محمد حارثی کتاب شیخ ظہیر الدین مرغینانی۔ الانتصار لامام ائمۃ الامصار مؤلفہ مورخ یوسف بن فرغلی سبط ابن جوزی جسمیں امام کے مذہب کو دیگر مذاہب پر ترجیح دیکر مخالفوں کی خوب تردید کی ہے کتاب ابو عبداللہ حسین بن علی ضمیری متوفی ۴۳۶ھ۔ کتاب ابو العباس احمد بن الصلت حمانی متوفی سنہ ۳۰۸ھ۔

حق میں کیے ہیں اور اس سے بڑھکر ایک فرقہ نے حضرت ابوبکر و عمر اور ایک گروہ نے حضرت عثمان و علی کے حق میں بھی ایسی ہی زبان درازی کی ہے بلکہ ایک فرقہ نے نعوذ باللہ من ذلک تمام صحابہ کرام کو کفر کی تہمت دی ہے ولنعم ما قیل شعر ومن ذا الذی ینجو من الناس سالما وللناس قال بالظنون وقیل انتہی۔

خیرات الحسان میں ابن حجر مکی نے چھتیس فصلوں میں امام ابو حنیفہ کے محامد و محاسن بیان کرنے کے بعد فصل سینتیس میں لکھا ہے کہ حافظ ابن عبد البر نے کہا جسکا حاصل یہ ہے کہ بعض اصحاب حدیث نے امام ابو حنیفہ کی ذم میں افراط کیا ہے اور حدیث پر قیاس کو مقدم کرنے کے سبب سے انپر حد سے زیادہ مذمت کا تجاوز کیا ہے حالانکہ اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ جسوقت صحیح ہو جاوے حدیث تو باطل ہو جاتا ہے رائے و قیاس لیکن حال یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے بجز تاویل محتمل کے بعض اخبار احاد کو رد نہیں کیا بلکہ بہت سی انمیں سے ایسی ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے سوا اوروں نے بھی انکو رد کیا ہے اور انکے امثال نے اسپر پیروی کی ہے مثل ابراہیم نخعی اور اصحاب ابن مسعود کے مگر یہ کہ شاید امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب نے زیادتی کی ہے اور اوروں سے قلت پائی گئی ہے چنانچہ جب امام احمد سے پوچھا گیا کہ امام ابو حنیفہ پر کس بات کا عیب لگایا گیا ہے تو انھوں نے کہا کہ رائے کا جب اسپر انسے کہا گیا کہ کیا امام مالک نے رائے کے ساتھ کلام نہیں کیا کہا کہ ہاں کیا ہے لیکن امام ابو حنیفہ نے زیادہ کیا ہے لیکن اسپر جب کہا گیا کہ کیا آپ انکے اس حصہ اور انکے اس حصہ میں کلام کر سکتے ہیں (یعنی اس دعوی کو ثابت کر سکتے ہیں) تو امام احمد چپ ہو گئے اور لیث بن سعد نے کہا کہ میں نے امام مالک کے ستر مسائل ایسے شمار کیے ہیں جنمیں انھوں نے صرف اپنی رائے کے ساتھ کہا ہے اور ان سب میں سنت رسول اللہ کی مخالفت کی ہے اور ہم علمائے امت میں سے کسی کو ایسا نہیں پاتے کہ وہ پہلے رسول اللہ کی حدیث کو ثابت کرے پھر اسکو رد کرے مگر ساتھ حجت کے مثل دعوی نسخ یا اجماع یا سند میں طعن کے اگر بغیر حجت کے کوئی اسکو رد کرے تو عدالت تک اسکی ساقط ہو جاتی ہے کجا یہ کہ وہ امام پکڑا جاوے اور فسق کا نام اسپر لازم ہو جاتا ہے اور خدا اس سے معاف رکھے اور تحقیق اصحاب سے اصول شرع پر اجتہاد ساتھ رائے کے اور قول ساتھ قیاس کے باین طور واقع ہوا ہے کہ ذکر اسکا طویل ہے اور اسی طرح تابعین

پس حاصل کلام یہ ہے کہ صرف امام ابوحنیفہ ہی قول بالقیاس کے ساتھ منفرد نہین ہوئے بلکہ اسپر
تمام فقہائے امصار کا عمل ہے انتہیٰ پھر اسی کتاب کی فصل اتنالیس مین خطیب بغدادی کے اُن
اقوال کی تردید مین جو اُسنے اپنی تاریخ مین قادحین امام ابوحنیفہ سے نقل کیے ہین لکھا ہے کہ تحقیق خطیب نے
نہین ارادہ کیا ساتھ اسکے مگر جمع کرنا اُن اقوال کا جو ایک مرد کے حق مین کہے گئے ہین جیسے کہ
مورخین کی عادت ہے اور نہین ارادہ کیا ساتھ انکے امام ابوحنیفہ کے مرتبہ گھٹانے کا کیونکہ پہلے اُسنے
کلام مادحین کو کثرت سے بیان کرکے آپکے مآثرات کو نقل کیا ہے پھر قادحین کے کلام کو ذکر کیا ہے چنانچہ
اسپر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ جو اسناد قادحین کی ذکر کی ہین وہ متکلم فیہ اور مجہول اشخاص سے
خالی نہین اور اسطرح کی قدح سے اجماع کسی عالم مسلمان مین رخنہ اندازی جائز نہین رکھ سکتا
پس کہا ایسے امام ائمۃ المسلمین کے حق مین رخنہ اندازی جائز تصور کرے اور اگر فرض بھی کرین
کہ خطیب کی قدح صحیح ہین تاہم انپر اعتبار نہین کیا جا سکتا کیونکہ وہ اُس بات سے خالی نہین کہ
قائل قدح مذکور کا یا تو اقران یا غیر اقران امام ابوحنیفہ سے ہے اگر وہ غیر اقران سے ہے تو وہ مقلد
اُس قول کا ہے جسکو امام ابوحنیفہ کے دشمن نے کہا یا لکھا ہے اور اگر اقران سے ہے پس بعض اقران کا
قول بعض کے حق مین غیر مقبول ہے چنانچہ حافظ ذہبی و حافظ ابن حجر نے اسکی تصریح کی ہے اور لکھا ہے
کہ یہ بات خصوصاً اسوقت مین ہے کہ جب ظاہر ہووے کوئی عداوت یا مذہبی حسد کیونکہ حسد ایسی مرض ہی
بلا ہے کہ اُس سے سوا اُس شخص کے جسکو خدا نے بچایا کوئی محفوظ نہین رہا اور ذہبی نے کہا کہ مین
نہین جانتا کہ بجز انبیا و صدیقون کے زمانہ کے ایسا کوئی زمانہ ہوا ہو کہ اُسکے اہل طعن سے سلامت
رہے ہون - اور تاج سبکی نے کہا کہ اے مسترشد تجھے لائق ہے کہ طریقہ ادب کا تمام ائمہ ماضیین کے ساتھ
استعمال کرے اور مت نظر کر طرف کلام بعض کے بعض کے حق مین مگر جبکہ آوے ساتھ دلیل واضح کے
پھر اگر تاویل اور حسن ظن پر قادر ہووے تو اُسکو اختیار کر ورنہ اُن باتون سے روگردانی کر جو
اُنکے باہم گذری ہین اور پرہیز کر پھر پرہیز کر اُن باتون کے سننے سے جو واقع ہوئی ہین درمیان
ابوحنیفہ و سفیان ثوری یا مالک و ابن ابی ذئب یا نسائی و احمد بن صالح یا احمد و حارث بن اسد
محاسبی کے اور اسی طرح چلے آؤ زمانہ عز بن عبدالسلام و تقی بن الصلاح تک پس جب تو نے اسکا
شغل کیا تو ہلاکت پر واقف ہوا کیونکہ لوگ ائمہ اعلام اور اُنکے اقوال کے بار گیر ہین اور اکثر اوقات

اسپر امام نے اُنسے چاشت نبوہ سے لیکر زوال آفتاب تک مناظرہ کیا اور اپنا مذہب آپ پر ظاہر کرکے فرمایا کہ مین پہلے قرآن پر عمل کرتا ہون پھر حدیث پھر متفق علیہ قضایا صحابہ پھر مختلف فیہ قضایا صحابہ پر اسکے بعد قیاس کرتا ہون پس یہ بات سن کر فقہاے موصوف اُٹھ کھڑے ہوے اور آپکے ہاتھ اور گھٹنے چوم کر کہا کہ آپ سید العلما ہین ہمسے غلطی کی حالت مین جو اعتراض آپکے حق مین واقع ہوا ہو اُسکو آپ بخش دین انتہی

خیرات الحسان مین لکھا ہے کہ ایک دن حضرت محمد بن حسن بن علی رضی سے امام ابو حنیفہ کی ملاقات ہوئی آپ نے امام کو فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ آپ میرے جد امجد کی حدیث کی قیاس کے ساتھ مخالفت کرتے ہین امام نے کہا کہ معاذ اللہ یہ بات اسطرح پر نہین ہے اور آپ بیٹھ جائین کہ آپکی عزت مثل آپکے جد امجد کے ہے اسپر آپ بیٹھ گئے اور امام نے آپکے سامنے بڑے ادب سے دوزانو بیٹھ کر کہا کہ مرد بہت ضعیف ہے یا عورت آپ نے فرمایا کہ عورت پھر پوچھا کہ ورثہ مین اُسکا کتنا حصہ ہے آپنے فرمایا کہ مرد سے نصف ہے امام نے کہا کہ اگر مین قیاس کرتا تو اسکے برعکس حکم دیتا پھر پوچھا کہ نماز فاضل تر ہے یا روزہ آپ نے فرمایا کہ نماز امام نے کہا کہ اگر مین قیاس کرتا تو عورت پر نماز کی قضا کے وجوب کا حکم دیتا نہ روزہ کا پھر پوچھا کہ بول بہت پلید ہے یا منی آپ نے فرمایا کہ بول بہت پلید ہے امام نے کہا کہ اگر مین قیاس کرتا تو غسل کا بول سے حکم دیتا نہ منی سے معاذ اللہ مین کون ہون جو حدیث کی مخالفت کرون بلکہ مین تو خادم حدیث رسول مقبول ہون اُسوقت آپ اُٹھ کھڑے ہوے اور امام کو بغل مین لیکر آپکے منہ پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ مین نے آپکو ابتدا مین اسلیے ملامت کی تھی کہ آپکے دشمنون نے مجکو ایسا ہی سُنا یا تھا انتہی ۔۔

مسند خوارزمی مین ابن کدامہ سے روایت ہے کہ ہم ایک روز وکیع بن جراح کے پاس بیٹھے ہوے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے فلان مسئلہ مین خطا کی ہے وکیع نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کیونکر خطا کر سکتے تھے حالانکہ اُنکے پاس قیاس و اجتہاد مین امام ابو یوسف و امام محمد و امام زفر جیسے اور معرفت و حفظ حدیث مین یحیٰی بن زکریا و حفص بن غیاث اور حبان اور مندل علی کے دونون بیٹون جیسے اور لغت و عربیت مین قاسم بن معن یعنی ابن عبد الرحمن بن عبد اللہ

بن مسعود جیسے اور زہد وورع مین داؤد طائی وفضیل بن عیاض جیسے موجود تھے پس جسکے اصحاب وشاگرد اس قسم کے ہون وہ ہرگز خطا نہین کرسکتا کیونکہ اگر وہ خطا کرے تو اُسی وقت وہی کُ تردید کرکے حق کی طرف اُسکو پھیر لاتے ہین پھر وکیع نے کہا کہ جو شخص امام کے حق مین اسطرح پر کہتا ہے وہ چارپایہ بلکہ اُس سے بھی سخت گمراہ ہے اور جو یہ گمان کرے کہ حق بات امام ابوحنیفہ کی مخالفت مین ہے پس اُسنے تنہا ایک اور مذہب نکالا اور مین اُسکے حق مین وہ شعر کہتا ہون جو فرزوق نے جریر کے حق مین کہا تھا ؎ اولئك آبائی فجئنا بمثلهم اذا جمعتنا یا جریر المجامع انتہی۔

عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہے کہ حماد بن زید سے مروی ہے کہ ایوب سختیانی کے پاس آکر کسی نے امام ابوحنیفہ کا نقص بیان کیا پس آپ نے فرمایا یریدون ان یطفؤا نور الله بافواههم ویابی الله الا ان یتم نوره انتہی۔

کمال پاشا نے طبقات مین اور امام خوارزمی نے مسند مین لکھا ہے کہ ابن شریح نے جو اصحاب شافعیہ مین سے بڑے متقی تھے ایک مرتبہ ایک جاہل کو امام ابوحنیفہ کے حق مین کچھ طعن کرتے سنکر فرمایا کہ او جاہل تو اُس امام کے حق مین طعن کرتا ہے جسکے لیے تمام امت نے تین ربع علم مسلم کیا ہے اور وہ ایک ربع علم بھی اُنکے لیے تسلیم نہین کرتے اُسنے کہا کہ یہ بات کیونکر ہے ابن شریح نے فرمایا کہ علم سوال وجواب ہے اور وہ اُن اشخاص مین سے جنھون نے سوال بنائے ہین اول ہین پس نصف علم تو اُنکو اسطرح پر ہوا پھر اُن اسولہ کے خود ہی جواب دیے جنمین بعض نے صواب پر اور بعض نے خطا پر کہا پس جسوقت ہم اُنکے صواب کو خطا سے مقابل کرتے ہین تو اور نصف علم بھی اُنکے لیے پاتے ہین پس تین ربع آپکو مسلم ہے اور باقی ایک ربع رہا جسمین وہ بھی دعویٰ کرتے ہین اور اُنکے مخالف بھی مدعی ہین او تاپ وہ بھی اُنکو تسلیم وتفویض کرنا نہین چاہتے ہین انتہی۔

شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت مین لکھا ہے کہ امام اعظم بسبب غایت امتیاز اور کثرت فضل وکمال کے محسود ومغبوط عالم تھے متاخرین شافعیہ کو کیا کہیے بلکہ بعض متقدمین کو بھی اس جناب سے ایک طرح کا حسد تھا اور حقیقت مین جو فاضلتر ہوتا ہے وہ محسودتر ہوتا ہے

شافعیون کا تو یہ حال ہے لیکن انکے امام شافعی کو دیکھو کہ وہ کسقدر امام ابو حنیفہ اور آنکے اصحاب کی تعریف کرتے ہین انتہیٰ۔

مسند خوارزمی مین لکھا ہے کہ جب عبد اللہ بن مبارک نے امام ابو حنیفہؒ کے حاسدون کو اُنکے حق مین طعن کرتے سنا تو آپ نے اُسوقت یہ قطعہ تصنیف فرمایا ؎ حسدوا الفتیٰ اذ لم ینالوا سعیہ ✽ فالقوم اعداء لہ وخصوم ✽ کضرائر الحسناء قلن لوجہہا ✽ حسداً وبغضاً انہ لذمیم ✽ یحییٰ بن معین جو ائمہ حدیث مین ہین جب کسی کو امام ابو حنیفہ کے حق مین نکتہ چینی کرتے دیکھتے تو آپ عبد اللہ بن مبارک کے قطعۂ مذکورۂ بالا کو تمثیلاً پڑھا کرتے انتہی۔ پھر اسی مسند مین لکھا ہے کہ بعض اُن اعتراضوں سے جو خطیب وغیرہ نے امام ابو حنیفہ پر کیے ہین ایک یہ ہے کہ وہ حدیث پر عمل نہین کرتے بلکہ رائے کے پیرو ہین تو یہ قول اُس شخص کا ہے جو فقہ سے کچھ بھی نہین جانتا ورنہ جو فقہ سے کچھ بھی شبو سونگھ سکتا ہے اور جو منصف ہے وہ اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اعلم الناس اور بڑے متبع احادیث کے ہین اور ہمارے اس بیان پر تین وجوہ شاہد ناطق ہین۔ اوّل یہ کہ امام ابو حنیفہ برخلاف امام شافعی کے احادیث مراسیل کو بھی حجت جانکر قیاس پر مقدم سمجھتے ہین۔ دوم قیاس چار قسم ہے ایک قیاس مؤثر اور وہ وہ ہے جو درمیان اصل و فرع کے معنی مشترک مؤثر ہو۔ دوسرا قیاس مناسب اور وہ یہ کہ درمیان اصل و فرع کے معنی مناسب ہو۔ تیسرا قیاس شبہ اور وہ یہ کہ درمیان اصل و فرع کے ظاہری مشابہت احکام شرعیہ مین ہو۔ چوتھا قیاس طرد اور وہ یہ کہ درمیان اصل و فرع کے معنی مطرد ہو۔ پس امام ابو حنیفہ اور آنکے اصحاب کہتے ہین کہ قیاس شبہ اور اخالہ باطل ہے اور قیاس طرد مین آپکے اصحاب کو اختلاف ہے بعض نے اُس سے انکار کیا ہے اور ابو زید کبیر نے کہا ہے کہ صرف قیاس مؤثر ہی حجت ہے اور باقی تین قسم حجت نہین اور امام شافعی کہتے ہین کہ چارون قسم قیاس کی حجت ہین اور بہت جگہ انھون نے قیاس شبہ کو استعمال کیا ہے پس بڑے تعجب کی بات ہے کہ باوجود اس بات کے خطیب اور اُسکے امثال کہتے ہین کہ امام ابو حنیفہ احادیث کو چھوڑ کر قیاس کا استعمال کرتے ہین سو یہ غلبہ ہوا اور قلت وقوف فقہیہ وال ہے لیکن جو شخص امام ابو حنیفہ اور آنکے اصحاب کے ماخذ کو پہچانتا ہے وہ خطیب کے قول کے

بطلان کو بخوبی جانتا ہو اور بیان اسکا من حیث التفصیل اسطرح پر ہو کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک
نماز مین قہقہہ ناقض وضو ہو اُس حدیث کی رو سے کہ ایک اندھا کنوئین مین گر پڑا تھا اُسپر
بعض لوگ جو نماز پڑھ رہے تھے ہنس پڑے حضرت نے فرمایا کہ جو شخص تم مین سے ہنسا ہو وہ
وضو اور نماز کا اعادہ کرے۔ حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہو لیکن امام ابو حنیفہ نے اسکے قیاس
غیر حالت صلوٰۃ کے قہقہہ کو چھوڑ دیا اور امام شافعی نے صرف قیاس پر عمل کیا اور اس حدیث کو
چھوڑ دیا۔ امام ابو حنیفہ بموجب حدیث ابن مسعود کے نبیذ تمر سے وضو جائز سمجھتے ہین حالانکہ
وہ ضعیف ہو مگر اُسکی رو سے تمام ائمہ یہ پر قیاس کرنے کو ترک کرتے ہین اور امام شافعی نے
صرف قیاس پر عمل کر کے حدیث مذکور کو چھوڑ دیا ہو پس اس سے صاف ظاہر ہو کہ امام ابو حنیفہ
احادیث ضعیفہ کو بھی قیاس پر مقدم جانتے ہین لیکن خطیب وغیرہ نے جب دیکھا کہ امام ابو حنیفہ نے
اُن بعض احادیث پر عمل نہین کیا جنکو امام شافعی نے اخذ کیا تھا تو اُنکو یہ غلط فہمی ہوئی
کہ امام ابو حنیفہ نے اُن احادیث کو قیاس کے ساتھ ترک کیا ہو حالانکہ یہ نہین جانتے کہ امام
ابو حنیفہ نے اُنکو دوسری اصح احادیث کے سبب سے چھوڑا ہو انتہی ملخصًا۔

اسکے بعد امام خوارزمی نے بطور نمونہ کے ۱۳ سے زیادہ ایسی احادیث بیان کی ہین جو
اکثر صحیح بخاری و مسلم کی ہین جنپر امام اعظم نے عمل کیا ہو اور امام شافعی نے اُنسے ادنیٰ درجہ کی
احادیث پر عمل کیا ہو چنانچہ اسی لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ فیوض الحرمین مین
لکھا ہو کہ مجھکو رسول خدا نے معلوم کرایا کہ تحقیق مذہب حنفی مین ایسا طریقہ پسندیدہ ہو جو بہ نسبت
دیگر مذاہب کے اُس سنت معروفہ سے جو بخاری اور اُنکے اصحاب کے زمانے مین جمع اور پختہ ہوے
موافق تر ہو انتہی۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت مین لکھا ہو کہ بعض لوگ گمان کرتے ہین
کہ امام شافعی کا مذہب موافق حدیث کے ہو اور اُنکے مذہب مین حدیث کی پیروی زیادہ ہو اور
امام ابو حنیفہ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد پر ہو سو یہ کلام محض غلط اور صریح نادانی ہو کیونکہ
کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کا جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد مین شرط ہو اور
بغیر اُنکے اجتہاد درست نہین پس جس صورت مین امام ابو حنیفہ کا اجتہاد تمام مجتہدین کے

برائی کے ساتھ ذکر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ ائمہ آسمان کے تارون کی طرح اور وہ جو
لوگ مثل اہل ارض کے ہین جو تارون سے بجز اُنکے خیال کے اور کچھ نہین پہچان سکتے اور
شیخ محی الدین نے فتوحات مکیہ مین امام ابو حنیفہ سے بسند متصل روایت کی ہو کہ وہ فرماتے تھے کہ تم
دین خدا مین قول بالراے سے پرہیز کرو اور اُس راے کو لازم پکڑو جو سنت رسول اللہ کا تابع ہو
اور جو خارج ہوا اُس سے وہ گمراہ ہوا- اور فرماتے تھے کہ جو شخص میری دلیل کو نہ پہچانے اُسکو میرے
کلام کے ساتھ فتوی دینا حرام ہو اور امام موصوف جسوقت کوئی فتوی دیتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ ابو حنیفہ
کی راے ہی جو اپنی دانست مین اچھا مقرر کیا گیا ہو لیکن جو شخص اس سے احسن لائے پس وہ صواب کے
ساتھ اولی ہو اور کہتے تھے کہ مردون کی آرا سے پرہیز کرو- ایک دفعہ ایک شخص کوفہ کا آپ کے
پاس آیا اُسوقت آپ کے پاس لوگ حدیث پڑھ رہے تھے اُس شخص نے کہا کہ تمنے ان احادیث کو
چھوڑ دیا ہی اسپر امام نے اُسکو سخت زجر و تنبیہ کر کے فرمایا کہ اگر حدیث نہوتی تو ہم مین سے
کوئی شخص قرآن نہ سمجھ سکتا پھر کہا کہ بندر کے گوشت کے حق مین تو کیا کہتا ہی اور تیرے پاس
قرآن سے کون سی دلیل ہی اسپر وہ شخص ساکت ہوگیا اور امام سے کہا کہ آپ اُسکے حق مین
کیا کہتے ہین امام نے کہا کہ وہ جگنے والے چارپایون مین سے نہین ہی- یہان دیکھنا چاہیے کہ امام نے
حدیث کی روگردانی سے اُس شخص کو کیسی زجر و ملامت کی پس اس صورت مین کسی کو کیونکر
لائق ہی کہ امام کو خدا کے دین مین اُس قول بالراے کی طرف منسوب کرے جسکی نہ ظاہر کتاب
نہ سنت شہادت دے سکے اور امام ابو حنیفہ فرماتے تھے کہ اپنے اوپر آثار سلف کے لازم پکڑو اور
آراے رجال سے بچو اگرچہ اُنکو کسی قول کے ساتھ آراستہ کرین کیونکہ امر حق اُسوقت ظاہر ہوتے
ظاہر ہو جاتا ہی اور تم صراط مستقیم پر ہو اور فرماتے تھے کہ تم بدعت اور تبدع سے بچو اور اپنے اوپر
امر اول عتیق کو لازم پکڑو ایک دفعہ ایک شخص کوفہ مین کتاب دانیال پیغمبر کی لایا اُس سے
امام موصوف ایسے خفا ہوے کہ قریب تھا کہ اُسکو قتل کر ڈالتے اور اُس سے کہا کہ کیا سوا قرآن
اور حدیث کے بھی کوئی اور کتاب ہی- ایک دفعہ امام سے کسی نے پوچھا کہ آپ اُس چیز مین جو لوگون نے
عرض و جوہر و جسم مین کلام سے نو پیدا کیا ہی کیا کہتے ہین آپنے فرمایا کہ ایسی باتین فلسفہ کی
ہین پس تمہین چاہیے کہ آثار اور طریقۂ سلف کو لازم پکڑو اور ہر ایک نو پیدا سے بچو کیونکہ وہ

بدعات

بدعت ہے۔ ایک دفعہ آپ کو کہا گیا کہ لوگون نے حدیث کا عمل تو چھوڑ دیا ہے اور اُسکے سماع پر متوجہ ہوئے ہین آپ نے فرمایا کہ اُنکا نفس حدیث کو سماعت کرتا گویا اُسپر عمل ہی کرنا ہے اور کہتے تھے کہ لوگ ہمیشہ بہتری مین ہین جبتک کہ اُنمین کوئی ایسا شخص ہے جو حدیث کو طلب کرتا ہے اور جب اُنھون نے علم کو بغیر حدیث کے طلب کیا تو تباہ ہونگے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ خدا عمرو بن عبید کو قتل کرے جسنے لوگون کے لیے کلام مین لایعنی در وانہ خوض کا کھول دیا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ کسی کو لائق نہین کہ کوئی قول کہے مگر جبکہ جانتا ہے کہ رسول اللہ کی شریعت اُسکو قبول کرتی ہے اور آپکا دستور تھا کہ جس مسئلہ مین کوئی صراحت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے نہ پائی جاتی تھی تو علما کو جمع کرکے اُس قول پر عمل کرتے جسپر سب کا اتفاق ہوتا اور ایسا ہی جب کسی حکم کا استنباط کرتے تو کارروائی کرتے اور جبتک اپنے ہمعصر کے علما کو جمع نکرتے اُس حکم کو قلمبند نکرتے اور جب وہ راضی ہوتے تو امام ابو یوسف کو اُس مسئلہ کے لکھنے کا حکم دیتے۔ پس جو شخص کہ اتباع سنت رسول اللہ مین اس قدم پر ہو معاذ اللہ اُسکو عمل بالرائے کی طرف منسوب کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے انتہی۔ پھر اُسی میزان مین لکھا ہے کہ پھر اگر یہ فرض کر لیا جاوے کہ حدیث احاد کے ہوتے بھی امام ابو حنیفہ سے قیاس واقع ہوا ہے تو بھی اُنکے حق مین کچھ قادح نہین ہو سکتا کیونکہ ایک جماعت علما نے کہا ہے کہ قیاس صحیح اصول صحیحہ پر بہت قوی ہے حدیث احاد صحیح سے پس کیونکر حدیث احاد ضعیفہ سے اقوی نہوگا انتہی۔

عقود جواہر المنیفہ مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مجکو آرائے رجال سے ضعیف حدیث بہت پیاری ہے انتہی۔

شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو جسقدر تابعداری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی تھی اور کسی کو نہ تھی اور امام ابو حنیفہ کے سب اصحاب اس بات پر متفق ہین کہ حدیث ہر چند ضعیف ہو مگر قیاس و اجتہاد پر مقدم ہے اور امام کا یہ دستور تھا کہ حتی الامکان حدیث کو ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے اور ضرورت کے وقت جب کوئی حدیث کسی قسم کی نملتی تھی تو ناچار قیاس پر عمل کرتے تھے حالانکہ امام شافعی بہت سے اقسام حدیث پر قیاس کو ترجیح دیتے ہین پھر امام ابو حنیفہ اقسام قیاس سے بھی بجز قیاس موثر کے

عمل نہین کرتے اور قیاس تناسب و قیاس شبہ و قیاس طرد سب آپکے نزدیک متروک غیر معمول بہا
اور چند مقام پر قیاس کو بسبب ضعیف احادیث کے چھوڑ دیا ہے اور امام شافعی نے قیاس پر
عمل کیا ہے۔ اور امام ابو حنیفہ صحابی کی تقلید کو جس بات مین صحابی نے اپنے اجتہاد سے کہا ہو
واجب جانتے ہین اور امام شافعی کہتے ہین کہ ہم اور صحابی برابر ہین وہ بھی مجتہد تھے ہم بھی
مجتہد ہین مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی جائز نہین۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ مجکو
اُن لوگون سے بڑا تعجب ہے جو کہتے ہین کہ مین اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہون حالانکہ مین بجز
اُس بات کے جو ماثور و مروی ہے ہرگز فتویٰ نہین دیتا اور امام حجت عبد اللہ بن مبارک نے
امام اعظم سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے کہا کہ جو کچھ حدیث مین آیا اُسکو ہم بسر و چشم قبول
کرتے ہین اور جو کچھ صحابہ سے مروی ہوا ہے اُسکو بھی ہم پسند کرتے ہین اور اُس سے باہر نہین ہوتے
لیکن جو کچھ تابعین سے منقول ہے تو اُسمین وہ اور ہم برابر ہین ہم بھی تحقیق کرکے حق کو تلاش
کرینگے انتہیٰ۔

تفسیر مظہری مین زیر آیہ ولا یتخذ بعضنا اربابا من دون اللہ کے لکھا ہے کہ بیہقی نے
مدخل مین بسند صحیح عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی کہ مین نے امام ابو حنیفہ سے سنا ہے کہ
وہ کہتے تھے کہ جو وقت آئے پیغمبر خدا سے تو وہ سر آنکھون پر ہے اور جو وقت صحابہ سے ہو تو اُنمین سے
قول اشبہ بالصواب کو ہم اختیار کرتے ہین اور جو وقت تابعین سے آئے تو اُسکی مزاحمت کرتے ہین
یعنی اُسمین کلام کرتے ہین اور قیاس کو دخل دیتے ہین اور روضۃ العلما سے مذکور ہے کہ فرمایا
امام ابو حنیفہ نے کہ ترک کرو میرا قول ساتھ حدیث رسول اللہ کے اور فرمایا کہ جب صحیح ہو جاوے
حدیث تو وہی میرا مذہب ہے انتہیٰ۔

شیخ عبد الوہاب شعرانی میزان کبریٰ مین لکھتے ہین کہ مین نے جب کتاب ادلۃ المذاہب
تالیف کی تو مین نے امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کے اقوال کا تتبع کیا پس مین نے اُنکے
اور اُنکے اصحاب کے کسی قول کو نہ پایا مگر یہ کہ وہ ضرور کسی آیت یا حدیث یا اثر یا مفہوم اثر یا
حدیث ضعیف کثیر الطرق یا قیاس صحیح پر اصل صحیح پر مستند تھا پس جو شخص اس بات پر
واقف ہونا چاہے اُسکو میری کتاب مذکور کا مطالعہ کرنا چاہیے انتہیٰ۔ اسی میزان مین ہے

یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مالکی و شافعی انصاف کو کام فرمائین تو انمین سے کوئی امام ابو حنیفہ کے کسی قول کو ضعیف بتانے کی مبادرت نکرے جبکہ انھون نے اپنے اپنے امام کو امام ابو حنیفہ کی مدح کرتے سنا یا بروایت معلوم کیا ہے انتہی - وہ جو اسی میزان مین لکھا ہے کہ ہمارا اور ہر ایک منصف شخص کا امام ابو حنیفہ کے حق مین بقرینہ اُس خبر کے جو ابھی ہمنے اُنسے رائے کی مذمت و بیزاری اور نص کو قیاس پر مقدم کرنے مین روایت کیا ہے یہ ہے کہ اگر وہ اُسوقت تک زندہ رہتے کہ جبکہ حفاظ احادیث نے سفر دراز اختیار کرکے احادیث کے جمع کرنے مین مشقت اُٹھائی ہے اور آپ اُنکی احادیث مجتمعہ پر واقف ہو جاتے تو یقین تھا کہ ضرور آپ ان احادیث سے اخذ کرتے اور تمام قیاس کو جو پہلے کیا ہوا تھا چھوڑ دیتے اور قیاس اُنکے مذہب مین تھوڑا ہے جیسا کہ بہ نسبت اُنکے غیر مذہب مین تھوڑا ہے الخ مخدوش ہے - اول یہ کہ امام ائمۂ حدیث عبد اللہ بن مبارک کا یہ قول جو حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ حدیث تو معروف ہو گئی اب اگر قیاس کی حاجت ہو تو قیاس مالک و سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کا ہے اور ابو حنیفہ قیاس مین اُنسے احسن اور رسائی مین ادق اور تینون سے افقہ ہین صاف اس بات پر دال ہے کہ اُنکے وقت مین کل احادیث مشہور ہو گئی تھین اور ایسی کوئی حدیث نتھی جو اُنسے یا اُنکے معاصرین سے خفیہ رہی ہو اور صریح تردید اُس شخص کی ہے جو خیال کرتا ہے کہ مثلاً فلان حدیث امام ابو حنیفہ یا مالک یا شافعی یا احمد بن حنبل کو معاذ اللہ نہین پہونچی اور اگر وہ صرف اکیلے اس امر اہم کے متصدی ہوتے تو شاید انمین سے کسی کے حق مین ایسا خیال کیا بھی جا سکتا لیکن جب اُنکے ساتھ بہت سے اصحاب و تلامیذ و اعوان و انصار تھے خصوصاً امام ابو حنیفہ کہ جنکے ہمراہ ایک ہزار شاگرد جنمین سے چالیس تو مجتہد ہی تھی تو اس بات کا کہنا کہ اُنکو فلان حدیث نہین ملی بالکل بے معنی ہے -

تفسیر مظہری مین آیت ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ کی تفسیر مین لکھا ہے کہ اس بات کا کوئی احتمال نہین کیا جا سکتا کہ کوئی حدیث ائمہ اربعہ اور اُنکے تلامذہ علماء کبار سے پوشیدہ رہی ہو پس اُنکا کسی حدیث کو متروک العمل کرنا اُسکے منسوخ یا ماول ہونے پر دلیل ہے انتہی -

دوم دراسات اللبیب اور خود اتحاف النبلا میں لکھا ہی کہ بعض کبرانے کہا ہی کہ امام ابو حنیفہ کے اتباع کا خلاف امام ابو حنیفہ کے ساتھ اُس خلاف سے زیادہ ہی جو امام شافعی کو امام ابو حنیفہ سے ہی اور جب یہ حکم امام شافعی کی نسبت باوجود کثرت خلاف امام ابو حنیفہ کے ہی پس امام ابو حنیفہ کا حکم امام مالک و امام احمد کی نسبت بسبب قلت خلاف کے اظہر ہی یہانتک کہ امام احمد کا خلاف امام ابو حنیفہ کے ساتھ فقط بیس مسائل مین ہی اور اس سے زیادہ نہین انتہی - اس سے ظاہر ہی کہ اگر بسبب عدم تدوین علم حدیث کے کمیابی حدیث کی وجہ سے امام ابو حنیفہ کے مذہب مین قیاس کا زیادہ دخل ہوا ہوتا تو معاملہ قلت و کثرت اختلاف کا اسکے برعکس ہوتا یعنی اتباع امام ابو حنیفہ کا اختلاف امام کے ساتھ بہت کم اور امام مالک کے ساتھ اُس سے کچھ زیادہ اور امام شافعی کے ساتھ اُس سے زیادہ اور امام احمد کے ساتھ بہت ہی زیادہ کیونکہ امام احمد کا مذہب تمامہ ظاہر حدیث کے مطابق ہی چنانچہ اسی لیے بعض علماے دین نے انکو صرف طبقۂ محدثین مین داخل کیا ہی اور فقہا مین شمار نہین کیا پس جبکہ حنفی مذہب حنبلی مذہب سے مطابق ہی ایسا اور کوئی نہین -

سوم جب حنفی مذہب کی اُن کتابون کو دیکھا جاتا ہی جنمین مسائل فرعیہ کا ماخذ بیان کیا گیا ہی مثلاً فتح القدیر ابن ہمام و عینی شرح ہدایہ و قہستانی شرح مختصر وقایہ اور مواہب الرحمٰن اور اسکی شرح وغیرہ تو کوئی ایسا مسئلہ نہین پایا جاتا جو مستند بآیت یا حدیث صحیح یا حسن یا اثر یا مفہوم اثر یا حدیث ضعیف کثیر الطرق نہو اور قیاس اُسی جگہ عمل مین آیا ہی کہ جہان استناد مذکورۂ بالا مین سے بِالاسہ کوئی موجود نہین چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے زاد المتقین مین اپنے شیخ عبد الوہاب متقی سے نقل کیا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ اُن حنفی کتب مین جو ولایت ماوراء النہر اور ہندوستان مین مشہور ہین اکثر احکام کا اثبات قیاس او دلائل عقلیہ سے کیا گیا ہی لیکن جو کتابین مصر و شام مین تصنیف ہوئی ہین اُنمین ہر ایک قول حنفی پر حدیث صحیح کو وارد کرکے اُسکا اثبات کیا گیا ہی بعض علماے حنفیہ نے اس بات کا التزام کیا ہی کہ ہر ایک مطلب پر آیت اور حدیث کو لانے مین یہانتک کہ اس بات کے کہنے کا موقع ملجاتا ہی کہ شافعی ہی اصحاب رائے مین سے ہین نہ حنفی انتہی -

حاوی قدسی مین لکھا ہے کہ نوح نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ نعمان
ابوحنیفہ ہر ایک مسئلہ جو آپ نے کہا ہے اسکی نسبت حدیث باسناد صحیح میرے پاس موجود ہے
آپ کو خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ پر بسبب رحمت کے پیدا کیا ہے۔ وکیع اور علی بن المدنی کہتے تھے
کہ اگر ہم چاہین تو ہر ایک مسئلہ پر جو امام ابوحنیفہ نے کہا ہے حدیث نکال سکتے ہین انتہی
شاید صاحب میزان کے ایسا خیال کرنے کی وجہ وہی ہوگی جو شیخ عبد الحق نے شرح
سفر السعادت مین لکھی ہے کہ حقیقت مین مذہب حنفی جامع دلیل عقلی و نقلی ہے اور اکثر
اوقات امام ابوحنیفہ کی عادت تھی کہ اپنے مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی بیان
فرماتے کیونکہ اکثر آدمی اس بات کے خوگر ہین کہ نقلی بات کو عقلی دلیل سے تطبیق دیتے ہین
اور کوئی امر نقلی جبتک انکی عقل کے مطابق نہو تو اسپر اچھی طرح اعتقاد نہین لاتے ایسے
امام موصوف بھی لوگون کی تسلی کے لیے اکثر مسائل کو عقلی دلائل سے ثابت کرتے تھے
ورنہ واقع مین انکی دلیل تو قرآن و حدیث و قول صحابہ سے ہوتی تھی اور یہ کب ہو سکتا تھا
کہ بغیر رجوع قرآن و حدیث و اجماع کے قیاس کے ساتھ تمسک کرتے حالانکہ مجتہد پر واجب ہے
کہ جبتک کسی مسئلہ کا حکم قرآن و حدیث اور اجماع مین پایا جاوے تب تک اسکو قیاس کی
طرف رجوع کرنا درست نہین ہے اور جب ان تینون مین سے کسی ایک مین بھی نہ ملے تو
پھر بالضرورت قیاس سے حکم کرے اور دوسری یہ بات ہے کہ امام کی عقلی دلیل حقیقت مین
واسطے ترجیح دینے بعض حدیث کے بعض پر تھی یعنی جب دو حدیث مین اختلاف ہوتا تھا
اور ایک کی ترجیح دوسری پر کسی طرح نہ ہو سکتی تھی تو تب امام موصوف جس حدیث کو
دلیل عقلی کے ساتھ موافق پاتے اسکو غلبہ دیتے تھے اور ضرور جو حدیث قیاس کے موافق ہے
وہ ارجح ہوتی ہے جیسا کہ اصول فقہ مین قرار پایا ہے اور یہ نہ تھا کہ حدیث کے مقابل مین
قیاس پر عمل کرتے انتہی ملخصاً۔

وہ جو اتحاف النبلا مین لکھا ہے کہ اہل حدیث کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ
کی بضاعت حدیث مین کمزوری ہے چنانچہ نسائی نے کتاب الضعفا مین لکھا ہے کہ ابوحنیفہ
حدیث مین قوی نہین ہین اور ایسا امام بخاری نے کتاب الضعفا مین لکھا ہے کہ نعمان بن ثابت

کوفی روایت کی اُنسے عباد بن عوام اور ابن مبارک اور ہشیم اور وکیع اور مسلم بن خالد اور
ابومعاویہ اور مقری نے اور وہ مرجیہ تھے لوگ آپکی رائے اور آپکی حدیث سے ساکت ہوے
بالکل تعصبانہ بلکہ سراسر ملحدانہ ہی چونکہ اسکا جواب عمدۃ المحققین ابن ہمام اور زبدۃ المحدثین
عینی شارح صحیح بخاری اور مولانا شاہ ولی اللہ اور صاحب دراسات اللبیب وغیرہم نے
اپنی اپنی جگہ بشرح و بسط لکھدیا ہی اسلیے مین یہان صرف اتنا کہتا ہون کہ نسائی کی جرح تو
مبہم غیر مفسر ہی اسلیے وہ مقبول نہین باقی رہا امام نجاشی کا قول کہ وہ مرجیہ تھے بالکل ساقط
عن الاعتبار ہی کیونکہ حنفیہ کا عقیدہ مرجیہ کے بالکل بر خلاف ہی بلکہ وہ فرقہ مرجیہ کو ناری جانکر
مرجیہ کے پیچھے نماز تک ناجائز سمجھتے ہین پس اگر امام ابوحنیفہ یا آپکے اصحاب کا ذرا بھی ارجاء
کی طرف میلان ہوتا تو حنفیون کا عقیدہ مرجیہ کے کبھی ایسا بر خلاف نہوتا اسلیے امام
موصوف کو ارجاء کی نسبت دینا محض ایک تہمت اور دروغ گویم برروے تو کا سا معاملہ ہی
اور یہ قول سکتوا عن رایہ وعن حدیثہ بالکل خلاف واقع ہی چنانچہ جملہ ثانیہ کی تکذیب تو
خود معترض کے ہی اس بیان سے ثابت ہوتی ہی کہ عباد بن عوام اور ابن مبارک وہشیم و
وکیع ومسلم بن خالد وابومعاویہ اور مقری (یعنی عبداللہ بن مقری جو بخاری کے مشائخ
کبار مین سے ہین) نے ابوحنیفہ سے روایت کی پس جس صورت مین اسقدر جہابذہ
محدثین اہل ثقات کا امام ابوحنیفہ سے روایت کرنا اپنی زبان سے تسلیم کیا جاے تو پھر
اپنی ہی زبان سے کہنا کہ لوگ آپکی حدیث سے ساکت ہوے عجب دلیری بلکہ خلاف بیانی ہی
خصوصا ایسے شخص کی طرف سے کہ جسکی کتاب اصح الکتب بعد کتاب اللہ تصور کیجاتی ایسی
بات کا سرزد ہونا ان ہذا لشئ عجاب کے قول کو یاد دلاتا ہی اور جملہ اول یعنی سکتوا عن رایہ
تو صریح البطلان ہی کیونکہ جسکو ذرا بھی شعور ہی آسکو بخوبی معلوم ہی کہ سب ماذکرنا کے
بڑے بڑے ائمہ مجتہدین ومحدثین واولیاے کبار نے امام ابوحنیفہ کی رائے وقیاس تسلیم کیا
اور آسپر کاربند ہوے اور آپکے مذہب کے لوگ بسبب تواریخ ہر ایک زمانے مین ابتک بنسبت
دیگر مذاہب کے دو چند سہ چند رہے ہین یہانتک کہ بعض ملکون مین بجز آپکے مذہب کے
دوسرا مذہب کوئی جانتا ہی نہین بس مین نہین جانتا کہ جو لوگ امام ابوحنیفہ کی رائے

وحدیث سے ساکت ہوئے ہین وہ بہ نسبت آخذین کے کیا تعداد رکھتے ہین اگر غور سے دیکھا جاوے تو آنکی اسقدر بھی حیثیت نہین جو قطرہ کو سمندر سے ہی اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب امام بخاری نے دیکھا کہ امام اعظم کے ورع وانتقا وکثرت علم وعبادت وزہد پر سلف وخلف نے اجماع کیا ہی اور انمین فضل الٰہی سے کوئی بات مثل فسق وبدعت یا اعتقاد مذموم یا سوء حفظ وقلت ضبط اور نکارت کی ایسی تہین جو موجب عدم قبولیت آنکی روایت اور احادیث کے ہوسکے تو یہ بہتان باندھ دیا کہ وہ مرجی تھے حالانکہ اکثر محدثین کے نزدیک ارجا مانع قبولیت حدیث نہین ہی خصوصًا جبکہ دعوی اسکا نہ کیا جاے بلکہ محض انکار ہو چنانچہ اصحاب صحاح ستہ نے اہل بدعت مثل مرجیہ وجہمیہ وشیعیہ سے برابر روایت کی ہی بلکہ خود امام بخاری نے اپنی صحیح مین جسکی نسبت آنکا دعوی ہی کہ مین اس کتاب مین ایسی کوئی حدیث نہین لایا جو صحیح نہو اہل بدعت سے روایتین کی ہی چنانچہ ابو سعید عباد بن یعقوب الرواجنی کوفی متوفی ۲۵۰ ہجری سے روایت کی جو رافضی تھا جسکی نسبت ابن حبان کا قول ہی کہ وہ مستحق الترک ہی اسی طرح عبدالملک بن اعین کوفی سے جو شیعہ تھا اور شیبان شیعہ اور محمد بن خازم ابو معاویہ متوفی ۱۹۵ مرجیہ تھا۔ علاوہ اسکے خود امام نسائی جنکی سنن صحاح ستہ مین داخل ہی صرف منسوب بہ تشیع ہی نہ تھے بلکہ صاحب تاریخ خلکان نے آنکو الفاظ کان یتشیع سے ذکر کیا ہی اور تشیع کی طرف آنکی نسبت صرف خیالی بات نہین بلکہ آنکی موت ہی تشیع کے سبب سے ہوئی تھی۔ ابو الحسن علی بن عمر صاحب سنن دارقطنی جنکی کتاب مشہور ومعروف ہی منسوب بہ تشیع تھے چنانچہ اس بات پر آنکا دیوان سید الحمیری شاہد ناطق ہی۔

شیخ الاسلام بدر الدین محمود عینی نے بنایہ شرح ہدایہ کی بحث قراءۃ الفاتحہ مین دارقطنی کے حق مین لکھا ہی کہ آنکو امام ابوحنیفہ کی تضعیف کا کہان سے استحقاق حاصل ہی حالانکہ وہ خود ہی تضعیف کا مستحق ہی کیونکہ آنے اپنی مسند مین احادیث سقیمہ ومعلولہ ومنکرہ وغریبہ وموضوعہ روایت کی ہین انتہی۔ اور بحث اجارہ ارض مکہ مین لکھا ہی کہ ابن القطان کا امام ابوحنیفہ کو ضعیف کہنا اُسکی طرف سے بڑی بے ادبی اور بےحیائی ہی کیونکہ جب

صورت مین امام ثوری و ابن مبارک اور آنکے ہمعصر اعلام نے امام ابوحنیفہ کی توثیق و تعریف کی ہو
تو وہان اُس شخص کی جو امام ابوحنیفہ کو ضعیف بیان کرے کیا حیثیت ہو انتہی۔

صاحب دراسات اللبیب نے گیارھوین دراسہ مین لکھا ہو کہ یہ وہی دارقطنی ہو جسنے امام ائمہ
ابوحنیفہ کے حق مین طعن کیا ہو اور آنکی جس جس حدیث مرویہ پر چھلا ہو اسکو بسبب آنکے ضعیف کہا ہو
اسیطرح خطیب بغدادی نے امام ابوحنیفہ کے حق مین طعن کی افراط کی ہو حالانکہ ان دونون
اور مثل انکا کچھ اعتبار نہین باوجود اس اتفاق کے جو امام ابوحنیفہ کی توثیق اور آنکی جلالت
قدر پر ہو اور آنکی اس منقبت عظیم کی جسکے سبب سے انھون نے علم کو ثریا کے پاس سے پایا جیسا
آنکی طرف آنحضرت کا قول لوکان العلم عند الثریا لنالہ رجل من ابناء فارس
مشیر ہو انتہی۔ خیرات الحسان کی فصل اڑتیس مین لکھا ہو کہ ابو عمر و یوسف بن عبد البر
مالکی نے کہا کہ جن لوگون نے امام ابوحنیفہ سے روایت لی اور آنکی توثیق و تعریف کی ہو وہ
آن لوگون سے زیادہ ہین جنھون نے آنمین جرح کی ہو اور جنھون نے اہل حدیث سے آنمین جرح کی ہو
آنمین اکثر وہ ہین جنھون نے راے و قیاس کے سبب سے آنپر عیب لگایا ہو حالانکہ پیچھے گذرا ہو کہ
یہ بات کوئی عیب نہین اور تحقیق امام علی بن مدینی نے کہا ہو کہ امام ابوحنیفہ سے ثوری و ابن مبارک
و حماد بن زید و ہشام و وکیع و عباد بن العوام و جعفر بن عون نے روایت کی اور وہ ثقہ لا باس بہ ہین
اور شعبہ آنکے حق مین خوش عقیدہ تھے اور کہا یحییٰ بن معین نے کہ ہمارے اصحاب ابوحنیفہ اور
آنکے اصحاب کے حق مین تفریط کرتے ہین یعنی انکا مرتبہ گھٹاتے ہین اسپر انسے کہا گیا کہ کیا وہ
حدیث مین جھوٹ بولتے تھے کہا نہین اور شیخ الاسلام تاج سبکی کے طبقات مین ہو کہ محدثین کے
اس قاعدے کو کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہو مطلق طور پر سمجھنے سے بالکل پرہیز کرنا چاہیے بلکہ
صواب یہ ہو کہ جس شخص کی امامت و عدالت ثابت ہو اور بہت لوگ اسکی تعریف کرنے والے ہون
اور جرح کرنے والا اکیلا ہو اور جرح کے سبب وہان کوئی قرینہ تعصب مذہب وغیرہ کا دال ہو تو اسکی
جرح کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے۔ پھر تاج سبکی نے بعد طول کلام کے کہا ہو کہ ابھی ہمنے ظاہر کیا ہو کہ تحقیق
جارح کی جرح اُس شخص کے حق مین قبول نہین کیجاتی جسکی طاعات معصیت پر اور تعریف کرنے والے
مذمت کرنے والون پر اور پاک کرنے والے جرح کرنے والون پر غالب ہون خصوصًا جبکہ وہان

کوئی ایسا قرینہ ہو جو اس بات کی شہادت دے کہ جرح کرنے والا تعصب یا منافست دنیاوی سے جرح کرتا ہے اور اسوقت نہ دیکھا جاویگا ثوری کے کلام کو ابو حنیفہ اور ابن ذئب وغیرہ کو مالک اور ابن معین کو شافعی اور نسائی کو احمد بن صالح کے حق مین اور کہا کہ اگر ہم تسلیم الجرح کو مطلق لیں تو کوئی ائمہ مین سے سلامت نہ رہیگا کیونکہ ایسا کوئی امام نہین ہوا جس پر طعن کرنیوالون نے طعن کیا ہو اور اُسمین ہلاک ہونے والے ہلاک نہوے ہون انتہی۔

فتح القدیر وغیرہ شروح ہدایہ مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ جب بغداد مین داخل ہوے اور وہان کے لوگ امام موصوف پر بسبب مخالفت ظاہری حدیث کے رطب کی بیع تمر سے جائز کہنے مین طعن کرتے تھے پس اہل حدیث نے جمع ہوکر سوال کیا کہ آپ رطب کی بیع تمر سے کس طرح جائز کہتے ہین امام نے فرمایا کہ دو حال سے خالی نہین یا رطب تمر ہے یا تمر نہین ہے اگر تمر ہے تو عقد جائز ہے بدلیل حدیث التمر بالتمر کے اور اگر تمر نہین ہے تو بھی عقد جائز ہے بدلیل آخر حدیث کے اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف ما شئتم پھر اہل حدیث نے وہ حدیث سعد کی پیش کی امام اعظم نے جواب دیا کہ اس حدیث کا مدار زید بن عیاش پر ہے اور زید بن عیاش کی حدیث مقبول نہین تو سب حیران ہوگئے اور اُنسے اس طعن کو اہل حدیث نے پسند کیا یہانتک کہ ابن مبارک نے کہا کہ کسطرح کہا جاتا ہے کہ امام ابو حنیفہ حدیث کو نہین پہچانتے حالانکہ وہ کہتے ہین کہ زید بن عیاش اُن لوگون سے ہے جنکی حدیث مقبول نہین انتہی۔

عقود الجواہر المنیفہ مین باب الربا مین لکھا ہے کہ ابن عبد البر مالکی نے کتاب جامع العلم مین ایک باب اس مضمون مین باندھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا قول جرح و تعدیل مین قبول کیا جاے انتہی۔

افسوس امام بخاری نے محض اُس رنجش کے سبب سے جو آنکو امام ابو حنیفہؒ کے متبعین سے پہونچی تھی بلا سوچے سمجھے امام اعظم پر مرجیہ ہونے کی تہمت لگادی اور اپنے شیخ حضرت عبد اللہ بن مبارک رح کے اس شعر پر جو انھون نے امام ابو حنیفہ کی برائت مین کہا ہے کچھ خیال نہ کیا ؎ رأیت العائبین له سفاها * خلاف الحق مع حجج ضعیفة

اگر خدانخواستہ امام موصوف مین ظاہری یا باطنی کوئی عیب ہوتا تو ابتدا سے آجتک بڑے بڑے مین
اہل باطن اور اولیاء کرام آپکے مذہب کو پسند کر کے آپکی تقلید اپنے اوپر کیون لازم سمجھتے
چنانچہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء دہلوی کتاب راحۃ القلوب مین تحریر
فرماتے ہین کہ حضرت خواجہ سید العابدین زبدۃ العارفین فرید الحق والشرع شکرگنج رحمۃ اللہ
علیہ نے بتاریخ ۱۱ ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ھ ہجری فرمایا کہ ہر چہار مذہب برحق ہین لیکن بالیقین
جاننا چاہیے کہ مذہب امام اعظم کا سب سے فاضل تر ہے اور دوسرے مذہب انکے پس رو ہین
اور امام ابو حنیفہؒ افضل المتقدمین ہین اور الحمد للہ کہ ہم انکے مذہب مین ہین اور مین اس
لائق نہین کہ امام اعظمؒ کا نام زبان پر لاسکون لیکن امام ممدوح کے شاگرد امام محمد شیبانی کا
وہ درجہ تھا کہ جب وہ سوار ہو کر کہین جاتے تھے تو امام شافعیؒ انکی رکاب کے ساتھ پیدل
چلتے تھے پس اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان دونون مذاہب مین کسقدر فرق ہے انتہی ملخصاً۔

پس اگر کسی نے ازراہ تعصب یا کسی ذاتی حسد وعداوت سے امام اعظم کی شان مین
کوئی کلمہ انکے برخلاف کہا تو اسپر درصورتیکہ وہ واقع اور نفس الامر کے مطابق نہو اعتبار کر لینا
سراسر جہالت وضلالت ہے اگر تواریخ و واقعات کو دیکھا جاوے تو ایسا کوئی شخص جو کسی
فن مین کامل ہووے نہین گذرا کہ جسکے کلام مین کسی نے رد وقدح نہ کیا ہو اور اسکی
شان مین کچھ نہ کہا ہو یہانتک کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ جو باتفاق مشائخ طریقت
وعلماے شریعت اولیاء کبار کے سردار ہین اور اہل حق مین سے کسی کو آنکی ولایت اور علو
درجہ مین کلام نہین لیکن ابن جوزی محدث کو دیکھو کہ اسنے باوجود علم وفضل کے کیا کیا
انکی شان مین کہا ہے اور یحیی بن معین جنکے حق مین امام احمد بن حنبل فرماتے ہین کہ جس
حدیث کو یحیی بن معین نہ جانین وہ حدیث ہی نہین ہے خیال کرنا چاہیے کہ انھون نے
امام شافعی کے حق مین کیا کیا نکتہ چینیان کی ہین یہانتک کہ کہا ہے کہ مین شافعی کی حدیث
پسند نہین کرتا اور ایک جگہ کہا ہے کہ مین شافعی اور آنکی حدیث کو نہین پہچانتا اور تذکرۃ الحفاظ
مین لکھا ہے کہ لوگون نے یہ حدیث امام شافعی کے حق مین وضعی بنائی ہے عن انس یکون
فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس اضر علی امتی من ابلیس علاوہ اسکے

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشاجرات ومنازعات ومحاربات کو دیکھنا چاہیے کہ باوجود
افضلیت واکملیت کے کیسے کیسے امور انمین ایک دوسرے کی نسبت وقوع مین آسکے مین او
تاہم ان سب کی بزرگی مسلم مگنان ہے اور وہ سب کے سب نور علی نور ہین شیخ محمد طاہر نے
مغنی اور خاتمہ مجمع البحار مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ عالم عامل عابد ورع تقی علوم شریعت کے
امام تھے تحقیق بعض باتین مثل خلق قرآن وقدر وارجاء وغیرہ کے ایسی آنکی طرف منسوب
کی گئی ہین جو آنکی قدر کے لائق نہین اور وہ صریحًا انسے منزہ ہین چنانچہ آنکی منزہ ہونے پر
آنکے ذکر کا منتشر فی الآفاق ہونا اور آنکے علم سے زمین کے طبق کا پر ہونا اور آنکے مذہب
وخصلت کو لوگون کا قبول کرنا ایک بڑی بھاری دلیل ہے پس اگر خدا کا امام ابو حنیفہ مین پوشیدہ
بھید نہوتا تو نصف یا اسکے قریب اہل اسلام کو آنکی تقلید پر جمع نہ کرتا حالانکہ وہ آجکے دن
تقریبًا ساڑھے چار سو برس تک آنکی فقہ اور رائے کے ساتھ تعبد ہو رہا ہے انتہی۔

ایسے ہی صاحب مشکوۃ نے اسماء الرجال اور ابن اثیر نے جامع الاصول مین تصریح کی ہے
بلکہ جن لوگون نے کسی غرض نفسانی سے آنکے حق مین کلام کیا ہے وہ دنیا ہی مین خدا کی
برکت سے محروم ہوگئے چنانچہ جواہر المنیفہ مین لکھا ہے کہ ہمنے تحقیق دیکھا ہے کہ جن لوگون نے
امام ابو حنیفہ کے حق مین کلام کیا ہے آنکے مذہب مضمحل ہو کر نابود ہوگئے یہانتک کہ کوئی
نہین جانتا حالانکہ مذہب امام ابو حنیفہ کا قیامت تک باقی ہے اور جسقدر پرانا ہوتا ہے نور
وبرکت مین زیادہ ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ شرق سے غرب تک زمین آنکے مذہب سے پُر
ہو رہی ہے اور اکثر آدمی آنکے ہی مذہب پر ہین انتہی۔

شامی شرح در المختار مین شیخ یوسف بن عبد الہادی حنبلی کی کتاب تنویر الصحیفہ سے
منقول ہے کہ خطیب کے کلام پر مغرور نہونا چاہیے کیونکہ وہ ایک جماعت علما مثل امام ابو حنیفہ
وامام احمد اور آنکے اصحاب سے سخت تعصب رکھتا ہے اور کئی وجہ سے آنے آنکے حق مین سخت
وسُست لکھا ہے اسلیے بعضون نے خطیب کے جواب مین السہم المصیب فی کبد الخطیب نام
رسالہ تصنیف کیا ہے اور ابن جوزی نے خطیب کا اتباع کیا ہے چنانچہ ابن جوزی کے بیٹے نے
اپنی تاریخ مرآۃ الزمان مین لکھا ہے کہ خطیب پر چندان تعجب نہین کیونکہ آنے ایک جماعت

علماء پر طعن کیا ہی لیکن نہایت تعجب ابن جوزی پر ہی جو خطیب کے طرز کا پیرو ہوا ہی اور وہ کام کیا ہی جو بہت بڑا اور قبیح ہی کہا کہ امام ابوحنیفہ کے متعصبون مین سے دارقطنی اور ابونعیم ہین چنانچہ ابونعیم نے اپنے حلیہ مین آپکا ذکر تک نہین کیا اور انکا ذکر کیا ہی کہ جو آپ سے علم و زہد مین کمتر تھے اور ترمذی نے بھی ایسا ہی اپنے جامع مین مسلک اختیار کیا ہی خیرات الحسان مین لکھا ہی کہ اگر خطیب کا کہنا صحیح بھی مان لیا جاوے تو بھی وہ غیر معتد بہ ہی کیونکہ یہ دو حال سے خالی نہین یا تو وہ غیر اقران امام سے ہی پس اس صورت مین وہ اس بات کا مقلد ہی جسکو امام صاحب کے کسی دشمن نے لکھا یا کہا یا وہ امام کے اقران مین سے ہی پس اس صورت مین بھی غیر معتد بہ ہی کیونکہ بعض ہمسر کا قول بعض ہمسر کے حق مین غیر مقبول ہی جیسا کہ حافظ ذہبی و حافظ عسقلانی نے اسکی تصریح کی ہی خصوصًا اسوقت کہ جب ظاہر ہو جاوے کہ بسبب عداوت یا تعصب ہی کے ایسا کہا گیا ہی کیونکہ حسد ایک ایسی سخت آفت ہی کہ اس سے بجز اسکے جسکو خدا نے محفوظ رکھا ہی کوئی نہین بچا ذہبی نے کہا ہی کہ شاید ہی کوئی اہل عصر بجز انبیا و صدیقین کے اس بلا سے بچا ہو اور تاج سبکی نے کہا ہی کہ ای مسترشد تجھکو یہ لائق ہی کہ ائمہ ماضیین کے حق مین ادب برتے اور انمین سے بعض کے کلام پر بعض کے حق مین خیال نکرتا وقتیکہ کوئی دلیل واضح ہو پھر اگر تاویل کر سکتا ہی تو حسن ظن کا خیال کر ورنہ اس سے اعراض کر اور حاشا و کلا ان باتون کی طرف ہرگز خیال نکر جو درمیان ابوحنیفہ و سفیان ثوری یا مالک و ابن ابی ذئب یا احمد بن صالح و نسائی یا احمد و حارث محاسبی کے وقوع مین آئی ہین۔ اسی طرح ایک جماعت معاصرین مالک نے انکے حق مین بہت کچھ کلام کیا ہی اور ابن معین نے شافعی کے حق مین بہت کچھ کہا ہی اور ایسے شخص کی نسبت جو انکے اور انکے ہم مشربون کے حق مین کلام کرتا ہی حسن بن ہانی کا یہ شعر صادق آتا ہی ؎ یا ناطح الجبل العالی لیکلمہ اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل اگر سلف نے بعض کے حق مین کلام کیا ہو جیسا کہ صحابہ کے درمیان بھی واقع ہوا ہی تو اس سے کچھ تعجب نہین کیونکہ وہ مجتہد تھے اور اپنے مخالف کے قول سے انکار کرتے تھے خصوصًا ایسے حال مین کہ جبکہ انکے پاس کوئی ایسی دلیل ہوتی تھی جو قول غیر کے خطا ہونے پر دلالت کرتی تھی اور اس سے انکا قصد معلوم

نصرت دینی تھا نہ غرض نفسانی لیکن اُن لوگون پر بڑا تعجب ہی جو اس زمانے مین علمیت کا
دعویٰ کرتے ہین اور ماکول و مشروب و ملبس و بیع و شریٰ اور نکاح وغیرہ عبادات مین
امام اعظم کی تقلید کرتے ہین پھر اُنپر اور اُنکے اصحاب پر طرح طرح کے طعن کرتے ہین پس اُن
لوگون کی مثال ایسی کی ہی جو اسپ راہوار تیز رفتار کی دُم کے نیچے بیٹھی ہو اور وہ اپنی
تیز رفتاری سے دوڑ رہا ہو اور مین بڑا حیران ہون کہ امام اعظم کے حق مین ایسی باتین کیون
لاتے ہین اور جب امام کے مقلد ہین اُنکے حق مین وہ باتین کیون روا نہین رکھتے اور اپنے
امام کی تقلید ادب مین کیون نہین کرتے جبکہ اُنکو بخوبی معلوم ہی کہ اُنکا امام اس امام
اجل کی تکریم و تعظیم مین سر مو تفاوت نکرتا تھا چنانچہ علماے کرام نے تینون ائمہ خصوصاً
امام شافعی کی تعریف و توصیف امام اعظم کی نسبت اپنی اپنی توالیف مین نقل کی ہی الغرض
کامل سے کمال ہی صادر ہوتا ہی اور ناقص سے بجز نقصان کے اور کچھ وقوع مین نہین آتا
اور معترض کے لیے زبان برکت معترض علیہ کافی ہی اعاذنا اللہ من ذلک اور منجملہ اُس
تادب کے جو امام شافعی نے امام ابو حنیفہ کی نسبت کیا ہی ایک یہ ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ مین
امام ابو حنیفہؒ سے برکت چاہتا ہون اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہی تو اُنکی قبر پر جاکر دو رکعت
پڑھکر دعا مانگتا ہون تو میری وہ حاجت روا ہو جاتی ہی اور بعض اُن علما نے جنھون نے
منہاج پر حواشی لکھے ہین ذکر کیا ہی کہ ایک دن امام شافعی نے صبح کی نماز امام ابو حنیفہ کی قبر کے
پاس پڑھی اور اُسمین دعاے قنوت نہ پڑھی لوگون نے اسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ
مین نے تادب صاحب اس قبر سے نہین پڑھی بعض نے یہ لفظ بھی زیادہ کیا ہی کہ آپ نے
اونچی بسم اللہ بھی نہ پڑھی سبحان اللہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ امام شافعی نے امام ابو حنیفہ کی
خاطر فعل مسنون کو کیسے چھوڑا تو اسکا جواب یہ ہی کہ کبھی سنت کو ایسی بات معارض ہو جاتی ہی
کہ عند الضرورت اسکا چھوڑ دینا ترجیح رکھتا ہی چنانچہ جب امام شافعی نے دیکھا کہ امام ابو حنیفہ کے
بہت سے حاسد ہین اور حسد کرنے سے باز نہین آتے تو اُنھون نے اُنکی ناک مین خاک ڈالنے
اور تعلیم جاہل کے لیے ایسا عمدہ کام لینے تادب امام کو دکھایا جو دعاے قنوت اور بسم اللہ کے
اونچے پڑھنے سے افضل ہی انتہیٰ۔

حدیقۂ دوم

دوسری صدی کے فقہاء وعلماء کے حالات میں

ابراہیم بن میمون صائغ مروزی۔ فقیہ فاضل محدث صدوق تھے امام ابو حنیفہؒ اور عطاء سے روایت کرتے تھے اور آپ سے حسان بن ابراہیم نے روایت کی۔ شہر مرو میں ۱۳۱ھ میں ابو مسلم خراسانی نے آپکو شہید کیا۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ جب آپکے مقتول ہونے کی خبر امام ابو حنیفہؒ کو پہونچی تو وہ اسقدر روئے کہ ہمنے گمان کیا کہ وہ روتے روتے مر جاوینگے۔ آپکے مقتول ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ابو مسلم خراسانی سے آپنے کچھ سخت کلامی کی تھی جسپر اسنے آپکو پکڑ لیا یہ خبر سنتے ہی خراسان کے تمام فقہاء وعلماء جمع ہوئے اور آپکو چھڑا لیگئے لیکن آپنے مکرر سہ کرر حاکم مذکور کو بُری باتوں سے سرزنش کی اسپر اسنے آپکو قتل کرا دیا۔ امام بخاری نے معلق اور ابو داؤد و نسائی نے اپنی اپنی صحیح میں آپسے تخریج کی۔ صائغ زرگر کو کہتے ہیں شاید آپ زرگری کا کام کرتے ہونگے جس سے صائغ کہلاتے تھے، ولی پاک باطن آپکی تاریخ وفات ہے۔

مسعر بن کدام ہلالی کوفی۔ ابو سلمہ کنیت تھی۔ طبقہ کبار تبع تابعین سے حافظ احادیث ثقہ فاضل معتمد تھے امام ابو حنیفہؒ وعطاء اور قتادہ سے روایت کرتے تھے اور آپسے سفیان ثوریؒ نے روایت کی آپ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے اور خدا کے درمیان امام ابو حنیفہؒ کو کر دان لیا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بے خوف ہو گیا اور اسکو اپنے لیے احتیاط میں نقصان نہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ جب سفیان ثوری اور شعبہ کسی بات میں اختلاف کرتے تھے تو کہتے تھے کہ آؤ ہم مسعر بن کدام کی طرف چلیں ہمارے فیصلہ کے لیے ترازو ہیں۔ نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ آپ سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ کے جو مجتہد اور استاد المحدثین ہیں استاد ہیں آپکی جلالت اور حفظ واتقان متفق علیہ ہے۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپسے تخریج کی۔ وفات آپکی ۱۵۵ھ یا ۱۵۳ھ میں ہوئی۔ نجم جہان آپکی تاریخ وفات ہے۔

حمزہ بن حبیب زیات قاری کوفی۔ ابو عمارہ آپکی کنیت تھی۔ محدث صدوق صالح پرہیزگار قرّاء سبعہ میں سے ایک قاری تھے ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام ابو حنیفہؒ سے بہت سی روایات کرتے تھے صاحب الفرائد میں لکھا ہے کہ آپ دن کو آدمیوں اور رات کو جن پڑھایا کرتے تھے۔ وفات

سنہ ۱۵۰ یا سنہ ۱۵۱ ہجری مین۔ امام مسلم وغیرہ نے آپسے تخریج کی محبوب زمان آپکی تاریخ وفات ہی۔

زفر بن ہذیل بن قیس بن سلیم العنبری البصری۔ آپکا والد ماجد اصفہان کا رہنے والا تھا آپ سنہ ۱۱۰ ہجری مین پیدا ہوے امام ابوحنیفہ کے اُن دس اصحاب مین سے تھے جنھون نے امام کو کتب فقہ کی تدوین مین مدد دی۔ امام ابوحنیفہ آپکی بڑی عزت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہمارے اصحاب مین سے یہ اقیس ہین حسن بن زیاد کہتے ہین کہ آپ امام کی مجلس مین سب سے مقدم بیٹھا کرتے تھے سلیمان عطار سے روایت ہی کہ آپ نے اپنے نکاح کی تقریب پر امام ابوحنیفہ کو بلایا اور امام کو خطبہ پڑھنے کے لیے کہا امام نے خطبہ مین فرمایا۔ ہذا زفر امام من ائمۃ المسلمین وعلم من اعلامہم فی شرفہ وحسبہ ونسبہ۔ حماد بن امام ابوحنیفہ کہتے ہین کہ امام ابوحنیفہ کے اصحاب مین بعد امام ابویوسف کے ان جیسا اور کوئی فقیہ نہ تھا۔ داؤد طائی سے روایت ہی کہ ابویوسف اور زفر اکثر فقہ مین مناظرہ کیا کرتے تھے مگر زفر جید اللسان تھے اسلیے ابویوسف لبا اوقات مناظرہ مین مضطرب ہوجاتے تھے جس سے زفر انکو کہتے کہ آپ کہان بھاگتے ہین یہ دروازے کھلے ہین جسکو چاہو اختیار کرو۔ شداد کہتے ہین کہ مین نے اسد بن عمرو سے پوچھا کہ ابویوسف افقہ ہین یا زفر انھون نے جواب دیا کہ زفر اورع ہین مین نے کہا میرا سوال فقاہت سے ہی انھون نے فرمایا کہ آدمی ورع ہی سے بزرگ ہوتا ہی۔ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہی کہ مین نے زفر کو یہ کہتے سنا ہی کہ حدیث کے ہوتے ہم قیاس پر ہرگز کاربند نہین ہوتے اور جب حدیث ملجاے تو قیاس کو چھوڑ دیتے ہین حسن بن زیاد کا قول ہی کہ زفر اور داؤد آپس مین بھائی بنے ہوے تھے پس داؤد نے تو فقہ کو چھوڑکر عبادت اختیار کرلی اور زفر نے دونون کو جمع کیا یحییٰ بن اکثم کہتے ہین کہ مین نے وکیع کو اخیر عمر مین دیکھا کہ وہ صبح کو زفر اور شام کو ابویوسف کے پاس آتے تھے مگر پھر انھون نے ابویوسف کے پاس جانا چھوڑ دیا اور دونون وقت زفر کے پاس آنا شروع کیا۔ محمد بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہی کہ زفر کو قضا کے لیے کہا گیا تھا مگر انھون نے اسکے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہین چھپ رہے جب آپکا مکان گرادیا گیا تو اسوقت آپ نکلے اور اپنے مکان کو درست کرایا پھر آپکو قضا کے لیے کہا گیا اور دوبارہ آپکا مکان گرادیا گیا مگر پھر بھی آپ نے قضا کو ہرگز قبول نہ کیا۔ آپ امام ابوحنیفہ کے اصحاب حدیث مین سے تھے۔ کہتے ہین کہ

امام ابو حنیفہ کی شاگردی سے پہلے ایک دفعہ آپ کو اور آپکے یاروں کو کوئی مسئلہ پیش آیا جسکے استکشاف کے لیے آپ امام ابو حنیفہ کے پاس گئے اور جواب باصواب پاکر امام موصوف سے پوچھا کہ تمنے یہ جواب کہاں سے دیا ہے امام نے فرمایا کہ فلاں حدیث اور اس قیاس سے پھر امام نے زفر سے اُس جواب کے متعلق چند سوال کیے جنکے جواب سے یہ بالکل نابلد تھے اسلیے امام نے اُنکی بھی توضیح کردی پس زفر نے اپنے اصحاب کے پاس آکر بطور امتحان کے وہ سوالات پوچھے وہ زفر سے بھی زیادہ تر نابلد تھے اسلیے زفر نے جو امام ابو حنیفہ سے سنا تھا بعینہٖ با دلیل اُنکے سامنے پیش کیا بعد ازاں آپ نے امام ابو حنیفہ کی خدمت میں آکر اُنکی صحبت اختیار کی یہانتک کہ اپنے زمانہ کے افقہ ہوے۔ ابو نعیم نے کہا ہے کہ زفر ثقہ ماموں ہیں بصرہ میں اپنے بھائی کا ورثہ لینے آئے مگر لوگوں نے آپکو یہاں سے واپس جانے نہ دیا اسلیے بصرہ ہی میں آپ ۱۵۸ھ ہجری میں فوت ہوے۔ دمیاطی نے تعالیق الانوار علی الدر المختار میں لکھا ہے کہ آپ بصرہ کی دار القضاء کے متولی بھی رہے ہیں۔ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ معافا بن زکریا نے کتاب جلیس الانیس میں عبد الرحمن بن مغرہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ میں نے رات کو شراب پی تھی مجکو احتمال ہے کہ شاید میں نے نشہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دی ہو امام نے فرمایا کہ جبتک تجکو عورت کی طلاق کا یقین نہو تب تک عورت تیری ہی ہے اور مطلقہ نہیں ہوئی پھر اس شخص نے سفیان ثوری سے جاکر پوچھا اُنھوں نے کہا کہ تو اپنی عورت سے رجوع کر لے پس اگر تو نے اُسکو طلاق دی ہوگی تو اس رجوع سے طلاق کی تلافی ہو جائیگی ورنہ اس رجوع سے کچھ مضائقہ نہیں پھر اسنے شریک بن عبد اللہ سے جاکر پوچھا اُنھوں نے یہ کہا کہ تو پہلے اپنی عورت کو طلاق دے دے اور پھر اُس سے رجوع کر لے۔ ان تینوں کے بعد یہ شخص زفر کے پاس آیا اور سوال مذاکرہ کیا آپنے فرمایا کہ تو نے میرے سوا کسی اور سے بھی یہ مسئلہ پوچھا ہے اُسنے کہا کہ امام ابو حنیفہ سے فرمایا کہ پھر اُنھوں نے کیا جواب دیا اُسنے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ جبتک تجکو اپنی عورت کی طلاق کا یقین نہو تبتک وہ عورت تیری ہی ہے آپ نے فرمایا کہ امام نے ٹھیک فرمایا ہے پھر کہا کہ کسی اور سے بھی پوچھا ہے اُسنے کہا کہ سفیان ثوری سے آپ نے کہا کہ اُنھوں نے کیا جواب دیا کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ تو عورت سے رجوع کر لے کیونکہ اگر طلاق دی ہوگی تو اس سے طلاق کی تلافی ہو جائیگی۔

نہین تو اس رجعت سے کچھ ہرج نہین آپ نے کہا کہ یہ جواب اچھا نہین پھر پوچھا کہ کیا کسی اور سے
بھی پوچھا ہے اُنسے کہا کہ شریک سے۔ فرمایا کہ اُنھون نے کیا جواب دیا کہا کہ وہ کہتے ہین کہ پہلے اپنی
عورت کو طلاق دے اور پھر اُس سے رجوع کرے۔ آپ یہ جواب سنکر بڑے ہنسے اور کہا کہ اس
مسئلہ کی مثال اسطرح پر ہے کہ ایک شخص پانی کی بدررو کے پاس سے گذرا اور اُسکے کپڑون پر
چھینٹین پڑنے کا احتمال ہوا پس امام ابو حنیفہ نے تو کہا کہ جبتک چھینٹین پڑنے کا یقین نہو کپڑے
پاک ہین اور سفیان نے کہا کہ اُنکو دھو ڈالنا چاہیے اگر پلید تھے تو دھونے سے پاک ہو جاینگے
ورنہ زیادہ تر پاک ہو جاوینگے اور شریک نے کہا کہ پہلے اُسپر پیشاب کر پھر اُسکو دھو ڈال۔ بعد
اس مثال کے صاحب کتاب مذکور زفر کی تعریف کرتے ہین کہ اُنھون نے تینون ائمہ کے
فتوی مین کیسی عمدہ مثال دیکر تفصیل کی۔ اصحاب وانا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

داؤد طائی

داؤد بن نصیر الطائی کوفی۔ کنیت آپکی ابو سلیمان تھی۔ محدث ثقہ۔ زاہد۔ اعلم افضل
و اورع زمانہ تھے ضروری علوم حاصل کرکے امام اعمش اور ابن ابی لیلی سے حدیث کو سنا اور
بہت سی احادیث انسے کتابت کین پھر امام ابو حنیفہ کی صحبت مین داخل ہوے اور بیس
برس تک اُنکی شاگردی مین صرف کرکے فقہ کو اخذ کیا اور اس درجہ کو فائز ہوے کہ امام
موصوف کے اصحاب مین سے کسی کو آپ پر تقدم کا رتبہ حاصل نہ تھا یہانتک کہ جب صاحبین کو
کسی مسئلہ مین باہم اختلاف ہوتا تو وہ آپکو اپنا منصف مقرر کرتے۔ آپ کا دستور تھا کہ جب
صاحبین آپکے پاس تشریف لاتے تو آپ امام محمد کی طرف منہ اور امام ابو یوسف کی طرف
پیٹھ کر لیتے اور فرماتے کہ ہمارے اوستاد نے تازیانے کھا کھا کر اپنے آپ کو پاک کر لیا مگر قضا کو
قبول نہ کیا اور امام ابو یوسف نے اُنکا خلاف کرکے قضا کو اپنی عزت و افتخار کا باعث سمجھا
پس جو شخص اپنے اوستاد کے طریقہ کی مخالفت کرے مین اُس سے بات تک کرنی نہین چاہتا
چنانچہ ایسا ہی کرتے کہ اگر قول امام محمد کا درست تر ہوتا تو فرماتے کہ امام محمد کا قول ٹھیک ہے
اور اگر امام ابو یوسف کا قول ٹھیک ہوتا تو اسطرح پر فرماتے کہ اُنکا قول درست ہے اور نام اُنکا
ہرگز زبان پر نہ لاتے۔ آپ سے ابن عیینہ نے روایت کی اور یحیی بن معین وغیرہ محدثین نے
آپکی ثقاہت کی شہادت دی اور صاحب صحیح نسائی نے آپسے تخریج کی شامی مین لکھا ہے کہ

محارب بن دثار کہتے ہین کہ اگر آپ امم ماضیہ مین ہوتے تو خدا تعالیٰ ضرور ہمکو قرآن مین آپکی خبر دیتا۔ آپ دنیا سے تو پہلے ہی دل برداشتہ اور خلائق سے متنفر رہتے تھے مگر ایک دن کسی مغنی سے یہ شعر سن بیٹھے ؎ بای خدّ یک تبدّی البلا + وای عینیک اذا سالا جس سے آپ پر ایک حالت عظیم گذری اور نہایت بیقراری مین امام اعظم کے درس مین آئے امام نے آپ سے بیقراری اور سراسیمگی کا سبب پوچھا آپ نے سب حقیقت حال بیان کردی امام نے فرمایا کہ آپ لوگون سے منہ پھیر لین چنانچہ آپ دنیا کو چھوڑ کر ایک گوشہ مین جا بیٹھے جب کچھ مدت ہوئی تو ایک دن امام اعظم آپ پاس تشریف لیگئے اور فرمایا کہ یہ کام کی بات نہین ہے جو آپ نے کی ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ آپ ائمہ کے درمیان بیٹھین اور انکی گفتگو سنین اور منہ سے کچھ نہ کہین آپ نے ایک برس تک ایسا ہی کیا اور کہا کہ اس ایک سالہ صبر نے تیس برس کا کام کیا ہے پھر حبیب راعی کی خدمت مین حاضر ہوے اور اُنسے کشایش حال پائی اور یہانتک ریاضت مین قدم رکھا کہ روٹی پانی مین بھگو دیتے جب وہ گھل جاتی تو اسے شربت کی طرح پی لیتے اور فرماتے کہ جبتک مین روٹی کو لقمہ بہ لقمہ کھاؤن اُتنے عرصہ مین پچاس آیات قرآن کی پڑھی جاتی ہین پس مین روٹی کھانے مین کیون اپنی اوقات ضائع کرون۔ آپ کو اپنے باپ کے ورثہ سے کچھ روپیہ ملا تھا پس آپ اسی مین سے تھوڑا تھوڑا اپنے خرچ مین لاتے اور دعا کرتے تھے کہ الٰہی جب یہ روپیہ تمام ہو جائے تو میری جان لے لیجو۔ کہتے ہین کہ جب آپکے پاس دس درم باقی رہگئے تھے تو امام ابو یوسف نے آپکی والدہ سے پوچھا کہ آپ کس قدر روز خرچ کرتی ہین اُنہنے کہا کہ ایک دانگ پس امام نے اُس سب کا حساب کر لیا اور جس روز وہ روپیہ تمام ہوا تو آپنے بعد نماز فجر کے اپنے یارون سے فرمایا کہ داؤد کی خبر لاؤ۔ ایک آدمی گیا اور یہ خبر لایا کہ وہ آج صبح کو فوت ہوگئے۔ وفات آپکی سنہ ۱۶۰ھ اور بقول بعض ۱۶۵ھ مین وقوع مین آئی۔ حبیب عالم آپکی تاریخ وفات ہے۔

اسرائیل بن یونس بن اسحاق کوفی۔ کنیت آپکی ابو یوسف تھی اور عالم فاضل محدث ثقہ فقیہ کامل تھے سنہ ۱۰۰ھ مین شہر کوفہ مین پیدا ہوے امام اعظم و امام ابو یوسف سے حدیث کو سنا اور فقہ حاصل کی اور آپ سے وکیع اور ابن مہدی نے روایت کی۔ امام احمد بن

حنبل اور یحییٰ بن معین نے آپکی ثقاہت کی شہادت دی۔ امام بخاری و مسلم نے آپ سے تخریج کی اور [illegible] ہجری میں آپ فوت ہوئے۔ سال وفات آپ کا لفظ حمید زمان ہے۔

مندل بن علی عنزی کوفی۔ کنیت آپکی ابو عبد اللہ تھی بقول بعض آپ کا نام عمرو اور مندل لقب تھا آپ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے فقیہ فاضل محدث صدوق طبقہ کبار تبع تابعین میں سے تھے۔ معاذ نے کہا ہے کہ میں نے کوفہ میں داخل ہو کر کسی کو آپ سے زیادہ اورع نہیں دیکھا۔ آپ ۱۰۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور اعمش و ہشام سے روایت کی اور حدیث میں اپنے بھائی حبان بن علی سے اقویٰ تھے اور کوفہ میں ۱۶۸ھ یا ۱۶۷ھ میں فوت ہوئے۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی۔ آپ کے بھائی ابو علی حبان بن علی بھی فقیہ فاضل اور صاحب حدیث تھے جو ساٹھ سال کی عمر میں ۱۷۱ھ ہجری میں فوت ہوئے اور ابن ماجہ نے انسے تخریج کی۔ امام پاک باطن اور امام ہمام آپ کی تاریخ وفات ہیں۔

عمرو بن میمون بن بحر بن سعد رماح بلخی۔ ابو علی کنیت تھی۔ محدث ثقہ فقیہ عالم صاحب علم و فہم اور صلاح تھے بغداد میں آکر امام ابو حنیفہ کی صحبت میں داخل ہو کر انسے فقہ اخذ کی۔ مدت تک قاضی رہے اور قضا کی حالت میں آپ کا سیرہ قابل تحسین رہا۔ اخیر عمر میں نابینا ہو کر ۱۷۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ ترمذی نے آپ سے تخریج کی۔ کوہ علم آپکی تاریخ وفات ہے۔

زہیر بن معاویہ بن خدیج کوفی ۱۰۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فقیہ فاضل تھے اور کنیت ابو خیثمہ رکھتے تھے حدیث کو امام اعمش اور انکے طبقہ سے سنا اور آپ سے یحییٰ بن قطان نے روایت کی۔ سفیان ثوری کہتے ہیں کہ آپکے زمانے میں آپ جیسا کوفہ میں اور کوئی نہ تھا۔ یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین نے آپ کی توثیق کی اور ۱۷۳ھ یا ۱۷۴ھ میں آپ فوت ہوئے۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ زیب مسند آپکی تاریخ وفات ہے۔

نوح بن ابی مریم ابو عصمہ مروزی الشہیر بالجامع۔ فقہ امام ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ سے اخذ کی اور حدیث کو حجاج بن ارطاۃ اور زہری و مقاتل سے سنا اور تفسیر کو کلبی وغیرہ اور مغازی کو محمد بن اسحٰق سے اخذ کیا۔ جامع آپ کو اسلیے کہتے تھے کہ آپ جامع علوم تھے

اور آپکی چار مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک حدیث و آثار۔ دوم اقاویل امام ابو حنیفہ سوم نحو چہارم اشعار و ادب۔ بعض کہتے ہیں کہ جامع آپکو اسلیے کہتے تھے کہ آپ نے سب سے پہلے امام ابو حنیفہ کی فقہ کو جمع کرنا شروع کیا۔ اگرچہ آپ فقیہ جلیل القدر تھے مگر محدثین کے نزدیک حدیث میں آپ مجروح ہیں یہانتک کہ آپ کو وضاع کہا گیا ہے اور بہت سی احادیث فضائل قرآن میں آپ نے وضع کیں اور جب آپ سے اسکا باعث پوچھا گیا تو آپنے بیان کیا کہ میں نے اسلیے فضائل قرآن میں حدیثیں وضع کی ہیں کہ بہت لوگ قرآن کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کی فقہ اور ابن اسحٰق کی مغازی میں مشغول ہو گئے ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپنے سوا صدق کے سب چیز کو جمع کیا مدت تک مرو کی قضا پر مقرر رہے اور اہل مرو اور عراقیوں نے آپ سے استفادہ کیا اور ابن ماجہ نے تفسیر میں آپ سے تخریج کی۔ وفات آپکی ۱۷۳ھ ہجری میں ہوئی۔

لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن فہمی جنکی ابو الحارث کنیت تھی۔ فقہ و حدیث میں امام اہل مصر ثقہ سری تھے اصل میں اصفہان کے باشندہ اور قیس بن رفاعہ مولی عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر فہمی کے مولی تھے آپ کا قول ہے کہ میں نے محمد بن شہاب زہری کے علم سے علم کثیر لکھا۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ آپ امام مالک سے افقہ تھے مگر اصحاب آپکے ساتھ قائم نہ ہوئے۔ آپ عطا اور ابن ابی ملیکہ اور نافع ابن عمر سے روایت کرتے تھے اور آپ سے شعیب اور ابن مبارک نے روایت کی۔ بڑے سخی و کریم تھے یہانتک کہ سال بھر میں آپ کو پانچ ہزار دینار کی آمدنی تھی مگر زکوٰۃ آپ پر واجب نہ ہوتی تھی کیونکہ آپ کا دستور تھا کہ ہر روز آپ جبتک تین سو ساٹھ مساکین کو کھانا نہ کھلا لیتے تھے تو آپ روٹی نہیں کھاتے تھے۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ میں نے بعض مجامیع میں لکھا دیکھا ہے کہ آپ حنفی المذہب تھے اور مصر کی قضا آپکو تفویض تھی۔ امام مالک نے آپکو چینی کا ایک پیالہ کھجوروں کا بھرا ہوا بھیجا آپنے اسکے عوض میں اُسکو سونے سے بھر کر امام مالک کے پاس بھیج دیا آپ اپنے یاروں کے لیے فالودہ بنایا کرتے تھے اور اُسمیں دینار رکھکر انکو بانٹنے کے لیے بھیجدیا کرتے تھے۔ منصور بن عمار کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آیا اور آپ نے مجکو ہزار دینار عطا کرکے فرمایا کہ جو حکمت خدا نے تمکو دی ہے وہ اسکے ذریعے سے محفوظ رکھو۔ یحییٰ بن بکیر کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ کوئی اکمل نہیں دیکھا۔ آپ فقیہ النفس حافظ حدیث و شعر صحیح اللسان

لیث بن سعد

۱۷۵ھ

میں مذاکرہ۔ قرآن و نحو کو اچھی طرح جانتے تھے ذہبی نے عبر میں لکھا ہے کہ مصر کا نائب اور قاضی آپ کے ماتحت تھے جب ان میں سے کسی کی نسبت آپ کو شک ہوتا تو آپ کی تحریر سے وہ معزول ہو جاتا تھا۔ ہرچند منصور نے آپ کو مصر کا حاکم بنانا چاہا مگر آپ نے منظور نہ کیا۔ بیس سال کی عمر میں آپ نے حج کیا۔ ولادت آپ کی سنہ ۹۴ ہجری میں ہوئی اور ۱۵ شعبان سنہ ۱۷۵ ہجری کو جمعرات یا جمعہ کے روز وفات پائی اور مصر میں قرافہ صغریٰ میں مدفون ہوئے۔ قبر آپ کی زیارت گاہ عام ہے آپ کے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جب ہم نے آپ کو دفن کیا تو ہاتف کی آواز سنائی دی ذہب اللیث فلا لیث لکم و مضی العلم قریبا و قبر ہم نے دیکھا تو کہنے والا کوئی نظر نہ آیا۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے عالم زمان تاریخ وفات ہے۔

قاسم بن معن بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود الصحابی الہذلی کوفی: کنیت آپ کی ابو عبداللہ تھی۔ آپ حدیث میں ثقہ فاضل اور فقہ و عربیت و لغت و شعر میں امام کامل اور سخا و مروت و زہد میں بے نظیر تھے اور امام ابو حنیفہ کے ان اصحاب میں سے تھے جن کے حق میں امام موصوف انتم مسار قلبی و جلاء حزنی کے کلمات فرمایا کرتے تھے۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپ ثقہ صدوق اور مکثر الروایت تھے حدیث کو اعمش و عاصم بن احول و عبدالملک بن عمیر و منصور بن معتمر و طلحہ بن یحییٰ و داؤد بن ابی ہند و محمد بن عمرو بن علقمہ و ہشام بن عروہ اور یحییٰ بن سعید وغیرہم سے روایت کیا اور آپ سے ابن مہدی اور علی بن نصر جہضمی کبیر و عبداللہ بن ولید عدنی و ابو غسان نہدی و ابو نعیم بن دکین اور اصحاب سنن نے روایت کی اور لیث بن مظفر نے نحو و لغت آپ سے پڑھی۔ بعد شریک بن عبداللہ کے آپ کوفہ کے قاضی بنائے گئے اور بسبب تقویٰ کے بغیر تنخواہ کے قضا کا کام انجام دیتے رہے۔ لغت میں کتاب النوادر وغیرہ تصنیف کیں اور نیز نحو میں کئی ایک کتابیں لکھیں۔ اور سنہ ۱۷۵ھ میں وفات پائی "کان مستندا" تاریخ وفات ہے۔

حماد بن امام ابو حنیفہ۔ آپ کی کنیت ابو اسمٰعیل تھی اور آپ صالح زاہد و عابد و پرہیزگار تھے حدیث و فقہ کو اپنے والد ماجد سے سنا اور اخذ کیا بلکہ فقہ میں یہاں تک کمال مہارت پیدا کر لی تھی کہ اپنے والد ماجد ہی کے زمانہ میں فتویٰ دیا کرتے اور امام ابو یوسف و امام محمد و زفر و حسن بن زیاد وغیرہم کے طبقہ میں سے تھے اور متقدمین کتب فقہ میں آپ کے مسائل مذکور ہیں۔ جب امام

ابو حنیفہ فوت ہوئے تو آپ کے قبضہ مین سونے چاندی کے بہت سے ودائع و امانتین ترکہ مین آئین جنکے مالک مفقود تھے آپ نے اُن سب کو قاضی کے پاس لیجا کر سپرد کر دیا ہرچند قاضی نے بہت دفعہ کہا کہ آپ بڑے امین ہین اپنے ہی پاس رہنے دین مگر آپ نے ایک نہ مانی۔ آپ سے آپ کے بیٹے اسمٰعیل نے تفقہ کیا اور ابن عدی نے آپ کو حافظہ کی رُو سے ضعیف قرار دیا۔ بعد وفات قاسم بن معن کے آپ کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے اور ماہ ذیقعد ۱۷۶ ہجری مین انتقال فرمایا۔ مطلب دنیا آپکی تاریخ وفات ہے۔

شریک بن عبداللہ کوفی۔ کنیت آپکی ابو عبداللہ تھی اور اُن علمائے کرام مین سے تھے جنہون نے امام ابو حنیفہ کی صحبت اختیار کی اور اُنسے روایت کی امام موصوف آپکو کثیر العقل سے موصوف کیا کرتے تھے آپ نے امام اعمش اور ابن شیبہ سے بھی حدیث کو سنا اور آپ سے عبداللہ بن مبارک اور یحییٰ بن سعید نے روایت کی۔ تقریب التہذیب مین لکھا ہے کہ آپ پہلے شہر واسط کے قاضی تھے پھر کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے آپ عادل و فاضل و عابد و صدوق و اہل ہوا و بدعت پر بڑے سخت گیر تھے جب کوفہ کی قضا کے متولی ہوئے تو آپ کا حافظہ متغیر ہو گیا اور اکثر خطا کرنے لگے۔ وفات آپ کی ۱۷۷ ہجری مین ہوئی اور امام مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن مین آپ سے تخریج کی۔ کوہ علوم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عافیت بن یزید بن قیس اودی کوفی امام ابو حنیفہ کے اصحاب مین سے ایک بڑے فقیہ دانا اور محدث صدوق تھے یہانتک کہ امام موصوف آپ کے وجود سے بڑے نازان تھے اور آپ کی تعظیم و تکریم مین بڑا مبالغہ کیا کرتے تھے اور جبتک آپ سے مشورہ نہ لیتے کوئی بات اپنی کتابون مین ملحق نہ کرتے اور اپنے اصحاب سے فرماتے کہ جبتک عافیت بن یزید نہ آئین تم کسی مسئلہ مین جلدی نہ کرو اور جب آپ آتے اور اپنی رائے کو اُنسے متفق کرتے تو امام موصوف اپنے اصحاب کو حکم دیتے کہ اب اس مسئلہ کو لکھ لو۔ آپنے امام اعمش اور ہشام بن عروہ سے بھی حدیث کی روایت کی۔ مدت تک کوفہ مین قاضی مقرر رہے اور ۱۸۰ ہجری مین وفات پائی نسائی نے آپ سے تخریج کی۔ امام زمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبدالکریم بن محمد جرجانی۔ فقیہ جید محدث مقبول تھے مدت تک قضا کا کام نہایت

اور روایت امام ابو حنیفہ سے کی اور سنہ ۱۸۰ ہجری میں وفات پائی۔ ترمذی نے آپ سے تخریج کی۔ "کوکب اسلام" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن عتبہ انصاری صحابی کوفہ میں عہد ہشام بن عبد الملک میں ۱۱۳ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو یوسف کنیت تھی امام اجل فقیہ اکمل عالم ماہر فاضل متبحر حافظ سنن صاحب حدیث ثقہ مجتہد فی المذہب اور امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سب سے متقدم تھے۔ آپ ہی نے پہلے پہل امام ابو حنیفہ کے مذہب پر کتابیں لکھیں اور مسائل کو املا و نشر کیا اور ان کے مذہب کو اقطار عالم میں پھیلایا آپ ہی سب سے پہلے قاضی القضاۃ اور افقہ العلماء و سید العلماء کے لقب سے ملقب ہوئے اور آپ ہی اس ہیئت کا لباس علما کا جو آجکل مروج ہے ایجاد کیا۔ طلحہ بن محمد کہتے ہیں کہ آپ مشہور الامر ظاہر الفضل اپنے زمانے کے افقہ تھے کوئی آپ کے زمانہ میں آپ سے متقدم نہ تھا اور علم و حکم و ریاست و قدر میں نہایت سرآمد تھے۔ حدیث کو امام ابو حنیفہ و ابا اسحاق شیبانی و سلیمان تیمی و یحییٰ بن سعد و سلیمان اعمش و ہشام بن عروہ و عبید اللہ بن عمر عمری و عطاء بن سائب و محمد بن اسحٰق بن یسار و لیث بن سعد وغیرہم سے سماعت کیا اور فقہ کو پہلے ابن لیلیٰ پھر امام ابو حنیفہ سے اخذ کیا۔ آپ سے امام محمد بن حسن شیبانی اور بشر بن ولید کندی اور امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین و احمد بن منیع و علی بن جعد وغیرہ نے روایت کی۔ امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی نے آپ کی ثقاہت نقل فی الحدیث میں کچھ اختلاف نہیں کیا۔ ایک امام مزنی نے کہا ہے کہ حدیث میں آپ کی متابعت سب سے اولیٰ ہے۔ آپ کے تلامذہ میں سے محمد بن سماعہ و معلی بن منصور۔ بشر بن ولید کندی۔ بشر بن غیاث مریسی۔ خلف بن ایوب۔ عصام بن یوسف۔ ہشام بن عبد اللہ۔ حسن بن ابی مالک۔ ابو علی رازی۔ بلال رازی۔ علی بن جعد وغیرہم ہیں۔ آپ کا قول ہے کہ میں امام ابو حنیفہ کی خدمت میں ۲۹ سال جاتا رہا اور میری صبح کی نماز فوت نہیں ہوئی۔ آپ بغداد میں ساکن ہوئے اور وہاں کی قضا خلفائے ثلثہ یعنی مہدی اور اسکے بیٹے ہادی اور ہارون رشید کے زمانے میں آپ کے سپرد ہوئی۔ ہارون رشید آپ کی بڑی عزت و توقیر کرتا تھا۔ ابن عبد البر نے کتاب الانتقاء فی فضائل ثلثۃ الفقہاء میں لکھا ہے کہ ابو یوسف

حافظ احادیث تھے اور محدث کے پاس جاکر اور بیٹھکر احادیث سنکر یاد کرکے لوگونکو املا کراتے تھے کہتے ہین کہ امام یوسف کو چالیس ہزار احادیث موضوعہ یاد تھین پس یہان سے قیاس کرنا چاہیے کہ احادیث صحیحہ کسقدر یاد ہونگی۔ عمار بن ابی مالک کہتے ہین کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں آپ جیسا کوئی نہ تھا۔ ہلال بن یحیی کہتے ہین کہ آپ تفسیر و مغازی اور ایام عرب کے حافظ تھے اور اجل علوم آپکا فقہ تھی۔ آپکا قول ہے کہ اعمش نے ایک مسئلہ مجھسے پوچھا مین نے اُسکا جواب دیدیا اُسپر اُنھون نے مجھسے استفسار کیا کہ یہ مسئلہ تمنے کہان سے نکالا مین نے کہا کہ اُس فلان حدیث سے جو تمنے میرے آگے بیان کی تھی اُنھون نے کہا کہ وہ حدیث تو مجکو اُسوقت سے یاد ہے کہ ابھی تمہارے والدین مجتمع نہوے تھے مگر اُسکا مطلب اب معلوم ہوا۔ کہتے ہین کہ جب آپ کلام کرتے تو لوگ آپکے دقیق کلام سے متحیر ہوجاتے تھے۔ امام ابو حنیفہ نے آپکے حق مین کہا ہے کہ آپ داناترین۔ حماد بن امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ایک دن امام ابو حنیفہ بایدن مین بیٹھے تھے جنکے دائین امام ابو یوسف اور بائین امام زفر بیٹھے ہوے ایک مسئلہ مین بحث کررہے تھے جو امام ابو یوسف کہتے اُسپر امام زفر اور جو امام زفر کہتے اُسپر امام ابو یوسف نقض کرتے تھے کہ اتنے مین بانگ نماز ہوئی اُسوقت امام ابو حنیفہ نے امام زفر کے زانو پر ہاتھ مارکر اور امام ابو یوسف کی راے کو ترجیح دیکر فرمایا کہ تم اُس شہر کی ریاست کی طمع نکرو جسکے ابو یوسف حاکم ہون۔ کہتے ہین کہ ایک دن آپکا ماموں ابو طالب نامے ابو حنیفہ کے حلقہ مین آیا کیا دیکھتا ہے کہ امام ابو یوسف مذاکرہ مین اونچے بول رہے ہین یہ چپکا کھڑا رہا امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ آپ کیون کھڑے ہین آگے آئیے اُسنے کہا کہ مین مذاکرہ مین ابو یوسف کی بلند آواز سے تعجب کررہا ہون کہ آج تین روز سے انھون نے اور اُنکے عیال و اطفال نے کچھ نہین کھایا۔ ایکدفعہ خلیفہ ہارون اور ایک یہودی کا مقدمہ آپکے پاس آیا اور یہودی خلیفہ سے ذرا پیچھے ہٹکر آپکے سامنے بیٹھا آپ نے اُسکو فرمایا کہ ورے آکر خلیفہ کے برابر بیٹھ عدالت مین کسی کو تقدم نہین یہان شاہ و گدا برابر ہین۔ آپ نے کتاب الخراج کتاب الامالی۔ کتاب النوادر تصنیف فرمائین۔ وفات آپکی بغداد مین بحالت عہدہ قضا پنجشنبہ کے روز وقت ظہر ۵ ماہ ربیع الآخر ۱۸۲ھ یا ۱۹۲ھ ہجری کو واقع ہوئی۔ تاریخ خلکان مین لکھا ہے کہ جب موت آپ کو

حاضر ہوئی تو آپ نے مناجات کی الٰہی تو جانتا ہی کہ مین نے ہر ایک حادثہ و واقعہ مین تیری کتاب مین نظر کی اگر اسمین اسکا جواب نہین پایا تو تیرے پیغمبر کی حدیث مین غور کی ہی اگر اسمین بھی نہین پایا تو حضرت کے صحابہ کے اقوال و افعال کو دیکھا ہی اگر انمین بھی جواب نہین ملا تو مین نے اپنے اور تیرے درمیان امام ابو حنیفہ کو پل گردانا ہی اور تو جانتا ہی کہ کسی قوی یا ضعیف کا مخاصمہ میرے پاس نہین آیا کہ جسمین مین نے عدالت و برابری نہ کی ہو اور میرا دل قوی کی طرف مائل نہین ہوا اگر ایسا ہوا ہو تو مجھے بخش دے۔ کہتے ہین کہ آپ کے دشمنون مین سے ایک شخص کو آپ کی وفات کے دوسرے روز نہایت غمگین پایا گیا لوگون نے اسکا سبب پوچھا آسنے کہا کہ مین نے کل رات خواب مین امام ابو یوسف کو بڑی زینت و تجمل کے ساتھ خلد برین مین دیکھا ہی جب مین نے دربانون سے پوچھا کہ انھون نے ایسا کون سا کام کیا ہی کہ جس سے یہ اس درجہ کے مستحق ہوے ہین تو یہ جواب ملا کہ بسبب اُس صبر و تحمل کے جو مشقت تعلم علم مین آپ اُٹھاتے تھے آپ کو یہ درجہ حاصل ہوا ہی۔ روایت ہی کہ آپ کی وفات کے روز شیخ معروف کرخی نے ایک آدمی آپ کے گھر مین آپ کے جنازہ کی خبر لانے کے لیے بھیجا جب وہ آپ کے گھر مین پہونچا تو وہان ایک شور عظیم برپا تھا اور جنازہ لیگئے ہوے تھے اسلیے وہ جلدی واپس نہو سکا اور نماز جنازہ ادا کر لیگئی جب شیخ کو خبر پہونچی تو اُنھون نے نہایت افسوس کیا اسپر لوگون نے کہا کہ کیا آپ اُس شخص کے جنازے کی نماز کے فوت ہونے سے افسوس کرتے ہین جو بادشاہ کے اصحاب مین سے تھا اور دنیا کی طرف رغبت کر کے قاضی بنا تھا شیخ نے فرمایا کہ مین نے رات کو خواب مین دیکھا ہی کہ بہشت کے دروازے کھلے ہوے ہین اور اُسکے اندر ایک نہایت عمدہ بارگاہ آراستہ ہی اور حور ین و غلمان منتظر کھڑے ہین مین نے پوچھا کہ یہ مکان کس کے لیے آراستہ ہوا ہی اُنھون نے کہا کہ کل امام ابو یوسف قاضی اس جگہ آئینگے مین نے اُنسے استفسار کیا کہ یہ مرتبہ اُنکو کس سبب سے حاصل ہوا ہی کہا کہ بسبب اُس صبر و تحمل کے جو مشقت تعلیم علم پر آپ برداشت کرتے تھے۔ مناقب ضمیری مین لکھا ہی کہ امام ابو یوسف کہا کرتے تھے کہ ہمارے جد اعلیٰ سعد بن عتبہ کو آنحضرت نے غزوۂ خندق مین دیکھا کہ باوجود صغر سن کے بڑی سرگرمی سے جنگ مین مشغول ہین آپ نے اُنکو بلا کر پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی اُنھون نے عرض کیا کہ سعد بن عتبہ آپ نے اُنکے حق مین دعا کی

کہ خدا تمھاری کوشش اسعد کرے پھر انکے سر اور پیشانی پر ہاتھ پھیرا جس مسح کا اثر قیامت تک ہمارے خاندان مین رہیگا چنانچہ امام ابو یوسف کا یہ حال تھا کہ جب کبھی کوئی شخص آپ کے چہرہ کی طرف دیکھتا تو آپ کی پیشانی ایسی لامع دکھائی دیتی کہ گویا تیل ملا ہوا ہے۔ خطیب بغدادی وغیرہ نے حسب منوال ہر کہ فاضل تر۔ سود تر آپکے حق مین بھی سخت سست باتین لکھی ہین مگر اسمین شک نہین کہ آپ کی توصیف و تعظیم مین بہت سے علما و فضلا نے اکثار کیا ہے اور آپکے ذکر خیر سے کتب معتبرہ مملو ہین۔ تاریخ وفات آپکی یہ ہے ؎

ابو یوسف آن رب علم و کمال	الفقیہ معظم امام اجل	سعید ازل بود بیشک ازان	شدہ سال فوتش سعید ازل ۱۸۲

عبد اللہ بن مبارک بن واضح الحنظلی المروزی۔ شہر مرو مین ۱۱۸ ہجری مین پیدا ہوئے۔ کنیت ابو عبد الرحمن رکھتے تھے باپ آپکا بڑا پرہیزگار و متقی تھا اور ہمدان کے ایک سوداگر کا جو قبیلہ بنی حنظلہ سے تھا غلام تھا اسلیے آپ کو حنظلی کہتے ہین۔ اور والدہ آپ کی خوارزمی تھی۔ آپ ابتدا مین شراب خوری اور اسکے لوازمات لہو و لعب مین بڑے مصروف رہتے تھے آپ کی توبہ کا سبب ہوا کہ آپ نے موسم بہار مین ایک دن مع اپنے یارون دوستون کے ایک باغ مین ڈیرا جا کیا جسمین دن بھر آپ سرود و غنا مین مشغول رہے اور رات کو شراب کے نشہ مین مخمور ہوکر بیہوش ہو گئے صبح کو آپ نے خواب مین کیا دیکھا کہ ایک جانور آپکے سر پر درخت پر بیٹھا ہوا آیت الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق پڑھ رہا ہے جسکو آپ سنکر چونک پڑے اور اسی وقت اسباب سرود و غنا کو توڑکر اور شیشہ ہاے مے کو پھوڑکر اور یار حیات نفیس کو تہ یاد کر عبادت الٰہی مین مشغول ہو گئے بعض مورخون نے آپ کی توبہ کے اور کئی ایک سبب بیان کیے ہین سو بہر حال آپ کو یہانتک درجہ حاصل ہوا کہ ایک روز آپکی والدۂ ماجدہ باغ مین آپکے دیکھنے کے لیے گئین کیا دیکھتی ہین کہ آپ سوئے ہوئے ہین اور ایک سانپ نرگس کی شاخ منھ مین پکڑے آپ سے مکھیان دور کر رہا ہے۔ پھر آپ مرو سے بغداد مین آکر امام ابو حنیفہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مدت تک آنسے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا اور بعد وفات امام موصوف کے مدینہ مین آکر امام مالک سے استفادہ کیا اور سوا انکے اور بھی بہت سے مشائخ مثل سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ و ہشام بن عروہ و عاصم احول و سلیمان تیمی و حمید

طویل و خالد حذاء و اسمعیل بن خالد وغیرہ تابعین و تبع تابعین سے علم حدیث کو اخذ کیا۔ آپ کا
قول ہے کہ مین نے چار ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا ہے مگر روایت صرف ایک ہزار سے کرتا ہون۔ اور سائر
طبقات عمدہ محدثین مثل عبد الرحمن بن مہدی و یحییٰ بن معین و ابوبکر و عثمان پسران ابی شیبہ
و امام احمد و حسن بن عرفہ آپکے شاگردون مین سے ہین طرفہ یہ کہ سفیان ثوری نے جو آپ کے
شیوخ اجلہ مین سے ہین آپ سے اخذ کیا ہے۔ سفیان ثوری باوجودیکہ حیرت وہ اہل کمال ہین
فرماتے ہین کہ مین نے بہت سعی کی کہ سال بھر مین تین رات دن ابن مبارک کی وضع پر بسر کرون
مگر نہوسکا کبھی یہ کہتے تھے کہ کاشکے میری تمام عمر تین رات دن ابن مبارک کے برابر ہوتی۔ ابو اسامہ
کہتے ہین کہ مین نے ابن مبارک سے زیادہ کوئی آدمی طالب علم نہین دیکھا۔ ابن مہدی کا
مقولہ ہے کہ امام چار ہین۔ ثوری۔ حماد بن زید۔ ابن مبارک۔ مالک۔ شعبہ نے کہا ہے کہ آپ جیسا
کوئی ہمارے پاس نہین آیا۔ ابن عیینہ کہتے ہین کہ مین نے ہرچند اصحاب رسول خدا کے امر مین
غور سے نظر کی ہے مگر ابن مبارک پر آنکی فضیلت کی سوا صحبت رسول خدا اور غزا کے اور کوئی
وجہ نہین دیکھی۔ سلام بن ابی مطیع کا قول ہے کہ آپ جیسا کوئی ہمارے پاس نہین آیا۔ قواریری
کہتے ہین کہ ابن مہدی کسی کو ابن مبارک اور امام مالک پر حدیث مین مقدم نہین سمجھتے تھے
عباس ابن مصعب کا مقولہ ہے کہ ابن مبارک نے حدیث۔ فقہ۔ عربی۔ شجاعت۔ تجارت۔ سخاوت
محبت کو جمع کیا۔ ابن الجنید ابن معین سے روایت کرتے ہین کہ ابن مبارک بڑے متدین
ثقہ۔ عالم احادیث صحیحہ تھے۔ اسمعیل بن عیاش کہتے ہین کہ روے زمین پر کوئی شخص مثل
ابن مبارک کے نہین اور مین ایسی کوئی خصلت حسنہ نہین جانتا جو خدا نے آپ مین پیدا
نکی ہو۔ جواہر مضیہ مین لکھا ہے کہ ایک دن ابن مبارک کے اصحاب مثل فضل بن موسیٰ و
محمد بن حسن و محمد بن نضر جمع ہوے اور آپسمین نے کہا کہ آؤ ہم ابن مبارک کے فضائل شمار کرین
پس انھون نے کہا کہ آپ مین حسب ذیل چیزین موجود تھین علم۔ فقہ۔ ادب۔ نحو۔ لغت۔ شعر۔ زہد
فصاحت۔ ورع۔ قیام لیل۔ عبادت۔ حج۔ جہاد۔ سداد فی الروایت۔ ترک مالایعنی۔ حسن صحبت
باصحاب خود۔ اور عدم مخالفت آنکی۔ حاکم نے کہا ہے کہ آپ دنیا مین امام زمانہ تھے۔ ابن جریج کہتے ہین
کہ مینے کوئی عراقی آپ سے فصیح تر نہین دیکھا۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ ابن مبارک مین اخفی خصلتین

موجود ہیں کہ آپ کے زمانے میں تمام روے زمین پر کسی اہل میں جمع نہیں کی گئیں یحییٰ بلخی کہتے ہیں کہ ہم امام مالک کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن مبارک وہاں آئے جنکو امام نے دیکھتے ہی یکسو ہو کر آنکو اپنی مجلس میں اپنے پاس بٹھایا حالانکہ میں نے اپنی تمام عمر میں امام مالک کو بجز ابن مبارک کے اور کسی کے لیے مجلس میں یکسو ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حسن بن شقیق بلخی کہتے ہیں کہ میں ایک دن نماز عشا کی پڑھکر ابن مبارک کے ساتھ گھر میں آنے لگا جب دروازہ مسجد پر پہونچے تو میں نے آنسے ایک حدیث کا تذکرہ کیا آپ نے اسکا جواب دینا شروع کیا یہانتک کہ ہم اسی جگہ کھڑے رہے کہ صبح ہوگئی اور موذن نے فجر کی بانگ نماز کہدی پرہیزگاری آپ کی اس درجہ کی تھی کہ ایک دفعہ آپ بغداد سے مرو کو جو آپ کا وطن مالوف تھا صرف اسواسطے پہونچانے اس قلم کے تشریف لیگئے جو وہان سے کسی سے واسطے لکھنے کے عاریتاً لیا تھا اور آتی دفعہ بھول سے اپنے ہمراہ لے آئے تھے۔ آپکا مقولہ ہے کہ جس درم کی حلت میں کچھ شبہہ ہو میرے نزدیک اسکا پھیر دینا اس سے بہتر ہے کہ ایک لاکھ درم خدا کی راہ میں صدقہ دون۔ ایکدن کا ذکر کہ آپنے کسی دوکاندار سے انگور خریدنا چاہا اور ایک دانہ آسکے انگوروں میں سے نمونہ کے طور پر چکھنے کے لیے اٹھالیا جب آپ انگور خرید کر گھر میں آئے تو آپ کے دل میں گذرا کہ میں نے بغیر اجازت فروشندہ انگور کا دانہ اٹھا کر کھالیا تھا اسپر آپنے واپس جاکر فروشندۂ انگور سے اس دانہ کو بخشوانا چاہا آسنے انکار کیا آپنے فرمایا کہ دس درم لیکر بخش دے آسنے پھر انکار کیا یہانتک کہ نو سو درم وصول کرنے پر آسنے بخشا اسپر فروشندہ نے ہنس کر کہا کہ میں نے کیسے فریب سے اسقدر آپ سے روپیہ لیا ہے آپنے فرمایا کہ یہ کچھ بڑی بات نہ تھی اگر پھر بھی تو انکار کرتا تو میں پانچ ہزار روپیہ تک دینے کو راضی تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپکا گھوڑا چھوٹ کر کسی کی زراعت میں جا پڑا پس آپنے اس گھوڑے کو وہیں چھوڑدیا اور آئندہ اسپر کبھی سوار نہوئے۔ آپ کی عادت تھی کہ جب حج کو جاتے تو بہت لوگ آپ کے ہمراہ حج کا ارادہ کرتے اور ہر ایک حسب حیثیت خود نقد وجنس آپکے پاس جمع کر دیتا کہ بشرکت حج کریگے آپ ایک فہرست میں ہر ایک کا نام مع مقدار و قسم مال لکھ لیتے جب حج سے واپس آتے تو تمام مال آنکو واپس کر دیتے جب لوگ اس نکتہ کا سبب پوچھتے تو آپ فرماتے کہ اگر پہلے ہی انکا مال پھیر دیا جاتا

تو یہ لوگ حج کا ارادہ چھوڑ کر اس سعادت سے محروم رہتے اور مین بھی انکو ہمراہ لیجانے کے ثواب سے
محروم رہتا کیونکہ یہ لوگ بگمان اس بات کے کہ ہم اپنا مال خرچ کرتے ہین اور کسی کے دل کا بوجھ
نہین ہین میرے ہمراہ جاتے ہین۔ ابتدا مین آپکے والد ماجد نے آپکو پچاس ہزار درم واسطے
تجارت کے دیے تھے جسکو آپ نے تحصیل علم حدیث مین صرف کر دیا جب اپنے وطن مین واپس آئے
تو باپ نے آپ سے پوچھا کہ آپ اُس روپیہ سے کیا جنس لائے ہین اور کیا نفع حاصل کیا ہے
آپ نے اُس دفتر علم کو جو جمع کیا تھا باپ کے آگے رکھ دیا اور کہا کہ یہ جنس لایا ہون اور دونو جہان کا
نفع اٹھایا ہے باپ اسکا بڑا خوش ہوا اور گھر مین لیجا کر چھ ہزار روپیہ اور آپکو دیا کہ اسکو خرچ
کرکے اپنی تجارت کو پورا کرو۔ ابو وہب کہتے ہین کہ میرے دیکھنے کی بات ہے کہ ایک دفعہ آپ ایک
اندھے کے پاس سے گذرے اُسنے آپ سے سوال کیا کہ میرے لیے دعا کرو آپ نے اُسکے حق مین
دعا کی پس خدا نے اُسی وقت اُسکی آنکھین روشن کر دین۔ حسن بن عیسیٰ کہتے ہین کہ آپ
مجاب الدعوات تھے۔ آپ نے بہت سی کتابین تصنیف کین اور ماہ رمضان ۱۸۱ھ ہجری مین جہاد سے
واپس آتے ہوئے مقام سوس مین بیمار ہو کر وفات پائی قبر آپ کی موضع ہیت واقعہ
فرات مین زیارتگاہ عام ہے۔ حبیب نمانیان آپ کی تاریخ وفات ہے۔ کہتے ہین کہ جب آپکی
وفات کا وقت قریب پہونچا تو آپ نے اپنے غلام نصر نام سے جو معتبرین رواۃ حدیث مین سے ہے
فرمایا کہ مجھکو فرش سے اُتار کر خاک پر رکھدو غلام رونے لگا آپ نے فرمایا کیون روتا ہے اُسنے
کہا کہ مجھکو آپ کی ثروت و نعمت یاد آئی ہے اور یہ حالت غربت و مسکنت دیکھ کر بیتاب ہوا ہون
آپ نے فرمایا کہ کچھ غم نکرو مین ہمیشہ خدا سے یہی چاہا کرتا تھا کہ میری زیست دولتمندون کی طرح
اور وفات عاجزون کے مانند ہو سو الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ مروزی شہر مرو کی طرف منسوب ہے
جو خراسان مین واقع ہے اور جسکو مرو شاہجہان بھی کہتے ہین یائے نسبت کے اول زائے معجمہ کو
اسلیے زائد کیا گیا ہے کہ اس مرو اور اُس شہر مروی مین فرق ہو جاوے جو عراق مین کوفہ کے
پاس واقع ہے جہان ایک مشہور کپڑا ہوتا ہے۔

نوح — **نوح** بن دراج نخعی کوفی کنیت ابو محمد تھی۔ فقہ مین امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے
اور امام زفر و ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ سے بھی فقہ کو اخذ کیا۔ حدیث کی روایت اعمش و ہشام

اور سعید بن منصور سے کرتے تھے اگرچہ حدیث میں آپکو ابن معین نے مکذب بیان کیا ہے مگر تاہم ابن ماجہ نے تفسیر میں آپ سے تخریج کی ہے۔ ابتدا میں آپ کوفہ کے قاضی تھے پھر بغداد کے قاضی ہوئے اور ۱۹۴ہجری میں وفات پائی۔

یحیی بن ابی زائدہ یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ ہمدانی الکوفی۔ کنیت آپکی ابو سعید تھی آپ حافظ احادیث اور فقیہ ثقہ۔ متدین۔ متورع۔ متقن اور اُن فضلا میں شمار کیے جاتے تھے جنھوں نے فقہ و حدیث کو جمع کیا امام ابو حنیفہ کے جو چالیس اصحاب تدوین کتب میں مشغول تھے انمیں سے آپ عشرۂ متقدمین میں داخل تھے۔ یحیی بن معین کہتے ہیں کہ ابن عباس کے زمانے میں علم ابن عباس پر منتہی ہوا پھر شعبی پھر ثوری پھر یحیی بن ابی زائدہ پر آنکے عہد میں منتہی ہوا۔ ابن حجر نے ہدی ساری مقدمۂ فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن مدینی کہتے ہیں کہ کوفہ میں بعد ثوری کے کوئی آپ سے زیادہ اثبت نہ تھا اور نسائی نے آپ کو ثقہ حجت کہا ہے۔ خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ آپ بیس سال تک برابر ہر روز ایک دن رات میں قرآن شریف کا ختم کرتے رہے۔ آپ نے بغداد میں آکر مدت تک تحدیث کی اور آپ سے امام احمد و ابن معین و قتیبہ اور حسن بن عرفہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی۔ عبد الرحمن رازی سے روایت ہے کہ آپ ہی نے کوفہ میں پہلے کتب تصنیف کیں۔ ہارون رشید نے آپکو مدینہ منورہ کا قاضی مقرر کیا۔ علاوہ دیگر کتب کے ایک مسند بھی آپ نے جمع کی اور تریسٹھ سال کی عمر میں ۱۸۲ ہجری میں شہر مدائن میں وفات پائی۔ سال وفات آپکا لفظ یگانۂ باہج ہے۔

فضیل بن عیاض فضیل بن عیاض بن مسعود تیمی خراسانی۔ عالم ربانی امام یزدانی۔ زاہد۔ عابد۔ صالح۔ ثقہ صاحب کرامات تھے۔ کنیت ابو علی تھی۔ آپکا مولد ابی ورد اور بقول بعض سمرقند تھا جو خراسان میں ہے۔ ابتدا میں آپ قطاع الطریق تھے ایک دن ایک لونڈی کے عشق میں کسی دیوار پر چڑھ رہے تھے کہ کسی نے آیت الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم پڑھی جسکے سننے سے آپ کو ایسی تاثیر ہوئی کہ اسی وقت توبہ کی اور کوفہ میں آکر مدت تک امام اعظم کی صحبت کی اور آنسے فقہ کو اخذ کیا اور حدیث کو سنا اور آپ سے امام شافعی اور قطان اور ابن مہدی نے روایت کی۔ ابو علی رازی کہتے ہیں کہ میں تیس سال تک آپ کی صحبت میں رہا مگر اس عرصہ میں آپ کو کبھی ہنستے اور تبسم کرتے نہیں دیکھا مگر اس روز کہ جب آپکا فرزند علی فوت ہوا

مین نے ہنسی کا سبب پوچھا آپنے فرمایا کہ خدا نے ایک بات کو پسند فرمایا پس مین نے بھی اسکو پسند کیا۔ تذکرۃ الاولیا مین لکھا ہی کہ جب آپنے توبہ کی تو آپکو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کسی طرح اُن لوگون کو راضی کیا جاوے جنکو پہلے لوٹا اور اذیت دی ہی چنانچہ آپ رو رو کر اپنے حریفون کو راضی کرتے تھے مگر ایک یہودی تھا وہ کسی طرح راضی نہوتا تھا آخر اُسنے کہا کہ مین تب راضی ہونگا کہ جب آپ یہ تودہ ریت کا یہان سے اُٹھا کر جگہ صاف کر دینگے اتفاقًا وہ تودہ اسقدر بڑا تھا کہ اُسکا اُٹھانا طاقت بشری سے دشوار تھا مگر آپ نے اُسکو تھوڑا تھوڑا اُٹھانا شروع کیا یہانتک کہ کچھ مدت اسمین مشغول رہے جب نہایت تھک گئے تو ایک رات کو ہوا نے وہ تودہ وہان سے پراگندہ کرکے ناپدید کر دیا یہ معاملہ دیکھ کر یہودی حیران رہگیا اور آپکو کہا کہ میرے سرہانے کے نیچے سے کچھ اُٹھا لاؤ تا کہ مین تمکو تمہارا قصور بخش دون آپ نے اُسکے سرہانے کے نیچے سے ایک مٹھی سونے کی اُٹھا کر اُسکو دی جسے دیکھتے ہی کہا کہ مجکو اسی وقت مسلمان کر دو آپنے اسکا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ مین نے توریت مین پڑھا ہی کہ جس شخص کی توبہ قبول ہوتی ہی اُسکے ہاتھ کی برکت سے مٹی بھی سونا ہو جاتی ہی سو میرے سرہانے کے نیچے خاک تھی جو سونا ہو گئی ہی پس اس سے مجکو ثابت ہو گیا کہ تمہاری توبہ قبول ہو گئی اور تمہارا دین سچا ہی۔ آپ نے کوفہ سے مکہ معظمہ مین ہجرت کرکے وہین مجاورت کی یہانتک کہ ماہ محرم ۱۸۷ھ ہجری مین وفات پائی آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی اور آپکے خوارق عادات وکرامات کے حالات کتب مبسوطہ معتبرہ مین بہ تفصیل مذکور ہین۔ امام عادل آپ کی تاریخ وفات ہی۔

عیسیٰ بن یونس یا یوسف کوفی۔ محدث ثقہ فقیہ جید تھے حدیث کو امام اعمش اور امام مالک سے سنا اور فقہ کو امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے اخذ کیا۔ خلیفہ مامون نے آپ کو دس ہزار درہم بطور ہدیہ بھیجا مگر آپ نے واپس کر دیا اُسنے یہ خیال کرکے کہ شاید آپ نے اُسکو قلیل سمجھ کر نہین لیا اور دس ہزار دینا کیا مگر آپ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلہ مین بلبلا و پانی بھی نہین ہی۔ آپ نے پینتالیس غزوے اور پینتالیس ہی حج کیے اور ۱۸۷ھ ہجری مین وفات پائی۔ امام بخاری ومسلم وغیرہ نے آپ سے تخریج کی۔ سال وفات آپکا ماہ عالم ہی۔

اسد بن عمرو بن عامر بن اسلم بن مغیث البجلی الکوفی - امام اعظم کے ان چالیس اصحاب میں سے تھے جو کتب اور قواعد فقہ کی تدوین میں مشغول اور عشرہ متقدمین مثل امام ابو یوسف و محمد و زفر و داؤد طائی وغیرہ میں شمار کیے جاتے تھے آپ نے تیس سال تک امام ابو حنیفہ کے لیے کتابت کی اور انھوں ہی سے حدیث کو سنا اور فقہ کو اخذ کیا جب امام ابو یوسف فوت ہوئے تو رشید نے بغداد اور واسط کی قضا آپ کے سپرد کی اور اپنی بیٹی کا آپکے ساتھ نکاح کر دیا کچھ مدت بعد آپ نے مع عورت کے حج کیا اور جب آپ آنکھوں سے معذور ہو گئے تو قضا کو چھوڑ دیا۔ آپ سے امام احمد بن حنبل اور محمد بن بکار اور احمد بن منیع نے حدیث کو روایت کیا اور آپ کو صدوق بتلایا۔ یحییٰ بن معین نے بھی آپکی توثیق کی پس اس صورت میں بقول کفوی جو شخص آپ کو ضعیف تصور کرے اسکا منھ بند کرنے کے لیے امام احمد کا آپ سے روایت کرنا اور صدوق بتلانا کافی ہے کیونکہ محدثین کے نزدیک یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ امام احمد بجز ثقہ راویوں کے اور کسی سے روایت نہیں کرتے۔ فتاویٰ بزازیہ میں لکھا ہے کہ ایک دن امام ابو حنیفہ نے اپنے اصحاب پر ایک ایسا مسئلہ القا کیا جسکو بجز آپ کے اور کسی نے نہ نکالا امام صاحب آپ پر بڑے خوش ہوئے اور آپ کی تعریف کی۔ وفات آپ کی ۱۸۸ھ یا ۱۰۹ ہجری میں ہوئی۔ بجلی بفتحتین جریر بن عبداللہ بجلی صحابی کی طرف منسوب ہے۔ صالح جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی - امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے آپ فقہ و حدیث و لغت کے امام اور فصیح بلیغ و ادیب بے نظیر تھے باپ آپ کا قبیلۂ شیبان سے شہر حرستا کا رہنے والا تھا جو دمشق میں وسط غوطہ کے اندر واقع ہے اور عراق میں آکر واسط میں اقامت گزین ہوا تھا جہاں آپ ۱۳۲ھ یا ۱۳۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں نشو و نما پایا اور امام ابو حنیفہ کی شاگردی کی اور مدت تک آنکی صحبت میں رہکر فقہ حاصل کی اور حدیث کو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و مسعر بن کدام و سفیان ثوری و امام مالک و مالک بن دینار و امام اوزاعی و ربیعہ اور مالک بن مغول وغیرہ سے سنا اور آپ سے امام شافعی اور ابو عبید القاسم بن سلام و ابو حفص کبیر احمد بن حفص و ابو سلیمان

جورجانی وموسیٰ بن نصیر رازی و اسمٰعیل بن توبہ وعلی بن مسلم ومحمد بن سماعہ وعلی بن معبد
وابراہیم بن رستم وہشام بن عبیداللہ وعیسیٰ بن ابان ومحمد بن مقاتل اور شداد
بن حکیم وغیرہم نے روایت کی اور تفقہ کیا۔ ابو عبید کہتے ہین کہ مین نے آپکے سوا کوئی
اعلم کتاب اللہ کا نہین دیکھا آپ عربیت ونحو وحساب مین بڑے ماہر تھے۔ قاسم بن سلام
محدث متوفی ۲۲۴ھ ہجری نے غریب الحدیث مین آپ سے استنا و کیا۔ تاریخ خلکان مین
لکھا ہے کہ امام شافعی کہتے ہین کہ مین نے امام محمد سے ایک بوجھ اونٹ کا علم اخذ کیا ہے اور
مین نے انسے زیادہ کوئی عقیل نہین دیکھا اور مین نے آپ کے سوا کوئی فربہ اندام ذکی
نہین دیکھا۔ امام شافعی نے آپ کی کتابون کو منگا کر انکی نقل کی۔ امام احمد سے جب
پوچھا گیا کہ آپ کو یہ مسائل دقیقہ کہان سے حاصل ہوے تو انھون نے فرمایا کہ امام
محمد کی کتابون سے حاصل ہوے ہین۔ امام شافعی سے ابن عبدالحکم نے روایت کی ہے
کہ امام محمد نے کہا ہے کہ مین نے تین برس تک امام مالک کے دروازے پر اقامت کرکے
کچھ اوپر سات سو احادیث انسے سماعت کی ہین۔ امام شافعی فرماتے ہین کہ اگر یہود و
نصاریٰ امام محمد کی تصانیف دیکھ لین تو بے اختیار ایمان لے آئین۔ عیسیٰ بن ابان سے
جب پوچھا گیا کہ امام ابو یوسف افقہ ہین یا امام محمد تو انھون نے کہا کہ ان دونون کی
کتابون پر اعتبار کرنا چاہیے یعنی امام محمد افقہ ہین۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ میرے نزدیک
فقہ مین بہت امانت دار لوگون کے امام محمد ہین اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص فقہ کا
ارادہ کرے اسکو امام ابو حنیفہ کے اصحاب کی صحبت کرنی چاہیے کیونکہ معانی قرآن وحدیث کے
انھین کو میسر ہوے ہین اور خدا کی قسم مین امام محمد کی ہی کتابون سے فقیہ ہوا ہون
کہتے ہین کہ بعد وفات آپ کے کسی نے آپکو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ آپ کا نزع کے
وقت کیسا حال ہوا آپ نے فرمایا کہ مین اسوقت مکاتب کے مسائل مین سے ایک مسئلہ مین
تامل کر رہا تھا مجکو روح کے نکلنے کی کچھ خبر نہین۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام شافعی نے
آپکے پاس رات بسر کی اور صبح تک نماز مین کھڑے رہے اور آپ بستر پر لیٹ گئے امام شافعی کو
یہ بات ناگوار گذری جب فجر ہوئی تو آپ اٹھ بیٹھے اور بغیر تجدید وضو کے نماز پڑھ لی امام شافعی نے

اسکا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے نفس کے لیے عمل کر کے صبح کر دی اور مین نے امت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے عمل کر کے کھیرا وہیں ہزار مسئلہ کتاب اللہ سے نکالا۔ محمد بن سماعہ سے روایت ہو کہ آپ نے اپنے گھر کے لوگون کو کہہ دیا تھا کہ مجھسے کوئی ایسی دنیاوی حاجت طلب نکرین جس سے میرا دل اُسطرف لگجاے اور جس چیز کی حاجت ہو میرے وکیل سے مانگ لیا کرین۔ کہتے ہین کہ آپ اسقدر علم مین مشغول تھے کہ یارچات آپکے میلے ہو جاتے تھے اور آپ کو اُنکے اُتارنے کی فرصت نہوتی تھی اسلیے آپکے گھر کے لوگ اور کپڑے آپ پر ڈال دیتے تھے اور میلے اُتروا کر دھونے کو دے دیا کرتے تھے۔ آپکے گھر مین ایک مرغ تھا جو وقت بے وقت بانگ دے دیا کرتا تھا آپ نے اُسکو ذبح کرا دیا کہ یہ مجکو ناحق علم کے شغل مین حارج ہو۔ اسمٰعیل بن ابی رجا کہتے ہین کہ مین نے بعد وفات آپکے آپ کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے آپکے ساتھ کیا سلوک کیا آپ نے فرمایا کہ مجکو خدا نے بخش دیا اور فرمایا کہ اگر تجکو عذاب دینا ہوتا تو تجکو یہ علم نہ دیتا پھر مین نے پوچھا کہ امام ابو یوسف کہان ہین فرمایا کہ وہ مجھسے دو درجہ اوپر ہین پھر مین نے امام ابو حنیفہ کا حال پوچھا فرمایا کہ وہ بہت دور اعلیٰ علیین مین ہین کہتے ہین کہ آپ نے امام شافعی کی والدہ سے جو بیوہ تھین نکاح کیا اور جب آپ سوار ہو کر کہین جایا کرتے تو امام شافعی اکثر پا پیادہ آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ ابن خلکان نے لکھا ہو کہ آپ بڑے افصح الناس تھے جب کلام کرتے تھے تو سننے والا یہی خیال کرتا تھا کہ قرآن شریف آپکی بولی مین نازل ہوا ہو اور جب امام شافعی بغداد مین تشریف لائے تو آپکے اور امام شافعی کے درمیان کئی ایک مجالس ہارون رشید کے سامنے واقع ہوئین اور امام شافعی نے فرمایا کہ مین نے بجز امام محمد کے اور کوئی ایسا شخص نہین دیکھا کہ جب اُس سے کوئی مشکل مسئلہ پوچھا گیا ہو تو اُسکے چہرہ مین کراہیت ظاہر نہوئی ہو۔ انتہی۔

شامی مین لکھا ہو کہ امام محمد فراء نحوی و لغوی کی خالہ کے بیٹے ہین اور لغت مین بھی مثل ابی عبید اور اصمعی اور خلیل و کسائی وغیرہ کے امام ہین اور آپ کی تقلید لغت مین واجب ہو چنانچہ ابو عبید نے باوجود جلالت قدر کے آپ کی تقلید کی اور آپ کے قول سے حجت پکڑی اسی طرح ابو العباس نے لغت مین آپ کی تقلید کی اور ثعلب کہتے تھے کہ ہمارے نزدیک امام محمد سیبویہ کے

اقران میں سے ہیں اور آپکا قول لغت میں حجت ہی انتہی۔ آپ کہتے تھے کہ ہمارا باپ تیس ہزار
درم چھوڑکر فوت ہوا تھا جنمیں سے پندرہ ہزار درم تو ہمنے نحو و شعر اور باقی فقہ و حدیث کے
حصول میں خرچ کیے۔ یہ بھی آپ کا قول تھا کہ جب میں پہلی دفعہ امام ابوحنیفہ کی خدمت میں
حاضر ہوا تھا تو امام نے مجھسے پوچھا تھا کہ قرآن تجکو یاد ہی یا نہیں میں نے کہا کہ نہیں انہوں نے
کہا کہ اول قرآن جا کر یاد کرو پھر فقہ میں مشغول ہونا میں سمجھ گیا اور سات روز میں
قرآن شریف حفظ کرکے پھر حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ کیا ہمنے تمکو نہیں کہا کہ قرآن شریف یاد
کرکے ہمارے پاس آؤ میں نے کہا کہ قرآن حفظ کر آیا ہون۔ خطیب بغدادی نے اسمعیل بن حماد
بن ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہی کہ امام محمد اسوقت سے کوفہ کی مسجد میں فارغ التحصیل ہوکر بیٹھے
کہ جب آپکی بیس سال کی عمر تھی۔ روایت ہی کہ جب آپ زانوے اجتہاد سے سر اٹھاتے تو اکثر یہ
مقولہ فرمایا کرتے لذات الافکار خیر من لذات الابکار۔ کہتے ہین کہ ایک احبار نصاریٰ نے بہت سے
علماء اسلام سے ملاقات کی تھی اور مسلمان نہوا تھا جب امام محمد نے جامع کبیر کو تصنیف کیا تو وہ اسکو
مطالعہ کرکے فوراً مسلمان ہوگیا اور کہا کہ اگر یہ پیغمبری کا دعوی کرتے اور معجزہ اپنا اس کتاب
کو پیش کرتے تو کوئی آپکا مقابلہ نکر سکتا اور سب پر ایمان لانا لازم ہوتا پس کجا وہ شخص جسکی آپ
میں سے یہ ایک شخص ہین۔ جسقدر آپ نے امام ابوحنیفہ کے علم کو اپنی تصنیفات کے ذریعہ سے
پھیلایا ایسا کسی سے ظہور میں نہیں آیا چنانچہ آپ نے نوسو ننانوے ۹۹۹ تصنیفات دینی علوم میں
کین اور دس لاکھ ستر ہزار تیس اور ایک روایت میں دس لاکھ ستر ہزار ایک سو مسئلہ
نکالا۔ لیکن آپ کی تصنیفات میں سے اشہر یہ کتابین ہین مبسوط۔ زیادات۔ جامع صغیر۔
جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔ نوادر۔ نوازل۔ رقیات۔ ہارونیات۔ کیسانیات۔ جرجانیات۔
کتاب الآثار۔ موطا۔ طبقات تمیمی میں امام سرخسی کی شرح سیر الکبیر سے منقول ہی کہ سیر الکبیر
امام محمد کی آخر تصنیفات فقہ میں سے ہی جسکی تصنیف کا یہ سبب ہوا تھا کہ آپکی سیر صغیر ایکدفعہ
امام اوزاعی اہل شام کے ہاتھ میں آگئی جنھون نے اسکو دیکھکر فرمایا کہ عراق والونکو باوجود
اس باب میں یہ ایک تصنیف انکے پاس موجود ہی کیا ہوا کیا انکو سیر صغیر کا علم نہیں ہی جب
اس بات کی خبر امام محمد کو پہونچی تو آپ نے سیر کبیر کو تصنیف کیا پس جب اسکو امام اوزاعی نے

دیکھا تو فرمایا کہ اگر اس کتاب کو احادیث سے شامل نہ کیا جاتا تو البتہ مین کہتا کہ تحقیق انہون نے اسمین علم رکھا ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے انکی فکر مین جہت اصابت جواب کی معین کی ہے اور سچ کہا خدا انکو اوپر ہر نوع علم کے علیم ہے۔ اسکے بعد امام محمد نے اس کتاب کو ساٹھ دفاتر مین لکھکر خلیفہ ہارون رشید کے پاس بھیجا جسنے اسکو دیکھکر نہایت پسند کیا اور اسکو آپکے افخر ایام مین سے شمار کیا۔ میر اتقانی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ آپ کی کتاب مبسوط کو علماء نے اصل سے موسوم کیا ہے کیونکہ آپ نے پہلے اسیکو تصنیف کیا ہے پھر جامع صغیر و جامع کبیر و زیادات کو تصنیف فرمایا۔ ہارون رشید نے پہلے آپکو مقام رقہ کا قاضی مقرر کیا تھا جہان آپ نے کتاب رقیات تصنیف کی پھر معزول ہو کر بغداد مین تشریف لائے جب ہارون رشید رے مین آیا تو آپکو بھی اپنے ساتھ لایا جہان آپ نے ۱۸۹ھ ہجری مین وفات پائی اتفاق سے اسی روز امام ابو الحسن علی معروف بکسائی نحوی نے بھی وفات پائی اسلیئے ہارون رشید کہا کرتا تھا کہ مین نے فقہ و نحو کو رے مین دفن کیا۔ امام زمن آپکی تاریخ وفات ہے۔

علی بن مسہر قرشی کوفی۔ امام ابو حنیفہ کے ان اصحاب مین سے تھے جنھون نے فقہ و حدیث کو جمع کیا ابو الحسن کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے عالم عامل صاحب روایت و درایت اور ثقہ تھے حدیث کو اعمش اور ہشام بن عروہ سے سنا اور آپ سے سفیان ثوری نے امام ابو حنیفہ کا علم اور انکی کتب کو اخذ و نقل کیا۔ مدت تک آپ موصل کے قاضی رہے اور ۱۸۹ھ ہجری مین وفات پائی اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ عالم بے بدل آپکی تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن خالد بن عمیر سمتی بصری مولیٰ بنی لیث امام ابو حنیفہ کے شاگردون مین سے عالم فاضل فقیہ کامل۔ رائے و فتویٰ مین بصیرت تام رکھتے تھے ابو خالد کنیت تھی۔ مدت تک امام ابو حنیفہ کی صحبت مین بیٹھے اور انسے بہت کچھ اخذ کیا۔ اوائل مین عثمان فقیہ بصرہ کے شاگرد تھے جو بعد تعلم فقہ و حدیث کے امام ابو حنیفہ کی خدمت سے مشرف ہوئے اور چالیس ہزار مسائل مشکلہ جو آپکے خیال مین مشکل تھے امام سے حل کیے۔ بسبب نیک روش اور ہیئت کے سمتی کی نسبت سے مشہور ہوئے۔ اگرچہ صاحب تقریب کے نزدیک آپ متروک ہین لیکن تاہم ابن ماجہ نے اپنی سنن مین آپ سے تخریج کی اور ہلال ابن یحییٰ اور

آپکے باپ خالد نے آپ سے روایت کی۔ طحاوی نے کہا ہے کہ میں نے مزنی سے سنا کہ یوسف بن خالد اہل خیار میں سے ہیں ۔۔ وفات آپ کی ماہ رجب ۱۸۹ھ ہجری میں ہوئی۔ کوکب عالم آپکی تاریخ وفات ہے۔

عبد اللہ بن ادریس بن یزید بن عبد الرحمن اودی کوفی۔ فقیہ عابد۔ محدث ثقہ تھے۔ کنیت ابو محمد تھی۔ ہر ایک چیز میں امام ابو حنیفہ سے روایت کی اور نیز اپنے باپ و ابن سعید و اعمش و ابن جریج و ثوری اور شعبہ سے سنا اور آپ سے امام مالک و ابن مبارک و امام احمد نے روایت کی کہتے ہیں کہ جب آپ مرنے لگے تو آپکی لڑکی نے رونا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ مت رو کیونکہ میں نے اس مکان میں چار ہزار بار قرآن کا ختم کیا ہے آپ نے کچھ اوپر ستر سال کی عمر میں ۱۹۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی۔ عزیز زمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن امام ابو یوسف بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن حبتہ انصاری بڑے فقیہ و محدث تھے فقہ و حدیث کو اپنے والد ماجد اور نیز یونس بن ابی اسحق سبیعی اور سری بن یحییٰ وغیرہم سے اخذ کیا اور سنا اور اپنے والد کی حیات میں غربی جانب بغداد کے قاضی مقرر ہوئے اور ہارون رشید کے حکم سے مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز پڑھائی اور تاوفات قاضی رہے اور بغداد میں ماہ رجب ۱۹۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ صاحب کمال تاریخ وفات ہے۔

علی بن ظبیان بن ہلال عبسی کوفی۔ فقیہ۔ محدث۔ عالم۔ عارف۔ ورع تھے۔ کنیت ابو الحسن تھی۔ ابتدا میں آپ شرقی بغداد کے قاضی مقرر ہوئے جب ہارون رشید کی خلافت کا دورہ دورہ ہوا تو آپ قاضی القضاۃ بنے آپ ہمیشہ بوریے پر بیٹھا کرتے تھے لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ کیوں بوریے پر بیٹھا کرتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے جو قاضی تھے وہ مسند پر بیٹھا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ مجھکو شرم آتی ہے کہ دو مسلمان بھائی میرے آگے بوریے پر بیٹھیں اور میں مسند پر اجلاس کروں۔ وفات آپکی ۱۹۲ھ ہجری میں ہوئی اور ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی۔

شقیق بن ابراہیم بلخی۔ امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے عالم۔ زاہد۔ عارف۔ متوکل تھے

اور آپسے کتاب الصلوٰۃ پڑھی۔ اور امام ابوحنیفہ و اسرائیل اور عباد بن کثیر سے بھی روایت کی کنیت ابوعلی رکھتے تھے۔ مدت تک ابراہیم بن ادہم کی صحبت مین رہے اور آنسے طریقت کا علم حاصل کیا آپکا قول تھا کہ مینے ایک ہزار سات سو استاذ کی شاگردی کی اور چند اونٹ کتابون کے پڑھے لیکن خدا کی رضامندی چار چیزون مین پائی۔ ایک لسن روزی مین دوم کام مین اخلاص سوم شیطان سے عداوت چہارم موت سے موافقت۔ کہتے ہین کہ جب آپنے توکل کے میدان مین قدم رکھا تو آپکے پاس تین لاکھ کی جائداد مین تھے سب کو آپ نے فقراء پر ایثار کر دیا۔ یہانتک کہ مرنے کے وقت کفن کے لیے بھی آپکے پاس کچھ نہ تھا حاتم اصم اور محمد بن ابان بلخی اور ابن مردویہ نے آپ سے روایت کی اور ۱۹۴ھ ہجری مین آپ ولایت ختلان مین شہید ہوئے چنانچہ قبر آپکی اسی جگہ واقع ہی۔ نجم اہل دنیا آپ کی تاریخ وفات ہی۔

حفص بن غیاث بن طلق بن معویۃ النخعی الکوفی۔ اپنے زمانہ کے عالم محدث ثقہ زاہد پرہیزگار تھے اور امام ابوحنیفہ کے ان اصحاب مین سے تھے جنکے حق مین امام موصوف انتم مسار قلبی وجلاء حزنی کا جملہ فرمایا کرتے تھے۔ کنیت ابوعمر تھی۔ فقہ امام ابوحنیفہ سے حاصل کی اور حدیث کو امام ابویوسف اور سفیان ثوری اور اعمش اور ابن جریج بن سعید انصاری اور اسمعیل بن ابی خالد اور عاصم الاحول اور ہشام بن عروہ وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے آپکے بیٹے عمر اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور ابن معتق اور یحییٰ القطان وغیرہ اہل عراق نے سنا اور روایت کیا اور اصحاب صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح مین آپ سے تخریج کی۔ ابن ابی شیبہ سے روایت ہیکہ آپ کوفہ مین تیرہ سال اور بغداد مین دو برس تک دار القضا کے متولی رہے لیکن اخیر عمر مین آپکا حافظہ کچھ تھوڑا سا متغیر ہوگیا۔ وفات آپ کی بقول صحیح ۱۹۴ھ ہجری مین ہوئی۔ نخعی آپ کو اسلیے کہتے ہین کہ آپ عرب کے قبیلہ نخع مین سے ہین۔ زبدۂ اہل علم آپ کی تاریخ وفات ہی۔

وکیع بن جراح بن ملیح بن عدی کوفی۔ فقہ و حدیث کے امام اور حافظ و ثقہ زاہد عابد۔ اکابر تبع تابعین مین سے امام شافعی و امام احمد کے شیخ تھے۔ ابوسفیان کنیت تھی۔ اصل کے نیساپور اور بقول بعض سندھ کے باشندہ تھے۔ فقہ کا علم امام ابوحنیفہ سے حاصل کیا اور حدیث کو امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف و زفر و ابن جریج و سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ و اوزاعی و اعمش وغیرہم سے سنا اور آپ سے عبد اللہ بن مبارک و یحییٰ بن اکثم و امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین

وعلی بن مدینی و ابن راہویہ و احمد بن منیع اور آپ کے بیٹے سفیان وغیرہ محدثین نے سنا اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ ابن اکثم کہتے ہین کہ مین نے حضر و سفر مین آپ کی صحبت کی آپ ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر رات قرآن کا ختم کرتے تھے اور جبتک تیسرا حصہ قرآن کا نہ پڑھ لیتے نہ سوتے پھر اخیر رات کو اٹھ کھڑے ہوتے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہین کہ مین نے وکیع سے کوئی افضل نہین دیکھا آپ لوگون نے کہا کہ کیا ابن مبارک کو بھی نہین فرمایا کہ ابن مبارک کو بیشک فضل ہے لیکن مین نے وکیع سے کوئی افضل نہین دیکھا۔ آپکا دستور تھا کہ قبلہ کے سامنے بیٹھ کر حدیث کو یاد کرتے اور رات کو کھڑے ہوتے اور پڑدہ پر حدیث کو لاتے اور امام ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے اور یحییٰ بن سعید قطان آپ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ امام احمد کہتے ہین کہ مین نے علم کا دعویٰ کرنے والا زیادہ تر آپ سے کوئی نہین دیکھا۔ آپ ہی کو کسی نے اس شعر مین مشار الیہ کیا ہے

؎ شکوت الی وکیع سوء حفظی + فاوصانی الی ترک المعاصی۔ وعللہ بان الفضل علم وفضل اللہ لایعطیہ عاصی + آپ نے ستر سال کی عمر مین ۱۹۷ھ ہجری مین وفات پائی۔ کعبہ اہل دین آپ کی تاریخ وفات ہے

شعیب

شعیب بن اسحاق بن عبدالرحمن قرشی الدمشقی۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب مین سے محدث ثقہ فقیہ جید متہم بالارجاء تھے ابن عروبہ سے آپ نے اخیر عمر مین حدیث کو سماعت کیا اور آپ سے لیث نے روایت کی آپ امام اوزاعی و امام شافعی اور ولید بن مسلم کے طبقے مین سے تھے شیخین اور ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے حدیث کی تخریج کی اور ۱۸۹ھ اور بقول بعض ۱۹۰ھ مین آپ فوت ہوئے۔

یحییٰ

یحییٰ بن سعید القطان بن فروخ تمیمی بصری۔ ابو سعید کنیت تھی۔ حدیث کے امام حافظ ثقہ متقن قدوہ تھے۔ امام مالک و ابن عیینہ اور شعبہ سے حدیث کو سنا اور آپ سے امام احمد و ابن المدینی اور ابن معین نے روایت کی بیس سال تک ہر روز قرآن شریف کا ختم کرتے رہے اور چالیس سال تک آپ سے مسجد مین زوال فوت نہوا آپ کا دستور تھا کہ بعد نماز عصر کے آپ منارہ مسجد مین تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے اور آپکے روبرو امام احمد و ابن مدینی اور ابن خالد کھڑے ہو کر حدیث پوچھتے اور مغرب تک کسی کو نہ کہتے کہ بیٹھ جاؤ اور نہ آپ کی ہیبت و جلال سے

کوئی بیٹھ سکتا تھا فتویٰ امام ابوحنیفہ کے قول پر دیا کرتے تھے سنہ ۱۲۹ ہجری میں پیدا ہوئے اور اڑسٹھ سال کی عمر میں سنہ ۱۹۷ ہجری میں وفات پائی آپ سے صحاح ستہ والوں نے تخریج کی۔ امام قوی آپ کی تاریخ وفات ہے۔

سفیان بن عیینہ (حاشیہ)

سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون الہلالی الکوفی محدث ثقہ حافظ فقیہ امام حجت اور آٹھویں طبقہ کے رؤس میں سے تھے ابو محمد کنیت تھی کوفہ میں ۱۵ شعبان سنہ ۱۰۷ ہجری میں پیدا ہوئے اور آپ کا باپ آپ کو مکہ معظمہ میں لیگیا ابھی بیس سال کی عمر کو نہ پہنچے تھے کہ پھر کوفہ میں آئے اور امام ابوحنیفہ کے پاس تحصیل علم حدیث کے لیے بیٹھے اور آتے رہے۔ روایت کی آپکا قول ہے کہ پہلے پہل امام ابوحنیفہ ہی نے مجکو محدث بنایا ہے پھر عمرو بن دینار اور ضمرہ بن سعید کی صحبت کی اور انس اور زہری و ابی اسحٰق سبیعی و محمد بن المنکدر و ابی زناد و عاصم بن ابی النجود المقری و اعمش اور عبد الملک بن عمیر وغیرہم سے حدیث کو سنا اور آپ سے امام شافعی و شعبہ بن حجاج و محمد بن اسحٰق و ابن جریج و زبیر بن بکار اور آپ کے چچا مصعب و عبد الرزاق بن ہمام صنعانی و یحییٰ بن اکثم نے روایت کی اور نیز اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے بکثرت تخریج کی۔ امام شافعی کا قول ہے کہ اگر آپ اور امام مالک نہوتے تو حجاز سے علم چلا جاتا اور یہ بھی انھوں نے کہا ہے کہ میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا کہ جسمیں مثل آپ کے فتویٰ دینے کا مادہ موجود ہو اور پھر وہ مثل آپ کے فتویٰ دینے سے زیادہ پرہیز کرے۔ آپ نے ستر مرتبہ حج کیا اور شنبہ کے روز اخیر تاریخ جمادی الاخری اور بقول بعض یکم رجب سنہ ۱۹۸ ہجری میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اور کوہ حجون کے پاس مدفون ہوئے۔ کعبہ اہل دنیا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حکم (حاشیہ)

حکم بن عبد اللہ بن سلمہ بن عبد الرحمٰن بلخی۔ امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے علامہ کبیر اور فہامۂ بصیر تھے ابو مطیع کنیت تھی امام سے آپکی فقہ اکبر کے آپ ہی راوی ہیں۔ حدیث کو امام ابوحنیفہ و امام مالک و ابن عون و ہشام بن حسان وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے احمد بن منیع اور خلاد بن اسلم وغیرہ نے روایت کی اور بلخ کے لوگوں نے تفقہ کیا۔ عبد اللہ بن مبارک آپ کے علم اور دیانت کے سبب آپکی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے آپ مدت تک بلخ کے قاضی رہے اور امر معروف و نہی منکر میں بڑا خیال رکھتے تھے لیکن حدیث کے معاملہ میں

محدثین نے آپکو ضعفاء میں سے شمار کیا ہے۔ آپ رکوع و سجود میں تین دفعہ تسبیح کہنے کی فرضیت کے قائل ہوئے۔ محمد بن فضل کہتے ہیں کہ ایک دفعہ خلیفہ کی طرف سے والی بلخ کے پاس ایک کتابت آئی جسمیں ولیعہد کی نسبت لکھا تھا کہ آتیناہ الحکم صبیا جب آپنے اس بات کو سنا تو والی بلخ کے پاس آکر کہا کہ دنیاوی منفعت میں تم اس حد کو پہونچ گئے ہو کہ کفر تک نوبت پہونچی ہے آپ نے اس کلمہ کو کئی دفعہ کہا یہانتک کہ امیر ڈرا اور اسکا سبب بیان کرنے کی التجا کی آپ جمعہ کے روز منبر پر چڑھ کر اپنی داڑھی پکڑ کر رونے لگے اور فرمایا کہ جو شخص بغیر حضرت یحییٰ پیغمبر کے ایسا کلمہ کہے وہ کافر ہے تمام لوگ یہ حال دیکھ کر رو پڑے اور جو آدمی وہ کتابت لائے تھے بھاگ گئے۔ وفات آپکی ١٩٩ھ ہجری میں ہوئی۔ پسندیدہ دین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حفص

حفص بن عبد الرحمن بلخی۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں محدث صدوق وافقہ تھے کنیت ابو عمرو تھی اور نیشاپوری کے لقب سے معروف تھے۔ اسرائیل اور حجاج بن ارطاۃ اور ثوری سے روایت کی پہلے بغداد کے قاضی مقرر ہوئے پھر قضا کو چھوڑ کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے کہتے ہیں کہ جب کبھی عبد اللہ بن مبارک نیشاپور میں آتے تو آپ کی ضرور زیارت کرتے۔ وفات آپ کی ١٩٩ھ ہجری میں ہوئی۔ نسائی نے اپنی صحیح میں آپ سے تخریج کی۔ سال وفات آپکا لفظ محبوب عالم ہے۔

خالد بن سلیمان

خالد بن سلیمان بلخی امام اعظم کے تلامذہ میں سے اہل بلخ کے امام اور نجباء ان اصحاب کے تھے جنکو امام موصوف نے فتویٰ دینے کے لیے معین کیا ہوا تھا کنیت آپکی ابو معاذ تھی روایت امام ابو حنیفہ وغیرہ سے کرتے تھے چوراسی سال کے ہوکر جمعہ کے روز ٢٦۔ ماہ محرم ١٩٩ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ زین اسلام آپکی تاریخ وفات ہے۔

معروف کرخی

معروف کرخی بن فیروز اپنے زمانہ کے مقتدائے صدر طریقت رہنمائے راہ حقیقت عارف اسرار الٰہی قطب وقت اور مستجاب الدعوات تھے۔ آپ کا باپ جو نصرانی تھا جب آپنے آپکو معلم کے پاس بھیجا اور معلم نے آپکو کہا کہ ثالث ثلاثہ کہو تو آپ نے اسوقت انکار کر کے کہا کہ میں ہو اللہ احد کہتا ہوں ہر چند استاد نے آپکو بڑی فہمائش کی مگر بے سود اور آپ سے

پاس سے بھاگ کر امام علی بن موسیٰ رضا کے پاس آگئے اور اُنکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے چند روز کے بعد جب اپنے گھر میں واپس آئے تو باپ نے پوچھا کہ تُمنے کون سا دین اختیار کیا ہے آپنے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ آپکے والدین بھی یہ بات سُنتے ہی مسلمان ہو گئے بعد ازاں آپ داؤد طائی شاگرد امام ابو حنیفہ کے پاس بیٹھے اور اُنسے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کی اور ریاضت و عبادت کا طریقہ سیکھ کر صدق و صفا میں مشار الیہ اور مقام علیا میں فائز المرام ہوئے۔ شامی میں لکھا ہے کہ آپ سے سری سقطی نے ظاہری و باطنی علوم پڑھے اور مشائخ کبار میں سے آپ مستجاب الدعوات ہیں اکثر لوگ آپ کی خانقاہ کے پاس استسقا کی نماز پڑھتے اور بارش باران پاتے ہیں وفات آپ کی سنہ ۲۰۰ہجری میں ہوئی مقبول ایزد تاریخ وفات ہے۔

حماد بن دلیل اپنے زمانہ کے امام و فقیہ اور محدث صدوق تھے اور امام ابو حنیفہ کے اُن بارہ اصحاب میں سے تھے جنکی طرف امام نے اشارہ فرمایا تھا کہ یہ قضا کی صلاحیت رکھتے ہیں آپ کی کنیت ابو زید تھی اور طبقہ صغار تبع تابعین میں سے تھے حدیث کو امام ابو حنیفہ و ثوری اور حسن بن عمارہ سے روایت کیا اور آپ سے احمد بن ابی الحواری و اسحٰق اور اسد نے روایت کی مدت تک مدائن کے قاضی رہے۔ جب کوئی شخص شیخ فضیل بن عیاض سے مسئلہ پوچھتا تو وہ فرماتے کہ ابو زید سے پوچھ لو۔ ابو داؤد نے اپنی سنن میں آپ سے تخریج کی۔

عمرو بن ذر۔ اپنے وقت کے امام۔ عالم۔ ناصح۔ واعظ۔ فقیہ جید محدث مقبول تھے۔ فقہ امام ابو حنیفہ سے اخذ کی اور آپ سے امام نے بھی حدیث روایت کی۔ آپ اکثر وعظ کیا کرتے تھے اور گاہے گاہے امام بھی آپ کی مجلس میں تشریف لاتے تھے۔ ایک دن جب بعد وعظ کے آپ نے یہ مناجات پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنَّا عَصَيْنَاكَ فَقَدْ تَرَكْنَا مِنْ مَعَاصِيْكَ اَبْغَضَهَا وَهُوَ الْاِشْرَاكُ بِكَ وَاِنْ قَصَّرْنَا فِيْ بَعْضِ طَاعَتِكَ فَقَدْ مِنْهَا بِاَحَبِّهَا اِلَيْكَ وَهُوَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو اسوقت امام بھی حاضر تھے جنھوں نے اس مناجات سے خوش ہو کر فرمایا کہ اے عمرو وعظ کہنا آپ پر ختم ہے۔

حدیقۂ سوم

تیسری صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین

حسن بن زیاد

حسن بن زیاد لولوی کوفی - امام ابو حنیفہ کے شاگردون مین سے بڑے بیدار مغز دانشمند فقیہ تھے یہانتک کہ یحیی بن آدم کہتے ہین کہ مین نے آپ سے زیادہ تر کوئی فقیہ نہین دیکھا۔ تمیر بن حذار سے جب لوگون نے پوچھا کہ حسن بن زیاد زیادہ تر فقیہ ہین یا محمد بن حسن تو انھون نے کہا کہ بخدا مین نے حسن بن زیاد کو ایسا دیکھا ہے کہ جب وہ محمد بن حسن سے کچھ سوال کرتے تھے تو یہانتک انکو مضطرب کر دیتے تھے کہ وہ رونے کے قریب ہو جاتے تھے۔

آپ سنت نبوی کے بڑے محب ومتبع تھے یہانتک کہ حسب اتباع حدیث البسوھم مما تلبسون کے جو کپڑا آپ پہنتے وہی اپنے غلامون کو بھی پہناتے تھے۔ آپکا قول ہے کہ مینے ابن جریج سے بارہ ہزار ایسی احادیث لکھی ہین جنکی فقیہون کو نہایت حاجت ہے۔ آپ نے امام ابو حنیفہ سے بکثرت روایات حفظ کین۔ سنہ ۱۹۴ ہجری مین جب حفص بن غیاث فوت ہوے تو آپ کوفہ کی قضاء کے متولی ہوے مگر پھر مستعفی ہو گئے۔ کہتے ہین کہ جب آپکی عمر تیس سال گذری تو آپ نے فقہ کا علم پڑھنا شروع کیا اور چالیسوین سال تک اسمین مشغول رہے چنانچہ اس عرصہ مین آپنے اچھی طرح بستر پر اپنی پیٹھ نہ رکھی پھر چالیس سال آپ نے فتوی دینے مین صرف کیے۔ محمد بن احمد بن حسن جو آپ کے پوتے ہین کہتے ہین کہ ایک دفعہ آپ نے کسی مسئلہ مین خطا کیا اور مستفتی چلا گیا تھا آپ اسکو نہین جانتے تھے کہ کہان رہتا ہے تاکہ اسکو صحیح مسئلہ سمجھا دین پس آپ نے منادی کرائی کہ مین نے فلان روز فلان مسئلہ کے جواب مین غلطی کی ہے پوچھنے والے کو چاہیے کہ میرے پاس آکر اپنا مسئلہ صحیح کر جائے۔ آپ علم قراءت اور اسکے طرق مین بھی بڑے عالم تھے اور قراءت کا وہ طریقہ جو امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے وہ آپ پر منتہی ہوا۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ جب آپ قضا کے لیے اجلاس کرتے تو خدا کی قدرت سے اپنا علم سب بھول جاتے یہانتک کہ اپنے اصحاب سے مسئلہ پوچھ کر حکم دیتے اور جب مجلس قضا سے برخاست ہوتے تو تمام علمی طاقت آپ کی اپنی جگہ پر واپس آجاتی پس اس عیب کی وجہ سے

بکالی نے ناراض ہوکر آپ سے استعفا لے لیا۔ احمد بن عبد الحمید حارثی کہتے ہین کہ مین نے آپ سے زیادہ کوئی نیک خلق نہین دیکھا۔ طبقات قاری مین لکھا ہو کہ ابن اثیر کی کتاب مختصر غریب احادیث الکتب الستہ مین آپکو اُن علماء مین سے شمار کیا گیا ہو کہ جو تیسری صدی کی ابتداء مین مجدد دین امت محمدیہ سے ہوگئے ہین انتہی۔ لیکن باوجود اسقدر فضیلت کے محدثین کو آپ کی نسبت تکلم ہوا اور حدیث مین آپکو ضعیف اور متروک الحدیث بتایا ہو۔ آپکی تصنیفات مین سے کتاب مجرد اور امالی مشہور ہین۔ محمد بن سماعہ اور محمد بن شجاع الثلجی اور علی بالرازی اور عمرو بن مہیر والد خصاف نے آپ سے تلمذ کیا۔ وفات آپ کی سنہ ہجری مین واقع ہوئی اسی سال امام شافعی بھی فوت ہوے۔ لولوی آپکو اسلیے کہتے تھے کہ آپ کے بزرگون مین سے کوئی لولو یعنی مروارید بیچا کرتا تھا۔ کنیت آپکی ابو علی تھی۔ جلال علم آپ کی تاریخ وفات ہو۔

حسن بن ابی مالک

حسن بن ابی مالک۔ اپنے زمانہ کے اعلم فاضل فقیہ کامل تھے۔ صیمری سے روایت ہو کہ آپ بڑے غزیر العلم اور کثیر الروایت ثقہ تھے اور اسی لیے امام ابو یوسف آپکو چارپایہ سے جو اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اُٹھا تا ہو تشبیہ دیا کرتے تھے۔ فقہ آپنے امام ابو یوسف سے اخذ کی اور آپ سے محمد بن شجاع نے تفقہ کیا۔ وفات آپ کی سنہ ہجری مین ہوئی۔ علامۂ ادوان آپ کی تاریخ وفات ہو۔

موسیٰ بن سلیمان

موسیٰ بن سلیمان جوزجانی۔ ابو سلیمان کنیت تھی۔ عالم فاضل۔ عارف مذہب۔ فقیہ متبحر۔ محدث حافظ اور معلی بن منصور کے شارک تھے فقہ تو امام محمد سے اخذ کی اور مسائل اصول و امالی کو لکھا اور حدیث کو عبد اللہ بن مبارک و امام ابو یوسف و نیز امام محمد سے سنا خلیفہ مامون نے آپ کو قضا کے لیے کہا تھا مگر آپ نے انکار کیا اور اسی سال کے ہوکر بعد سنہ ہجری کے وفات پائی۔ آپکی تصنیفات سے کتاب سیر صغیر اور نوادر یادگار ہین۔

یزید بن ہارون

یزید بن ہارون الواسطی۔ ابو خالد کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے امام کبیر اور محدث ثقہ تھے حدیث کو امام ابو حنیفہ اور مالک اور سفیان ثوری اور دونون حمادون سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے یحییٰ بن معین اور ابن مدینی نے روایت کی آپ نماز بڑی آہستگی اور طویل قراءت سے پڑھا کرتے تھے۔ وفات آپ کی سنہ ہجری مین ہوئی۔ واسطی آپ کو اسلیے کہتے ہین کہ آپ شہر

واسط کے رہنے والے تھے جو درمیان بغداد اور بصرہ کے واقع ہے اور جہان کے جنگل کی قلمین خوبی مین مشہور ومعروف ہین۔ علامہ جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عصام بن یوسف

عصام بن یوسف بن میمون بن قدامہ بلخی۔ بلخ مین اپنے وقت کے شیخ اور صاحب حدیث تھے ابو عصمہ کنیت تھی اور ابراہیم بن یوسف بلخی کے بھائی تھے۔ ابو حاتم بن حبان نے آپکو ثقات مین لکھا۔ ابن مبارک وثوری اور شعبہ سے روایت کی امام ابو یوسف کے بھی ہم صحبت رہے لیکن رفع الیدین کیا کرتے تھے اور روایت مین ثبت تھے اور اکثر خطا بھی کر جاتے تھے سنہ ۲۱۵ ہجری مین فوت ہوئے۔ قدوۂ اہل جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسین بن حفص

حسین بن حفص بن فضل بن یحییٰ ہمدانی الاصفہانی۔ فقیہ جید اور محدثین کے طبقہ کبار عاشرہ مین سے صدوق تھے مسلم وابن ماجہ نے آپ سے روایت کی۔ ابو محمد کنیت تھی فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی۔ چونکہ آپ امام ابو حنیفہ کے مذہب ہی پر فتویٰ دیا کرتے تھے اسلیے امام موصوف کی فقہ اصفہان کے ملک مین انھین کے ذریعہ سے شائع ہوئی۔ مدت تک آپ اصفہان کے قاضی رہے۔ کہتے ہین کہ آپکو ایک لاکھ درہم سالانہ کی آمدنی تھی مگر زکوۃ آپ پر بالکل واجب نہوتی تھی کیونکہ آپ کل آمدنی کو فقہا ومحدثین پر ایثار کر دیتے تھے وفات آپ کی سنہ ۲۱۱ یا ۲۱۲ ہجری مین ہوئی۔

ابراہیم بن رستم

ابراہیم بن رستم مروزی۔ علامہ وفقیہ اور محدث ثقہ تھے۔ ابو بکر کنیت اور نجم الدین لقب تھا فقہ کو امام محمد سے اخذ کیا اور آپسے نوادر کو لکھا اور حدیث کو اسمٰعیل بن جعفر اور ابی عصمہ نوح بن مریم مروزی شاگردان امام ابو حنیفہ اور نیز امام مالک وثوری وسعید وحماد بن سلمہ اور اسمٰعیل بن عیاش سے سنا اور روایت کیا۔ کئی دفعہ بغداد مین آئے اور آپ سے امام احمد حنبل اور ابو خیثمہ زہیر بن حرب نے روایت کی اور ایک جم غفیر نے تفقہ کیا۔ ہر چند خلیفہ مامون نے آپکو قضا کے لیے کہا مگر آپ نے اسکو قبول نہ کیا اور اپنے وطن کو چلے گئے اور دس ہزار درہم صدقہ دیا ۲۱۱ ہجری مین جب حج کر کے نیشاپور مین پہونچے تو وفات پائی۔ امام الزمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

معلی بن منصور

معلی بن منصور رازی۔ امام ابو یوسف وامام محمد کے اصحاب کبار مین سے بڑے حافظ حدیث ثقہ فقیہ جلیل صاحب ورع ودین وسنت تھے۔ کنیت ابو یعلی تھی۔ حدیث کو

مالک ولیث وحماد اور ابن عُیینہ سے روایت کیا اور آپ سے ابن مدینی و ابو بکر شیبہ و امام بخاری نے غیر جامع میں اور ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں روایت کی۔ آپ نے امام ابو یوسف و محمد کی کتب و امالی اور نوادر کو روایت کیا اور ۲۱۱ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ قطب اہل دین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ضحاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم الشیبانی البصری۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فاضل معتمد فقیہ کامل تھے ابو عاصم کنیت اور نبیل کے لقب سے معروف تھے۔ اصحاب صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح میں آپ سے تخریج حدیث کی اور بصرہ میں نوّے برس کی عمر میں ۲۱۲ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ میزان عدل آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسمٰعیل بن حماد بن امام ابی حنیفہ کوفی۔ عالم فاضل۔ عابد۔ زاہد۔ صالح۔ متدین۔ اپنے وقت کے امام بلا مدافعہ تھے۔ آپ نے اپنے جد امجد امام ابو حنیفہ کو نہیں دیکھا۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ فقہ اپنے والد ماجد امام حماد اور حسن بن زیاد سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے والد اور نیز عمرو بن ذر و مالک بن مغول و ابن ابی ذئب و قاسم بن معن وغیرہم سے سنا اور آپ سے سہل بن عثمان عسکری و عبد المومن بن علی الرازی اور ایک جماعت نے روایت کی اور ابو سعید بردعی نے فقہ پڑھی۔ پہلے بغداد پھر بصرہ پھر رقہ کے قاضی مقرر ہوئے آپ احکام قضا اور وقائع و نوازل میں ماہر باہر اور عارف بصیر تھے۔ محمد بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عمر کے زمانے سے آج تک کوئی قاضی آپ سے زیادہ اعلم نہیں ہوا لوگوں نے کہا کہ کیا حسن بصری بھی نہیں ہوئے کہا کہ نہیں شمس الائمہ حلوائی سے روایت ہے کہ آپ پہلے امام ابو یوسف کے پاس فقہ حاصل کرنے کے لیے جایا کرتے تھے اور تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی ترقی کر لی کہ خود آپ پر اعتراض کرنے لگ گئے۔ افسوس آپ جوان عمر میں ہی بعہد خلیفہ مامون ۲۱۲ھ ہجری میں فوت ہو گئے اگر آپ کی زندگی وفا کرتی اور آپ بڑی عمر کے ہوتے تو لوگوں میں البتہ آپ کا ایک شان عظیم اور رتبہ فخیم ظاہر ہوتا۔ آپ نے ایک کتاب جامع فقہ اور ایک کتاب قدریہ کے رد میں اور ایک کتاب ارجاء میں تصنیف فرمائی۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ آپکا ایک ہمسایہ خراسی فرقہ رافضیہ میں سے تھا اسکے دو خچر تھے جنمیں سے ایک کا نام

بسبب تعصب کے ابوبکر اور دوسرے کا عمر نام رکھا ہوا تھا اتفاقاً ایک رات اُنمین سے ایک خچر نے اُسکو ایسی لات ماری کہ وہ مر گیا آپ نے لوگون سے فرمایا کہ ہمارے جد امجد امام اعظم نے پیشین گوئی کی تھی کہ اسکو عمر ہلاک کریگا پس اب تم جاکر دریافت کرو کہ کس خچر نے اُسکو ہلاک کیا ہے جب لوگون نے دریافت کیا تو اُسکا قاتل عمر ہی نکلا۔ حصن دین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

بشر بن ابی ازہر یزید نیساپوری۔ کوفہ کے مشہورین فقہاء مین سے عالم فاضل فقیہ محدث تھے فقہ امام ابویوسف سے حاصل کی اور حدیث کو عبداللہ بن مبارک و ابن عیینہ اور شریک سے سماعت کیا اور آپ سے علی بن مدینی و محمد بن یحییٰ ذہلی نے روایت کی۔ مدت تک نیساپور کے قاضی رہے اور ۲۱۳ھ ہجری مین فوت ہوے۔

خلف بن ایوب بلخی۔ امام زفر و امام محمد کے اصحاب مین سے فقیہ محدث۔ عابد۔ زاہد صالح تھے کنیت ابوسعید تھی۔ فقہ امام ابویوسف سے اخذ کی اور حدیث کو اسرائیل بن یوسف سے سنا اور اسد بن عمرو عوف اور معمر سے روایت کیا اور آپ سے امام احمد اور ابوکریب وغیرہ نے روایت کی اور صحیح ترمذی مین یہ حدیث آپ سے روایت ہوئی خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن سمت وفقہ فی الدین مدت تک آپ ابراہیم بن ادہم کی صحبت مین رہے اور اُنسے طریق زہد اخذ کیا ضمیری سے روایت ہے کہ اگر خلف بن ایوب کا علم جمع کیا جائے تو البتہ علی رازی کے علم کے برابر ہو مگر یہ کہ آپ نے اپنے علم کو زہد و صلاحیت مین ظاہر کیا۔ آپ سے بہت مسائل ظاہر ہوے ہین جنمین سے ایک یہ ہے کہ مین اُس شخص کی شہادت قبول نہین کرتا جو مسجد مین فقیر کو خیرات دے۔ کہتے ہین کہ ایک دفعہ آپ بیمار ہوے جب نماز کا وقت آتا تو اپنے اصحاب کو کہتے کہ مجھکو کھڑا کرو اور تکبیر کہنے تک مدد دو پھر چھوڑ دو چنانچہ آپ کے اصحاب ایسا ہی کرتے پس آپ تندرستون کی طرح نماز ادا کر لیتے اور جب سلام پھیرتے تو مارے ضعف کے زمین پر گر پڑتے لوگون نے اسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مرض امر الٰہی سے برابری نہین کر سکتا۔ ایک دفعہ نماز کی حالت مین آپ کو زنبور نے کاٹا اور خون نکلا آپ کے بیٹے نے شور مچایا کہ آپ کا وضو ٹوٹ گیا آپ نے فرمایا کہ بخدا مجکو زنبور کے کاٹنے کی کچھ خبر نہین ہوئی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بیمار ہوے اور امیر داؤد آپ کی عیادت کو آیا

آپ نے اُس سے منہ پھیر کر دیوار کی طرف کر لیا آپکے صاحبزادے یوسف نے کہا کہ آپ تمام رات نہین سوئے اب آرام کیا ہی آپ بولے کہ ای لڑکے جھوٹ بولنا حرام ہی مین سوتا نہین ہون لیکن مین نے حدیث مین دیکھا ہی کہ امیرون سے بات کرنی حرام ہے اب مین اس شک مین ہون کہ آیا آنکی طرف دیکھنا بھی حرام ہی یا نہین پس مین نہین چاہتا کہ مشتبہ امر کا مرتکب ہون جب داؤد نے یہ بات سُنی تو وہ خدا کی درگاہ مین زار زار رویا اور دعا کی کہ یا آلٰہی خلف بن ایوب مجھ سے نفرت کرتے ہین اور مین آنکی زیارت سے تیرا تقرب چاہتا ہون پس مجکو بخش دے کہتے ہین کہ جب داؤد فوت ہوا تو لوگون نے اُسے خواب مین دیکھکر پوچھا کہ خدا نے تجھ سے کیا سلوک کیا اُسنے جواب دیا کہ بسبب اُس دعا کے جو مین نے کی تھی خدا نے مجکو بخش دیا۔ وفات آپ کی بقول صحیح ۲۰۵ ہجری مین ہوئی۔

محمد بن عبد اللہ
محمد بن عبد اللہ بن مثنیٰ بن عبد اللہ بن انس بن مالک الانصاری البصری امام زفر کے اصحاب مین سے محدث ثقہ فقیہ جید تھے امام احمد و ابن مدینی اور ائمہ صحاح ستہ نے آپ سے حدیث کی روایت کی۔ بعد ابن معاذ کے بصرہ کی قضا آپکو دیگئی پھر بغداد مین عسکر کی قضا پر مقرر ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد پھر بصرہ کے قاضی ہوئے جہان ۲۱۵ ہجری مین وفات پائی۔ "قطب عدل" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن جراح
ابراہیم بن جراح کوفی نزیل مصر عالم فاضل فقیہ محدث تھے فقہ و حدیث کو امام ابو یوسف سے اخذ کیا اور سنا اور آنسے اور ابی جعد وغیرہ سے امالی کو لکھا۔ امالی جمع املا کی ہے اور املا اسکو کہتے ہین کہ ایک عالم کے ارد گرد اُسکے شاگرد کاغذ و قلم لیکر بیٹھ جائین اور جو تقریر وہ کرے اُسکو لکھتے جائین یہانتک کہ ایک کتاب بنجائے چنانچہ علمائے سلف اہل حدیث و فقہ و عربی کا افادۂ علوم مین ایسا ہی دستور تھا۔ آپ مدت تک کوفہ کے قاضی رہے اور ماہ محرم ۲۱۷ ہجری مین وفات پائی "آئینۂ عالم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

علی بن معبد
علی بن معبد بن شداد الرقی۔ امام محمد کے اصحاب مین سے محدث اجل۔ فقیہ کامل شیخ ثقہ مستقیم الحدیث حنفی المذہب امام احمد کے طبقہ مین سے تھے آپ کی ابو الحسن اور ابو محمد دو کنیتین تھین مرو سے اپنے باپ کے ساتھ مصر مین آئے اور وہین سکونت اختیار کی

حدیث کو امام محمد اور عبد اللہ بن عمر الرقی و ابن مبارک وعتاب بن بشیر و مالک و لیث و ابن عیینہ وعباد بن عباد و ابن وہب وعبد الوہاب ثقفی و جریر و اسمٰعیل بن عیاش و ابی الاحوص کوفی وعیسی بن یونس و امام شافعی و موسی بن اعین و ہشیم اور وکیع وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور نیز امام محمد سے آپکی جامع کبیر اور جامع صغیر کو روایت کیا اور آپ سے اسحاق بن منصور و خشنش بن اصرم وعبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الحکیم وعبد العزیز بن یحیی مدینی و یحیی بن معین و یونس بن عبد الاعلی و محمد بن اسحق و محمد بن عبد الملک بن زنجویہ و یحیی بن سلیمان جعفی و یعقوب بن سفیان و دحیم و ابو عبید القاسم بن سلام و بحر بن نصر و علی بن سعید بن نوح و اسمٰعیل سمویہ و مقدام بن داؤد و ہارون بن کامل مصری نے روایت کی اور نیز صاحب ترمذی اور نسائی نے اپنی اپنی صحیح مین آپ سے تخریج کی۔ وفات آپ کی ۲۰ رمضان ۲۱۸ھ ہجری مین ہوئی۔ قطب زمین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن حفص المعروف بہ ابی حفص کبیر بخاری ۔ مجتہد عصر امام دہر فاضل بے عدیل فقیہ بے تمثیل تھے فقہ و حدیث امام محمد سے حاصل کی آپ کے اصحاب ستعد رہتے تھے کہ شمار مین نہ آسکتے تھے چنانچہ سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ بخارا کے پاس ایک گانون آباد ہے جہان فقہا کی ایک جماعت آپکے اصحاب مین سے رہتی تھی۔ کہتے ہین کہ آپ اور خلف بن ایوب اور ابو سلیمان تینون امام محمد سے تحصیل علم کیا کرتے تھے خلف بن ایوب اور ابو سلیمان جسقدر ایک برس مین یاد کیا کرتے تھے آپ ایک مہینہ مین یاد کر لیا کرتے تھے اور جو وہ ایک مہینہ مین حفظ کرتے تھے آپ ایک ہفتہ مین ازبر کر لیتے تھے اور نیز وہ دونون جو کچھ پڑھتے تھے وہ لکھ لیا کرتے تھے مگر آپ کچھ نہین لکھتے تھے انھون نے اسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مین اپنے سینہ مین لکھتا جاتا ہون انھون نے کہا کہ یہ بات ہمنے مانی لیکن اگر آپ لکھتے جائین تو بعد وفات کے آپکی نشانی باقی رہے آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو درست ہے لیکن مین کیا کرون کہ میرے ساتھ وطن مین دریا حائل ہے مبادا جب مین واپس جاؤن تو کشتی مین پانی آجاوے اور کتابون کو بھگو دے جس سے میری محنت کتابت برباد جاوے مگر وہ بضد ہوے پس آپ نے بھی لکھنا شروع کیا یہانتک کہ جب تینون نے علم تحصیل کرکے فتوی دینے کی اجازت امام محمد سے حاصل کی تو خلف تو بلخ اور ابو سلیمان سمرقند کو گئے

اور آپ کشتی مین بیٹھ کر بخارا کیطرف آئے اتفاقاً جیسا آپ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ آپکی کشتی مین پانی بھر گیا اور تمام کتابین بھیگ گئین آخر آپ جان بچا کر بمشکل کنارہ پر پہونچے اور کسی آدمی کو بخارا مین بھیجکر کتابت کا سامان منگوایا اور جسقدر پڑھا تھا اسکو یاد پر لکھنا شروع کیا اور ایسا لکھا کہ بجز تین یا پانچ مسئلون کے الف اور واو تک مقدم و موخر نہونے پایا - کفایہ و عنایہ شروح ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ امام شمس الائمہ فرماتے ہین کہ آپ کے زمانہ مین امام بخاری صاحب صحیح بخارا مین تشریف لائے اور فتوی دینا شروع کیا جب آپ کو اس حال سے خبر ہوئی تو آپ نے اس سے منع کر کے فرمایا کہ آپ فتوی دینے کے لائق نہین ہین مگر امام بخاری باز نہ آئے آخر الامر ایک دن لوگون نے ان سے پوچھا کہ اگر دو لڑکون نے ایک بکری یا گائے کا دودھ پیا ہو تو انکا کیا حکم ہے امام بخاری نے کہا کہ انمین حرمت رضاع کی ثابت ہو جاتی ہے جب لوگون نے انکی فقاہت کی یہ لیاقت دیکھی تو ہجوم کر کے انکو بخارا سے نکالدیا - کہتے ہین کہ بخارا مین ایک دفعہ ایسا قحط نازل ہوا کہ گیہون کا ایک بوجھ جسکو ایک گدھا اٹھا سکے ایک دینار کو میسر آتا تھا آپ نے یہ حال دیکھکر اپنے خزانچی کو فرمایا کہ جسقدر خزانہ ہے اسکے گیہون خرید کر لوگون کو ارزان دینے شروع کر دو چنانچہ ایک خروار گیہون کا سو دینار کو خرید کر آپ بیچنا شروع کیا یہانتک کہ دس دینار تک پہونچ گئے تھے کہ خزانہ خالی ہو گیا آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ ہمنے آخرت کا خزانہ پُر کیا - ایک پیر مرد آپ کی خدمت مین اکثر آیا کرتا تھا مگر پوچھتا کچھ نہین تھا آپ نے اس سے پوچھا کہ تم کس لیے اس کثرت سے ہمارے پاس آتے ہو پیر مرد نے عرض کیا کہ مین تین باتون کے لیے آتا ہون جو آپ سے مین نے سنی ہین - اول یہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ العالم والمتعلم فی الاجر سواء - سوم ان مجلس العالم ینزل لہ رحمة من السماء وینادی منادی الله یقول انی قد غفرت ذنوبکم وبدلت سیئاتکم حسنات ارجعوا مغفورین سوم النظر الی وجہ العالم عبادة آپ یہ بات سنکر رو پڑے اور فرمایا کہ یہ بات صحیح ہے مگر نہ مجھ جیسے عالم کے دیکھنے مین ثواب ہے بلکہ یہ منصب خلف بن ایوب جیسے عالم کو حاصل ہے یہ بات سنکر شخص مذکور بخارا سے بلخ مین آیا اور خلف بن ایوب کی مجلس مین کثرت سے آنا شروع کیا آخر الامر خلف نے ایک دن اس سے اس بات کا سبب پوچھا اسنے وہی جواب دیا

جو آپ کو دیا تھا خلعت اس بات سے نا راض ہوئے اور فرمایا کہ بات اسی طرح ہی مگر نہ مجھ جیسے عالم کے دیکھنے مین بلکہ ابو حفص کبیر جیسے عالم کی زیارت مین ثواب ہی۔ کہتے ہین کہ آپ نے ایک دفعہ چاہا کہ مکان بنوا کر وقف کر دین معمارون سے آپ نے لاگت کی نسبت پوچھا انھون نے کہا کہ اسی ہزار درم اس مکان پر لاگت آئیگی پس آپ نے اسی ہزار درم نقد صدقہ کر دیا اور فرمایا کہ چونکہ میری نیت ثواب کی ہی اسلیے مین نہین چاہتا کہ اس کام کا سرانجام شاید شرائط کی مخالفت سے عذاب اُخروی کا مستحق ٹھہرے۔ محمد بن طالوت والی بخارا نے چاہا کہ آپ کی زیارت کرے لوگون نے اُسکو ممانعت کر کے کہا کہ تو اُنکے سامنے اُنکے دبدبہ کے سبب سے بات بھی نہ کر سکیگا لیکن اُسنے نہ مانا اور ملاقات کے لیے گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا آپ نے اُس سے ہر چند پوچھا کہ تیرا مطلب کیا ہی مگر آپ کی ہیبت سے کچھ نہ کہہ سکا جب وہان سے رخصت ہو کر مکان پر آیا تو لوگون سے اُسنے کہا کہ جیسا تم کہتے تھے وہی ہوا کہ جب امام نے میری طرف دیکھا تو مین بیہوش ہو گیا تھا آپ نے ۲۱۱ھ ہجری مین فرمایا تھا کہ اگر مین ان سات سال آیندہ مین نہ مرون تو خدا کے نزدیک میری کچھ بھی قدر نہین ہوا ایسا ہی ہوا کہ ابھی سات برس گذرنے نہ پائے تھے کہ آپ ۲۱۸ھ ہجری مین اس دار فانی سے رحلت کر کے عالم جاودانی ہوے۔ عابد عالم آپ کی تاریخ وفات ہو۔

بشر مریسی

بشر بن غیاث بن عبد الرحمن مریسی معتزلی۔ عالم فاضل فلسفی متکلم صاحب ورع و زہد لیکن مرجی تھے امام اعظم کی صحبت حاصل کی اور آپ سے تھوڑا سا اخذ بھی کیا پھر امام ابو یوسف کی صحبت اختیار کر کے آپ سے تفقہ کیا اور حدیث کو سنا اور نیز حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا یہانتک کہ فائق ہو کر امام ابو یوسف کے اخص اصحاب مین سے ہوے کہتے تھے کہ مشائخ صوفیہ کی باتون سے کسی بات نے میرے دل مین قرار نہین پکڑا یہانتک کہ مین نے دو گواہ اہل کتاب و سنت سے اُسپر ناطق نہین پائے مگر چونکہ اخیر مین آپ علم کلام اور فلسفہ مین مصروف ہو گئے تھے اسلیے لوگ آپ سے پھر گئے اور امام ابو یوسف اکثر آپ کی مذمت کرتے اور جب سامنے آتے تو مُنہ پھیر لیتے تھے آپ نے امام ابو یوسف سے بہت سی روایات اور مذہب مین اقوال بیان کیے جنمین سے غریب قول

یہہ کہ کدشے کا کھانا جائز ہے- تاریخ خلکان مین لکھا ہے کہ آپ مرجی تھے چنانچہ فرقۂ مریسیہ آپکی ہی طرف منسوب ہے اور آپ کثرت شغل علم کلام و فلسفہ کے سبب سے خلق قرآن کے قائل ہوے اور کہا کہ آفتاب و ماہتاب کو سجدہ کرنا کفر نہین بلکہ کفر کی علامت ہے اسی طرح اور بہت سے اقوال شنیع آپسے صادر ہوے جنکے سبب سے عہد خلیفہ رشید مین سزایاب بھی ہوے امام شافعی کے ساتھ اکثر مناظرہ رکھتے تھے نحو کا علم نہین جانتے تھے آواز بہت بڑی تھی باپ آپ کا یہودی رنگریز تھا جو کوفہ مین رہتا تھا- وفات آپ کی سنہ ۲۱۸ یا ۲۱۹ ہجری مین ہوئی- مریس جسکی طرف آپ منسوب ہین ایک قصبہ ہے جو ملک مصر مین واقع ہے-

شداد بن حکیم
شداد بن حکیم بلخی- امام زفر کے اصحاب مین سے بڑے فقیہ محدث اور احمد بن عمران استاذ طحاوی کے شیخ تھے ابو عاصم ضحاک ملقب بہ نبیل نے امام ابو حنیفہ کی وفات کے بعد آپ کی صحبت کی اور فقہ کو اخذ کیا- پہلے آپکو بلخ کی قضا کے لیے کہا گیا تھا مگر آپ نے انکار کیا پھر کسیقدر مدت کے بعد آپ نے خود قضا کو طلب کیا لوگون نے آپ کو ملامت کی آپ نے فرمایا کہ اسوقت میرے سوا اور بہت سے عالم قضا کی صلاحیت رکھتے تھے اور اب کوئی نہین رہا اسلیے مین نے ڈر کر اسکو اب طلب کیا ہے کہ ایسا نہو کل کو مجھسے مواخذہ کیا جاوے- خلف بن ایوب کہتے ہین کہ ایک دفعہ آپ کی زوجہ نے آپکے پاس خادم کے ہاتھ سحری کا طعام بھیجا خادم نے واپس آنے مین دیر کی اسپر آپ کی زوجہ نے خادم کو متہم کیا آپ نے فرمایا کچھ بات نہین جانے دو مگر اسنے نہ مانا اور یہانتک گفتگو نے طوالت کھینچی کہ آپ نے عورت کو فرمایا کہ کیا تو غیب کا علم جانتی ہے اسنے کہا کہ ہان اسپر آپ کے دل مین کچھ بات آگئی اور امام محمد کے پاس صورت حال لکھ کر بھیج دی انھون نے تجدید نکاح کا حکم دیا کیونکہ عورت کافر ہوگئی تھی- وفات آپ کی سنہ ۲۱۰ ہجری مین ہوئی- کامل الزمان آپ کی تاریخ وفات ہے-

عیسیٰ بن ابان
عیسیٰ بن ابان بن صدقہ- حفاظ حدیث مین سے افقہ تھے کنیت ابو موسیٰ تھی- فقہ امام محمد سے حاصل کی اور حدیث کو اسمٰعیل بن جعفر و ہاشم بن بشیر و یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ و امام محمد وغیرہ سے سنا اور روایت کیا- طحاوی نے بکار بن قتیبہ سے روایت کی ہے کہ مین نے ہلال بن یحییٰ کو سنا کہ وہ کہتے تھے کہ اہل اسلام مین عیسیٰ بن ابان سے کوئی افقہ قاضی نہین ہوا-

ابو حازم کا قول ہے کہ مین نے اہل بغداد سے بجز عیسی بن ابان اور بشر بن الولید کے کوئی بکر حدیث نہین دیکھا۔ محمد بن سماعہ کہتے ہین کہ عیسی بن ابان ایک خوبصورت جوان تھے اور ہمارے ساتھ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور مین آپ کو امام محمد کی مجلس کے حاضر ہونے کے لیے اکثر کہا کرتا تھا جسکا آپ یہ جواب دیا کرتے تھے کہ ہم حافظ حدیث ہو کر ایسی قوم کی صحبت مین حاضر نہین ہونے جو حدیث کی مخالفت کرتی ہو۔ پس ایک دن جب ہمنے صبح کی نماز پڑھی تو آپ کو مین نے طوعًا و کرہًا امام محمد کی مجلس مین لیجا کر بٹھا دیا جب امام محمد تقریر سے فارغ ہوگئے تو مین نے امام محمد سے کہا کہ یہ آپکے برادر زادے عیسی بن ابان جو بڑے حافظ و عارف حدیث ہین مین نے انکو آپ کی مجلس مین حاضر ہونے کے لیے کہا تھا جسپر انھون نے انکار کرکے کہا کہ وہ حدیث کی مخالفت کرتے ہین مین انکی مجلس مین نہین جاتا اسپر امام محمد نے عیسی بن ابان کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ ای میرے پیارے بیٹے کون سی ہماری مخالفت حدیث مین آپ نے دیکھی ہے اسپر آپ نے ۲۵ باب حدیث سے پوچھے پس امام محمد جواب کے لیے بیٹھ گئے اور ہر ایک کا جواب دلائل و شواہد مع ناسخ و منسوخ کے ایسی شرح و بسط سے دیا کہ آپ قائل ہوگئے اور امام محمد کی صحبت لازمی و ضروری سمجھ کر چھ ماہ تک آنسے فقہ پڑھتے رہے اور آپ سے قاضی ابو حازم عبد الحمید استاذ طحاوی نے تفقہ کیا۔ جب قاضی یحیی بن اکثم خلیفہ مامون کے ساتھ شہر قم کی طرف تشریف لیگئے تو وہ آپ کو عسکر کی قضا پر مقرر کر گئے اور جب وہ واپس آئے تو آپ بصرہ کی قضا پر مقرر ہوئے یہانتک کہ ماہ محرم ۲۲۱ھ ہجری مین بمقام بصرہ وفات پائی۔ کتاب حجج آپ کی تصنیف سے یادگار ہے۔ کوکب اہل قبلہ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

خزاعی نعیم بن حماد بن معاویہ بن حارث خزاعی مروزی۔ محدث صدوق فقیہ فاضل اور عارف فرائض مخطی کثیر تھے جن احادیث مین آپ نے خطا کی ہے انکو ابن عدی نے تلاش کرکے کہا ہے کہ باقی حدیث آپ کی مستقیم ہے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ مرو سے مصر مین اقامت اختیار کی تھی لیکن فتنہ قول تخلیق قرآن مین مصر سے نکالے گئے۔ آپ ہی نے پہلے پہل مسند جمع کی اور امام ابو حنیفہ سے فرضیت وتر کی روایت کی آپ وہی خزاعی ہین جو امام بخاری اور ابن معین کے شیخ ہین۔ آپ نے مقام سامرہ مین بحالت حبس سنہ ۲۲۸ یا ۲۲۹ ہجری مین

وفات پائی "زیب دہر" اور "نادی دہر" آپ کی تاریخ وفات ہین۔

فرخ مولی

فرخ مولی امام ابو یوسف۔ محدث ثقہ۔ فقیہ فاضل تھے امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین و امام بخاری و مسلم و ابو داؤد و ابو زرعہ و ابراہیم حرانی اور بغوی نے آپ سے حدیث لی اور آپ کی توثیق کی۔ آپ صغر سنی ہی تھے جب آپ نے امام ابو حنیفہ کو دیکھا تھا اور آپکے جنازے پر حاضر ہوئے تھے فقہ امام ابو یوسف سے اخذ کی اور آپ سے احمد بن ابی عمران نے تفقہ کیا طحاوی نے احمد بن ابی عمران سے روایت کی ہے کہ فرخ مولی کہتے تھے کہ امام ابو یوسف کے پاس جب کوئی ایسا شخص آنے کی اجازت طلب کرتا جسکا داخل ہونا وہ مکروہ سمجھتے تو سرہانے پر سر رکھ دیتے اور ہم سے کہتے کہ کہدو کہ ابھی اُنھون نے سرہانے پر سر رکھا ہے تاکہ وہ یہ ظن کرکے کہ شاید وہ سوگئے ہین واپس چلا جائے۔ آپ سنہ ۱۳۶ ہجری مین پیدا ہوئے تھے اور سنہ ۲۳۲ ہجری مین بغداد مین وفات پائی۔ سال وفات آپ کا "نادی دہر" ہے۔

اسمٰعیل بن ابی سعید

اسمٰعیل بن ابی سعید الطبری الاصل الجرجانی۔ امام محمد کے اصحاب مین سے اپنے زمانے کے امام فاضل فقیہ محدث تھے۔ ابو اسحٰق کنیت اور شالنجی کے نام سے معروف تھے فقہ امام محمد سے اخذ کی اور حدیث کو ابن عیینہ و یحییٰ قطان اور امام محمد سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ضحاک بن حسین استرآبادی اور ابو العباس احمد بن عباس سعودی نے روایت کی۔ حضرت ابابکر صدیق و عمر خطاب و عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل مین ایک کتاب نہایت عمدہ لکھی سمعانی نے لکھا ہے کہ آپ نے کئی کتابین فقہ مین تصنیف کین اور ایک کتاب مسمی بہ بیان تصنیف کی جسمین امام محمد سے مسائل حکایت کرکے اُن پر اعتراض کیا ہے اس کتاب کو آپسے لیکر امام احمد بن حنبل لکھا کرتے تھے اور امام احمد نے کہا ہے کہ آپ فقیہ عالم تھے۔ وفات آپ کی سنہ ۲۳۰ اور بقول بعض سنہ ۲۲۰ ہجری مین ہوئی۔

علی بن جعد

علی بن جعد بن عبید جوہری بغدادی۔ امام ابو یوسف کے اصحاب مین سے حافظ حدیث ثقہ معتمد۔ متقن صدوق تھے۔ ابو الحسن کنیت تھی بنی ہاشم کے غلام آزاد کردہ تھے امام ابو حنیفہ کو دیکھا اور آنکے جنازہ پر حاضر ہوئے آپ نے حدیث کو جریر بن عثمان و شعبہ و ثوری و امام مالک و ابن ابی ذئب و معرف بن واصل و شبان بن عبد الرحمٰن و صخر

بن جویریہ وعبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان وقیس بن الربیع ویزید بن عمر التستری وابی اسحق الفزاری ومحمد بن راشد مکحولی اور مبارک بن فضالہ وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے امام بخاری وابوداؤد ویحییٰ بن معین وابوبکر بن ابی شیبہ وابو قلابہ وزیاد بن ایوب وخلف بن سالم واسحق بن ابی اسرائیل وابوزرعہ ویعقوب بن شیبہ وموسیٰ بن ہارون وصالح بن محمد اسدی وابن ابی الدنیا وابراہیم الحربی وابویعلی وابوالقاسم عبداللہ بن محمد البغوی وغیرہم نے روایت کی۔ جعفر طیالسی ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ آپ بغداد کے لوگوں میں سے شعبہ کی روایت میں اثبت ہیں۔ ابوحاتم نے کہا ہے کہ میں نے محدثین میں سے آپ کے سوا کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ ایک لفظ پر حدیث بیان کرتا ہو اور اس کو متغیر نہ کرتا ہو۔ عبدوس کہتے ہیں کہ مجھکو معلوم نہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ کسی حافظ سے ملاقات کی ہو اسپر محاملی نے کہا کہ وہ تو عقیدہ جہم کے ساتھ متہم ہیں۔ عبدوس نے جواب دیا کہ ایسا ہی کہا گیا ہے لیکن اصل میں ایسا نہیں بلکہ آپ کا بیٹا حسن جو بغداد کا قاضی ہے جہم کے قول کا قائل ہے۔ آپ سنہ ۱۴۲ ہجری میں پیدا اور سنہ ۲۳۲ میں فوت ہوئے۔ "کعبہ دین و دنیا" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

نصر بن زیاد نیشاپوری۔ فقیہ محدث آمر بالمعروف ناہی عن المنکر اور قاضی تھے ابو محمد کنیت تھی فقہ امام محمد سے اخذ کی اور حدیث کو عبداللہ بن مبارک سے سنا آپ کا قاعدہ تھا کہ آپ ہمیشہ رات کو قائم رکھتے اور ہفتہ میں دوشنبہ و پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھا کرتے تھے چھیاسٹھ سال کے ہو کر سنہ ۲۳۳ ہجری میں وفات پائی۔ "نجم علم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن سماعہ بن عبداللہ بن ہلال بن وکیع تمیمی کوفی۔ سنہ ۱۳۰ ہجری میں پیدا ہوئے فقیہ کامل محدث حافظ ثقہ صدوق تھے یہانتک کہ ابن معین کہتے ہیں کہ اگر اہل حدیث ایسی تصدیق کرنے والے حدیث میں ہوتے جیسے کہ محمد بن سماعہ رائے میں ہیں تو البتہ نہایت عمدہ بات ہوتی کنیت ابو عبداللہ رکھتے تھے آپ نے فقہ کو امام یوسف وامام محمد اور حسن بن زیاد سے اخذ کیا اور حدیث کو لیث بن سعد اور نیز امام ابو یوسف و محمد سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابو جعفر احمد بن ابی عمران بغدادی شیخ طحاوی وابوبکر بن محمد قمی اور عبداللہ بن جعفر ابو علی رازی وغیرہم نے تفقہ کیا سنہ ۱۹۲ ہجری میں جب امام ابو یوسف کے بیٹے قاضی یوسف فوت ہوئے تو خلیفہ مامون نے

بغداد کی قضا آپکے سپرد کردی مگر جب آپ کو ضعف بصر لاحق ہوا تو آپ نے استعفا دیدیا۔
آپ نے امام ابو یوسف و امام محمد سے کتاب نوادر کو لکھا اور کتاب ادب القاضی اور کتاب
محاضر اور سجلات وغیرہ تصنیف کین۔ باوجودیکہ آپ بڑے مسن ہوگئے تھے مگر اسقدر توانا تھے
کہ گھوڑے پر بخوبی چڑھتے اور بکر شکنی کرسکتے اور دن رات مین دو سو رکعت نماز نفل
پڑھا کرتے تھے چنانچہ نوے سال کی عمر مین آپ نے ایک دفعہ وصال کا روزہ رکھا پھر رات کو
دو رکعت نماز نفل مین قرآن ختم کیا اور سحر کے وقت ایک باکرہ لڑکی سے جماع کرکے
اسکی بکارت زائل کی۔ آپ خود کہتے تھے کہ ہماری چالیس سال مین جماعت کے ساتھ
تکبیر اولی فوت نہین ہوی مگر صرف ایک اُس روز جبکہ ہماری والدہ ماجدہ فوت ہوئی تھی
اور یہ بھی کہتے تھے کہ ایک دن ہم جماعت کے ساتھ نماز مین حاضر نہین ہوسکے تھے
پس ہم نے اسکی تلافی کے ارادہ سے پچیس دفعہ نماز پڑھی اتنے مین غنودگی آگئی کسی نے کہا کہ
اے محمد اگرچہ آپنے پچیس دفعہ نماز پڑھی مگر یہ تامین الملائکہ کے ساتھ کب برابری کرسکتی ہے جب
آپ ۲۳۲ھ ہجری مین فوت ہوے تو یحیی بن معین نے آپ کے حق مین کہا کہ قد مات ریحانۃ العلم
من اہل الرائے یعنے تحقیق خوشبو علم کی اہل رائے مین سے فوت ہوگئی۔ امام وو عالم آنکی تاریخ وفات ہے

حاتم بن اسمعیل بلخی المعروف بحاتم اصم مشائخ بلخ مین سے زاہد زمانہ عابد یگانہ معرض
عن الدنیا متقبل عقبیٰ ریاضت و ورع و صدق و احتیاط مین بے بدل تھے حتی کہ آپ کے حاتم اصم
حق مین شیخ جنید فرماتے تھے کہ آپ ہمارے زمانہ کے صدیق ہین۔ ابو عبدالرحمن کنیت تھی
امام ابو حنیفہ کے اتباع مین سے تھے آپ نے شریعت و طریقت کو شقیق بلخی اصحاب
امام ابو یوسف سے حاصل کیا۔ آپ کا قول ہے کہ جو شخص بغیر فقہ کے عبادت کرے وہ مثل
خراس کے گدھے کے ہے۔ ایک دفعہ امام احمد نے آپ سے پوچھا کہ لوگون سے کس طرح خلاصی ہوسکتی ہے
آپ نے فرمایا کہ تین چیزون سے ایک یہ کہ انکو چیز دیکر پھر اُن سے طلب نہ کیجائے دوسرے
انکا حق ادا کرکے اپنا حق اُنسے طلب نہ کیا جائے تیسرے اُنسے مکروہات کا تحمل کیا جائے
اور خود کسی کو رنج نہ پہونچایا جائے امام نے فرمایا کہ ان باتون پر عمل کرنا بغیر توفیق الٰہی کے نہایت مشکل
بلکہ محال ہے۔ تشدد نفس اور دقائق مکر نفس مین آپکے کلمات عجیب ہین اور رسائل [illegible] ہین

تاریخ ابو الفداء میں لکھا ہے کہ آپ اصل میں بہرے نہیں تھے بلکہ اسلیے اس نام سے ملقب ہوئے تھے کہ ایک روز ایک عورت آپ سے مسئلہ پوچھنے آئی تھی اتفاقاً اُس سے ہوا صادر ہوگئی جس سے وہ نہایت شرمسار ہوئی آپ نے بایں خیال کہ یہ جان لے کہ انھوں نے آواز نہیں سنی اُس سے فرمایا کہ اونچی بیان کر اُس پر عورت یہ خیال کر کے کہ یہ بہرے ہیں اور انھوں نے میری ہوا صادر ہونے کی آواز کو نہیں سنا خوش ہوگئی اور آپ پر یہ نام غالب آگیا۔ وفات آپ کی ۲۳۷ھ میں ہوئی "قبلۂ اہل دین" آپکی تاریخ وفات ہے۔

بشر بن الولید بن خالد کندی۔ امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے بڑے فقیہ محدث ثقہ دیندار صالح عابد تھے فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی اور اُنسے کتب و امالی کو روایت کیا حدیث کو آپ نے امام مالک و حماد بن زید وغیرہ سے سُنا اور آپ سے حافظ ابو نعیم موصلی اور بغوی اور ابو یعلیٰ اور حامد بن شعیب وغیرہ نے روایت کی اور نیز ابو داؤد نے اپنی سنن میں آپ سے روایت لی۔ عبد الرحمن سلمی کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی نسبت دار قطنی سے پوچھا انھوں نے کہا کہ ثقہ تھے۔ آپ معتصم باللہ کے زمانہ میں بغداد کے قاضی مقرر ہوئے کلمہ کے باب میں بحث تھی میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ آپ منصور کے عہد میں حسین کی قضا کے ۲۱۲ تک متولی رہے بڑے عابد تھے یہاں تک کہ جب پیری کی حالت میں فالج کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو رات دن میں دو سو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے ہر چند کوشش کی گئی کہ آپ خلق قرآن کے قائل ہوں مگر نہ ہوئے اسلیے معتصم باللہ نے آپ کو قید کر دیا جب متوکل مسند خلافت پر بیٹھا تو آپ کی رہائی ہوئی۔ صالح بن محمد نے آپ کو صدوق بتلایا۔ آجری نے کہا ہے کہ میں نے آپ کے باب میں ابو داؤد سے پوچھا انھوں نے کہا کہ ثقہ تھے۔ فتاویٰ بزازیہ میں منقول ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم اکثر ابن عیینہ کے پاس رہا کرتے تھے جب کوئی مشکل مسئلہ انکے پاس آتا تو وہ پکار کر کہتے کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے کوئی شخص یہاں موجود ہے سب حاضرین میری ہی طرف اشارہ کرتے تھے۔ خلیفہ مامون کے عہد میں آپ کو مکہ معظمہ کی قضا دی گئی آپ عمدہ مذہب اور نیک عقیدہ رکھتے تھے لوگوں نے آپ سے فقہ و نوادر و مسائل کا یہانتک استفادہ کیا کہ ان کا جمع کرنا ناممکن ہے۔ آپ نے نہایت بوڑھے ہو کر ۲۳۸ھ ہجری میں

جب آپ فوت ہوئے تو مین نے چاہا کہ کسی طرح آپ کو خواب مین دیکھ کر پوچھون کہ تمھارا کیا حال گذرا۔ پس ایسا ہی ہوا کہ ایک رات مین نے آپ کو خواب مین دیکھ کر پوچھا کہ خدا نے آپ سے کیا سلوک کیا آپ نے کہا کہ بخشدیا مگر زجر کر کے فرمایا کہ اے یحیی دنیا کو تو نے اپنے اوپر خلط کیا۔ مین نے عرض کیا کہ مین نے آنحضرت کی اس حدیث پر تکیہ کیا تھا کہ خدا تعالی بوڑھے کو دوزخ مین عذاب کرنے سے شرم کرتا ہی۔ خدا نے فرمایا کہ میرے پیغمبر نے سچ کہا ہی لیکن تو نے دنیا مین اپنی جان پر تخلیط کی تھی پس مین نے تجکو بخشدیا۔ اکثم مرد عظیم البطن کو کہتے ہین اور یہی معنے اکثم کے ہین۔ آئین عالم تاریخ وفات ہی۔

ہلال رائی

ہلال بن یحیی بن مسلم الرائی البصری۔ فقیہ محدث تھے اور لوگ بسبب کثرت علم و فہم کے آپ کو رائی کہتے تھے آپ نے فقہ کو امام ابو یوسفؒ و امام زفرؒ سے حاصل کیا اور حدیث کو ابی اعوانہ وغیرہ سے سنا۔ آپ سے بکار بن قتیبہ نے اخذ کیا۔ آپ نے ایک کتاب شروط مین اور ایک احکام وقف مین تصنیف کی۔ وفات آپ کی ۲۴۵ھ ہجری مین ہوئی۔ قلب الزمانہ آپ کی تاریخ وفات ہی۔

خالد بن یوسف

خالد بن یوسف بن خالد بن عمیر السمتی۔ عالم ماہر فقیہ متبحر محدث معتبر تھے لیکن ابو حاتم نے کہا ہی کہ جو احادیث آپ نے اپنے والد ماجد کے سوا اور لوگون سے روایت کی ہین وہ ضرور لائق اعتبار ہین۔ کنیت آپ کی ابو الربیع تھی ۲۴۹ھ ہجری مین فوت ہو گئے۔ قدوۂ اہل زمان آپکی تاریخ وفات ہی۔

ایوب نیشاپوری

ایوب بن حسن نیشاپوری۔ بڑے فقیہ اور زاہد مستجاب الدعوات تھے کنیت ابو الحسن تھی۔ فقہ امام محمد سے اخذ کی اور ۲۵۱ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ سید ابراہیم بن محمد بن سفیان آپ کے اخص اصحاب مین سے تھے۔ قدوۂ دین و دنیا آپکی تاریخ وفات ہی۔

اسحاق بن بہلول

اسحاق بن بہلول بن مورق۔ فقیہ محدث حافظ حدیث تھے ۱۶۴ھ ہجری مین شہر انبار مین پیدا ہوئے فقہ حسن بن زیاد اور ہیثم بن موسی اصحاب امام ابو یوسف سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے باپ اور سفیان بن عیینہ اور وکیع بن جراح اور اسمعیل بن علیہ سے سنا اور روایت کیا۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہی کہ آپ نے ایک کتاب فقہ مین متضاد نام اور ایک کتاب علم قراۃ مین اور ایک مسند تصنیف فرمائی اور ۲۵۲ھ ہجری مین وفات پائی

امین دو عالم آپ کی تاریخ وفات ہی۔

احمد خصاف

احمد بن عمر بن مہیر خصاف ابوبکر کنیت تھی۔ بڑے عالم فاضل۔ محدث۔ فقیہ زاہد پرہیزگار عارف مذہب حاسب فرضی تھے۔ علم اپنے باپ شاگرد امام محمد وحسن تلمیذ امام ابوحنیفہ سے پڑھا اور حدیث کو اپنے باپ اور عاصم و ابوداؤد طیالسی ومسدد بن مسرہد ویحیی بن عبدالحمید حمانی وعلی بن مدینی وابی نعیم الفضل بن دکین وغیرہ سے روایت کیا۔ شمس الائمہ حلوائی کہتے ہین کہ آپ اُن علماء کبار مین سے ہین کہ جنکا مذہب کے معاملہ مین اقتداء کرنا صحیح ہی۔ خصاف آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ اپنے ہاتھ کی کمائی نعلین دوزی سے اپنا گزارہ کرتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے یہ کتابین ہین کتاب الخراج۔ کتاب الحیل۔ کتاب الوصایا کتاب الشروط الکبیر والصغیر۔ کتاب مناسک الحج کتاب الرضاع۔ کتاب المحاضر والسجلات۔ کتاب ادب القاضی۔ کتاب النفقات علی الاقارب کتاب احکام العصیر۔ کتاب ذرع الکعبۃ۔ کتاب احکام الوقف۔ کتاب اقرار الورثۃ بعضہم بعض۔ کتاب النفقر واحکامہ۔ کتاب المسجد والقبر۔ کہتے ہین کہ جب خلیفہ مہتدی باللہ مقتول ہوا تو آپ کا مکان بھی لوٹا گیا جس سے آپ کی بعض کتابین ضائع ہو گئین۔ اسی سال کی عمر مین ۲۶۱ھ ہجری مین بغداد کے اندر آپ نے وفات پائی۔ سید مومنان آپ کی تاریخ وفات ہی۔

ابراہیم بن ادہم

ابراہیم بن ادہم بن منصور بلخی۔ محدث صدوق۔ زاہد۔ عابد۔ عارف۔ ولی تارک الدنیا۔ مقرب درگاہ الٰہی۔ صاحب کرامت تھے۔ ابواسحٰق کنیت تھی بادشاہی چھوڑ کر فقر کو اختیار کیا بہت سے مشائخ کو دیکھا اور مدت تک امام ابوحنیفہ کی صحبت مین رہکر اُنسے علم حاصل کیا پھر خواجہ فضیل بن عیاض سے خرقۂ فقر وارادت کا پہنا حضرت جنید بغدادی آپ کو مفاتیح العلوم کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے ایک دن آپ امام ابوحنیفہ کی خدمت مین جو آئے تو امام کے بعض اصحاب نے چشم حقارت سے آپ کو دیکھا امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ سیدنا ابراہیم اصحاب نے عرض کیا کہ یہ سیادت کہانسے حاصل کی ہی امام نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ خدا کے کام مین مشغول رہتے ہین اور ہم اور کامون مین

جب آپ فوت ہوئے تو مین نے چاہا کہ کسی طرح آپ کو خواب مین دیکھ کر پوچھون کہ تمہارا کیا حال گذرا پس ایسا ہی ہوا کہ ایک رات مین نے آپ کو خواب مین دیکھ کر پوچھا کہ خدا نے آپ سے کیا سلوک کیا آپ نے کہا کہ بخشدیا مگر زجر کر کے فرمایا کہ اے یحیی دنیا کو تو نے اپنے اوپر خلط کیا مین نے عرض کیا کہ مین نے آنحضرت کی اس حدیث پر تکیہ کیا تھا کہ خدا تعالی بوڑھے کو دوزخ مین عذاب کرنے سے شرم کرتا ہی - خدا نے فرمایا کہ میرے پیغمبر نے سچ کہا ہی لیکن تو نے دنیا مین اپنی جان پر تخلیط کی تھی پس مین نے تجکو بخشدیا - اکثم مرد عظیم البطن کو کہتے ہین اور یہی معنے اکثم کے ہین - آیین عالم تاریخ وفات ہی -

ہلال رائی

ہلال بن یحیی بن مسلم الرائی البصری - فقیہ محدث تھے اور لوگ بسبب کثرت علم و فہم کے آپ کو رائی کہتے تھے آپ نے فقہ کو امام ابو یوسف و امام زفر سے حاصل کیا اور حدیث کو ابی عوانہ وغیرہ سے سنا - آپ سے بکار بن قتیبہ نے اخذ کیا - آپ نے ایک کتاب شروط مین اور ایک احکام وقف مین تصنیف کی - وفات آپ کی ۲۴۵ھ ہجری مین ہوئی - قلب الزمانہ آپ کی تاریخ وفات ہی -

خالد بن یوسف

خالد بن یوسف بن خالد بن عمیر السمتی - عالم ماہر فقیہ متبحر محدث معتبر تھے لیکن ابو حاتم نے کہا ہی کہ جو احادیث آپ نے اپنے والد ماجد کے سوا اور لوگون سے روایت کی ہین وہ ضرور لائق اعتبار ہین - کنیت آپ کی ابو الربیع تھی ۲۴۹ھ ہجری مین فوت ہوگئے - قدوۂ اہل زمان آپکی تاریخ وفات ہی

ایوب نیشاپوری

ایوب بن حسن نیشاپوری - بڑے فقیہ اور زاہد مستجاب الدعوات تھے کنیت ابو الحسن تھی - فقہ امام محمد سے اخذ کی اور ۲۵۱ھ ہجری مین فوت ہوئے - سید ابراہیم بن محمد بن سفیان آپ کے اخص اصحاب مین سے تھے - قدوۂ دین و دنیا آپکی تاریخ وفات ہی -

اسحاق بن بہلول

اسحاق بن بہلول بن مورق - فقیہ محدث حافظ حدیث تھے ۱۶۴ھ ہجری مین شہر انبار مین پیدا ہوئے فقہ حسن بن زیاد اور ہیثم بن موسی اصحاب امام ابو یوسف سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے باپ اور سفیان بن عیینہ اور وکیع بن جراح اور اسمعیل بن علیہ سے سنا اور روایت کیا - خطیب بغدادی نے لکھا ہی کہ آپ نے ایک کتاب فقہ مین متضاد نام اور ایک کتاب علم قراءۃ مین اور ایک مسند تصنیف فرمائی اور ۲۵۲ھ ہجری مین وفات پائی

امین و دو عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد خصاف

احمد بن عمر بن مہیر خصاف ابو بکر کنیت تھی۔ بڑے عالم فاضل محدث فقیہ زاہد پرہیزگار عارف مذہب حاسب فرضی تھے۔ علم اپنے باپ شاگرد امام محمد و حسن تلمیذ امام ابو حنیفہ سے پڑھا اور حدیث کو اپنے باپ اور عاصم و ابو داؤد طیالسی و مسدد بن مسرہد و یحیٰ بن عبد الحمید حمانی و علی بن مدینی و ابی نعیم الفضل بن دکین وغیرہ سے روایت کیا۔ شمس الائمہ حلوائی کہتے ہیں کہ آپ ان علمائے کبار میں سے ہیں کہ جنکا مذہب کے معاملہ میں اقتداء کرنا صحیح ہے۔ خصاف آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ اپنے ہاتھ کی کمائی نعلین دوزی سے اپنا گزارہ کرتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے یہ کتابیں ہیں کتاب الخراج۔ کتاب الحیل۔ کتاب الوصایا۔ کتاب الشروط الکبیر والصغیر۔ کتاب مناسک الحج کتاب الرضاع۔ کتاب المحاضر والسجلات۔ کتاب ادب القاضی۔ کتاب النفقات علی الاقارب کتاب احکام العصیر۔ کتاب ذرع الکعبۃ۔ کتاب احکام الوقف۔ کتاب اقرار الورثۃ بعضہم بعض۔ کتاب الفقر واحکامہ۔ کتاب المسجد والقبر۔ کہتے ہیں کہ جب خلیفہ مہتدی باللہ مقتول ہوا تو آپ کا مکان بھی لوٹا گیا جس سے آپ کی بعض کتابیں ضائع ہو گئیں۔ اسی سال کی عمر میں ۲۶۱ھ ہجری میں بغداد کے اندر آپ نے وفات پائی۔ "سید مومنان" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن ادہم

ابراہیم بن ادہم بن منصور بلخی۔ محدث صدوق۔ زاہد۔ عابد۔ عارف۔ ولی تارک الدنیا۔ مقرب درگاہ الٰہی۔ صاحب کرامت تھے۔ ابو اسحٰق کنیت تھی بادشاہی چھوڑ کر فقر کو اختیار کیا بہت سے مشائخ کو دیکھا اور مدت تک امام ابو حنیفہ کی صحبت میں رہکر آنسے علم حاصل کیا پھر خواجہ فضیل بن عیاض سے خرقۂ فقر و ارادت کا پہنا حضرت جنید بغدادی آپ کو مفاتیح العلوم کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے ایک دن آپ امام ابو حنیفہ کی خدمت میں جو آئے تو امام کے بعض اصحاب نے چشم حقارت سے آپ کو دیکھا امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ سیدنا ابراہیم اصحاب نے عرض کیا کہ یہ سیادت کہاں سے حاصل کی ہے امام نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ خدا کے کام میں مشغول رہتے ہیں اور ہم اور کاموں میں

معروف ہین۔ کہتے ہین کہ آپ اخیر عمر مین لوگون سے ایسے غائب ہوگئے کہ کوئی نہ معلوم کرسکا کہ آپ
کہان ہین۔ بقول اصح سنہ ۲۶۲ ہجری مین آپ نے وفات پائی۔ تو ہاتف نے آواز دی کہ الا ان ابراہیم
الا عش قد مات لوگ اس آواز کو سنکر بڑے متحیر ہوے کہ کیا بات ہے اتنے مین خبر آئی کہ ابراہیم
فوت ہوگئے۔ امام بخاری و مسلم نے غیر صحیح مین آپ سے روایت کی ہے۔ صدیق آوان اپکی تاریخ وفات ہے

محمد بن احمد بن حفص بن الزبرقان المعروف بہ ابو حفص صغیر ماوراء النہر کے ملک مین شیخ حنفیہ
امام ربانی۔ عالم فاضل۔ فقیہ محدث ثقہ۔ زاہد۔ متورع۔ صاحب سنت و اتباع تھے۔ ابو عبد اللہ
کنیت تھی۔ فقہ اپنے والد امام ابو حفص کبیر تلمیذ امام محمد سے اخذ کی اور حدیث کو ابی الولید طیالسی
او رحمیدی اور یحیی بن معین وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور مدت تک طلب علم مین امام بخاری
کے رفیق رہے یہان تک کہ بخارا مین ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر منتہی ہوئی اور آئمہ دیار
وامصار نے آپ سے تفقہ کیا۔ کتاب اہواء اور کتاب اختلافات اور کتاب رد لفظیہ تصنیف
کین اور ماہ رمضان ۲۶۴ ہجری مین وفات پائی۔ احمد بن سلمہ سے منقول ہے کہ جب امام
بخاری سے قرآن کے معاملہ مین پوچھا گیا تو انھون نے کہا کہ وہ خدا کا کلام ہے اسپر لوگون نے
کہا کہ کسی طرح اسمین تصرف بھی ہوسکتا ہے انھون نے فرمایا کہ زبانون کے ساتھ متصرف
ہوسکتا ہے جب اس بات کی خبر محمد بن یحیی ذہلی کو جو نیشا پور مین بڑے محدث ثقہ حافظ
جلیل تھے ہوئی۔ تو انھون نے نہایت خفا ہوکر حکم دیا کہ جو شخص امام بخاری کی مجلس مین جاوے
وہ ہمارے پاس ہرگز نہ آوے پس امام بخاری ناچار ہوکر بخارا کی طرف چلے گئے اسپر ذہلی نے امیر بخارا
اور وہان کے شیوخ کو امام بخاری کی نسبت تحریر کیا جسپر امیر بخارا نے امام بخاری کی تکلیف دہی کا
قصد کیا یہانتک کہ انکو آپ یعنے ابو حفص صغیر نے بعض سرحدات بخارا کی طرف نکالدیا۔ امام تقالیم اپکی تاریخ وفات ہے

محمد بن شجاع ثلجی بغدادی المعروف بابن الثلجی۔ ماہ رمضان ۱۸۱ ہجری مین پیدا ہوے
اپنے وقت کے فقیہ اہل عراق محدث متورع عابد قاری اور بحر العلم تھے۔ کنیت ابو عبد اللہ
تھی فقہ حسن بن مالک اور حسن بن زیاد سے حاصل کی اور حدیث کو یحیی بن آدم اور اسمٰعیل
بن علیہ اور وکیع اور ابی اسامہ اور محمد بن عمر واقدی سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے
یعقوب بن شیبہ اور اسکے پوتے محمد بن احمد بن یعقوب نے روایت کی لیکن چونکہ آپ متہم بمذہب

ابو حفص صغیر

ابن الثلجی

مشبہ تھے اس لیے محدثین کے نزدیک آپ متروک ہیں گو بذاتہ کاملین میں سے تھے بدرالدین عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ ثلجی آپ کو اس لیے کہتے ہیں کہ آپ ثلج بن عمرو بن مالک بن عبد مناف کی طرف منسوب تھے اور اہل حدیث نے جو آپ پر بڑی تشنیع کی ہے اور ابن عدی سے ابن جوزی نے نقل کیا ہے کہ آپ تشبیہ میں حدیثیں وضع کر کے اہل حدیث کی طرف منسوب کیا کرتے تھے پیرایۂ صدق سے یہ بات عاری معلوم ہوتی ہے کیونکہ جس صورت میں آپ نے فرقۂ مشبہ کی تردید میں کتاب تصنیف کی ہے تو یہ الزام آپ پر کس طرح صحیح آسکتا ہے حالانکہ آپ بڑے متدین صالح عابد اپنے وقت میں فقیہ اہل حنفیہ تھے مدت تک آپ بغداد کے قاضی رہے۔ آپ نے کتاب تصحیح الآثار۔ کتاب النوادر۔ کتاب المضاربۃ۔ کتاب الرد علی المشبہ کتاب المناسک کچھ اوپر ساٹھ جزو کبیر میں تصنیف کی اور پچاسی سال کی عمر میں بتاریخ ۴۔ ماہ ذی الحجہ ۲۶۶ھ ہجری نماز عصر کی پڑھتے ہوئے سجدہ میں جان بحق تسلیم ہوئے۔ ابو الحسن علی بن صالح اپنے دادا سے حکایت کرتے ہیں کہ آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھکو اسی مکان میں دفن کرنا کیونکہ اس مکان کی ایسی کوئی اینٹ نہیں کہ جس پر میں نے بیٹھ کر قرآن شریف کا ختم نہ کیا ہو زیب الوریٰ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

نصیر بن یحییٰ بلخی المدعو بشادان۔ عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ فقہ ابی سلیمان جوزجانی تلمیذ امام محمد سے حاصل کی اور آپ سے ابو غیاث بلخی نے روایت کی ۲۶۸ھ یا ۲۶۰ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ امام فقہ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یمان سمرقندی۔ اپنے زمانہ کے امام کبیر فقیہ بے نظیر طبقۂ ابی منصور ماتریدی میں سے تھے کتاب معالم الدین اور کتاب رد کرامیہ تصنیف کی اور ۲۶۸ھ ہجری میں فوت ہوئے۔

بکار بن قتیبہ بن اسد بصری۔ بصرہ میں ۱۸۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے فقیہ عادل امام فاضل محدث ثقہ متورع۔ زاہد تھے۔ فقہ یحییٰ بن ہلال رازی اصحاب امام ابو یوسف اور نیز امام زفر سے حاصل کی اور انھیں سے علم شروط کو اخذ کیا اور حدیث کو ابا داؤد طیالسی اور اُنکے معاصرین سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابو عوانہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کی اور طحاوی نے فائدہ کثیر اٹھایا اور تخریج کی۔ کتاب الشروط۔ کتاب المحاضر والسجلات

کتاب الوثائق و العہود تصنیف کین اور ایک کتاب امام شافعی کے ان اعتراضوں کی تردید
مین لکھی جو انھون نے امام ابوحنیفہ کے بعض مسائل پر کیے تھے۔ تاریخ خلکان وغیرہ مین
لکھا ہے کہ احمد طولون حاکم مصر آپ کو علاوہ تنخواہ کے ہزار دینار سالانہ دیا کرتا تھا اور آپ
بجنسہ سر بمہر بندھا اسکو رکھ چھوڑا کرتے تھے اور آپ اس مین سے کچھ خرچ نہ کرتے تھے چند مدت کے
بعد اسنے آپ کو واسطے مشورہ خلع موفق بن متوکل کے طلب کیا آپ نے اسکو کہا کہ
موفق کو حکومت سے برطرف نہ کرنا چاہیے اس سے احمد طولون نے خفا ہو کر آپ کو
قید کر دیا اور جو اس نے آپ کو علاوہ تنخواہ کے بطور ہدیہ کے دیا ہوا تھا واپس طلب کیا
آپ نے بجنسہ سر بمہر بندھا اسکے پاس بھجوا دیا جو کل اٹھارہ تھیلیاں تھین اپس احمد
انکو دیکھ کر نہایت شرمندہ ہوا اور حکم دیا کہ آپ قضا کا کام محمد بن شادان جوہری
کو تفویض کر دین آپ نے ایسا ہی کیا پس محمد بن شادان بطور خلیفہ کے مقرر ہوا
اور آپ کئی برس تک قید رہے اور قید ہی مین جمعرات کے روز ۲۴۔ ماہ ذی الحجہ
۲۷۰ھ ہجری کو فوت ہوے اور اس کثرت سے لوگ آپ کے جنازہ پر آئے کہ ہجوم کے
سبب سے آپ جمعہ کی عصر سے پہلے دفن نہ ہو سکے چنانچہ قبر آپ کی مصلانی مسکین
مین ابن طبا طبا کی قبر کے پاس واقع ہے اور زیارتگاہ اہل حاجات و مستجاب الدعوات ہے
آپ کا دستور تھا کہ جب مسند قضاء سے فارغ ہو کر گھر مین آتے تو خلوت مین
بیٹھ کر روتے اور جو کچھ دن کے اقضیہ و معاملات ہوتے انکو یاد کر کے اپنے نفس سے
مخاطب ہوتے اور کہتے کہ اے مکار آج دو آدمی فلان خصومت مین تیرے پاس آئے
اور تو نے اس طرح پر حکم دیا پس کل کے روز تو خدا کو کیا جواب دیگا یہ بھی آپ کا طریقہ تھا کہ
جب کسی مقدمہ والے کو حلف دینے کا ارادہ کرتے تو بڑی نصیحت سے یہ آیہ کریمہ پڑھ کر اسکے
معانی سمجھاتے تھے اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا الخ اور گواہون سے بہت
حساب لیا کرتے اور سوال کیا کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ آپ کی محبوسی کے زمانہ مین اصحاب حدیث نے
ابن طولون سے انقطاع حدیث کا شکوہ کیا اسپر اسنے انکو اجازت دیدی کہ جیلخانہ کی
کھڑکی کے باہر بیٹھ کر آپ سے حدیث سن لیا کرین پس آپ کھڑکی کے پاس بیٹھ کر تحدیث کرتے

اور لوگ کھڑکی کے باہر بیٹھ کر آپ سے حدیث سنتے تھے جب آپ فوت ہوئے تو مصر کا شہر تین برس تک بغیر قاضی کے رہا۔ امام فصیح آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن سلمہ بلخی۔ فقیہ کامل عالم متبحر تھے ۱۹۲ھ ہجری مین ہوئے کنیت ابو عبداللہ تھی فقہ شداد بن حکیم سے پھر ابی سلیمان جوزجانی سے پڑھی اور بغداد مین ابی محمد شجاع سے تعلم کیا اور سات برس تک آنکی صحبت مین رہے جب آپ نے محمد بن شجاع سے اپنے وطن کو واپس جانے کی اجازت مانگی تو آنھون نے فرمایا کہ جب تم خراسان مین گئے اور وہان کے لوگون نے آپ سے یہ مسائل پوچھے تو انکا آپ کیا جواب دینگے پس آپ حیران ہوگئے اور سات سال ور آنکے پاس ٹھہرے پھر اپنے وطن کو واپس آئے۔ آپکا قول ہے کہ علم فقہ کا اس شخص سے پڑھنا چاہیے جو اپنی دوکان کو تلف اور باغ کو برباد کرکے یہان تک علم مین مصروف ہو کہ اگر اسکا کوئی قریبی بھی مرجائے تو اسکے جنازہ تک ساتھ نہ جائے۔ آپ سے ابو بکر محمد اسکاف نے تفقہ کیا اور ستاسی سال کی عمر مین ۲۷۸ھ ہجری مین آپنے وفات پائی کہتے ہین کہ آپ کی وفات سے ایک روز پیشتر ابو نصر محمد بن سلام آپ کی عیادت کو آئے اور کہا کہ آپ مجکو کوئی وصیت کر جائیں آپ نے فرمایا کہ مین تمکو تین باتون کی وصیت کرتا ہون اول یہ کہ اپنی زبان کو اہل قبلہ کے حق مین برا کہنے سے بند رکھیں گو وہ بدی ہی کیون نکرین دوم بادشاہون کے دربار مین بہت جائیں اور فقہ کو لازم پکڑین۔ سوم اگر دنیا چاہتے ہو تو خدا اور آخرت کو نہ پاؤگے اور اگر خدا و آخرت چاہتے ہو تو اسکو پالوگے اور خدا بھی تم پر راضی ہوگا۔ قبلۂ عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ابراہیم خراسانی۔ ائمہ کبار مین سے صاحب طبقۂ عالیہ اور اپنے وقت کے خراسان مین مرجع فتاوی و نوازل تھے۔ ستاسی سال کی عمر مین شنبہ کے روز بعد عشرۂ اولی ماہ شوال ۲۷۸ھ ہجری مین فوت ہوئے۔

سلیمان بن شعیب۔ امام محمد کے اصحاب مین سے عالم فاضل فقیہ متبحر تھے جنھون نے آنسے نوادر کو لکھا اور آپ سے حافظ ابو جعفر طحاوی نے روایت کی۔ وفات آپکی ۲۷۸ھ ہجری مین ہوئی۔ فصیح ملک آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ابراہیم

سلیمان بن شعیب

احمد بن ابی عمران بن عیسیٰ بغدادی۔ مخزن علوم فقیہ فاضل محدث کامل حاوی فروع واصول تھے ابو جعفر کنیت تھی فقہ کو محمد بن سماعہ تلمیذ امام ابو یوسف ومحمد اور بشر بن ولید سے حاصل کیا اور حدیث کو علی بن عاصم وشعیب بن سلیمان وعلی بن جعد ومحمد بن صباح وغیرہ سے روایت کیا۔ امام ابو جعفر طحاوی نے آپ سے تلمذ کیا اور کثرت سے روایت کی۔ بغداد سے آپ ایوب صاحب خراج مصر کے ہمراہ مصر میں آئے اور یہیں سکونت اختیار کی اخیر عمر میں مصر کے قاضی مقرر ہوئے ایک کتاب حج نام تصنیف فرمائی۔ ابن یونس نے اپنی تاریخ میں آپ کی توثیق کی۔ وفات آپ کی ۲۸۰ھ میں ہوئی۔ محب سلمین آپ کی تاریخ وفات ہے۔ (احمد بن ابی عمران)

احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ازہر برتی۔ فقیہ کامل محدث ثقہ۔ حجت عابد اور قصبہ برتہ کے جو بغداد کے پاس واقع ہے رہنے والے تھے۔ کنیت ابو العباس تھی۔ فقہ ابی سلیمان موسیٰ جوزجانی تلمیذ امام محمد سے پڑھی اور انہیں سے انکی کتابوں کو روایت کیا۔ قاضی یحییٰ بن اکثم شاگرد وکیع بن جراح سے بھی استفادہ کیا اور حدیث کو بکثرت بیان کیا مگر تصنیف کم کی۔ خطیب بغدادی سے روایت ہے کہ آپ ثقہ حجت تھے آپ کو نیکی سے یاد کرنا چاہیے آپ سے یحییٰ بن صباعہ نے روایت کی۔ شہر واسط کی قضا آپ نے اختیار کی تھی مگر ایام خلیفہ مقتدر میں آپ نے استعفا دے دیا اور ۲۸۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ زیب دوران آپ کی تاریخ وفات ہے۔ (احمد برتی)

محمد بن احمد بن موسیٰ بن سلام بخاری برکدی۔ فقیہ محدث عالم متبحر تھے۔ ابو جعفر کنیت تھی۔ حدیث کو اپنے شہر برکد (علاقہ بخارا) کے علماء وفضلاء سے سنا اور اپنے باپ اور ولید بن اسمٰعیل اور ابی عبد اللہ بن ابی حفص کبیر وغیرہ سے روایت کی اور آپ سے ابو حفص احمد بن احمد بن حمدان وغیرہ نے روایت کی۔ بخارا کی اس عدالت کے جہاں ظالموں کو سزا دی جاتی تھی مدت تک قاضی رہے اور امیر ابی ابراہیم اسمٰعیل بن احمد کے عہد میں ۲۸۰ھ میں فوت ہوئے۔ (محمد برکدی)

عبد الحمید بن عبد العزیز بصری بغدادی۔ عالم فاضل ثقہ پرہیزگار فنون حساب وفرائض میں ماہر کامل اور عمل محاضر وسجلات میں حاذق اور قاضی القضاۃ تھے۔ ابو حازم کنیت تھی۔ علم عیسیٰ بن ابان تلمیذ امام محمد اور نیز بکر بن محمد عمی وہلال بن (عبد الحمید بغدادی)

یحییٰ البصری سے پڑھا اور اخذ کیا اور آپ سے امام طحاوی اور ابو طاہر دباس نے تفقہ کیا اور ابو الحسن کرخی نے آپ سے مصاحبت کی آپ اصل میں بصرہ کے رہنے والے تھے بو بغداد میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ کتاب محاضر السجلات۔ کتاب ادب القاضی۔ کتاب الفرائض۔ تصنیف فرمائیں۔ اور بغداد ہی میں ماہ جمادی الاول سنہ ۲۹۲ میں فوت ہوئے قدوۂ اہل عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن مقاتل

محمد بن مقاتل رازی۔ امام محمد کے اصحاب میں سے فقیہ محدث تھے حدیث کو ملیح اور وکیع اور انکے طبقہ سے سنا اور روایت کیا۔ مدت تک شہر ری کے قاضی رہے۔ تقریب میں آپ کو ضعفاء میں بیان کیا گیا ہے لیکن کوئی وجہ ضعف کی نہیں بتائی۔

موسیٰ بن نصر

موسیٰ بن نصر رازی۔ امام محمد کے اصحاب میں سے صاحب حدیث و فقہ اور عارف مذہب تھے۔ کنیت ابو سہل تھی۔ حدیث کو عبد الرحمن ابی زہیر سے روایت کیا اور آپ سے ابو سعید بردعی اور ابو علی دقاق نے تفقہ کیا۔

ہشام رازی

ہشام بن عبد اللہ رازی۔ فقیہ فاضل محدث کامل عارف مذہب تھے فقہ امام ابو یوسف و امام محمد سے حاصل کی اور حدیث کو مالک سے روایت کیا اور آپ سے ابو حاتم نے روایت کی۔ ابن حبان نے آپ کو ثقہ تبلایا۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپ صدوق تھے اور میں نے کوئی آپ سے زیادہ بلند قدر نہیں دیکھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ نے خود کہا ہے کہ میں نے ایک ہزار سات سو مشائخ سے ملاقات کی اور تحصیل علم میں سات لاکھ درہم خرچ کیے۔ کتاب نوادر اور کتاب صلوٰۃ الاثر تصنیف کیں۔ کہتے ہیں کہ امام محمد نے شہر ری میں آپ ہی کے گھر میں وفات پائی اور آپ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

علی رازی

علی رازی۔ مذہب حنفیہ کے عارف اور مسائل اصول کے ماہر صاحب زہد و ورع و سخا اور محمد بن شجاع کے معاصرین میں سے تھے فقہ حسن بن زیاد سے پڑھی اور امام ابو یوسف و امام محمد سے روایت کی اور کتاب الصلوٰۃ تصنیف کی۔ صاحب ہدایہ نے آپ کو پہلے طبقات مقلدین میں سے جو مثل ابی الحسن قدوری وغیرہ کے اصحاب ترجیح سے ہیں شمار کیا ہے گو آپ خصاف و طحاوی و کرخی و سرخسی و حلوائی و قاضی خان و صاحب ذخیرہ اور صاحب خلاصہ سے جو طبقہ اصحاب مجتہدین سے ہیں پہلے ہوئے ہیں

کیونکہ مردون کی فضیلت و کمالیت کے درجے کچھ زمانہ پر موقوف نہین ہین پس اسی خیال سے مولی شمس الدین احمد بن کمال پاشا بلکہ مولی فاضل ابو السعود عمادی بھی اصحاب ترجیح مین سے ہین۔

ابو علی دقاق۔ اپنے زمانہ کے عالم فاضل فقیہ کامل زاہد متورع تھے علم موسی بن نصر رازی تلمیذ امام محمد سے حاصل کیا اور آپ سے ابی سعید بردعی نے تفقہ کیا۔ آپکی تصنیف سے کتاب الحیض یادگار ہے۔ دقاق آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ آٹا فروخت کیا کرتے تھے۔

احمد بن اسحق بن صبیح جوزجانی بڑے عالم فاضل فقیہ کامل فروع و اصول کے جامع تھے۔ کنیت ابو بکر تھی۔ علم ابی سلیمان جوزجانی تلمیذ امام محمد سے حاصل کیا۔ شہر جوزجان جو بلخ کے پاس واقع ہے آپ کا مولد اور وطن تھا۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب الفرق والتمییز اور کتاب التوبہ یادگار ہین۔

حدیقہ چہارم

چوتھی صدی کے فقہا و علما کے حالات ہین

محمد بن سلام بلخی۔ فقیہ فاضل عالم متبحر ابی حفص کبیر کے معاصرین مین سے صاحب طبقہ عالیہ تھے ابو نصر کنیت تھی اکثر فتاوی آپ کے نام سے پر ہین جنمین کہین نام اور کہین کنیت سے آپ مذکور ہوے ہین۔ وفات آپ کی ۳۰۵ھ ہجری مین ہوئی۔ آپ کا سال وفات لفظ نور بزم ہے۔

محمد بن خزیمہ بلخی قلاسی۔ مشائخ بلخ مین سے فقیہ متبحر صاحب اختیارات فی المذہب تھے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی قلاس آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ قلس یعنے وہ رسے بٹوایا کرتے تھے جنسے کشتیان باندھی جاتی ہین۔ وفات آپ کی ۳۱۴ھ ہجری مین ہوئی۔ نادر جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن حسین بردعی۔ فقہاے کبار اور مشائخ نامدارین سے بڑے عالم فاضل امام وقت

مجتہد عصر تھے اور شہر بروع مین جو آذربائجان متعلقہ حد عربی ایران مین واقع ہے رہتے تھے۔ کنیت آپ کی ابو سعید تھی۔ علم آپ نے اسمٰعیل بن حماد اور ابی علی دقاق سے حاصل کیا اور آپ سے ابو الحسن کرخی اور ابو طاہر دباسی اور ابو عمرو الطبری نے تفقہ کیا۔ حافظ الدین نسفی نے کتاب کافی کے باب الیمین فی الطلاق والعتاق مین مسئلہ بردعیہ کے ذکر مین لکھا ہے کہ آپ (ابو سعید) کہتے ہین کہ ہمکو یہ مسئلہ نہایت ادق معلوم ہوتا تھا اور بروع مین اسکا حل کرنیوالا کوئی عالم و فاضل نظر نہ آتا تھا ناچار بغداد مین آئے اور قاضی ابو خازم سے اس مسئلہ کو حل کیا اور ہم انکے پاس چار سال تک ٹھہرے رہے بغداد مین آنے سے پہلے ہمنے جامع کبیر تین یا چار سو دفعہ پڑھی تھی۔ کفایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ حج کے لیے جمعہ کے روز بغداد مین تشریف لائے اور بعد نماز جمعہ کے آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ واسطے مناظرہ کے بیٹھے ہین اور انمین داؤد ظاہری بھی ہین اتنے مین ایک حنفی نے داؤد سے بیع ا[illegible]لد کے باب مین سوال کیا داؤد نے جواب دیا کہ ام ولد کی بیع جائز ہے کیونکہ ہمنے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ علوق سے پہلے اسکی بیع جائز ہے پس ایسا اجماع بغیر کسی ایسے ہی دوسرے اجماع کے زائل نہین ہو سکتا کیونکہ جو بات یقیناً ثابت ہو جاوے وہ بغیر کسی ایسے ہی یقین کے مرتفع نہین ہو سکتی۔ حنفی اس امر مین حیران ہوا کیونکہ داؤد قیاس کو نہین مانتے تھے اور خبر واحد یقین کا فائدہ نہین دیتی اسپر آپ نے یہ حال دیکھکر فرمایا کہ ہمنے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ علوق کے بعد اسکی بیع جائز نہین پس یہ اجماع بغیر دوسرے ہم مثل اس اجماع کے دور نہین ہوتا داؤد یہ سنکر ساکت ہو گئے۔ آپ نے جب دیکھا کہ داؤد اور انکے اصحاب فقہ مین ایسے سست ہین تو آپ مکہ معظمہ کا ارادہ ملتوی کر کے تدریس کے لیے بغداد مین ٹھہر گئے اور داؤد کے اصحاب بغرض استفادہ آپ کے پاس جمع ہوئے یہانتک کہ ایک رات آپ نے خواب مین یہ سنا کہ کوئی کہتا ہے کہ دولت ڈھاک کی طرح فوراً دور ہو جاتی ہے لیکن جو فائدہ لوگون کو پہنچایا جاوے وہ باقی رہتا ہے پس آپ یہ بات سنکر جاگ اٹھے اتنے مین کسی نے آپ کا دروازہ کھٹکھٹا کر کہا کہ داؤد ظاہری فوت ہو گئے ہین اگر آپ کو نماز جنازہ پڑھنی ہے تو آجائین

کچھ مدت بعد آپ مکہ معظمہ کو تشریف لیگئے اور وہاں عشرۂ اولی ماہ ذی الحجہ سنہ ۳۱۷ ہجری میں قرامطہ کی لڑائی میں شہید ہوے۔ انوار جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمول بن فضل النسفی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل عارف مذہب تھے فقہ کو موسیٰ بن سلیمان جوزجانی تلمیذ امام محمد سے حاصل کیا اور کتاب کولوئیات وکتاب الشعاع تصنیف کیں آپ ہی نے امام ابو حنیفہ سے کتاب شعاع میں یہ روایت کی ہے کہ جو شخص رفع الیدین کرے اسکی نماز فاسد ہوجاتی ہے لیکن یہ روایت اکثر محققین کے نزدیک شذوذات سے ہے جس پر اعتبار نہیں کیا گیا۔ وفات آپ کی سنہ ۳۱۸ھ میں ہوئی۔

احمد بن محمد بن سلامۃ بن عبد الملک الازدی الطحاوی۔ اپنے زمانہ کی فقہ و حدیث میں جلیل القدر عظیم الشان امام ثقہ معتمد تھے مصر میں امام ابو حنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ حافظ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں لکھا ہے کہ آپ ثقہ ثبت فقیہ تھے یہاں تک کہ آپ جیسا آپ کے بعد کوئی نہیں ہوا انساب میں سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ آپ ایسے امام ثقہ اور فقیہ عاقل تھے کہ آپ جیسا کوئی پیچھے آپ کے نہیں ہوا۔ ابن عبد البر سے منقول ہے کہ آپ کوفی المذہب اور جمیع مذاہب علماء کے عالم تھے بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ آپ کی کتاب مختصر اسباب پر دال ہے کہ آپ مجتہد منتسب تھے اور محض مقلد حنفی نہ تھے۔ امیر کاتب اتقانی نے غایۃ البیان شرح ہدایہ کی کتاب الصوم میں لکھا ہے کہ آپ مومن میں نہ متہم باوجود کثرت علم و اجتہاد و ورع اور معرفت مذاہب وغیرہ میں مقدم ہونے کے اگر آپ کی نسبت کسی کو شک ہو تو آپ کی شرح معانی الآثار دیکھکر اپنی تسلی کرلے کیا ہمارے مذہب کے سوا کسی دوسرے مذہب میں آپ کی نظیر مل سکتی ہے نافع الکبیر میں لکھا ہے کہ اگر آپ کو شروع چوتھی صدی کا مجدد امت محمد اور مصداق حدیث ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا قرار دیا جاوے تو بلحاظ آپ کی شہرت اور رفعت ذکر اور تصانیف مفیدہ کے کچھ بعید نہیں۔ آپ یکشنبہ کی رات ماہ ربیع الاول سنہ ۲۲۹ اور بقول بعض سنہ ۲۳۰ ہجری میں پیدا ہوے۔ ابو جعفر کنیت تھی ابتدا میں آپ شافعی المذہب تھے اور اپنے ماموں مزنی شافعی سے پڑھا کرتے تھے لیکن چونکہ آپکو اکثر کتب مذہب حنفیہ کے دیکھنے کا شوق تھا اسلیے آپ کے ماموں نے ایک دن آپ سے خفا ہوکر دفعۃً کہہ دیا کہ بخدا تجھ سے کچھ نہ ہوسکیگا یہ کلمہ آپ کو نہایت ناگوار گذرا جس سے آپ ناراض ہوکر ابو جعفر

احمد بن عمران حنفی کے پاس چلے گئے اور آنسے پڑھنا شروع کیا پھر ۲۶۹ھ ہجری میں شام میں
جاکر قاضی القضاۃ ابا حازم عبدالحمید تلمیذ عیسیٰ بن ابان سے استفادہ کیا اور حدیث کو ہارون
بن سعید ایلی و یونس بن عبدالاعلیٰ و محمد بن عبدالحکم و بحیر بن نصر وغیرہ ایک جم غفیر تلامیذ ابن
وہب اور نیز اپنے خال محمد بن سلام وغیرہ مصریوں سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے
احمد بن قاسم خشاب و ابوبکر مقری و طبرانی اور محمد بن بکر بن مطروح وغیرہ محدثین نے روایت کی
اور ابوبکر بن محمد بن منصور دامغانی وغیرہ نے تفقہ کیا سمعانی نے انساب میں آپ کے انتقال مذہب کا
یہ سبب لکھا ہے کہ آپ ایک دن اپنے ماموں سے پڑھ رہے تھے کہ آپ کے سبق میں یہ مسئلہ آیا
کہ اگر کوئی حاملہ عورت مر جاوے اور اسکے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو بخلاف مذہب امام
ابوحنیفہ کے امام شافعی کے نزدیک عورت کا پیٹ چیر کر بچہ کا نکالنا جائز نہیں آپ اس
مسئلہ کے پڑھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ میں اس شخص کی ہرگز پیروی نہیں کرتا
جو مجھ جیسے آدمی کی ہلاکت کی کچھ پروا نہ کرے کیونکہ آپ اپنی والدہ کے پیٹ میں ہی تھے
کہ آپ کی والدہ ماجدہ فوت ہو گئی تھیں اور آپ پیٹ چیر کر نکالے گئے تھے۔ یہ حال دیکھ کر
آپ کے ماموں نے آپ سے کہا کہ خدا کی قسم تو ہرگز فقیہ نہیں ہوگا پس جب آپ خدا کے
فضل سے فقہ و حدیث میں امام بے عدیل اور فاضل بے مثیل ہوئے تو اکثر کہا کرتے تھے کہ میرے
ماموں پر خدا کی رحمت نازل ہو اگر وہ زندہ ہوتے تو اپنے مذہب شافعی کے بموجب ضرور اپنی
قسم کا کفارہ ادا کرتے۔ ابویعلیٰ خلیلی نے اپنی کتاب ارشاد میں لکھا ہے کہ محمد بن احمد شروطی نے
آپ سے پوچھا کہ آپ نے کس لیے اپنے ماموں کا مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کیا
آپ نے فرمایا کہ میں اکثر دیکھا کرتا تھا کہ وہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کرتے
اور فائدہ اٹھاتے تھے۔ وفات آپ کی غرہ ذیقعد ۳۲۱ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ کی
تصانیف حسب ذیل ہیں۔ معانی الآثار۔ مشکل الآثار۔ احکام القرآن۔ مختصر (فقہ
(اسپر صحت سے علماء نے شرحیں لکھی ہیں) شرح جامع کبیر۔ شرح جامع صغیر۔ کتاب شروط کبیر
کتاب شروط الاوسط۔ کتاب السجلات۔ کتاب الوصایا۔ کتاب الفرائض۔ تاریخ کبیر
کتاب مناقب امام ابی حنیفہ۔ کتاب نوادر الفقہیہ۔ کتاب نوادر الحکایات۔

پھر اوپر میں جزو ہے۔ کتاب اختلاف الروایات علی مذہب الکوفیین۔ کتاب مختصر صغیر کتاب مختصر کبیر۔ کتاب الرد علی ابی عبید فی ما اخطا فی اختلاف النسب۔ کتاب الرد علی عیسے بن ابان۔ کتاب حکم اراضی مکہ۔ کتاب قسم الفیئ والغنائم وغیر ذالک۔ طحاوی طحا کی طرف منسوب ہے جو ملک مصر میں ایک قصبہ ہے اور از قبائل یمن میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ نور و نیا اور فقیہ بے عدیل آپ کی تاریخ وفات ہیں

اسحٰق بن ابراہیم الشاشی السمرقندی الخطیبی۔ اپنے زمانہ کے عالم فاضل شیخ ثقہ تھے مولد آپ کا شہر شاش تھا جو نہر سیحون کے پاس سرحدات ترک پر واقع ہے۔ کنیت ابو ابراہیم تھی آپ نے امام محمد کی جامع کبیر کو زید بن اسامہ راوی ابی سلیمان جوزجانی سے روایت کیا اور ۳۲۵ھ ہجری میں وفات پائی۔

احمد بن عبد الرحمٰن سرخکی۔ فقیہ اجل عالم اکمل تھے۔ کنیت ابو حامد تھی قصبہ سرخک میں جو نیشاپور کے پاس واقع ہے رہا کرتے تھے آپ نے ابا ازہر العبدی اور محمد بن زید سلمی سے سنا اور محمد بن زید سے حفص بن عبد الرحمٰن کی کتابوں کو روایت کیا اور آپ سے ابو العباس احمد بن ہارون نے روایت کی۔ وفات آپ کی ماہ رمضان ۳۲۶ھ ہجری میں ہوئی۔

احمد بن محمد بن ولاد نحوی۔ ابو العباس کنیت تھی۔ فقیہ فاضل جامع معقول و منقول اور نحوی تھے سیبویہ کی مبرد پر کتاب انتصار اور کتاب المقصور والممدود بطور حروف معجم تصنیف کیں۔ ۳۳۲ھ میں وفات پائی۔

محمد بن احمد ابو بکر الاسکاف البلخی۔ اپنے وقت کے امام اور فقیہ جلیل القدر تھے۔ فقہ کو آپ نے محمد بن سلمہ تلمیذ ابی سلیمان جوزجانی سے پڑھا اور آپ سے ابو بکر اعمش محمد بن سعید متوفی ۳۲۸ھ اور ابو جعفر ہندوانی نے تفقہ کیا وفات آپ کی ۳۳۳ھ ہجری میں ہوئی۔ نفحات الانس میں لکھا ہے کہ آپ تیس سال سے روزہ رکھا کرتے تھے جب نزع کا وقت آیا تو لوگ پانی سے پنبہ تر کر کے آپ کے منہ کے آگے لیگئے مگر آپ نے اسکو پھینکدیا اور روزہ سے انتقال کیا۔ آپ کا سال وفات فقط نور آگین ہے

احمد بن عباس بن حسین بن جیاض سمرقندی۔ بڑے فقیہ اور عالم فاضل تھے

علمائے ہم عصر مین سے کسیکی یہ جراءت نہ تھی کہ علم وکیاست اور تیزی طبع و پرہیزگاری مین آپ سے ہمسری کرسکتا۔ ابو نصر کنیت تھی آپ کی نسل سعد بن عبادہ انصاری خزرجی صحابی سے ملتی ہے اور عیاض آپ کے اجداد مین سے کسی کا نام ہے جسکی طرف آپ منسوب ہین۔ آپ سمرقند مین رہتے تھے فقہ آپ نے ابی بکر احمد بن اسحٰق جوزجانی تلمیذ ابی سلیمان موسی جوزجانی سے اور آپ سے آپ کے دونون بیٹون ابو احمد نصر عیاضی اور ابوبکر محمد عیاضی اور جماعت کثیرہ نے استفادہ کیا آپ کے چالیس سے زیادہ اصحاب تھے جو آپ کے حکم سے ہر جمعہ کو مع جملہ مشائخ وعلماء وقاریون کے بہیئت مجموعی بازارون وغیرہ مین گشت کیا کرتے تھے کسی نے اسکا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب خلقت انکو مجتمع دیکھیگی تو ہمارے خوف کے سلطان ظلم اور اہل بدعت برائی سے پرہیز کرینگے۔ وفات آپ کی اسطرح پر وقوع مین آئی کہ آپ اپنے بیٹے ابو احمد نصر کو جو ابھی مراہق تھے ہمراہ لیکر کافرون کے ساتھ لڑائی کرنے کے لیے روانہ ہوئے جب شہر اسبیجاب سے جو اہل اسلام کی حد تھی آگے بڑھے تو کفار نے پکڑ کر آپ کو قتل کر دیا۔

امام ماتریدی

محمد بن محمد بن محمود ماتریدی۔ مشائخ کبار مین سے بڑے محقق و مدقق۔ متکلمین کے امام اور عقائد مسلمین کے مصحح عابد زاہد متحمل صاحب کرامات تھے آپ کے زمانہ مین ریاست مذہب امام ابوحنیفہ کی آپ پر منتہی ہوئی۔ ابو منصور کنیت تھی۔ فقہ ابی بکر احمد جوزجانی تلمیذ ابو سلیمان جوزجانی سے حاصل کی اور آپ سے حکیم قاضی اسحٰق بن محمد سمرقندی اور علی رستغفنی اور ابو محمد عبد الکریم بن موسی بزدوی نے تفقہ کیا آپ نے تصانیف جلیلہ تصنیف کین اور اہل عقائد باطلہ کے اقوال کاذبہ کو رد کیا چنانچہ کتاب التوحید۔ کتاب المقالات۔ کتاب اوہام المعتزلہ۔ کتاب رد الاصول الخمسہ لابی محمد باہلی۔ کتاب رد الامامۃ لبعض روافض کتاب الرد قرامطہ۔ کتاب ماخذ الشرائع (فقہ مین) کتاب الجدل (اصول فقہ مین) آپ کی تصنیفات سے مشہور ہین علاوہ انکے کتاب تاویلات القرآن ایسی تصنیف کی کہ اپنا نظیر نہین رکھتی بلکہ اس فن مین جو تصانیف پہلے ہو چکی ہین کوئی اسکی برابری نہین کر سکتی۔ کہتے ہین کہ آپ کے زمانہ مین ایک بادشاہ بڑا ظالم تھا

اور مخلوقات اُس سے نہایت تنگ تھی یہانتک کہ زمینداروں کا ایک گروہ اُسکے ہاتھ سے
تنگ ہو کر واسطے شکایت کے آپ کے پاس آیا آپ اسوقت گھر میں نہ تھے آپ کی عورت
نہایت بدخلق تھی وہ زمینداروں کو مہمان سمجھکر نہایت سختی سے پیش آئی زمیندار یہ معلوم کرکے
کہ آپ باغ میں ہیں باغ میں پہونچے دیکھا کہ آپ کسی سے باغ کی زمین درست کر رہے ہیں
آپ نے انکو دیکھتے ہی فرمایا کہ شاید آپ کو ہمارے گھر کے کتے نے کاٹا ہوگا۔ پھر آپ
باغ میں گئے اور وہاں سے زرد آلو کا طبق بھر لائے اور زمینداروں کے آگے رکھدیا
چونکہ موسم سرما کا تھا زمیندار غیر موسم میں زرد آلو دیکھکر حیران ہوگئے اور آپ سے دریافت کیا
آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے کوئی گناہ نہیں کیا اسلیے جو چیز اِسکے ذریعہ سے
چاہتا ہوں وہ حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر آپ نے گھاس سے کمان اور تنکے سے تیر بناکر
اُس ظالم بادشاہ کی طرف پھینکا زمینداروں نے وہ تاریخ لکھ لی پیچھے ثابت ہوا کہ وہ
بادشاہ اُسی روز مقتول ہوا۔ پھر آپ کچھ تازہ شلغم اٹھاکر مہمانوں کی ضیافت کے لیے گھر میں
تشریف لائے آپ سے عورت نہایت سختی کے ساتھ پیش آئی آخر جب اسنے دیکھا کہ
آپ ناچار ہیں تو آپ کو کہا کہ آگ روشن کرو بس آپ آگ روشن کرنے لگے چونکہ ہوا بھی
تیز تھی آگ روشن نہوئی عورت نے غصہ میں آکر چھ سات لاتیں آپ کو ماریں چنانچہ
ہر لات کے ساتھ حجاب مرتفع ہوتا گیا آپ نے فرمایا کہ اگر ایک لات اور مارتی تو تمام
حجاب مرتفع ہو جاتا سو کہتے ہیں کہ باقیماندہ حجاب کچھ عرصہ میں بعد سخت مجاہدہ کے مرتفع ہوا۔ وفات
آپ کی سنہ ۳۳۳ ہجری میں ہوئی اور سمرقند میں دفن کیے گئے۔ کہتے ہیں کہ جس روز آپ کا
انتقال ہوا اُس روز ستر دفعہ آپ کو تقاضائے حاجت ہوئی آپ ہر دفعہ وضو کرتے تھے
لوگوں نے کہا کہ آپ ایسی تکلیف مالا یطاق اپنے اوپر کیوں گوارا کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ
آج میری وفات کا دن ہے پس میں نہیں چاہتا کہ بے وضو دنیا سے انتقال کروں کیونکہ رسول خدا کا
قول ہے کہ جو شخص وضو دار رہتا ہے وہ مومن ہے اور بے وضو منافق ہے۔ پس میں اِس وعدہ کی امید
اور اِس وعید کے خوف سے وضو کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ بعد وفات کے آپ کو کسی نے خواب میں
دیکھا کہ شتر براق آپ کے سامنے کھڑے ہیں اور آپ کبھی ایک کبھی دوسرے پر سوار ہوتے ہیں

اُسنے پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہ جزا اُس طہارت کی ہی جو مین نے کل سے کر رکھی تھی اور ہر ایک طہارت کے بدلے مجکو ایک ایک براق ملا ہی ابھی دیگر اعمال کی جزاء مجھے نہین ملی ۔ ماترید سمرقند مین ایک محلہ کا نام ہی جسمین آپ رہا کرتے تھے ۔ بعض کہتے ہین کہ سمرقند کے شہرون مین سے ماترید بھی ایک شہر کا نام ہی ۔ اور دین پناہ آپ کی تاریخ وفات ہی ۔

محمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن عبد المجید بن آسمعیل بن حاکم مروزی بلخی الشہیر بحاکم الشہید ابو الفضل کنیت تھی ۔ حافظ احادیث رسول اللہ اور اپنے وقت کے امام فاضل فقیہ متبحر صاحب تصانیف عالیہ تھے ساٹھ ہزار حدیث آپ کو نوک زبان یاد تھین پہلے بخارا کے قاضی مقرر ہوے پھر امیر خراسان نے اپنی وزارت آپ کو دی لیکن اسم وزارت سے کراہت کرتے تھے ۔ آپ نے حدیث کو مرو مین محمد بن حمدویہ شاگرد امام احمد بن حنبل اور محمد بن عصام اور رے مین ابراہیم بن یوسف اور بغداد مین ہیثم بن خلف اور کوفہ مین ابی العباس بجلی اور مکہ مین مفضل بن محمد اور مصر مین احمد بن سلیمان مصری اور بخارا مین محمد بن سعید نوحابادی اور اُنکے طبقہ سے سماعت کیا اور آپ سے ابا عبد اللہ حاکم صاحب مستدرک نے تلمذ کیا اور ائمہ و حفاظ خراسان نے حدیث سماعت کی ۔ کتاب منتقی اور کافی اور مختصر تصنیف کین چنانچہ کافی اور منتقی تو بعد کتب امام محمد کے اصول مذاہب کی اصل ہین لیکن کتاب منتقی اِس زمانہ مین نایاب ہی جب آپ بخارا کے قاضی تھے تو ہر روز امیر حمید کے پاس جاتے اور اُسکو فقہ پڑھاتے تھے جب وزارت کے عہدے پر مقرر ہوے تو کل امورات و مہمات آپ کو تفویض کی گئین آپ ہر نماز کے بعد خدا سے دعا مانگا کرتے تھے کہ مجکو شہادت نصیب ہو یہانتک کہ جس رات کی صبح کو آپ شہید ہوے آپ نے بڑا شور و غوغا و ہتھیارون کی آواز سنکر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی لوگون نے کہا کہ لشکر اکٹھا ہوا ہی اور آپ پر ایک گناہ کا الزام دیتا ہی جو آیمتن سے ازرق چشمون نے آپ پر باندھا ہا ہی ۔ آپ نے کہا کہ اے بار خدایا بخشدے پھر نائی کو بلوا کر سر منڈوایا اور غسل کیا اور اچھے کپڑے پہنکر صبح تک نماز پڑھتے رہے اِس عرصہ مین کو بادشاہ نے لشکر مذکور کی ممانعت کے لیے اپنا لشکر بھیجا مگر اُسنے غلبہ پاکر ماہ ربیع الآخر سنہ ۳۳۴ھ مین بحالت سجدہ آپ کو شہید کر دیا ۔ اتحاف النبلاء مین آپ کی شہادت کی یہ وجہ لکھی ہی کہ آپ نے

امام محمد کی مبسوط اور جامع صغیر وکبیر کو بحذف مکرر و مطول اپنی کتاب کافی میں جمع کیا تھا اسلیے امام محمد نے خواب میں آپ کو کہا کہ آپ نے میری کتابوں کے ساتھ کیا کیا ہے؟ آپ نے کہا کہ میں نے فقہا کو کسلمند دیکھا تھا اسلیے ذکر مکرر و مطول کو حذف کر دیا۔ اسپر امام محمد نے غصہ ہو کر کہا کہ جیسا تم نے میری کتابوں کو قطع کیا ہے خدا تعالیٰ تمھیں بھی قطع کرے پس ایسا ہی ہوا کہ شہر مرو میں لشکر نے آپ کو قتل کیا اور دو پارہ کر کے درخت پر لٹکا دیا۔ علامہ فصیح آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن عصمہ صفار بلخی۔ اپنے عہد کے امام کبیر فاضل بے نظیر تھے دور دور سے لوگ واسطے استفادہ کے آیا کرتے تھے ابو القاسم کنیت تھی اور کانسے کے برتنوں کی تجارت کرتے تھے شاگرد آپ کے دوکان ہی میں آپ سے پڑھا کرتے تھے اور جب کوئی خریدار آتا تو آپ ہی بذات خود اٹھکر برتن دکھاتے اور شاگردوں سے ہرگز امداد نہ لیتے۔ علوم آپنے نصیر بن یحیی شاگرد محمد بن سماعہ سے جو امام ابو یوسف کے شاگرد تھے حاصل کیے اور آپ سے ابو حامد احمد بن حسین مروزی نے تفقہ کیا اور ۳۲۶ھ میں وفات پائی فقیہ عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن سہل بلخی۔ بڑے عالم فاضل اور نزیل سمرقند تھے۔ ابو حامد کنیت تھی۔ آپ نے ابی سلیم محمد بن فضل بلخی اور ابی عبد اللہ محمد بن اسلم قاضی سمرقند سے روایت کی اور آپ سے آپ کے پوتے عبد اللہ بن محمد فقیہ سمرقندی نے روایت کی۔ وفات آپ کی ۳۴۰ھ ہجری میں ہوئی۔

عبید اللہ بن حسین بن دلال بن دلہم کرخی۔ اپنے زمانہ کے امام عالم فقیہ فاضل شیخ ثقہ طبقہ مجتہدین فی المسائل میں سے نزیل بغداد تھے بعد ابی خازم اور ابی سعید بردعی کے ریاست مذہب کی آپ پر منتہی ہوئی علاوہ فضیلت علم کے آپ بڑے صاحب قدر۔ عابد قانع زاہد متورع۔ کثیر الصوم والصلوۃ تھے۔ ابو الحسن کنیت تھی۔ ۲۶۰ھ ہجری میں پیدا ہوے۔ فقہ کو ابی سعید بردعی تلمیذ اسمعیل بن حماد سے اخذ کیا اور حدیث کو اسمعیل بن قاضی اسحق اور محمد بن عبد اللہ حضرمی سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابو حفص بن شاہین وغیرہ محدثوں نے روایت کی۔ اور آپ کے تلامذہ میں سے مثل ابو بکر الرازی احمد جصاص و ابو علی احمد بن محمد الشاشی و ابو حامد احمد الطبری و ابو القاسم علی التنوخی و ابو عبد اللہ الاصفہانی اور

ابو الحسن قدوری وغیرہم کے بہت سے ائمۂ دین ہوئے۔ آپ کی عادت تھی کہ خود جا کر بازار سے سودا خرید کرتے اور اُس دوکاندار سے لیتے جو آپ کو نہ جانتا اور اس سے غرض یہ تھی کہ اگر کسی واقف کار سے خریدا تو وہ ضرور رعایت کریگا۔ آپ کی تصنیفات میں سے کتاب مختصر و کتاب شرح جامع صغیر اور کتاب شرح جامع کبیر وغیرہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب آپکو اخیر عمر میں فالج ہو گیا تو آپ کے اصحاب نے سیف الدولہ بن حمدان کو آپ کے معالجہ کے اخراجات کے لیے لکھا جب آپ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ رونے لگے اور خدا سے دعا مانگی کہ الٰہا میرا رزق اُس جگہ کے سوا کہ جہاں پہچ مجکو لیجائے اور کہیں سے نصیب نکر پس سیف الدولہ کا صلہ جو اُسنے دس ہزار درم کا بھیجا تھا ابھی پہونچنے نہیں پایا تھا کہ آپ ۱۵ شعبان ۳۴۰ھ ہجری کی رات میں فوت ہو گئے۔ کرخی شہر کرخ کی طرف منسوب ہے جو عراق کے علاقہ میں واقع ہے۔ فقیہ یگانۂ جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن حارث سبذمونی المعروف بہ استاذ۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل محدث کثیر الحدیث فقیہ بے نظیر مرجع فقہاے حنفیہ تھے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ انتباہ میں آپ کو اصحاب وجوہ میں سے جنکا درجہ مجتہد منتسب اور مجتہد مذہب کے درمیان میں ہے شمار کیا ہے ماہ ربیع الآخر ۲۵۸ھ ہجری میں پیدا ہوے اور شہر سبذمون میں جو بخارا سے نصف فرسنگ کے فاصلہ پر ہے رہتے تھے خراسان و عراق اور حجاز میں سفر کر کے وہاں کے علما و فضلا سے استفادہ کیا چنانچہ فقہ تو ابی عبد اللہ بن ابی حفص کبیر وغیرہ سے حاصل کی اور حدیث کو محمد بن فضل بلخی اور فضل بن محمد اور حسین بن فضل بلخی اور محمد بن یزید کلاباذی اور عبد اللہ بن واصل و سہل بن متوکل اور علی بن حسین بن جنید الرازی اور حافظ موسیٰ بن ہارون وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابن مندہ نے کثرت سے روایت کی لیکن بعض محدثین نے آپ کو نقل روایت میں ضعیف تبلایا ہے آپ نے کتاب کشف الآثار الشریفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور مسند ابی حنیفہ تالیف کی۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ جب آپ نے امام ابو حنیفہ کے مناقب کو تالیف کیا تو اُس وقت آپ کی مجلس املا میں چار سو مستملی حاضر رہتے تھے۔ وفات آپ کی ماہ شوال ۳۴۰ھ ہجری میں ہوئی۔ علامہ زین اسلام آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن عبد الرحمن طبری۔ بغداد کے فقہاء کبار میں سے تھے۔ کنیت ابو عمرو تھی۔ فقہ آپ نے ابی عبید وغیرہ سے حاصل کی اور امام ابی الحسن کرخی کے زمانہ میں درس و تدریس [illegible]

مشغول رہے۔ علی قاری نے طبقات حنفیہ مین لکھا ہی کہ آپ امام ابی جعفر طحاوی اور ابی الحسن کرخی کے طبقہ مین سے تھے۔ آپ نے امام محمد کی جامع صغیر و جامع کبیر کی شرحین لکھین اور ۳۴۰ھ ہجری مین وفات پائی۔ طبری طبرستان کی طرف منسوب ہی جو بلاد عجم مین خراسان کے پاس ایک ملک کا نام ہی۔ عیسیٰ نفس آپ کی تاریخ وفات ہی۔

اسحٰق بن محمد بن آسمعیل بن ابراہیم بن زید الحکیم السمرقندی بسبب کثرت حکمت و موعظت کے آپ حکیم کے لقب سے ملقب ہوے کنیت ابو القاسم تھی سمعانی نے لکھا ہی کہ آپ بڑے نیکوکاخیدون مین سے حکمت و حسن المعاشرت مین ضرب المثل تھے اور اخلاق حمیدہ و افعال پسندیدہ کے سبب مشرق سے مغرب تک مشہور ہوے فقہ و علم کلام کو آپ نے ابی منصور ماتریدی سے اخذ کیا اور ابابکر وراق اور دیگر مشائخ کی مصاحبت کی اور آنسے تصوف کا علم حاصل کیا۔ مدت تک سمرقند کی دار القضا کے متولی رہے اور عشرۂ محرم الحرام ۳۴۲ھ ہجری مین وفات پائی۔ صاحب مناہج لکھتے ہین کہ شہر سمرقند شمرکند کا معرب ہی جس کو ایک بادشاہ شمر نام نے ویران کیا تھا پھر اسکو سلطان سکندر نے آباد کرایا۔ عالم عاقل آپ کی تاریخ وفات ہی۔

علی بن محمد بن داؤد بن ابراہیم تنوخی۔ امام کرخی کے اصحاب مین سے تھے ذکی عالم اور علم کلام و نحو اور شعر عربی مین مقدم اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کے دقائق مین خوب ماہر اور علم لغت و ہیئت و عروض و ادب مین استاد کامل تھے۔ حافظہ کا یہ حال تھا کہ آپ نے ایک دن رات مین سات سو شعر یاد کرلیے تھے اور سوائے قصائد شعرای جاہلین و مخضرین اور محدثین کے سات سو قصائد آپکو باہر کے لوگون کے یاد تھے۔ آپ مدت تک اہواز و واسطہ و کوفہ و حمص کے قاضی رہے اور ۳۴۲ھ ہجری مین وفات پائی۔ تنوخی تنوخ کی طرف منسوب ہی جو ان چند قبائل کا نام ہی جو شہر بحرین واقع اقلیم دوم مین رہتے ہین۔ کنیت آپ کی ابو القاسم تھی۔ ماہ منور آپ کی تاریخ وفات ہی۔

احمد بن محمد بن حامد طواویسی۔ فقیہ فاضل پرہیزگار کامل زاہد ثقہ اور نیکوکارندون مین سے تھے۔ کنیت ابو بکر تھی۔ ابو سعد ادریسی نے اپنی کتاب کمال مین آپ کی بڑی تعریف لکھی ہی علوم آپ نے محمد بن نصر مروزی اور محمد بن فضل بلخی سے پڑھے اور انہین سے روایت کی۔ سمرقند مین ۳۴۴ھ ہجری مین حمام کے اندر فوت ہوے۔ طواویسی طرف طواویس کے منسوب ہی

جو بخارا سے آٹھ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک شہر کا نام ہے۔

احمد بن محمد بن اسحٰق شاشی۔ ابو علی کنیت تھی۔ شہر شاش میں جسکو اب تاشقند کہتے ہیں پیدا ہوے اور بغداد میں آکر امام ابی الحسن کرخی سے فقہ پڑھی اور ایسے عالم فاضل تھے کہ امام کرخی آپ کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پاس ابو علی سے کوئی زیادہ حافظ نہیں آیا اسلیے جب امام کرخی فالج کی بیماری میں مبتلا ہوے تو انھوں نے ابوبکر دامغانی کو تو فتویٰ دینے کا کام سپرد کیا اور آپ کو تدریس کی خدمت پر مامور کیا۔ قاضی ابو محمد نعمان کہتے ہیں کہ میں آپ کی مجلس املاء میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ابو جعفر ہندوانی آ گئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر انھوں نے مسائل اصولیہ میں امتحان لیا سو آپ انمیں ماہر کامل نکلے پھر آپ نے ابو جعفر کا مسائل نوادر میں امتحان لینا شروع کیا مگر وہ اچھی طرح بیان نہ کر سکے اور آپ سے کہا کہ میں آپ کی زیارت کرنے آیا ہوں کچھ بحث کے لیے نہیں آیا لیکن دل میں ابوبکر کو بڑی غیرت آئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے کتاب نوادر کو خوب یاد کر لیا۔ وفات آپ کی سنہ ۳۴۴ھ میں واقع ہوئی۔ "فہیم دہر" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن حسین غزری۔ ابو اسحٰق کنیت تھی۔ فقیہ فاضل محدث ثقہ تھے۔ ابا سعید عبد الرحمٰن بن حسن وغیرہ محدثین سے حدیث کو سماعت کیا اور آپ سے ابو عبد اللہ حاکم صاحب مستدرک نے روایت کی اور ۳۴۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ غزری غزرہ کی طرف منسوب ہے جو شہر نیشاپور میں ایک محلہ کا نام ہے۔ "بدر عالم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

علی بن ابو جعفر طحاوی۔ بڑے فقیہ محدث۔ عالم فاضل۔ جامع فروع و اصول اور امام طحاوی کے خلف ارشد تھے۔ کنیت ابو الحسن تھی۔ بڑے بڑے محدثین مثل ابی عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا اور روایت کی اور ماہ ربیع الاول ۳۵۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ "سالار جہان" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن عبد اللہ نیشاپوری المعروف بہ قاضی الحرمین۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل متفق علیہ شیخ حنفیہ تھے۔ کنیت ابو الحسن تھی۔ علوم قاضی ابی طاہر محمد دباس شاگرد ابی خازم تلمیذ عیسیٰ بن ابان اور نیز امام کرخی سے حاصل کیے۔ حاکم نے

تاریخ نیشاپور مین لکھا ہے کہ آپ نیشاپور سے کچھ اوپر چالیس سال غیر حاضر رہے اور اس عرصہ مین آپ نے موصل و رملہ و حرمین کی قضاء کی اور صرف حرمین مین تقریباً دس برس تک ٹھہرے رہے پھر نیشاپور مین آئے اور ۳۱۵ھ ہجری مین وفات پائی۔ علی قاری نے طبقات حنفیہ مین لکھا ہے کہ آپ کہتے ہین کہ مین ایک دن علی بن عیسیٰ وزیر کی مجلس مناظرہ مین گیا اتنے مین ایک تنگی عورت فریاد کرتی ہوئی آئی وزیر نے اسکو کہا کہ کل کو آنا کیونکہ آج مناظرہ کا دن ہے اسپر وہ چلی گئی اور فقہاء حنفی و شافعی آئے شروع ہوے جب سب آچکے تو وزیر نے کہا کہ آج ہم مسئلہ توریث ذوی الارحام مین ہی گفتگو کرتے ہین پس مین نے مسئلہ مذکور مین بعض فقہاء شافعیہ کے ساتھ گفتگو کی اخیر مین مجکو وزیر نے کہا کہ تم اس مسئلہ کو لکھکر کل صبح میرے پاس لاؤ پس مین نے ایسا ہی کیا اور دوسرے روز وہ مسئلہ لکھا ہوا وزیر کو دیکر چلا آیا تھوڑی دیر کے بعد پھر وزیر نے مجکو بلاکر کہا کہ مین نے تمھارا مسئلہ خلیفہ کو دکھایا تھا اُسنے دیکھکر آپ کی نسبت یہ کہا ہے کہ اگر آپ کی ہمارے نزدیک اسقدر عزت و حرمت نہوتی تو ابھی مین آپ کو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین سے کسی ایک جگہ کا قاضی مقرر کرتا لیکن چونکہ آپ ایسے صاحب لیاقت و حرمت ہین کہ میری عملداری مین آپ سے زیادہ کوئی عالم اجل نہین اسلیے مین آپ کو حرمین کا قاضی بناتا ہون پس مجکو حرمین کی قضاء کا عہدہ ملگیا۔ صاحب عقل کل آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن حسن المعروف با بن نقیہ ۳۰۰ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ کنیت ابو عبداللہ تھی امام کرخی سے تفقہ کیا اور فقہ وغیرہ علوم مین مبلغ عظیم کو پہونچے یہانتک کہ تنوخی نے کہا ہے کہ مین نے دین و علم و فقہ و عمل و اجتہاد و ورع و کثرت صلوۃ مین کوئی آپ سے زیادہ نہین دیکھا اور جب تک مین آپ کی مصاحبت مین رہا ہون رات و دن مین نے آپ کو نماز و قرآن اور تدریس علم مین مشغول دیکھا ہے۔ وفات آپ کی ۳۸۵ھ مین ہوئی۔ نائب رسول آپ کی تاریخ وفات ہے۔ محمد بن حسن

حسن بن علی بن ابو جعفر طحاوی۔ آپ امام طحاوی کے پوتے تھے علم و فضیلت مین یگانۂ زمانہ تھے۔ کنیت ابو علی تھی۔ وفات آپ کی ماہ ربیع الآخر ۳۵۶ھ ہجری مین ہوئی۔ حسن بن علی

محمد بن سہل المعروف بہ تاجر۔ اپنے زمانہ کے امام کبیر فقیہ بے نظیر تھے۔ کنیت ابو عبداللہ تھی مدت تک ابی العباس احمد بن ہارون فقیہ حنفی حاکم فرزی متوفی ۳۵۰ھ کی مجالس مین بیٹھے اور محمد بن سہل

اُنسے استفادہ کرتے رہے۔ وفات آپ کی سنہ ۳۶۶ھ مین ہوئی۔

محمد بن جعفر بن طرخان استرآبادی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ متبحر ثقہ فی الروایت تھے۔ کُنیت ابوبکر تھی آپ کے والد ماجد ابو جعفر بھی فقہائے اجلّہ مین سے ثقہ فی الحدیث تھے جنھون نے علم حدیث مین تصانیف بھی کین۔ وفات آپ کی سنہ ۳۶۰ھ کے بعد وقوع مین آئی۔

محمد بن احمد بن عباس بن حسین عیاضی۔ سمرقند مین فقیہ جلیل القدر اپنے شہر کے رؤسا عظیم الشان مین سے تھے باوجود حافظ علوم دینیہ اور عارف فنون مذہبیہ ہونے کے علوم حساب ذریح و عمل اشکال اقلیدس کے اُستاد زمانہ تھے۔ کنیت ابوبکر تھی۔ فقہ آپ نے ابی احمد محمد بن فقیہ اور ابوسلمہ اور صاحب کتاب جمل اصول الدین سے پڑھی اور آپ سے ایک جم غفیر نے اخذ کیا۔ صیمری کہتے ہین کہ اسمٰعیل زاہد نے مجھسے کہا کہ مین نے ایک دن ابابکر محمد بن فضل کو دیکھا کہ وہ ایک جزو مشکلات کتب کا آپ کے پاس لایا اور آپ نے ایک گھڑی مین اسکو لکھدیا۔ اسپر مین نے کہا کہ فضل خدا کی طرف سے ہے اور مین گمان کرتا ہون کہ آپ جیسا روئے زمین پر اور کوئی شخص نہوگا۔ ایک دفعہ آپ کو عضد الدولہ نے ایک گروہ فقہا کے ساتھ سفیر بناکر بخارا کو بھیجا تھا۔ کہتے ہین کہ ایک دفعہ آپ موسم بہار مین اپنے شاگردون کے ہمراہ سمرقند سے باہر نکلے اور راستہ مین ایک سپاہی کی حویلی پر آپ کا گذر ہوا وہان کیا دیکھا کہ چند نوجوان شراب پی رہے ہین اسپر آپ نے یہ خیال کرکے کہ انھون نے مجکو دیکھکر کیون اپنے پیالون کو نہین توڑا اور مجھسے روپوش نہین ہوئے اُنپر گھوڑا بڑھایا انھون نے آگے سے تلوارین کھینچ لین آپ واپس بھاگ آئے پھر نیت خالص کرکے اُنکی طرف گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آپ کا رعب و داب دیکھکر بھاگ گئے۔ وفات آپ کی سنہ ۳۸۱ ہجری مین ہوئی۔ نور سیدان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ابراہیم الضریر المیدانی۔ اپنے وقت کے شیخ کبیر اور عارف مذہب ابوبکر محمد بن احمد عیاضی کے ہم عصرون مین سے تھے آپ کے زمانہ مین آپ کے مثل اور کوئی کم پایا جاتا تھا۔ وفات آپ کی سنہ ۳۶۲ھ مین ہوئی۔

محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بلخی ہندوانی۔ بلخ مین اپنے زمانہ کے شیخ جلیل القدر۔ امام کبیر فقیہ بے نظیر محدث عدیم التمثیل صاحب ذکاوت و زہد و ورع اور موضح مشکلات و معضلات تھے

ابو جعفر کنیت تھی اور بہ سبب کثرت فقاہت کے ابو حنیفہ صغیر کے لقب سے ملقب تھے فقہ آپ نے ابی بکر اعمش شاگرد ابی بکر اسکاف تلمیذ محمد بن سلمہ صاحب ابی سلیمان سے حاصل کی اور نیز علی بن احمد فارسی تلمیذ امام نصیر بن یحییٰ سے اخذ کیا اور آپ سے نصر بن محمد ابو اللیث فقیہ اور جماعت کثیر نے تفقہ کیا۔ مدت تک بلخ و ماوراء النہر مین تحدیث کرتے اور بڑے بڑے مشکل مسائل کے فتوے دیتے رہے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب فجر کی نماز پڑھتے تو پہلے گھر مین داخل ہوتے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر اپنے اصحاب کے پاس تشریف لیجاتے جب آپ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی تب آپ نے گھر مین جانا چھوڑ دیا لوگون نے اسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مین گھر مین جاکر اپنی والدہ کے قدم چوما کرتا تھا کیونکہ حضرت نے فرمایا ہی کہ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ چونکہ اب وہ فوت ہوگئی ہین اسلیے حسب معمول میرا گھر مین جانا فضول ہی روایت ہی کہ جب آپ اپنی والدہ کو کہتے کہ مجکو اپنا پانْون دکھلاؤ کہ مین اسکو چومون تو وہ کہتی تھین کہ ای میرے بیٹے اگر تم میری خوشی کے لیے ایسا کام کرتے ہو تو مین بغیر چومانے پانْون کے راضی ہون آپ فرماتے کہ مین یہ کام امتثالاً للامر سبحانہ و تعالے کرتا ہون جیسا اُسنے فرمایا ہی وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْنًا الخ وفات آپ کی ۳۶۲ھ مین ہوئی اور نعش آپ کی بلخ مین لیجاکر دفن کی گئی سراج زمان آپ کی تاریخ وفات ہی۔

حسن بن عبداللہ بن المرزبان المعروف بالقاضی ابو سعید السیرافی النحوی شہر سیراف مین جو بلاد فارس سے ہی ۲۷۰ھ ہجری سے پہلے پیدا ہوے۔ معرفت نحو۔ فقہ لغت۔ شعر۔ عروض قوافی۔ قرآن۔ حدیث۔ کلام۔ حساب۔ ہندسہ مین شیخ الشیوخ و امام الائمہ احفظ نظم و نثر تھے اور باوجود اسکے زاہد۔ عابد۔ خاشع۔ متدین۔ متورع۔ متقی۔ عفیف۔ جمیل الامر حسن الاخلاق تھے علم لغت کو ابن درید سے اور نحو کو ابن السراج سے حاصل کیا فقہ کو عمان مین اخذ کیا مدت تک بغداد مین علوم قرآن و نحو و لغت و فقہ و فرائض کا درس دیتے رہے پچاس سال تک جامع رصافہ مین امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیا اور کوئی خطا نہ پائی گئی چالیس سال یا اس سے زیادہ ثقاہت و دیانت و امانت کے ساتھ بغداد مین قضا کرتے رہے اور اپنے ہاتھ کے کسب سے روزی کھاتے تھے اور جب تک دس ورق جنکی اجرت دس درہم ہوتی تھی

نہ لکھ لیتے تھے باہر مجلس مین نہ آتے تھے۔ ابو علی فارسی اور اُسکے اصحاب آپ سے بڑا حسد کرتے تھے اور نیز آپ کے اور ابی الفرج اصبہانی صاحب کتاب اغانی کے درمیان فاضلانہ نوک جھوک رہتی تھی۔ آپ نے دن مین خشوع کے ساتھ قرأت قرآن اور رات کو خشوع کے ساتھ قیام کا وظیفہ مقرر کیا تھا اور جب آپ کے پاس کوئی ایسے کلام پڑھے جاتے تھے جسمین موت و بعث وغیرہ کا ذکر ہوتا تھا تو آپ ضرور بے اختیار رو پڑا کرتے تھے اور ایک رات دن مغموم رہا کرتے اور کھانا پینا موقوف ہو جاتا تھا اور جب کسیکو دیکھتے کہ اُسکو جلد چھا پا آگیا ہی تو اُسکو تسلی دیتے۔ کتاب متاع مین لکھا ہی کہ آپ پراگندہ علم کے جامع تھے اور مذاہب عرب کو نظم کیا اور ہر ایک بات مین دخل حاصل کیا اور ہر ایک طریق سے اخراج کیا اور خلقت و دین مین جادۂ وسطی کو لازم پکڑا اور حدیث کی بہت روایت کی اور نہایت درجہ احکام کو پہونچے اور افقہ فی الفتویٰ ہوے۔ ملوک عدن نے بڑی تعظیم سے آپ کو مراسلے لکھے اور اُنمین مسائل فقہ و عربی و لغت کو پوچھا اور مدت تک آپ بغداد مین بمقام عسکر مین رہے یہانتک کہ خلافت طائع مین دوم رجب ایام دوشنبہ ۳۶۸ھ ہجری مین وفات پائی۔ آپ کی تصانیف مین شرح کتاب سیبویہ ایسی ہی کہ مثل اُسکے کوئی تصنیف نہین ہوئی۔ بندۂ ایماندار آپ کی تاریخ وفات ہی۔

احمد بن علی بن حسین رازی المعروف بہ جصاص۔ امام زمانہ۔ مجتہد وقت علامۂ عصر حافظ حدیث صاحب عفت و دیانت و زہد تھے ۳۰۵ھ ہجری شہر بغداد مین پیدا ہوے۔ ابو بکر کنیت تھی۔ فقہ کو ابو سہل زجاج تلمیذ امام کرخی سے اخذ کیا اور حدیث کو ابا حاتم اور عثمان دارمی اور عبد الباقی بن قانع وغیرہ محدثین سے سنا اور روایت کیا یہانتک کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور دور دور سے لوگ واسطے استفادہ کے آپ کی خدمت مین حاضر ہونے لگے چنانچہ ابو عبد اللہ محمد بن یحیی جرجانی شیخ قدوری و ابو الحسن محمد بن احمد زعفرانی و ابو الفرج احمد بن محمد بن عمر المعروف با بن سلمہ و ابو حفص محمد بن احمد نسفی اور ابو الحسن محمد بن محمد کازنی وغیرہ فقہاے بغداد نے آپ سے بڑا فیض حاصل کیا اور ابو علی و ابو احمد حاکم نے آپ سے حدیث کو سنا۔ قضاء خطاب کے لیے آپکو کہا گیا تھا مگر آپ نے منظور نکیا۔ اور تدریس

تعلیم مین مشغول رہنا پسند کیا۔ کہتے ہین کہ جب آپ مناظرہ کی مجلس مین داخل ہوتے تھے
تو آپ کے نفس کی قوت اور حسن کلام کے سبب سے مخالفین کو بات تک کی جرأت نہ رہتی تھی
چونکہ آپ چونہ بنایا کرتے تھے اور جص چونہ کو کہتے ہین اس لیے جصاص کے لقب سے مشہور ہوے
آپ نے حسب ذیل کتابین تصنیف کین جو نہایت مفید وعمدہ ہین۔ مختصر کرخی۔ مختصر طحاوی۔ شرح جامع
امام محمد۔ شرح اسماء الحسنیٰ۔ کتاب احکام القرآن۔ کتاب ادب القضاء۔ کتاب اصول فقہ۔
واقعات فرہ جلبی۔ علاوہ اُنکے بہت سے مسائل ہیں جو آپ سے استفسار کیے گئے آپ نے
جوابات لکھے۔ بعض علماء نے آپ کو طبقۂ اصحاب تخریج مین شمار کیا ہے لیکن بعض فضلاء کہتے ہین
کہ آپ کو اصحاب تخریج مین شمار کرنا سراسر آپ پر ظلم کرنا ہے اور اس سے بالکل آپ کی کسر شان ہے
کیونکہ اگر آپکی تصانیف اور تبحر فی العلوم کا خیال کیا جاوے تو شمس الائمہ وغیرہ فقہا جنکو اصحاب
مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا گیا ہے آپ کے آگے بمنزلہ شاگردون کے ٹھہرتے ہین پس اس
صورت مین آپ کیونکر طبقۂ مجتہدین فی المسائل مین نہ شمار کیے جاوین۔ وفات آپ کی پینسٹھ سال کی
عمر مین یوم شنبہ ہفتم ماہ ذی الحجہ [illegible] مین بمقام نیساپور واقع ہوئی "رہنمائے دین" آپکی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن فضل بن جعفر بن رجا بن زرعہ فضلی کماری بخاری۔ اپنے زمانہ کے امام کبیر
اور شیخ اجل معتمد فی الروایت والدرایت تھے ائمہ بلاد نے آپکی طرف رجوع کیا مشاہیر کتب
فتاویٰ آپ کی روایات وفتاوی سے مملو ہین۔ ابوبکر کنیت تھی۔ فقہ آپ نے اُستاذ عبداللہ
سبذموتی تلمیذ ابی حفص صغیر سے حاصل کی اور آپ سے قاضی ابو علی حسین بن خضر نسفی اور
امام حاکم عبدالرحمن بن محمد کاتب اور امام زاہد ابو محمد خیزاخزی اور امام اسماعیل زاہد نے تفقہ کیا
اور آپ نے واسطے املاء حدیث کے مجلس منعقد کی۔ کہتے ہین کہ جب آپکو فتوی دینے کی اجازت دی گئی
تو بلخ مین فقیہ ہندوانی نے اس خبر کو سنکر یہ خیال کیا کہ یہ لڑکا جو اسقدر حافظہ نہین رکھتا اسکو فتوی
دینے کی اجازت کیونکر دی گئی پس وہ اس خبر کی تصدیق کے لیے بذات خود بخارا مین تشریف لائے
اور رات کو آپ کے مکان مین اُترے اور رات بھر آپ کا یہ حال دیکھا کہ آپ مطالعۂ کتب مین
مشغول ہین اور جب نیند آتی ہے تو وضو کرکے پھر مطالعۂ کتب مین مشغول ہو جاتے ہین اسی طرح
صبح کر دی۔ ہندوانی نے کہا کہ اس لڑکے کو جو فتوی دینے کی اجازت دی گئی ہے تو یہ فی الواقع

محمد بن فضل کماری

جو

اس منصب کا مستحق تھا۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی مہمان آپکے پاس آتا تو آپ طباق اٹھاکر اُسمین سے موسم سرما مین تازے زرد آلو اُسکے آگے رکھ دیتے اور کہتے کہ چالیس سال سے مین نے کوئی حرام چیز ہاتھ مین نہین پکڑی اور نہ حرام کے راستہ گیا ہون اور نہ حرام چیز کمائی ہے پس جو شخص چاہے کہ ایسی کرامت پائے وہ میری طرح کرے ۔ کہتے ہین کہ آپ کے زمانہ مین ابو بکر اسحٰق بخاری کلاباذی صاحب تعرف و تصوف نے وفات پائی جب اُنکو ایک قبرستان مین دفن کیا گیا تو ہزارون سانپ و بچھو اُس قبرستان سے نکلکر دوسرے گورستان مین چلے گئے جب اس بات کی خبر آپ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ مردی نہین ہے کہ اپنے سے بلا دور کرکے دوسرون پر ڈالدی جاوے جب مین فوت ہو جاؤن تو مجھکو اسی گورستان مین جسمین ہزارون سانپ و بچھو آگئے ہین دفن کرنا اور عجائب دیکھنا پس جب آپ فوت ہوئے تو آپ کو اُسی گورستان مین دفن کیا گیا بمجرد آپ کے مدفون ہونے کے ہزارہا سانپ و کژدم وہان سے نکل گئے اور راستہ مین مر گئے ۔ آپ کے تذکرہ مین علی قاری نے طبقات حنفیہ مین نقل کیا ہے کہ آپ کے والد نے آپ سے اور آپ کے بھائی سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر تم مبسوط کو یاد کرلو تو مین تمکو ایک ایک ہزار دینار انعام دونگا پس جب آپ نے اُسکو یاد کرلیا تو آپکے باپ نے کہا کہ اب تمکو مبسوط کا حفظ کرنا ہی کافی ہے اُسپر آپ خفا ہو کر گھر سے نکل گئے اور بلاد فرغانہ مین آکر کیا دیکھتے ہین کہ قاضیخان منبر پر جلوس فرما ہین اور اُنکے روبرو علما و فضلا بیٹھے ہوئے جو کچھ وہ بتاتے ہین لکھ رہے ہین اس اثنا مین قاضیخان نے ما بین امام ابو یوسف اور امام محمد کے ایک اختلافی مسئلہ بیان کیا اور اُسمین امام محمد کے قول کو امام ابو یوسف اور امام ابو یوسف کے قول کو امام محمد کا کردیا آپ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ ان اقوال کو اُلٹا دو قاضیخان نے کہا کہ اگر نہ اُلٹائین تو کچھ مضائقہ نہین آپ نے فرمایا کہ اگر نہ اُلٹائین تو امام ابو یوسف کے قول پر یہ اور امام محمد کے قول پر یہ اعتراض وارد ہوتے ہین پھر چند مسائل بیان کیے جسپر قاضیخان منبر سے اتر آئے اور کہا کہ یا سیدی شاید آپ محمد بن فضل کماری ہین آپ نے کہا کہ ہان اسپر قاضیخان نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ اس مجلس کے مستحق ہین انتہی لیکن چونکہ آپ کی وفات ۳۸۱ھ مین ہوئی اور قاضیخان ۵۹۲ھ مین فوت ہوئے اسلئے آپکی طرف اس قصہ کو منسوب کرنا صریح غلطی ہے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ شاید قاضیخان کی ملاقات آپ کی اولاد میں سے ابو بکر محمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد بن محمد بن فضل کماری سے جو بڑے عالم فاضل اور بخارا کے خطیب تھے اور ۵۱۹ھ ہجری میں فوت ہوئے تھے ہوئی ہوگی۔ کماری بخارا کے علاقہ میں ایک قصبہ کا نام ہے جسکی طرف آپ منسوب ہیں آپکی اولاد میں سے بہت سے علما و فضلا ہوئے ہیں جو فضلی سے مشہور ہوئے جنکا ذکر آگے آویگا۔ صدق وصفا آپکی تاریخ وفات ہے۔

ابو اللیث فقیہ

نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم ابو اللیث فقیہ سمرقندی المشہور بہ امام الہدی۔ علمائے بلخ میں سے امام کبیر فاضل بے نظیر۔ فقیہ جلیل القدر محدث وحید العصر۔ زاہد متورع ایک لاکھ حدیث یاد رکھتے تھے۔ کتب امام محمد و امام وکیع و عبد اللہ بن مبارک اور امالی امام ابو یوسف وغیرہ آپ کو حفظ تھیں۔ فقہ وغیرہ علوم ابی جعفر ہندوانی شاگرد ابی القاسم صفار تلمیذ نصیر بن یحیی سے حاصل کیے اور آپ سے ایک جم غفیر نے تفقہ کیا۔ آپ نے قرآن شریف کی تفسیر چار جلدوں میں اور کتاب نوادر الفقہ و خزانۃ الفقہ و تنبیہ الغافلین و بستان العارفین و شرح جامع صغیر و تاسیس النظائر و مختلف الروایۃ و نوازل و عیون [illegible] فتاوی وغیرہ تصنیف کیے۔ آپکا قول تھا کہ قیامت کو میرے اعمالنامہ میں سے بعض [illegible] نہ نکلیگی اور میں نے جب سے دائیں ہاتھ کو بائیں سے پہچانا ہے جھوٹ نہیں [illegible] اور نہ کسی کے ساتھ برائی کا اسقدر بھی ارادہ کیا ہے کہ جسقدر جانور اپنے سر کو پانی میں مارتا ہے [illegible]۔ آپ کہتے تھے کہ جو شخص علم کلام کے ساتھ مشغول ہوا اسکا نام زمرۂ علماء سے محو کر دینا چاہیے۔ قاضیخان نے اپنے فتاوی میں آپ سے نقل کی ہے کہ معلم کو تعلیم قرآن کی اجرت لینی جائز نہیں ہے اور نہ عالم کو لائق ہے کہ بادشاہوں و امراء کے پاس آمد و رفت رکھے اور عالم کو نہیں چاہیے کہ دیہات و قصبات میں دورہ کرکے اس غرض سے وعظ و نصائح کرے کہ لوگ اسکے لیے کچھ جمع کر دیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ واسطے تجارت کے روانہ ہوئے راستہ میں رہزنوں نے آپ کے قافلہ کو لوٹ لیا جب انہوں نے بوجھ کھولے تو کئی ایک بوجھ ایسے پائے جنمیں صرف ڈھیلے بھرے ہوئے تھے رہزن اس بات سے بڑے حیران ہوئے اور

آپ

اہل قافلہ سے اس امر کو دریافت کیا انھون نے کہا کہ ابو اللیث سے پوچھو کیونکہ ڈھیلے انھون نے ہی لا دیے تھے جب چورون نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ڈھیلے ہمنے واسطے استنجا کے اپنی ملک کی زمین سے لا دیے ہین تا کہ غیر کی زمین سے استنجا کے لیے ڈھیلا اٹھانے کی نوبت نہ پہونچے۔ رہزنون کو یہ بات سنکر بڑا خوف پیدا ہوا اور سب نے تائب ہو کر قافلہ کا مال واپس کر دیا۔ وفات آپ کی بقول مختار نواح بلخ مین منگل کی رات ۱۱۔ ماہ جمادی الآخر ۳۷۳ھ ہجری مین ہوئی کہتے ہین کہ سمرقند کے لوگون نے آپ کی وفات کے افسوس مین ایک ماہ تک دکانین نہ کھولین اور ارادہ تھا کہ ایک ماہ نہ کھولینگے مگر حاکم نے انکو سمجھا کر کھلوا دین۔ ”نور صدقہ“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن حسن بن علی فقیہ مروزی۔ کنیت آپ کی ابو حامد تھی اور ابن طبری کے نام سے معروف تھے بڑے حافظ حدیث اور عالم تفسیر زاہد متورع ماہر اصول و فروع اور عارف مذہب امام اعظم تھے۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ علمائے متقدمین اور متاخرین میں سے آپ جیسا کوئی حافظ احادیث اور ماہر ما ثورات نہین ہوا۔ روایات اور حدیث مین بڑے متقن اور مضبوط سمجھے گئے ہین۔ فقہ آپ نے بغداد مین امام ابی الحسن کرخی اور بلخ مین ابی القاسم صفار شاگرد نصیر بن یحییٰ تلمیذ محمد بن سماعہ سے حاصل کی اور حدیث کو احمد بن حصیر مروزی اور ابا العباس احمد بن عبد الرحمٰن برغزی سے سماعت و روایت کیا بغداد سے جب تحصیل علم کر کے خراسان مین آئے تو وہان مدت تک قاضی القضات رہے اور کثرت سے تصنیفات کین جنمین سے تاریخ بدیع مشہور و معروف ہے۔ وفات آپ کی ماہ صفر ۳۷۶ھ مین ہوئی۔ ”دار العلم“ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن مکحول بن فضل نسفی مکحولی۔ فقیہ فاضل محدث عالم عارف مذہب تھے کنیت ابو البدیع تھی اور اپنے دادا کے نام پر منسوب تھے۔ علم اپنے باپ محمد بن مکحول شاگرد ابی المعین مکحول سے حاصل کیا اور حدیث کو ابا سہل ہارون بن احمد الاسفرائنی اور احمد بن حمدان المقرائی سے سنا۔ ۳۱۳ھ مین پیدا ہوئے اور ۳۹۵ھ مین بمقام بخارا فوت ہوئے مگر آپکا جنازہ لوگون نے بخارا سے لا کر نسف مین دفن کیا۔ ”امام نامور“ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن سہل بن ابراہیم بن سہل نیشاپوری۔ خراسان میں اپنے وقت کے امام حنفیہ تھے کنیت ابو نصر تھی ۳۴۳ ہجری میں امام حرمین نے آپ کے لیے مجلس تدریس منعقد کی جس پر آپ مدت العمر قائم رہے اور نیشاپور میں ۳۹۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

عبد الکریم بن محمد بن موسیٰ سبذمونی۔ قصبہ سبذمون میں جو بخارا کے پاس واقع ہے رہتے تھے۔ ابو محمد کنیت تھی۔ اپنے عہد کے امام بے نظیر زاہد و پرہیزگار تھے۔ فقہ استاذ عبد اللہ سبذمونی شاگرد ابی حفص صغیر سے پڑھی اور مدت تک تدریس و افتا میں مصروف رہ کر ۳۹۸ ہجری میں وفات پائی۔

احمد بن عمرو بن موسیٰ بن عبد اللہ بخاری المعروف بابی نصر العراقی۔ اصحاب مستعملہ ابی حنیفہ میں سے امام اجل محدث اکمل تھے۔ حدیث کو ابی نعیم عبد الملک بن محمد بن عدی سے سنا اور روایت کیا اور مدت تک سمرقند کے قاضی رہے اور ۳۹۰ ہجری میں شہر بخارا میں وفات پائی۔

عبد الکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بزدوی۔ آپ فخر الاسلام بزدوی کے جد امجد ہیں اور قلعہ بزدہ میں جو نسف سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے رہا کرتے تھے علوم امام الہدیٰ ابی منصور ماتریدی تلمیذ ابی بکر جوزجانی سے حاصل کیے اور ۳۹۰ ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن احمد بن محمد عبدوس بن کامل الدلال المعروف بزعفرانی۔ فقیہ صالح ثقہ تھے۔ کنیت ابو الحسن تھی صاحب ہدایہ نے آپکا ذکر ہدایہ میں کیا فقہ آپ نے ابی بکر رازی سے پڑھی اور ۳۹۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ زعفرانی زعفران کی طرف منسوب ہے جو محلات بغداد میں ایک محلہ کا نام ہے بعض نے کہا ہے کہ زعفران مابین ہمدان و رسد آباد کے واقع ہے بعض کا یہ قول ہے کہ آپ زعفران بیچا کرتے تھے اسلیے زعفرانی کے نام سے مشہور ہوئے۔

حسن بن داؤد بن رضوان سمرقندی۔ فقہاء متقدمین میں سے مناظرہ و مباحثہ میں یگانہ زمانہ تھے۔ ابو علی کنیت تھی۔ علم نیشاپور میں ابی سہل زجاج تلمیذ امام کرخی سے پڑھا اور ان سے فقہ کو اخذ کیا اور ۳۹۵ ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن یحییٰ بن مہدی فقیہ جرجانی۔ امام فاضل فقیہ کامل علامۂ زمان فہامۂ دوران تھے صاحب ہدایہ نے آپکو اصحاب تخریج میں سے شمار کیا ہے کنیت ابو عبد اللہ تھی فقہ آپ نے ابی بکر رازی سے حاصل کی اور آپ سے ابو الحسین احمد قدوری و احمد بن محمد ناطفی نے تفقہ کیا۔ فالج کی بیماری سے ۳۹۸ ہجری میں وفات پائی اور بغداد میں امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس دفن کیے گئے۔

کرم زمان آپکی تاریخ وفات ہے۔

صاحب خزانۃ الاکمل

یوسف بن محمد جرجانی - فقیہ اجل عالم اکمل اور حل واقعات و نوازل میں مرجع فضلا تھے - ابو عبد اللہ کنیت تھی - فقہ آپنے ابی الحسن کرخی سے پڑھی - کتاب خزانۃ الاکمل (چھ جلد میں) شرح زیادات - شرح جامع کبیر - شرح مختصر کرخی تصنیف کیں آپنے خزانۃ الاکمل میں لکھا ہے کہ میری یہ کتاب بڑے بڑے مصنفات اصحاب کو مشتمل کافی حاکم اور جامع صغیر و جامع کبیر و زیادات و مجرد و منتقی و مختصر کرخی و شرح طحاوی اور عیون المسائل کو محیط ہے - وفات آپ کی [illegible] میں ہوئی - قبلہ کرام آپ کی تاریخ وفات ہے -

حسین بصری

حسین بن علی بصری - صیمری نے کہا ہے کہ علم فقہ و کلام میں کوئی آپ کے مبلغ کو نہیں پہونچا - ابو عبد اللہ کنیت تھی - علوم امام کرخی وغیرہ سے پڑھے لیکن اخیر عمر میں اصول معتزلہ کی طرف راغب ہو گئے اور ۳۶۹ھ میں وفات پائی -

محمد دباس

محمد بن محمد بن سفیان دباس عراق میں اپنے زمانہ کے فقیہ اہل سنت وجماعت اور امام حنفیہ صحیح الاعتقاد حافظ و عارف روایات تھے - ابو طاہر کنیت تھی - علم آپنے قاضی ابی خازم عبد الحمید شاگرد عیسی بن ابان سے اخذ کیا - شام کی قضا آپ کو دیگئی اور وہاں سے مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے اور مکہ معظمہ میں ہی وفات پائی - چونکہ آپ شیرۂ انگور کا بیچا کرتے تھے اسلیے دباس کے نام سے مشہور ہوے - آپ امام محمد کی جامع صغیر کے مرتبین اور ابی الحسن کرخی کے اقران میں سے تھے - صاحب اشباہ ونظائر نے آپ کی ایک حکایت قواعد میں ضبط کرنے فروع کی تحریک کی ہے جو آپ کی نہایت ہی ذکاوت و فطانت پر دلالت کرتی ہے -

سعید بردعی

سعید بن محمد بردعی - امام طحاوی کے اصحاب میں سے بڑے محدث و فقیہ تھے جنہوں نے بغداد میں امام موصوف سے تحدیث کی اور درس دیا - ابو طالب کنیت تھی -

نصر عیاضی

نصر بن احمد بن عباس عیاضی - امام دہر فقیہ متبحر وحید عصر عارف مذہب تھے دور دور سے فقہا و فضلا وغیرہ واقعات و نوازل میں حل مشکلات اور فتوی کے لیے آپ کے پاس آتے تھے یہانتک کہ ابی حفص بجلی نواسے ابی حفص کبیر سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کے صحیح ہونے کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ آپ ان کے مذہب پر تھے اگر یہ مذہب مختار نہوتا

تو آپ اسکے ہرگز پیرو نہ ہوتے - حکیم ابی القاسم سمرقندی کہتے ہین کہ سو برس کے عرصہ سے آپ جیسا علم و فقہ و تدین مین کوئی عالم فاضل خراسان سے ماوراءالنہر مین نہین آیا - کنیت آپ کی ابو احمد تھی - فقہ آپنے اپنے باپ ابی نصر احمد تلمیذ ابی بکر جوزجانی وغیرہ سے حاصل کی اور آپ سے ایک جم غفیر نے اخذ کیا -

علی رستغفنی

علی بن سعید رستغفنی سمرقندی - سمرقند کے مشائخ کبار مین سے فقیہ - اصولی جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول تھے - ابو الحسن کنیت تھی - مدت تک ابو منصور ماتریدی کی صحبت مین رہے اور ان سے کمالیت و فضیلت حاصل کی - کتاب ارشاد المہتدی اور کتاب الزوائد و فوائد (انواع علوم مین) اور ایک کتاب خلاف مین تصنیف کی - آپ کے اور ابو منصور ماتریدی کے درمیان اس مسئلہ مین اختلاف تھا کہ ابو منصور فرماتے تھے کہ مجتہد نے جسوقت اصابت حق مین خطا کی تو وہ مخطی فی الاجتہاد ہوا اور آپ کہتے تھے کہ وہ اجتہاد مین مصیب ہے خواہ حق کو پائے خواہ نپائے اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ ہر ایک مجتہد مصیب ہے اور حق نزدیک خدا کے ایک ہی ہے اور وہ مصیب ہے طلب مین اگرچہ اُسنے مطلوب کو نہین پایا - رستغفنی رستغفن کی طرف منسوب ہے جو سمرقند مین ایک قصبہ کا نام ہے -

دامغانی

احمد بن محمد بن منصور القاضی دامغانی - فقیہ محدث شیخ کبیر عالم بے نظیر امام یگانہ ورع و زہد مین مشار الیہ زمانہ تھے ابو بکر کنیت تھی - فقہ وغیرہ کو امام طحاوی و ابی سعید بردعی و امام کرخی سے اخذ کیا - سمعانی نے انساب مین لکھا ہے کہ آپ فقہاء کبار مین سے تھے مصر مین علم ابو جعفر طحاوی سے پڑھا پھر بغداد مین اگر کرخی سے تحصیل کی اور جب امام کرخی فالج کی بیماری مین مبتلا ہوے تو انھون نے اپنے اصحاب مین سے صرف آپکو ہی فتوی دینے کے لیے مقرر کیا پس آپ مدت دراز تک بغداد مین ٹھہر کر فتوے دیتے اور امام طحاوی سے حدیث بیان کرتے رہے - دامغانی شہر دامغان کی طرف منسوب ہے جو خراسان مین کہستان کے پاس واقع ہے -

ابو سہل زجاجی

ابو سہل زجاجی - بڑے فقیہ اور عالم سدید تھے کبھی ابو سہل غزالی کبھی ابو سہل فرضی اور اکثر ابو سہل زجاجی کے نام سے پکارے جاتے تھے زجاج آپکو اسلیے کہتے تھے کہ آپ شیشہ گری کا کام کرتے تھے - علم آپنے کرخی تلمیذ ابی سعید بردعی سے پڑھا پھر نیشاپور مین اکر اخیر عمر تک

یہان ہی سے ہے ۔ کہتے ہین کہ جب آپ مناظرہ کی مجلس مین تشریف لاتے تو بسبب آپ کی علمیت اور برجستہ تقریر کے مخالفین کے رنگ فق ہوجاتے ۔ آپ سے ابوبکر احمد بن علی رازی وغیرہ فقہائے نیشاپور نے تفقہ کیا ۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب الریاض یادگار ہے ۔

عتبہ بن خیثمہ بن محمد نیشاپوری ۔ فقہ و تدریس و فتویٰ مین عدیم النظیر تھے ۔ ابوالہیثم کنیت تھی خراسان مین امام ابوحنیفہ کے مذہب پر قاضیوں مین سے آپ ہی باقی رہے تھے ۔ فقہ آپ نے قاضی حرمین احمد بن محمد نیشاپوری شاگرد محمد بن محمد ابی طاہر دباس تلمیذ ابی خازم عبد الحمید سے حاصل کی اور آپ سے عماد الاسلام صاعد بن محمد بن احمد اور ہیثم بن ابی الہیثم وغیرہم نے تفقہ کیا ۔

عبد الرحمن بن محمد الکاتب الحاکم ۔ عالم فقیہ فاضل نبیہ جامع علوم مختلفہ تھے اور دور دور سے علما و فضلا آپکے پاس حل واقعات و نوازل کے لیے آتے تھے ۔ علوم ابی بکر محمد بن فضل شاگرد سبذمونی سے اخذ کیے ۔

ابوحفص سفکردی ۔ اپنے زمانہ کے شیخ کبیر فاضل بے نظیر زاہد متورع متقی تھے آپ سے شیخ زندویستی وغیرہ علما و فضلا نے تفقہ و استفادہ کیا ۔

عبد اللہ بن فضل خیزاخزی ۔ اپنے وقت کے امام کبیر فقیہ بے نظیر بڑے پرہیزگار تھے ۔ ابومحمد کنیت تھی اور شہر خیزاخز مین جو مضافات بخارا سے ہے رہتے تھے ۔ علوم ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ عبد اللہ سبذمونی سے اخذ کیے ۔ بعض مورخین نے آپکو عبد الرحمن بن فضل کے نام سے موسوم کیا ہے لیکن سمعانی و سغناقی اور علی قاری نے عبد اللہ کے نام پر اعتماد کیا ہے ۔

ابوجعفر بن عبد اللہ اسروشنی ۔ شہر اسروشنہ مین جو نواح سمرقند مین واقع ہے پیدا ہوے اور ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ عبد اللہ سبذمونی اور ابی بکر جصاص رازی شاگرد امام کرخی سے تفقہ اور اخذ کیا اور آپ سے قاضی عبید اللہ ابوزید دبوسی مصنف کتاب اسرار نے تفقہ کیا ۔

یحییٰ بن علی بن عبد اللہ زاہد بخاری زندویستی ۔ اپنے زمانہ کے امام فقیہ متورع زاہد تھے

علوم ابی حفص سفکردی اور محمد بن ابراہیم میدانی اور عبداللہ بن فضل خیزاخزی سے پڑھے اور کتاب روضۃ العلما اور کتاب نظم تصنیف کی۔ آپ نے روضۃ العلماء کے ابتداء مین لکھا ہے کہ پہلے مین نے اس کتاب کو بغیر مسائل کے جمع کیا تھا اور اسکا نام روضۃ الذاکرین رکھا تھا مگر لوگون کی استدعا پر مین نے پھر اسکو دوبارہ تصنیف کیا اور ہر ایک باب کے اوائل مین پندرہ پندرہ مسائل بیان کیے پھر اُن پر اخبار اور حکایات کو مبنی کر کے نام اسکا روضۃ العلماء رکھا۔

محمد بن اسحاق بخاری کلاباذی۔ اپنے وقت کے امام اصول و فروع تھے۔ کنیت ابو بکر تھی فقہ شیخ محمد بن فضل سے پڑھی اور ایک کتاب تعرف نام تصنیف فرمائی جسمین توحید کے معاملہ مین اصحاب حنفیہ کے اقوال کو جمع کیا محمد کلاباذی

حسن بن احمد بن مالک زعفرانی۔ اپنے زمانہ کے شیخ فاضل فقیہ کامل امام ثقہ تھے۔ اور کنیت ابو عبداللہ تھی آپ ہی نے امام محمد کی جامع صغیر کو جو پہلے غیر مبوب اور بے ترتیب تھی اچھی طرح مرتب کیا اور مبوب بنایا اور امام محمد کے ان خاص مسائل کو جو اُنھون نے امام ابو یوسف سے روایت کیے مین ممیز کیا اور نیز کتاب زیادات امام محمد کو مرتب کیا اور کتاب اضاحی تصنیف فرمائی۔ حسن زعفرانی

حدیقۂ پنجم

پانچوین صدی کے فقہاء وعلما کے حالات مین

اسمٰعیل بن حسن بن علی۔ فقیہ زاہد۔ امام فروع و اصول تھے۔ کنیت ابو محمد تھی۔ علوم ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ عبداللہ سبذمونی سے حاصل کیے اور ماہ شعبان ۴۰۲ھ میں وفات پائی۔ قبلۂ دارین آپ کی تاریخ وفات ہے۔ اسمٰعیل بن حسن

محمد بن موسیٰ خوارزمی۔ محدث ثقہ۔ فقیہ متبحر جامع فروع و اصول تھے۔ صیمری نے کہا ہے کہ مین نے تقوی و اصابت اور حسن تدریس مین آپ جیسا کوئی فاضل نہین دیکھا۔ کنیت ابو بکر تھی۔ فقہ آپ نے جصاص شاگرد امام کرخی سے حاصل کی اور آپ سے آپکے محمد بن موسیٰ خوارزمی ۴۰۲ھ

بیٹے مسعود بن محمد فقیہ خوارزمی اور ابو عبد اللہ حسین بن علی صیمری سے نے اخذ کیا علی قاری نے ابن اثیر کی مختصر غریب الاحادیث کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ ان مجددین امت محمدیہ میں سے ہیں جو پانچویں صدی کے سرے پر شمار کیے گئے ہیں آپ عند الخاص والعام بڑے معظم و مکرم تھے اور کسی کا ہدیہ وصلہ قبول نہ کرتے تھے۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ آپ سے ابو بکر برقانی نے ہمارے لیے تحدیث کی اور ابو بکر برقانی اکثر آپ کو نیکی سے یاد کیا کرتے تھے میں نے ایک دفعہ اُن سے آپکے مذہب فی الاصول سے سوال کیا کہا کہ آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا دین بوڑھی عورتوں کا سا دین ہے اور ہم کسی بات میں کلام کرنے کے لائق نہیں۔ کئی دفعہ آپ کو حکومت کے لیئے کہا گیا مگر آپنے اُسکے قبول کرنے سے انکار کیا۔ وفات آپکی سنہ ۴۰۳ ہجری میں ہوئی۔ شاہ زمن آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد الجبار بن احمد بن محمد سمعانی تمیمی مروزی۔ بڑے عالم فاضل متورع۔ متقن لغت و عربیت میں مضبوط تھے۔ کنیت ابو منصور تھی۔ فقہ آپنے جعفر بن محمد مستغفری شاگرد ابی علی نسفی تلمیذ ابی بکر محمد بن فضل سے حاصل کی اور لغت و عربی میں تصنیفات مفیدہ کیں اور سنہ ۴۵۰ ہجری میں وفات پائی آپکا بیٹا منصور پہلے حنفی المذہب تھا پھر شافعی ہو گیا اسلیے اسکی اولاد کلہم شافعی المذہب ہوے

محمد بن احمد بن محمود نسفی۔ اکابر فقہاء میں سے زاہد متورع متعفف۔ فقیر قانع تھے ابو جعفر کنیت تھی۔ فقہ آپنے ابی بکر رازی شاگرد امام کرخی سے حاصل کی اور علم خلاف میں ایک تعلیقات لکھی اور سنہ ۴۱۴ ہجری میں تنگدستی اور کثرت عیال سے مغموم و مہموم ہو کر وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ جس رات آپنے انتقال کیا تھا ایک مسئلہ منجملہ مسائل مذہب آپکے دل میں واقع ہو کر حل ہوا جسکی خوشی میں اُٹھکر اپنے گھر میں رقص کرنے لگے اور کہا این الملوک و ابناء الملوک یعنے کہاں ہیں بادشاہ اور شہزادے جو میری خوشی کو پہنچ سکیں آپ کی عورت نے آپ سے اس خوشی کا سبب پوچھا آپ نے اصل حال سے اُسکو مطلع کیا جس سے اُسنے بڑا تعجب کیا۔ رہنمائے حق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن عمر۔ سنہ ۳۲۳ ہجری میں پیدا ہوے ابو الفرح کنیت تھی لیکن ابن سلمہ کے

نام سے معروف ہے بغداد آپکا مسکن تھا۔ فقہ آپنے ابو بکر جصاص سے اخذ کی اور حدیث کو انکے باپ سے سماعت کیا اور آپکا خاندان مرجع اہل علم ہوا آپ بڑے عقیل اور نیکوکار تھے دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے اور رات کو ایک منزل قرآن کی اپنے ورد مین پڑھتے تھے۔ وفات آپ کی سنہ ۴۰۵ ہجری مین ہوئی۔

محمد بن احمد بن طیب بن جعفر واسطی کماری۔ فقیہ عارف محدث عادل تھے ابو الحسین کنیت تھی۔ فقہ آپنے ابی بکر رازی تلمیذ امام کرخی سے پڑھی اور حدیث کو بکر بن احمد سے روایت کیا اور آپ سے آپکے بیٹے اسمعیل قاضی واسطی نے اخذ کیا اور سنہ ۴۱۰ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپ کے والد احمد بن طیب بھی بڑے فاضل تھے جنھون نے ابا محمد عبد اللہ بن عمر بن احمد بن علی بن شوذب سے حدیث کو سنا اور ابو بکر محمد بن احمد بن نصر بن سلان نے اُن سے روایت کی۔ کمار آپکے اجداد مین سے کسیکا نام ہے اسلیے آپ نسبت کماری کی طرف منسوب ہوئے

ابراہیم بن اسلم شکانی۔ عالم فاضل فقیہ محدث تھے۔ ابو اسحاق کنیت تھی۔ فقہ آپنے ابی بکر محمد بن فضل بخاری سے حاصل کی اور حدیث کو ابی عبد اللہ رازی اور ابی محمد بن عبد اللہ مزنی سے سنا و روایت کیا۔ آپ کہتے ہین کہ جب دونون ہم تحصیل علم سے فارغ ہوکر امام ابی بکر محمد بن فضل کی محفل مین صدر نشین ہوئے تو ان دنون بلخ سے فقیہ ابو جعفر ہندوانی تشریف لائے پس امام موصوف نے ہمکو انکے پاس بھیجکر فرمایا کہ تم ان سے مشکل مسائل کا تذکرہ کرو تاکہ وہ تم سے دوستی اختیار کرین اور وحدت کی وحشت ان سے دور ہوجاے۔ وفات آپکی سنہ ۴۲۳ ہجری مین ہوئی۔

مسعود بن محمد بن موسی خوارزمی۔ عالم فاضل وحید عصر تھے۔ ابو القاسم کنیت تھی فقہ آپنے اپنے باپ ابی بکر محمد تلمیذ جصاص رازی سے پڑھی اور تمام عمر درس و افادہ عوام اور افتاء مین مشغول رہکر سنہ ۴۲۳ ہجری مین وفات پائی

حسین بن خضر بن محمد بن یوسف نسفی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ جید محدث ثقہ تھے۔ کنیت آپکی ابو علی تھی۔ بخارا مین آپنے امام ابی بکر محمد بن فضل اور ابا عمرو محمد بن محمد

بن صابر اور ابا سعید بن خلیل بن احمد سجزی اور بغداد میں ابا الفضل عبید اللہ بن عبد الرحمن الزہری اور ابا الحسن علی بن عمر بن محمد اور کوفہ میں ابا عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن حسین الہروی اور مکہ معظمہ میں ابا الحسن احمد بن ابراہیم اور ہمدان میں امام ابا بکر احمد بن علی بن بلال اور رے میں ابا القاسم جعفر بن عبد اللہ بن یعقوب رازی اور مرو میں ابا علی محمد بن عمرو مروزی اور اُنکے طبقہ سے حدیث کو سنا اور تفقہ کیا۔ اور آپ سے ایک جم غفیر اور جماعت کثیر نے حدیث کی روایت کی اور فقہ کو پڑھا اور اخیر میں آپ سے ابو الحسن علی بن محمد بخاری نے حدیث کو سنا اور روایت کیا۔ مدت تک بغداد میں تعلیم و تدریس اور مناظرہ میں مصروف رہے جب جعفر اسروشنی فوت ہوے تو آپکو بخارا کی قضا تفویض ہوئی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپکا اہل تشیع کے پیشوا مرتضی نام سے مسئلہ توریث انبیاء میں مباحثہ ہوا آپ نے اپنے دعوی میں حدیث لا نورث ما ترکنا صدقۃ کو پیش کیا جسپر مرتضی نے یہ اعتراض کیا کہ صدقۃ کا اعراب رفع سے پڑھنا درست نہیں بلکہ یہ نصب سے پڑھنا صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بقول آپکے حدیث کا فائدہ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اُسکے ترکہ کے اُسکے قریبی لوگ وارث ہوتے ہیں اور وہ صدقہ نہیں ہوتا اور انبیاء میں کسی طرح کا کوئی اشکال واقع نہیں ہو سکتا پس مرتضی لاجواب ہو گیا۔ آپنے کتاب فوائد اور کتاب فتاوی تصنیف کیں اور اسی برس کی عمر میں منگل کے روز ۲۳ ماہ شعبان ۴۶۲ھ ہجری میں فوت ہوے اور بخارا کے مقبرہ کلاباد میں دفن کیے گئے۔ امام والا قدر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

قدوری احمد بن محمد بن احمد بن جعفر المعروف بقدوری ۳۶۲ھ ہجری میں پیدا ہوے۔ ابو الحسن کنیت تھی اور چوتھے طبقہ کے فقہاے کبار اور فضلاے نامدار میں سے فقیہ فاضل محدث صدوق اور عالیقدر و منزلت تھے۔ عراق میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ کی طرف منتہی ہوئی۔ سمعانی نے کہا ہے کہ آپ فقیہ صدوق تھے اور عمدہ عبارات لکھتے اور ہمیشہ قرآن مجید پڑھا کرتے تھے فقہ و حدیث آپ نے ابی عبد اللہ محمد بن یحیی جرجانی شاگرد احمد جصاص سے پڑھی اور روایت کی اور آپ سے خطیب بغدادی اور قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ

دامغانی نے روایت کی اور ابو نصر احمد بن محمد فقیہ نے آپ سے فقہ پڑھی اور نیز آپ کی کتاب مختصر کی شرح لکھی۔ آپ شیخ ابا حامد اسفرائنی فقیہ شافعی سے اکثر مناظرہ کیا کرتے تھے۔ تصانیف بھی آپکے نہایت مفید کین جو مقبول و مروج بین الانام ہوئین چنانچہ مختصر مبارک جسکو قدوری کہتے ہین نہایت ہی متداول ہے علاوہ اسکے شرح مختصر کرخی۔ کتاب تجرید دربارۂ اختلافات امام ابو حنیفہ و امام شافعی سات جلدون مین تصنیف کی۔ نیز ایک کتاب تقریب اُن مسائل اختلافیہ مین بغیر دلائل کے لکھی جو امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کے باہم وقوع مین آئے ہین۔ پھر دوسری تقریب تصنیف کی جسمین اُن مسائل اختلافیہ کو با دلائل لکھا۔ آپکا ایک بیٹا محمد نام تھا جسکو آپنے فقہ نہ پڑھائی اور اکثر اُسے کہا کرتے تھے کہ کوئی دن اپنی زندگی کے آرام سے بسر کرلے پس وہ جوانی مین مرگیا۔ وفات آپ کی بغداد مین یوم یکشنبہ پنجم ماہ رجب ۴۲۸ھ ہجری مین ہوئی اور اُسی روز آپنے گھر مین جو درب ابی خلف مین تھا دفن کیے گئے پھر آپ کو وہان سے نکال کر تربت شارع منصور مین ابی بکر خوارزمی حنفی کے پاس دفن کیا گیا۔ قدوری آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ قصبۂ قدورہ کے رہنے والے تھے بعض نے کہا ہے کہ بسبب تجارت یا بنانے ہانڈیون کے اس نام سے مشہور ہوے۔ لامع النور آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسن بن عبد اللہ بن سینا الملقب برئیس۔ حکماء مسلمین مین سے علم و ذکا و فہم و فراست مین یگانۂ زمانہ تھے یہانتک کہ رئیس الحکماء آپکا لقب تھا۔ کنیت ابو علی تھی۔ باپ آپکا بلخ کا رہنے والا تھا جو بخارا مین ہجرت کرکے مقیم ہوا جہان آپ ۳۷۰ھ مین پیدا ہوے اور امام ابی بکر احمد بن عبد اللہ زاہد سے علم پڑھا پھر اسمٰعیل زاہد تلمیذ محمد بن فضل بخاری کے پاس جلے رہے اور اُن سے علوم پڑھے اور مناظرے کیے۔ آپ ایام اشتغال علم مین تمام رات کبھی نہ سوئے اور نہ دن کو سواے مطالعہ کتب کے اور کام مین مشغول ہوے جب کوئی مشکل مسئلہ واقع ہوتا تو وضو کرکے جامع مسجد مین نماز پڑھتے اور اُسکے آسان ہونے کے لیے خدا سے دعا مانگتے۔ ابھی اٹھارہ سال کی عمر کو نہ پہونچے تھے کہ علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوے اور طب مین شفاء وغیرہ کتابین تصنیف کین اور ۴۲۸ھ مین وفات پائی۔

اسحٰق بن ابراہیم بن مخلد بن جعفر بن مخلد فقیہ فاضل محدث صدوق تھا ابو الفضل

کنیت تھی۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے بھی کچھ تھوڑا سا لکھا۔ وفات آپ کی ماہ ربیع الاول سنہ ۴۱۹ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد ابو اسحٰق ابراہیم بن مخلد متوفی سنہ ۴۱۰ ہجری بھی فاضل ادیب محدث صدوق صحیح الکتابت حسن النقل جید الضبط تھے لیکن فقہ میں محمد بن جریر طبری کا مذہب رکھتے تھے اور حدیث کو حسین بن یحیٰی قطان و ابا عبد اللہ حکیمی اور قاضی احمد بن کامل سے روایت کرتے تھے۔

عبید اللہ بن عمر بن عیسیٰ القاضی ابو زید الدبوسی ۔ اکابرین فقہائے حنفیہ میں سے گذرے ہیں پہلے پہل علم خلاف کا آپ ہی نے وضع کیا اور اسکا اجرا فرمایا علم مناظرہ اور استخراج حجج میں ضرب مثل تھے مدت تک بخارا و سمرقند میں علمائے فحول سے مناظرے کرتے رہے۔ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپنے ایک فقیہ سے مناظرہ کیا پس جب آپ اسکو الزام دیتے تو وہ مسکراتا یا ہنس دیتا اسپر آپ نے فی البدیہہ یہ شعر تصنیف کیے ؎ مالی اذا الزمتہ حجۃ + قابلنی بالضحک والقہقہۃ ان کان ضحک المرء من فقہہ + فالدب فی الصحراء ما افقہہ + آپ نے کتاب الاسرار و کتاب تقویم الادلہ اور کتاب امد الاقصیٰ وغیرہ تصنیف کیں اور ایک کتاب فتاوی نظم میں لکھی اور بخارا میں سنہ ۴۳۰ ہجری میں وفات پائی۔ دبوسی شہر دبوس کی طرف منسوب ہے جو درمیان بخارا و سمرقند کے واقع ہے۔ رہبر پاک آپکی تاریخ وفات ہے۔

معتمد بن محمد بن مکحول بن فضل نسفی مکحولی ۔ فقیہ محدث عالم فاضل تھے۔ ابو المعالی کنیت تھی۔ روایت اپنے جد امجد ابی المعین سے کرتے تھے اور نیز ابا سہل ہارون بن احمد استرابادی سے سنا اور ان سے کتاب اخبار مکہ وغیرہ کی روایت کی۔ ماہ ذی الحجہ سنہ ۳۲۶ میں پیدا ہوے اور کچھ اوپر سنہ ۴۳۰ میں وفات پائی۔

ہیثم بن قاضی ابی الہیثم عتبہ نیشاپوری ۔ فقیہ فاضل عالم کامل محدث ثقہ تھے حدیث کو اپنے باپ سے سنا اور نیز اور علوم حاصل کیے اور سنہ ۴۳۱ ہجری میں وفات پائی۔

جعفر بن محمد بن معتز بن محمد بن مستغفر بن فتح بن ادریس نسفی ۔ سنہ ۳۵۰ ہجری میں شہر نسف میں جسکو اب نخشب کہتے ہیں پیدا ہوے۔ ابو العباس کنیت تھی اور مستغفری کی نسبت سے جو آپکے بعض اجداد کی طرف منسوب ہے مشہور تھے۔ آپ فقیہ فاضل محدث صدوق تھے

آپ کے زمانہ میں ملک ما وراء النہر میں ایسا کوئی فاضل نہ تھا جسنے آپ جیسی تصنیفات کی ہو اور معرفت و فہم حدیث میں مرجع انام ہوا ہو۔ علم آپ نے قاضی ابی علی حسین نسفی تلمیذ ابی بکر محمد بن فضل سے حاصل کیا اور حدیث کو کثرت سے روایت کیا۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ آپ خراسان کی طرف تشریف لے گئے اور مرو و سرخس میں مدت تک مقیم رہے جہاں ابی علی زاہد بن احمد سرخسی سے بہت کچھ سماعت کیا۔ نسف میں اباسہل ہارون بن احمد استراباذی و ابا محمد رازی اور بخارا میں حافظ اباعبداللہ محمد بن احمد غنجار اور مرو میں ابالہیثم محمد وغیرہ محدثین کثیر سے سنا اور آپ سے میرے جد اعلیٰ قاضی ابو منصور محمد بن عبدالجبار سمعانی و ابو محمد حسن بن احمد و ابو علی حسن بن عبدالملک وغیرہم نے روایت کی۔ آپ نے ایک کتاب حدیث میں جموع نام اور کتاب معرفۃ الصحابہ تصنیف کی علاوہ انکے اور بہت مفید کتابیں لکھیں اور سنہ ۴۳۲ ہجری میں وفات پائی۔ دارالمومنین آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کے والد ماجد ابو علی محمد بن مستغفر سنہ ۳۸۱ میں پیدا اور ماہ ربیع الآخر سنہ ۴۳۲ ہجری میں فوت ہوئے تھے۔

صاعد بن محمد بن احمد بن عبداللہ استوائی ۔ شہر استوا میں جو نیشاپور کے پاس واقع ہے سنہ ۳۴۳ میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابوالعلا تھی۔ اپنے زمانہ کے عالم صدوق فقیہ فاضل تھے خراسان میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر منتہی ہوئی ابتدا میں آپ نے علم ادب ابی بکر محمد خوارزمی اور فقہ قاضی ابی نصر سہل اپنے نانا سے پڑھی پھر قاضی ابی الہیثم عتبہ سے تفقہ کیا اور حدیث کو ابا محمد عبداللہ بن محمد بن زیاد و ابا عمرو اسمعیل و اباسہل بشر بن احمد الاسفرائنی اور ابالحسن علی بن عبدالرحمن کوفی سے سنا۔ مدت تک نیشاپور کی قضا کے متولی رہے پھر قضا کا عہدہ ابوالہیثم عتبہ اپنے استاد کو دیدیا۔ آپ سے آپ کے بیٹے ابو سعد محمد بن صاعد اور پوتے ابو منصور احمد بن محمد نے تفقہ کیا اور ایک جم غفیر نے روایت کی آپ نے عقائد میں ایک کتاب اعتقاد نام تصنیف فرمائی اور سنہ ۴۳۲ ہجری میں بمقام نیشاپور وفات پائی۔ آپ کی اولاد و احفاد کے سب لوگ فقیہ و قاضی اور اہل فتوے ہوئے ہیں۔

محمد بن منصور بن مخلص بن اسمعیل نوقدی ۔ امام زاہد صائم الدہر مشتغل بالتدریس والفتویٰ تھے۔ کنیت ابو اسحٰق تھی فقہ آپ نے ابی جعفر ہندوانی شاگرد ابی بکر اعمش تلمیذ ابی بکر اسکاف سے

حاصل کی اور حدیث کو قاضی محمد بن حسین یزدی سے روایت کیا مدت تک سمرقند کے مفتی رہے اور سمرقند ہی میں ماہ رمضان ۴۳۳ھ ہجری میں فوت ہوئے نوق شہر نسف کے قصبات میں سے ایک قصبہ کا نام ہے۔ بحر المناقب آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسین صیمری

حسین بن علی بن محمد بن جعفر صیمری۔ فقہائے کبار اور فضلائے نامدار میں سے بڑے عقیل جید النظر حسن العبارت محدث صدوق تھے ۳۵۱ھ میں پیدا ہوئے شہر صیمر کے پہاڑ میں جو خوزستان کے ملک میں نہر بصرہ پر واقع ہے رہتے تھے۔ فقہ آپ نے ابی نصر محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم اور ابی بکر محمد خوارزمی سے حاصل کی اور حدیث کو دمشق میں ابی الحسن دارقطنی و ابی بکر محمد بن احمد جرجانی سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن حسین دامغانی و ابو الحسن علی بن حسین صندلی نیشاپوری نے تفقہ کیا اور ابو بکر احمد بن خطیب بغدادی نے حدیث کی روایت کی۔ آپ نے ایک بہت بڑی کتاب امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کے اخبار میں تصنیف کی اور مدت تک مدائن وغیرہ کی ارالقضاء کے متولی رہے اور بغداد میں ۲۱ شوال ۴۳۶ھ ہجری میں وفات پائی مرجع الانام آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد نسفی

محمد بن احمد بن محمود بن محمد بن نصر بن موسیٰ بن احمد مایمرغی نسفی۔ امام فاضل محدث کامل تھے حدیث کو حجاز وغیرہ میں سنا اور مقری محمد بن منصور امام مدینہ سے روایت کی آپ سے نجم الدین عمر بن محمد نسفی نے روایت کی اور ماہ ربیع الاول ۴۲۴ھ میں شہر مایمرغ میں جو نخشب کے علاقہ میں بخارا کے راستہ پر واقع ہے فوت ہوئے۔

محمد سمنانی

محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن محمود سمنانی۔ بڑے عالم فاضل شیخ۔ فقیہ محدث ثقہ۔ متکلم حسن الکلام حنفی المذہب اشعری الاعتقاد تھے ۳۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ابو جعفر کنیت تھی حدیث کو موصل میں نصر بن احمد بن خلیل اور بغداد میں ابا الحسن علی بن عمر دارقطنی اور ابا القاسم عبید اللہ بن محمد رازی وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے خطیب بغدادی نے سنا اور لکھا اور آپ کا ذکر اپنی تاریخ میں کیا۔ مدت تک آپ موصل کے قاضی رہے اور فقہ میں

تصنیفات کی اور تعلیقات لکھین اور قضا کی حالت مین ماہ ربیع الاول سنہ ۴۴۶ ہجری مین فوت ہوے۔ سمنانی شہر سمنان کی طرف منسوب ہے جو درمیان دامغان اور خوارزم کے واقع ہے۔ ملجاے عمر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن عمر و ناطفی طبری۔ عراق کے علماے کبار و فقہاے نامدار اور اصحاب واقعات ونوازل مین سے فقیہ محدث تھے۔ کنیت ابو العباس تھی۔ فقہ ابی عبداللہ جرجانی تلمیذ ابی بکر جصاص رازی سے حاصل کی اور حدیث ابی حفص بن شاہین وغیرہ سے روایت کی۔ آپ کی تصانیف مین سے کتاب اجناس و فروق وکتاب واقعات وکتاب ہدایہ معروف ومشہور ہین۔ وفات آپ کی شہر رے مین سنہ ۴۴۶ مین ہوئی۔ چونکہ آپ حلوا بنا کر بیچا کرتے تھے اسلیے آپکو ناطفی کہا کرتے تھے اور ناطف عربی مین حلوائی کو کہتے ہین۔

عبداللہ بن حسین ناصحی۔ امام کبیر فقیہ بے نظیر شیخ حنفیہ ثقہ تھے۔ فقہ قاضی ابی الہیثم عتبہ تلمیذ قاضی الحرمین سے پڑھی اور آپ سے آپ کے بیٹے محمد ناصحی نے تفقہ کیا آپ بغداد مین حج کرکے سنہ ۴۱۲ ہجری مین تشریف لائے اور مدت تک تدریس وافتا مین معروف رہے اور بخارا مین سلطان محمود سبکتگین کے عہد مین قاضی القضاۃ مقرر ہوے اور سنہ ۴۴۷ مین وفات پائی۔ آپکی تصانیف مین سے کتاب تہذیب ادب القضا معروف ہے۔ ناصح آپکے اجداد مین سے کسی کا نام تھا۔

شیخ محمد اسمعیل محدث لاہوری۔ بخارا کے سادات عظام مین سے تھے جو سلطان مسعود غزنوی کے وقت اواخر سنہ ۳۹۵ ہجری مین شہر لاہور مین آکر سکونت پذیر ہوے اپنے وقت کے علوم فقہ و حدیث وتفسیر مین امام اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ واعظان اہل اسلام مین سے آپ ہی سب سے پہلے لاہور مین تشریف لائے اور آپ کے وعظ ونصائح کی تاثیر سے ہزارون کفار مشرف باسلام ہوے یہانتک کہ جو شخص آپ کی مجلس وعظ مین حاضر ہوتا بغیر پڑھنے کلمۂ توحید کے واپس نہ جاتا تھا چنانچہ پہلے جمعہ کو جو آپ منبر وعظ پر بیٹھے تو الرجال سواد دوپہر کو ساڑھے پانسو تیرہ کو ایکہزار کفار حلقۂ اہل توحید مین داخل ہوے۔ وفات آپ کی سنہ ۴۴۸ ہجری مین ہوئی اور لاہور کے باہر جنوب کی طرف مدفون ہوے سال وفات آپکا لفظ مہتاب ہے

شمس الائمہ حلوائی

عبدالعزیز بن احمد بن نصر بن صالح بخاری شمس الائمہ لقب تھا چونکہ آپ حلوا بیچا کرتے تھے اسلیے حلوائی کی نسبت سے معروف تھے بعض نے کہا ہے کہ آپ کو حلوائی کہنا چاہیے کیونکہ آپ قصبۂ حُلوان کے باشندہ تھے بہرحال اپنے زمانہ کے امام کبیر فاضل بے نظیر فقیہ محدث ثقہ تھے حدیث اور اہل حدیث کی بڑی توقیر کیا کرتے تھے۔ ابن کمال پاشا نے آپکو مجتہدین فی المسائل مین شمار کیا ہے۔ فقہ آپ نے حسین ابی علی نسفی شاگرد ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ عبداللہ سبذمونی سے حاصل کی اور حدیث کو ابی شعیب صالح بن محمد بن صالح بن شعیب اور رمجازی اور ابی سہل احمد بن محمد بن مکی الانماطی اور ابا اسحٰق رازی اور اسمٰعیل بن محمد زاہد اور عبداللہ بن محمد کلاباذی اور عبداللہ بن حسین کتاب اور حافظ محمد بن احمد غنجار وغیرہ سے سُنا اور روایت کیا اور امام طحاوی کی شرح معانی الآثار کو ابی بکر محمد بن عمر بن حمدان سے روایت کیا اور آپ سے شمس الائمہ بکر زرنجری اور محمد بن علی والد شمس الائمہ بکر زرنجری اور شمس الائمہ محمد سرخسی اور ابی بکر محمد بن حسین اور فخرالاسلام علی بن محمد بن حسین بزدوی اور اُنکے بھائی صدرالاسلام ابوالیسر محمد بن محمد اور قاضی جمال الدین ابو نصر احمد بن عبدالرحمٰن وغیرہ نے تو فقہ اور روایت کیا۔ حافظ الحدیث ابومحمد عبدالعزیز بن محمد نخشبی اپنی معجم شیوخ مین آپ کو اپنے شیوخ مین بیان کرکے کہتے ہین کہ مین نے آپ سے آپ کی تمام امالی سنی ہین۔ آپ ہمیشہ فقہا کو حلوا کھلایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دعا کرو ہین خدا الڑکا عنایت کرے پس خدا نے آپ کو بسبب بخشش اور اعتقاد اور تضرع کے جیساکہ آپ چاہتے تھے ویسا لڑکا عطا کیا۔ آپ کی تصانیف مین سے کتاب مبسوط اور نوادر مشہور و معروف ہین اخیر عمر مین آپ بخارا سے شہر کش مین تشریف لے گئے اور وہین ماہ شعبان ۴۴۸ھ یا ۴۴۹ھ مین وفات پائی اور آپ کی نعش کو بخارا مین لاکر قبرستان کلاباذ مین دفن کیا گیا جو اب زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ سال وفات آپکا صدر مسند ہے۔

عبدالواحد عکبری

عبدالواحد بن علی بن برہان الدین عکبری۔ بڑے فقیہ۔ نحوی۔ متکلم۔ لغوی۔ مورخ۔ ادیب تھے ابوالقاسم کنیت تھی۔ پہلے نجومی تھے پھر نحوی ہوے اور حنبلی مذہب سے حنفی مذہب اختیار کیا فقہ احمد قدوری شاگرد ابی عبداللہ محمد بن یحییٰ جرجانی سے حاصل کی اور حدیث کو ابن بطہ وغیرہ سے سماعت کیا

آپ امام ابوحنیفہ کے بڑے حامی اور اپنے اصحاب مین ذی عزت تھے۔ کبھی شلوار نہ باندھی اور نہ اپنے سر کو چادر سے ڈھکا۔ وفات آپ کی چہارشنبہ کے روز ماہ جمادی الاخری ۴۵۲ھ ہجری مین ہوئی۔ عکبری شہر عکبر کی طرف منسوب ہے جو دریائے دجلہ پر بغداد سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر مشرق کی طرف واقع ہے۔ عالیمقدار آپکی تاریخ وفات ہے۔

عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن عاصم نسفی۔ حافظ حدیث۔ محدث ثقہ۔ فقیہ متقن۔ عالم کبیر المحل فاضل عظیم الشان تھے۔ ابو محمد کنیت تھی۔ سلفی نے کہا ہے کہ مینے آپ کی بابت موتمن ساجی سے پوچھا انہوں نے کہا کہ آپ مثل ابی بکر خطیب اور محمد بن علی الصوری کے حافظ حدیث پسندیدہ اخلاق و فہم تھے۔ ابن مندہ کہتے ہین کہ آپ حفظ و اتقان مین یگانۂ زمانہ تھے اور مین نے اپنے زمانہ مین کوئی مثل آپ کے دقیق الخط سریع الکتابۃ اور قراۃ نہین دیکھا۔ مدت تک آپنے حافظ جعفر مستغفری کی صحبت مین رہکر کثرت سے سماعت و اخذ کیا اور بغداد مین محمد بن محمد بن غیلان کو پاکر ان سے بھی استفادہ کیا اور نسف مین ۴۵۶ھ یا ۴۵۷ھ مین وفات پائی۔

اسمعیل بن احمد بن اسحاق بن شیث صفار۔ ابو ابراہیم کنیت تھی فقہ اپنے باپ سے پڑھی اور امام اعظم کی کتاب عالم و متعلم کو اپنے والد ماجد کے ساتھ ابی یعقوب یوسف بن منصور سیاری سے سماعت کیا۔ چونکہ آپ نہایت صادق القول وحق گو تھے اور سچ کہنے مین کسی سے نہ ڈرتے تھے اسلیے ۴۶۱ھ مین خاقان نے آنکو قتل کرادیا۔

علی بن حسین سغدی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ مناظر تھے رکن الاسلام لقب اور ابوالحسن کنیت تھی۔ فقہ شمس الائمہ سرخسی سے اخذ کی اور شرح سیر الکبیر کو روایت کیا۔ حدیث کو ایک جماعت محدثین سے سنا یہانتک کہ بخارا مین ساکن ہوکر افتاء کے لیے صدر نشین ہوے اور وہان کی قضا آپکے سپرد ہوکر ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر منتہی ہوئی واقعات و نوازل مین لوگ آپ کی طرف رجوع لانے لگے۔ فتاوے قاضیخان وغیرہ مشاہیر فتاوے مین آپ کا مکرر تذکرہ ہوا ہے۔ آپ کی تصانیف مین سے فتاوی نتف اور شرح جامع کبیر مشہور و معروف ہین۔ کہتے ہین کہ جن دنون آپ بغداد مین پڑھا کرتے تھے ان ایام مین خلیفہ بغداد کا بیٹا بھی پڑھا کرتا تھا ایک دن آپ نے او خلیفہ کے بیٹے نے اول سبق پڑھے

خلیفہ بغداد کا بیٹا بھی پڑھا کرتا تھا ایک دن آپ نے اور خلیفہ کے بیٹے نے اول سبق پڑھنے کے لیے قرعہ ڈالا تو آپکا قرعہ نکلا خلیفہ کے بیٹے نے کہا کہ پہلے مجکو آپ سبق پڑہ لینے دو آپ نے فرمایا کہ نہین مین پڑھونگا خلیفہ کے بیٹے نے کہا کہ تم مجکو پہلے سبق پڑہ لینے دو تو مین تمکو اسکے عوض مین پچاس دینار دونگا آپ نے نہ مانا اور سبق پڑہ لیا جب آپ سبق پڑہ کر علٰحدہ ہوئے تو آپ کے ہم سبق اور یار دوستون نے آپ کو ملامت کرنی شروع کی اور گھاس آپکی طرف پھینک کر کہنے لگے کہ اگر تم خلیفہ کے بیٹے کو اول سبق پڑہ لینے دیتے تو تمکو پچاس دینار ملجاتے اور پھر اپنا سبق بھی پڑہ لیتے آپ کے پاس صرف ایک گودڑی کھجور کے پوست سے بنی ہوئی تھی اور وہ بھی کئی جگہ سے پھٹی ہوئی اسوقت وہان ایک متمول شخص حاضر تھا اُسنے آپ کا یہ شوق علم دیکھ کر کہا کہ چونکہ آپ نے فقط ایک سبق کو پچاس دینار پر مقدم سمجھا ہے اسلیے مجکو واجب ہے کہ آپ کے نان و نفقہ کی خبرگیری رکھا کرون پس اُسنے آپ کی بڑی عزت کی اور آپکو رہنے کے لیے ایک مکان دیکر لباس و خوراک کی طرف سے آپکا خبرگیران رہا جس سے اپنے وجہ معیشت سے فارغ البال ہو کر تحصیل علم کی۔ وفات آپ کی ۵۱۶ھ مین ہوئی۔ سمرقند کی نواح مین جو ایک علاقہ کا نام ہے۔

داتا گنج بخش

علی مخدوم جلابی غزنوی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری۔ آپکا شجرۂ نسب امام حسن بن حضرت علی تک منتہی ہوتا ہے۔ آپ اولیاے متقدمین مین سے جامع علوم ظاہری و باطنی۔ عابد۔ زاہد متقی۔ مظہر خوارق و کرامت اور حنفی المذہب تھے آپ نے اپنے مرشد شیخ ابو الفضل بن حسن ختلی جنیدی کے سوا بڑے بڑے مشایخ مثل شیخ ابو القاسم گورکانی و ابو سعید ابو الخیر اور ابو القاسم قشیری محدث سے صحبت کر کے فوائد کثیر حاصل کیے اخیر کو اپنے مرشد کے اشارت سے غزنی سے ہندوستان مین آکر لاہور مین فضیلت و مشیخت کا ہنگامہ گرم کیا دن کو تدریس و تعلیم اور رات کو تلقین مین مصروف رہکر ہزارہا جہلا کو عالم فاضل اور صدہا گم کردگان راہ حق کو راہ راست بتائی اور دور دور سے علما و فضلا آپ کی خدمت مین آکر سعادت دارین حاصل کی۔ سفینۃ الاولیا مین لکھا ہے کہ جب آپنے لاہور مین قیام کیا تو اپنے رہنے کا مکان اور مسجد تعمیر کی لیکن اُسوقت محراب مسجد کا بنسبت

دیگر مساجد کے کچھ تھوڑا سا ٹیڑھا مائل بہ سمت جنوب معلوم ہوتا تھا علماء وقت نے اسپر اعتراض کرنا شروع کیا آپ خاموش رہے جب مسجد تیار ہوگئی تو آپنے کل علما و فضلاء شہر کی دعوت کی اور خود امام ہوکر نماز پڑھائی بعد نماز کے سب کو روبقبلہ استادہ کرکے فرمایا کہ دیکھو قبلہ کس طرف ہی یہ کہنا ہی تھا کہ خدا کے حکم سے فوراً تمام حجاب اٹھ گئے اور کعبہ سامنے سے نمودار ہوا اور سب نے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا اور اپنے اعتراض سے نہایت نادم ہوے ۔ آپ کی تصنیفات تو بہت ہین لیکن اُنمین سے کشف المحجوب نہایت مشہور ومقبول عالم ہی جسمین آپ نے امام ابوحنیفہ کی نسبت لکھا ہی کہ مین ایک دفعہ ملک شام مین حضرت بلال موذن کی قبر کے سرھانے سویا ہوا تھا کہ مین نے اپنے آپکو مکہ معظمہ مین دیکھا اتنے مین پیغمبر خدا باب بنی شیبہ سے تشریف لائے اور آپ نے ایک بوڑھے شخص کو مثل اطفال کے گود مین لیا ہوا ہی اور نہایت شفقت اُسپر فرما رہے ہین مین نے سلام کرکے آپ کے پاے مبارک پر بوسہ دیا اور تعجب سے اپنے دل مین خیال کیا کہ آیا یہ پیر روشن بخت کون ہی جسپر حضرت اسقدر مہربانی مبذول فرما رہے ہین حضرت نے معجزے سے میرے راز دل کو معلوم کرکے فرمایا کہ یہ امام ابوحنیفہ ہین جو مسلمانان اہل سنت کے امام ہین انتہی ۔ وفات آپ کی ۴۶۵ھ مین ہوئی اور اپنی تعمیر کردہ خانقاہ مین مدفون ہوئے ۔ لاہور مین جسقدر آپ کے مزار پر اہل حاجات وغیرہ کا رجوع ہی اسقدر کہین نہین ہی جلاب وہجویر غزنی مین دو محلون کا نام ہی جہان آپ اتبدا مین رہا کرتے تھے ۔ سال وفات آپکا جلوہ نور الصمد ہی۔

احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن محمود سمنانی ۔ آپ بھی اپنے باپ ابوجعفر محمد بن احمد کی طرح حنفی المذہب اشعری الاعتقاد تھے اور عقیدۂ اشعریہ مین بڑا غلو کرتے تھے ۔ کنیت ابوالحسین تھی ۴۰۱ھ مین بمقام سمنان پیدا ہوے فقہ وحدیث اپنے باپ سے پڑھی اور سعی یہانتک کی کہ اپنے وقت مین فقیہ محدث ثقہ صدوق حسن الاخلاق کبیر القدر ہوے ۔ خطیب بغدادی نے آپ سے بھی حدیث کو لکھا ۔ ۴۴۰ھ مین آپ حلب کے قاضی مقرر ہوے اور قاضی ابی عبداللہ دامغانی کی دختر سے نکاح کیا اور بغداد مین ماہ جمادی الاولی ۴۶۶ھ مین وفات پائی ۔

علی بن عبداللہ خطیبی۔ بڑے عالم فاضل۔ زاہد۔ اور اختلاط سلاطین سے متنفر تھے اور اپنے آپکو تدریس وتعلیم پر مجبور کر رکھا تھا جب کوئی قرآن شریف پڑھتا تو آپ کے آنسو ٹپک آتے۔ کنیت ابو الحسن تھی۔ فقہ آپ نے شمس الائمہ عبدالعزیز حلوائی اور ابی محمد عبداللہ ناصحی سے پڑھی اور نوجوانی مین حج کیا۔ جب اصفہان مین آئے تو وہان کی قضا آپکو دیگئی۔ کہتے ہین کہ آپ سترہ برس تک قائم اللیل رہے اور اس عرصہ تک آپ نے رات کو اپنی کروٹ زمین پر نہ رکھی۔ نقل ہے کہ سنہ ۴۶۶ ہجری مین آپ اصفہان مین ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ ایک نیک بخت عورت نے آپکے پاس آکر بیان کیا کہ مین سحر کے وقت سوئی ہوئی تھی اور بحالت خواب یہ گمان کرتی تھی کہ گویا مین مدینہ منورہ کی مسجد مین ہون کہ ایک شخص نے آکر بانگ نماز دیکر تکبیر کہی اور لوگ صفین باندھ کر اسکے پیچھے کھڑے ہوگئے اور اسکو کہا گیا کہ تکبیر تحریمہ کہو مگر اسنے جواب دیا کہ جب تک ابو الحسن خطیبی حاضر نہونگے مین تکبیر نہین کہونگا۔ آپ عورت مذکور کی زبان سے یہ بات سنتے ہی مصلے پر سے اٹھ کھڑے ہوے اور ننگے پاؤن شہر حلوبی کو جو عراق کی طرف تھا چلدیے جب اس بات کی خبر حاکم اصفہان کو ہوئی تو وہ آپ کے پیچھے دوڑا آیا اور بہت التماس کی کہ آپ یہین رہین مگر آپ نے ایک نہ سنی اور چلدیے یہانتک کہ شہر مذکور مین بڑی تکلیف کے ساتھ پہونچ گئے اور مقام جحفہ مین جو مدینہ کے راستہ مین ہے پہونچکر سنہ ۴۶۶ ہجری مین فوت ہوگئے۔

اسمعیل بن محمد بن احمد بن طیب بن جعفر واسطی کماری۔ عید الفطر کے روز سنہ ۳۸۳ ہجری مین پیدا ہوے۔ کنیت ابو علی تھی۔ فاضل دہر فقیہ متبحر تھے۔ فقہ اپنے باپ محمد بن احمد سے پڑھی اور حدیث کو عبید اللہ بن اسد اور ابا بکر احمد بن عبید اللہ اور ابا عبد اللہ بن مہدی سے سُنا اور شہر واسط کے قاضی مقرر ہوئے۔ وفات آپ کی ماہ جمادی الاولی سنہ ۴۶۶ مین ہوئی۔

اسعد بن محمد بن حسین کرامیسی نیشاپوری۔ ابو المظفر کنیت اور جمال الاسلام لقب تھا۔ عالم فاضل فقیہ ادیب حسن الطریقہ تھے۔ فروع و اصول مین آپکو معرفت تام

اور مہارت کاملہ حاصل تھی۔ فقہ آپ نے علاء الدین سمرقندی تلمیذ سید الاشرف سے حاصل کی اور علم ادب ابی منصور موہوب بن احمد جوالیقی سے پڑھا ایک کتاب موجز نام فقہ و فروق میں تصنیف فرمائی اور ۵۰۳ھ میں فوت ہوئے۔ کرابیس جمع کرباس کی ہے اور کرباس کپڑے کو کہتے ہیں پس آپکا کرابیس کی طرف منسوب ہونا یا تو اُسکی خرید و فروخت یا اُسکے عمل کی نسبت سے ہے۔

احمد بن محمد بن محمد بن نصر الفقیہ المعروف بالاقطع۔ فقیہ کامل جامع علوم و فنون اور ادیب حساب دان تھے فقہ آپنے ابی الحسین قدوری سے پڑھی سکونت آپکی بغداد کے محلہ درب ابی زید میں تھی لیکن ۴۳۰ھ ہجری میں اہواز کی طرف تشریف لیجا کر مقام رامہرمز میں مقیم ہوئے۔ اقطع آپکو اسلیے کہا کرتے تھے کہ لڑائی تاتار میں جو اہل اسلام سے ہوئی تھی ایک ہاتھ آپکا کٹ گیا تھا۔ آپ نے مختصر قدوری کی شرح تصنیف کی اور ۴۷۴ھ میں وفات پائی۔

عبد العزیز بن عبد الرزاق مرغینانی۔ جامع فروع و اصول تھے خدا کے فضل سے آپکے چھ بیٹے تھے جو سب کے سب تدریس و افتاء کی لیاقت رکھتے تھے جب آپ اپنے بیٹوں کے ہمراہ گھر سے نکلتے تھے تو لوگ کہتے تھے کہ سات مفتی ایک گھر سے نکلے ہیں مگر آپ کے بیٹوں میں سے ابو الحسن ظہیر الدین علی بن عبد العزیز اور شمس الائمہ محمود اوزجندی اشہر ہیں۔ وفات آپکی ۴۷۷ھ میں ہوئی۔

محمد بن علی بن محمد بن حسین بن عبد الملک بن عبد الوہاب بن حسویہ الدامغانی۔ دامغان میں ۳۹۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل۔ محدث جید وافر الفضل سدید الرائے اور قاضی القضاۃ کے خطاب سے مشہور تھے۔ عقیلی نے کہا ہے کہ مشائخین میں آپ کوہ بلند اور جبل محکم تھے آپ کے وقت میں امام ابو حنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی فقہ آپ نے حسن بن علی صیمری شاگرد ابی بکر محمد خوارزمی تلمیذ ابی بکر احمد جصاص سے حاصل کی اور حدیث کو صیمری اور ابی عبد اللہ محمد بن علی صوری وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے سمعانی کے مشائخ عبد الوہاب بن مبارک انماطی و حسین بن حسن مقدسی وغیرہ نے حدیث کو سنا اور روایت کیا۔ آپکا قول ہے کہ میں نے

دامغان مین ابی صالح فقیہ سے فقہ پڑھی پھر نیشاپور مین آیا اور چودہ برس کی عمر مین بغداد مین آکر قدوری سے پڑھا
ابو العلاء صاعد بن محمد کی صحبت کی پھر بغداد مین جوانی کی حالت مین آکر قدوری سے پڑھا
اور ضیمری کی ملازمت اختیار کی، پچاس سال کی عمر مین سنہ ۴۴۷ ہجری مین بعد وفات
قاضی ابن ماکولا کے آپکو بغداد کی قضا ملی جسپر آپ کچھ اوپر تیس سال متقرر رہے۔ ابو الطیب کہتے ہین
کہ آپ ہمارے مذہب شافعی کے بہت اعرف تھے اور نہایت خوبصورت اور دین و علم کے خوب
دقائق و معانی دان صاحب عقل و حلم و مروت اور منصف تھے اکثر آپکے درس مین مثل شیخ ابو اسحٰق
شیرازی کے ملاعبات و نوادر وارد ہوا کرتے تھے جنکے اجتماع سے نزہت خاطر حاصل ہوتی تھی
آپکو بسبب جلالت و حشمت و پیشوائی کے امام ابو یوسف سے مشابہت دیجاتی تھی۔ آپکی
اولاد مین مدت تک مسلسل ائمہ و قاضی ہوتے رہے۔ وفات آپکی ماہ رجب سنہ ۴۷۸ھ مین ہوئی
اور بغداد مین امام ابو حنیفہ کے قبہ کے پاس مدفون ہوے۔ امیر المومنین آپکی تاریخ وفات ہے۔

اسمعیل بن محمد بن احمد بن الطیب بن جعفر الفقیہ الحجاجی الکازری۔ بقول ابو الفضل
مقدسی کے آپکے زمانہ مین آپ سے بڑھکر حنفیون مین کوئی احسن طریقہ نہ تھا جو امام اعظم کے
مذہب پر ثقہ و فقیہ ہو۔ ابو سعد کنیت تھی حجاجی آپکو اسلیے کہتے تھے کہ آپ شہر جبق کے جسکو
لوگ حجاج بولتے ہین رہنے والے تھے اور کازر آپکے اجداد مین سے کسی شخص کا نام تھا۔
وفات آپکی سنہ ۴۹۲ھ مین ہوئی۔

احمد بن منصور اسبیجابی۔ شہر اسبیجاب مین جو سرحدات ترک سے ہے رہا کرتے تھے۔
ابو نصر کنیت تھی، اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ متبحر تھے فقہ اپنے ملک کے علماء سے پڑھی
پھر سمرقند کیطرف تشریف لیگئے اور وہان کے ائمہ سے خوب مناظرے کیے اور فقہاء و طلبا کو درس
دیا یہانتک کہ بعد وفات سید ابی شجاع کے آپ ہی کی طرف لوگون نے امور دینیہ مین رجوع
کیا اور آپ سے آثار جمیلہ ظہور مین آئے مختصر طحاوی کی شرح نہایت عمدہ لکھی اور سنہ ۴۸۰ ہجری
مین اس دار فانی سے رحلت کی۔ گراں دہر آپکی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن اسحٰق بن ابراہیم بن مخلد بن جعفر بن مخلد باقرحی۔ ماہ شعبان سنہ ۳۹۱ ہجری
کو شہر باقرح مین جو بغداد کے علاقہ مین واقع ہے پیدا ہوے ابو الحسن کنیت تھی اور بیت العلم

وقضاوحدیث وعدالت سے تھے حدیث کو ابا الحسین احمد بن محمد واعظ اور ابا الحسن محمد اور ابا علی حسن بن احمد بن شاذان وغیرہم سے سُنا اور ماہ رمضان سنہ [illegible] ہجری مین وفات پائی۔ آپکے دادا ماجد اسحق بن ابراہیم متوفی سنہ [illegible] ہجری بھی بڑے عالم فاضل محدث صدوق تھے جن سے خطیب بغدادی نے کچھ احادیث لکھی ہین۔

عبد الکریم بن ابی حنیفہ بن عباس بن مظفر اندقی۔ چوتھی صدی کے بعد پیدا ہوے قصبۂ اندق کے جو بخارا کے پاس واقع ہی رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے امام فاضل زاہد پرہیزگار متواضع نیک سیرت تھے۔ فقہ ابی محمد بن احمد حلوائی اور ابی طاہر محمد بن علی بن احمد اسمٰعیل اور ابی نصر احمد بن علی بن منصور سے حاصل کی اور انھین سے حدیث کو سنا آپ سے ابو عمرو عثمان بن علی البیکندی نے روایت کی اور شعبان کے مہینے سنہ ۵۱۰ ہجری مین فوت ہوے۔ ثمر عالم آپ کی تاریخ وفات ہی۔

علی بن محمد بن حسین بن عبد الکریم بن موسیٰ بزدوی۔ سنہ ۴۰۰ ہجری مین پیدا ہوئے۔ فروع واصول مین اپنے زمانہ کے امام ائمہ شیخ حنفیہ۔ مرجع انام جامع علوم مختلفہ۔ فقیہ کامل۔ محدث جید حافظ مذہب مین ضرب المثل تھے آپنے تصنیفات معتبرہ سے زمانہ کو پُر کیا چنانچہ کتاب مبسوط گیارہ جلدون مین تصنیف کی اور جامع کبیر و جامع صغیر کی شرحین لکھین اور ایک بڑی کتاب نہایت معتبر و معتمد اصول فقہ مین اصول بزدوی کے نام سے تصنیف کی اور ایک تفسیر قرآن شریف کی ایکسو بیس جزو مین جو ہر ایک جزو قرآن شریف کے حجم کے برابر ہی تصنیف کی۔ غناء الفقہاء فقہ مین اور کتاب امالی حدیث مین جمع کی فخر الاسلام لقب اور ابو الحسن و ابو العسر کنیت تھی۔ سمرقند کی تدریس وقضا آپکے سپرد کی گئی ۵ تاریخ ماہ رجب سنہ ۴۸۲ ہجری کو مقام کش مین فوت ہوے اور جنازہ آپکا سمرقند مین لیجا کر دفن کیا گیا۔ بزدوی قلعہ بزدہ کی طرف منسوب ہی جو نسف سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہی کہتے ہین کہ آپ کے زمانہ مین ایک بڑا متبحر عالم شافعی المذہب آپ کی ولایت مین آیا جس سے وہ مناظرہ کرتا تھا اُس پر غالب آتا تھا یہان تک کہ بعض حنفی المذہب بھی مذہب امام شافعی کی طرف مائل ہو گئے علماء وفضلا نے متفق ہو کر آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ اسطرف متوجہ ہوئیے ورنہ ہم سب لوگ شافعی ہو جاینگے آپ نے کہا کہ مین ایک گوشہ نشین آدمی ہون مجھکو مناظرہ

ومباحثہ سے کیا کام ہی مگر جب اُن لوگون نے نہایت اصرار کیا تو آپ نے آنکی التجا کو قبول کیا اور اُسکی مجلس مین تشریف لیگئے عالم مذکور نے امام شافعی کے مناقب کو شمار کرنا شروع کیا اور کہا کہ ہمارے امام نے ایک مہینے مین قرآن شریف حفظ کیا اور ہر روز ایکبار ختم کرتے تھے اور رات کو تراویح مین سارا قرآن پڑھا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ تو آسان کام ہی کیونکہ قرآن شریف تمامہ علم ہی اور ہم اُسکو یاد لکھا کرتے ہین پھر فرمایا کہ سرکاری دفتر کا حساب کتاب لاکا ور روغن و خرچ دو سال کا پڑھکر مجکو سناؤ لوگون نے ایسا ہی کیا امام نے دفتر مذکور پر اس غرض سے کہ کوئی اسمین تغیر و تبدل نہ کر سکے بادشاہ کی مہر لگا کر اُسکو ایک مکان مقفل مین بند کرا دیا اور آپ حج کو تشریف لیگئے جب چھ مہینے کو واپس آئے تو ایک بڑی مجلس کی اور دفاتر کو کھلوا کر عالم مذکور کے ہاتھ مین دیا اور آپ نے تمام یاد سے اُسکو پڑھکر سنا دیا یہانتک کہ ایک حرف کی بھی غلطی کی جس سے مدعی بسبب خجالت و ندامت کے پانی پانی ہو گیا۔ مستقی پاک رائے آپ کی تاریخ وفات ہی۔

احمد بن محمد بن صاعد بن محمد استوائی۔ سنہ ہجری مین پیدا ہوے ابو منصور کنیت اور شیخ الاسلام خطاب رکھتے تھے علم اپنے دادا ابی العلا صاعد سے حاصل کیا اور حدیث کو ابی سعید صیرفی اور اپنے دادا سے سماعت کیا اور آپ سے زاہر اور وجیہ اور عبد الخالق بن زاہر وغیرہ نے روایت کی۔ اخیر کو نیشاپور کے قاضی القضاۃ ہوے اور شیخ الاسلام کے لقب سے پکارے گئے سمعانی نے لکھا ہی کہ آپ اخیر عمر مین مذہب کے معاملہ مین بڑے متعصب ہو گئے تھے جس سے نظام الملک نے آپکو قضا سے موقوف کر دیا اور سنہ ۴۸۲ ہجری کو شعبان کے مہینے مین فوت ہوے۔

محمد بن حسین بن محمد بن حسین بخاری المعروف بہ بکر خواہر زادہ۔ امام فاضل۔ فقیہ محدث مذہب امام ابو حنیفہ مین متبحر تھے آپکا طریقہ حسنہ معتبرہ تھا اور علماء کبراے ماوراء النہر مین سے بحور العلم تھے بہت سے اصحاب و ائمہ آپ سے ظاہر ہوے۔ خواہر زادہ آپ کو اسلیے کہتے تھے کہ آپ قاضی ابی ثابت محمد بن احمد بخاری کی ہمشیرہ کے بیٹے تھے اور اس نسبت سے اور علماء و فضلا بھی ملقب ہین حدیث آپ نے اپنے باپ اور ابا نصر احمد بن علی حازمی اور حاکم ابا عمر محمد بن عبد العزیز قنطری اور ابا سعید بن احمد اصبہانی اور ابا فضل منصور بن عبد الرحیم کاغذی وغیرہم سے سماعت کی اور بخارا مین کئی ایک مجالس مین حدیث کو لکھوایا اور آپ سے عثمان بن علی بیکندی

اور عمر بن محمد بن لقمان نسفی وغیرہم نے حدیث کو روایت کیا۔ سمعانی شافعی لکھتے ہیں کہ آپ سے ہمکو صرف ابو عمرو عثمان بن علی بن محمد بیکندی کے ذریعہ سے حدیث پہونچی۔ کتاب مختصر کتاب تجنیس۔ کتاب مبسوط تصنیف کیں اور بوڑھے ہوکر بخارا میں جمعہ کی رات ۱۲ ماہ جمادی الاولی ۵۳۷ھ یا ۵۳۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن عبداللہ ناصحی نیشاپوری۔ ابوالحسین کنیت اور قاضی القضاۃ خطاب تھا اپنے وقت کے امام۔ فقیہ۔ محدث۔ مناظر۔ جدلی۔ ادیب۔ شاعر۔ لبیب۔ اعرف مذہب عالم و فاضل تھے۔ فقہ اپنے باپ ابی محمد عبداللہ ناصحی سے انھوں نے قاضی ابی ہیثم انھوں نے قاضی حرمین انھوں نے ابی طاہر دباس انھوں نے ابی خازم انھوں نے عیسیٰ ابن ابان انھوں نے امام محمد سے پڑھی اور حدیث کو ابا سعید صیرفی وغیرہ محدثین سے سُنا اور بغداد و خراسان میں تحدیث کی اور آپ سے محمد بن عبدالواحد دقاق اور عبدالوہاب بن الانماطی وغیرہ نے روایت کی آپ اپنی باپ کی حیات میں بھی مدرسہ سلطانیہ کے مدرس بنے اور عہد الپ ارسلان میں نیشاپور کی قضا کے متولی ہوئے اور دس سال تک قاضی رہے اور حشمت و درجہ کو حاصل کیا آپ ایسے فقیہ النفس تھے کہ جب امام حرمین سے مسائل میں گفتگو کرتے تو امام آپ کی تعریف کرتے۔ عبدالغافر فارسی کہتے ہیں کہ میں نے کئی دفعہ آپکو ابی المعالی جوینی شافعی کے ساتھ مسائل میں گفتگو کرتے دیکھا اور ابوالمعالی آپ کے کلام پر بسبب حسن ایراد اور قوت فہم کے تعریف کرتے تھے جب آپ حج سے پھر کر اصفہان کے قریب پہونچے تو ماہ رجب ۴۸۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ سال وفات آپکا لفظ آفتاب ہے۔

علی بن حسین بن علی نیشاپوری۔ ابوالحسن کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام عالم تھے ملابس میں سنت نبویہ کا بڑا لحاظ رکھتے تھے اور جمعہ کی نماز کے لیے دوڑتے جایا کرتے تھے اور جو شخص راستہ میں ملتا تھا اُسکو سلام کرتے تھے علم آپ نے حسین بن علی صیمری سے انھوں نے ابی بکر محمد خوارزمی انھوں نے جصاص انھوں نے بردعی انھوں نے موسیٰ بن نصر انھوں نے امام محمد سے حاصل کیا آپ کی کلام کو معتزلہ کے مذہب پر بڑا غلبہ تھا اور اہل خراسان کی بولی میں وعظ کیا کرتے تھے بغداد میں سلطان طغرل بک کے ہمراہ آئے جب نیشاپور میں واپس گئے

نے زہد اختیار کرلیا اور سلاطین کے پاس آمدورفت چھوڑ دی ایک دن سلطان ملک شاہ نے
جانب نیشاپور مین کہا کہ اب آپ ہمارے پاس کیون نہین آیا کرتے آپ نے فرمایا اسلیے کہ مین نے
ارادہ کیا ہی کہ تو بسبب زیارت علماء کے بادشاہون مین سے بہتر ہو اور مین باعث زیارت
بادشاہون کے علماء مین سے اشر ہون آپ اور شیخ ابی محمد جوینی شافعی اور آپکے بیٹے ابی المعالی کے
درمیان فروع و اصول مین بڑی مخالفت رہی اور طرفین کی طرف لوگون کے گروہ ہوگئے
آپ نے قرآن شریف کی ایک عمدہ تفسیر تصنیف کی اور سنہ [illegible]ھ ہجری مین وفات پائی "چشم عالم"
آپکی تاریخ وفات ہی۔

محمد بن عبد الحمید یا عبد الرشید بن حسن بن حسین سمرقندی اسمندی۔ ابو حامد کنیت
علاء الدین لقب تھا شہر اسمند* کے جو سمرقند کے علاقہ مین واقع ہی رہنے والے تھے اور علماء
عالم سے معروف و مشہور تھے۔ فقیہ۔ فاضل اور عالم مناظر تھے فقہ اشرف علوی سے پڑھی اور
علم خلاف و تفسیر مین تصنیفات کین ابو المظفر جمال الاسلام اسعد کرابیسی مصنف فروق اور
شیخ الاسلام نظام الدین عمر بن صاحب ہدایہ نے آپ سے اخذ کیا۔ کئی ایک مجلد مین ایک تعلیق
لکھی اور تفسیر کو املا کیا اصول فقہ مین بذل النظر اور اصول اعتقاد مین ہدایہ نام کتاب تصنیف کی
اخیر کو مناظرے اور مباحثے ترک کرکے عبادت مین مشغول ہوگئے اور سنہ [illegible]ھ مین وفات پائی۔

محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی۔ ابو بکر کنیت اور شمس الائمہ سرخسی سے ملقب تھے سنہ [illegible]ھ ہجری
مین پیدا ہوے اپنے زمانہ کے امام۔ علامہ۔ حجت۔ متکلم۔ مناظر۔ اصولی۔ فقیہ۔ محدث۔
مجتہد تھے۔ ابن کمال پاشا نے آپکو طبقہ مجتہدین فی المسائل مین سے شمار کیا ہی پہلے اپنے باپ کے
ساتھ واسطے تجارت کے بغداد مین آئے پھر شمس الائمہ حلوائی کی صحبت اختیار کی اور آنسے علوم
پڑھے اور یہانتک اُنسے اخراج کیا کہ یگانۂ زمانہ ہوے آپسے برہان الائمہ عبد العزیز بن عمر بن مازہ
محمود بن عبد العزیز اوزجندی اور رکن الدین مسعود بن حسن اور عثمان بن علی بن محمد بیکندی نے
تفقہ کیا۔ چونکہ آپ بڑے حق گو تھے اسلیے آپ نے ایک کلمہ حق کا بادشاہ کو کہا جس سے وہ ناراض ہوگیا اور
آپکو شہر اوزجند مین ایک کنوین کے اندر قید کردیا جسمین آپ مدت تک قید رہے اور آپکے شاگرد کنوین پر
بیٹھکر آپ سے سبق پڑھتے اور جو آپ کنوین کے اندر سے کہتے وہ لکھ لیتے تھے چنانچہ محبوس کی حالت مین کتاب

علاء الدین اسمندی

شمس الائمہ سرخسی

مبسوط کو پندرہ جلدین محض اپنی فکر رسا و طبع ذکا رسے بغیر مطالعہ کسی کتاب کے اپنے تلامذہ سے
لکھوایا اور نیز شرح کتاب عبادات اور شرح کتاب الاقرار کو حبس مین تصنیف کرکے شاگردون سے
لکھوایا چنانچہ جب وہ شرح عبادات سے فارغ ہوے تو اسکے اخیر مین یہ لکھوایا ہذا آخر شرح العبادات
باوضح المعانی واوجز العبارات املاء المحبوس فی محبس الاشرار علاوہ انکے حبس مین ایک کتاب اصول
فقہ مین اور سیر الکبیر کی شرح بھی املا کرائی اور جب باب الشروط تک پہونچے تو آپکو قید سے رہائی
حاصل ہوگئی پس آپ آخر عمر مین فرغانہ کی طرف تشریف لیگئے جہان آپکو امیر حسن نے اپنے مکان
مین اتارا اور طلبا آپ کے پاس پہونچ گئے پس وہان آپ نے شرح سیر الکبیر کا املا کامل کرایا
علاوہ انکے مختصر طحاوی اور امام محمد کی کتابون کی بھی شرحین لکھیں۔ کسی نے آپکے سامنے امام
شافعی رح کا ذکر کرکے کہا کہ انکو تین سو جزو کتابون کے یاد تھے اسپر جب آپ نے اپنے محفوظ جزو کو
شمار کیا تو وہ بارہ ہزار جزو نکلے۔ وفات آپ کی بقول بعض سنہ ۴۸۳ھ اور بقول بعض سنہ ۴۹۰ھ ہجری
کے قریب قریب ہوئی شمس ملک اور مجتہد اولیا آپ کی تاریخ وفات ہین۔ کہتے ہین کہ جب آپکو ظالم نے
قید کرکے اوزجند کی طرف بھیجا تو راستہ مین جب نماز کا وقت آتا تو آپکے ہاتھ پانون سے خود بخود قید کھل جاتی
اور آپ وضو یا تیمم کرکے پہلے بانگ نماز پھر تکبیر کہکر نماز شروع کر دیتے اسوقت سپاہی پہرے والے
دیکھتے کہ ایک جماعت سبز پوشون کی آپکے پیچھے کھڑی ہوکر آپ کے ساتھ نماز ادا کرتی ہے جب آپ
نماز سے فارغ ہوتے تو سپاہیون کو کہتے کہ آؤ تم مجھے باندھ لو سپاہی کہتے کہ اے خواجہ ہمنے تمھاری
کرامت دیکھ لی ہے اب ہم تم سے ایسا معاملہ نہین کرتے اسپر خواجہ یہ جواب دیتے کہ مین مامور حکم
خدا کا ہون پس مین اسکا حکم بجا لایا تاکہ قیامت کو شرمندہ نہون اور تم اس ظالم کے تابعدار ہو
پس چاہیے کہ تم اسکا حکم بجا لاؤ تاکہ اسکے ظلم سے سلامتی پاؤ۔ جب آپ شہر اوزجند مین پہونچے تو ایک
مسجد مین موذن نے تکبیر کہی آپ بھی نماز پڑھنے کو مسجد مین داخل ہوے امام نے آستین کے اندر ہی
ہاتھ رکھکر تکبیر تحریمہ کہی آپ نے پچھلی صف سے آواز دی کہ پھر تکبیر کہنی چاہیے امام نے پھر اسی طرح آستین
مین ہاتھ رکھکر تکبیر کہی پس اسی طرح تین دفعہ رد و بدل ہوا چوتھی دفعہ امام نے منھ پھیر کر پوچھا کہ
شاید آپ امام اجل سرخسی ہین آپنے کہا کہ ہان امام نے کہا کہ کیا تکبیر مین کچھ خلل ہے آپ نے فرمایا
کہ نہین لیکن مردون کیلیے ہاتھ آستین سے باہر نکالکر تکبیر کہنی سنت ہے پس مجکو اس شخص کے ساتھ اقتدا کرنے

عار ہے جو عورتون کی سُنت کے ساتھ نماز مین داخل ہو۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ طالب علم آپ سے اس گنبد مین جسمین آپ قید تھے سبق پڑھ رہے تھے ایک طالب علم کی آواز آپ نے نہ سُنی اُسپر آپ نے پوچھا کہ وہ کہان گیا ہے ایک طالب علم نے کہا کہ وضو کرنے گیا ہے اور ہمین بسبب سردی کے وضو نہین کر سکا امام نے فرمایا کہ حاشا کہ اللہ تجھے شرم نہین آتی کہ اسقدر سردی مین تو وضو نہین کر سکتا حالانکہ مجھکو طالب علمی کے وقت بخارا مین ایک دفعہ عارضہ شکم کا لاحق ہوا تھا جس سے مجھکو چالیس دفعہ قضائے حاجت ہوئی پس مین ہر دفعہ نالہ سے وضو کرتا تھا جب مکان پر آتا تھا تو میری دوات بسبب سردی کے جم گئی ہوتی تھی پس مین اسکو اپنے سینہ پر رکھ لیتا جب وہ سینہ کی گرمی سے حل ہو جاتی تو اُس سے تعلیقات لکھتا تھا۔

قاضی احمد بن عبد الرحمن بن اسحٰق ریغذموںی جمال الدین لقب اور ابو نصر کنیت تھی بخارا کے علاقہ مین ریغذمون ایک قریہ ہے وہان شوال کے مہینے سنہ ۴۱۲ھ مین پیدا ہوے بڑے عقیل اور اپنے وقت کے امام فاضل تھے علم اپنے باپ اور قاضی ابی زید دبوسی اور ابی نصر احمد بن عبد اللہ خیزاخزی سے حاصل کیا آپ سے آپ کے بیٹے اور پوتے محمد بن احمد اور حامد بن محمد نے فقہ پڑھی بخارا کی قضا آپکے سپرد ہوئی اور لوگون نے آپسے امالی کو لکھا۔ رمضان کے مہینے سنہ ۵۱۲ھ مین فوت ہوے۔

محمد بن محمد بن حسین بن عبد الکریم بن موسیٰ بن مجاہد بزدوی۔ ابو الیسر کنیت صدر الاسلام لقب تھا اپنے وقت کے امام ائمہ علی الاطلاق جامع فروع و اصول صاحب تصنیفات تھے ماوراء النہر مین ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر منتہی ہوئی۔ فقہ و غیرہ اسمٰعیل بن عبد الصادق سے اُنھون نے ابی الیسر عبد الکریم اُنھون نے ابی منصور ماتریدی محمد بن محمد بن محمود اُنھون نے ابی بکر جوزجانی اُنھون نے ابی سلیمان اُنھون نے امام محمد سے حاصل کی اور نیز ابی یعقوب یوسف سیاری سے اخذ کیا اور آپسے نجم الدین نسفی اور علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہا اور ابن ابی الیسر ابو المعالی احمد اور آپکے بھائی کے بیٹے حسن بن علی نے اخذ کیا اور بخارا مین سنہ ۴۹۳ھ مین وفات پائی۔ بحر بے کنار آپکی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد المجید بن عبد الرحیم بن احمد بن عبد اللہ بن عبد الوہاب المعروف بخواہرزادہ بڑے عالم فاضل فقیہ محدث تھے اور مرد مین آپکے وقت مین امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے آپ سے زیادہ کوئی متوغل فی الحدیث اور کتابت فی الحدیث [illegible] تھا اور اہل حدیث کے

بڑے محبت تھے آپ نے حدیث کو بکثرت سنا اور اپنے ہاتھ سے لکھا چونکہ آپ قاضی ابی الحسن علی بن حسین دہقان کے بھانجے تھے اس لیے خواہر زادہ کے لقب سے ملقب ہوئے اور ابو سعید کنیت تھی۔ مرو مین ماہ جمادی الاولی ۴۸۳ھ مین وفات پائی۔ بزرگ دارین آپکی تاریخ وفات ہی۔

یحییٰ بن عبد اللہ بن حسین ناصحی۔ ابو صالح کنیت اور قاضی القضاۃ خطاب تھا اپنے زمانہ کے عالم فاضل فقیہ متبحر عارف مذہب تھے۔ فقہ اپنے باپ سے اخذ کی اور تدریس و افتاء مین مشغول رہے۔ وفات آپکی ۴۴۵ھ ہجری مین ہوئی۔ سال وفات آپکا لفظ فہیم عمر ہی۔

علی بن محمد بن احمد سمنانی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل تھے۔ کنیت ابو القاسم تھی فقہ کو قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ محمد بن علی دامغانی کبیر سے اخذ کیا اور اصول کلام کو ابی علی محمد بن محمد بن ولید سے پڑھا۔ فقہ۔ شروط۔ تواریخ مین تصنیفات کین اور کتاب روضۃ القضاۃ فی ادب القضاۃ ایک مجلد کبیر اور نہایت لطیف فروع حنفیہ مین ۴۶۶ھ مین تصنیف کی اور ۴۹۹ھ یا بقول ملا علی قاری ۴۹۳ھ مین وفات پائی۔ سمنانی سمنان کی طرف منسوب ہی جو بلاد قومس سے دامغان اور خوارزمی کے درمیان ایک شہر کا نام ہی۔

احمد بن علی ترمذی۔ آپکی کنیت ابو بکر وراق تھی اور وراق اس شخص کو کہتے ہین جو قرآن و حدیث وغیرہ لکھا کرے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ اکثر کتابت کیا کرتے تھے۔ آپنے مختصر طحاوی کی شرح بڑے بسط کے ساتھ چار جلدون مین تصنیف کی اور شرح مین پہلے متن کے مسئلہ کو بیان کر کے اسکی شرح یون شروع کی کہ احمد نے کہا الخ۔ قنیہ مین لکھا ہی کہ ایک دفعہ آپ حج کے لیے مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے جب پہلی ہی منزل پر پہونچے تو اپنے اصحاب کو فرمایا کہ مجکو واپس پھیر لیجاؤ کیونکہ مین نے صرف ایک ہی منزل مین سات سو گناہ کبیرہ کیا ہی پس وہ آپکو پھیر لے گئے۔

محمد بن جعفر بن محمد بن معتز بن محمد بن مستغفر نسفی۔ فقیہ کامل محدث فاضل صاحب خیر و صلاح تھے۔ ابو ذر کنیت تھی۔ آپکے والد جعفر بن محمد نے آپکو ایک جماعت شیوخ سے حدیث سماعت کرائی جب آپ کے والد فوت ہوئے تو آپ بجائے اُنکے نسف کے خطیب مقرر ہوئے۔ ابو محمد عبد العزیز بن محمد نخشبی نے اپنی معجم شیوخ مین آپکا ذکر کیا اور لکھا کہ آپ نے ابا الفضل یعقوب بن اسحق اسلامی اور ابا محمد عبد الملک بن مروان بن ابراہیم

بن رافع وغیرہ سے حدیث کو سنا اور روایت کیا۔

محمد بن احمد بن حمزہ بن حسین بن علی بن عبداللہ بن حسن بن علی المعروف بہ سید ابی شجاع۔ عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ سمرقند میں رکن الاسلام علی بن حسین سغدی اور امام حسن ماتریدی کے معاصر تھے اور آپ کے زمانہ میں جس فتاوی پر ان تینوں کے دستخط ہوتے تھے وہ بڑا معتبر خیال کیا جاتا تھا۔

ہبۃ اللہ بن احمد بن یحیی بن زہیر بن ہارون بن موسی بن ابی جرادہ صاحب حضرت علیؓ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل تھے فقہ قاضی ابی جعفر محمد بن احمد عراقی فقیہ متکلم متوفی ۴۲۲ھ سے پڑھی۔ آپ ہی ہیں جنکے خاندان سے سب سے پہلے حلب کے قاضی مقرر ہوئے۔ آپ نے ایک کتاب ان اختلافات کے باب میں تصنیف کی جو مابین امام ابوحنیفہ و صاحبین کے واقع ہوئے۔

میمون بن محمد بن محمد بن معتمد بن محمد بن مکحول بن فضل مکحولی نسفی۔ ابو المعین کنیت تھی۔ امام فاضل جامع فروع و اصول تھے کتاب تبصرۃ الادلہ اور تمہید قواعد التوحید اور کتاب المناہج اور شرح جامع کبیر وغیرہ تصنیف کیں اور علاء الدین ابوبکر محمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء نے آپ سے تفقہ کیا۔

علی بن بندار یزدی۔ ابو القاسم کنیت تھی اور قاضی القضات کے خطاب سے پکارے جاتے تھے مسکن آپکا شہر یزد تھا جو علاقۂ شیراز میں مابین اصفہان و کرمان کے واقع ہے۔ آپ جمال الدین مطہر یزدی صاحب تہذیب شرح جامع صغیر کے پردادا تھے۔ علوم ابی جعفر قاضی نسفی شاگرد جصاص احمد رازی سے حاصل کیے اور جامع صغیر کی شرح تصنیف کی جس سے اکثر صاحب تہذیب نے نقل کی۔

علی بن محمد واسطی۔ عالم فاضل اور فقیہ مقبول مخالف و موافق تھے مدت تک ابی عبداللہ بصری تلمیذ امام ابی الحسن کرخی کی صحبت میں رہے اور آپ سے علوم حاصل کیے اور آپ سے ابو عبداللہ حسین بن علی صیمری نے پڑھا اور روایت کی۔ واسطی شہر واسط کی طرف منسوب ہے جو مابین بصرہ و بغداد کے واقع ہے جسکے صحرا میں خوب قلمیں پیدا ہوتی ہیں۔

اسحق بن شیث المعروف بالصفار۔ بڑے عالم فاضل ثقہ تھے ۴۰۵ھ میں ہجر کے

ارادہ سے بغداد مین آئے جہان نصر بن احمد بن اسمٰعیل کیسانی سے حدیث کو سُنا اور روایت کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے ابو نصر احمد بن اسحق نے علم حاصل کیا آپ وجہ معیشت کے لیے کانسے کے برتنون کی تجارت کیا کرتے تھے اسیلیے صفار کی نسبت سے معروف ہوے۔

اسمٰعیل بن عبد الصادق بن عبد اللہ الخطیب البیاری۔ بڑے فقیہ پرہیزگار تھے اور قومس کے علاقہ مین قسطام سے لیکر سمنان تک کاردار تھے علوم عبد الکریم بن موسیٰ بزدوی جد فخر الاسلام بزدوی سے حاصل کیے اور آپ سے صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بن عبد الکریم بزدوی نے تفقہ کیا۔

احمد بن اسحق بن شیث صفار۔ ابو نصر کنیت تھی اصل مین بخارا سے آکر مکہ معظمہ سکونت اختیار کی چنانچہ آپکی تصانیف اور علم نے کثرت سے شیوع پایا بخارا مین آپ جیسا حفظ فقہ وحدیث وادب مین اور کوئی عالم نہ تھا۔ حافظ ابو عبد اللہ حاکم نے تاریخ نیشاپور مین لکھا ہے کہ آپ حج کے لیے ہماری طرف آئے اور حدیث کو ہر ایک قسم کے علم مین جستجو کیا اور مکہ معظمہ مین سکونت اختیار کی جہان آپکی تصانیف اور علم نے کثرت سے شیوع پایا اور طائف مین فوت ہوئے

محمد بن علی بن فضل بن حسن بن احمد بن ابراہیم بن اسحق بن عثمان بن جعفر بن عبد اللہ زرنجری۔ بڑے عالم فاضل فقیہ بے بدل تھے۔ فقہ شمس الائمہ عبد العزیز حلوائی سے پڑھی اور آپ سے آپکے بیٹے بکر زرنجری کے سواے اور کسی نے آپ سے تفقہ نہین کیا جسکا سبب برہان الاسلام زرنوجی نے اپنی کتاب تعلیم المتعلم کے فصل رعایۃ الاستاد مین یہ تحریر کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے استاد شمس الائمہ حلوائی بخارا سے نکل کر بعض دیہات مین سکونت پذیر ہوے جہان انکی زیارت کو انکے تمام شاگرد بجز آپکے حاضر ہوے اخیر کو جب آپ کی ملاقات اُنسے ہوئی تو اُنھون نے آپ سے پوچھا کہ آپ میری زیارت کے لیے کیون نہین آئے آپ نے کہا کہ مین اپنی والدہ کی خدمت مین مشغول تھا اسپر شمس الائمہ نے کہا کہ آپکی عمر تو بڑی ہو مگر درس مین رونق نصیب نہ ہو پس ایسا ہی ہوا کہ باوجودیکہ آپنے اکثر اوقات شہرون مین سکونت پذیر ہو کر بڑی عمر پائی لیکن آپ کے لیے درس نصیب ہوا زرنجری شہر زرنجر کی طرف جو زرنگر کا معرب ہے منسوب ہے جو بخارا کے علاقہ مین واقع ہے۔

محمد بن محمد بن احمد بن یوسف بن اسمٰعیل الملقب بشرف الرؤسا خوارزمی - فقہ حدیث اور ادب کے امام اور شہر بخارا کے قاضی تھے بہت لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے - ازاں جملہ برہان الدین کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ نے آپ سے فقہ پڑھی -

عطاء بن حمزہ سغدی فروع و اصول میں امام کامل اور معرفت مذہب میں عارف فاضل بڑے متبحر تھے آپ کے وقت میں اطراف واکناف سے آپ ہی کے پاس فتاوی آیا کرتے تھے آپ سے ایک جماعت نے جنمیں سے ایک نجم الدین عمر نسفی متوفی ۵۳۷ھ ہیں علم اخذ کیا -

حدیقۂ ششم

چھٹی صدی کے فقہاء وعلماء کے بیان میں

ابراہیم بن محمد بن اسحٰق دہستانی - امام فاضل فقیہ کامل اور شہر دہستان کے رہنے والے تھے جو مازندران کے پاس واقع ہے اور جسکو عبد اللہ بن طاہر نے بنایا تھا آپ ۴۶۶ ہجری میں نیشاپور میں آئے اور فقہ کو علی بن حسین صندلی شاگرد حسین صیمری تلمیذ ابی بکر محمد خوارزمی شاگرد جصاص رازی سے پڑھا اور آپ سے عبد الملک بن ابراہیم ہمدانی صاحب طبقات حنفیہ و شافعیہ نے تفقہ کیا اور ۵۰۳ ہجری میں وفات پائی - دہر افروز تاریخ وفات ہے -

علی بن عبد العزیز بن عبد الرزاق مرغینانی - ظہیر الدین کبیر لقب تھا بڑے عالم فاضل اور صاحب خلاصہ کے نانا تھے فقہ اپنے باپ عبد العزیز اور سید ابی شجاع محمد بن احمد بن حمزہ اور برہان الدین کبیر عبد العزیز وغیرہم سے اخذ کی اور آپ سے آپکے بیٹے ابو المحاسن حسن بن علی اور قوام الدین احمد بن عبد الرشید والد صاحب خلاصہ نے تفقہ کیا - کتاب اقضیۃ الرسول تصنیف کی اور ۵۰۶ ہجری میں وفات پائی - اور وہ جو بعض مورخین نے فتاوی ظہیریہ کو آپکی طرف منسوب کیا ہے یہ انکا سہو ہے بلکہ اسکے مصنف ظہیر الدین محمد بن احمد بن عمر بخاری ہیں -

محمد بن محمد بن ایوب تغلوانی - امام جلیل القدر - شیخ کبیر - متقی - واعظ مفسر تھے - ابن ۵۰۶ ہجری کو جب جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر کو آتے تھے تو گھوڑے سے گر کر مر گئے - علامۂ عصر تاریخ وفات ہے - تغلوان ایک بڑا قصبہ ہے جو سمرقند سے پانچ فرسنگ پر واقع ہے -

عثمان فضلی

عثمان فضلی بن ابراہیم بن محمد بن احمد بن ابوبکر محمد بن فضل بن جعفر بن رجا بن زرعہ بخاری المعروف بہ فضلی عالم الصالح فقیہ محدث تھے ۴۱۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے حدیث کو بکثرت بیان کیا اور عمر بھر افادہ و افاضہ میں مشغول رہے بماہ شعبان ۵۰۸ھ ہجری کو بخارا میں وفات پائی۔ زینت بلدہ تاریخ وفات ہے۔

محمد ارسابندی

محمد بن حسین بن محمد ارسابندی۔ ابوبکر کنیت فخر الدین لقب تھا مگر فخر القضات کے لقب سے مشہور تھے امام فاضل۔ عالم مناظر، فقیہ محدث۔ حسن الاخلاق متواضع تھے آپ کے وقت میں شہر مرو میں ریاست مذہب امام ابو حنیفہ کی آپ پر منتہی ہوئی۔ فقہ علاء الدین مروزی صاحب طریقہ دبوسی سے پڑھی اور املا کیا اور حدیث کو سنا۔ بعد ۴۶۰ھ ہجری کے حج کر کے بغداد میں وارد ہوئے اور کتاب مختصر تقویم الادلہ تصنیف کی۔ سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ ہمارے لیے شہر مرو میں ابو الفضل عبد الرحمن بن محمد کرمانی نے آپ سے روایت کی اور میں صغیر سن تھا کہ آپ نے ماہ ربیع الاول ۵۱۲ھ میں وفات پائی۔ مہر دین تاریخ وفات ہے۔ ارسابند جس کی طرف آپ منسوب ہیں علاقہ مرو میں ایک بڑا شہر ہے۔

بکر زرنجری

بکر بن محمد بن علی بن فضل بن حسن زرنجری ۴۲۷ھ ہجری میں بخارا کے متصل قصبہ زرنگری میں جو معرب بہ زرنجر ہے پیدا ہوئے۔ فقہ شمس الائمہ عبد العزیز حلوائی شاگرد ابی علی نسفی سے حاصل کی اور حدیث کو ابا محمد عبد العزیز بن محمد حلوائی اور ابا سہل احمد بن علی ابیوردی اور حافظ ابا حفص عمر بن منصور اور حافظ ابا مسعود احمد بن محمد بن عبد اللہ بجلی اور ابا قاسم میمون بن علی بن میمون اور ابا عبد اللہ ابراہیم بن علی طبری اور حافظ ابا یعقوب یوسف بن منصور اور ابا عمرو محمد بن عبد العزیز قنطری وغیرہ محدثین کثیرہ سے سماعت کیا یہاں تک کہ فقہ و حدیث میں امام متقن اور مذہب حنفیہ کے عارف اور آپ کے حفظ میں ضرب المثل ہو کر شمس الائمہ کے لقب سے ملقب اور ابی حنیفہ اصغر کے نام سے پکارے جاتے تھے فتاوی اور جواب وقائع میں بڑے مصیب تھے فقہا کو جب کسی مسئلہ میں اشکال واقع ہوتا تو آپ کی طرف رجوع لاتے اور آپ سے حکم کے خواستگار ہوتے۔ حفظ روایات میں آپ کا حافظہ اس درجہ کا تھا کہ جب کوئی متفقہ کسی جگہ سے پڑھتا یا سوال کرنا چاہتا تو آپ بغیر رجوع کتاب کے فوراً بتا دیتے۔ بسبب آپ کی عمر زیادہ ہونے کے بہت علم آپ سے پھیلا اور تحدیث و املا کثیر آپ سے وقوع میں آیا۔ ابو جعفر احمد بن محمد بن احمد نے بلخ میں اور ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب کاشانی نے خرس میں

اور ابو الفضل محمد بن علی نے سمرقند مین اور ابو محمد عبد الحلیم بن محمد نے بخارا مین آپ سے روایت کی۔ علاوہ اسکے حساب اور تواریخ مین آپکو معرفت تامہ حاصل تھی اور پنجشنبہ کی صبح ۹ ربیع الاول یا شعبان ۵۱۲ھ ہجری کو فوت ہوے اور بخارا مین مقام کلاباذ مین دفن کیے گئے۔ قبر آپکی زیارتگاہ ہی۔ عالی نشان تاریخ وفات ہی۔

محمد بن طاہر سمرقندی

محمد بن طاہر بن عبد الرحمٰن بن حسن سغدی سمرقندی۔ فقیہ جید فاضل متبحر تھے سکونت آپ کی سمرقند کے محلہ لبادی مین تھی فقہ آپ نے صدر الاسلام ابی الیسیر محمد بزدوی شاگرد اسمٰعیل بن عبد الصادق تلمیذ عبد الکریم بزدوی شاگرد رشید ابی منصور ماتریدی سے پڑھی اور نصف ماہ صفر ۵۱۰ھ مین وفات پائی۔ تمیع رو دمان تاریخ وفات ہی۔

خلف بن احمد

خلف بن احمد۔ کنیت آپکی ابو القاسم تھی علم عبد العزیز بلخی سے پڑھا یہانتک کہ عراق مین معاملات مذہب اور خلافت اور علم اصول و فقہ مین لائق فائق اور عالم فاضل ہوسے۔ مدت تک مشہد امام ابو حنیفہؒ مین مدرس رہے اور ۵۱۱ھ ہجری مین وفات پائی۔ شاہ دہر تاریخ وفات ہی۔

احمد بن عبداللہ خیزاخزی

احمد بن عبد اللہ بن فضل خیزاخزی۔ ابو نصر کنیت تھی۔ فقیہ فاضل محدث کامل تھے اور جامع مسجد بخارا کی امامت آپ کے سپرد تھی علوم اپنے باپ شاگرد ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ سبذمونی سے حاصل کیے آپ اکثر مجلس املاء کی منعقد کرتے اور روایت کو اپنے والد ماجد و ابی الحسن مکی اور ابی بکر بن زنبور بغدادی سے بیان کرتے تھے آپ سے آپکے بیٹے ابو بکر محمد بن ابو نصر نے تحدیث کی وفات آپکی ۵۱۰ھ مین ہوئی بیشہ وتاریخ وفات ہی۔ خیزاخز ایک قصبہ کا نام ہی جو بخارا سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہی۔

محمد بن احمد ریغدمونی

محمد بن احمد بن عبد الرحمن ریغدمونی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ محدث اور اُن لوگون مین سے تھے جو اپنے زمانہ مین سکون و وقار اور محافظت صیانت و دیانت مین متفرد ہوسے ہین فقہ اپنے والد ماجد احمد بن عبد الرحمٰن سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے جد امجد عبد الرحمن بن اسحق اور ابا سعد سلیمان بن ابراہیم بن احمد سرخسی وغیرہ سے سُنا بخارا کی امامت و خطابت آپ کے تفویض ہوئی اور وہین ماہ جمادی الاولی ۵۱۹ھ مین فوت ہوسے۔ قبوح تاریخ وفات ہی۔

محمد بن عبد اللہ بن فاعل سرمکتی۔ ابو بکر کنیت مجد الائمہ لقب تھا۔ امام فاضل مرجع العلماء صاحب طریقۂ حسنہ تھے آپکو قوت نظری اور دستگاہ کامل حاصل تھی اور شہر سرمکت کے جو علاقہ سمرقند میں واقع ہے رہنے والے تھے پہلے سمرقند میں فقہ پڑھی پھر بخارا میں اقامت اختیار کی اور وہاں کے علماء و فضلاء سے تحصیل علوم کی اور ابا المعالی محمد بن محمد بن زید سے حدیث کو سنا اور آپ سے ایک جماعت کثیر نے روایت کی اور ضیاء الدین محمود دمیندیجی نے فقہ پڑھی۔ جمعہ کے روز یکم ماہ ذی الحجہ ۵۱۸ھ ہجری کو سمرقند میں وفات پائی اور بخارا میں دفن کیے گئے۔ سیادت مآب تاریخ وفات ہے۔

مسعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کشانی۔ ابو سعید یا ابو المعالی کنیت اور رکن الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل شیخ کبیر محدث بے نظیر مرجع نوازل و نوادر حسن السیرۃ جمیل الامر تھے۔ فقہ شمس الائمہ سرخسی سے پڑھی اور حدیث کو ابی القاسم عبید اللہ بن عمر خطیب اور ابی نصر محمد بن حسین باہلی کشانی سے روایت کرتے تھے آپ سے امام صدر شہید اور حسام الدین عمر بن عبد العزیز نے روایت کی مدت تک سمرقند کے خطیب رہے اور تحدیث و املا اور تدریس میں مشغول رہے۔ کتاب مختصر مسعودی تصنیف کی اور تہتر سال کی عمر میں ۵۲۰ھ ہجری میں وفات پائی عزت مآب تاریخ وفات ہے۔ اور سمرقند میں دفن کیے گئے۔ کشانی کشانیہ کی طرف منسوب ہے جو بستان سمرقند کی نواح میں ایک شہر ہے۔

عبد الملک بن ابراہیم بن احمد ابو الحسن بن ابی الفضل ہمدانی۔ علوم ابراہیم بن محمد دہستانی شاگرد علی صندلی تلمیذ حسین صیمری سے حاصل کیے اور طبقات حنفیہ و شافعیہ تصنیف کیا۔ ماہ شوال ۵۲۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ نور دارین تاریخ وفات ہے۔

حسین بن محمد بن خسرو بلخی۔ ابی عبد اللہ کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام اور حافظ حدیث صاحب فضل و کمالیت جامع علوم و فنون عارف فروع و اصول تھے امام ابو حنیفہ کے لیے ایک مسند دو جلدوں میں تخریج حسنہ کے ساتھ تالیف کی اور ۵۲۲ھ میں وفات پائی۔ امام امت تاریخ وفات ہے۔

عبد العزیز بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن احمد ابو بکر محمد بن فضل المعروف

بفضلی۔ ابو محمد کنیت تھی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ متبحر عارف مذہب تھے مدت تک بخارا کے قاضی رہے اور لوگوں نے معاملۂ قضا میں آپکی سیرت کی نہایت تعریف کی بخارا میں ۵۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ سیادت پناہ تاریخ وفات ہے۔

عبد العزیز بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن ابی بکر محمد نسفی۔ بخارا میں اپنے وقت کے امام اور مرجع انام تھے قضا و افتا کا کام آپ ہی کے سپرد تھا۔ فقہ برہان الدین کبیر عبد العزیز تلمیذ سرخسی سے حاصل کی اور حدیث کو نیشاپور میں ابا الحسن نصر بن امام حسن مرغینانی سے سنا اور بڑی عمر پائی یہانتک کہ آپ کے ہم عمر لوگ سب مر گئے تھے۔ کتاب المنقذ من الزلل فی مسائل الجدل اور کفایۃ الفحول فی الاصول اور الفصول فی القضاء اور تعلیق الخلاف چار جلد میں تصنیف فرمائیں اور ۵۳۳ھ یا بقول کفوی ۵۶۳ھ میں وفات پائی۔

محمد بن ہبۃ اللہ بن احمد بن یحییٰ عقیل حلبی۔ بڑے فقیہ زاہد تھے ۵۰۰ھ ہجری میں حلب کے قاضی ہوئے اور ۵۳۲ھ میں وفات پائی۔

ابراہیم بن اسمٰعیل بن احمد بن اسحٰق بن شیث بن حکم المعروف بہ زاہد صفار۔ ابو اسحٰق کنیت اور رکن الاسلام لقب تھا آپ اور آپ کے آبا و اجداد افاضل علمائے حنفیہ سے تھے اور اپنے وقت کے امام گذرے ہیں آپ بڑے زاہد و پرہیزگار اور دین کے معاملہ میں کسی سے کچھ خوف نہ کرتے تھے آپ کے باپ کو سلطان سنجر بن ملک شاہ نے شہر مرو میں لاکر بسایا آپ نے فقہ اپنے والد سے پڑھی اور نیز انسے کتاب آثار الطحاوی اور کتاب کشف کو جو امام اعظم کے مناقب میں عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی نے لکھی ہے سنا اور امام اعظم کی کتاب عالم و متعلم کو ابی یعقوب سیاری سے اور امام محمد کی کتاب سیر الکبیر کو ابی حفص سے سماعت کیا۔ حدیث کو اپنے والد اور حافظ ابی حفص عمر بن منصور بن حبیب اور ابی محمد بن عبد الملک بن عبد الرحمٰن وغیرہ سے حاصل کیا۔ صفار آپکو اس لیے کہا کرتے تھے کہ آپ کانسے کے برتن بیچا کرتے تھے۔ آپ نے کتاب تلخیص الادلہ اور کتاب السنۃ والجماعۃ وغیرہ تصنیف کیں اور فخر الدین قاضیخان حسن بن منصور وغیرہ بڑے بڑے فضلاء نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۲۶ ربیع الاول ۵۳۴ھ کو بخارا

میں فوت ہوئے۔ تاریخ وفات آپکی فریدالدہر ہے۔ آپ کے ایک بیٹے ابوالمحامد حماد بن ابراہیم صفّار
جو بخارا کی جامع مسجد میں جمعہ کے روز امامت کرتے تھے اور علم ادب و اصول و حدیث میں بڑے
ماہر تھے جنہوں نے حدیث کو اپنے والد ماجد اور ابی علی اسمٰعیل بن احمد بن حسین بیہقی سے سُنا
اور روایت کیا اور سمعانی شافعی نے کہا کہ میں نے بخارا میں آپ سے ملاقات کی ہر گر کچھ نہیں سُنا۔

علی بن محمد بن اسمٰعیل بن علی بن احمد بن محمد بن اسحٰق سمرقندی اسبیجابی۔ ۹ ماہ جمادی الاولیٰ
۴۵۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے امام فاضل عالم کامل تھے آپکے زمانہ میں معرفت اور حفظ
مذہب امام ابوحنیفہ میں آپ جیسا کوئی نہ تھا۔ شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور تھے مدت تک
آپ نشر علم میں مصروف رہے اور آپ سے ایک جماعت نے مثل علی بن ابی بکر صاحب ہدایہ
وغیرہ کے تفقہ کیا۔ مختصر طحاوی اور کتاب مبسوط کی شرحیں لکھیں اور سمرقند میں ۵۳۵ھ میں
وفات پائی۔ تاریخ وفات آپکی معدن صدق و صفا ہے۔ اسبیجابی منسوب طرف شہر اسبیجاب
کے ہے جو درمیان تاشکند اور سیرام کے واقع ہے۔

سید ابراہیم آپ کے والد ماجد سادات عجم اور اولیاء اللہ میں سے تھے جو
اپنا وطن چھوڑ کر شہر اماسیہ علاقۂ روم میں سکونت پذیر ہوئے اور اسی جگہ سید ابراہیم
پیدا ہوئے جب آپنے ہوش سنبھالا تو پہلے سنان الدین پھر حسن بن عبدالصمد سامسونی سے
علم تحصیل کیا اور مدارس مرزیفون اور حصار و قسطنطنیہ میں مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان
بایزید خان نے آپ کو مدرسۂ اماسیہ کا مدرس بنایا اور وہاں کا مفتی قرار دیا۔ آپ بڑے
پرہیزگار اور دیانت دار تھے کبھی کسی نے آپکو کروٹ پر سویا ہوا نہیں دیکھا جب آپ کو
نیند غلبہ کرتی تو آپ گھٹنوں پر سر رکھ کر سو جایا کرتے تھے آپ کا خط بہت نمکین تھا اسلیے
آپ نے اپنے ہاتھ سے بہت سی کتابیں لکھیں اور نوّے برس سے کچھ اوپر ہو کر ۹۲۵ھ
ہجری میں انتقال کیا۔

محمد بن محمد بن حسین۔ منہاج الشریعہ لقب تھا اپنے وقت کے امام ائمہ علی الاطلاق
تھے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ میں نے آپ جیسا عزت و کثرت علم و فضل و برکت میں
کوئی نہیں دیکھا اور ایسے کسی شخص نے آپ سے تلمذ نہیں کیا جو وہ اپنے اقران

طالب نہین آیا اور یگانہ زمانہ نہین ہوا مین بھی آپ سے ابتداء اور نوجوانی مین پڑھا اور ہمیشہ آپکے بحر علم سے چلو بھرتا تھا اور آپ کے انوار سے اقتباس کرتا رہا یہانتک کہ ۵۳۵ھ ہجری مین وفات پائی حالم نامور زمن تاریخ وفات ہے۔

صدر الشہید

عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ المعروف بصدر الشہید۔ ابو محمد کنیت اور حسام الدین لقب تھا سنہ ۴۸۳ھ ہجری مین پیدا ہوے اپنے زمانہ کے ائمہ کبار مین سے فقیہ محدث اصول و فروع مین امام اور منقول و معقول کے بڑے عالم تھے۔ خلاف و مذہب مین آپکو ید طولیٰ حاصل تھا مناظرہ مین مخالف کے شکست کرنے مین یگانۂ زمانہ تھے فقہ وغیرہ علوم اپنے باپ برہان الدین کبیر عبد العزیز سے پڑھے اور اسقدر تحصیل علوم مین کوشش کی کہ خراسان کے علماء و فضلا پر علم و فضل و حسن کلام مین فوقیت لیگئے اور آپکی فضیلت کا موافق و مخالف نے اقرار کیا۔ ماوراء النہر مین یہانتک آپکا رعب داب ہوا کہ بادشاہ و امراء وغیرہ آپکی بڑی تعظیم کرتے اور آپ کے اشارات کو بدل وجان قبول کرتے تھے چنانچہ اس عزت و توقیر سے مدت تک آپ تدریس و تصنیف مین مشغول رہے صاحب محیط اور صاحب ہدایہ اور عمر بن محمد عقیلی نے آپ سے فقہ پڑھی۔ صاحب ہدایہ نے اپنی معجم شیوخ مین لکھا ہے کہ مین نے آپ سے علم نظر و فقہ کو پڑھا اور آپ میری بڑی عزت کیا کرتے تھے اور مجکو اپنے خاص تلامذہ مین رکھا ہوا تھا لیکن افسوس مجکو آپ سے روایت کی اجازت حاصل کرنیکا اتفاق نہوا اور اب مجکو بذریعۂ ایک شیخ کے آپ سے روایت حاصل ہے۔ کتاب فتاوی کبری و صغری۔ شرح ادب القضاء خصاف۔ شرح جامع صغیر۔ کتاب واقعات۔ کتاب منتقی وغیرہ آپکی اشہر تصنیفات سے یادگار ہین۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ آپ نے جامع صغیر کی تین شرحین۔ ایک مطول دوم متوسط سوم مختصر تصنیف کین۔ سمرقند مین بعد واقعہ قطوان کے ماہ صفر ۵۳۶ھ ہجری مین ایک کافر کے ہاتھ سے شہادت پائی اور نعش آپ کی بخارا مین لیجا کر دفن کی گئی تاریخ وفات آپ کی علامۂ بلند قدر سے نکلتی ہے۔

عبد المجید قیسی ہروی

عبد المجید بن اسمٰعیل بن محمد ابو سعد قیسی ہروی۔ آپ اصل مین ہرات کے رہنے والے تھے

ماوراء النہر کے علماء و فضلاء مثل فخر الاسلام بزدوی وغیرہ سے فقہ حاصل کی اور مدت تک بغداد۔ بصرہ۔ ہمدان و بلاد روم میں درس و تدریس میں مشغول رہے اخیر کو بلاد روم کے قاضی مقرر ہوئے۔ فروع و اصول میں کتابیں تصنیف کیں آپ کے دونوں بیٹوں اسمعیل و احمد نے آپ سے اخذ کیا اور علم پڑھا۔ ۵۳۳ھ میں دمشق میں آئے اور مقام قیساریہ میں ۵۳۶ھ ہجری کو وفات پائی۔ تاج مجلس تاریخ وفات ہے۔

عبد الغافر۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل شیخ کامل فقیہ جید محدث ثقہ جامع علوم و فنون ظاہریہ و رسمیہ تھے۔ کتاب مجمع الغرائب فی غریب الحدیث نہایت نفیس بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ تصنیف کی اور ۵۲۹ھ میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپکی زیب اوبستان ہے۔

عمر بن محمد بن احمد بن اسمعیل بن محمد بن لقمان نسفی المعروف بہ مفتی ثقلین۔ نجم الدین لقب اور ابو حفص کنیت تھی شہر نسف میں ۴۶۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے امام فاضل۔ اصولی۔ متکلم۔ مفسر۔ محدث۔ فقیہ۔ حافظ۔ متقن۔ لغوی۔ نحوی۔ ادیب عارف مذہب تھے اور بسبب کثرت حفظ اور قبولیت خواص و عوام کے ائمہ مشہورین میں سے ہوئے ہیں۔ فقہ صدر الاسلام ابی الیسر محمد بزدوی شاگرد ابی یعقوب یوسف سیّاری تلمیذ ابی اسحٰق حاکم نوقدی شاگرد ہندوانی سے حاصل کی اور آپ سے آپ کے بیٹے ابو اللیث احمد بن عمر المعروف بمجد نسفی نے تفقہ کیا اور آپ کی بعض تصانیف صاحب ہدایہ اور ابو بکر احمد بلخی المعروف بہ ظہیر نے آپ سے پڑھیں اور عمر بن محمد عقیلی نے روایت کی۔ چونکہ آپ انس و جن کو جانتے تھے اسلیئے لوگ آپ کو مفتی ثقلین کہتے تھے مشائخ بھی آپ کے بہت تھے اسلیئے ایک کتاب آپ نے اپنے مشائخ کے اسماء میں جمع کی اور نام اسکا تعداد الشیوخ العمر رکھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں آپ نے جار اللہ زمخشری صاحب کشاف کی زیارت کا ارادہ کیا جب آنکے مکان پر پہونچے تو آپ نے دروازہ کو کھڑکایا کہ کھولو علامۂ زمخشری نے اندر سے پوچھا کہ تم کون ہو آپ نے جواب دیا کہ عمر ہو زمخشری نے کہا کہ انصرف یعنی پھر جا آپ نے کہا کہ یا سیدی عمر لا ینصرف اسپر علامہ نے جواب دیا کہ جب عمر نکرہ ہو تو منصرف ہو جاتا ہے۔ آپ نے فقہ و حدیث و تفسیر و شروط

لغت وغیرہ مین بہت سی تصانیف کین یہانتک کہ کہتے ہین کہ تقریبًا ایک سو کتاب آپ نے تصنیف کی لیکن اجل و اشہر انسے یہ ہین۔ التیسیر فی التفسیر۔ شرح صحیح بخاری المسمی بہ کتاب النجاح فی شرح الاخبار الصحاح اور اسکے اول مین اپنی اسانید کو مصنف تک پچاس طرق کے ساتھ بیان کیا۔ منظومۃ الفقہ (کہتے ہین کہ پہلے پہل آپ نے ہی فقہ مین نظم کی) کتاب المواقیت۔ کتاب طلبۃ الطلبہ فی شرح الفاظ کتب اصحاب الحنفیہ۔ کتاب الاشعار بالمختار من الاشعار بیس مجلد مین۔ کتاب المشارع و قند فی علماء سمرقند بیس جلد مین۔ تاریخ بخارا۔ منظومہ جامع صغیر آپ نے سمرقند مین ۵۳۷ھ یا بقول بعض ۵۳۳ھ ہجری مین وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی فقیہ والاقدر اور مقبول عصر ہین۔

علامہ زمخشری

محمود بن عمر بن محمد بن عمر زمخشری۔ ابو القاسم کنیت تھی چونکہ مدت تک آپ نے مکہ معظمہ کی مجاورت کی تھی اسلیے آپ جار اللہ اور نیز فخر خوارزم کے لقب سے ملقب ہوئے اپنے وقت کے امام بلامدافع۔ علامہ۔ نحوی۔ لغوی۔ فقیہ جید محدث متقن۔ مفسر کامل فاضل مناظر۔ ادیب۔ متکلم۔ بیانی۔ شاعر۔ ذکی۔ تیز طبع۔ حنفی الفروع معتزلی الاصول تھے شہر زمخشر علاقہ خوارزم مین ۲۷ ماہ رجب ۴۶۷ھ ہجری کو پیدا ہوسے۔ علم ادب ابی الحسن علی بن مظفر نیشاپوری اور ابی نعیم اصفہانی سے حاصل کیا اور آپ سے زین القاضی محمد بن ابی القاسم وغیرہ لوگون نے اخذ کیا اور آپ کو اصحاب پیدا ہوسے۔ کئی دفعہ بغداد مین آئے چونکہ بایام طالب علمی جب آپ بخارا کو جارہے تھے تو راستہ مین آپ سواری سے گر پڑے اور ٹانگ کو سخت ضرب آئی اور ہرچند علاج کیا کچھ فائدہ نہوا اسلیے آپ نے ناچار ہوکر ٹانگ کو کٹوا ڈالا اور بجاے اسکے لکڑی کا پانون بنوایا جب چلتے پھرتے تو اسپر کپڑا ڈالدیتے جس سے دیکھنے والا گمان کرتا کہ آپ لنگڑے ہین۔ آپ نے تفسیر۔ حدیث۔ لغت وغیرہ مین نہایت جید تصانیف کین چنانچہ تفسیر کشاف۔ فائق اللغۃ فی تفسیر الحدیث۔ اساس البلاغت فی اللغۃ ربیع الابرار۔ متشابہ اسامی الرواۃ۔ نصائح الکبار۔ نصائح الصغار۔ الرائض فی علم الفرائض المفصل فی النحو۔ انموذج۔ منفرد شرح ابیات سیبویہ۔ شقائق النعمان۔ مقامات زمخشری۔ المستقصی فی الامثال۔ اطواق الذہب۔ شرح مشکلات المفصل الکلم النوابغ القسطاس فی العروض

الاحاجی النحویہ۔ المنہاج فی الاصول۔ رسالۂ ناصحیہ۔ مقدمۃ الادب۔ رؤس المسائل فی الفقہ۔ نصوص الاخبار۔ صمیم العربیہ۔ دیوان التمثیل۔ امالی۔ معجم الحدود والمیاہ والاماکن والجبال۔ ضالۃ الناشد وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ بسبب معتزلی الاعتقاد ہونے کے آپنے تفسیر میں بعض مقام پر تاویل میں سوء تعبیری و تغیر کو کام فرمایا ہے جو اکثر لوگوں پر خفیہ ہے اسلیے ہمارے بعض فقہاء نے آپکی تفسیر کا مطالعہ کرنا حرام لکھا ہے۔ وفات آپکی عرفہ کی رات ۵۳۸ھ ہجری کو شہر جرجانیہ خوارزم میں واقع ہوئی۔ ہادی ادبستان تاریخ وفات ہے۔

علی بن عراق بن محمد بن علی عمرانی خوارزمی۔ ابو الحسن کنیت تھی اپنے زمانہ کے فقیہ فاضل مفسر کامل شیخ حنفیہ مرجع انام تھے آپ کی تصنیفات سے تفسیر خوارزمی یادگار ہے ۵۳۹ھ ہجری میں وفات پائی۔ طوطی شہر تاریخ وفات ہے۔

عبد الرشید بن ابی حنیفہ بن عبد الرزاق والوالجی۔ ابو الفتح کنیت تھی ۴۶۷ھ ہجری کو شہر والوالج میں جو بدخشان کے ملک میں واقع ہے پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ و نظار کامل تھے بلخ میں جاکر فقہ ابی بکر قزاز محمد بن علی اور علی بن حسن برہان بلخی سے پڑھی اور والوالج میں بعد ۵۴۰ھ کے فوت ہوئے۔ فتاوی ولوالجیہ آپکی تصنیفات سے یادگار ہے۔ تاج کونین تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یوسف بن احمد قنطری۔ ابو الفتح کنیت تھی عالم فاضل فقیہ بے بدل تھے ابی الفضل عبد الرحمن کرمانی سے تفقہ کیا اور کمالیت و فضیلت کے رتبہ کو پہونچے کچھ اوپر ۵۰۰ھ ہجری میں ملک حجاز کو تشریف لیگئے اور وہاں پر وفات پائی قنطری منسوب بطرف راس قنطرہ کے ہے جو نیشاپور میں ایک محلہ کا نام ہے۔

احمد بن محمد ابی الیسر صدر الاسلام بن محمد بن حسین بن عبد الکریم بن موسی بن عیسی بزدوی صدر الائمہ لقب تھا اور ابو المعالی کی کنیت سے پکارے جاتے تھے۔ ابو سعد کا قول ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے امام فاضل اور مفتی مناظر نیک سیرت۔ پسندیدہ اخلاق خاندان حدیث وعلم میں سے تھے۔ فقہ اپنے والد محمد ابی الیسر صدر الاسلام سے حاصل کی مدت تک بخارا کی قضا کے متولی رہے حج سے واپس ہو کر جب شہر سرخس میں پہونچے تو وہاں ۵۴۲ھ ہجری میں آپ نے انتقال کیا لیکن وہاں سے آپکا جنازہ بخارا میں لیجا کر دفن کیا گیا۔ طرفہ محقق تاریخ وفات ہے۔ بزدوی قلعۂ بزدہ کی طرف منسوب ہے جو چھ فرسنگ کے فاصلہ پر شہر نسف سے واقع ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طاہر بن احمد بن عبد الرشید بن الحسین بخاری - افتخار الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام عدیم النظیر فرید الدہر علامہ اور مجتہدین فی المسائل مین سے ماوراء النہر کے شیخ حنفیہ تھے مولی ابن کمال پاشا نے آپ کو طبقہ مجتہدین فی المسائل مین سے شمار کیا ہی - علم اپنے باپ احمد بن عبد الرشید اور ماموں ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی اور نیز حماد بن ابراہیم صفار اور قاضیخان حسن بن منصور سے پڑھا اور اخذ کیا تصانیف بھی مقبولہ اور معتبرہ کین منجملہ انکے کتاب خلاصۃ الفتاوی اور کتاب خزانۃ الواقعات اور کتاب نصاب معروف و مشہور ہین ۵۴۲ھ ہجری مین فوت ہوئے قمر عالمیان تاریخ وفات ہی -

حسن بن علی بن عبد العزیز مرغینانی - ابو المحاسن کنیت اور ظہیر الدین کبیر لقب تھا شہر مرغینان کے جو کہ ماوراء النہر مین شہر فرغانہ کے مضافات مین سے ہی رہنے والے تھے اپنے وقت کے فقیہ فاضل محدث کامل تھے علم کو تصنیف اور املا سے شائع کیا چنانچہ کتاب الاقضیہ والشروط والفتاوی والفوائد آپ کی تصنیفات مین سے ہین - فقہ برہان الدین کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ اور شمس الائمہ محمود اوزجندی اور زکی الدین خطیب مسعود بن حسن کشانی تلامذہ شمس الائمہ سرخسی سے حاصل کی اور آپ سے آپ کے بھانجے افتخار الدین طاہر صاحب خلاصۃ الفتاوی اور ظہیر الدین محمد بن احمد صاحب فتاوی ظہیریہ اور فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی وغیرہ نے تفقہ کیا اور ۲۲ھ ہجری مین وفات پائی - تاریخ وفات آپ کی فقیہ مقبول دہر نکلتی ہی -

عبد الرحمن بن محمد بن امیرویہ بن محمد کرمانی - کرمان مین ماہ شوال ۴۵۷ھ ہجری مین پیدا ہوئے ابو الفضل کنیت اور رکن الاسلام و رکن الدین لقب تھا - مرو مین آکر فخر القضاۃ محمد بن حسین ارسابندی تلمیذ منصور شاگرد مستغفری تلمیذ ہمیز علی نسفی شاگرد ابی بکر بن فضل تلمیذ سبذمونی سے تفقہ کیا اور دن بدن علوم مین ترقی کرتے گئے یہانتک کہ اپنے زمانہ کے شیخ کبیر امام بے نظیر ہوئے اور خراسان مین مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور تصنیف و تذکیر مین مشہور زمانہ اور یگانۂ آفاق ہوئے - عبد الغفور بن لقمان کردری اور ابو الفتح محمد بن یوسف سمرقندی اور بدر الدین عمر بن عبد الکریم ورسکی بخاری وغیرہم نے آپ سے تفقہ کیا اور آپ کے اصحاب زمانہ مین پھیل گئے - فقہ مین تجرید نام کتاب تصنیف فرمائی

پھر آسکی شرح ایضاح نام تین جلدون مین لکھی - آپ کی اس کتاب کی آپکے شاگرد عبدالغفور نے بھی تین جلدون مین شرح لکھی جسکا نام آسنے المفید والمزید فی شرح التجرید رکھا - علاوہ ان دو کتابون کے شرح جامع کبیر اور فتاوی واشارات وغیرہ تصنیف فرمائین اور مرو مین ماہ ذیقعدہ سنہ ۵۴۳ھ مین وفات پائی - اکابر پیشوا تاریخ وفات ہے -

رضی سرخسی

محمد بن محمد بن محمد الملقب بہ رضی الدین سرخسی - اپنے وقت کے امام کبیر فاضل بے نظیر جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے علم صدر الشہید حسام الدین عمر تلمیذ اپنے والد ماجد برہان الدین کبیر عبدالعزیز شاگرد حلوائی سے حاصل کیا اور کتاب محیط تصنیف کی - ابن عدیم کہتے ہین کہ آپ حلب مین تشریف لائے اور بعد محمود غزنوی کے مدرسہ نوریہ وحلاویہ کے مدرس مقرر ہوئے چونکہ آپ کی زبان مین لکنت تھی اسلیئے فقہاء نے آپ پر تعصب کیا اور آپ کو سستی کی طرف منسوب کر کے فقہ مین کم استعداد بنایا اور یہ ظاہر کیا کہ کتاب محیط آپ کی تصنیف نہین بلکہ آپ کے استاد کی تصنیفات سے ہے اور آپ نے اپنا نام کر لیا ہے چنانچہ آپ سے بہت تعصب شیخ افتخار الدین ابو ہاشم عبدالمطلب بن فضل بلخی کرتے تھے یہانتک کہ انھون نے نور الدین محمود بن زنگی کی طرف رقعے لکھے اور اُنمین آپکی بہت غلطیان پکڑین چنانچہ لکھا کہ آپ بجائے جبائر کے جبائز بولتے ہین پس نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ آپ معزول ہو کر دمشق مین چلے آئے جہان سنہ ۵۴۴ھ ہجری مین فوت ہوئے تاریخ وفات آپکی یکتائے زمانہ ہے - کہتے ہین کہ آپ نے اپنے مرض الموت مین چھ سو دینار نکالکر وصیت کی کہ میرے بعد انکو فقہاء پر تقسیم کر دینا چاہیئے - کتاب محیط جو آپ نے تصنیف کی ہے وہ اصل مین چار کتابین ہین ایک محیط کبیر جو چالیس مجلد ہے دوسری دس مجلد تیسری چار مجلد چوتھی دو مجلد ہے - بعض علماء کہتے ہین کہ پہلی محیط کبیر آپ کی تصنیف نہین بلکہ اسکو حسام الدین صدر الشہید کے بھائی کے بیٹے محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن برہان الدین صدر الکبیر عبدالعزیز بن عمر بن مازہ نے تصنیف کیا ہے اور اپنے دادا کی طرف منسوب کر کے محیط برہانی کے نام سے مشہور کیا ہے باقی تین محیط آپ کی تصنیفات سے ہین اور انکو محیط رضوی کہتے ہین -

علاء زاہد

محمد بن عبدالرحمن بخاری المعروف بعلاء زاہد - ابو عبداللہ کنیت اور علاء الدین لقب تھا - فقیہ فاضل مفتی عالم اصولی متکلم اور صاحب ہدایہ کے مشائخ مین سے تھے -

علم جمال ابی نصر احمد بن عبد الرحمن ریغذموني تلمیذ قاضی ابی زید دبوسی سے پڑھا اور آپ سے نجم الدین عمر بن محمد عقیلی نے فقہ پڑھی ایک نہایت کلان تفسیر قرآن شریف کی لکھی اور پر ایک ہزار جزو مین تصنیف کی اور ۱۲ تاریخ ماہ جمادی الآخری سنہ ۵۴۶ھ ہجری مین رات کے وقت وفات پائی تاریخ وفات آپ کی لفظ ہادی کشور سے نکلتی ہے۔

علی بن حسن بن محمد بن ابی جعفر بلخی - ابو الحسن کنیت اور برہان بلخی کے نام سے مشہور تھے شہر سکندریہ مین جو نواحی طخارستان علاقہ بلخ مین واقع ہے پیدا ہوئے - امام جلیل القدر کثیر العلم مشہور زمان ممدوح دوران تھے بخارا مین برہان الدین کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ سے تفقہ کیا یہانتک کہ فقہ اور اصول فقہ مین فائق ہوئے اور علم کو بلاد اسلام مین پھیلایا اور دمشق مین آکر درس و تدریس کا کام دیا - آپ سے عبد الرشید ولوالجی و محمد بن یوسف بن علی عقیلی اور بدرابیعی یوسف وغیرہم نے تفقہ کیا - کہتے ہین کہ جب آپکو امور دینیہ مین کوئی مہم آن پڑتی تو آپ نماز سے استمداد کرتے اور غسل کیا کرتے تھے ایک دن صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ آیت منہم آلی آخرہ پڑھتے پڑھتے بسبب گریہ و زاری کے بند ہوگئے جب گریہ تھم گیا تو پھر آپ نے نماز کو از سر نو پڑھا اور غسل کرکے گھر مین داخل ہوئے اور پھر گھر سے باہر نہ نکلے یہانتک کہ ماہ شعبان ۵۴۸ھ مین فوت ہوئے - تاج انجمن تاریخ وفات ہے۔

احمد بن عمر بن احمد بن اسمعیل نسفی - کنیت ابو اللیث اور مجد النسفی کے لقب سے مشہور اور شہر نسف کے جو ماوراء النہر مین واقع ہے رہنے والے تھے - فقیہ فاضل اور واعظ کامل تھے فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی آپ کے باپ نے سمرقند کے محدثین کے پاس لیجاکر آپکو حدیث سماعت کرائی اگرچہ آپ نے حدیث کو بکثرت سنا مگر اپنے والد جیسے محدث نہوئے - سمعانی شافعی نے کہا ہے کہ احمد بن عمر ۵۴۹ھ ہجری مین بتقریب سفر حجاز مرو مین آئے اور ۵۵۰ھ کو مین نے انسے سمرقند مین ملاقات کی انھون نے گدھے پر اپنی کتابین لادی تھیں مگر مجکو اس بات کا اتفاق نہوا کہ انسے کوئی حدیث سماعت کرتا ۵۵۰ھ ہجری کو بارادۂ حج بخارا مین تشریف لائے پھر بغداد مین دو مہینے تک ٹھہرے بعدہ نیشاپور کو روانہ ہوئے جب موضع قومس کے پاس پہونچے تو راہزنون نے قافلہ پر حملہ کرکے پیر کے روز ۲ جمادی الاولی ۵۵۲ھ مین قصبۂ کوفن مین جو بسطام کے پاس واقع ہے

آپ کو شہید کیا۔

عثمان بن علی بن محمد بن محمد بن علی بیکندی بخاری۔ سنہ ۴۶۵ہجری میں پیدا ہوئے ابو عمرو کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ فقیہ محدث۔ زاہد متورع۔ عفیف قانع۔ متواضع کثیر العبادۃ تھے۔ فقہ امام ابی بکر محمد بن ابی سہل سرخسی سے حاصل کی اور حدیث کو ابا محمد بخاری المعروف بہ بکر خواہر زادہ سے سماعت کیا آپ صاحب ہدایہ کے مشائخ میں سے ہیں اور آخر تمکان لوگوں سے باقی رہے ہیں جنھوں نے امام ابی بکر محمد بن ابی سہل سرخسی سے تفقہ کیا تھا۔ سنہ ۵۵۲ہجری میں فوت ہوئے محدث تاریخ وفات ہے بیکندی بیکند کی طرف منسوب ہے جو ماوراء النہر کے شہروں میں سے ایک شہر بخارا سے ایک منزل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ شہر نہایت خوبصورت تھا مگر اب خراب پڑا ہے سمعانی نے لکھا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ جب یہ شہر آباد تھا تو اسمیں تین ہزار مکان صرف تاجروں کے تھے جنکے آثار خود میں نے دیکھے ہیں۔

محمد بن مسعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کشانی۔ ابو الفتح کنیت تھی فاضل عصر فقیہ متبحر تھے۔ سنہ ۴۹۰ہجری میں شہر کشان علاقہ سمرقند میں پیدا ہوئے آپ نے اپنے باپ مسعود صاحب مختصر مسعودی اور ابو القاسم علی بن احمد بن اسمعیل کلاباذی وغیرہ سے اخذ کیا اور حدیث کو سنا بخارا کی قضاء آپ کے سپرد کی گئی لیکن آپ کی سیرت قضاء کی حالت میں اچھی نہ رہی۔ وفات آپکی اتفاقیہ شب چہارم ماہ رمضان المبارک سنہ ۵۵۲ میں بعد ادائے نماز تراویح کے واقع ہوئی۔

صاعد بن محمد بن عبدالرحمن بخاری اصفہانی۔ آپ کی کنیت بھی ابو العلا تھی اور ابن الراسمندی کے نام سے معروف تھے اپنے زمانہ کے امام فاضل اور محدث فقیہ کامل تھے یہانتک کہ اپنے ہم عصروں پر فضیلت وعلمیت ودیانت میں سبقت لیگئے۔ سنہ ۴۴۰ میں پیدا ہوئے۔ علم علی بن عبداللہ خطیبی سے پڑھا اور حدیث کو سنا اور خطیبی اپنے استاذ کے ساتھ واسطے زیارت مکہ معظمہ کے نکلا آپکے ہمراہ آپ کا بیٹا اور عورت بھی تھی عورت تو بصرہ میں فوت ہوگئی اور آپ کو عربوں نے جنگل میں گرفتار کر لیا چنانچہ سات مہینے تک آپکی قید میں رہے بعد ازاں نظام الملک وشرف الملک کو آپ کے قید ہونے کی خبر پہونچی انھوں نے سات سو دینار عربوں کو دیکر آپکو رہا کرادیا

سمیر خطیبی کو ۵۲۲ھ میں مجسہ میں فوت ہو گئے اور آپ ہمراہی اپنے بیٹے کے مکہ معظمہ کو گئے اور حج کر کے بغداد میں آئے جب قاضی اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ خطیبی کو سلطان نے قید کر دیا تو آپ بجائے اُن کے اصفہان کے قاضی مقرر ہوئے اور عید فطر کے روز ۵۳۵ھ میں فوت ہوئے۔ عالم عالی فکر تاریخ وفات ہے۔

احمد بن علی بن عبدالعزیز بلخی۔ ابو بکر کنیت اور ظہیر بلخی کے لقب سے مشہور تھے۔ فروع و اصول میں امام فاضل اور معقول و منقول میں عالم کامل تھے علم نجم الدین عمر نسفی تلمیذ صدر الاسلام ابی الیسر محمد بزدوی سے حاصل کیا اور نیز برہان الدین مرغینانی و محمد بن احمد اسپیجابی سے فقہ پڑھی اور مراغہ میں تدریس کو جاری کیا اور جامع صغیر امام محمدؒ کی شرح تصنیف کی محمود بن زنگی کے عہد میں حلب میں تشریف لائے پھر دمشق کو گئے آخر کو حلب میں ۵۵۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ آرائش بلدہ تاریخ وفات ہے۔

عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ نیشاپوری خرقی۔ ۴۶۹ھ میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے فقیہ فاضل واعظ خوش خلق تھے مدت تک بخارا میں رہے۔ جمال الدین ابی النصر احمد بن عبدالرحمن ریغدمونی تلمیذ ابی زید دبوسی سے پڑھا اور ۵۵۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ خرقی بفتح خار شہر خرق کی طرف منسوب ہے جو مرو سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے اور خرقی بکسر خار گودڑی فروش کو کہتے ہیں سو یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ ان نسبتوں میں سے آپ کس نسبت کی طرف منسوب ہیں۔

ہبتہ اللہ بن محمد بن ہبتہ اللہ بن احمد بن یحییٰ عقیلی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل ابو کمال الدین عمر بن احمد صاحب تاریخ حلب کے دادا تھے حلب کی قضاء مدت تک آپ کے سپرد رہی اور ۵۵۷ھ ہجری میں وفات پائی۔ شمع انجمن تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ابی بکر سنجی صابونی بزدوی۔ ابو طاہر کنیت تھی اور ابراہیم صفار کے اصحاب میں سے اپنے زمانہ کے امام عالم زاہد تھے ابا نصر احمد بن عبدالرحمن اور قاضی ابا الیسر بزدوی سے سنا اور تفقہ کیا اور آپ سے بخارا میں سمعانی شافعی نے لکھا۔ وفات آپکی ۵۵۸ھ میں واقع ہوئی۔ قدوۂ گیتی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن نصر مدینی

محمد بن نصر بن منصور بن علی بن محمد بن محمد بن فضل عامری مدینی۔ ابوالمعالی کنیت تھی امام زاہد۔ فقیہ کامل اور سمرقند کے خطیب تھے ۴۶۵ھ میں پیدا ہوئے فقہ صدر الاسلام محمد بن محمد بزدوی اور فخر الاسلام علی بن محمد بن بزدوی سے حاصل کی اور بڑی عمر پائی یہانتک کہ آپ کے اقران سب فوت ہو گئے تھے۔ سمعانی شافعی نے کہا ہے کہ میں نے آپ سے ابی العباس مستغفری کی دلائل النبوۃ کو سنا۔ سمرقند میں ۵۵۶ھ میں فوت ہوئے۔ فقیہ معمر تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یوسف سمرقندی صاحب ملتقط

محمد بن یوسف حسینی سمرقندی۔ ناصر الدین لقب اور ابوالقاسم کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام عظیم القدر کبیر المحل عالم تفسیر و حدیث و فقہ اور واعظ و مجتہد علم ادب اور ائمہ کبار اور علمائے نامدار کے بڑے ثناخوان تھے نہایت مفید اور کثیر المنافع تصنیفات کیں جس میں سے کتاب نافع فقہ میں اور ملتقط فتاوی میں اور خلاصۃ المفتی اور کتاب الاخصار اور مصابیح السبل وغیر ذلک مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ۵۵۶ھ ہجری میں ہوئی بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کو سمرقند کی غسان قوم میں سے ایک قبیلہ نے شہید کیا۔ عارف مسائل دین تاریخ وفات ہے۔

حسن بن بزدوی

حسن بن فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی ۴۶۵ھ ہجری کو سمرقند میں پیدا ہوئے ابوثابت کنیت تھی جب آپ کا باپ فوت ہو گیا تو آپ کو آپ کا چچا صدر الاسلام ابوالیسر محمد بن محمد بخارا کی طرف لیگیا اور وہاں آپ کو پرورش کیا اور پڑھایا لکھایا۔ جب آپکا چچیرا بھائی ابوالمعالی قاضی صدر احمد فوت ہوا تو آپ بخارا کے قاضی مقرر ہوئے اور مدت تک قضا پر قائم رہے پھر شہر بزدہ کو واپس آئے اور اخیر عمر تک وہیں ۵۵۷ھ میں وفات پائی

علی بن مسعود کشانی

علی بن مسعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کشانی۔ شہر کشانیہ میں جو سغدستان نواحی سمرقند میں واقع ہے ۴۸۰ھ میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے امام فاضل۔ فقیہ مناظر۔ محدث کثیر المحفوظ تھے فقہ اپنے چچا مسعود بن حسین صاحب مختصر مسعودی مقیم بخارا و عبد العزیز بن عمر بن مازہ سے حاصل کی پھر مرو میں گئے اور وہاں قاضی محمد بن حسین ارسابندی تلمیذ علی بزدوی شاگرد دبوسی سے تفقہ کیا اور حدیث کو اپنے چچا مسعود اور ابا بکر محمد بن عبد اللہ

خلقِ غیر ہم سے سنا۔ آپ وعظ بہت عمدہ کیا کرتے اور حق بات کے کہنے سے ہرگز نہ ٹلتے تھے مدت تک مرو میں مدرسۂ غفاقانیہ کے مدرس رہے پھر بخارا و سمرقند میں سکونت رکھتے رہے ابوالحسن کنیت تھی۔ ۵۵۵ھ ہجری میں وفات پائی تاریخ وفات آپ کی زینت ملک ہے سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ میں نے مرو میں آپ سے کچھ لکھا اور میری آپ سے بڑی دوستی تھی۔

عبد الغفور بن لقمان بن محمد کردری۔ شہر کردر کے جو خوارزم میں واقع ہے رہنے والے تھے ابو المفاخر کنیت اور شرف القضاۃ و تاج الدین و شمس الائمہ لقب رکھتے تھے بڑے زاہد عابد اور اپنے زمانہ کے امام حنفیہ تھے۔ فقہ ابی الفضل عبد الرحمن بن محمد کرمانی سے حاصل کی اور حلب میں عہد سلطان نور الدین محمود میں مدت تک قاضی رہے اور وہیں سنہ ۵۶۲ھ ہجری کو وفات پائی۔ تصانیف حسب ذیل کیں۔ کتاب اصول فقہ۔ کتاب مفید و مزید۔ شرح تجرید۔ شرح جامع صغیر۔ شرح جامع کبیر۔ شرح زیادات۔ کتاب حیرۃ الفقہاء۔ (اس کتاب میں ایسے مسائل جمع کیے ہیں جنکے حل سے علماء حیران ہو جاتے ہیں) اور ایک کتاب اُن الفاظ کے بیان میں تصنیف فرمائی کہ جنکے زبان پر لانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ تاریخ وفات آپ کی تاج محفل ہے۔

محمد بن عمر حسام الدین صدر الشہید بن برہان الدین کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ بخاری بخارا کے اکابر و اعیان محدثین و فقہاء میں سے تھے اور آپ کو سلاطین و ملوک کے نزدیک قبولیت تامہ حاصل تھی ماہ شوال سنہ ۵۵۲ھ ہجری میں حج کر کے بغداد میں تشریف لائے جہاں حدیث اپنے باپ صدر الشہید سے روایت کی اور سنہ ۵۶۶ھ میں وفات پائی۔ عید عصر تاریخ وفات ہے۔

جعفر بن عبد اللہ بن ابی جعفر بن قاضی القضاۃ ابی عبد اللہ دامغانی سنہ ۴۹۶ھ ہجری میں شہر دامغان واقع ملک خراسان میں پیدا ہوئے ابو منصور کنیت تھی اپنے زمانہ کے شیخ فاضل فقیہ و محدث کامل پسندیدہ اخلاق لطیف الکلام نیک سیرت و صدوق قضا و عدالت اور علم و روایت میں مشہور آفاق تھے سنہ [illegible] میں وفات پائی۔ شمع محفل تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمود سجستانی۔ فخر الدین لقب تھا اپنے وقت کے امام فاضل عالم کامل جامع فروع و اصول اور مفتی سجستان تھے سنہ [illegible] ہجری کے بعد محمد بن ابی المفاخر عبد الرشید کرمانی کے

معاصرین میں سے ہو کر فوت ہوئے۔

(امام زادہ جوغی) محمد بن ابی بکر المعروف بہ امام زادہ جوغی۔ امام فاضل۔ ادیب کامل۔ صاحب البیان فصیح اللسان واسع التقریر کامل التحریر۔ واعظ، صوفی مفتی بخارا تھے۔ رکن الاسلام لقب تھا۔ فقہ مجد الائمہ محمد بن عبد اللہ سرخکتی اور شمس الائمہ بکر بن محمد زرنجری سے پڑھی اور علم خلاف کا رضی الدین نیشاپوری سے حاصل کیا اور تصوف کو خواجہ یوسف ہمدانی سے اخذ کیا اور آپ سے برہان الاسلام زرنوجی صاحب تعلیم المتعلم اور عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی اور محمد بن عبد الستار کردری نے فقہ پڑھی۔ بخارا میں سمعانی شافعی نے آپ سے روایت کو لکھا۔ آپ کی تصانیف سے فقہ میں کتاب شرعۃ الاسلام اور تصوف میں کتاب آداب الصوفیہ مشہور و معروف ہیں لیکن شرعۃ الاسلام میں اکثر احادیث مختلفہ اور اخبار واہیہ منکرہ داخل ہیں۔ صاحب جواہر مضیہ نے کہا ہے کہ میں نے آپ کی کتاب کنز الفوائد میں دیکھا ہے کہ مسئلہ بہ شرعۃ الاسلام دیکھی بیان تک کہ وہ حضرت خضر کی طرف منسوب ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ کعبہ شریف کی سطح میں پائی گئی تھی۔ جوغی منسوب ہے طرف جوغ کے جو سمرقند کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے۔ وفات آپکی ۵۷۳ھ ہجری میں ہوئی۔

(بقالی) محمد بن ابی القاسم خوارزمی نحوی المعروف بہ بقالی امام فاضل فقیہ مناظر محدث کامل ادیب شاعر منشی ماہر معانی و بیان و عربی زبان کی حجت تھے۔ زین المشائخ لقب تھا اور بڑے حسن الاعتقاد، کریم النفس جم الفوائد تھے۔ علوم علامہ جار اللہ زمخشری سے پڑھے اور حدیث کو انسے اور دیگر محدثین سے سنا اور بعد وفات جار اللہ کے انکے جانشین ہوئے اور کچھ اوپر نوے سال کی عمر میں شہر جرجانیہ میں ۵۶۲ھ ہجری کو وفات پائی۔ چونکہ آپ آٹا دانہ وغیرہ کی تجارت کرتے تھے اسلیے بقالی کے عمل سے نامزد ہوئے۔ تصانیف آپ کی یہ ہیں۔ فتاوی۔ جمع التفاریق۔ کتاب التفسیر۔ کتاب التراجم بلسان الاعاجم۔ شرح اسماء الحسنی۔ مفتاح التنزیل۔ کتاب الترغیب فی العلم۔ کتاب اذکار الصلوۃ۔ کتاب آفات الکذب۔ کتاب الهدایۃ فی المعانی والبیان۔ التبیینہ علی اعجاز القرآن۔ تقویم اللسان فی النحو۔ الاعجاب فی الاعراب وغیر ذالک۔ رہنماے راہ دین تاریخ وفات ہے۔

(عالی غزنوی) عالی بن ابراہیم بن اسمعیل غزنوی۔ کنیت ابو العلی اور ناصر الدین لقب تھا۔ جواہر المضیہ میں آپکو غالب نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ آپ فنون تفسیر اور فقہ و جدل و اصول میں ید طولی رکھتے تھے

چنانچہ ایک تفسیر قرآن شریف کی تفسیر التفسیر نام تصنیف کی اور فقہ میں مشارع نام ایک کتاب تصنیف فرماکر خود ہی اسکی شرح منابع نام لکھی اور ۵۸۲ھ میں وفات پائی۔ شیر یزدان تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن عمر عتابی۔ ابو نصر کنیت اور زاہد الدین لقب تھا بخارا کے محلہ عتابی میں رہتے تھے دینی علوم میں علمائے زاہدین میں سے بڑے متبحر اور فاضل اجل تھے اطراف و اکناف سے کثرت سے طلبا آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور استفادہ کرتے تھے۔ آپ نے زیادات کی شرح نہایت عمدہ تصنیف کی اور یہانتک اسمیں تحقیق و تدقیق کو کام فرمایا کہ علمائے اسکے بے نظیر ہونے کا اقرار کیا۔ علاوہ اسکے جامع صغیر و جامع کبیر کی شرحین لکھیں اور جوامع الفقہ معروف بفتاوی عتابیہ تصنیف کیا اور قرآن شریف کی تفسیر تصنیف کی ۵۸۲ھ ہجری یا بقول بعض ۵۸۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ علامہ مرجع الانام اور تاج آفاق تاریخ وفات ہے۔

عماد الدین بن شمس الائمہ بکر بن محمد بن علی زرنجری۔ اپنے باپ کی طرح آپ بھی شمس الائمہ لقب رکھتے تھے بڑے عالم فاضل اپنے وقت کے نعمان ثانی تھے علوم اپنے والد بکر زرنجری شاگرد حلوائی سے پڑھے اور انہیں سے سب سے آخر روایت کی اور آپ سے جلال الدین عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی اور شمس الائمہ بکر بن عبد الستار کردری نے تفقہ کیا۔ نوے برس کے ہوکر ۵۷۳ھ ہجری میں فوت ہوئے۔

ابو بکر بن مسعود بن احمد کاسانی۔ علاء الدین اور ملک العلماء کے لقب سے ملقب تھے علم علاء الدین محمد سمرقندی مصنف تحفۃ الفقہاء اور ابی المعین میمون مکحولی اور مجد الائمہ سرخکی سے اخذ کیا۔ کتاب بدائع فی شرح تحفۃ الفقہاء اور کتاب السلطان المبین فی اصول الدین بہت عمدہ تصنیف فرمائیں اور آپ سے آپکے بیٹے محمود بن ابو بکر اور احمد بن محمود مصنف مقدمہ غزنویہ نے تفقہ کیا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے محمد بن احمد سمرقندی کی ملازمت کی اور انسے انکی معظم تصانیف تحفۃ الفقہاء کو پڑھا اور اسکی شرح بدائع نام سے تصنیف کی تو محمد سمرقندی نے نہایت خوش ہوکر اپنی بیٹی فاطمہ سے (جو نہایت شکیلہ و عقیلہ اور کتاب تحفۃ الفقہاء کی حافظہ تھیں اور روم کے بادشاہ اسکے خواستگار تھے) آپکی شادی کردی اور مہر کے عوض شرح مذکور کو گردانا۔ آپ اکثر

فتوون مین خطا کر جاتے تھے جب آپکی بیوی آپ کو وجہ خطا کی بتا دیتی تو آپ اُسکے قول کی طرف رجوع کر لیتے تھے۔ آپکے نکاح سے پہلے محمد سمرقندی اور اُنکی بیٹی فاطمہ کے دستخط سے فتوے جاری ہوتے تھے جب آپکا نکاح فاطمہ سے ہوگیا تو تینون کے دستخط ہونے لگے۔ جب آپ دمشق مین پہونچے تو وہان کے فقہاء آپ سے مناظرہ کے لیے آئے آپ نے فرمایا کہ مین اُس مسئلہ مین گفتگو نہین کرونگا جسکی طرف کوئی ایک بھی امام ابوحنیفہ کے اصحاب مین سے گیا ہوگا پس اُنھون نے بہت سے مسائل آپ پر ظاہر کیے آپ نے ایک ایک مسئلہ کو ثابت کر دیا کہ اِسکی طرف امام اعظم کا فلان فلان اصحاب گیا ہی پس اُسی پر مناظرہ ختم ہوا۔ ابن عدیم کہتا ہی کہ مین نے ضیاء الدین حنفی سے سنا ہی کہ وہ کہتے ہین کہ جب کاسانی کی موت کا وقت قریب آیا تو مین ۱۰ ماہ رجب ۵۸۷ھ کو اُنکے پاس گیا اُسوقت وہ سورۂ ابراہیم پڑھ رہے تھے جب آیۂ کریمہ **یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت** پر پہونچے تو دم ہوا ہوگیا اور حلب کے قبرستان ظاہریہ مین مقام ابراہیم خلیل اللہ مین اپنی بیوی فاطمہ کے پاس مدفون ہوے جب آپکی بیوی فوت ہوئی تھین تو آپکا دستور تھا کہ ہر جمعرات کو اُنکی قبر کی زیارت کرتے اب حلب مین ان دونون کی قبرین زیارتگاہ و مستجاب الدعوات ہین اور لوگون مین خاوند بیوی کی قبر کے نام سے مشہور ہین۔ تاریخ وفات آپ کی آفتاب زمانہ ہی۔ کاسانی طرف شہر کاسان کے منسوب ہی جو نواح شاش مین واقع ہی۔ بعضون نے کہا ہی کہ وہ ترکستان مین دریاے سیحون کے خلف مین ہی پہلے بڑا آباد تھا اب ترکستانیون کے متواتر حملون سے ویران ہوگیا ہی

احمد بن محمود بن ابی بکر صابونی ۔ بڑے عالم فاضل اور فقیہ کامل تھے۔ نور الدین لقب تھا اور صابون بنایا کرتے تھے۔ اصول دین مین کتاب ہدایہ وکفایہ تصنیف کین۔ علم کلام مین بھی آپ نے ایک کتاب ہدایہ نام لکھی پھر اُسکو مختصر کرکے بدایہ نام رکھا۔ آپ نے شمس الائمہ محمد کردری سے فقہ پڑھی آپکا شیخ رشید الدین سے مسئلہ المعدوم لیس بمرئی مین بڑا مناظرہ ہوا جسکو مفید سمجھکر حافظ الدین نسفی نے اپنی کتاب اعتماد مین مفصل لکھا ہی۔ بخارا مین ۶ تاریخ ماہ صفر ۵۸۰ھ ہجری کو فوت ہوئے اور مقبرۂ قضاۃ السبعہ مین دفن کیے گئے۔

عبد الکریم بن یوسف بن محمد بن عباس دیناری ۔ قصبۂ دینار مین جو ملک عجم مین شہر استرآباد کے پاس واقع ہی رہا کرتے تھے۔ ابو نصر کنیت اور علاء الدین لقب تھا بڑے فقیہ حاوی

فروع و اصول تھے ۵۰۰ھ ہجری مین پیدا ہوے اور ۵۹۴ھ مین وفات پائی اور ایک فتاوی بنام اپنے نام تصنیف فرمایا۔ ابن النجار سے روایت ہی کہ ہمنے آپکا زمانہ پایا ہی مگر ملاقات کرنے کا اتفاق نہوا اور ہمارے اصحاب نے آپ سے سماع کیا ہی "ماہ عالمتاب" تاریخ وفات ہی۔

مطہر بن حسین بن سعد بن علی بن بندار یزدی۔ ابو سعد کنیت جمال الدین لقب اور قاضی القضاۃ خطاب تھا عالم جلیل القدر فاضل کبیر المحل یگانۂ زمانہ خاندان علم مین سے تھے آپ کے آبا و اجداد سب ائمہ دہر تھے۔ جامع صغیر جسکو زعفرانی نے مرتب کیا ہی آسکی شرح تہذیب نام تصنیف کی اور امام طحاوی کی مشکل الآثار کو ملخص کیا اور ابو اللیث کی نوادر کو مختصر کیا اور ایک فتاوی اور مختصر قدوری کی شرح لباب نام تصنیف کی۔ رکن الدین محمد بن عبد الرشید کرمانی صاحب جواہر الفتاوی نے آپ سے اخذ کیا۔ سیوطی نے حسن المحاضرہ مین لکھا ہی کہ آپ کے ماتحت بارہ مدارس تھے جنمین بارہ سو طالب علم پڑھا کرتے تھے۔ مقام قدم مین آکر ۵۹۱ھ ہجری مین وفات پائی اور آپکا جنازہ مصر کو اوٹھا کر لیگئے۔ "علامہ پرہیزگار" تاریخ وفات ہی۔

حسن بن منصور بن محمود اوزجندی فرغانی المعروف بہ قاضیخان۔ فخر الدین لقب اور ابو المفاخر و ابو المحاسن کنیتین تھین شہر اوزجند کے جو نواح اصفہان مین فرغانہ کے پاس واقع ہی رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے امام کبیر اور مجتہد بے نظیر تھے معانی دقیقہ کے غواص اور فروع و اصول مین بحر عمیق تھے۔ مولی علامہ احمد بن کمال پاشا نے آپ کو طبقۂ مجتہدین فی المسائل مین معدود کیا ہی۔ علم اپنے دادا محمود بن عبد العزیز اوزجندی اور ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی شاگردان امام سرخسی سے حاصل کیا اور نیز ابی اسحق بن ابراہیم بن اسمعیل بن ابی نصر سے تفقہ کیا اور آپ سے جمال الدین ابو المحامد محمود حصیری اور شمس الائمہ محمد کردری اور نجم الائمہ اور نجم الدین یوسف خاصی وغیرہ نے تفقہ کیا۔ تصنیفات بھی آپ نے نہایت بہتر کین چنانچہ فتاوی قاضیخان ایک ایسی معتبر کتاب چار جلدون مین تصنیف کی جو متداول مین انتہا رہی یہانتک کہ قاسم بن قطلوبغا نے تصحیح القدوری مین لکھا ہی کہ جس مسئلہ کی قاضیخان تصحیح کرے وہ غیر کی تصحیح پر مقدم ہی کیونکہ وہ فقیہ النفس فقیہ ہی۔ علاوہ اسکے کتاب امالی اور کتاب محاضر اور کتاب شرح زیادات اور شرح جامع صغیر اور شرح ادب القضاء وغیرہ تصنیف کین۔ اور ۱۵ ماہ رمضان ۵۹۲ھ مین رات کے وقت

وفات پائی - تاریخ وفات آپ کی سلطان العلماء فیض ہے -

یوسف بن حسین بن عبد اللہ حلبی المعروف بہ بدر البیعی - بڑے عالم فاضل وحید دہر فرید عصر تھے ۵۱۲ھ میں پیدا ہوئے اور علم علی بن حسن المعروف بہ برہان بلخی سے اخذ کیا اور دمشق میں ۵۹۲ھ ہجری میں وفات پائی

احمد بن محمد بن محمود بن سعد الغزنوی - شہر غزنین میں پیدا ہوئے - فقہ محمد بن علی بن محمد بن علی علوی حسنی سے حاصل کی یہانتک کہ مذہب میں درجہ ریاست کو پہونچے ابی بکر صاحب بدائع شاگرد علاء الدین صاحب تحفۃ الفقہاء سے بھی استفادہ کیا تصانیف بھی بہت عمدہ اور بیشکین جنمین سے ایک کتاب موسوم بہ روضہ در باب اختلاف علماء اور ایک اصول فقہ اور ایک اصول دین میں موسومہ بہ روضۃ المتکلمین تصنیف کی پھر اسکو مختصر کر کے نام اسکا المنتقی رکھا - علاوہ ان کے ایک کتاب موسومہ بمقدمۃ الغزنویہ تصنیف کی جو حجم میں اگرچہ چھوٹی ہے مگر علوم سے نہایت مالا مال ہے - وفات آپ کی ۵۹۳ھ ہجری میں حلب کے اندر ہوئی - زین کشور تاریخ وفات ہے

علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل بن ابی بکر فرغانی مرغینانی - ابو الحسن کنیت اور برہان الدین لقب تھا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اولاد میں سے تھے پیر کے روز بتاریخ ۸ رجب ۵۱۱ھ ہجری بعد عصر کے پیدا ہوئے اپنے وقت کے امام - فقیہ - حافظ - محدث - مفسر - جامع علوم - ضابط فنون - متقن - محقق - مدقق - نظار - زاہد - اورع - بارع فاضل ماہر اصولی ادیب - شاعر تھے - علم اور ادب میں آپکی مثل آنکھوں نے کوئی شخص نہیں دیکھا - علم خلاف میں ید طولی اور معرفت مذہب میں دستگاہ کامل حاصل تھی - اور آپ کی بزرگی اور تقدم کا آپکے معاصرین مثل امام فخر الدین قاضیخان اور محمود بن احمد بن عبد العزیز مولف محیط وغیرہ اور شیخ زین الدین ابو نصر احمد بن محمد بن عمر عتابی اور ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری مولف فتاوی ظہیریہ وغیرہم نے اقرار کیا - ابن کمال پاشا نے آپ کو طبقۂ اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے لیکن پاشا موصوف کی اس تقسیم پر تعاقب کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ صاحب ہدایہ کی شان قاضیخان سے کچھ کم نہیں بلکہ اگر صاحب ہدایہ کے نقد دلائل اور استخراج مسائل کی طرف خیال کیا جاوے تو وہ اس بات کے لائق ہیں کہ انکو مجتہدین فی المذہب میں تصور کیا جاوے - فقہ آپ نے ائمہ مشہورین سے

پڑھی جنمین سے مفتی ثقلین نجم الدین ابوحفص عمر نسفی ہین چنانچہ آپ نے جو اپنے شیخون کو ایک کتاب مین جمع کیا تو اُسمین آپ نے نجم الدین ابوحفص کا نام پہلے لکھا پھر اُنکے بیٹے ابا اللیث احمد بن عمر نسفی کا نام لکھا اور نیز آپنے صدر الشہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ اور صدر الشہید تاج الدین احمد بن عبد العزیز سے جنہون نے اپنے باپ عبد العزیز ز انھون نے امام سرخسی انھون نے حلوائی انھون نے ابی علی نسفی انھون نے ابی بکر محمد بن فضل انھون نے سبذمونی انھون نے ابی عبد اللہ انھون نے اپنے باپ ابی حفص امام محمد سے تفقہ کیا تھا اور فقہ اخذ کی نیز ضیاء الدین محمد بن حسین بندنیجی تلمیذ علاء الدین سمرقندی مؤلف تحفہ اور ابی عمر عثمان بن علی بیکندی شاگرد شمس الائمہ سرخسی اور قوام الدین احمد بن عبد الرشید بخاری والد صاحب خلاصۃ الفتاوی اور شیخ امام بہاء الدین علی بن محمد بن اسمٰعیل اسبیجابی وغیرہم سے اخذ کیا ٥٤٤ھ ہجری مین حج کیا اور زیارت مرقد سرور کائنات سے مشرف ہوئے تصنیفات بھی بہت کین چنانچہ کتاب بدایۃ المبتدی وکتاب کفایۃ المنتہی وکتاب المنتقی وکتاب التجنیس والمزید وکتاب مناسک الحج وکتاب نشر المذہب وکتاب مختارات النوازل وکتاب الفرائض مشہور ومعروف ہین اور کتاب ہدایہ تو آپکی اشہر تالیفات سے ایسی معتمد علیہ ہے کہ علماء حنفیہ کے فتوی کا مدار اسی پر ہے کہتے ہین کہ آپ نے ماہ ذیقعدہ ٥٧٣ھ مین چار شنبہ کے روز بعد نماز ظہر کے ہدایہ کو تصنیف کرنا شروع کیا اور ۱۳ سال کے عرصہ مین ختم کیا اس مدت مین آپ ہمیشہ روزہ دار رہے اور سوائے ایام منہیہ کے کبھی افطار نہ کیا اور کسیکو اپنے روزہ سے خبردار نہ کرتے تھے جب خادم کھانا لاتا تو آپ اُسکو فرماتے کہ رکھکر چلا جا جب وہ چلا جاتا تو آپ کسی طالب علم کو بلا کر کھلا دیتے اور ہدایہ کی تصنیف کی وجہ یہ تھی کہ ابتدا میں حال مین آپنے چاہا کہ کوئی مختصر کتاب فقہ مین تالیف کیجاوے جسمین ہر طرح کے مسائل ہون پس آپ نے مختصر قدوری اور جامع صغیر کو پسند کرکے اُنکے مسائل تبرکاً جامع صغیر کی ترتیب پر فراہم کرکے بدایۃ المبتدی اُسکا نام رکھا اور اُسمین لبریات کا وعدہ کیا کہ بشرط فرصت اسکی شرح کفایۃ المنتہی کے نام سے لکھی جاویگی سو حسب وعدہ کفایۃ المنتہی اسی مجلد مین تصنیف کی لیکن پھر اندیشہ کیا کہ شاید اسقدر بڑی شرح کو کوئی نہ دیکھے اسلیے اُسکی دوسری مختصر شرح حاوی اور نافع ہدایہ نام سے لکھی اور اُسمین عیون روایت اور متون درایت کے جمع کیے۔ آپ کے بعد ایک جم غفیر

علماء فضلا نے آپ کے ہدایہ کی شرحین لکھی ہین جو احادیث آسمین بطور استناد واقع ہوئی ہین اُنکی تخریج کی۔ آپ سے ایک جم غفیر علماء نے تفقہ کیا جنمین سے آپ کی اولاد امجاد شیخ الاسلام جلال الدین محمد اور نظام الدین عمر اور شیخ الاسلام عماد الدین بن ابی بکر بن صاحب ہدایہ اور شمس الائمہ کردری اور جلال الدین محمود بن حسین استروشنی والد مفتی صاحب فصول استروشینہ وغیرہم ہین۔ برہان الاسلام زرنوجی تلمیذ صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب تعلیم المتعلم کی فصل ثانی مین لکھا ہی کہ ہمارے شیخ امام اجل صاحب ہدایہ نے یہ شعر مجکو سنائے ؎ فساد کبیر عالم متہتک + واکبر منہ جاہل متنسک + ہما فتنۃ فی العلمین عظیمۃ + لمن بہما فی دینہ متمسک + اور فصل بدایۃ السبق مین لکھا ہی کہ ہمارے استاد و شیخ بدایت سبق کو چہار شنبہ کے روز پر موقوف رکھا کرتے تھے اور اس بارہ مین یہ حدیث روایت کیا کرتے تھے قال رسول اللہ صلعم مامن شئی بدی یوم الاربعاء الا تم اور کہتے تھے کہ اسیطرح امام ابو حنیفہ رح بھی کرتے تھے اور نیز فرماتے تھے کہ طالب علم کو چاہیے کہ سستی نکرے کیونکہ یہ اسکے تحصیل علم کے لیے بڑی آفت ہی اور نیز فرماتے تھے کہ طالب علم کو چاہیے کہ امام ابو حنیفہ رح کی کتاب وصیت کو حاصل کرے جو اُنھون نے واسطے یوسف بن خالد کے جبکہ وہ اپنے اہل کے پاس واپس آئے تھے لکھی تھی اور نیز جب مین اپنے شہر کو واپس آیا تو میرے استاذ نے مجکو کتاب وصیت کے نقل کرنے کا حکم دیا پس مین نے اُسکو لکھا پھر فصل وقت التحصیل مین لکھا ہی کہ میرے استاذ صاحب ہدایہ نے فرمایا ہی کہ بہت سے مشائخ کبیر کو مین نے پایا ہی مگر اُنسے استخراج نہین کیا سو اس فروگذاشت پر مین یہ شعر کہتا ہون ؎ لہفی علے فوت اللیالی لہفی + ماکل مافات ونیتقی یلغی انتہی + وفات آپ کی سمرقند مین سنہ ٥٩٣ ہجری مین واقع ہوئی۔ تاریخ وفات آپ کی مجتہد مسائل سے نکلتی ہی۔ مرغینانی طرف مرغینان کے منسوب ہی جو سات بلاد فرغانہ مین سے ایک شہر ولایت ماوراء النہر مین واقع ہی جسکے شرق مین کاشغر اور غرب مین سمرقند ہی۔

عمر بن عبد الکریم ورسکی بخاری۔ بدر الدین لقب تھا عالم متبحر فقیہ ماہر تھے علوم ابی الفضل عبد الرحمن کرمانی سے حاصل کیے اور آپ سے شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری نے تفقہ کیا بلخ مین سنہ ٥٩٤ ہجری مین فوت ہوئے اور جامع صغیر کی شرح تصنیف کی۔ امام الفقہا تاریخ وفات ہی۔

عمر بن محمد بن عمر بن محمد بن محمد بن احمد عقیلی۔ شرف الدین لقب اور ابو حفص کنیت تھی اور حضرت عقیل بن ابیطالبؓ کے نسب میں سے تھے۔ اپنے زمانہ میں اکابر فقہاء حنفیہ میں سے تھے اور آپ کو معرفت مذہب و خلاف میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ علم صدر الشہید عمر بن عبد العزیز سے پڑھا اور نیز جمال الدین حامد بن محمد ریغدمونی سے اخذ کیا اور آپ سے احمد بن محمد عقیلی اور شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری نے فقہ پڑھی۔ سنہ ۵۵۰ھ ہجری میں حج کر کے بغداد میں آئے اور سنہ ۵۹۶ھ میں وفات پائی۔ "نور قمر" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عمر بن عبد اللہ نیشاپوری۔ ابوبکر کنیت رشید الدین لقب تھا۔ امام فاضل فقیہ کامل تھے آپ کی تصنیفات سے فتاوی اور شرح تکملہ وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی سنہ ۵۹۷ھ ہجری میں ہوئی۔ "مہ آفتاب عجم" تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد خطیب خوارزم سنہ ۴۸۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ موفق الدین لقب تھا۔ فقہ نجم الدین عمر نسفی اور علم عربی جار اللہ محمود زمخشری سے حاصل کیا یہانتک کہ ادیب فاضل اور فقیہ کامل ہوئے اور ناصر الدین صاحب کتاب مغرب نے آپ سے استفادہ کیا۔ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ میں لکھا ہے کہ صفدی نے کہا ہے کہ موفق الدین علم عربیہ میں بڑے متمکن اور عزیز العلم۔ فقیہ فاضل اور ادیب شاعر تھے جنھوں نے علامہ زمخشری سے پڑھا اور خطبے و اشعار تصنیف کیے اور سنہ ۵۶۸ھ میں وفات پائی۔

حسن بن خطیر ابو علی نعمانی۔ ابی الحسن کنیت تھی۔ فقیہ محدث مفسر عالم حساب و ہیئت و طب اور ماہر علم نحو و لغت و عروض و ادب و تاریخ تھے مدت تک قاہرہ میں مقیم رہے اور درس و تدریس میں مصروف ہوئے اور کہتے تھے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے مذہب کو نقل کیا اور اپنے اجتہاد کے موافق اُسکی حمایت کی۔ قرآن شریف کی ایک تفسیر تصنیف کی اور حمیدی کی جمع بین الصحیحین کی شرح مجلد نام لکھی اور ایک کتاب اختلاف صحابہ و تابعین و فقہاء امصار میں تصنیف فرمائی اور سنہ ۵۹۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ "آرایش گیہان" تاریخ وفات ہے۔

علی بن احمد بن مکی رازی حسام الدین لقب تھا۔ فقیہ فاضل عالم ماہر تھے دمشق میں آکر سکونت اختیار کی تھی اور درس و تدریس آپکا کام تھا فتوی امام ابو حنیفہ کے مذہب پر دیا کرتے تھے۔

مختصر قدوری کی ایک نفیس شرح خلاصۃ الدلائل و تنقیح المسائل نام تصنیف کی جسکی نسبت صاحب جواہر مضیہ نے لکھا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جسکو مین نے فقہ مین یاد کیا اور جو احادیث اس کتاب مین لائی گئی ہین اُنکی مین نے ایک جلد ضخیم مین تخریج کی اور اُسکی شرح لکھی جب مین نے آپ کا حال جواہر مضیہ مین جمعہ کے روز ۵۹۰ھ ہجری مین لکھا تو مین آپ کی کتاب کی شرح مین کتاب الشرکۃ تک پہونچ گیا ہوا تھا علی قاری نے لکھا ہے کہ آپ نے علاوہ کتاب مذکور کے ایک کتاب سلوۃ الہموم نام بھی جمع کی ہے۔ آپ ۵۹۰ھ ہجری مین ایک بیٹا چھوڑ کر فوت ہوے۔

مسعود بن شجاع بن محمد بن حسن اموی المعروف بہ برہان الدین فقیہ۔ دمشق مین سنہ ۵۱۱ھ ہجری کو پیدا ہوے ابو الموفق کنیت تھی۔ عالم ماہر فقیہ متبحر صدر معظم۔ راس فی المذہب تھے۔ علم برہان بلخی علی بن حسن تلمیذ عبد العزیز بن عمر بن مازہ سے حاصل کیا اور آپ سے ابن ابیض محمد بن یوسف اور داؤد بن ارسلان نے تفقہ کیا اور مدرسہ نوریہ مین درس دیا پھر عسکر کی قضا آپ کے سپرد کی گئی ایکسکتاب فقہ مین تصنیف کی اور ۲۶۔ ماہ جمادی الاخری ۵۹۹ھ ہجری کو وفات پائی۔ برہان الدین فقیہ

محمد بن یوسف بن علی غزنوی بغدادی۔ اکابر محدثین اور رواۃ مستندین اور فقہاء مدرسین مین سے تھے اصل مین حلب و غزنہ کے رہنے والے تھے مگر آپ کا مولد بغداد تھا جہان ۵۲۲ھ ہجری مین پیدا ہوے تھے۔ فقہ عبد الغفور بن لقمان کردری سے پڑھی اور حدیث کو ابی الفضل بن ناصر سے سماعت کیا اور آپ سے رشید عطار اور منذری نے روایت کی اجازت حاصل کی یکشنبہ کے روز ۱۵۔ ربیع الاول ۵۹۹ھ کو فوت ہوے۔ پاک اعتقاد تاریخ وفات ہے۔ محمد بن یوسف بغدادی

محمد بن عراقی قزوینی المعروف بہ طاؤسی۔ ابو الفضل کنیت رکن الدین لقب تھا۔ امام فاضل علامہ مناظر علم خلاف کے ماہر متبحر تھے۔ علم شیخ رضی الدین نیشاپوری سے حاصل کیا اور علم خلاف مین تین تعالیق تصنیف کین۔ ہمدان مین بہت طالب علم آپ کے پاس جمع ہوے اور نیز دیگر امصار و بلاد قریبہ و بعیدہ سے استفادہ کے لیے لوگ آنے شروع ہوے جس سے آپ کی بڑی شہرت ہوئی اور ۶۰۰ھ ہجری مین وفات پائی۔ طاؤسی طاؤس بن کیسان کی طرف منسوب ہے جو امام ابو حنیفہ کے شیوخ مین سے ہین۔ اور تاریخ وفات آپ کی لفظ نکتہ فہم سے نکلتی ہے۔ محمد طاؤسی

احمد بن محمد بن نوح قابسی غزنوی۔ جمال الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام عالم۔ فقیہ متبحر۔ فاضل ماہر تھے۔ قدس مین فتاوی حاوی قدسی تصنیف کیا اور حسن بن علی نحوی نے آپ سے تلمذ کیا۔ وفات آپ کی تقریباً سنہ ٦٠٠ ہجری مین ہوئی۔

حسین بن علی لامشی۔ ابو القاسم کنیت اور عماد الدین لقب تھا قصبہ لامش کے جو فرغانہ کے شہرون مین سے ایک قصبہ ہے رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ محدث ثقہ اور پرہیزگار تھے امر معروف اور حق بات کے کہنے مین کسی کی ملامت کا کچھ خوف نہ رکھتے تھے۔ علم شمس الائمہ حلوائی سے پڑھا اور اخذ کیا اور حدیث کو ابی بکر محمد بن حسن بن منصور نسفی سے سنا کہتے ہین کہ آپ سنہ ٥١٥ ہجری مین خاقان ماوراء النہر کی طرف سے بطور سفارت کے بغداد مین تشریف لائے جہان کے لوگون نے کہا کہ آپ اتفاق حسنہ سے یہان آئے ہین اگر حج کر کے اپنے ملک کی طرف واپس جائین تو اچھی بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مین حج کو دنیاوی کام کے تابع نہین کرتا آپ نے واقعات اور فتاوی تصنیف کیے۔

احمد بن موسی کشی۔ شہر کش کے باشندہ تھے جو تین فرسنگ کے فاصلہ پر شہر جرجان سے واقع ہے نجم الدین عمر نسفی کی مدت تک مصاحبت کی اور انھین سے استفادہ کیا اور اپنے قدر و منزلت کو بڑھایا۔ کتاب مجموع النوازل نہایت لطیف فروع حنفیہ مین معتبر فتاوون یعنی فتاوی ابی اللیث سمرقندی و فتاوی ابی بکر بن الفضل و فتاوی ابی حفص کبیر وغیرہ سے جمع کی جسکا ابتداء اس طرح پر کیا۔ الحمد للہ الذی شرفنا بسید الاصفیاء الخ۔

زیاد بن الیاس فرغانی۔ فرغانہ کے مشائخ کبار اور فضلائے نامدار سے تھے ابو المعالی کنیت اور ظہیر الدین لقب تھا باوجود کثرت علم اور وفور عقل کے بڑے متواضع و خلیق تھے اپنے اصحاب کے ساتھ نہایت لطف سے پیش آتے تھے صاحب ہدایہ کہتے ہین کہ مین بعد وفات اپنے جد امجد کے آپ کے پاس جایا کرتا تھا اور آپ سے فقہ پڑھتا تھا۔

حسن بن نصر بن ابراہیم بن یعقوب الحاکم الاکشنی سنہ ٤٩٠ ہجری کو قصبہ کشن ماوراء النہر مین شہر نخشب کے پاس واقع ہے پیدا ہوئے فقہ ابی المعالی مسعود بن حسین خطیب کشانی صاحب مختصر مسعودی سے حاصل کی یہانتک کہ عالم فاضل اور ہر ایک علم مین ماہر کامل ہوئے۔

احمد بن عبد الرشید بن حسین بخاری۔ قوام الدین لقب رکھتے تھے آپ کے باپ بھی اپنے وقت کے امام فاضل شیخ کبیر۔ ثقہ حافظ۔ متبحر فی العلوم تھے جنسے آپ نے علم حاصل کیا اور افقہ زمان وعلامہ دوران ہوئے اور امام محمد کی جامع صغیر کی شرح تصنیف کی اور آپ سے آپ کے بیٹے صاحب خلاصہ نے فقہ پڑھی۔ صاحب ہدایہ نے آپ سے بسند متصل یہ حدیث آنحضرتؐ سے روایت کی ہے قال ؑ مامن شئی بدئی یوم الاربعاء الاتم یعنے رسول اللہ صؐ نے فرمایا کہ ایسے کوئی چیز نہیں جو بدھ کے روز شروع کیجاوے اور پوری نہو۔ اسی لیے صاحب ہدایہ ابتداء سبق نئی کتاب کا بدھ کے دن پر موقوف رکھتے تھے چنانچہ اس سنیت صاحب ہدایہ کا اتباع آج تک علماء مین چلا آتا ہے اور سب لوگ یہی خیال کرتے ہین کہ جو کتاب بدھ کے دن شروع کیجاوے اسکو خدا تھوڑے ہی دنون مین انجام بخیر کر دیتا ہے۔ فوائد البہیہ مین لکھا ہے کہ اگرچہ صحت اس حدیث مین بعض محدثین کو کلام ہے مگر جلد انجام ہونے کام مین حکمت یہ ہے کہ دیگر احادیث صحیحہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ بدھ کے روز جو وقت درمیان ظہر وعصر کے ہے وہ مستجاب الدعوات ہے چونکہ دستور ہے کہ آدمی جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو اسکے جلد انجام ہونے کے لیے ضرور دعا کرتا ہے پس جب اسنے بدھ کے روز وقت مذکور پر کسی کتاب یا کام کو شروع کیا اور اسکے جلد ختم ہونے کے لیے دعا مانگی تو وہ البتہ جلد ختم ہوجاتا ہے۔

رضی الدین نیشاپوری۔ بڑے عالم فاضل منشی النظر مکارم الاخلاق تھے طریقۂ رضویہ المعروف بالرضیۃ تین جلدون مین تصنیف کیا۔ آپ سے رکن الدین امام زادہ محمد بن ابی بکر اور فضل رکن العلاؤسی نے علم خلاف حاصل کیا۔

حماد بن ابراہیم بن اسمٰعیل صفار بخاری۔ قوام الدین لقب اور ابوالمحامد کنیت تھی آپ اور آپ کے آباء واجداد مشائخ کبار اور خاندان علم وزہد سے تھے آپ عید اضحیٰ کی رات سنہ [illegible] ہجری کو پیدا ہوئے اور علم اپنے باپ سے اخذ کیا یہان تک کہ اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام اور امام ائمہ اصول وفروع مین مجتہد یگانہ ہوئے۔ برہان الاسلام زرنوجی مصنف کتاب تعلیم المتعلم اور افتخار الدین طاہر صاحب خلاصہ نے آپ سے فقہ اخذ کی اور علم پڑھا۔ بخارا مین جمعہ آپ ہی پڑھایا کرتے تھے اور خطبہ اوشخص پڑھا کرتا تھا۔

احمد بن عبد الرشید بخاری

رضی الدین نیشاپوری

حماد بن ابراہیم بخاری

محمود بن عبد العزیز اوزجندی شمس الائمہ لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور قاضی خان کے جد امجد تھے۔ فقہ وغیرہ امام سرخسی سے پڑھی۔

محمد بن ابی بکر المعروف بخیر الوبری خوارزمی۔ بڑے عالم فاضل۔ مناظر متکلم اور زین الائمہ لقب رکھتے تھے فقہ ابی بکر محمد بن علی زنجری شاگرد حلوائی سے پڑھی اور کتاب الاضاحی تصنیف کی۔ چونکہ آپ اونٹ کی پشم کا کام کیا کرتے تھے اور عربی مین اونٹ کی پشم کو وبر کہتے ہین اسلیے لوگ آپ کو وبری کہا کرتے تھے۔

عبد الکریم بن محمد بن احمد بن علی صباغی مدینی۔ ابو المکارم کنیت اور رکن الائمہ لقب تھا اپنے زمانہ کے امام کبیر فقیہ بے نظیر اور مختلف علوم مین مشارکت تامہ رکھتے تھے۔ فقہ ابی الیسر محمد بزدوی سے حاصل کی اور آپ سے ایک جماعت فقہا نے جنمین سے نجم الدین مختار زاہدی صاحب قنیہ ہین تفقہ کیا آپ نے مختصر قدوری وغیرہ کی شرحین تصنیف کین۔

عمر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن نصر بسطامی ثم البلخی۔ ضیاء الاسلام لقب اور ابو شجاع کنیت تھی ماہ ذی الحجہ ۴۷۵ھ ہجری مین بلخ مین پیدا ہوئے جد اعلے آپ کا بسطام کا رہنے والا تھا جو بلخ مین آکر سکونت پذیر ہوا آپ بڑے فقیہ۔ حافظ۔ محدث مفسر۔ ادیب۔ شاعر۔ کاتب۔ حسن اخلاق اور صاحب ہدایہ کے استاد تھے آپ کو اجازت عالیہ حاصل تھی اور تمام علوم مین ید طولی رکھتے تھے۔ عبد الکریم بن محمد سمعانی شافعی نے اپنی کتاب انساب مین آپ کے حال مین لکھا ہے کہ مین نے آپ سے مرو و بلخ و ہراۃ و بخارا و سمرقند مین حدیث کو سنا اور استفادہ کیا۔

اشرف بن ابی الوضاح محمد بن امام ابی شجاع سید محمد۔ فروع و اصول اور حسن طریقہ مین امام مشہور تھے فقہ اپنے باپ سے پڑھی اور یہانتک کوشش کی کہ متعدد علوم مین فائق اور معاملات مذہب و خلاف مین عالم فاضل ہو کر استاذ کل ہوئے قاضی بلاد سدم عبد المجید بن اسمٰعیل متوفے سنہ ۵۳۰ھ اور علاء الدین محمد بن عبد المجید سمرقندی وغیرہ نے آپ سے فقہ حاصل کی۔

عبد العزیز بن عمر بن مازہ۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل تھے۔ ابو محمد کنیت تھی برہان الائمہ اور برہان الدین کبیر اور صدر الماضی اور صدر الکبیر آپ کے لقب تھے ان لقبون سے

ملقب ہونے کی یہ وجہ بیان کرتے ہین کہ سنہ ۴۹۵ ہجری مین سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی نے آپ کو بخارا کی طرف کسی مہم کے لیے بھیجا تھا اور اُس مہم کا نام صدر رکھا تھا اسلیے صدر کے لقب سے مشہور ہوئے علوم آپنے امام سرخسی شمس الائمہ حلوائی سے اخذ کیے اور آپ سے آپ کے دونون بیٹون صدر السعید تاج الدین احمد و صدر الشہید حسام الدین عمر و - اور ظہیر الدین کبیر علی بن عبد العزیز مرغینانی وغیرہ نے تفقہ کیا - برہان الاسلام زرنوجی نے کتاب تعلیم المتعلم مین اپنے شیخ صاحب ہدایہ سے حکایت کی ہے کہ عبد العزیز بن عمر نے اپنے دونون بیٹون مذکورہ بالا کا سبق سب طلباء سے پیچھے دوپہر کے وقت مقرر کیا تھا جس پر وہ دونون شکایت کیا کرتے تھے کہ اسوقت ہماری طبیعتین سست ہوجاتی ہین آپ ہمکو سویرے سبق پڑھا دیا کرین - آپ فرماتے تھے کہ چونکہ غرباء وامیر طلباء بہت دور سے میرے پاس سبق پڑھنے کو آتے ہین اسلیے مجھے ضرور ہے کہ پہلے اُنکو سبق پڑھا دیا کرون پس آپ کی اس شفقت کی برکت سے آپ کے دونون بیٹے اپنے وقت کے اکثر فقہاء و علماء پر فقہ وغیرہ مین سبقت لیگئے -

نجم الائمہ بخاری - علماے کبار و فضلاے نامدارین سے تھے آپ کے زمانہ مین بخارا و خوارزم مین فتوی کا مدار صرف آپ ہی پر منحصر تھا آپ برہان الدین کبیر اور عطاء الدین حماجی اور ابو طاہر کے اقران مین سے تھے فخر الدین بدیع قزنجی نے آپ سے علم پڑھا -

محمد بن احمد بن ابی احمد سمرقندی - ابو بکر کنیت علاء الدین لقب تھا - اپنے زمانہ کے شیخ کبیر فاضل بے نظیر - فقیہ جلیل القدر تھے - فقہ ابی المعین میمون مکحولی اور صدر الاسلام ابی الیسر بزدوی سے پڑھی اور کتاب تحفۃ الفقہاء تصنیف کی اور آپ سے ابو بکر بن مسعود صاحب بدائع متوفی ۵۸۷ ہجری نے اور ضیاء الدین محمد بن حسین استاد صاحب ہدایہ نے فقہ پڑھی - آپ کی ایک بیٹی فاطمہ نام بڑی فقیہہ علامہ تھی جسنے آپ سے فقہ پڑھی اور آپ کے تحفہ کو حفظ کیا یہانتک کہ فتاوے پر آپ کی اور اوسکی مہر ہوا کرتی تھی جب آپ نے اُسکا نکاح اپنے شاگرد صاحب بدائع سے کردیا تو وہ اپنے شوہر کو جب وہ کسی مسئلہ مین غلطی کرتے تو غلطی سے آگاہ کرکے صواب کی طرف راہ دکھاتی - آپ کے وقت مین فتاوی پر تینون یعنی آپکے اور آپ کی بیٹی اور اُسکے شوہر کے دستخط ہوتے تھے -

محمد بن حسین بن ناصر بن عبد العزیز بندنیجی۔ ضیاء الدین لقب تھا۔ فقیہ متبحر محدث بے نظیر تھے فقہ علاء الدین ابی بکر محمد بن احمد سمرقندی سے حاصل کی اور سنہ ۵۲۵ھ ہجری میں کتاب صحیح مسلم کو محمد بن فضل نیشاپوری سے سُنا اور روایت کیا جنھوں نے عبد الغافر فارسی اور انھوں نے جلودی اور انھوں نے امام مسلم سے سُنا تھا۔ آپ سے صاحب ہدایہ نے فقہ پڑھی صاحب ہدایہ کہتے ہیں کہ مرو میں سنہ ۵۵۱ھ کو انھوں نے اپنی تمام مسموعات کی بالمشافہ مجکو روایت کرنے کی اجازت دی۔

حامد بن محمد بن احمد بن عبد الرحمن ریغدمونی۔ جلال الدین لقب اور ابو نصر کنیت تھی اپنے زمانہ کے قاضی باعمل اور مفتی فاضل تھے تصفیہ معاملات میں آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا فقہ اپنے باپ محمد بن احمد متوفی سنہ ۵۱۰ھ ہجری اور دادا قاضی جمال الدین احمد بن عبد الرحمن تلمیذ ابی زید دبوسی سے حاصل کی اور محاضر و شروط تحریر فرمائی۔

محمد بن حسن بن محمد کاشانی ۔ برہان الدین لقب اور ابو عبد اللہ کنیت تھی امام فاضل شیخ کامل۔ فروع و اصول کے حافظ تھے۔ آپ کے وقت میں حدیث میں کوئی آپ سے احفظ نہ تھا۔ فقہ نجم الدین عمر نسفی تلمیذ صدر الاسلام ابی الیسر بزدوی سے پڑھی اور سنہ ۵۰۷ھ میں بغداد میں حج کے ارادہ سے آئے اور وہاں حدیث کو نسفی سے لکھا۔ آپ سے اشرف بن نجیب بن محمد ابو الفضل کاشانی اور شمس الائمہ محمد بن عبد الکریم ترکستانی المعروف بہ برہان الائمہ نے فقہ پڑھی۔ کاشان ایک شہر عظیم الشان ہے جو ولایت ماوراء النہر میں واقع ہے۔

محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن صدر کبیر برہان الدین عبد العزیز بن عمر بن مازہ صاحب محیط برہانی ۔ برہان الدین لقب تھا۔ ائمہ کبار اور فقہاء نامدار میں سے امام مجتہد اورع متواضع عالم کامل۔ متبحر ذاخر تھے۔ ابن کمال پاشا نے آپکو مجتہدین فی المسائل میں سے شمار کیا ہے آپ کے آباء و اجداد صدور علماء کبار میں سے گذرے ہیں۔ علم اپنے باپ صدر السعید احمد اور چچا صدر الشہید عمر متوفی سنہ ۵۳۶ھ ہجری سے حاصل کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے صدر الاسلام طاہر بن محمود نے اخذ کیا۔ آپ کی تصنیفات میں سے محیط برہانی چالیس مجلد اور ذخیرہ اور تجرید اور تتمۃ الفتاوی اور شرح جامع صغیر اور شرح ادب القضاء مصنفہ خصاف اور فتاوی و واقعات اور طریقہ برہانیہ وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔

علی بن عبد اللہ بن عمران ۔ فخر المشائخ لقب تھا اور عمرانی کی نسبت سے جو آپ کے دادا کی طرف منسوب ہی مشہور تھے اپنے زمانہ کے شیخ ۔ فقیہ ۔ پرہیزگار تھے ۔ علوم محمود جار اللہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف سے اخذ کیے ۔

محمد بن عبد اللہ صائغی المعروف بہ قاضی سدید ۔ فقیہ متبحر ۔ محدث جید حسن الاخلاق کثیر العبادة حسن المناظرہ جمیل الظاہر و الباطن تھے ۔ فقہ قاضی فخر الدین ابی بکر محمد بن حسین ارسابندی متوفی سنہ ۵۱۱ ہجری سے حاصل کی اور انھین سے اور سید محمد بن ابی شجاع علوی سمرقندی وغیرہ سے حدیث کو سنا اور تحدیث کی اور اپنے استاذ کی قضا و خطابت مین نائب ہوئے مرو کی قضا آپ کو دیگئی جسکو آپنے نہایت خوش اسلوبی و نیک سیرت سے انجام دیا ۔ سمعانی شافعی نے آپ سے روایت کی اور اپنے مشائخ مین آپ کو بیان کیا ۔ صائغی عمل صیاغت کی طرف منسوب ہی جو آپ پہلے کیا کرتے تھے ۔

عبد الکریم بن محمد بن احمد مدینی ۔ رکن الائمہ لقب تھا ۔ فقیہ فاضل عالم بے مثل تھے ۔ فقہ صدر الاسلام محمد بن محمد بزدوی سے حاصل کی اور ایک کتاب طلبة الطلبہ نام الفاظ کی لغت مین تصنیف کی جو کتب اصحاب حنفیہ مین آئے ہین ۔

حدیقۂ ہفتم

ساتوین صدی کے فقہا و علما کے بیان مین

محمد بن احمد بن ابی سعد احمد بن ابی الخطاب محمد بن ابراہیم بن علی کعبی طبری ۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل ۔ فقیہ کامل جامع علوم مختلفہ اور مرد مباحثہ تھے جب مجلس علما مین حاضر ہوتے تو حل مشکلات مین انھین کی طرف اشارہ کیا جاتا ۔ آپ نے فتاوی ملخص تصنیف کیا اور بخارا مین سنہ ۶۰۴ ہجری مین وفات پائی ۔ چشمہ نور آپ کی تاریخ وفات ہی ۔ کعبی کعب بن ربیعہ بن عامر اور کعب بن عوف بن النخع اور کعب خزاعہ اور آپ کے دادا کے نام کی طرف منسوب ہی ۔

محمود بن عبید اللہ بن صاعد بن محمد شیخ الاسلام علاء الدین حارثی مروزی ۔ مذہب و خلاف مین ائمہ کبار و فضلائے نامدار مین سے تھے سرخس مین پیدا ہوئے اور مختلف علوم مین اشتغال کیا

فقہ قاضی نسفی عبدالعزیز بن عثمان فضلی تلمیذ برہان الدین کبیر عبدالعزیز بن عمر بن مازہ سے پڑھی اور فقہ مین ایک کتاب مسمی بہ عون تصنیف کی۔ وفات آپ کی مرو مین سنہ ۶۱۶ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ جامع کمالات تاریخ وفات ہے۔

محمود بن احمد بن ابی الحسن۔ ابو المحامد کنیت عماد الدین لقب تھا۔ بڑے عالم فاضل جامع معقول ومنقول استاذ شمس الائمہ کردری تھے۔ کتاب سلک الجواہر اور نشر الزواہر اور خلاصۃ المقامات تصنیف کین۔ علاوہ انکے سنہ ۵۹۷ھ مین ایک بڑی کتاب مسمی بہ خلاصۃ الحقائق درباب آثار ومواعظ وحکایات پچاس ابواب پر تصنیف کی اس کتاب کے حق مین ابن قطلوبغا نے کہا ہے کہ مین نے اسکو دیکھا ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ زمانہ کی آنکھین اسکے ثانی سے مکحل نہین ہوئین۔ وفات آپ کی سنہ ۶۰۶ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ صاحب ارشاد تاریخ وفات ہے۔

عبدالرحمن بن شجاع بن حسن بن فضل بغدادی ذی الحجہ کے مہینے سنہ ۵۳۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے ابو الفرج کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام اجل فاضل بے بدل متدین تھے علم اپنے باپ ابی القاسم شجاع مدرس مشہد امام ابو حنیفہ سے جو فقہا مبرزین مین سے مذہب وخلاف کے بڑے عالم تھے اخذ کیا اور سنہ ۶۰۹ھ مین وفات پائی مشہور آوان تاریخ وفات ہے۔

ناصر بن عبدالسید ابی المکارم بن علی ابو المظفر مطرزی عراقی الاصل خوارزمی المنشاء۔ ابو الفتح کنیت تھی آبا واجداد آپ کے عراق کے رہنے والے تھے مگر آپ رجب سنہ ۵۳۶ھ یا ۵۳۸ھ مین شہر جرجانیہ واقع خوارزم مین پیدا ہوئے اور وہین نشو ونما پایا فقہ وعربیت ولغت مین امام اور اصول فقہ وحدیث وادب وشعر مین بے نظیر۔ سحبان البیان لسان البرہان مگر معتزلی الاعتقاد حنفی الفروع تھے۔ علوم اپنے باپ اور علی ابی المؤید موفق بن احمد بن محمد مکی خطیب خوارزم تلمیذ زمخشری وغیرہ سے پڑھے اور حدیث کو ابی عبداللہ محمد بن علی بن ابی سعید تاجر وغیرہ سے سنا اور آپ کو خلیفہ زمخشری کہا جاتا تھا۔ سنہ ۶۰۱ھ ہجری کو حج کر کے بغداد مین آئے اور وہان کے فقہا سے آپ کے خوب مباحثے ہوئے اور اہل ادب نے آپ سے ادب اخذ کیا۔ آپ نے تصانیف نافعہ ومفیدہ کین چنانچہ کتاب معرب اور اسکی مختصر مغرب فی لغات الفقہ اور ایضاح شرح مقامات حریری۔ اور اقناع فی اللغۃ اور مختصر اصلاح المنطق ومصباح فی النحو وغیرہ مشہور ومعروف ہین

کتاب مغرب مین اُن غریب الفاظ پر تکلم کیا ہی جنکو فقہاء استعمال مین لاتے ہین اور حنفیہ کے لیے یہ کتاب بمنزلہ کتاب ازہری کے ہی جو شافعیہ کے واسطے ہی۔ آپ خوارزم مین منگل کے روز ۲۱۔ ماہ جمادی الاول سنہ ۶۱۰ہجری مین فوت ہوئے اور آپ کے مرثیہ مین تین سو سے زیادہ قصاید کہے گئے۔ تاریخ وفات آپ کی سرورِ انجمن ہی۔ مطرزی مطرز کی طرف منسوب ہی جو کپڑے پر چھاپہ لگائے اور نقش و نگار کرے ابن خلکان کہتا ہی کہ مین نہین جانتا کہ خود آپ یہ کام کرتے تھے یا آپ کے آبا و اجداد مین سے کوئی اس کام کا کرنے والا گذرا ہی جسکی طرف آپ منسوب تھے۔

عبد المطلب بن فضل بلخی ثم الحلبی الہاشمی۔ ابو ہاشم کنیت اور افتخار الدین لقب تھا۔ فقیہ محدث عالم فاضل حلب مین رئیس حنفیہ تھے۔ حدیث کی روایت عمر بسطامی نزیل بلخ اور ابی سعد سمعانی وغیرہ سے کی اور مدت تک تدریس و افتا مین مشغول رہکر سنہ ۶۱۲ہجری مین وفات پائی۔ شمع عالمیان تاریخ وفات ہی۔

محمد بن یوسف بن حسین بن عبد اللہ حلبی المعروف بابن الابیض الشہیر بقاضی عسکر۔ حلب مین سنہ ۵۳۷ہجری مین پیدا ہوئے علم اپنے والد ماجد مد ابیض تلمیذ علاء الدین محمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہا شاگرد ابی الیسر محمد بزدوی سے اخذ کیا اور رتبۂ کمالیت و فضیلت کو پہونچے اور دمشق و مصر مین تشریف لائے۔ آپ نے ہی فقہاے سبعہ مدینہ کو جو تابعین ہین مندرجۂ ذیل اشعار مین جمع کیا ہے ؎

الا کل من لا یقتدی بائمۃ ٭ فقسمتہ ضیزی عن الحق خارجۃ
فخذہم عبید اللّٰہ عروۃ قاسم ٭ سعید ابوبکر سلیمان خارجۃ

یعنے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود و عروہ بن زبیر و قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق و سعید بن المسیب و ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام و سلیمان بن یسار و خارجہ بن زید بن ثابت۔ وفات آپ کی ماہ رمضان سنہ ۶۱۴ہجری مین ہوئی۔ مقتداے جہان تاریخ وفات ہی۔

محمد بن محمد بن محمد عمیدی سمرقندی۔ ابو حامد کنیت اور رکن الاسلام لقب تھا مذہب و خلاف خصوصاً علم مناظرہ مین امام تھے آپ ہی نے بخلاف متقدمین کے اپنی تصنیف مین علم خلاف کو جدا کیا آپ منجملہ اُن چار ارکان کے ہین جنھون نے رضی الدین نیشاپوری سے علم خلاف حاصل کیا جنمین سے ہر ایک رکن کے نام کے ساتھ مشہور ہوا جنمین سے ایک رکن الدین عمیدی

دوسرا رکن الدین طاؤسی تیسرا رکن الدین امام زادہ۔ چوتھے کا نام صاحب خلکان لکھتے ہیں کہ یاد نہیں۔ عمیدی نے فن خلاف میں ایک کتاب طریقہ نام تصنیف کی جو فقہا کے نزدیک مشہور و معروف ہے اور ایک کتاب ارشاد تصنیف کی جسکی شرح قاضی شمس الدین ابو العباس احمد خوئی بن خلیل فقیہ شافعی اور نجم الدین مرندی اور بدر الدین مراغی وغیرہ جماعت علما و فضلا نے کی اور نیز ایک نفائس نام کتاب تصنیف کی جسکو شمس الدین ابو العباس احمد خوئی نے مختصر کیا اور نام اسکا عرائس النفائس رکھا۔ عمیدی سے ایک جماعت نے استفادہ کیا جنمین سے ایک نظام الدین احمد بن جمال الدین ابی المحامد محمود بن احمد بن عبد السید بخاری حنفی المعروف بحصیری ہیں۔ وفات آپ کی بخارا میں چارشنبہ کی رات ۹ ماہ جمادی الآخر ۶۱۵ھ ہجری میں ہوئی آپ بڑے کریم الاخلاق کثیر التواضع طیب المعاشرۃ تھے۔ صاحب خلکان کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ عمیدی کی نسبت کسطرف ہے اور نہ اسکو سمعانی نے ہی ذکر کیا ہے۔ آرائش زمانہ تاریخ وفات ہے۔

سعید بن سلیمان کندی۔ ابی الغنائم کنیت تھی۔ فقیہ جید۔ محدث کامل۔ عالم باعمل۔ فاضل بے مثل تھے حدیث میں ایک ارجوزہ المسمی بہ شمس المعارف وانس العارف تصنیف فرمایا اور قاہرہ میں اس سے تحدیث کی۔ وفات آپ کی ۶۱۶ھ ہجری میں ہوئی — نور عصر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

قاسم بن حسین بن احمد المعروف بصدر الافاضل خوارزمی نحوی۔ ۹ ماہ شوال ۵۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ابو محمد کنیت اور مجد الدین لقب تھا آپ اپنے عصر کے صدر فاضل اور عربیت وغیرہ علوم میں یگانۂ زمانہ اور بلیغ نقاد اور نظم و شعر میں مہارت کامل رکھتے تھے علاوہ اسکے بڑے خوش خلق اور تیز زبان تھے۔ فقہ برہان الدین ناصر صاحب مغرب المطرزی ابی المؤید موفق الدین شاگرد نجم الدین عمر نسفی سے حاصل کی اور کتاب تجمیر شرح مفصل اور کتاب شرح سقط الزند اور کتاب توضیح شرح مقامات اور کتاب شرح انموذج اور نحو میں شرح احاجیہ و زوایا اور بیان میں شرح مفصل وغیرہ کتب تصنیف کیں ۶۱۷ھ ہجری میں تاتاریوں نے آپکو قتل کیا۔ قطب وقت آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عمر بن زید بن بدیع بن سعید موصلی۔ زین الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے شیخ کامل حافظ

حدیث - فقیہ فاضل تھے - علم حدیث مین ایک کتاب سنی نہایت تحقیق و تدقیق سے حسب ترتیب ابواب بحذف اسانید تصنیف فرمائی جو آپ کی حیات مین آپ کے پاس پڑھی گئی - وفات آپ کی ۶۱۹ھ ہجری مین ہوئی - امام الوقت آپ کی تاریخ وفات ہی -

محمد بن احمد بخاری

محمد بن احمد بن عمر بخاری - ظہیر الدین لقب تھا علوم دینیہ مین اصولاً و فروعاً یگانہ زمانہ اور محتسب بخارا تھے پہلے اپنے باپ احمد بن عمر سے پڑھا پھر اکابر علما و فضلا سے ملاقات کی یہانتک کہ ظہیر الدین ابی المحاسن حسن بن علی مرغینانی کی خدمت مین پہونچے وہ آپ کی بڑی عزت کیا کرتے اور آپکو اکثر طلبہ پر مقدم سمجھا کرتے تھے - آپ نے کتاب فوائد اور فتاوی ظہیریہ جو نہایت معتبر اور بہت سے فوائد پر مشتمل ہی تصنیف کیا اور ۶۱۹ھ ہجری مین وفات پائی پیر رہبر آپ کی تاریخ وفات ہی -

بدیع قزبنی

بدیع بن منصور قزبنی - فخر الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل تھے ریاست فتوی و قضاء کی آپ پر منتہی ہوئی - فقہ نجم الائمہ بخاری سے حاصل کی تصانیف بھی نہایت مفید و معتبر کین جنمین سے بحر المحیط الموسوم بمنیۃ الفقہا معروف و مشہور ہی - مختار بن محمود زاہدی مصنف فتاوی قنیہ نے آپ سے فقہ پڑھی - شمس الدین محمد بن علی بن احمد داودی مالکی تلمیذ سیوطی نے آپ کو طبقات مفسرین مین بیان کر کے احمد بن ابی بکر بن عبد الوہاب ابو عبد اللہ بدیع الدین قزبنی حنفی کے نام سے موسوم کیا ہی اور کہا ہی کہ آپ ۶۲۰ھ مین سیواس مین مقیم تھے اور وہین فوت ہوے - کشاف حقائق آپ کی تاریخ وفات ہی -

عیسیٰ بن ملک عادل

عیسیٰ بن ملک عادل سیف الدین ابی بکر بن ایوب - شرف الدین لقب تھا قاہرہ مین ۵۷۶ھ ہجری مین پیدا ہوے بڑے عالم فاضل - فقیہ ادیب نحوی - لغوی - شاعر - عروضی - مجاہد فی سبیل اللہ تھے - ملک مصر مین ساڑھے آٹھ برس تک بادشاہ رہے بنی ایوب مین آپ کے اور آپ کی اولاد کے بغیر اور کوئی حنفی المذہب نہیں ہوا اور حنفی بھی نہایت متعصب تھے یہانتک کہ ایک دن آپ کے باپ نے آپ سے کہا کہ تم نے کیسے امام ابو حنیفہ کا مذہب اختیار کیا حالانکہ ہمارا سب خاندان شافعی ہی آپ نے جواب دیا کہ کیا تم یہ نہین چاہتے کہ تم مین سے ایک بھی مسلمان شخص ہو - آپ نے فقہا کو حکم دیا تھا کہ میرے لیے صرف امام ابو حنیفہ کا مذہب صاحبین کے

مذہب سے علیحدہ کرو پس انھون نے ایسا ہی کیا اور آپ نے اُسکو یاد کیا منقعہ جمال الدین محمود حصیری سے پڑھی او ر مسعودی کو یاد کیا اور امام احمد کی تمام مسند کو سُنا اور حدیث کو روایت کیا اور علما کو حکم دیا کہ امام احمد کی مسند کو ابواب پر مرتب کرین اور ہر ایک حدیث کو اس باب مین وارد کرین جو اُسکو اُسکے معنے تقاضا کرین اسی طرح آپ نے ایک کتاب لغت مین بھی جامع کبیر مرتب کرائی جسمین کتاب صحاح او ر جو لغات صاحب صحاح سے فوت ہوے اور ازہری نے اُنکو تہذیب مین جمع کیا اور نیز کتاب جمہرہ ابن درید وغیرہ کتب لغت اُسمین جمع کین۔ آپ کے وقت مین علما و فضلا کی بڑی قدر رہتی اور دور دور سے آکر آپ کے پاس جمع ہوگئے تھے اور بڑے بڑے وظائف اُنکے لیے مقرر کیے اور اُنکو اپنی مجالس مین بٹھاکر آپ اُنسے استفادہ کرتے اور اُنکو فائدہ دیتے۔ کہتے ہین کہ آپ کی شرط کی ہوئی تھی کہ جو شخص مفصل زمخشری کی یاد کرے اُسکو ایک سو دینار اور خلعت دیا جاویگا پس اس سبب سے ایک جماعت نے اُسکو یاد کیا ابن خلکان نے لکھا ہے کہ آپ کی بڑے بڑے شعرا نے مدح کی اور اچھی مدح کی اور مین نے آپ کے بھی کچھ اشعار جو آپ کی طرف منسوب ہین سُنے ہین مگر اُنکو ثبت نہین کیا۔ سنہ ۶۱۱ھ مین حج کیا اور جامع کبیر کی شرح کئی ایک مجلد مین تصنیف کی اور ایک کتاب عروض مین لکھی اور خطیب بغدادی نے جو امام ابوحنیفہ کے حق مین تاریخ بغداد مین کچھ کلام کیا ہے اُسکی تردید مین ایک کتاب سہم المصیب فی الرد علی الخطیب تصنیف کی۔ وفات آپ کی ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۲۴ھ کی چاندرات کو ہوئی اور دمشق کے قلعہ مین دفن کیے گئے پھر آپ کی نعش جبل صالحیہ کی طرف لیجاکر وہان کے مدرسہ مین جہان آپ کے خاندان کے لوگون کی قبرین ہین اور معظمیہ نام سے مشہور ہین دفن کیے گئے۔ آپ کی تاریخ وفات سراج عصر ہے آپ کے بعد آپ کا بیٹا صلاح الدین داؤد جانشین ہوا جو ۲۷ ماہ جمادی الاولی سنہ ۶۵۶ھ کو فوت ہوا اور اپنے والد کے پاس دفن کیا گیا۔

یوسف بن محمد خوارزمی سکاکی۔ ابو یعقوب کنیت اور سراج الدین لقب تھا ۵۵۵ھ مین پیدا ہوے۔ صرف۔ نحو۔ معانی۔ بیان۔ عروض۔ شعر مین امام محقق اور علوم عجیبہ و فنون غریبہ مین ماہر باہر اور علوم بلاغت و تسخیر جن و دعوة الکواکب و فن طلسمات و سحر و سیمیا و علم

خواص الارض اور اجرام سماء مین منجر تھے۔ علوم سدید بن محمد حناطی اور محمود بن عبید اللہ بن صاعد مروزی سے پڑھے اور علم کلام کو مختار بن محمود زاہدی سے حاصل کیا۔ تصنیفات جلیلہ کین جنمین سے اجل مصنفات مفتاح العلوم ہی جسمین آپ نے بارہ علم بیان کیے اور نظیر اسکی زمانہ اوائل و اواخر مین معدوم ہی۔ جب سلطان چغتائی خان بن چنگیز خان حاکم ماوراء النہر و حدود خوارزم و کاشغر و بدخشان و بلخ وغیرہ نے آپ کے فضائل و کمالات معلوم کیے تو آپ کو اپنا انیس و جلیس بنایا۔ حکایت ہی کہ ایک دن آپ چغتائی خان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ جانور اوڑتے ہوئے پاس سے گذرے چغتائی خان نے کمان کو پکڑ کر انکو شکار کرنا چاہا آپ نے پوچھا کہ تم کونسا جانور شکار کرنا چاہتے ہو اسنے کہا کہ وہ تین جانور ہین آپ نے اسی وقت ایک خط مدور زمین پر کھینچکر کچھ پڑھا کہ فوراً وہ جانور زمین پر گر پڑے اس سے چغتائی خان کو آپ کی نسبت زیادہ اعتقاد ہو گیا اور وہ آپ کے سامنے مودب بیٹھنے لگا جب سلطان کے پاس آپ کا مرتبہ بلند ہوا تو اوران کے دلون خصوصاً حبش عمید وزیر سلطان کے دل مین حسد کی آگ زیادہ بھڑکی پس اسنے آپ کے استیصال کا ارادہ کیا آپ نے یہ حال معلوم کرکے چغتائی خان کو کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ حبش عمید کا ستارۂ سعد نحوست مین آگیا ہی اسلیے خوف ہی کہ کہین اسکی شقاوت سے تجھے ضرر نہ پہونچے اس بات کے سنتے ہی چغتائی نے حبش عمید کو معزول کر دیا جس سے کچھ دنون کے بعد انتظام امور سلطنت مین خلل واقع ہونے لگا بعد ایک سال کے چغتائی نے آپکو کہا کہ چونکہ نحوست کا ستارہ ہمیشہ نہین رہتا اسلیے شاید اب ستارہ سعد حبش عمید نے طلوع کیا ہو آپ نے کہا کہ ہان اب اسکے ستارہ سعد نے طلوع کیا ہی پس چغتائی نے اسی وقت حبش عمید کو وزارت کا منصب عطا کیا۔ چونکہ حبش عمید کو آپکی تذلیل ہمیشہ مرکوز خاطر تھی اسلیے آپ نے مریخ کو مسخر کرکے چغتائی کے لشکر مین آگ بھڑکا دی اسوقت حبش عمید نے غماری کا موقع پاکر چغتائی کو کہا کہ جب سکاکی ایسی ایسی باتون پر قادر ہی تو کچھ عجب نہین کہ تجھسے سلطنت چھین لے یہ افسون چغتائی کے دل مین کارگر ہو گیا اسنے آپ کو قید کر دیا یہانتک کہ آپ نے تین سال قید رہکر خوارزم مین اوائل ماہ رجب ۶۲۶ ہجری مین وفات پائی۔ فیلسوف عصر اور مجموعۂ اسرار تاریخ وفات ہی۔ سکاکی شہر سکاک کی طرف منسوب ہی جو شاش اور بلاد ترکستان مین واقع ہی لیکن ظاہر یہ ہی کہ آپ اسکی طرف منسوب نہین ہین کیونکہ آپکے خاندان مین

معلوم ہوتا ہے کہ سکاک آپ کے اجداد مین سے کسی کا نام ہے چنانچہ اسلیے ابو حیان نے ارتشاف مین ابن السکاک سے آپکو موسوم کیا ہے گویا آپ کے اجداد مین سے صنعت سکہ کا جو درہم پر لگایا جاتا ہے کوئی کام کرتا ہوگا۔

یحیی زوادی

یحیی بن عبد المعطی بن عبد النور زوادی۔ سنہ ۵۶۴ ہجری مین پیدا ہوئے زین الدین لقب ابو الحسن کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے نحو و لغت اور ادب مین امام تھے بہت مدت تک دمشق مین مقیم رہے اور ایک خلق کثیر نے آپ سے فائدہ حاصل کیا اور کتب مفیدہ تصنیف کین جنمین سے منظومہ الفیہ اور فصول مشہور و معروف ہین پھر سلطان کامل کی ترغیب سے مصر مین تشریف لے گئے اور وہان جامع انیق مین واسطے درس علم ادب کے صدرنشین ہوے یہانتک کہ سلخ ذیقعد ۶۲۸ھ مین قاہرہ مین وفات پائی اور اُسکے دوسرے روز خندق کے کنارہ قریب تربت امام شافعی رح کے دفن کیے گئے قبر آپ کی وہان زیارتگاہ ہے آفتاب انجمن تاریخ وفات ہے۔ زوادی طرف زاوہ کے منسوب ہے جو ایک قبیلہ ظاہر جائیہ اعمال افریقیہ مین ہے۔

محمد علیابادی سمرقندی

محمد بن عثمان بن محمد علیابادی سمرقندی۔ حسام الدین لقب تھا۔ امام فاضل فقیہ اصولی۔ محدث مفسر کلامی۔ جدلی تھے فقہ مجد الدین محمد بن محمود استروشنی تلمیذ ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری شاگرد ظہیر الحسن بن علی مرغینانی تلمیذ برہان کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ سے حاصل کی اور آپ سے عبد الرحیم بن عماد الدین صاحب فصول عمادیہ نے تفقہ کیا۔ ایک فتاوی کامل نام اور تفسیر مطلع المعانی و منبع المبانی تصنیف کیے یہ تفسیر بہت بڑی کئی مجلد مین ہے اسکا ابتدا چہارشنبہ کے روز ۲ ماہ رجب سنہ ۶۲۸ھ مین شروع کیا تحمل وفات آپ کی سنہ ۶۳۰ھ مین ہوئی دقیقہ شناس تاریخ وفات ہے۔

عبید اللہ بن ابراہیم عبادی

عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد بن عبد الملک بن عمر بن عبد العزیز بن محمد جمال الدین المحبوبی العبادی۔ نسب آپکا عبادہ بن الصامت صحابی کی طرف منتہی ہوتا ہے اسلیے آپ کو عبادی کہتے تھے اور چونکہ محبوب بھی آپ کے اجداد مین سے ایک کا نام تھا اسلیے محبوبی بھی کہتے تھے۔ ۵ ماہ جمادی الاولی ۵۴۶ھ مین پیدا ہوے۔ علم امام زادہ محمد بن ابی بکر صاحب شرعۃ الاسلام اور شمس الائمہ عماد الدین عمر بن بکر زرنجری اور فقہ قاضی خان

اوروں ہی سے حاصل کی یہانتک کہ امام کامل اور فاضل بے مثل ہوے۔ معرفت مذہب و خلاف مین یکتاے روزگار اور ثقہ تھے ماوراء النہر مین اُن شیوخ حنفیہ مین سے گذرے ہین جنپر مذہب کی معرفت منتہی ہوئی تھی جمال الدین لقب تھا اور ابی حنیفہ ثانی کے نام سے مشہور تھے شرح جامع صغیر اور کتاب الفروق آپ کی تصنیفات مین سے ہین آپ سے آپ کے بیٹے احمد والد تاج الشریعہ صاحب وقایہ اور حافظ الدین کبیر محمد بخاری اور حمید الدین ضریر علی بن محمد بخاری اور بہاء الدین محمد بن احمد اسبیجابی اور ظہیر ابوبکر احمد بن علی بلخی وغیرہ علماء نے فقہ حاصل کی۔ چوراسی برس کے ہوکر بخارا مین ماہ جمادی الاولی ۶۳۶ھ مین وفات پائی۔ بحر ہدایت اور حقائق شناس تاریخ وفات ہین۔

محمد بن محمود بن حسین استروشنی۔ مجد الدین لقب تھا۔ امام فاضل۔ عارف مذہب اور اپنے زمانہ کے مجتہد تھے علوم اپنے باپ اور اُنکے اُستاد صاحب ہدایہ اور سید ناصر الدین شہید سمرقندی اور ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری تلمیذ ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی سے حاصل کیے اور تصانیف معتبرہ کین جنمین سے کتاب فصول عمیش فصلون مین (جسمین مسائل قضاء و دعاوی اور وہ باتین جو قاضیون پر وارد ہوئی ہین بیان کین) اور کتاب جامع احکام صغار ہے وفات آپ کی ۶۳۲ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ آثار شیخ جہانیان تاریخ وفات ہے۔

خواجہ معین الحق والدین حسن سجزی چشتی اجمیری۔ اپنے وقت کے قطب الاقطاب امام طریقت صاحب ریاضت و مجاہدہ حنفی المذہب شیخ عثمان ہارونی کے مرید و خلیفہ تھے ہندوستان مین دین اسلام آپ ہی کے طفیل سے مشہور و منتشر ہوا شیخ نجم الدین کبری اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اسرارہم کے معاصر و مصاحب ہے چند مرتبہ دہلی مین تشریف لائے مگر اقامت دار الخیر اجمیر مین اختیار فرمائی ہزارہا کفار آپ کی برکت سے مشرف باسلام ہوے اور ہند مین آج تک آپکا سلسلہ اور فیض جاری ہے آپ کے خاندان مین بڑے بڑے اولیاے کرام و مشائخ کبار مثل خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اور شیخ فرید الدین شکر گنج و شیخ نظام الدین اولیا و خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی

(مولانا فخرالدین رحمہ اللہ تعالی جنکی کرامات و ریاضات اظہر من الشمس و ابین من الامس ہین ہوے ہین وفات آپکی سنہ ۶۰۶ یا ۶۱۲ ہجری مین ہوئی اور اجمیر مین دفن کیے گئے۔ مزار آپکا زیارتگاہ اہل جہان ہے۔ تاریخ وفات آپ کی زبدۃ الصالحین ہے۔

یوسف بن احمد بن ابی بکر نجم الدین خاصی۔ امام فاضل فقیہ کامل تھے۔ فقہ وغیرہ ابی بکر محمد بن عبداللہ اقران عمر نسفی اور صدر شہید حسام الدین عمر تلمیذ حسن قاضی خان سے اخذکی اور ایک فتاوی اور کتاب مختصر فصول نام اصول مین تصنیف فرمائی اور سنہ ۶۳۴ ہجری مین وفات پائی۔ جلوۂ اوج شرف تاریخ وفات ہے خاصی طرف خاص کے منسوب ہے جو خوارزم کے قصبات مین سے ایک قصبہ کا نام ہے۔

محمود بن احمد بن عبدالسید بن عثمان بن نصر بن عبدالمالک بخاری حصیری۔ ابوالمحامد کنیت اور جمال الدین لقب تھا باپ آپکا تاجر کے نام سے معروف تھا اور بوریا بافون کے محلہ مین رہا کرتا تھا آپ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ متبحر محدث کامل تھے آپکے وقت مین ریاست مذہب کی آپ پر منتہی ہوئی فقہ آپ نے حسن بن منصور قاضی خان سے حاصل کی یہانتک کہ کمالیت کے رتبہ کو پہونچے۔ اور صحیح مسلم وغیرہ کتب احادیث کو نیشاپور مین مؤید طوسی سے سماعت کیا اور نیز حلب مین شریف ابی ہاشم سے سنا اور شام کے ملک مین آکر مدرسہ نوریہ مین تدریس کی اور افتا کا کام دیا اور بیت اللہ کا حج کیا ماہ جمادی الاولے سنہ ۵۴۶ ہجری مین بخارا مین پیدا ہوے اور یکشنبہ کی رات ۸ ماہ صفر سنہ ۶۳۶ ہجری کو دمشق مین وفات پائی اور دوسرے روز باب نصر کے باہر مقبرۂ صوفیہ مین دفن کیے گئے۔ آپ کی تصنیفات سے شرح جامع کبیر اور شرح سیر کبیر وغیرہ مشہور و معروف ہین تاریخ ابن خلکان مین لکھا ہے کہ آپ کو حصیری اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ بخارا مین اُس محلہ کے اندر رہا کرتے تھے جہان بوریے بنائے جاتے ہین۔

خلف بن سلیمان بن خلف قرشی الخوارزمی سنہ ۵۶۶ ہجری کو حلب مین پیدا ہوے۔ علم علاء الدین ابی بکر کاسانی مصنف بدائع اور رضی الاصفہانی صاحب طریقہ سے پڑھا اور اخذ کیا ابوالسرایا کنیت تھی اور سنہ ۶۳۹ کو حلب مین فوت ہوے۔

داؤد بن ارسلان۔ شرف الدین مظفر لقب تھا۔ بڑے عالم فاضل تھے۔ فقہ۔ اصول نظم و نثر میں ید طولی رکھتے تھے۔ برہان الدین مسعود شاگرد برہان علی بن حسن بلخی سے تفقہ کیا اور علم پڑھا۔ دمشق میں سنہ ۶۳۹ھ میں وفات پائی

احمد بن یوسف۔ کچھ اوپر سنہ ۶۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو العباس کنیت اور عماد الدین لقب تھا اپنے زمانہ میں حنفیوں کے شیخ تھے۔ فقہ احمد بن محمود غزنوی سے حاصل کی۔ سنہ ۶۵۸ ہجری میں جبکہ تاتاری لوگ حلب میں آئے تو یہ حلب سے مصر کو تشریف لیگئے اور وہاں جاکر اسی سنہ میں فوت ہوئے۔

محمد بن عبد الستار بن محمد کردری عمادی۔ ابو الوجد کنیت شمس الائمہ لقب تھا۔ امام محقق۔ فاضل مدقق فقیہ محدث۔ عارف مذاہب یحیی اصول فقہ تھے۔ ۵ ماہ ذیقعد سنہ ۵۵۹ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علم ادب پہلے ناصر الدین مطرزی صاحب مغرب سے پڑھا پھر اور علوم میں مشغول ہوئے اور امام زادہ صاحب شرعۃ الاسلام تلمیذ شمس الائمہ بکر بن محمد زرنجری سے فقہ پڑھی اور حدیث کو سنا پھر بخارا میں آئے اور عماد الدین عمر زرنجری تلمیذ شمس الائمہ بکر بن محمد زرنجری شاگرد حلوائی سے اخذ کیا اور نیز منہاج الشریعہ قوام الدین صفار تلمیذ اپنے باپ ابراہیم صفار شاگرد اپنے باپ اسمعیل صفار تلمیذ ابی یعقوب یوسف سیاری شاگرد ابی اسحق نوقدی سے اخذ کیا اور نیز بدر الدین عمر ورسکی اور شرف الدین عقیلی اور نور الدین صابونی سے پڑھا۔ اجل اساتذہ آپ کے فخر الدین حسن بن منصور قاضی خان اور صاحب ہدایہ علی بن ابی بکر ہیں یہاں تک کہ آپ متعدد علوم میں فائق ہوئے اور اپنے اقران پر غالب آئے اور اہل زمانہ نے آپکے فضل و تقدم کا اقرار کیا حتی کہ آپکے حق میں یہ کہا گیا کہ آپ نے ابو زید دبوسی کے علم اصول و فروع کو زندہ کیا۔ آپ سے آپکے بھانجے محمد بن محمود بن عبد الکریم المعروف بخواہر زادہ اور حمید الدین ضریر علی رامشی اور حافظ الدین کبیر محمد بن محمد بخاری اور محمد بن محمد [illegible] کثیر نے تفقہ کیا اور بخارا میں جمعہ کے روز ۹ ماہ محرم سنہ ۶۴۲ ہجری میں وفات پائی ”محقق نامور“ میں تاریخ وفات ہے۔ آپ نے امام غزالی کی کتاب منخول کی تردید میں جو امام ابو حنیفہ رح کی تشنیع پر شامل ہے ایک نفیس رسالہ نو فصلوں میں لکھا اور اسمیں ہر ایک قول غزالی کی تردید کرکے امام ابو حنیفہ رح کے مناقب کو بیان کیا

شیخ فاضل تھے اصول فقہ مین ایک مختصر المعروف بہ منتخب حسامی تصنیف کی جسکی ایک جم غفیر فقہاء کاملین نے شرحین لکھین چنانچہ اسکی ایک شرح امیر کاتب اتقانی نے مسمی بہ تبیین اور ایک شرح عبدالعزیز بخاری نے مسمی بہ تحقیق تصنیف کین جو متداول بین الانام ہین آپسے محمد بن عمر نوماباذی اور محمد بن محمد بخاری نے تفقہ کیا یکشنبہ کے روز ۲۴ ماہ ذیقعد ۶۴۴ ہجری مین فوت ہوئے ۔ فروعصر تاریخ وفات ہے شہر اخسیکث جسکی طرف آپ منسوب ہین بلاد فرغانہ مین سے ایک شہر ہے ۔

محمد بن محمود ترجانی مکی خوارزمی ۔ امام کامل مرجع انام تھے علاء الدین لقب تھا ترجان جسکی طرف آپ منسوب ہین یا تو آپ کے بعض اجداد کا نام ہے یا آپکا لقب تھا ۔ شہر جرجانیہ خوارزم مین ۶۴۵ ہجری کو فوت ہوئے ۔

حسین بن محمد بارعی ۔ اپنے زمانہ کے امام و فقیہ تھے نجم الدین لقب تھا اور بارعی آپکو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ جملہ علوم مین بارع یعنے فائق تھے ۔ فقہ علاء الدین سدید بن محمد حناطی سے حاصل کی ۔ خوارزم کے ملک مین شہر جرجانیہ کے اندر شعبان ۶۵۸ مین فوت ہوئے ۔ آرائش مجلس تاریخ وفات ہے ۔

محمد بن یعقوب اسدی حلبی شمس الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے عالم علامہ شیخ حنفیہ تھے بمقام مزہ مین ۶۴۸ مین اکاسی سال کی عمر مین فوت ہوئے ۔ والا رتبہ تاریخ وفات ہے

قیصر بن ابی القاسم بن عبدالغنی بن مسافر مقری المعروف بہ تعاسیف ۔ علم الدین لقب تھا عالم فاضل ۔ فقیہ کامل ۔ علوم ریاضیہ مین امام اجل تھے بمقام اصفون شرقی صعید مصر مین ۵۷۴ ہجری مین پیدا ہوئے مصر اور شام کے علماء و فضلا سے علم حاصل کیا پھر موصل کو تشریف لیگئے اور وہان شیخ کمال الدین موسی بن یونس سے علم موسیقی پڑھا پھر شام مین معاودت کی اور دمشق مین ماہ رجب ۶۴۹ مین وفات پائی ۔ زینت آفاق تاریخ وفات ہے ۔

حسن بن محمد بن حسن بن حیدر قرشی عدوی عمری صغانی ۔ حضرت عمر بن الخطاب کی نسل مین سے تھے ابو الفضائل کنیت اور رضی الدین لقب تھا اگرچہ تمام علوم مین ماہر تھے

مگر فقہ وحدیث اور لغت مین امام زمانہ واوستاد بے نظیر عدیم التمثیل تھے ۔ ذہبی نے لکھا ہے
کہ آپ شیخ صالح نفضول کلام سے صامت اور حدیث مین صدوق اور لغت وفقہ وحدیث مین
امام تھے مین نے آپ سے پڑھا ۔ آبا واجداد آپ کے شہر صغان یعنے چغان کے رہنے والے تھے
جو ما وراء النہر مین شہر مرو کے پاس واقع ہی مگر آپ ۱۰ ماہ صفر ۵۷۷ھ مین شہر لاہور مین پیدا ہوے
اور غزنہ مین جاکر نشو ونما پایا ابتدا مین اپنے والد ماجد سے تلمذ کیا اور فنون کثیرہ واستعداد
کامل حاصل کرکے ۶۰۲ھ مین بغداد کو گئے اور وہان مدت تک تحصیل علوم وتدریس وتصنیف
مین مصروف رہے بعد ازان بعد مکہ معظمہ کی زیارت کرکے عراق مین واپس آئے اور ۶۱۵ھ ہجری
مین خلیفہ بغداد کی طرف سے بطور سفارت ہندوستان مین آئے اور کئی سال ہند مین رہکر
۶۲۴ھ کو بغداد کی طرف واپس گئے پھر دوبارہ بغداد سے ہند کو بطور سفارت آئے اور ۶۳۷ھ
مین بغداد کو واپس گئے ۔ بغداد ومکہ معظمہ وہند وغیرہ مین آپنے شیوخ سے احادیث کو بکثرت
سنا اور بہت سی تصانیف مفیدہ کین ازانجملہ کتاب مصباح الدجی من صحاح احادیث المصطفی
اور کتاب شمس المنیرہ من الصحاح الماثورہ اور کتاب مشارق الانوار النبویہ من صحاح الاخبار المصطفویہ
اور کتاب تبیین الموضوعات اور کتاب عقلۃ العجلان اور کتاب وفیات صحابہ اور کتاب بدء المعانی
اور کتاب فرائض اور کتاب درجات العلم والعلما اور کتاب الشوارد لغت مین اور کتاب الافتعال
اور کتاب العروض اور کتاب العباب لغت مین اور کتاب شرح صحیح بخاری اور کتاب
شرح القلادۃ السمطیہ فی توشیح الدریدیہ اور کتاب التکملہ لغت مین کہ جو صحاح جوہری مین
غلطی تھی اسکی اسمین تصحیح کی اور جو لغات کہ اسمین نہ تھے انکو داخل کیا اور کتاب مجمع البحرین
لغت مین جو نہایت کلان اور تمام لغت عرب کو شامل ہی اور کتاب نوادر لغت وتراکیب مین
اور کتاب اسماء الفارۃ اور کتاب اسماء الاسد اور کتاب اسماء الذئب اور کتاب شرح ابیات المفصل
اور کتاب بغیۃ الصدیان مشہور ومعروف ہین ۔ انکے علاوہ اور تصنیفات بھی ہین جو آپ کے
کمال علم وتبحر پر دال ہین ۔ ۶۵۰ھ مین بغداد کے اندر عہد خلیفہ مستعصم مین وفات پائی پہلے
آپ کو حرم ظاہری واقع بغداد مین اپنے گھر کے اندر بطور امانت دفن کیا گیا پھر حسب وصیت
آپ کے اسی سال آپ کے بیٹون نے آپ کو مکہ معظمہ مین لیجا کر دفن کیا ۔ آپ کے اٹھانے

کے لیے پچاس دینار مقرر کیے گئے تھے۔ آپ نے اپنی موت اور مکہ معظمہ مین قبر کے ہونے کے
لیے دعا مانگی تھی جیسا کہ بغداد مشارق الانوار مین کہا ہو والله بها حمید فاقبرہ ثم اذا شاء انشرہ
پس خدا نے قبول کرلی۔ محدث زیب فصحا تاریخ وفات ہی۔

محمد بن محمود بن عبد الکریم کردری المعروف بخواہر زادہ۔ بدر الدین لقب تھا
اور محمد بن عبد الستار کردری کے بھانجے تھے جن سے انھون نے تربیت و تعلیم پائی
اور رتبہ کمال و فضیلت کو پہونچے اس لیے خواہر زادہ کے نام سے مشہور ہوے۔ آپ سے
محمود صاحب حقائق شرح منظومہ نے اخذ کیا اور سلخ ماہ ذیقعد ۶۵۱ھ مین وفات پائی۔
علامہ شہر تاریخ وفات ہی۔

محمد بن احمد بن عباد بن ملک داؤد بن حسن داؤد خلاطی۔ امام فاضل فقیہ کامل
محدث جید تھے علم جمال الدین محمود بن عبد السید حصیری تلمیذ حسن قاضیخان سے پڑھا
تلخیص جامع کبیر اور تعلیق صحیح مسلم اور مختصر مسند امام ابو حنیفہ موسوم بہ مقصد المسند تصنیف
کی۔ آپ سے قاضی القضاۃ احمد سروجی نے تلخیص کو پڑھا اور ماہ رجب ۶۵۲ھ ہجری مین
وفات پائی۔ خلاطی طرف خلاط کے منسوب ہی جو روم کے ملک مین ایک شہر کا نام ہی۔
محدث اہل دین آپ کی تاریخ وفات ہی۔

بکبیر ترکی ناصری۔ نجم الدین لقب اور امام ناصر کے موالی تھے۔ فقہ مین بڑے
فقیہ اور عارف بصیر تھے۔ علم عبد الرحمن بن شجاع سے حاصل کیا۔
فقہ مین کتاب حاوی تصنیف کی اور کتاب عقائد طحاوی کی شرح النور اللامع والبرہان الساطع
نام لکھی اور بغداد مین ۶۵۲ھ ہجری مین وفات پائی۔

یوسف بن فرغلی بن عبد اللہ بغدادی۔ حافظ ابو الفرج ابن جوزی کے نواسہ تھے
جو ۵۸۲ھ ہجری مین بغداد مین پیدا ہوے۔ ابو المظفر کنیت شمس الدین لقب تھا
بڑے ذکی۔ عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ واعظ۔ فائق اقران او رفارس میدان بحث تھے
آپ کی مجلس مین بڑے بڑے علما و فضلا و صلحا اور ملوک و امرا و وزرا شامل ہوتے
تھے جسمین نزہت قلوب و ابصار حاصل ہوتی تھی اور وعظ ایسا موثر کہتے تھے جس سے

سامعین کو رقت قلوب اور آنکھون سے آنسو جاری ہوتے تھے اور وعظ مین اسقدر لوگون کا ہجوم ہوتا تھا کہ جس روز آپ کو وعظ کرنا ہوتا تھا اس سے ایک دن پہلے لوگ رات کو مسجد دمشق مین آکر اپنے بیٹھنے کے لیے جگہ روک لیا کرتے تھے اکثر ذمی لوگ بھی آپ کے وعظ مین کفر و شرک سے بیزار ہوکر حلقہ اسلام مین آتے تھے آپکا باپ وزیر عون الدین بن ہبیرہ کا غلام تھا جس نے شیخ جمال الدین ابن جوزی حنبلی کی بیٹی سے نکاح کیا اور اسکے بطن سے آپ پیدا ہوے اور آپ نے اپنے نانا سے فقہ پڑھی اور حدیث کو سُنا اور حنبلی مذہب پر قائم ہوے مگر جب موصل و دمشق مین آئے اور جمال الدین محمود حصیری وغیرہ سے تفقہ کیا تو حنفی مذہب اختیار کیا اور دمشق مین گھر لیا اور سنہ [illegible] ہجری مین سکونت اختیار کی۔ تصانیف مفیدہ و عمدہ کین جنمین سے تفسیر قران شریف ۲۹ مجلد اور تاریخ مراٰۃ الزمان چالیس مجلد اور شرح جامع کبیر اور کتاب ایثار الانصاف اور منتہی السؤل فی سیرۃ الرسول اور لوامع فی احادیث المختصر اور جامع اور کتاب فی مناقب النعمان مشہور و معروف ہین آپ سے آپکے بیٹے عبدالعزیز متوفی سنہ [illegible] ہجری نے تفقہ کیا۔ وفات آپکی منگل کی رات ۲۱ ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۵۴ مین شہر دمشق مین ہوئی اور جبل قاسیون مین دفن کیے گئے۔ مشہور زمانہ آپکی تاریخ وفات ہے

محمد بن محمود بن محمد بن حسن خوارزمی۔ ابوالموید خطیب کنیت تھی سنہ ۵۹۳ ہجری مین پیدا ہوے فقیہ فاضل محدث کامل تھے۔ فقہ وغیرہ نجم الدین طاہر بن محمد حفصی سے حاصل کی خوارزم کے قاضی مقرر ہوے اور حدیث کو دمشق مین روایت کیا اور بغداد مین درس و تدریس مین مشغول ہوے یہانتک کہ سنہ ۶۵۵ مین وفات پائی۔ سلطان شہر تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد بن محمد بن عبدالمجید۔ سراج الدین لقب تھا امام کبیر۔ حافظ۔ واعظ۔ مفسر تھے۔ آپ کے زمانہ مین امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی فقہ آپ نے بخارا مین شمس الائمہ کردری سے پڑھی اور آپ سے مختار زاہدی صاحب قنیہ اور محمود صاحب حقائق شرح منظومہ نے تفقہ کیا۔ بخارا مین ماہ رمضان سنہ [illegible] ہجری مین انتقال فرمایا۔ مجموعہ کمالات آپکی تاریخ وفات ہے۔

فتاویٰ خیر مطلوب تصنیف کیا۔ دمشق میں ۶۵۶ھ میں وفات پائی۔ آرایش انجمن آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن شرف الدین عمر بن محمد بن عمر عقیلی انصاری۔ شمس الدین لقب تھا اور نسب میں حضرت عقیل بن ابی طالب کی طرف منسوب تھے۔ اپنے زمانہ کے شیخ اور عالم فاضل تھے۔ فقہ اپنے دادا شرف الدین عمر شاگرد صدر الشہید سے پڑھی اور انہیں سے روایت بھی کی۔ امام محمد کی جامع صغیر کی شرح تصنیف کی اور اسکو اچھی نظم میں منظوم کیا یہانتک کہ وہ اسی شرح میں مخصوص ہوئے۔ بخارا میں ۶۵۷ھ ہجری میں وفات پائی۔ نور عرفان تاریخ وفات ہے۔

مختار بن محمود بن محمد زاہدی غزمینی۔ ابو الرجا کنیت نجم الدین لقب تھا۔ ائمہ کبار اور اعیان فقہاء میں سے عالم اجل۔ فقیہ فاضل۔ خلاف و مذہب میں ید طولیٰ اور کلام و مناظرہ میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ تصانیف نہایت عمدہ کیں جو بہت جلد مشہور اور متداول ہو گئیں جن میں سے شرح مختصر قدوری المسمی بمجتبی اور قنیۃ المنیۃ لتتمیم الغنیہ جسکو بدیع قزینی کی بحر محیط اور کتاب الحاوی سے انتخاب کیا اور زاد الائمہ اور رسالہ ناصریہ اور جامع فی الحیض اور کتاب الفرائض ہیں مگر ابن وہبان وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ آپ معتزلی الاعتقاد حنفی الفروع تھے اور چونکہ آپ کی تصنیفات رطب ویابس سے پر ہیں اسلئے جبتک دیگر کتب سے آپ کی کتب کے مسائل مطابق نہوں قابل اعتبار نہیں۔ علوم آپنے اکابرین سے حاصل کیے جن میں سے محمد بن عبد الکریم ترکستانی شاگرد دہقان کاشانی تلمیذ نجم الدین عمر نسفی اور ناصر الدین مطرزی صاحب مغرب تلمیذ علامہ زمخشری اور صدر القرا سند الائمہ یوسف بن محمد خوارزمی اور سراج الدین یوسف سکاکی اور فخر الدین قاضی بدیع ہیں جب آپ رتبۂ فضیلت و کمالیت کو پہونچے تو بغداد میں تشریف لائے اور وہاں کے ائمہ و فضلا سے خوب مناظرے کیے پھر روم میں پہونچے اور مدت تک سکونت اختیار کرکے فقہاء کو درس دیا اور ۶۵۸ھ میں وفات پائی۔ شمع مدارج آپ کی تاریخ وفات ہے۔ غزمینی طرف غزمین کے منسوب ہے جو خوارزم کے

شہرون مین سے ایک شہر کا نام ہے۔

ابن عدیم حلبی

عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ بن احمد بن یحیی حلبی المعروف بابن عدیم حلب مین ۵۸۸ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ نسب آپکا ابی جرادہ کی طرف منتہی ہوتا ہے جو حضرت علیؓ کے اصحاب سے تھے۔ کنیت ابو القاسم اور لقب کمال الدین تھا۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ مورخ۔ ادیب۔ کاتب۔ بلیغ تھے۔ یگانۂ زمانہ تھے آپ کے وقت مین امام ابو حنیفہؒ کے اصحاب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ تدریس و افتاء آپکا کام رہا۔ فقہ باپ۔ ابیعض محمد بن یوسف سے پڑھی اور حدیث کو محدثین بغداد و دمشق اور قدس سے سنا۔ جب تاتاریون نے حلب پر چڑھائی کی تو آپ مصر مین چلے گئے اور جب وہ حلب کو لوٹ کھسوٹ اور وہان کے لوگون کو قتل کر کے واپس چلے گئے تو آپ پھر حلب مین آئے اور وہان کی خراب حالت دیکھکر ایک بڑا طویل قصیدہ اسباب مین تصنیف کیا اور فقہ و حدیث و ادب مین تالیفات کین اور ایک تاریخ حلب تیس جلد مین بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب نام سے لکھی۔ بقول ابو الفداء ماہ ذی الحجہ اور بقول سیوطی ماہ جمادی الاولی ۶۶۰ھ ہجری مین وفات پائی اور مصر مین سفح مقطم مین دفن کیے گئے۔ آپ کے والد احمد بن ہبۃ اللہ بھی بڑے عالم فاضل اور قاضی القضاۃ تھے۔ —

محدث ادیب کامل تاریخ وفات ہے۔

علامہ تورپشتی

فضل اللہ بن حسین تورپشتی۔ شہاب الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام محقق شیخ مدقق۔ محدث ثقہ۔ فقیہ جید صاحب تصانیف کثیرہ تھے بغوی کی مصابیح السنۃ کی مسمّٰی بالمیسر نہایت عمدہ شرح تصنیف کی اور کتاب مطلب الناسک فی علم المناسک چالیس باب مین تصنیف فرمائی اور بغیر فقہ کے اسمین صرف مسلک محدث کو اختیار کیا ۶۶۱ھ ہجری مین وفات پائی آپ کی تاریخ وفات محمدث زیب ملک ہے۔

ابن الساعی

علی بن انجب بغدادی المعروف بہ ابن الساعی۔ شعبان ۵۹۳ھ ہجری مین پیدا ہوے فقیہ فاضل عالم متبحر تھے۔ فقہ ظہیر الدین محمد بن عمر بخاری سے اخذ کی اور آپ سے مظفر الدین احمد صاحب مجمع البحرین نے اخذ کیا۔ فقہ مین ایک ارجوزہ تصنیف کیا اور جامع کبیر کی بھی شرح لکھی مگر اسکو کامل نہ کر سکے کہ ۶۹۱ھ یا ۶۹۶ھ مین وفات پائی۔

علی بن محمد رامشی

علی بن محمد بن علی رامشی بخاری - نجم العلماء اور حمید الدین الضریر کے لقب سے مشہور تھے امام کبیر فقیہ محدث - مفسر - اصولی - جدلی - کلامی - حافظ متقن تھے - ماوراء النہر مین علم کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور آپ کی جلالت کے آوازہ سے زمین کا طبق پُر ہوا - فقہ شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری سے پڑھی اور حدیث کو جمال الدین عبید اللہ محبوبی سے سنا اور آپ سے حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی صاحب کنز اور ابو المحامد محمود بن احمد بخاری صاحب حقائق شرح منظومہ اور جلال الدین محمد بن احمد صاعدی وغیرہ نے تفقہ کیا - جامع کبیر اور کتاب نافع اور کتاب منظومہ نسفی کی شرحین لکھین اور مواضع مشکلہ ہدایہ پر فوائد نام سے حاشیہ لکھا - وفات آپ کی ۶۶۷ھ مین ہوئی اور امام ابی حفص کبیر کے پاس دفن کیے گئے اور بموجب وصیت کے آپ کو امام حافظ الدین نے قبر مین رکھا اور تقریباً پچاس ہزار آدمیون کے ساتھ آپ پر نماز جنازہ کی پڑھی - شمع النور تاریخ وفات ہے -

محمد عیدی

محمد بن احمد بن عمر ساعدی بخاری المعروف بعیدی - جلال الدین لقب تھا چونکہ آپ کے آبا و اجداد مین سے کوئی شخص عید کے روز پیدا ہوا تھا اسلیے آپ عیدی کی نسبت سے نامزد ہوئے آپ اپنے زمانہ کے امام فاضل عالم متبحر تھے اور اصول و فروع و خلاف مین معرفت تامہ رکھتے تھے پہلے حسام الدین محمد اخسیکثی پھر حمید الدین علی ضریر سے فقہ پڑھی اور ۶۷۲ھ مین فوت ہوئے اور مقام کلاباذ واقع بخارا کے مقبرۂ قضاۃ سبعہ مین مدفون ہوئے شمع حسیم تاریخ وفات ہے -

ابن النقیب

محمد بن سلیمان بن حسن بن حسین بلخی قدسی المعروف بہ ابن النقیب - ابو عبد اللہ کنیت اور جمال الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام - عالم - زاہد - فقیہ - محدث - مفسر - جامع علوم مختلفہ تھے قدس مین نصف شعبان ۶۱۱ھ ہجری مین پیدا ہوئے - قاہرہ مین علم پڑھا اور مصر مین یوسف بن مہیلی سے حدیث کو سنا مدت تک جامع ازہر قاہرہ مین اقامت اختیار کی اور مدرسہ عاشوریہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر قدس کو واپس تشریف لیگئے جہان لوگ دور دور سے آپ کی زیارت کو آتے اور آپ کی دعا سے تبرک چاہتے تھے قرآن شریف کی ایک تفسیر المسمی بالتحریر والتحبیر لاقوال ائمۃ التفسیر فی معانی کلام السمیع البصیر نہایت کلان ننانوے جلدون مین ایسی تصنیف کی کہ اس سے پہلے تالیف

نہوی تھی اور اسمین پچاس تفاسیر کے اقوال کو جمع کیا اور اسباب نزول و قرارت و اعراب و لغات وحقائق اور علم باطن کو ذکر کیا۔ شعرانی نے کہا کہ مین نے اس سے بڑی کوئی تفسیر نہین دیکھی۔ وفات آپ کی قدس مین ۶۹۸ھ مین ہوئی محدث زبدۂ زمان تاریخ وفات ہے۔

محمود بن محمد بن داؤد لولوی بخاری۔ ابوالمحامد کنیت رکھتے تھے۔ بخارا مین ۶۲۰ھ ہجری کو پیدا ہوے۔ فقیہ محدث۔ حافظ۔ مفسر۔ اصولی متکلم۔ ادیب۔ کلام وجدل مین بڑی وسعت رکھتے تھے۔ فقہ برہان الاسلام زرنوجی تلمیذ صاحب ہدایہ اور ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبدالمجید قریشی اور سراج الدین محمد بن احمد اور بدرالدین خواہر زادہ محمد بن محمود اور حمیدالدین علی الضریر تلمیذ شمس الائمہ محمد کردری وغیرہ فقہا سے پڑھی اور منظومۂ نسفی کی شرح حقائق منظومہ نام نہایت مرغوب اور بدیع الاسلوب متداول بین العلما تصنیف کی اور واقعۂ بخارا مین ۶۷۱ھ مین درجہ شہادت کا پاکر راہی عالم جاودانی ہوے نوراللہ مرقدہ تاریخ وفات ہے۔

ہبۃ اللہ بن احمد ابن معلی بن محمود طرازی۔ لقب شجاع الدین تھا۔ فقیہ متبحر۔ اصولی مناظر۔ فارس میدان بحث تھے دور دور سے طلبا آکر آپ سے فیضیاب ہوتے تھے دمشق مین آئے اور فقہ جلال الدین عمر خبازی سے حاصل کی شرح جامع کبیر۔ شرح عقیدۂ طحاوی۔ تبصرۃ الاسرار شرح منار تصنیف کین اور ۷۳۳ھ مین وفات پائی طرازی بفتح طا طراز کی طرف منسوب ہے جو ترکستان مین ایک شہر کا نام ہے۔ آرایش زمانیان تاریخ وفات ہے۔

عمر بن احمد بن عمر کاخشتوانی۔ عالم جلیل القدر فاضل متبحر تھے فرائض۔ حساب۔ جبر مقابلہ۔ ہیئت وغیرہ مختلف علوم مین ماہر کامل تھے۔ فرائض سراجیہ حمیدالدین محمد بن علی نوقدی شاگرد ابی طاہر سراج الدین محمد بن محمد بن محمد سجاوندی مؤلف فرائض سراجیہ سے پڑھی اور آپ سے ابوالعلا شمس الدین محمود کلاباذی فرضی نے اخذ کیا جسنے ضوء السراج شرح سراجیہ مین آپ سے بہت سے فوائد و تحقیقات نقل کیے جو آپ کی دقت نظر اور غوص فکر پر دال ہین شہر جرجانیہ واقع ولایت خوارزم مین ماہ صفر ۶۷۲ھ ہجری مین فوت ہوے۔ کاخشتوانی منسوب کخشتوان کی طرف ہے جو ایک شہر بخارا کے شہرون مین سے ہے۔

عبداللہ اذرعی

عبداللہ بن محمد اذرعی شمس الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل عزیز العلم کبیر المحل تھے۔ اکثر علوم و فنون میں آپ کو مشارکت تامہ حاصل تھی دیانت و صیانت و عفت اور تواضع میں مشار الیہ تھے۔ مدت تک دمشق کے قاضی القضاۃ رہے اور تحدیث و تدریس اور افتا آپ کا کام رہا۔ آپ کے بیٹے بدرالدین یوسف نے آپ سے علم اخذ کیا اور ۷۳۱ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ اذرعی طرف اذرعات کے منسوب ہے جو شام میں ایک نواح کا نام ہے۔ اشرف الانام تاریخ وفات ہے۔

عبدالعزیز دیرینی

عبدالعزیز بن احمد دیرینی۔ سعید الدین لقب تھا۔ فقیہ مفسر جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول علامۂ زمانہ تھے تمام عمر تدریس و تصنیف اور تنشیر علم میں مصروف رہ کر ۶۹۴ھ میں وفات پائی۔ تفسیر دیرینی آپ کی عمدہ تصنیفات میں سے یادگار ہے خواجہ آوان آپکی تاریخ وفات ہے۔

شیخ محمد شاطبی

شیخ محمد بن سعید بن ہشام ابن الجنان شاطبی۔ شاطبہ میں ۶۱۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے ابوالولید اور فخر الدین کنیتیں تھیں۔ عالم ماہر ادیب فاضل شاعر محسن۔ حسن الاخلاق خوش مزاج تھے۔ پہلے مالکی مذہب تھے جب شام میں آکر صاحب کمال الدین بن عدیم اور اُنکے بیٹے قاضی القضاۃ مجد الدین کی صحبت اختیار کی تو مالکی سے حنفی المذہب ہوئے۔ اقبالیہ میں مدت تک درس دیتے رہے اور دمشق میں ۶۷۵ھ میں فوت ہوئے اور سفح قاسیون میں دفن کیے گئے سرور دہر تاریخ وفات ہے۔

ابن شماع

محمد بن عبدالکریم بن عثمان المعروف بابن شماع۔ فقیہ متبحر فروع و اصول میں یدطولی رکھتے تھے۔ علوم شمس الدین عبداللہ بن عطا سے پڑھے اور ۷۰۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ زینت دہر تاریخ وفات ہے۔

سلیمان اذرعی

سلیمان بن ابی العز وہب بن عطاء الاذرعی۔ صدرالدین لقب اور ابوالربیع کنیت تھی مصر میں آکر مقیم ہوئے صفدی نے کہا ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے امام عالم علامہ متبحر تھے دقائق و غوامض فقہ میں عارف و ماہر تھے۔ مصر و شام میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ کی طرف منتہی ہوئی فقہ محمود بن عبدالسید حصیری تلمیذ قاضی خان سے حاصل کی اور آپ سے آپکے بیٹے محمد بن سلیمان اور احمد بن ابراہیم سروجی نے تفقہ کیا مدت تک قضاء مصر

وشام کے متولی رہے اور تراسی سال کی عمر میں ۶۸۰ھ ہجری کو فوت ہوئے۔ جواہر اسرار آپ کی تاریخ وفات ہے آپ نے قاضی خان کی شرح زیادات کو منتخب کیا۔

عبد الرحمن بن کمال الدین عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ عقیلی حلبی حنفی المعروف با بن عدیم۔ مجد الدین لقب اور ابو المجد کنیت تھی عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ ادیب۔ عارف مذہب تھے ۶۱۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے دمشق۔ حلب۔ بغداد۔ قدس۔ حرمین۔ روم کے محدثین سے حدیث کو سنا اور طلب کیا۔ آپ ہی ہیں جنہوں نے پہلے جامع حاکم میں خطبہ پڑھا اور ظاہریہ میں جبکہ وہ تعمیر ہوا درس دیا اور شام کے قاضی القضاۃ ہوئے اور ریاست مذہب امام ابو حنیفہ رح کی مصر وشام میں آپ کی طرف منتہی ہوئی ۶۷۷ھ میں وفات پائی۔ کعبۂ شرف تاریخ وفات ہے۔

محمود بن عبد القاہر بن ابی بکر شہاب الدین رازی۔ سراج الدین عمر کے والد فقیہ محدث مفسر تھے۔ دمشق میں فقہ حصیری اور مصر میں اپنے چچا زین الدین محمد بن ابی بکر تلمیذ صاحب ہدایہ سے پڑھی اور بعد خلاطی کے مدرسہ سیوفیہ میں مدت تک درس دیتے رہے اور ۶۷۵ھ میں وفات پائی۔ ہادی غدا دان تاریخ وفات ہے۔

عبد اللہ بن محمود بن مودود بن محمد موصلی۔ ابو الفضل کنیت اور مجد الدین لقب تھا ۵۹۹ھ ہجری میں شہر موصل میں پیدا ہوئے پہلے اپنے باپ ابی الثنا محمود سے جو ۶۲۳ھ ہجری میں فوت ہوئے مبانی علوم کے حاصل کیے پھر دمشق میں جا کر جمال الدین حصیری سے علوم کی تکمیل کی اور فروع واصول میں وحید العصر فرید الدہر ہوئے بڑے بڑے فتاوی آپ کو حفظ تھے اول کوفہ کی قضا کے متولی ہوئے پھر معزول ہو کر بغداد میں آئے اور مشہد امام ابی حنیفہ رح میں درس کو ترتیب دیا اور وہاں کے مفتی اور مدرس ہوئے یہاں تک کہ شنبہ کے روز ۱۹ ماہ محرم ۶۸۳ھ میں وفات پائی۔ سعدن حسنات آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ نے فقہ میں کتاب مختار عین جوانی کے وقت تصنیف فرمائی تھی پھر اسکی شرح اختیار نام تصنیف کی چنانچہ یہ دونوں کتابیں آپ کی فقہا کے نزدیک بڑی معتبر ومستند ہیں یہاں تک کہ آپ کی پہلی کتاب متون اربعہ میں شامل ہے جن پر اکثر متاخرین فقہاء کا اعتماد ہے اور متون اربعہ یہ ہیں۔ مختار۔ کنز۔ وقایہ۔ مجمع البحرین آپکے

تین بھائی اور بھی تھے عبد الدائم وعبد العزیز وعبد الکریم نام جو عالم فاضل تھے چنانچہ عبدالدائم نے تو حدیث کو موصل مین سنا اور بیان کیا اور فقہ دمشق مین جا کر جلال الدین حصیری سے حاصل کی اور ۶۸۵ھ مین وفات پائی اور عبد العزیز وعبد الکریم دونون فقیہ تھے جو موصل کے مدرس تھے۔

داؤد بن یحییٰ بن حبان بن عبد الملک ختازی۔ زبیدی۔ قرشی۔ اسدی۔ عماد الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل شیخ محقق دمشق کے قاضی تھے نسب آپکا زبیر بن عوام صحابی کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ وفات آپکی ۶۸۴ھ ہجری مین ہوئی۔ سراج ہدایت تاریخ وفات ہے۔

عبد العزیز بن عبد السید بن عبد العزیز بن محمود خوارزمی ۶۲۷ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ ابو خلیفہ کنیت تھی۔ بڑے عالم فاضل جامع معقول ومنقول تھے اور ابو الرجاء مختار بن محمود زاہدی آپکے ہم عصرون مین سے تھے اور آپکی بڑی تعریف کیا کرتے تھے ابو العلاء نے اپنی معجم مین آپکا ذکر کیا۔ وفات آپکی بقول علی قاری ۶۸۴ھ ہجری کو قدس مین ہوئی ایزد پرست آپکی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن صدر الدین سلیمان بن وہب دمشقی۔ تقی الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ حافظ فنون اور صدر الصدور تھے۔ علوم اپنے باپ شاگرد حصیری تلمیذ قاضیخان سے حاصل کیے اور ۶۸۵ھ ہجری مین وفات پائی۔ گوہر تابان آپکی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن محمد ابو الفضل برہان نسفی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل مفسر محدث فقیہ اصولی متکلم تھے ۶۰۰ھ ہجری کے قریب پیدا ہوے۔ علم خلاف مین ایک مقدمہ تصنیف کیا اور علم کلام مین عقائد النسفی نام ایک کتاب لکھی جسکی سعد الدین تفتازانی وغیرہ نے شرحین لکھین اور امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر کو ملخص کیا اور ماہ ذی الحجہ ۶۸۷ھ ہجری مین وفات پائی اور امام ابوحنیفہ کے مشہد کے پاس مدفون ہوے امام ثقہ تاریخ وفات ہے۔ وہ جو صاحب کشف الظنون نے عقائد النسفی کو ابی حفص عمر نسفی کی طرف منسوب کیا ہے یہ انکے قلم کا زلہ ہے۔

شیخ برہان الدین محمود بن ابی الخیر السعد بلخی۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے وقت مین اکابر علماء وفضلاء مین سے فقیہ محدث جامع علوم عقلیہ ونقلیہ واقف فنون رسمیہ وعرفیہ صاحب

شریعت وطریقت تھے اور شعر عارفانہ کہتے تھے آپ نے مشارق الانوار کو اسکے مصنف سے
سند کیا آپ کا قول تھا کہ مین چھ سات سال کی عمر مین اپنے باپ کے ہمراہ راستہ مین چلا جاتا تھا
کہ سامنے سے حضرت مولانا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ کی سواری آئی اور
مین اُس ہجوم مین اپنے باپ سے جدا ہو گیا جب مولانا ممدوح کی سواری نزدیک آئی
تو مین نے آگے ہو کر سلام کیا آپنے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ خدا تعالی مجھ سے ایسا کہلاتا ہے
کہ یہ لڑکا اپنے زمانہ مین علامہ ہوگا مین نے یہ سخن اپنے کانون سے سُنا اور آپ کے ہمرکاب
چل پڑا پھر ممدوح نے فرمایا کہ خدا مجھکو یہ کہلواتا ہے کہ یہ لڑکا ایسا ہوگا کہ بادشاہ اسکے دروازہ پر
حاضر ہون گے۔ آپنے بارہا فرمایا ہے کہ قیامت کو خدا تعالی مجھکو کسی گناہ کبیرہ سے نہ پوچھے گا
مگر ایک کبیرہ سے لوگون نے پوچھا کہ وہ کون سا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ سماع چنگ ہے جو
بہت دفعہ مین نے سُنا ہے۔ وفات آپ کی ٦٨٧ھ ہجری مین ہوئی اور قبر آپ کی حوض
شمسی کے جانب شرق واقع ہے جسکو تخت نور کہتے ہین اکثر لوگ واسطے تیزی فہم اور زیادتی علم
کے آپ کی قبر کی خاک لڑکون کو کھلاتے ہین محدث فہیم تاریخ وفات ہے۔

احمد بن ناصر بن طاہر حسینی۔ برہان الدین لقب ابی المعالی کنیت تھی۔ فقیہ مفسر
جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے سات جلدون مین قرآن شریف کی ایک تفسیر نہایت جیّد
ومفید تصنیف کی اور ٦٨٩ھ ہجری مین وفات پائی۔ بزرگ موجودات آپکی تاریخ وفات ہے

احمد بن ناصر حسینی

عمر بن محمد بن عمر خبازی۔ بڑے عالم فاضل زاہد۔ عابد۔ جامع فروع واصول تھے
لقب آپکا جلال الدین تھا۔ علوم علاء الدین عبد العزیز بخاری تلمیذ فخر الدین محمد مایمرغی
شاگرد شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری تلمیذ صاحب ہدایہ سے پڑھے اور کمالیت
کے رتبہ کو پہونچے پھر دمشق مین تشریف لائے اور وہان کے مدرس مقرر ہوئے پھر
مفتی بنے او حج کیا اور ہدایہ کی شرح اور ایک کتاب اصول فقہ مین مغنی نام سے تصنیف کی۔
ابو العباس احمد بن مسعود بن عبد الرحمن قونوی اور عبد اللطیف اور داؤد رومی منطقی اور ہبۃ اللہ
بن احمد ترکستانی نے آپ سے علوم پڑھے۔ وفات آپ کی بقول کفوی ٦٩١ھ ہجری اور بقول صاحب
کشف ٦٨١ھ ہجری مین واقع ہوئی۔

عمر خبازی

نعمان بن حسن بن یوسف خطیبی۔ معز الدین لقب تھا۔ بڑے عالم فاضل، فقیہ متبحر تھے۔ مدت تک قاہرہ کے قاضی القضاۃ رہے جس سے تمام لوگ خوش رہے اور ۶۹۲ھ میں وفات پائی۔ "مشہور آفاق" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن نصر بخاری ابو الفضل کنیت حافظ الدین کبیر لقب تھا۔ بخارا میں ۶۱۵ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل، عالم ربانی، زاہد عابد، فقیہ محدث، ثقہ متقن، حافظ، مفسر، محقق، مدقق، جامع انواع علوم و فنون تھے۔ علوم فقہ وغیرہ حسام الدین حسین بن فناقی اور شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری اور حامد بن اسعد ذیفغنی اور عبد العزیز بن احمد بخاری اور محمد بن بخاری اور شمس الدین محمود کلاباذی فرغنی سے پڑھے اور حدیث کو شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری اور ابی الفضل عبید اللہ محبوبی سے سنا اور روایت کیا۔ آپ سے حدیث کو ابی العلا بخاری نے سنا اور اپنی معجم شیوخ میں آپکا ذکر کیا۔ وفات آپ کی بخارا میں نصف شعبان ۶۹۳ ہجری میں واقع ہوئی اور کلاباذ میں اپنے باپ کے پاس متصل امام ابی بکر طرخان کے دفن کیے گئے۔ "آسایش عالم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبد الوہاب بن احمد بن سحنون الخطیب۔ مجد الدین لقب تھا۔ فضلاء حنفیہ میں سے عالم ماہر، فاضل بارع، ادیب کامل، شاعر بے مثل، خطیب نیرب تھے۔ مدت تک مدرسہ دماغیہ کے مدرس رہے اور پچھتر سال کی عمر میں ۶۹۴ ہجری میں وفات پائی۔ "سربلند درجات" تاریخ وفات ہے۔

احمد بن علی بن ثعلب بعلبکی۔ مظفر الدین لقب تھا۔ مگر ابن ساعاتی کے نام سے زیادہ مشہور تھے کیونکہ آپ کے والد ماجد علی بن ثعلب علم ہیئت اور نجوم اور عمل ساعات میں بڑے ماہر اور یگانۂ زمانہ تھے۔ آپ شہر بعلبک میں جو دمشق سے بارہ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے پیدا ہوئے اور بغداد میں نشوونما پایا اور کمال کے رتبہ کو پہونچکر علوم شرعیہ میں امام زمانہ اور فروع و اصول میں حافظ متقن اور اہل الفصاحت ہوئے۔ چنانچہ مشائخ زمانہ نے اس بات پر اقرار کیا کہ آپ جوانمردی کے میدان کے شہسوار گذرے ہیں۔ شمس الدین اصفہانی شافعی شارح کتاب محصول آپ کو ابن حاجب پر فضیلت دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ ابن حاجب سے بہت ذکی ہیں یہاں تک کہ لوگ ذکا اور فصاحت و خوش خطی میں آپ سے تمثیل دیا کرتے تھے۔ علوم آپ نے تاج الدین علی بن سنجر تلمیذ ظہیر الدین محمد مصنف فتاوی ظہیریہ شاگرد

حسن قاضیخان سے حاصل کیے۔ مدت تک بغداد میں مدرسہ طائفہ حنفیہ کے جو دروازہ مستنصریہ میں واقع تھا مدرس رہے۔ مجمع البحرین اور بدیع الاصول فقہ میں بہت عمدہ کتابیں لکھیں اور علم ادب میں بھی نہایت مفید تصنیف کی۔ رکن الدین سمرقندی اور ناصر الدین بن محمد نے آپ سے مجمع البحرین پڑھی۔ وفات آپ کی سنہ ۶۹۴ ہجری میں ہوئی۔ آرایش آفاق تاریخ وفات ہے۔ آپ کی ایک بیٹی مسماۃ فاطمہ بڑی فقیہہ تھی جسنے آپ سے فقہ اور مجمع البحرین کو پڑھا اور اسپر عمدہ تعلیق لکھی۔

یوسف بن عبداللہ بن محمد اذرعی۔ جمال الدین لقب تھا۔ عالم دہر فاضل عصر ماہر علوم متعدد تھے سنہ ۶۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے فقہ اپنے باپ قاضی القضاۃ شمس الدین عبداللہ اور محمود حصیری سے حاصل کی چارشنبہ کے روز ۱۳ ماہ ربیع الاول سنہ ۶۹۶ ہجری میں وفات پائی۔ مقتدائے عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن جمال الدین ابی المحامد محمود بن احمد بن عبد السعید بن عثمان بن نصر بن عبدالملک بخاری المعروف بالحصیری۔ بخارا میں ماہ رجب سنہ ۶۴۶ میں پیدا ہوئے نظام الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ فقیہ اجل تھے یہانتک کہ حنفیوں میں سے آپکے وقت میں کوئی آپ سے ہمسری نکرسکتا تھا فقہ اپنے باپ جمال الدین محمود حصیری سے پڑھی مدت تک مدرسہ نوریہ میں تدریس پر رہے اور سنہ ۶۹۸ کو دمشق میں وفات پائی علامہ محدث تاریخ وفات ہے۔

حسن بن احمد بن حسن بن انوشروان رازی۔ سنہ ۶۳۱ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے امام کامل۔ علامہ فاضل۔ فروع و اصول میں سرآمد اور حدیث و تفسیر میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ حسام الدین کے لقب سے ملقب اور قاضی القضاۃ کے خطاب سے پکارے جاتے تھے سنہ ۶۶۴ کو دمشق میں تشریف لائے اور یہاں بیس برس تک قاضی رہے پھر مصر میں گئے اور وہاں چار سال تک دار القضا کے متولی رہے اور سنہ ۶۹۹ میں تاتار کی لڑائی میں فوت ہوئے۔ تجلی نور تاریخ وفات ہے۔

ایوب بن ابی بکر بن ابراہیم نحاس حلبی۔ شہر حلب کے رہنے والے تھے ابو صابر کنیت اور بہاء الدین لقب تھا امام عالم اور مفسر۔ فقیہ محدث تھے۔ آپ کے زمانہ میں مذہب کی

ریاست آپ پر منتہی ہوئی حدیث کو مکہ معظمہ وقاہرہ او ربغداد کے محدثین سے پڑھا اور سنا اور آپ سے قاضی القضاۃ علی بن احمد طرطوسی اور یوسف بن محمد بن یعقوب بن ابراہیم بن النحاس حلبی نے پڑھا۔ ماہ شوال ۶۹۸ھ ہجری کی دوسری رات کو فوت ہوئے۔ تاریخ وفات آپ کی لفظ مہر تابان سے نکلتی ہے۔ نحاس بضم نون وتشدید حائے حطی اسلیے انکو کہا کرتے تھے کہ آپ تانبے کا کام کرتے تھے۔

محمد بن سلیمان دمشقی

محمد بن سلیمان بن وہب بن ابی العز دمشقی شمس الدین لقب تھا علم خلاف کے عالم فاضل اور فروع واصول کے جامع تھے۔ علم اپنے باپ شاگرد حصیری تلمیذ قاضیخان سے پڑھا اور دمشق مین تیس سال سے زیادہ مفتی رہے بعد ازان وہان کے قاضی مقرر ہوے یہانتک کہ ۶۹۹ھ ہجری مین وفات پائی۔

محمود شمس الدین فرضی

محمود بن ابی بکر ابو العلاء بن علی کلاباذی بخاری شمس الدین فرضی لقب تھا۔ ۶۴۴ھ ہجری مین شہر بخارا کے محلہ کلاباذ مین پیدا ہوے۔ اپنے زمانہ کے امام محدث متقن فقیہ صالح۔ فرضی۔ عارف رجال حدیث۔ جم الفضائل بلیغ الکتابت۔ واسع الرحلۃ حبر فاخر۔ بحر زاخر علوم عقلیہ ونقلیہ تھے۔ آپ کے مشائخ سات سو سے کچھ اوپر تھے جنمین سے حافظ الدین کبیر محمد اور حمید الدین علی ضریر اور صدر الدین محمد خلاطی اور صدر الدین سلیمان بن وہب وغیرہ ہین حدیث کو ایک جماعت محدثین خراسان وبخارا وبغداد ودمشق ومصر وغیرہ سے سنا اور اپنے ہاتھ سے بکثرت لکھا اور معجم کا مسودہ کیا۔ فرائض کو نجم الدین عمر بن احمد کاشغرانی سے پڑھا اور یہانتک اس علم مین مہارت پیدا کی کہ فرضی کے لقب سے مشہور ہوکر فرائض مین امام وراس ہوے اور مختصر سراجی کی شرح ضوء السراج نام نہایت نفیس مشتمل بر ذکر اقوال مذاہب مختلفہ تصنیف کی جو آپ کے تبحر پر ایک دلیل ساطع اور برہان قاطع ہے۔ اور اس کتاب کو مختصر کرکے منہاج نام رکھا اور ایک کتاب سنن ستہ کے بارہ مین تصنیف کی۔ آپ سے حدیث کو ابوحیان اور عبد الکریم برزالی وغیرہ نے سنا اور علم فرائض کو ایک جماعت نے پڑھا۔ ذہبی نے مشتبہ النسبۃ مین لکھا ہے کہ آپ نے ایک بڑی کتاب مشتبہ النسبۃ مین تسوید کی جسمین سے مین نے مہمات نقل کی۔ آپ بسبب خوف قحط کے تتار کے ساتھ ماردین

مین تشریف لیگئے جہان چند ماہ رہکر ستہ ہجری مین وفات پائی۔ آپ کی تاریخ وفات لفظ نعمتہ شہیرہ نکلتی ہے۔ طبقات قاری مین لکھا ہے کہ ابو حیان اندلسی نے کہا ہے کہ شیخ محدث ابو العلاء محمود بن ابی بکر بخاری طلب حدیث مین شہر قاہرہ مین تشریف لائے بڑے نیک خوش خلق۔ لطیف مزاج تھے پس مین اور وہ حدیث کی طلب مین پھرتے تھے پس جب وہ کسی خوبصورت کو دیکھتے تو فرماتے کہ یہ امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

شیخ الاسلام سدید بن محمد حناطی۔ علاء الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام کبیر اور فقہ وکلام مین رئیس بے نظیر تھے۔ علم نجم المشائخ علی بن محمد عمرانی تلمیذ زمخشری سے حاصل کیا اور آپ سے ابو یعقوب یوسف سکاکی اور حسین بن محمد بارعی نے تفقہ کیا۔

رکن الدین والمعانی خوارزمی۔ امام جلیل القدر کثیر العلم معرفت اصول دینیہ مین اوحد زمانہ اور مذہب وخلاف مین مجتہد یگانہ تھے۔ نجم الدین حکیمی شاگرد فخر الدین حسن قاضیخان سے تفقہ کیا اور آپ سے نجم الدین مختار زاہدی صاحب قنیہ نے فقہ کو حاصل کیا۔

برہان الاسلام زرنوجی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ جامع معقولات و منقولات تھے۔ فقہ وغیرہ برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ اور حماد بن ابراہیم صفار بخاری اور امام زادہ جوغی سے حاصل کی اور کتاب تعلیم المتعلم نہایت نفیس و مفید قلیل الحجم کثیر النافع تصنیف کی۔

محمد بن عبد الرشید بن نصر بن محمد بن ابراہیم بن اسحق کرمانی۔ ابو بکر کنیت رکن الدین لقب تھا ائمہ اجلہ مین سے غواص معانی دقیقہ فقیہ محدث۔ علم مذہب وخلاف مین ید طولی اور حسن کلام و اسلاف کے نقل فتاوی مین دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ علم رکن الاسلام ابی الفضل عبد الرحمن کرمانی تلمیذ فخر القضاۃ ارسابندی شاگرد علی مروزی تلمیذ دبوسی سے پڑھا اور نیز جمال الدین مطہر بن حسین یزدی سے اخذ کیا۔ عز المعانی فی فتاوی ابی الفضل کرمانی اور زہرۃ الانوار حدیث مین اور جواہر الفتاوی اور سیرۃ الفقہاء وغیرہ کتب تصنیف کین۔

محمد بن عبد الکریم ترکستانی خوارزمی۔ برہان الائمہ و شمس الدین لقب تھا۔ امام فاضل۔ فقیہ متبحر تھے۔ فقہ دہقان محمد بن حسن کاسانی تلمیذ نجم الدین عمر نسفی سے پڑھی اور

آپ سے مختار زاہدی صاحب قنیہ نے تفقہ کیا۔

اشرف بن نجیب

اشرف بن نجیب۔ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ ابو الفضل کنیت اشرف الدین لقب تھا۔ فقہ وغیرہ شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری وغیرہ سے اخذ کی اور کاشغر مین فوت ہوئے۔

محمد مایمرغی

محمد بن محمد بن الیاس مایمرغی۔ فخر الدین لقب تھا اپنے وقت کے شیخ فاضل فقیہ کامل تھے فقہ شمس الائمہ سے پڑھی اور آپ سے عبد العزیز بخاری وغیرہم نے تفقہ کیا۔ مایمرغ ایک بڑا قصبہ ہے جو بخارا کے راستہ پر واقع ہے

محمد بن صاحب ہدایہ

محمد بن برہان الدین علی صاحب ہدایہ بن ابی بکر بن عبد الجلیل فرغانی۔ ابو الفتح کنیت اور جلال الدین لقب تھا اپنے باپ کی گود مین نشو و نما پاکر علم و ادب کی غذا حاصل کی اور انہین سے فقہ پڑھی یہانتک کہ آپ کے اہل عصر نے آپکے فضل و تقدم کا اقرار کیا اور مذہب کی ریاست آپ کے وقت مین آپ پر منتہی ہوئی۔

عمر بن صاحب ہدایہ

عمر بن برہان الدین علی صاحب ہدایہ۔ نظام الدین لقب تھا اپنے بھائی جلال الدین محمد کی طرح آپنے بھی اپنے باپ سے علوم حاصل کیے اور یہانتک سعی کی کہ فضیلت و کمالیت کو پہونچکر مرجع فتاوی و قضایا ہوکر شیخ الاسلام سے ملقب ہوئے اور ایک جم غفیر نے آپ سے استفادہ کیا اور کتاب جواہر الفقہ اور فوائد وغیرہ تصنیف کین۔

صدر جہان

محمد بن عبد العزیز بن محمد بن حسام الدین صدر شہید عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ بخاری المعروف بہ صدر جہان۔ امام فاضل فقیہ متبحر جامع علوم۔ فارس میدان بحث عدیم النظیر تھے۔ علم خلاف مین تعلیق لکھی اور سنہ ہجری مین مع ایک جماعت فقہاے بخارا کے حج کے ارادہ سے بغداد مین تشریف لائے جہان کے وزرا و امرا و اعیان نے بڑی تعظیم و تکریم سے آپکا استقبال کیا مگر جب حج کر کے بغداد سے اپنے وطن کو واپس ہوئے تو لوگ آپکے پیچھے آپکو برا بھلا کہتے ہوئے شہر سے نکلے کیونکہ آپ سے راستہ مین حاجیون کے ساتھ بڑی بد سلوکی ظہور مین آئی تھی یہانتک کہ آپکے غلام حاجیون کو راستہ مین پانی سے منع کرتے تھے جس سے انکو پانی کی طرف سے نہایت تنگی ہوئی اسلیے حاجیون نے بجاے صدر جہان کے آپکا صدر جہنم لقب رکھا۔

محمد بن عابد بن حسین صرخدی الاصل دمشقی المسکن - تاج الدین لقب تھا فاضل یگانہ شاعر یکتا تھے شہر صرخد مین جو شام مین واقع ہے ۶۰۳ھ ہجری کو پیدا ہوے اور فقہ محمود حصیری سے حاصل کی

محمود ترجمانی مکی خوارزمی - برہان الدین لقب اور شرف الائمہ خطاب تھا اپنے وقت کے امام کبیر اور فقیہ بےنظیر تھے آپکا بیٹا علاء الملۃ بھی بڑا عالم فاضل آپ کی حیات مین رتبہ کمال کو پہونچ گیا تھا یہانتک کہ مذہب کی ریاست آپ کے زمانہ مین باپ بیٹون پر منتہی ہوئی آپ احمد بن اسمعیل ترتاشی اور محمود تاجری متوفی ۶۳۶ھ ہجری کے ہمعصرون مین سے ہوے ہین -

عماد الدین بن برہان الدین علی صاحب ہدایہ - آپ صاحب فصول عمادیہ یعنے ابوالفتح عبدالرحیم کے باپ تھے فقہ اپنے باپ علی بن ابی بکر اور قاضی ظہیر الدین بخاری سے پڑھی یہانتک کہ آپ اپنے دونون بھائیون شیخ الاسلام جلال الدین محمد اور نظام الدین عمر کی طرح عالم فاضل مرجع فتاوی اور شیخ الاسلام ہوے اور کتاب ادب القاضی تصنیف کی۔

احمد بن عبیداللہ بن ابراہیم بن احمد محبوبی - صدر الشریعہ اکبر اور شمس الدین کے لقب سے مشہور تھے علماء کبار مین سے عالم فاضل - اصول و فروع مین دستگاہ کامل رکھتے تھے علم اپنے باپ جمال الدین عبیداللہ بن ابراہیم تلمیذ محمد بن ابی بکر صاحب شرعۃ الاسلام شاگرد عماد الدین عمر بن بکر بن محمد زرنجری سے حاصل کیا اور آپ سے آپکے بیٹے محمود بن احمد محبوبی نے اخذ کیا - کتاب تلقیح العقول فی الفروق تصنیف فرمائی -

یوسف بن محمد خوارزمی فیدی - بڑے عالم فاضل - فقیہ - مفسر - ادیب تھے صدر القراء خطاب اور رشید الائمہ لقب تھا علوم مختار زاہدی سے پڑھے فیدی طرف فید کے منسوب ہے جو راستہ حجاز و عراق مین ایک منزل کا نام ہے -

نظام الدین شاشی مصنف مختصر اصول شاشی - فقہ و اصول مین فرید العصر وحید الدہر تھے - اصول فقہ مین مختصر اصول الشاشی تصنیف کی اور اسکا نام خمسین رکھا اور اس نام رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی عمر اسوقت پچاس سال کی تھی اور آپنے یادگار کے طور پر اسکا نام رکھ دیا یہ کتاب آپ کی ایسی مقبول خاص و عام ہوئی کہ تدریس کی کتب مین داخل ہوگئی - اسکی شرح ۷۸۱ھ ہجری مین مولی محمد بن حسن خوارزمی الشہیر

شمس الدین شاشی نے تصنیف کی

ابو القاسم تنوخی - اپنے زمانہ کے امام فقیہ - ادیب - محدث - مفسر تھے علم حمید الدین ضریر متوفی سنہ ۶۷ھ تلمیذ شمس الائمہ کردری شاگرد صاحب ہدایہ سے پڑھا اور آپ سے شیخ وجیہ الدین دہلوی اور ملک العلماء سراج الدین ثقفی دہلوی اور شمس الدین خطیب وغیرہم نے فقہ پڑھی

میمون بن محمد بن محمد بن معتمد بن محمد بن مکحول بن فضل مکحولی نسفی - ابو المعین کنیت تھی - امام فاضل جامع فروع و اصول تھے کتاب تبصرۃ الدولہ و تمہید قواعد التوحید اور کتاب المناہج اور شرح جامع کبیر وغیرہ تصنیف کین اور علاء الدین ابو بکر محمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء نے آپ سے تفقہ کیا -

عبد الرحیم بن ابی بکر عماد الدین بن صاحب ہدایہ - ابو الفتح کنیت اور زین الدین لقب تھا فقہ اپنے باپ اور نیز حسام الدین علیاباذی سے حاصل کی اور ایک کتاب نہایت نفیس فقہ مین فصول عمادیہ نام تصنیف فرمائی جسکی تالیف سے سمرقند مین شعبان سنہ ۶۵۱ھ ہجری کو فراغت پائی -

محمد بن عمر بن محمد نوجابادی - ظہیر الدین لقب تھا شہر نوجاباذ مین جو بخارا کے علاقہ مین واقع ہے - ۲۲ ماہ شوال سنہ ۶۱۶ھ ہجری مین پیدا ہوئے اپنے وقت کے شیخ - عالم - فقیہ - عارف مذہب تھے - فقہ شمس الائمہ کردری سے حاصل کی - کتاب کشف الابہام لرفع الادہام اور کشف الاسرار فی اصول الفقہ وغیرہ تصنیف کین اور دمشق مین تشریف لائے اور بغداد مین درس دیا -

احمد بن مسعود بن عبد الرحمن قونوی - ائمہ کبار اور اعیان فقہاء مین سے نحوی - لغوی - اصولی تھے - علم جلال الدین عمر خبازی شاگرد عبد العزیز بخاری سے حاصل کیا ابو العباس کنیت رکھتے تھے عقیدہ طحاوی کی شرح لکھی اور امام محمد کی جامع کبیر کی بھی شرح تقریر نام چار جلد مین تصنیف کی مگر زندگی نے وفا نہ کی کہ اسکو کامل کر سکتے جسکو آپ کے بعد آپ کے بیٹے نے پورا کیا -

قاضی محمد بن احمد عامری - ابو عاصم کنیت تھی فقیہ فاضل اور دمشق کے قاضی تھے

آپ کی تصنیفات سے کتاب مبسوط تین جلد مین یادگار ہے۔ عامری طرف عامر بن لوی اور عامر بن صعصعہ اور عامر بن عدی کے منسوب ہے اور نیز عامر ایک بطن قیس غیلان سے ہے۔

عبد اللہ بن مظفر بن محمد بن ابراہیم۔ رضی الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام کامل۔ عالم فاضل۔ فقیہ نحوی تھے انشاء اور بلاغت مین آپ کو طولی حاصل تھا بہت سی کتابین اور دیوان اشعار و کتاب الانشاء و خطب وغیرہ تصنیف کین۔ علوم مختار بن محمود زاہدی تلمیذ عبد الکریم ترکستانی شاگرد دہقان کاسانی سے حاصل کیے اور آپ سے نجم الدین محمد بن ابی الثناء ابن اداری اور بدر الدین محمود بن حسن بن علی عینی الشہیر گندی نے تفقہ کیا۔

حدیقۂ ہشتم

آٹھوین صدی کے فقہاء و علماء کے بیان مین

علی بن احمد بن علی بن یوسف المعروف بقاضی حصن ۶۲۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے کمال الدین لقب تھا چونکہ حصن ہکراد کی قضاء آپکے سپرد ہوئی تھی اسلیے آپ قاضی حصن کے نام سے مشہور تھے۔ وفات آپ کی ۷۰۳ھ ہجری مین ہوئی مجمع الحسنات تاریخ وفات ہے۔

داؤد بن عثمان بن یعقوب رومی۔ شہاب الدین لقب تھا بڑے عالم متبحر تھے۔ فقہ ایک جماعت کثیر فضلاء سے حاصل کی مدت تک قاہرہ مین درس و تدریس مین مصروف رہے اور محرم کے مہینے ۷۰۵ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ خواجۂ ملک تاریخ وفات ہے۔

محمود بن احمد المعروف بابن سراج قونوی۔ جمال الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل شیخ حنفیہ تھے آپنے شیخ ابو محمد مکی قیسی متوفی ۴۳۷ھ کی تفسیر مختصر احکام القرآن کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ملخص کیا اور ۷۰۶ھ ہجری مین وفات پائی۔ شمع رہنما تاریخ وفات ہے۔

علی بن محمد بن حسن قاروسی رکابی۔ عالم فاضل اور قاہرہ کے مدرس تھے ہدایہ پر تعلیقات لکھین قاروسی آپ کو اسلیے کہتے تھے کہ آپ بہت بڑا لنبا عمامہ باندھا کرتے تھے اور رکابی کے لقب سے اسلیے ملقب ہوئے کہ آپکے پاس رسول اللہ صلعم کی رکابیان موجود تھین

وفات آپ کی [illegible] ہجری مین ہوئی۔

عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی۔ ابو البرکات کنیت اور حافظ الدین لقب تھا۔ شہر نسف
مین جو ماوراء النہر مین واقع ہے رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے امام کامل۔ عالم بحر
فقیہ مدقق۔ فاضل عدیم النظیر۔ فقہ و اصول مین سرآمد اور حدیث اور اُسکے معانی مین بارع
و بے نظیر تھے۔ ابن کمال پاشا نے آپ کو فقہا کے چھٹے طبقہ مین شمار کیا ہے جو روایات ضعیف
او قوی مین تمیز کرنے پر قادر ہون۔ فقہ شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری اور حمید الدین
ضریر اور بدر الدین خواہر زادہ سے حاصل کی اور امام محمد کی زیادات کو احمد بن محمد عتابی سے اخذ کیا
اور آپ سے سغناقی نے سماع کیا۔ تصانیف آپ نے فقہ و اصول مین بہت عمدہ و معتبرہ
کین چنانچہ کنز الدقائق اور وافی اور اُسکی شرح کافی اور منار اور اُسکی شرح کشف الاسرار اور
مصفی شرح منظومۂ نسفیہ اور مستصفی شرح فقہ النافع اور اعتماد شرح عمدہ اور عقیدۂ حافظیہ
اور منتخب حسکثی وغیرہ و شرحین تصنیف فرمائین اور ایک نہایت جید اور معتبر تفسیر
مدارک التنزیل نام تصنیف کی جب آپ بغداد مین ۷۱۰ ہجری مین تشریف لائے تو آپنے ہدایہ کی
بھی شرح لکھی لیکن اتقانی نے غایۃ البیان مین لکھا ہے کہ آپنے ضرور ہدایہ کی شرح لکھنی
چاہی تھی مگر جب آپ کے اکابر ہم عصر تاج الشریعہ نے سنا تو اُنھون نے آپ کو کہا کہ آپ کی شان
بعید ہے کہ اس خفیف امر مین مصروف ہون پس آپ اس ارادہ سے باز رہے اور آپ نے چاہا
کہ کوئی مستقل کتاب مثل ہدایہ کے تصنیف کیجاوے چنانچہ آپ نے کتاب وافی اور اُسکی شرح
کافی ایسی تصنیف کی کہ گویا ہدایہ کی ہی شرح تصنیف کی۔ وفات آپ کی بغداد مین جمعہ کی رات
ماہ ربیع الاول ۷۱۰ ہجری مین ہوئی۔ فقیہ شہیر تاریخ وفات ہے۔

احمد بن ابراہیم بن عبد الغنی بن اسحٰق سروجی۔ قاضی القضاۃ خطاب اور ابو العباس
کنیت تھی اصل مین شہر سروج کے رہنے والے تھے جو شام کے ملک مین شہر حران کے پاس بنا
ہوا تھا واقع ہے۔ فقہ اور اصول مین امام فاضل اور معقول و منقول مین شیخ زمانہ تھے۔ فقہ
قاضی القضاۃ ابی ربیع سلیمان اور محمد بن عباد خلاطی تلمیذ جمال الدین حصیری شاگرد قاضی خان
سے پڑھی۔ مدت تک مصر کے قاضی و مفتی اور مدرس رہے اور آپ سے امیر علاء الدین علی

بن بلبان بن عبد اللہ فارسی اور علاء الدین علی بن عثمان ماردینی معروف بابن ترکمانی نے فقہ پڑھی۔ آپ نے ہدایہ کی شرح کتاب الایمان تک غایۃ السروجی نام سے چھ جلدوں میں تصنیف کی اور مسائل کو دلائل نقلیہ و عقلیہ سے خوب مؤید کیا۔ علاوہ اسکے کتاب ادب القضاء۔ فتاویٰ سروجیہ۔ کتاب المناسک۔ کتاب نفحات النسمات فی وصول الثواب الی الاموات۔ مؤلف فی حکم الخیل۔ رسالۃ الحجۃ الواضحۃ فی ان البسملۃ لیست من الفاتحۃ وغیرہ کتب مفیدہ تصنیف کیں جو مقبول خاص و عام ہوئیں اور ماہ رجب ۷۱۰ھ میں وفات پائی۔ مشہور زمانیان تاریخ وفات ہے۔

یحییٰ بن علی بن رومان رومی: نجم الدین لقب تھا۔ عالم۔ فاضل۔ صالح۔ امام جامع دمشق تھے دور دور سے لوگ آکر آپ سے فیضیاب ہوتے اور فائدہ اٹھاتے تھے۔ وفات آپ کی ۷۱۱ھ میں ہوئی۔

اسحٰق بن علی بن یحییٰ: ابوطاہر کنیت اور نجم الدین لقب تھا۔ علوم شرعیہ و دینیہ میں آپکو بڑے درجہ کی دسترس اور مہارت حاصل تھی۔ ہدایہ پر آپ نے نہایت مفید اور نفیس حاشی تحریر کیے اور ۷۱۱ھ ہجری میں شہر قاہرہ میں وفات پائی۔

حسن یا حسین بن علی بن حجاج بن علی سغناقی: حسام الدین لقب تھا اور شہر سغناق کے جو ترکستان میں واقع ہے رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے فقیہ کامل اور عالم فاضل نحوی جدلی تھے۔ فقہ حافظ الدین کبیر محمد بن محمد بن نصر بخاری اور فخر الدین محمد بن محمد بن الیاس مایمرغی اور عبد الجلیل بن عبد الکریم اور نحو عبد وانی وغیرہ سے حاصل کی پھر بغداد میں تشریف لیگئے اور وہاں مشہد امام ابی حنیفہ رحمہ کے مدرس بنے بعد ازاں ۷۱۰ھ میں دمشق کی طرف حج کی غرض سے آئے اور قاضی القضاۃ ناصر الدین محمد بن عمر بن عدیم سے ملاقات کرکے اپنی مرویات و مسموعات کی سند حاصل کی۔ آپ سے قوام الدین محمد بن محمد بن احمد کاکی صاحب معراج الدرایہ شرح ہدایہ اور سید جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ نے تفقہ کیا۔ آپ ابھی جوان ہی تھے کہ فتویٰ کا کام آپکے سپرد کیا گیا آپ نے ہدایہ کی شرح مسمی بہ نہایہ بہت مبسوط تصنیف کی۔ علاوہ اسکے شرح تمہید فی قواعد التوحید لابی المعین میمون نسفی اور کافی شرح اصول بزدوی اور شرح منتخب اخسیکثی کی تصنیف کی

اور علم صرف میں بھی ایک کتاب نجاح نام تصنیف کی اور ماہ رجب ۷۱۱ یا ۷۱۲ھ ہجری میں
وفات پائی۔ فقیہ متعبد اور فقیہ حق شناس تاریخ وفات ہیں۔

اسمٰعیل بن عثمان بن عبد الکریم بن تمام بن محمد قرشی دمشقی رشید الدین لقب تھا
مگر ابن المعلم کے نام سے مشہور تھے اپنے زمانہ کے امام فاضل شیخ حنفیہ مفسر محدث۔
فقیہ۔ اصولی۔ ادیب۔ حکیم۔ لغوی۔ نحوی۔ منطقی۔ متکلم تھے۔ ۶۲۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے
لڑکپن میں جمال الدین حصیری سے فقہ حاصل کی پھر سخاوی سے ساتوں قراتیں
پڑھیں اور ابن زبیدی وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا یہانتک کہ جملہ علوم میں فائق ہوئے
اور قاہرہ میں ۶۸۰ھ میں تشریف لائے اور اسی جگہ اخیر دم تک ٹھہرے رہے اور تدریس
و افتا آپ کا کام رہا۔ ابن حبیب نے آپ سے سماع کیا۔ بڑے زاہد و متقی تھے مگر وفات
سے دو برس پہلے آپ کا ذہن متغیر ہوگیا تھا۔ وفات آپ کی ماہ رجب ۷۱۴ھ میں ہوئی۔ محدث
زبدۂ انجمن تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن اسمٰعیل المعروف بابن المعلم بن عثمان تقی الدین قرشی۔ رشید الدین
لقب تھا۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل تھے۔ فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی اور مدت تک
تدریس و افتا میں مشغول رہے اپنے والد کی وفات کے بعد ایک ماہ زندہ رہکر قاہرہ میں
۷۱۴ھ ہجری میں وفات پائی۔

داؤد بن اغلبک بن علی رومی المعروف بہ بدر الطویل۔ آپ نے شہر
قونیہ میں نشو و نما پایا اور جب دمشق میں آکر تیس برس تک رہے تو جلال الدین
عمر خبازی سے تفقہ کیا پھر حلب کو گئے اور وہاں پندرہ برس تک درس و تدریس
میں معروف رہے بعدہ قلعہ مسلمین کی طرف تشریف لیگئے اور وہاں ۷۵۰ھ میں
وفات پائی۔

داؤد بن مروان بن داؤد ملطی۔ نجم الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے
امام فائق۔ فقیہ۔ اصولی تھے آپ سے فقہاء نے بڑا استفادہ کیا اور ۷۵۰ھ میں
وفات پائی۔

عمر بن محمود
عمر بن محمود بن عبد القاہر سراج الدین لقب تھا اور محمد معروف بابن السراج کے والد تھے۔ شیخ عالم فاضل جامع اصناف علوم تھے علم اپنے باپ شہاب الدین محمود شاگرد جمال الدین محمود حصیری تلمیذ قاضی خان سے حاصل کیا۔ پہلے اشرفیہ اور عاشوریہ کے مدرس رہے پھر مصر کی قضا پر مامور ہوئے اور ۳ ماہ رمضان [illegible] کو قاہرہ میں فوت ہوئے۔

خطاب قرہ حصاری
خطاب بن ابی القاسم قرہ حصاری۔ شہر قرہ حصار میں جو قسطنطنیہ سے دس منزل کے فاصلہ پر ہے پیدا ہوئے پہلے اپنے شہر کے علماء و فضلاء سے پڑھتے رہے پھر شام کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء سے حدیث و فقہ و تفسیر حاصل کی یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے ائمہ اور امام محقق و مدقق ہوئے مدت تک تدریس و افتاء میں مصروف رہے [illegible] میں کتاب خلافیات نسفی کی نہایت مفید شرح تصنیف فرمائی پھر اپنے شہر کو واپس آئے اور [illegible] کے بعد وفات پائی۔

حسین بن سلیمان کفری
حسین بن سلیمان بن فزارہ بن بدر بن محمد کفری دمشقی۔ شہر کفر جو ملک شام میں دمشق کے پاس واقع ہے رہنے والے تھے بڑے قاری اور عالم فاضل، فقیہ محدث تھے چنانچہ ساتوں قراءتیں علی عبد الدائم [illegible] سے پڑھیں اور حدیث کو ابن عبد الدائم سے سنا اپنی عمر تدریس و افتاء میں گزار کر [illegible] میں وفات پائی۔ "سماء رحمت" تاریخ وفات ہے۔

قاضی محی الدین کاشانی
قاضی محی الدین کاشانی۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے اجل خلفاء میں سے علوم حدیث و تفسیر و فقہ میں استاد و بے بدل اور زہد و تقویٰ و خوارق و کرامت میں مشہور زمانہ تھے جب آپکو جاذبۂ حقیقی کا شوق غالب ہوا تو آپ نے پروانۂ قضا کو جو بادشاہ کی طرف سے آپکے پاس موجود تھا شیخ کی خدمت میں لاکر پارہ پارہ کر دیا اور فقر و مجاہدہ اختیار کرکے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ وفات آپکی [illegible] میں ہوئی۔ "عالی درجات" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد
محمد بن احمد بن ظہیر الدین رندی(؟) شمس الدین لقب تھا بڑے فقیہ خلافی۔ اصولی۔ عالم فرائض وحساب تھے۔ فقہ [illegible] بن سلیمان [illegible] سے حاصل کی اور آپ سے تاج الدین بن خلیل نے تفقہ کیا۔ [illegible] کتاب ہادی الرشاد و ذوی الالباب الی معرفۃ الصواب اور کتاب ارشاد الاذہان شرح فرائض سراجی اور شرح کتاب عروض اندلسی کی تصنیف کی

محمد بن عبدالرحمن سنجاری

شیخ نظام الدین اولیاء

اور ۷۲۰ھ یا ۷۲۵ھ ہجری کے قریب وفات پائی۔ شہنشاہ جہان تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن محمود سمرقندی سنجاری۔ شیخ کبیر، عالم متبحر، فقیہ ذوالقدر تھے سمرقند مین ۶۵۶ھ ہجری مین پیدا ہوئے بہت سے بلاد و امصار مین پھر کر علم کو حاصل کیا اور کمالیت کے رتبہ کو پہونچ کر ماردین مین اقامت اختیار کی اور وہین تدریس و تصنیف و افتا کا کام دیا یہان تک کہ ماہ رمضان ۷۲۱ھ ہجری مین رحلت فرمائی۔ آرائش دہر آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب عمدۃ الطالب لمعرفۃ المذاہب یادگار ہے جسمین آپ نے مذاہب اربعہ اور مذہب داؤد ظاہری اور شیعہ کو جمع کیا۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ سنجاری طرف سنجار کے منسوب ہے جو ایک شہر جزیرہ مین ہے جسکو سنجار بن مالک نے آباد کیا تھا مگر معلوم نہین کہ صاحب ترجمہ شہر مذکور کی طرف کیون منتسب ہوئے۔

شیخ نظام الدین اولیاء بداؤنی دہلوی۔ آپ کا نام نامی محمد بن احمد بن علی بخاری اور لقب سلطان المشائخ و سلطان الاولیاء و سلطان السلاطین اور خطاب محبوب الٰہی اور نظام الملۃ والدین تھا آپ جیسے اسرار طریقت و حقیقت مین اولیاء کامل و مکمل تھے ویسے ہی علوم فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی و ادب مین فاضل اجل عالم اکمل تھے آپ کے دادا شیخ علی اور نانا خواجہ عرب بخارات پنجاب مین آکر لاہور مین سکونت پذیر ہوئے پھر بداؤن مین مع آپ کے والد ماجد شیخ احمد کے جاکر قیام کیا جہان آپ ۶۳۴ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ جب پانچ سال کا سن شریف ہوا تو آپ کے والد فوت ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو مکتب مین بٹھایا اور آپ نے کلام مجید کو ختم کرکے کتابین پڑھنی شروع کین ابھی سن شریف بارہ سال کو نہ پہونچا تھا کہ آپ لغت کی کتاب پڑھتے تھے اور قدوری کو مولانا علاؤالدین اصولی بداؤنی سے ختم کیا پھر بارادۂ تعلم دہلی مین آئے اور شمس الملک سے مقامات حریری کو پڑھا اور حدیث کو یاد کیا اور مولانا کمال الدین زاہد سے مشارق الانوار کو سند کیا ان ایام مین آپ کو طالب علم نظام الدین بحاث کہا کرتے تھے پھر آپ بیس سال کی عمر مین

اجودھن مین جاکر شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ کی خدمت مین مشرف ہوے اور آپ سے قرآن شریف تجوید کیا اور چھ باب عوارف کے سند کیے اور تمہید ابو شکور سلمی وغیرہ کتابین پڑھین بعد ازان چند سال کی محنت وریاضت وعبادت مین تکمیل کو پہونچکر خرقۂ خلافت حاصل کیا اور دہلی مین تشریف لاکر غیاث پور مین جہان آپکا مزار ہی اور اب بستی نظام الدین اولیاء کے نام سے مشہور ہی سکونت پذیر ہوے اور ہدایت خلق اور افادہ وافاضہ مین وہ فروغ حاصل کیا کہ کسی کو اسوقت کے اولیاء مین سے نصیب نہین ہوا۔ فیض باطنی کا یہ حال تھا کہ جو شخص صدق اعتقاد سے آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا نظر کیمیا اثر کی تاثیر سے ولی کامل ہو جاتا آپ کی کرامات وخوارق عادات سے کتب بھری پڑی ہین اکیانوے سال کی عمر مین چارشنبہ کے روز ۱۸ ربیع الآخر ۷۲۵ھ مین وفات پائی۔ کعبۂ تحقیقی تاریخ وفات ہی۔

زاہد دہ بالی بڑے عالم فاضل عابد۔ زاہد۔ پرہیزگار۔ مقبول الدعوات تھے لوگ آپکو بڑا متبرک سمجھتے تھے پہلے قرمانیہ کے مشائخ کبار اور فضلاء نامدار سے ملاقات کی اور مدت تک نجم الدین مختار زاہدی سے پڑھتے رہے اور فخر الدین بدیع بن منصور قزبنی اور نیز سراج الدین قزبنی سے اخذ کیا پھر شام کو تشریف لیگئے اور وہان صدر الدین سلیمان بن وہب شاگرد حصیری تلمیذ قاضیخان سے فضیلت کا رتبہ اور کمالیت کا درجہ حاصل کیا پھر سلطان عثمان غازی جد سلاطین عثمانیہ سے ملاقات کی اور بادشاہ کے حضور مین قبولیت کا درجہ پاکر اسکی بیٹی سے نکاح کیا جو آپکی وفات سے ایک مہینا پیشتر فوت ہوئی۔ آپ مدت تک تدریس وافتا مین مصروف رہے اور ایک سو بیس سال کی عمر مین ۷۲۶ھ ہجری مین فوت ہوے۔ دین پرست تاریخ وفات ہی۔

محمد بن محمد بن محمد نزیل مرغینان۔ فقہ وجدل مین فائق زمانہ اور جامع اصناف علوم وفنون تھے جامع کبیر کی شرح تصنیف کی اور جامع صغیر کو تہذیب دیا اور ۶۲۲ھ مین وفات پائی۔ عدیم المثال تاریخ وفات ہی۔

محمد بن عثمان بن ابی الحسن بن عبد الوہاب المعروف بابن حریری شمس الدین لقب تھا دمشق مین ۶۵۳ھ ہجری مین پیدا ہوے بڑے عالم فاضل۔ فقیہ کامل۔ عارف مذہب تھے آپکے

وقت مین مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی - علم ابن معلم اسمعیل قرشی تلمیذ جلال الدین محمود حصیری سے اخذ کیا اور دمشق کی قضاء کے متولی ہوے اور ۷۲۵ھ ہجری مین وفات پائی۔

یحییٰ بن سلیمان بن علی رومی - فقیہ فاضل - عالم کامل تھے - فقہ کو ابی العباس سروجی اور رکن الدین سمرقندی سے اخذ کیا اور بعد تحصیل کے تدریس و افتا مین اپنی عمر بسر کر کے ۷۳۰ھ ہجری مین وفات پائی -

عبدالعزیز بن احمد بن محمد بخاری - علاء الدین لقب تھا علامۂ عصر فقیہ دہر تھے - فقہ اپنے چچا محمد مائمرغی تلمیذ شمس الائمہ محمد کردری اور نیز حافظ الدین کبیر محمد بخاری شاگرد کردری تلمیذ صاحب ہدایہ سے حاصل کی اور آپ سے قوام الدین محمد کاکی اور جلال الدین عمر بن محمد خبازی نے تفقہ کیا - تصنیف بھی نہایت برجستہ و معتبر کی جو مقبول انام ہوئی جسمین سے کتاب کشف الاسرار شرح بزدوی اور کتاب تحقیق شرح منتخب حسامی مشہور و معروف ہین اور اکثر محققین اہل اصول کی معتمد علیہ ہین - وفات آپکی ۷۳۰ھ مین ہوئی - عالم مشہور امام تاریخ وفات ہے -

عثمان بن ابراہیم بن مصطفی بن سلیمان ماردینی - فخر الدین لقب تھا - نحوی - لغوی - مفسر - محدث - ادیب - بلیغ - شیخ وقت - مرجع خاص و عام تھے - ولایت مصر مین مذہب حنفیہ کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور تحدیث و تدریس اور افتا آپکا کام رہا - جامع کبیر امام محمد کی شرح تصنیف کی اور اسکو گمنام منصوریہ مین ڈالدیا - آپ کے دونون بیٹون یعنے قاضی القضاۃ علی و تاج الدین ابو العباس احمد اور مصنف جواہر المضیہ محی الدین عبدالقادر قرشی وغیرہم نے آپ سے علم اخذ کیا - اکاسی سال کے ہوکر قاہرہ مین ماہ رجب ۷۳۱ھ مین فوت ہوے - شریف عالم تاریخ وفات ہے -

ابراہیم بن سلیمان رومی قونوی معروف بہ منطقی - رضی الدین لقب تھا علامۂ فاضل متدین متواضع اور اپنے تلامذہ کے ساتھ بڑے محسن تھے - مدت تک دمشق مین مدرسہ نوریہ کے مدرس رہے اور ایک گروہ کثیر نے استفادہ کیا سات دفعہ حج کیا اور ۷۳۲ھ مین وفات پائی - حرات ملک آپکی تاریخ وفات ہے - آپ کی تصنیفات سے جامع کبیر کی شرح چھ جلدون مین اور کتاب منظومہ کی شرح یادگار ہے - قونوی طرف قونیہ کے منسوب ہے

جوایک مشہور و معروف شہر ملک روم مین ہر۔

علی بن احمد بن عبد الواحد بن عبد المنعم بن عبد الصمد طرسوسی ۔ ماہ رجب ۶۶۹ھ

ہجری مین پیدا ہوے آپ نجم الدین ابراہیم طرسوسی صاحب فتاوی طرسوسیہ کے باپ تھے

عماد الدین لقب تھا اور قاضی القضاۃ کے نام سے پکارے جاتے تھے ۔ علم ابی العلاء

محمود فرضی اور بہاء الدین ابی جابر ایوب بن النحاس حلبی سے حاصل کیا ۔ ۷۲۲ھ ہجری مین

دمشق کی قضاء آپ کے سپرد ہوئی پھر کچھ مدت کے بعد اسکو آپ نے اپنے بیٹے کے لیے

چھوڑ دیا اور کئی ایک مدارس مین درس دیا آپ قرآن شریف بڑی جلدی پڑھا کرتے تھے

یہانتک کہ نماز تراویح مین تین ساعت یعنے ساڑھے سات گھڑی مین تمام قرآن ختم کرلیا

کرتے تھے اور کئی دفعہ اعیان و ارکان کے حضور مین آپ نے دو ثلث ایک ساعت مین

تمام قرآن پڑھ دیا جیساکہ شیخ عبد القادر صاحب جواہر مضیہ اور علی قاری نے لکھا ہر

اگرچہ اسقدر تیزی سے قرآن شریف ختم کرنا سامعین کے استعجاب کا باعث ہر مگر

یہ بات انکی کرامات مین سے تھی اور اس وصف کے بہت سے قاری گذرے ہین

یہانتک کہ بعض انمین سے روزمرہ چار ختم روز اور چار ختم رات کو قرآن شریف کے

کیا کرتے تھے جیساکہ امام نووی اور صاحب اتقان وغیرہم نے لکھا ہر پس اس سے

انکار کرنا ایسا ہی جیسا صدور خوارق سے انکار کرنا ۔ وفات آپ کی ۷۴۸ھ مین

ہوئی ۔ مشہور اقلیم تاریخ وفات ہر ۔

محمد بن عثمان اصفہانی المعروف بابن عجمی ۔ شمس الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے

امام فاضل ۔ فقیہ محدث تھے ۔ مدت تک اقبالیہ مین مدرس رہے اور مدینہ نبویہ مین تحدیث

کی اور نیز مدرسۂ شریفیہ نبویہ مین درس دیا اور حدیث کو دمشق مین روایت کیا ۔ علم حج

مین ایک کتاب منسک نام جمع کی اور بقول ابو الفداء ۷۳۳ھ مین وفات پائی بزرگ شہر تاریخ وفات ہر ۔

عمر بن محمد بن احمد بن ہبۃ اللہ عقیلی حلبی المعروف بابن عدیم ۔ عالم فاضل ادیب

شاعر ذی فنون صاحب مروت و عصبیت تھے نجم الدین لقب اور ابو القاسم کنیت تھی

مدت تک حلب کے قاضی رہے اور قاضی القضاۃ کے خطاب سے مشہور ہوے آپ نے اپنے زمانہ والیٔ مصر

کسی کو گالی نہین دی اور نہ کسی سائل کو نا امید کیا۔ ۶۴۲ھ مین حماۃ علاقہ حلب مین فوت ہوئے۔ ابو الفداء نے آپ کے حق مین مندرجہ ذیل دو شعر انشاد کیے ہین ؎ فما کان نجم الدین شمساً اشرقت بحماۃ للدانی بہا و القاصی + عدمت ضیاء ابن العدیم فانشدت ، ما للکلیب فیا ہلاک العاصی۔

عبد الکریم بن عبد النور بن منیر بن عبد الکریم حلبی۔ ۱۶ رجب ۶۶۴ھ ہجری مین پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام اور فقیہ فاضل محدث کامل تھے۔ قطب الدین لقب تھا۔ علم شمس الدین محمود بن ابی بکر کلاباذی فرضی سے اخذ کیا اور حدیث کو بکثرت سنا اور بیان کیا یہانتک کہ حفاظ اور نقاد حدیث مین شمار ہوے اور کئی دفعہ حج کیا۔ کتابون کے عاریتاً دینے مین بڑے جوانمرد تھے۔ کتاب اہتمام بہ تلخیص الالمام اور شرح صحیح بخاری دس مجلدون اور شرح سیرت عبد الغنی تصنیف فرمائی اور مصر کی ایک تاریخ لکھی اور پر دس جلدین لکھی۔ علاوہ انکے اور بہت کتابین تصنیف کین اور سلخ ماہ رجب ۷۳۵ھ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی۔ محدث مقبول تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن اسحٰق بن ابراہیم بن محسن جعبری۔ ابو المحاسن کنیت اور صدر القرا لقب تھا اپنے زمانہ کے امام۔ زاہد۔ مجتہد۔ محدث۔ فقیہ۔ حافظ۔ مفسر۔ ثقہ متقن۔ قراأت اور روایات مین فرد زمانہ تھے۔ علوم ابی العباس احمد سروجی سے اخذ کیے اور مدت تک تحدیث و تدریس اور افتا کا کام دیا لیکن اعتزال کی تہمت آپ کو دیگئی۔ قاہرہ مین ماہ شعبان ۷۳۵ھ ہجری مین وفات پائی۔ محدث معجز بیان تاریخ وفات ہے۔

موسیٰ بن محمد تبریزی۔ ابو الفتح کنیت مصلح الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل تھے ۶۶۹ھ ہجری مین پیدا ہوے اور ۷۰۰ھ کو دمشق مین تشریف لائے پھر واپس گئے اور ۷۲۶ھ مین پھر آئے اور قاہرہ مین رونق افروز ہوئے۔ کتاب بدیع کی ایک نہایت مفید رفیع نام تصنیف کی جب حج کرکے مدینہ منورہ کو جاتے تھے تو وادی بنی سالم مین پہونچکر ۲۰ ماہ ذی الحجہ ۷۳۶ھ مین وفات پائی۔ خلیل اللہ تاریخ وفات ہے۔

احمد بن حسن المعروف بابن زرکشی لقب شہاب الدین تھا مدرسہ حسامیہ مین مدرّس

مدرس رہے اور ہدایہ کی شرح سغناقی کا انتخاب کیا اور ماہ رجب ۷۳۰ھ میں وفات پائی۔

اسمٰعیل بن خلیل فرضی نحوی - تاج الدین لقب تھا بڑے فقیہ۔ فرضی۔ اصولی صالح پرہیزگار نیکوکار۔ عابد زاہد تھے فقہ فخر الدین عثمان بن مصطفی ماردینی اور نجم الدین ملطی و شمس الدین محمود بن احمد سے حاصل کی اور ایک کتاب مقدمہ فقہ و فرائض میں تصنیف کی اور قاہرہ میں ۷۳۶ھ یا ۷۳۹ھ میں وفات پائی۔ مہترانام تاریخ وفات ہے۔

علی بن بلبان بن عبداللہ فارسی - ابو الحسن کنیت اور علاء الدین لقب تھا اصول و فروع میں بڑے متبحر عدیم النظیر۔ فقید المثیل فقیہ۔ نحوی۔ محدث حسن المذاکرہ تھے اصول و فقہ کو علاء قونوی اور شمس الدین ابی العباس احمد سروجی اور صدر الامین محمد بن عباد خلاطی سے اخذ کیا اور حدیث کو دمیاطی و محمد بن علی بن صاعد اور ابن عساکر وغیرہم سے سنا اور نحو ابی حیان سے پڑھی یہاں تک کہ اصول و مذہب میں مقدم اور نحو میں متقن ہوئے۔ کتاب صحیح ابن حبان اور کتاب معجم الطبرانی کو ابواب پر مرتب کیا۔ جامع کبیر کی شرح تصنیف کی اور خلاطی کی تلخیص جامع کبیر کی بھی تحفۃ الحریص نام ایک بڑی شرح تصنیف کی اور رسول اللہ کی سیرت لطیفہ اور ایک کتاب جامع مسائل مناسک میں تالیف کی آپ ۶۷۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۹ ماہ شوال ۷۳۹ھ ہجری کو قاہرہ میں فوت ہوئے مرآت زمان تاریخ وفات ہے۔

یحییٰ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالرحمٰن المعروف بہ ابن القوبی جمال الدین لقب تھا۔ عالم فاضل۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ ادیب تھے۔ حدیث کو سنا اور لوگوں سے بیان کیا تدریس و افتاء میں تمام عمر مصروف رہے اور دمشق میں ۷۴۲ھ ہجری کو وفات پائی۔ عزت دارین تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن عمر بن یوسف صوفی - شیخ کبیر۔ عالم نحریر۔ جامع علم حقیقت و شریعت تھے۔ آپ سے فضل اللہ صاحب فتاوی صوفیہ نے اخذ کیا۔ آپ کی تصنیفات سے جامع المضمرات شرح مختصر قدوری معروف و مشہور ہے جو جامع تفاریع کثیرہ اور حاوی مسائل غفیرہ ہے۔ ۸۳۲ھ میں وفات پائی۔ رفیع الشان تاریخ وفات ہے۔

عثمان بن علی بن محجن زیلعی۔ ابو محمد کنیت فخر الدین لقب تھا۔ معرفت فقہ و نحو و فرائض مین بڑے مشہور تھے ۷۰۵ھ ہجری کو قاہرہ مین آئے تدریس و افتا اور تنقید و تحقیق فقہ کی کرکے علم فقہ کو پھیلایا اور ایک جم غفیر کو فائدہ پہونچایا کنز الدقائق کی ایک نہایت معتبر شرح تبیین الحقائق نام تصنیف کی جو مقبول انام ہوئی۔ صاحب کشف نے بیان کیا ہے کہ آپ نے جامع کبیر کی بھی شرح تصنیف کی ہے۔ وفات آپ کی ماہ رمضان ۷۴۳ھ ہجری مین ہوئی اور قرافہ مین دفن کیے گئے۔ زیلعی طرف زیلع کے منسوب ہے جو ایک شہر ساحل بحر حبشہ پر واقع ہے۔

احمد بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفی ماردینی۔ قاہرہ مین شنبہ کی رات ۲۵ ماہ ذی الحجہ ۶۸۱ھ ہجری مین پیدا ہوئے فقہ اپنے باپ اور بھائی سے پڑھی اور حدیث کو دمیاطی اور ابن صواف سے سنا اور روایت کیا مدت تک تدریس کی اور فتوی دیا۔ تاج الدین لقب تھا مگر ابن ترکمانی کے نام سے مشہور تھے تصانیف بہت عمدہ فقہ و اصول فقہ و حدیث و فرائض و نحو و ہیئت اور منطق وغیرہ مین کین اور جامع کبیر و ہدایہ کی شرح تصنیف کی اور غرہ ماہ جمادی الاول ۷۴۴ھ ہجری مین وفات پائی۔ "معدن شرف" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

برہان الدین بن علی بن احمد بن علی بن سبط بن عبد الحق واسطی۔ امام عالم فقیہ محدث۔ عارف غوامض مذہب قاضی ولایت مصر تھے۔ روایت اپنے جد امجد اور ابن النجاری سے کی درس دیا اور مناظرے کیے۔ ہدایہ کی شرح تصنیف کی اور بیہقی کی سنن کبیر کا مختصر کیا اور ماہ ذی الحجہ ۷۴۴ھ ہجری مین وفات پائی۔ "گوہر شاہوار" تاریخ وفات ہے۔

علی بن داود بن یحیی بن حیان بن عبد الملک قحفازی۔ نجم الدین لقب اور ابو الحسن کنیت تھی۔ امام فاضل۔ فقیہ محدث۔ اصولی۔ نحوی۔ شیخ اہل دمشق تھے۔ بڑے بڑے علما و فضلا سے علم اخذ کیا چنانچہ فقہ شمس حریری اور اصول بدر بن جماعہ سے اخذ کیا اور حدیث کو نجم شقراوی سے سنا۔ نحو علاء بن مطرزی اور عربی محمد تونسی سے پڑھی اور سوا کتاب مناسک حج اور کچھ نظم و نثر کے آپ نے تصنیف اسواسطے نہ کی کہ لوگ مصنفین پر عیب پکڑتے ہین پس کیا ضرورت ہے کہ اپنے آپ کو نشانہ بنایا جاوے۔ جمادی الاولی

مین پیدا ہوئے اور ۱۴ ماہ رجب ۷۴۵ھ کو وفات پائی۔ بحر سعادت آپکی تاریخ وفات ہی۔

عبید اللہ صدر الشریعۃ الاصغر بن مسعود بن تاج الشریعۃ محمود بن صدر الشریعۃ الاکبر احمد بن جمال الدین عبید اللہ المحبوبی صاحب شرح وقایہ اپنے زمانہ کے امام متفق علیہ اور علامہ متفق الیہ حافظ قوانین شریعت۔ ملخص مشکلات اصل و فرع۔ منقح فروع و اصول عالم معقول و منقول۔ فقیہ۔ اصولی۔ خلافی۔ جدلی۔ محدث۔ مفسر۔ نحوی۔ لغوی۔ ادیب۔ نظار۔ متکلم۔ منطقی۔ عظیم القدر۔ جلیل المحل۔ مغذی علم وادب تھے۔ نسب آپ کا عبادہ بن صامت صحابی کی طرف منتہی ہوتا ہی اور صدر الشریعہ کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ علم اپنے دادا امام تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعۃ تلمیذ جمال الدین محبوبی والد خود شاگرد شیخ الاسلام مفتی امام زادہ تلمیذ عماد الدین بن شمس الائمہ زرنجری سے حاصل کیا آپ اپنے دادا کی تقیید نفائس اور جمع کرنے فوائد مین بڑے مہتمم تھے اسلیے آپ نے انکی کتاب وقایہ کی نہایت عمدہ شرح تصنیف کی جو آپ مقبول انام اور مشہور بین الخواص والعوام ہی پھر آپ نے کتاب وقایہ کو مختصر کر کے نام اسکا نقایہ رکھا اور اصول فقہ مین ایک لطیف متن تنقیح نام سے تصنیف کیا پھر اسکی ایک شرح نفیس توضیح نام سے تالیف کی۔ علاوہ انکے کتاب مقدمات الاربعہ اور کتاب تعدیل العلوم فی اقسام العلوم العقلیہ اور کتاب الوشاح فی علم المعانی اور کتاب الشروط و کتاب المحاضر وغیرہ تصنیف کین جو تمام علماء و فقہا کے نزدیک مقبول و معتمد ہوئین اور انھون نے انکے بڑی خوشی سے حواشی تصنیف کیے۔ وفات آپکی ۷۴۷ھ مین ہوئی۔ آپ کی مزار اور آپ کی اولاد اور اجداد و والدین کی قبرین شرع آباد بخارا مین ہین لیکن آپ کے دادا تاج الشریعہ اور نانا برہان الدین کرمان مین ہین جہان وہ فوت ہوئے۔ تاریخ وفات آپکی جلیل المراتب ہی۔

مولانا شمس الدین یحیی اودی۔ علماے مشاہیر مین سے فقیہ محدث۔ عالم فاضل۔ جامع منقول و معقول۔ حاوی فروع و اصول تھے اور آپ کے زمانہ مین کسیکو علماے وقت مین سے علوم فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ مین آپ کے ساتھ تاب مقاومت نتھی اکثر لوگ دور دراز سے آپ سے تلمذ کرتے اور آپ کی شاگردی کو ایک فخر سمجھتے تھے

شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی نے آپ کی تعریف میں فرمایا ہی ؎ سألت العلم من احیاک حقاً + فقال العلم شمس الدین یحیی + جن دنون آپ واسطے تحصیل علم کے اودھ سے دہلی میں تشریف لائے شیخ نظام الدین اولیاء کی کرامات کا نہائت شہرہ ہو رہا تھا ایک دن آپ بھی ہمراہ مولانا صدر الدین نادی کے شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ نے آپ سے پوچھا کہ آپ شہر میں کونسی جگہ رہتے ہین اور کونسی کتاب پڑھتے ہین آپ نے عرض کیا کہ مولانا ظہیر الدین بھکری سے اصول بزدوی پڑھتا ہون شیخ نے آپ سے بعض مواضع کتاب مذکور کے جو اشکال مین مشہور رکھتے آپ سے پوچھے آپ نے عرض کیا کہ سبق ہمارا اسی جگہ تک پہونچا ہی اور یہ باتین جو آپ نے پوچھی ہین ہم پر بھی مشکل رہی ہین اسپر شیخ نے ان تمام مواضع کو ایسا حل کیا کہ آپ شیخ کے معتقد راسخ ہو گئے اور بعد چندے مرید ہو کر مرتبہ کمالیت کو پہونچے لیکن بعد حصول خلافت کے بہت کم لوگون کو مرید کرتے تھے آپ نے مشارق الانوار کی شرح تصنیف کی اور اسمین یہ روائت نقل کی کہ ماتثاوب النبی قط یعنی آنحضرت صلعم نے ہرگز ادباسی نہین لی کہتے ہین کہ سلطان محمد تغلق نے جسنے مخلوقات کو نہایت تنگ کر رکھا تھا آپ کو اپنے پاس طلب کر کے حکم دیا کہ آپ جیسے عالم فاضل کا یہان کیا کام ہی آپ کاشمیر کو جاوین اور وہان خلقت خدا کو اسلام کی طرف دعوت کرین اسوقت تو آپ کاشمیر کا جانا منظور کر کے سلطان کی مجلس سے باہر آ گئے مگر لوگون سے آکر فرمایا کہ مین نے خواب مین اپنے شیخ کو دیکھا ہی کہ وہ مجکو اپنے پاس بلاتے ہین دوسرے روز آپ کے سینہ مین ایک دنبل نکل آیا اور آپ بیمار پڑ گئے جب یہ خبر سلطان کو ہوئی تو اسنے اس احتمال سے کہ شاید آپ بہانہ کرتے ہین اپنے پاس بلایا ادہر آپ نے سنہ ۷۴۷ ہجری مین اس جہان کو وداع کیا اور قبر آپ کی یاران چبوترہ مین واقع ہی۔ زاہد خلق تاریخ وفات ہی۔

عبد اللہ بن فخر الدین احمد المعروف بابن فصیح بن علی بن احمد عراقی کوفی جلال الدین لقب تھا سنہ ہجری مین پیدا ہوئے اپنے باپ کی طرح جامع علوم نقلیہ عقلیہ کے تھے اور حدیث کے بڑے طالب تھے چنانچہ بغداد مین ایک جماعت سے حدیث کو سنا اور دمشق مین حافظ ذہبی اور جندی سے سماعت کیا یہانتک کہ کمال فضیلت کو پہونچے وفات آپ کی سنہ ہجری مین ہوئی

عبد اللہ بن فخر الدین احمد ابن فصیح کوفی

محمد بن محمد بن احمد سنجاری المعروف بقوام الدین کاکی۔ عالم فاضل۔ فقیہ متبحر تھے۔ علم علاء الدین عبد العزیز بخاری شاگرد فخر الدین محمد بن محمد مایمرغی سے حاصل کیا اور اُن سے اور حسام الدین حسن سغناقی سے ہدایہ کو پڑھا اور قاہرہ میں آکر جامع ماردین میں اقامت اختیار کی اور افتا و تدریس میں مشغول رہے یہانتک کہ ۷۴۹ھ میں وفات پائی۔ چشمۂ عرفان تاریخ وفات ہے۔ ہدایہ کی شرح مسمی بہ معراج الدرایہ اور کتاب عیون المذاہب ائمہ اربعہ کے اقوال میں تصنیف کی۔

محمد بن احمد بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفی ماردینی ترکمانی۔ سنہ ۷۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ جلال الدین لقب تھا۔ عالم متبحر اور نادر زمانہ سے تھے مگر افسوس آپ کی عمر نے وفا نہ کی اور عین نوجوانی کی حالت میں سنہ ۷۴۵ھ میں انتقال کیا۔ کہتے ہیں کہ اگر آپ کی عمر وفا کرتی تو آپ اپنی ذکاوت اور ہوشیاری کے باعث اپنے زمانہ کے علماء و فضلاء سے سبقت لیجاتے۔

علی بن محمد حاصری۔ نور الدین لقب تھا۔ بڑے فقیہ۔ اصولی۔ فرضی تھے۔ سنہ ۶۹۶ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ علوم شیخ شمس الدین محمود سے پڑھے بعد ازاں درس و افتاء میں مصروف رہے اور سنہ ۷۴۹ھ میں وفات پائی۔

عبد العزیز بن علی بن عثمان ماردینی ترکمانی فقیہ فاضل۔ عالم کامل تھے۔ علم اپنے باپ سے اخذ کیا اور انہیں سے حدیث کو سنا اور روایت کیا اور اپنے ہاتھ سے بہت کچھ لکھا۔ کئی جگہ مدرس مقرر رہے اور اپنے باپ کی ہی حیات میں سنہ ۷۴۹ ہجری میں وباء سے فوت ہوئے۔

شیخ احمد بن عبد اللہ المعروف بہ ابن المہاجر حنفی۔ شہاب الدین لقب تھا نحو و عروض میں عالم فاضل۔ فقہ و اصول میں عارف کامل تھے حماۃ میں قاضی جمال الدین عبد اللہ بن العدیم کی طرف سے نائب رہے۔ آنحضرت کی مدح میں قصائد اور نظم حسنہ تصنیف کی اور ماہ رجب سنہ ۷۴۹ھ میں وفات پائی۔

علی بن عثمان بن ابراہیم ماردینی۔ علاء الدین لقب تھا لیکن ابن ترکمانی سے مشہور تھے۔ فقہ و اصول میں امام عالم۔ شیخ کامل بارع۔ محقق۔ مدقق اور فنون عقلیہ و

نقلیہ میں ماہر متبحر اور حدیث و تفسیر میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ فرائض۔ حساب۔ شعر تواریخ میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ مدت تک ولایت مصر کے قاضی رہے۔ تصانیف کثرت سے کیں چنانچہ آپ کی تصانیف سے بہجۃ الاعاریب بما فی القرآن من الغریب۔ و المنتخب فی الحدیث۔ و المؤتلف والمختلف۔ و کتاب الضعفاء والمتروکین۔ و جواہر النقی فی الرد علی البیہقی و مختصر المحصل فی الکلام و مدارک فی اصول الفقہ۔ و مختصر رسالۃ القشیری و مختصر علوم الحدیث لابن الصلاح وغیر ذلک مشہور و معروف ہیں۔ علاوہ انکے کتاب ہدایہ کو بھی مختصر کر کے نام اسکا کفایہ رکھا تھا اور پھر اسکی شرح کرنی شروع کی تھی مگر اسکو تمام نہ کر سکے کہ عاشورہ کے روز ۷۵۰ ہجری میں موت کا پیادہ آگیا۔ ہادی خلق تاریخ وفات ہے۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹے قاضی القضاۃ عبد اللہ بن علی نے شرح مذکور کو پورا کیا۔ صاحب جواہر مضیہ لکھتے ہیں کہ میں نے علی ابن ترکمانی سے ایک پارہ ہدایہ کا پڑھا اور حدیث میں آپ کی ملازمت کی۔ سیوطی نے آپ کی ولادت ۶۹۳ اور وفات ۷۴۵ ہجری میں قرار دی ہے۔

قاضی زین الدین عجمی۔ عالم متبحر اور فروع و اصول میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ابی سعید حاکم تتار کی طرف سے دار القضاء کے متولی ہوئے۔ مختصر ابن حاجب کی شرح تصنیف کی اور [illegible] میں وفات پائی۔ علوم مرتبہ تاریخ وفات ہے۔

احمد بن علی بن احمد ہمدانی کوفی المعروف بابن فصیح۔ ابو طالب کنیت اور فخر الدین لقب تھا۔ کوفہ میں ۶۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے امام علامہ اور جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ آپ کے زمانہ میں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور مدرسہ مشہد ابو حنیفہ کے مدرس رہے۔ علم حسن سغناقی صاحب نہایہ سے حاصل کیا۔ بغداد اور دمشق میں تدریس و تعلیم کو جاری کیا اور فتویٰ دیتے رہے۔ نظم الکنز۔ نظم النافع۔ نظم السراجیہ فرائض میں۔ نظم الکنز اصل فقہ وغیرہ میں کتابیں تصنیف کیں اور آپ سے عبد الوہاب بن احمد بن وہبان دمشقی نے فقہ پڑھی۔ وفات آپ کی دمشق میں یکشنبہ کے روز ۷۵۵ ہجری کو وقوع میں آئی۔ بزرگ کشور آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شیخ کمال الدین علامہ۔ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے خواہر زادہ

اور خلیفہ تھے آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین حسن رضہ تک منتہی ہوتا ہے۔ چونکہ آپ علوم حدیث و تفسیر و فقہ و اصول مین یگانہ زمانہ تھے اسلیے علامہ کے خطاب سے مخاطب ہوئے اور اپنے پیر روشن ضمیر سے خرقہ خلافت کا پہنکر احمد آباد و گجرات مین تشریف لیگئے اور وہان قبولیت عظیم پائی پھر دہلی مین تشریف لائے اور مدت تک خلق کی ہدایت و افادہ مین مشغول رہکر [illegible] مین وفات پائی اور دہلی مین مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات آپ کی "متقی اہل الیقین" ہے۔

ابراہیم بن علی بن احمد بن عبد الواحد طرسوسی۔ نجم الدین لقب اور قاضی القضاۃ خطاب تھا۔ شہر طرسوس کے جو ملک شام مین واقع ہے رہنے والے تھے۔ بڑے عالم فاضل فقیہ اصولی تھے۔ ۷۴۶ھ مین جب آپ کے والد ماجد فوت ہوئے تو آپ کو دمشق کا قاضی بنایا گیا جہان آپ مدت تک منصب فتوی پر متمکن رہے اور تدریس کو جاری رکھا۔ فتاوی طرسوسیہ اور کتاب النفع الوسائل کو تصنیف کیا اور ۷۵۸ھ ہجری مین وفات پائی۔

امیر کاتب العمید بن امیر عمر بن امیر غازی اتقانی۔ آپ کا مولد قصبہ اتقان تھا جو ملک ترکستان مین نہر سیحون کے پار کی طرف واقع ہے کنیت ابو حنیفہ اور قوام الدین لقب رکھتے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ نام آپ کا لطف اللہ تھا۔ ماہ شوال ۶۸۵ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ احمد بن اسعد خریفغی شاگرد حمید الدین علی ضریر بخاری تلمیذ شمس الائمہ کردری اور اپنے ملک کے دیگر علمائے کرام و فضلائے عظام سے متعدد علوم حاصل کیے اور نیشاپور مین جاکر مصنف کتاب کافی سے فخر الاسلام کا اصول پڑھا یہانتک کہ علمائے حنفیہ کے سردار اور فقہ و حدیث۔ لغت۔ عربی۔ وغیرہ مین اعلی درجہ کے لائق فائق ہوئے۔ آپ ہلیلہ سبز اور لسن خام اکثر کھایا کرتے تھے ۷۱۶ھ مین جبکہ آپ حجاز کے سفر مین تھے تو کتاب منتخب حسامی کی شرح تبیین نام تصنیف کرنی شروع کی اور لیلۃ البراۃ مین اسکو ختم کیا۔ ۷۲۰ھ ہجری مین دمشق مین تشریف لائے یہان آپ کو ایک دن امیر نائب سلطنت کے ساتھ نماز مغرب پڑھنے کا اتفاق ہوا امام نماز نے رفع الیدین کیا آپ نے اسکو کہا کہ امام اعظم رح کے مذہب کے رو سے آپ کی نماز باطل ہوئی رفتہ رفتہ یہ خبر قاضی تقی الدین سبکی شافعی المذہب کو پہونچی انھون نے آپ کی تردید کی پس آپ نے ایک مستقل رسالہ رفع الیدین کے بطلان مین لکھا اور اسکو

خبر قاضی تقی الدین سبکی شافعی المذہب کو پہونچی انھون نے آپ کی تردید کی پس آپ نے
ایک مستقل رسالہ رفع الیدین کے بطلان مین لکھا اور اُسکو مکحول نسفی کی روایت سے
جنھون نے امام اعظم رح سے بطلان رفع الیدین کی روایت کی ہے مستند کیا اس بات سے
آپ اور امیر مذکور کے درمیان شکر رنجی ہوگئی اسلیے آپ مصر کو چلے گئے جہان ماہ محرم
۷۲۰ھ مین پہونچے اور لوگون کی درخواست پر آپ نے ہدایہ کی شرح مسمی بہ غایۃ البیان
و نادرۃ الاقران تصنیف کی اور دیباچہ مین لکھا کہ مین ہدایہ کی روایت کو پانچ طریق سے
صاحب ہدایہ تک پہونچاتا ہون علاوہ اسکے ایک رسالہ شہر مین دو جگہ جمعہ کے پڑھنے کے
عدم جواز مین تصنیف کیا پھر مصر سے بغداد مین واپس آئے اور یہان مدت تک مشہد
امام ابو حنیفہ کے مدرس مقرر رہے اور قضا و افتار کا کام کرتے رہے۔ ۷۴۷ھ ہجری مین پھر
دمشق مین تشریف لائے اور ذہبی کی وفات پر ظاہریہ مین مدرسہ دار الحدیث کے مدرس
مقرر ہوئے اور شافعیون سے ہمیشہ مشاجرات و معارضات رکھا کرتے تھے پھر ۷۵۱ھ کو
مصر مین گئے جہان امیر صرغتمش نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور ۷۵۷ھ مین اپنے مدرسہ
صرغتمشیہ کا جو آپ کی خاطر اُسنے بنوایا تھا مدرس مقرر کیا آپ نے اپنی عمر کا اندازہ کیا کہ
مین اب ایک سال سے زیادہ زندگانی نہ کرونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ۱۱ ماہ شوال ۷۵۸ھ ہجری
مین آپ نے وفات پائی۔ عالی مرتبہ تاریخ وفات ہے۔ آپ مین کوئی کسی طرح کا عیب نہ
تھا بجز اسکے کہ آپ بڑے متعصب و خود پسند تھے چنانچہ اپنی کتاب تبیین کے آخر مین
لکھتے ہین کہ اگر اسلاف میری زندگانی مین ہوتے تو البتہ مجکو مصنف ٹھہراتے چنانچہ امام
ابو حنیفہ اجتہدت اور امام ابو یوسف نار البیان اوقدت اور امام محمد حسنت اور امام
زفر اتقنت او حسن امعنت اور ابو حفص اتممت فی ما نظرت اور ابو منصور حققت اور
طحاوی صدقت اور کرخی بورک فی ما نطقت او جصاص احکمت اور ابو زید اصبت
اور شمس الائمہ وجدت ما طلبت اور فخر الاسلام مہرت او نجم الدین نسفی بہرت اور
صاحب ہدایہ یا غواص البحر عبرت اور صاحب محیط فقت فی ما اعلنت او قد تنبئی انت
من الفصحاء کا خطاب دیتے۔

عبد اللہ بن یوسف بن محمد زیلعی جمال الدین لقب تھا علماے اعلام مین سے فقیہ فاضل محدث حافظ جامع اصناف علوم محقق و مدقق تھے حدیث کو اصحاب نجیب سے سماعت کیا اور فخر الدین زیلعی شارح کنز اور علاء بن ترکمانی اور ابن عقیل سے اخذ کیا۔ احادیث واقعہ ہدایہ اور خلاصہ اور تفسیر کشاف کی تخریج کی جس سے آپ کا تبحر فن حدیث اور اسماء الرجال اور آپ کی وسعت نظر فروع حدیث مین کمال ثابت ہوتی ہے یہانتک کہ آپ کی تخریج سے دیگر شراح مثل حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی وغیرہ نے جو آپ کے پیچھے ہوے ہین بڑی امداد لی ہے۔ درر کامنہ مین حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ میرے شیخ زین عراقی اور زیلعی مطالعہ کتب حدیثیہ مین واسطے تخریج ان کتابون کے جنکی تخریج کا اہتمام اُنھون نے اپنے ذمہ لیا تھا مشغول تھے پس عراقی نے تو احادیث احیاء العلوم اور اُن احادیث ترمذی کی جنکا ترمذی نے ہر ایک باب مین اشارہ کیا ہے تخریج کی اور زیلعی نے احادیث ہدایہ اور کشاف کی تخریج کی اور یہ دونون ایک دوسرے کو امداد دیتے تھے۔ علی قاری نے لکھا ہے کہ آپ کے کلام کی برکت احادیث احکام واقعہ ہدایہ اور تمام کتب مذہب حنفیہ پر منبدل ہے۔ وفات آپ کی ماہ محرم ۷۶۲ھ مین ہوئی۔ شمع فروزندہ تاریخ وفات ہے۔ آپ کے نام مین اختلاف ہے اکثر علماء نے تو اسی طرح پر بیان کیا ہے جیسا کہ راقم نے اوپر لکھدیا ہے اور بعض نے اسطرح پر بیان کیا ہے۔ یوسف بن عبد اللہ بن یونس بن محمد واللہ اعلم بالصواب۔

مغلطائی بن قلیج ترکی مصری ۶۸۹ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ علاء الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام حدیث اور اسکے فنون مین حافظ۔ عارف اور علم فقہ و انساب وغیرہ مین علامہ زمانہ۔ محقق۔ مدقق صاحب تصانیف کثیرہ تھے چنانچہ ایک سو کتاب سے زیادہ آپ نے تصنیف فرمائین جنمین سے تلویح شرح صحیح بخاری اور شرح ابن ماجہ مشہور و معروف ہین۔ وفات آپ کی ماہ شعبان ۷۶۲ھ مین ہوئی۔ آپ کی تاریخ ولادت نکتہ پرواز اور تاریخ وفات متبوع مدقق آئینۂ تواریخ سے نکلتی ہے۔

عمر بن اسحٰق بن احمد ہندی غزنوی۔ ابو حفص کنیت سراج الدین لقب تھا اپنے وقت کے امام فاضل۔ فقیہ محدث۔ علامہ بے نظیر بڑے ذکی و فہیم اور مناظرہ و مباحثہ مین شہسوار تھے

تقریباً ۷۰۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ فقہ امام زاہد وجیہ الدین دہلوی اور شمس الدین خطیب دہلوی اور ملک العلماء سراج الدین ثقفی دہلوی اور رکن الدین بداؤنی سے جو اخوۃ تلامذہ ابی القاسم تنوخی تلمیذ حمید الدین ضریر کے ہیں حاصل کی اور مصر میں جا کر وہاں کے قاضی القضاۃ ہوئے تصانیف بھی نہایت معتبر اور عمدہ کثرت کیں جن میں سے توشیح شرح ہدایہ زبدۃ الاحکام فی اختلاف ائمۃ الاعلام۔ شامل فی الفقہ۔ شرح بدیع الاصول۔ شرح مغنی۔ الغرۃ المنیفہ فی ترجیح مذہب ابی حنیفہ۔ شرح زیادات۔ شرح جامع صغیر۔ شرح جامع کبیر لیکن ناتمام۔ قصیدہ تائیہ ابن الفارض۔ کتاب الخلاف۔ کتاب التصوف۔ شرح المنار۔ شرح المختار۔ لوائح الانوار فی الرد علی من انکر علی العارفین لطائف الاسرار۔ عدۃ الناسک فی المناسک۔ شرح عقیدۃ الطحاوی۔ اللوامع فی شرح جمع الجوامع مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی بقول کفوی ۷۷۳ ہجری اور بقول سیوطی و صاحب کشف الظنون ۷۷۳ ہجری میں ہوئی۔ انوار شہادار الش دوران آپ کی تاریخ وفات ہیں۔

شیخ حمید الدین دہلوی

شیخ حمید الدین دہلوی۔ عالم کبیر۔ فقیہ متدین۔ فاضل اجل محقق و مدقق تھے۔ علامہ ابن کمال نے آپ کی بڑی تعریف کی ہے آپ نے ہدایہ کی شرح نہایت برجستہ تصنیف کی اور ۷۶۴ ہجری میں وفات پائی۔ تاج عصر تاریخ وفات ہے۔

ابن ربوہ

محمد بن احمد بن عبد العزیز قونوی دمشقی المعروف بہ ابن ربوہ۔ بڑے عالم فاضل اصولی۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ جدلی۔ نحوی۔ لغوی۔ علامۂ فنون۔ سوار میدان بحث تھے۔ ناصر الدین لقب تھا۔ علم رضی الدین ابراہیم بن سلیمان منطقی اور علاء الدین علی بن بلبان فارسی سے پڑھا۔ شرح منار اور قدس الاسرار فی اختصار المنار اور مذہب المالکیہ شرح فرائض السراجیہ تصنیف کیں اور شام کے ملک میں ۷۶۴ھ میں وفات پائی۔ شہنشاہ زمانہ تاریخ وفات ہے۔

ابن السراج

محمد بن عمر بن شہاب الدین محمود بن ابی بکر بن عبد القاہر رازی المعروف بابن السراج ابی العباس احمد سروجی کی سبط میں سے بڑے عالم فاضل۔ فقیہ مفتی تھے۔ نجم الدین ابراہیم طرسوسی صاحب فتاویٰ طرسوسیہ کے عہد میں دمشق کے مفتیوں میں سے تھے فقہ وغیرہ

اپنے باپ سراج الدین عمر تلمیذ حصیری سے حاصل کی اور شنبہ کے روز ۲۰ ذیقعدہ ۷۷۳ھ ہجری مین وفات پائی - ماہ خلق آپ کی تاریخ وفات ہے -

احمد عینتابی

احمد بن ابراہیم بن ایوب عینتابی - ابو العباس کنیت اور شہاب الدین لقب تھا قلعہ عینتاب مین جو درمیان حلب اور انطاکیہ کے واقع ہے رہتے تھے - دمشق کے عسکر کی قضا آپکے سپرد کی گئی - فتوی اور درس کے لیے لوگ بکثرت آپکے پاس آتے تھے - فقہ مین کتاب منبع شرح مجمع البحرین اور اصول مین شرح مغنی تصنیف کی اور ۷۶۷ھ مین وفات پائی - تاریخ وفات راے روشن ہے -

جابر خوارزمی

جابر بن محمد بن عبد العزیز بن یوسف الخوارزمی الکاثی ۷۰۶ھ ہجری مین شہر کاث مین جو خوارزم کے شہرون مین سے ہے پیدا ہوے - عالم متبحر اور فاضل ماہر محقق فی المنقول و معقول تھے ابو عبد اللہ کنیت اور افتخار الدین لقب رکھتے تھے علم اپنے ماموں ابی المکارم بن ابی المفاخر سے حاصل کیا اور حدیث شکو دمیاطی سے سنا - تحدیث و افتا مین اپنی عمر صرف کی اور ۷۹۶ھ ہجری کو قاہرہ مین وفات پائی - ہادی مذہب تاریخ وفات ہے -

عبد الوہاب دمشقی

عبد الوہاب بن احمد بن وہبان دمشقی - ابو محمد کنیت امین الدین لقب تھا ۷۳۰ھ ہجری سے پہلے پیدا ہوے - فقہ فخر الدین احمد بن علی بن فصیح شاگرد حسن سغناقی تلمیذ حافظ الدین الکبیر محمد بخاری سے حاصل کی اور دیگر علوم علماے شام سے اخذ کیے یہانتک کہ درجہ کمال کو پہنچے اور عربی - فقہ - قرات - ادب وغیرہ مین امام فاضل اور عالم ماہر اور فقیہ بنیہ ہوے - بڑے نیک سیرت - امین حکیم تھے - پہلے مدرس رہے پھر ۷۶۰ھ ہجری مین شہر حمات کی قضا آپکے سپرد ہوئی لیکن دوسرے سال معزول ہوگئے پھر تیسرے سال آپ پر مقرر کیے گیے اور باقی عمر اِس عہدہ پر قائم رہے اور قاضی القضاۃ کے لقب سے ملقب ہوے - ہزار بیت کا بحر طویل مین قافیہ را پر ایک عمدہ قصیدہ منظوم کیا اور اسمین عجیب و غریب مسائل فقہ مذہب حنفیہ کے لائے پھر اُسکی دو جلد مین شرح تصنیف کی - اِسکے بعد کتاب درر البحار مصنفہ محمد بن یوسف قونوی کی شرح تصنیف کی لیکن چالیس سال کی عمر ذی الحجہ ۷۶۸ھ ہجری مین مصنف درر البحار کی حیات مین فوت ہوگئے - تاریخ وفات آپ کی ہادی مذاہب ہے -

قاضی محمد شبلی دمشقی

قاضی محمد بن عبد اللہ شبلی دمشقی - ابو البقاء کنیت اور بدر الدین لقب تھا

سنہ ۷۱۲ہجری مین پیدا ہوئے۔ عالم فاضل فقیہ محدث تھے۔ علم حافظ ذہبی اور مزی سے حاصل کیا اور انھین سے حدیث کو کثرت سے سُنا۔ ایک نفیس کتاب مسمی بہ آکام المرجان فی احکام الجان تصنیف فرمائی جسمین جنات کے حالات و اخبار مع کیفیت انکی پیدائش و آثار کے اس خوبی و خوش اسلوبی سے تحریر فرمائے کہ آج تک ایسی کوئی کتاب اس علم مین تصنیف نہین ہوئی حافظ جلال الدین سیوطی نے آپ کی اس کتاب کو ملخص کیا اور کچھ اپنی طرف سے زیادہ کر کے نام اسکا اکام المرجان فی اخبار الجان رکھا۔ علاوہ کتاب مذکور کے کتاب محاسن الوسائل الی معرفۃ الاوائل اور قلادۃ النحر فی تفسیر سورۃ الکوثر تصنیف کین۔ آپ کا حال آپ کے شیخ ذہبی نے بھی اپنی کتاب معجم مختص مین لکھا اور آپ کو رئیس طلباء اور جوان فضلاء سے یاد کیا۔ وفات آپ کی ۷۶۹ہجری مین ہوئی۔ سراج شہر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبداللہ بن علی بن عثمان ترکمانی ماردینی۔ سنہ ۷۱۹ھ مین پیدا ہوئے جمال الدین لقب اور قاضی القضاۃ کا منصب آپ کو سپرد تھا علم اپنے والد ماجد سے پڑھا اور انھین سے حدیث کو بیان کیا مدت تک شہر کاملیہ مین مدرس رہے اور تصنیف و تالیف مین اپنی عمر بسر کی جب آپ کے والد فوت ہوئے تو آپ ولایت مصر کی قضاء کے متولی ہوئے۔ جمعہ کی صبح ۱۰ شعبان ۷۶۹ہجری مین وفات پائی۔ آپ کے والد علاء الدین علی المشہور بابن الترکمانی اور جد امجد فخر الدین عثمان اور چچا تاج الدین احمد بن عثمان اور چچیرا بیٹا محمد بن احمد بن عثمان بھی اپنے زمانہ کے فاضل بے مثل اور فقیہ بے بدل گذرے ہین۔

محمد بن محمد بن محمد بن امام فخر الدین رازی۔ جمال الدین اقصرائی لقب تھا بڑے محقق و مدقق اور عارف مذہب و حسن سیرت تھے مدرسہ قرامان مین جو مدرسہ سلیک کے نام سے مشہور تھا مدرس مقرر ہوئے مدرسہ کے مالک نے یہ شرط کی تھی کہ مین اس مدرسہ مین اس شخص کو مدرس مقرر کرونگا جسکو علاوہ دیگر علوم و فنون کے صحاح جوہری یاد ہوگی چونکہ یہ شرط آپ مین پائی جاتی تھی اسلیے آپ وہان کے مدرس ہوئے۔ تفسیر کشاف کے حواشی لکھے اور معانی و بیان مین شرح ایضاح اور طب مین شرح موجز تصنیف فرمائی اور پھر اوپر ۷۷۰ہجری مین وفات پائی حق پرست تاریخ وفات ہے۔ آپ کے باپ محمد بن محمد بن امام فخر الدین نے بھی اگرچہ تحصیل علم مین

عبداللہ بن علی ماردینی

محمد بن محمد جمال الدین

بڑی کوشش کی مگر اپنے دادا کے رتبہ کو نہ پہونچ سکے اسیلیے اُنھون نے صرف عزت وعظ پر قناعت کی اور عمر بھر وعظ اور علوم تصوف مین گفتگو کرتے رہے - البتہ آپکے جد امجد محمد بن امام فخر الدین رازی رتبہ تصنیفات کو پہونچے تھے اور امام فخر الدین آنسے بڑی محبت کرتے تھے چنانچہ امام نے کئی کتابین اُنکے لیے تصنیف کین مگر افسوس وہ عنفوان شباب مین فوت ہو گئے -

امام فخر الدین تو شافعی المذہب تھے مگر جمال الدین اقصرائی اور آپ کے والد ماجد محمود واعظ حنفی المذہب ہوئے ہین - اقصرائی طرف اقصری کے منسوب ہے جو ایک شہر کا نام ہے اق بمعنی ابیض و صری بمعنی قصر ہین جسکا ترجمہ سفید محل ہے بعضون نے اقسرائی سین سے لکھا ہے -

عمر بن اسحق بن احمد غزنوی - ابو حفص کنیت سراج الہندی لقب تھا ۷۰۴ھ مین پیدا ہوئے بڑے عالم فاضل - اصولی - مفسر - فقیہ - محدث - وسیع العلم - کثیر المہابت - ذی وجاہت - شیخ الحنفیہ تھے - فقہ کو وجیہ رازی و سراج ثقفی اور زین بدایونی وغیرہ علماے ہند سے حاصل کیا اور حج کیا اور قاہرہ مین قاضی حنفیہ مقرر ہوے - ابن ابی حجلہ کو ابن الفارض کے حق مین کلام کرنے کے باعث تعزیر دی لیکن صوفیون سے تعصب رکھا کرتے تھے - ۷ - رجب کی رات ۷۷۳ھ کو وفات پائی - قران شریف کی ایک تفسیر آپ کی عمدہ تالیفات مین سے یادگار ہے - ستارۂ زمین تاریخ وفات ہے -

شیخ یوسف شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے خلفا مین سے عالم علوم ربانی اور ماہر فقہ و حدیث و تفسیر تھے - ایک کتاب مسمی بہ تحفۃ النصائح مشتمل بر احکام شرع و فرائض و سنن و آداب نظم مین تصنیف کی اور اُسکی ہر ایک بیت کو راے مہملہ پر ختم کیا اور ۸۰۱ ہجری مین وفات پائی - یاقوت انور تاریخ وفات ہے -

عبد القادر بن محمد بن محمد بن نصر اللہ بن سالم قرشی - ابو محمد کنیت اور محی الدین لقب تھا - عالم فاضل - فقیہ محدث - جامع علوم نقلیہ و عقلیہ - حاوی فروع و اصول تھے ۶۹۶ھ مین پیدا ہوے - علم علاء الدین علی بن عثمان ترکمانی اور اُنکے باپ عثمان ترکمانی اور ہبۃ اللہ ترکستانی سے پڑھا اور اُنھین سے احادیث کو سُنا اور روایت کیا مدت تک تدریس و افتا مین مشغول رہے تصانیف بھی بہت کین چنانچہ عنایہ فی شرح

عمر بن اسحق غزنوی

شیخ یوسف

عبد القادر بن محمد قرشی

وتخریج احادیث ہدایہ۔ شرح معنی الآثار طحاوی۔ شرح خلاصۃ الدلائل۔ جواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ۔ تہذیب الاسماء الواقعۃ فی الہدایہ۔ کتاب البستان فی مناقب النعمان۔ الطرق والوسائل فی تخریج احادیث خلاصۃ الدلائل۔ الاعتناء فی شرح الاعتقاد۔ کتاب اوہام الہدایہ۔ کتاب فی المولفۃ قلوبہم۔ کتاب الرد علی ابن ابی شیبہ آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ وفات آپ کی ماہ ربیع الاول ۷۷۵ھ میں ہوئی۔ صاحب اعتبار تاریخ وفات ہے۔

علی بن نصر بن عمر۔ نورالدین لقب اور ابن سوسی کے نام سے مشہور تھے فقیہ فاضل۔ اصول کامل تھے مدت تک مدرسۂ حسامیہ کے مدرس رہے اور ایک کتاب فقہ میں تصنیف کی مگر جب کتاب النکاح تک پہونچے تو ۷۷۶ھ میں موت کا پیادہ آگیا اور اسکو کامل نہ کرسکے۔

منصور بن احمد بن یزید خوارزمی۔ ابو محمد کنیت تھی بڑے عالم فاضل۔ جامع علوم وفنون تھے کتاب مغنی خبازی کی شرح نہایت مفید تصنیف کی اور ۷۷۵ھ میں وفات پائی۔

محمد بن عبد الرحمن بن علی المعروف بہ شمس الدین ابن الصائغ۔ عالم ماہر فاضل متبحر۔ جامع علوم۔ ضابط فنون۔ کثیر الاستحضار فقیہ محدث۔ بارع۔ لغوی۔ نحوی۔ حسن النظم والنثر حسن الاخلاق اور رؤساء کے لیے کثیر المعاشرہ تھے۔ ۷۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ فقہ وغیرہ شہاب بن مرحل اور ابی حیان اور فخر زیلعی سے پڑھی اور حدیث کو شام معز بن دبوسی اور ابی الفتح یعمری سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے علامہ عزالدین محمد بن ابی بکر بن جماعہ نے پڑھا اور جمال بن ظہیرہ اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن جماعہ نے روایت کی مدت تک جامع طولونی وغیرہ کے مدرس اور دار العدل کے مفتی رہے پھر قضاء عسکر کی آپ کے سپرد کی گئی۔ شرح مشارق الانوار شرح الفیہ۔ التعلیقہ فی مسائل الدقیقہ۔ مجمع الفرائد ستر جلد میں۔ المبانی فی المعانی منہج القویم فی فوائد متعلق بالقرآن العظیم۔ نتائج الافکار والرقم شرح بردہ۔ الوضع الباہر فی رفع افعل و الظاہر اختراع الفہوم لاجتماع العلوم۔ روض الافہام فی اقسام الاستفہام۔ الحج۔ الاختصار۔ التذکرہ نحو میں۔ حاشیہ مغنی ابن ہشام وغیرہ تصنیف کیں اور ۱۱۔ ماہ شعبان ۷۷۶ھ یا ۷۷۷ھ ہجری میں وفات پائی۔ میر کشور اور زرائش دارین تاریخ وفات ہیں۔

احمد بن یحییٰ بن ابی بکر التلمسانی المعروف بہ ابن ابی حجلہ نزیل الدمشق ثم القاہرۃ

۶۲۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور علم میں مشغول ہوکر ادیب اجل فصیح اکمل ہوئے پھر حج کیا حنفی المذہب حنبلی الاعتقاد تھے اگرچہ شعر کہتے تھے مگر عروض اچھی طرح نہیں کرتے تھے کتب کو نظم و نثر میں لکھا اور بہت سے مجامیع کو جمع کیا جنمیں سے دیوان صبابہ۔ ومنطق الطیر۔ اور سکردان علم محاضرات میں اور ادب الغصن اور الطیب الطیب ونغمۃ الشاملۃ فی العشرۃ الکاملۃ اور تعبیرات الجمال وغیرہ ہیں اور غرۂ ماہ ذی الحجہ ۶۷۷ھ ہجری کو ۵۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ مہ سپہر جلالت تاریخ وفات ہے۔

محمود بن احمد بن مسعود بن عبد الرحمن قونوی۔ کنیت آپ کی ابو الثنا اور لقب جمال الدین تھا۔ عالم فاضل۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ علم اپنے باپ ابی العباس احمد شاگرد جلال الدین جنازی تلمیذ عبد العزیز بخاری شاگرد فخر الدین محمد مایمرغی سے اخذ کیا اور تدریس و افتا کا کام دیا اور دمشق کے قاضی ہوئے۔ کتاب منتہی شرح مغنی فی الاصول۔ قلائد شرح عقائد۔ زبدۃ شرح عمدہ۔ خلاصۃ النہایہ حاشیہ الہدایہ۔ تقریر شرح تحریر القدوری۔ تہذیب احکام القرآن۔ جمع بین وقفی ہلال والخصاف۔ اعجاز فی الاعتراض علی الادلۃ الشرعیہ۔ معتمد مختصر مسند ابی حنیفہ۔ معتقد شرح معتمد وغیرہ تصنیف کیں۔ علاوہ انکے ایک مقدمہ رفع الیدین فی الصلوۃ تصنیف کیا اور اسمیں اس بات کو ثابت کیا کہ رفع یدین مفسد صلوۃ نہیں۔ وفات آپ کی دمشق میں ۷۷۰ھ یا ۷۷۱ھ میں ہوئی۔ امیر کشور اور روشن گہر تاریخ وفات ہے۔

احمد بن علی بن منصور دمشقی۔ ابو العباس کنیت اور شرف الدین لقب تھا اپنے وقت کے امام فاضل اور فقیہ محدث تھے۔ ولایت مصر کی قضا آپ کو تفویض کی گئی۔ آپ نے کتاب مختار کو جو فقہ میں ہے مختصر کرکے اسکا تحریر نام رکھا اور نیز اسپر شرح لکھی مگر ابھی کامل ہونے نہیں پائی تھی کہ آپ نے ۷۴۴ھ میں دمشق میں وفات پائی۔ نور کشور تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن محمود بابرتی۔ اکمل الدین لقب تھا۔ امام محقق۔ علامہ مدقق۔ حافظ۔ ضابط۔ فقیہ۔ محدث۔ لغوی۔ نحوی۔ صرفی۔ عارف معانی و بیان۔ جامع علوم و فنون۔ عدیم النظیر۔ فقید التمثیل۔ قوی النفس عظیم الہیبۃ۔ وافر العقل تھے۔ ۷۱۰ھ کے قریب پیدا ہوئے مبادی علم کے اپنے شہر کے علما و فضلا سے پڑھے پھر حلب کی طرف تشریف لیگئے

اور وہان کے علماء سے استفادہ کیا پھر سنہ [illegible]ھ کے بعد قاہرہ مین آئے اور ابو الثناء شمس الدین اصفہانی اور ابی حیان سے عربی پڑھی اور حدیث کو دلاصی اور ابن عبد الہادی سے سنا اور فقہ قوام الدین محمد بن محمد کاکی شاگرد حسام الدین حسن سغناقی تلمیذ حافظ الدین کبیر محمد بخاری سے حاصل کی اور آپ سے سید المحققین ابو الحسن سید شریف علی جرجانی اور شمس الدین محمد بن حمزہ فناری اور بدر الدین محمود بن اسرائیل وغیرہ نے تفقہ کیا اور آپ کو شیخونیہ کی مشیخت دیگئی اور کئی دفعہ قضاء کے لیے بھی کہا گیا مگر آپ نے اُسکو اختیار نہ کیا اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف مین مشغول رہے چنانچہ شرح مشارق الانوار [1] شرح ہدایہ المسمی بغنایہ [2] - شرح مختصر ابن حاجب [3] - شرح منار [4] - شرح فرائض سراجیہ [5] شرح تلخیص جامع خلاطی [6] - شرح تجرید طوسی [7] - شرح الفیہ ابن معطی [8] - حواشی تفسیر کشاف [9] - شرح کتاب الوصیۃ امام ابو حنیفہ [10] - شرح تلخیص مفتاح [11] - کتاب التقریر شرح اصول بزدوی [12] - کتاب الانوار اصول مین [13] - تفسیر قرآن شریف [14] وغیرہ تصنیف کین - اور جمعہ کی رات ۱۹ - ماہ رمضان ۷۸۶ھ مین وفات پائی - اور شیخونیہ مصر مین دفن کیے گئے آپ کے جنازہ پر سلطان مع اعیان و ارکان کے حاضر ہوا - معدن برکت تاریخ وفات ہے - بابرتی طرف بابرتا کے منسوب ہے جو بغداد کے علاقہ مین ایک شہر ہے -

میر سید علی ہمدانی

میر سید علی ہمدانی - ہمدان مین دو شنبہ کے روز ۱۲ رجب ۷۱۴ھ ہجری مین پیدا ہوئے - مخزن علوم ظاہری - مظہر تجلیات ربانی - عالم عامل - عارف کامل - صاحب کرامات و خوارق عادات تھے - علوم ظاہری و باطنی مین آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ ایک سو ستر سے زیادہ کتابین تصنیف کین جنمین سے مجمع الاحادیث [1] شرح اسماء الحسنیٰ [2] ذخیرۃ الملوک [3] - شرح فصوص الحکم [4] - مرآۃ التائبین [5] - شرح قصیدہ خمریہ فارضیہ [6] - آداب المریدین [7] - اور دس قواعد اشہر ہین - ۷۸۱ھ مین مع سات سو فقراء و سادات کے ہمدان سے کاشمیر مین تشریف لائے اور محلہ علاء الدین پورہ مین جہان اب آپ کی خانقاہ فیض پناہ ہے جلوہ افروز ہوئے - بادشاہ کمال خشوع و خضوع سے آپ کی خدمت مین حاضر ہوا - اسلام نے جو بلبل شاہ کے وقت سے کاشمیر مین رواج پکڑا تھا

شروع کیا تھا آپ کے وقت مین رونق بے اندازہ حاصل کی اسی لیے آپ کو بانی مبانی اسلام کہتے ہین جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎ یعنی آن بانی مسلمانی + میر سید علی ہمدانی + بادشاہ کو جو جمع بین الاختین کیا ہوا تھا آیت لا تجمعوا بین الاختین پر عمل کرایا۔ تین دفعہ کاشمیر مین آئے اور تین ہی بار سیر و سیاحت ربع مسکون کی فرمائی جب اخیر کو کاشمیر سے رحلت کی تو تہتر سال کی عمر مین میدان کبیر مین پہونچکر سنہ ۷۸۶ ہجری مین انتقال فرمایا اور نعش آپ کی ختلان مین لیجا کر دفن کی گئی۔ مزار آپ کا زیارتگاہ عام ہے شیخ میر محمد اویسی نے قطعہ تاریخ آپ کا اسطرح پر کہا ہے ؎ فخر عارفان شہ ہمدان + گر دمش باغ معرفت بشگفت + مظہر نور حق کہ در دلش بود + عاقبت از جہانیان بنہفت + عقل تاریخ سال رحلت او + سید یا علی ثانی گفت۔

ابراہیم بن محمد بن عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ عقیلی حلبی المعروف بابن عدیم ۔ ۱۵ ذی الحجہ سنہ ۷۱۱ ہجری مین پیدا ہوئے بڑے عالم فاضل تھے۔ نماز ہمیشہ جماعت کے ساتھ پڑھا کرتے اور حلب کے قاضی تھے۔ وفات آپ کی ماہ ذی الحجہ سنہ ۷۸۷ ہجری مین ہوئی۔ معدن برکات تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یوسف بن الیاس قونوی شمس الدین لقب تھا۔ فاضل بے بدل محدث کامل جامع فروع و اصول ضابط معقول و منقول تھے۔ ابن قطلوبغا نے ابن حبیب سے روایت کی ہے کہ شمس الدین محمد اپنے وقت کے علم و عمل مین امام اور طریقہ مین خیر اہل زمانہ۔ علامۃ العلماء قدوۃ الزہاد تھے۔ علم تاج الدین اسمعیل بن خلیل شاگرد فخر الدین عثمان بن مصطفی ترکمانی تلمیذ صدر الدین سلیمان بن ابی العز شاگرد حصیری سے اخذ کیا اور ایسی جید تصنیفات کی جو آپ کے غزارت علم اور دقیق فہم پر دال ہے چنانچہ شرح تلخیص مفتاح۔ شرح مجمع البحرین۔ شرح عمدۃ النسفی جو اصول دین مین ہے اور درر البحار تصنیف کین اور امام نووی کی کتاب منہاج شرح صحیح مسلم اور کتاب مفصل زمخشری کو مختصر کیا اور ۶ جمادی الاولی سنہ ۷۸۸ ہجری مین وفات پائی۔ کوکب برج سعادت تاریخ وفات ہے۔

علی سیرافی۔ علاء الدین لقب تھا عالم فاضل۔ فقیہ کامل تھے۔ علم جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ حاشیہ ہدایہ تلمیذ حسن بن علی سغناقی صاحب نہایہ اور عبد العزیز بخاری صاحب کشف سے

حاصل کیا اور آپ سے سراج الدین عمر قاری الہدایہ استاد ابن ہمام نے ہدایہ پڑھا اور سنہ ۸۲۹ھ میں وفات پائی۔ سیرافی سیراف کیطرف منسوب ہے جو بلاد فارس میں ایک شہر حد کرمان سے ملا ہوا ہے۔

سید یوسف حسینی

سید یوسف بن سید جمال حسینی۔ عالم فاضل جامع منقول و معقول۔ فقیہ۔ اصولی اور مولانا جلال الدین رومی کے شاگردوں میں سے تھے آپ کے آبا و اجداد مشہد سے آکر ملتان میں متوطن ہوئے تھے اور آپ بذات خود سلطان فیروز کے عہد میں سپاہیانہ لباس میں ملتان سے دہلی میں آئے سلطان نے آپ کی فضیلت و علمیت کو مشاہدہ کر کے آپ کو اس مدرسہ میں مدرس مقرر کیا جو حوض خاص پر تعمیر کرایا اور نیز اپنا مقبرہ وہاں بنوایا تھا جہاں آپ کئی سال تک مسند درس و افادت پر متمکن رہکر عوام و خواص کو اپنے چشمہ علوم سے سیراب کرتے رہے۔ صاحب اخبار الاخیار لکھتے ہیں کہ آپ کو ہر ایک جمعہ کی رات کو آنحضرت کی زیارت ہوا کرتی تھی آپ نے قاضی ناصر الدین بیضاوی کی کتاب لب الالباب فی علم الاعراب پر جو ایک متن متین اور اس ولایت میں مشہور و معروف ہے ایک بسیط شرح نہایت تنقیح و ایجاز و اختصار کے ساتھ تصنیف کی جو یوسفی کے نام سے مشہور ہے اور اصول فقہ میں کتاب منار کی شرح مسمی بہ توجیہ الکلام تصنیف فرمائی۔ وفات آپ کی سنہ ۷۹۰ھ میں ہوئی اور حوض خاص پر دفن کیے گئے۔ حقائق شعار تاریخ وفات ہے۔

قاضی عبد المقتدر

قاضی عبد المقتدر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی۔ عالم۔ فاضل۔ فقیہ۔ ادیب۔ فصیح۔ بلیغ۔ جامع علوم نقلیہ و عقلیہ صاحب ظاہر و باطن تھے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے آپ سے علم حاصل کیا بہت سے قصائد و غزلیات عربی آپ کی تصنیفات سے ہیں خصوصاً آپ کا وہ قصیدہ جو معارضہ لامیۃ العجم میں آپ نے کہا ہے آپ کی کمال فصاحت و بلاغت پر دال ہے آپ ہمیشہ تدریس و تعلیم علوم میں مصروف رہے اور اکثر طالب علموں کو تحصیل علم اور حفظ شریعت کی وصیت کیا کرتے اور فرماتے تھے کہ ایک مسئلہ شرعیہ میں فکر کرنا اس ہزار رکعت پر فضیلت رکھتا ہے جو عجب دریا سے پڑھی جاوے کہتے ہیں کہ آپ طالب علمی کے وقت اکثر شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے پاس جاتے اور اُنسے بحث کرتے اور وہ آپ کی بحث کو

پسند کرتے اور آپ کو تحصیل علوم کی ترغیب دیتے تھے یہانتک کہ آپ بعد تحصیل علوم کے شیخ موصوف کے مرید ہوئے اور صفائے باطنی حاصل کر کے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور مناقب چشتیہ مین ایک کتاب مناقب الصدیقین تصنیف کی جسمین شیخ موصوف کے بڑے مناقب درج کیے اور اٹھاسی سال کی عمر مین ۲۰ - ماہ صفر ۷۹۱ھ مین وفات پائی اور درگاہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی مین شمسی کے حوض پر اپنے والد کے متصل مدفون ہوئے۔ نور سعادت تاریخ وفات ہے۔

علامہ سعد تفتازانی

مسعود بن عمر بن عبداللہ تفتازانی سعد الدین لقب تھا ۷۱۲ھ ہجری مین شہر تفتازان واقع خراسان مین پیدا ہوئے علوم قطب اور عضد سے اخذ کیے یہانتک کہ امام اجل علامہ فاضل صرف و نحو و معانی و بیان کے عالم ماہر اور اصول مذہب و منطق وغیرہ کے عارف اکمل استاذ علی الاطلاق مشہور آفاق ہوئے۔ مدت تک آپ امیر تیمور کی مجلس مین صدر الصدور رہے۔ کفوی نے کہا ہے کہ آنکھون نے آپ جیسا اعلام و اعیان مین کوئی نہین دیکھا یہانتک کہ سید شریف مبادی تالیف اور انتشار تصنیف مین آپ کے بحار تحقیق و تحریر مین غوطے مارتے تھے اور تدقیق و تسطیر کے موتی چگتے اور آپ کی شان و جلالت و فضیلت کی تعریف کرتے تھے لیکن جب آپ کا اور سید شریف کا تیمور کی مجلس مین مباحثہ و مناظرہ ہوا تو پھر باہم اتفاق قائم نہ رہا اور سید شریف آپ کے اقوال کی تردید مین ملتزم ہوئے۔ بعض نے آپ کو حنفی المذہب اور بعض نے شافعی قرار دیا ہے مگر اسمین کچھ شک نہین کہ آپ کو فقہ حنفی کی طرف بڑی رغبت تھی اور اسکو آپ نے یہانتک پسند کیا کہ کثرت سے اسمین تصنیفات فرمائی اور نیز قضا حنفیہ کے متولی ہوئے اور آپ کے زمانہ مین مذہب حنفیہ اور فنون علمیہ کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ آپ کی زبان مین ذرا لکنت تھی۔ آپ کی تصنیفات سے اصول عقائد مین شرح عقائد نسفی اور تلخیص مفتاح کی دو شرح کبیر و صغیر یعنے مطول و مختصر معانی اور سروجی کی شرح ہدایہ کا تکملہ اور فتاوی حنفیہ اور شرح تلخیص جامع الکبیر اور تلویح حاشیہ توضیح اور حواشی کشاف غیر مکمل اور شرح زنجانی اور شرح شمسیہ اور شرح خطبہ ہدایہ غیر مکمل اور شرح عضد اور کتاب ارشاد نحو مین حاشیہ شرح مختصر الاصول اور مقاصد الکلام اور اسکی شرح اور تہذیب المنطق والکلام وغیرہ مشہور و معروف مین۔ سمرقند مین یکشنبہ کے روز ماہ محرم ۷۹۱ھ ہجری

مین وفات پائی اور چہارشنبہ کے روز ۹ جمادی الاولے کو آپ کی نعش سرخس کی طرف لیجا کر
دفن کی گئی۔ سلور سعادت تاریخ وفات ہے۔ روضۃ الاخبار المنتخب من ربیع الابرار مین
آپ کی تصنیفات کی تواریخ اسطور پر لکھی ہین کہ پہلے پہل آپ نے ماہ شعبان ۷۳۸ھ ہجری
مین سولہ سال کی عمر مین زنجانی کی شرح لکھی ور شرح تلخیص مطول سے ہرات مین
ماہ صفر ۷۴۲ھ ہجری مین اور اسکے اختصار سے مقام غجدوان مین ۷۵۶ھ مین اور شرح
رسالہ شمسیہ سے ماہ جمادی الاول ۷۵۲ھ ہجری مین مزار جام مین اور تلویح حاشیہ توضیح سے
ماہ ذیقعد ۷۵۸ھ مین مقام گلستان و ترکستان مین اور شرح عقائد نسفی سے ماہ شعبان ۷۶۸ھ
مین اور حاشیہ شرح مختصر الاصول سے ۷۷۰ھ مین اور رسالہ ارشاد سے ۷۷۴ھ
مین خوارزم مین اور مقاصد الکلام اور اسکی شرح سے ماہ ذیقعد ۷۸۴ھ مین اور
تہذیب المنطق والکلام سے ماہ رجب ۷۸۹ھ مین اور شرح مفتاح سے ماہ شوال ۷۸۹ھ مین
سمرقند مین فراغت پائی۔ فتاوی حنفیہ کی تالیف مین یکشنبہ کے روز ۹۔ ماہ ذیقعد ۷۶۹ھ کو
ہرات مین اور مفتاح الفقہ مین ۷۸۲ھ کو اور شرح تلخیص جامع کبیر مین ۷۸۶ھ ہجری کو سرخس
مین اور شرح کشاف مین ۸۔ ماہ ربیع الآخر ۷۸۹ھ ہجری مین مشغول ہوئے۔

احمد بن حسن بن احمد بن حسن القروی۔ ۶۵۱ھ ہجری مین پیدا ہوئے ابو المفاخر کنیت
جلال الدین لقب اور قاضی القضاۃ خطاب تھا اور شہر القرہ مین جو روم کے شہرون مین سے
ایک شہر ہے رہنے والے تھے فقہ اپنے باپ سے پڑھی۔ جامع کبیر اور زیادات کی شرح کو جو
عتابی نے تصنیف کی ہے فخر الدین عثمان بن مصطفے ماردینی اور فرائض ابی العلاء کو شمس الدین
محمود فرضی سے پڑھا۔ قطب نے تاریخ مصر مین لکھا ہے کہ آپ جامع فضائل اور سخی اور
ذی مروت اور حسن المعاشرت اور محب اہل علم تھے جب ستر سال کے ہوئے تو
دمشق کی قضاء آپ کے سپرد کی گئی جہان آپ نے تدریس بھی کی۔ ۷۳۶ھ ہجری مین مصر مین
تشریف لائے جب بیمار ہوتے تو کہتے کہ مجھکو خواب مین آنحضرت ؐ نے فرمایا ہے کہ تو بڑی عمر کا
ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ مارے بڑھاپے کے کوزہ پشت ہوگئے اور ۷۴۵ھ ہجری مین ایک سو
بیالیس سال کی عمر مین وفات پائی۔ صاحب کتاب آکام المرجان فی احکام الجان اپنی

اس کتاب کے بیسوین باب مین لکھتے ہین کہ ہمسے قاضی جلال الدین نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجکو میرے والد ماجد مشرق کی طرف واسطے لانے اہل وعیال کے سفر مین لیگئے ایکدن ہمکو بارش نے نہایت ناچار کیا اور ہم ایک جماعت کے ساتھ ایک غار مین جا کر سو رہے ناگہان مجکو کسی نے جگا دیا جب مین نے نیند سے ہوشیار ہو کر دیکھا تو مجکو ایک درمیانہ قد عورت نظر پڑی جسکی ایک آنکھ طول مین پھٹی ہوئی تھی جس سے مین ڈر کر کانپنے لگا اُسنے کہا کہ تو کیون ڈرتا ہی مین اپنی خوبصورت بیٹی کا جو چاند کے مثل ہی تجھ سے نکاح کر دیتی ہون مین نے خوف سے کہا خدا خیر کرے پھر جو مین نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو مجکو چند عورتین آنکھین پھٹی ہوئی قاضی اور گواہون کی ہیئت مین دکھائی دین وہ میرا نکاح پڑھکر غائب ہو گئین پھر وہی عورت ایک خوبصورت لڑکی کو لائی اور اسکو چھوڑ کر چلی گئی مگر اُسکی بھی آنکھ پھٹی ہوئی مثل ماں کے تھی پھر تو مجکو زیادہ خوف ہوا ہر چند مین نے سنگریزون سے آس پاس کے لوگون کو جگایا مگر وہ بیدار نہوئے یہانتک کہ کوچ کا وقت آن پہونچا اور ہم چل پڑے اور وہ عورت میرے ہمراہ تھی اسیطرح تین دن گذر گئے چوتھے روز پھر اُسکی ماں آئی اور مجھ سے گویا ہوئی کہ معلوم ہوتا ہی کہ میری بیٹی تجھے پسند نہین آئی اور تو اس سے جدائی چاہتا ہی مین نے کہا کہ ہان اُسنے کہا پھر تو اسکو چھوڑ دے مین نے اُسی وقت اُسکو طلاق دیدی اور وہ اُسکو لیکر چلی گئی تب سے پھر مین نے اُنکو کبھی نہین دیکھا۔

محمود بن علی بن عبد اللہ قیسرانی رومی المعروف بالعجمی جمال الدین لقب تھا۔ علامۂ زمانہ۔ فقیہ محدث۔ ماہر علوم نقلیہ وعقلیہ تھے۔ قاہرہ مین تشریف لائے اور تحصیل علوم مین مصروف ہوکر ماہر وباہر ہوئے۔ عہدۂ تدابیر امور اور قضاء حنفیہ کا آپ کے تفویض ہوا مدت تک درس تفسیر وحدیث کا دیتے رہے یہانتک کہ ماہ ربیع الاول [illegible] ہجری کو فوت ہوگئے۔ سلمات علو از تاریخ وفات ہی۔ ابن حجر عسقلانی کتاب مجمع المؤسس للمعجم المفہرس مین آپ کے حالات مین لکھتے ہین کہ مین نے [illegible] ہجری مین آپ سے ملاقات کی اور کچھ پڑھا۔ قیسرانی طرف شہر قیسریہ کے منسوب ہی جو شام کے ملک مین ساحل بحر پر واقع ہی۔

عبد اللہ بن علی بخاری المعروف بالقاضی منصور۔ ابو عبد اللہ کنیت اور تاج الدین لقب تھا سجستان مین [illegible] ہجری مین پیدا ہوئے۔ عالم فاضل۔ فقیہ عدیم النظیر تھے۔

محمود العجمی

فقہ مین کتاب مختار اور فرائض مین کتاب سراجی کو منظوم کیا اور ایک قصیدہ بحر الجاری نام چار ہزار مذہب کے مسائل مین نہایت معتبر تصنیف کیا اور [illegible]ھ ہجری مین وفات پائی ۔ صاحب کشف الظنون سے آپ کی وفات ۷۹۹ھ مین قرار دی ہے۔

خضر بن علی بن خطاب المعروف بہ حاجی پاشا۔ ولایت ایدین ایلی کے رہنے والے تھے قاہرہ کو تشریف لیگئے اور وہان اکمل الدین اور مبارک شاہ منطقی سے علم پڑھا پھر آپ کو ایک ایسا سخت مرض لاحق ہوا کہ جس نے آپ کو علم طب کے شغل پر مجبور کیا پس آپ علم طب مین کامل و ماہر ہوے اور مصر کا شفا خانہ آپ کو تفویض کیا گیا جس کا آپ نے خوب انتظام کیا اور طب مین کتاب شفاء الاسقام اور اُسکی مختصر التسہیل نام تصنیف کی آپ نے قبل اشتغال علم طب کے قطب رازی کی شرح مطالع کی بحث تصورات و تصدیقات پر حواشی تصنیف کیے تھے جنکے بعض مواضع کی سید شریف نے باوجودیکہ وہ اُنکی فضیلت کے قائل تھے تردید بھی کی ہے۔ وفات آپ کی تقریباً [illegible]ھ مین ہوئی۔

ابو بکر بن علی بن محمد حدادی مصری۔ عالم عامل۔ فاضل اکمل۔ مفسر۔ فقیہ۔ عابد زاہد۔ صاحب کرامات تھے ہر روز نیدرہ سبق پڑھا کرتے تھے تصنیفات کثرت سے کین جنمین سے تفسیر کشف التنزیل دو مجلد ضخیم۔ جوہرۃ النیرہ شرح مختصر القدوری چار مجلد۔ سراج الوہاج شرح مختصر القدوری آٹھ مجلد وغیرہ مشہور و معروف ہین۔ وفات آپکی [illegible]ھ مین ہوئی۔ سعادت دارین تاریخ وفات ہے۔

علاء الدین الاسود المشہور بقرہ خواجہ پہلے اپنے ملک کے علماء سے علم پڑھنا شروع کیا پھر بلاد عجم مین کوچ کیا اور وہان کے علماء و فضلاء سے علم حاصل کیا یہانتک کہ رتبہ فضل و کمال کو پہونچے اور اپنے ہم عصرون پر فوقیت حاصل کی بعد ازان روم مین عہد سلطان اورخان بن عثمان غازی مین آئے اُسنے آپ کو مدرس مقرر کردیا جہان آپ نے علم کو پھیلایا اور فقہ کی تدریس کی اور علماء و ائمہ سے مناظرے کیے۔ اثناء تدریس مدرسہ ازنیق مین آپ نے حل مشکلات کتاب وقایہ مین ایک شرح حافلہ کافلہ عنایہ نام سے تصنیف کی۔ صاحب کشف الظنون کہتے ہین کہ آپ کا نام علی بن عمر تھا اور آپ نے

ایک بڑی شرح کتاب مغنی کی بھی تصنیف کی ہے جسکی تصنیف سے [illegible] ہجری مین فارغ ہوے اور [illegible] ہجری مین وفات پائی۔ آپ سے آپ کے بیٹے حسن پاشا اور شمس الدین محمد فناری نے علم پڑھا پھر یہ دونون مدرسہ سلسلہ مین جمال الدین محمد بن محمد اقسرائی کی خدمت مین جانے لگے۔

سید علی قوناوی رومی

سید علی قوناوی رومی۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل۔ جامع علوم مختلفہ۔ واقف فنون متعددہ تھے اور موضع توقات مین جو روم کے علاقہ مین واقع ہے رہتے تھے۔ شرح وقایہ کی شرح عنایہ نام تصنیف کی اور سیر ربیع کی شرح لکھی۔ اخیر آٹھوین صدی مین وفات پائی۔

مولانا معین الدین عمرانی

مولانا معین الدین عمرانی۔ بڑے فقیہ۔ اصولی۔ جامع منقولات و معقولات تھے دہلی کے لوگ آپ کی شاگردی کو ایک فخر سمجھتے تھے آپ کے چشمۂ علوم و فنون سے بہت لوگ سیراب ہوے چنانچہ مولانا خواجگی جو شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے معظم خلفاء اور قاضی شہاب الدین کے اساتذہ مین سے ہین آپ کے شاگرد تھے آپ نے تصنیفات بھی بہت کین چنانچہ حواشی کنز الدقائق و حسامی و مفتاح مشہور و معروف ہین۔ کہتے ہین کہ ابتدا مین آپ کو شیخ نصیر الدین سے بڑا انکار تھا جیسا کہ مولویون کو مشائخ سے ہوتا ہے اتفاقاً آپ کو بیماری سرفہ کی لاحق ہوئی یہانتک کہ اطباء معالجہ سے عاجز آ گئے اور حیات سے مایوسی ہو گئی ایک دن مولانا خواجگی نے جو انہون آپ کے پاس پڑھا کرتے تھے اور بعد سبق کے شیخ نصیر الدین کی خدمت مین بھی حاضر ہوا کرتے تھے عرض کیا کہ اگر آپ میرے ساتھ شیخ کی ملاقات کے لیے قدم رنجہ فرمائین تو امید ہے کہ انکی دعا اور برکت صحبت سے شفاء حاصل ہو جاے پہلے تو آپ کو یہ بات خوش نہ آئی لیکن آخر الامر بسبب اضطرار کے شیخ کی خدمت مین تشریف لیگئے اور ملاقات کی شیخ نے تھوڑی دیر کے بعد طعام طلب کیا اور فرمایا کہ چاول سادہ اور دہی بھی لاؤ جب انواع و اقسام کے کھانے آئے تو شیخ نے چاول و جغرات جو مریض کھانسی کے حق مین ظاہرًا سم قاتل کا حکم رکھتے ہین مولانا کے آگے رکھکر فرمایا کہ بسم اللہ مولانا شیخ کی ہیبت سے انکار نہ کر سکے خدا کی قدرت اور شیخ کی نظر کیمیا اثر سے وہ کھانا آپ کے

حق میں ایسا مفید پڑا کہ فوراً گھانسی جاتی رہی اور آپ بالکل شفایاب ہوگئے اسکے بعد آپ شیخ موصوف کے نہایت معتقد ہوگئے اور انکار کا عقدہ حل ہوگیا۔ آپ کو سلطان محمد بن تغلق شاہ والی ہندستوفی ۷۵۲ ہجری نے شیراز میں واسطے لانے قاضی عضد الایجی کے بھیجا تھا جہاں آپ کی سلطان ابو اسحق نے بڑی تکریم و تعظیم کی اور کچھ دنوں آپ کو وہاں ٹھہرایا جہاں آپ کے آثار فضل اور علم وہاں کے لوگوں اور علما پر ظاہر ہوے۔

سید **جلال الدین** بن شمس الدین خوارزمی کرلانی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ کامل۔ جامع منقول و معقول۔ حاوی فروع و اصول تھے اور یہانتک ضرب المثل اور مشہور زمانہ تھے کہ دور دور سے لوگ آپ کے پاس آتے اور فوائد علمیہ و دینیہ سے فیض یاب ہوتے تھے۔ علم آپ نے حسام الدین حسن سغناقی مصنف نہایہ اور عبد العزیز بخاری صاحب کشف بزدوی سے حاصل کیا اور آپ سے ناصر الدین محمد بن شہاب بن یوسف والد حافظ الدین محمد بزازی صاحب فتاوی بزازیہ اور طاہر بن سلام بن قاسم خوارزمی المعروف بسعد غدلبوشں صاحب جواہر الفقہ اور عبد الاول بن برہان الدین علی بن عماد الدین وغیرہ نے حاصل کیا اور ہدایہ کی شرح کفایہ نام ایسی عمدہ لکھی جو مقبول ہوکر متداول بین الانام ہوئی۔ اگرچہ اس شرح کے مصنف کے باب میں علما نے اختلاف کیا ہے مگر کفوی اور صاحب شقائق النعمانیہ وغیرہ مورخین معتبرہ و علماے ثقہ کے اقوال سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کفایہ شرح ہدایہ کو سید جلال الدین ہی نے تصنیف فرمایا ہے

محمد بن شہاب بن یوسف بن عمر بن احمد کردری۔ ناصر الدین لقب تھا علوم فروع و اصول اور منقول و معقول کے جامع تھے اور محمد بن محمد بن شہاب بزازی متوفی ۸۲۷ھ صاحب فتاوی بزازیہ کے والد ماجد تھے فقہ آپ نے سید جلال الدین مصنف کفایہ شرح ہدایہ سے پڑھی۔

فضل اللہ بن محمد بن ایوب المنتسب الی ماجو۔ امام۔ فقیہ۔ اصولی۔ راس ارباب حقیقت و طریقت تھے۔ علم یوسف بن عمر صوفی صاحب جامع المضمرات

شرح قدوری سے حاصل کیا اور تصوف کو رکن الدین فیض اللہ متوفی ۶۳۵ھ بن ابی المنا ثم صدر الدین بن شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی سے اخذ کیا اور فتاوی صوفیہ تصنیف کیا مگر ابن کمال لکھتے ہین کہ یہ فتاوی کتب غیر معتبرہ مین سے ہی جبتک اسکی مطابقت اصول سے معلوم نہوسے جو اسمین لکھا ہی اسپر اعتبار کرنا ناجائز ہی۔

محمود بن حسین بن اسعد بلخی۔ ابو محمد کنیت تھی امام کبیر۔ فاضل جلیل القدر جامع علوم و فنون تھے علوم یوسف بن عمر صاحب جامع مضمرات سے حاصل کیے اور کتاب افتتاح شرح دعائے استفتاح مین تصنیف کی۔

محمود بن احمد بن عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی۔ تاج الشریعۃ لقب تھا عالم فاضل نحریر کامل۔ بحر زاخر۔ حبر فاخر۔ صاحب التصانیف جلیلہ تھے۔ علم اپنے باپ صدر الشریعۃ احمد سے حاصل کیا اور کتاب وقایہ کو واسطے حفظ کرنے اپنے پوتے صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود بن محمود کے ہدایہ سے منتخب کیا اور فتاوی و واقعات اور شرح ہدایہ تصنیف کی۔

مصطفی ابن ابراہیم الشہیر بہ تجید زادہ۔ مصلح الدین لقب تھا تبحر سے صالح فائق فی العلوم تھے مدت تک سلطان محمد خان کے معلم رہے اور تفسیر بیضاوی پر نہایت عمدہ و مفید حواشی تین مجلد مین کشاف سے تحریر کیے۔

طاہر بن اسلام بن قاسم بن احمد خوارزمی المعروف بسعد بوش۔ علم سید جلال الدین کولانی مصنف کفایہ۔ اخذ کیا جب حج کر کے مصر مین آئے تو سنہ ۷۷۱ھ مین ایک کتاب نہایت لطیف جواہر الفقہ نام دس ابواب پر تصنیف فرمائی اور اسکی تصنیف سے غرہ رمضان کو فارغ ہوے۔ ابتدا اسکی اسطرح پر ہی۔ الحمد للہ الذی بیدہ مقالید الامور الخ۔

محمود رومی الشہیر بخوجہ افندی۔ بڑے عالم فاضل صالح۔ اورع۔ تقی۔ جامع علوم عقلیہ و شرعیہ تھے علوم اپنے زمانہ کے علماء و فضلاء سے حاصل کیے۔ سنہ [illegible]ھ مین سلطان مراد خان نے شہر بروسا کی قضا آپکو دی جس پر آپ زمانہ سلطان

بایزید خان تک قائم رہے لوگ آپ کو بڑا چاہتے تھے۔ چونکہ آپ نہایت ضعیف وپیرسال ہوگئے تھے اسلیئے آپ قوجہ افندی کے نام سے موسوم ہوئے۔ آپ کا ایک بیٹا محمد نام تھا جو بڑا عالم فاضل ہوا مگر عین شباب میں ایک لڑکا موسیٰ پاشا چھوڑ کر مرگیا۔

ابن محمد طاہری

محمد بن محمد بن حسن بن علی طاہری۔ ابو طاہر کنیت حافظ الدین لقب تھا۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ مناظر۔ اصولی۔ زبدہ ارباب فتویٰ۔ بقیہ اعلام ہدیٰ۔ عارف اسرار طریقت۔ کاشف رموز حقیقت تھے۔ علم صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محبوبی سے اخذ کیا اور ماہ ذیقعدہ ۷۴۵ھ ہجری میں آپ کو صدر الشریعہ سے اجازت ملی اور آپ نے اواخر شعبان ۷۷۶ھ میں خواجہ پارسا محمد بن محمد بن محمود حافظی صاحب فصل الخطاب کو جو اسوقت بیس سال کے تھے اجازت دی۔

خطیب

قاسم بن یعقوب اماسی الشہیر بخطیب۔ علوم قراءۃ اور تفسیر وحدیث واصول کے عارف اور اہل تصوف کے محب تھے علم سید احمد قریمی تلمیذ بزازی سے حاصل کیا اور مدرسہ شہر اماسیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان بایزید خان کے جب وہ امیری کی حالت میں تھا معلم بنے اور جب وہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو آپ کو بروسا میں مدرسہ مراد خان دیا گیا پھر سلطان نے اپنے بیٹے احمد کا آپ کو معلم بنایا اور اماسیہ میں فوت ہوئے۔

حدیقہ نہم

نویں صدی کے فقہاء وعلماء کے بیان میں

میر سید عبد اللہ حسینی

میر سید عبد اللہ حسینی۔ اصیل الدین لقب تھا علم تفسیر وفقہ وانشا اور تالیف میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے زبان گوہر فشان آپ کی مفسر حقائق صحف آسمانی تھی اور باطن خجستہ آثار آپ کا مصدر انوار ربانی تھا خاقان سعید کے عہد میں آپ نے شیراز سے ہجرت کر کے ہرات میں سکونت اختیار کی ہفتہ میں ایک دفعہ مدرسہ گوہرشاد آغا میں وعظ ونصائح خلق اللہ میں مشغول ہوتے اور ماہ ربیع الاول میں آنحضرت صلعم کے سنن وسیر کے بیان میں مواظبت کر کے طوائف انام کو محظوظ ومسرور کرتے۔ سیر میں کتاب درج الدرر اور رسالہ مزارات ہرات اور معراج الاعمال تصنیف فرمائے اور ربیع الاول

سنہ ہجری مین وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی شاہنشاہ عالم ہے۔

عبد الاول بن محمد سیرامی

عبد الاول بن محمد سیرامی۔ عالم متبحر۔ فقیہ فاضل تھے۔ اصل وطن آپ کا بلاد عجم مین تھا جہان آپ نے علم حاصل کیا اور کمال کے رتبہ کو پہونچے پھر بلاد روم مین آئے اور وہان کے علما و فضلا سے مباحثے اور مناظرے کیے لوگون نے سلطان روم کے پاس آپ کی فضیلت کی شہادت دی پس اُسنے آپ کو بلدہ کوناہیہ کا مدرسہ عطا کیا جہان آپ نے کتاب نقایہ کی جو فقہ مین ہے ایک نہایت نفیس شرح تصنیف کی اور اُسکے مسائل و معضلات کو بڑی عمدگی سے واضح کیا جسکی تصنیف سے ۸۶۰ھ ہجری مین فارغ ہوئے پھر محمد شاہ بن شمس الدین محمد فناری کے واسطے ایک کتاب اسطرلاب کے بیان مین نظم مین تصنیف کی اور ۸۶۱ھ مین وفات پائی۔

عبد الاول بن برہان الدین

عبد الاول بن برہان الدین علی بن جلال الدین محمد بن زین الدین عبد الرحیم بن عماد الدین بن صاحب ہدایہ۔ فقیہ متقن محدث۔ مفسر۔ جامع علوم مختلفہ تھے۔ فقہ جلال الدین کرلانی مصنف کفایہ شرح ہدایہ سے حاصل کی اور اُنھین سے ہدایہ کو بروایت متصلہ روایت کیا۔ آپ سے شمس الدین قریمی نے اخذ کیا۔ وفات آپ کی [illegible]ھ مین ہوئی۔ فقیہ امام الوقت تاریخ وفات ہے۔

ابن شحنہ

محمد بن محمد بن شحنہ الشہیر بہ ابن الشحنہ۔ محب الدین لقب اور ابو الولید کنیت تھی ۷۴۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے بڑے بڑے علماء و فضلاء سے فقہ و ادب وغیرہ علوم پڑھے حدیث اور اہل حدیث کے بڑے محب تھے کئی دفعہ حلب اور شام کی قضا پر مقرر ہوئے۔ ابن ہمام نے آپ سے پڑھا۔ کتاب روضۃ المناظر فی اخبار الاوائل والاواخر حوادث ۸۰۶ھ ہجری تک تصنیف کی اور حوادث ۸۰۳ھ ہجری مین وہ واقعات بیان کیے جو اُنکے اور امیر تیمور کے درمیان غلبہ حلب کے وقت سوال و جواب کے طور پر واقع ہوئے تھے۔ علاوہ اسکے ایک کتاب سیرت نبویہ اور ایک نظم متوسطہ مین لکھی اور ۸۱۵ھ مین وفات پائی۔ محبت اندیش تاریخ وفات ہے۔

سید شریف

علی بن محمد بن علی جرجانی المعروف بہ سید شریف۔ شہر جرجان مین ۲۲ شعبان ۷۴۰ھ ہجری

مین پیدا ہوئے اور بچپن مین ہی عربی پڑھنے کی طرف رجوع ہوئے جب سولہ دفعہ شرح المطالع پڑھ چکے تو آپکے خیال مین آیا کہ ایک دفعہ خود قطب الدین رازی سے بھی جو کتاب مطالع کی شارح ہین پڑھ لینا چاہیے پس اس ارادہ سے ہرات مین انکے پاس تشریف لیگئے اور اُنسے شرح مطالع پڑھنے کی التماس کی قطب الدین رازی اُسوقت ایک سو بیس سال کی عمر کے تھے اور بسبب بڑھاپے کے اُنکے ابرو آنکھون پر پڑے ہوئے تھے پس اُنھون نے ہاتھون سے دونون ابرو آنکھون سے اُٹھا کر سید شریف کی طرف دیکھا تو یہ عین نوجوانی مین تھے اور اُنکا فکر علم منطق مین مثل روشنی برق کے چمکتا تھا پس قطب الدین نے آپکو کہا کہ تو نوجوان لڑکا ہی اور مین نہایت بوڑھا ہون مین تجکو پڑھا نہین سکتا اگر تو چاہتا ہی کہ مجھسے شرح مطالع سنے تو میرے شاگرد خاص اور تربیت یافتہ مبارک شاہ کے پاس جا جو اسوقت مصر مین مدرس ہی وہ تجکو کتاب مذکور اس طرح پر پڑھائیگا جسطرح کہ اُسنے مجھسے پڑھی ہی پس آپ ہرات سے بلاد مصر کی طرف متوجہ ہوئے راستہ مین آپ نے جمال الدین بن محمد اقسرائی شارح موجز کی جو طب مین ہی شہرت سنی پس آپ بلاد کرمان کی طرف پھرے جب قریب پہونچے تو اقسرائی کی شرح کو جو اُنھون نے ایضاح خطیب قزوینی پر لکھی تھی کسی کے پاس دیکھا اور آپکو وہ پسند نہ آئی اور کہا کہ یہ مثل گوشت گاے کی ہی جسکے اوپر مکھیان بیٹھی ہوئی ہون وجہ اسکی یہ تھی کہ ایضاح ایک مفصل و مبسوط کتاب ہی جو حل کی چندان حاجت نہین رکھتی اور اقسرائی نے پہلے اُسکے تمام متن کو لکھ لیا تھا پھر اُسپر اپنے کلام سے تعاقب کیا تھا اور متن پر سرخ سیاہی سے لکیر پھیر دی تھی پس اس سے وہ شرح گویا مثل گوشت گاو کے جسپر مکھیان بیٹھی ہون ہوگئی تھی جب سید شریف نے اس کتاب کے حق مین ایسا کہا تو بعض طالب علمون نے آپ کو کہا کہ آپ اقسرائی کے پاس جائین اور اُنکی تقریر کو دیکھین کہ وہ تحریر سے کہین بہت بڑھ کر ہی اسپر آپ اُنکی طرف روانہ ہوئے مگر جب شہر مین پہونچے تو اقسرائی اسی وقت فوت ہوگئے تھے آپ نے وہان مولی شمس الدین محمد فناری سے ملاقات کی اور اُنکی رفاقت سے وہان سے مصر کو کوچ کیا اور وہان جاکر اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی صاحب عنایہ

شرح ہدایہ سے فقہ پڑھی پھر آپ مبارک شاہ کی خدمت مین واسطے پڑھنے شرح
شمسیہ اور شرح مطالع کے حاضر ہوئے اُنھون نے فرمایا کہ مین آپ کو مستقل سبق
نہین دے سکتا کیونکہ اتنی فرصت نہین البتہ اگر تمکو صرف سماعت منظور ہی تو اختیار ہی
آپ اسی بات پر راضی ہوگئے اُندنون ایک شخص نے اولاد امراء مصر سے شرح مطالع
مبارک شاہ سے پڑھنی شروع کی تھی پس آپ اُسکے سبق کے وقت حاضر ہوکر
اُسکو سنتے تھے ایک رات کا ذکر ہی کہ مبارک شاہ اپنے گھر کے دروازہ سے نکلکر مدرسہ
کے صحن مین ٹہلنے لگے اتفاقاً سید شریف کا مکان بھی مدرسہ کے متصل تھا
سید شریف اُسوقت یہ کہہ رہے تھے کہ شارح کا یہ قول ہی اور اُستاد یہ کہتا ہی اور مین
یہ کہتا ہون پھر اور کلمات لطیف آپ نے پڑھے جنکو مبارک شاہ سنکر نہایت خوش
ہوئے یہانتک کہ خوشی کے مارے رقص کرنے لگے اور سید شریف کو مستقل سبق پڑھنے
اور کلام کرنے وغیرہ کی اجازت دی پس آپ ایسے رتبۂ کمال کو پہونچے کہ اقران و امثال
پر فائق ہوکر علامۂ دہر وحید عصر ـ فقیہ ـ محدث ـ فصیح ـ بلیغ ـ مناظر ـ جدلی ہوئے
پھر شیراز کو آئے اور سنہ ۷۷۹ ہجری مین جب کہ شاہ شجاع الدین بن مظفر قصر زرد مین
مقیم تھا تو آپ نے اُس سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا اور سپاہیون کا لباس پہنکر سعد الدین
مسعود تفتازانی صاحب مطول و تلخیص وغیرہ سے جو بادشاہ کے پاس آیا جایا کرتے تھے
کہا کہ مین ایک شخص غریب تیرانداز ہون اگر آپ میرے واسطے کوشش کرین تو مجکو
بادشاہ کی ملاقات حاصل ہوجاتی ہی تفتازانی نے یہ بات قبول کی اور گھوڑے پر
سوار ہوکر سید شریف کو اپنے ساتھ لیا جب قصر کے دروازہ پر پہونچے تو سید شریف کو
وہان ٹھہرا کر آپ بادشاہ کے پاس گئے اور سید شریف کے اوصاف بیان کیے اسپر بادشاہ
نے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ مجکو اپنی کار روائی تیراندازی مین دکھلا آپ نے ایک جزو
اُن اعتراضون کے جو اپنے نتائج طبع سے مصنفین پر کیے تھے نکال کر بادشاہ کو
دیے اور کہا یہ میرے تیر ہین اور یہ میری کارروائی ہی پس بادشاہ آپ کے مرتبۂ فضیلت
پر آگاہ ہوا اور آپکی عزت کی اور آپ کو اپنے ہمراہ شیراز مین لیجا کر دار الشفا کی تدریس آپکو

سمرقند کی جہان آپ دس سال درس و تدریس مین مشغول رہے جب امیر تیمور نے ۷۸۹ھ ہجری مین شیراز کو فتح کیا اور لوٹ کا حکم دیا تو آپ کو بسبب سفارش وزیر اور نیز آپ کی فضیلت کے امان دی اور آپ تیمور کی اجازت سے سمرقند مین جاکر اقامت گزین ہوئے اور وہان درس و تدریس شروع کردی انہین دنون سعد الدین تفتازانی مجالس تیمور کے صدر الصدور تھے لیکن تیمور سید شریف کو انپر ترجیح دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اگرچہ فضیلت و کمالیت کی رو سے دونون برابر ہین لیکن سید شریف کو نسب کے لحاظ سے فضیلت ہے اس سے سید شریف کا دل کھل گیا اور آپ کو اس بات کی خواہش اور جرأت ہوئی کہ میر سعد الدین کو مناظرہ مین زک دون پس ۷۹۱ھ مین ان دونون کی بحث اجتماع استعارہ تبعیہ و تمثیلیہ مین جو صاحب تفسیر کشاف کے کلام مین زیر آیت اولئک علیٰ ہدیً من ربہم کے واقع ہے ہوئی اور منصف ان دونون کے نعمان الدین خوارزمی معتزلی ہوئے پس انہون نے سید شریف کی رائے کو ترجیح دی جس سے خاص و عوام کے نزدیک غلبہ سید شریف کا تفتازانی پر مشہور ہو گیا اس سے تفتازانی کو بڑا غم لاحق ہوا اور وہ اسی غم مین ۷۹۲ھ مین سمرقند مین فوت ہو گئے جب تیمور مر گیا تو سید شریف شیراز مین آئے اور اسی جگہ چہارشنبہ روز ۶ ربیع الاول ۸۱۶ھ ہجری مین فوت ہوئے مشہور در این تاریخ وفات ہے۔ تصنیفات آپ کی پچاس سے زیادہ ہین اور انکے نام یہ ہین۔ تفسیر زہراوین۔ شرح فرائض سراجیہ۔ شرح مواقف۔ شرح وقایہ۔ شرح مفتاح۔ شرح تذکرہ طوسی۔ شرح ملخص جو ہیئت مین ہے۔ شرح کافیہ۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ اوائل تفسیر کشاف۔ حاشیہ مشکوٰۃ۔ حاشیہ خلاصہ اصول حدیث مصنفہ طیبی۔ حاشیہ عوارف۔ حاشیہ ہدایہ۔ حاشیہ تجرید طوسی۔ حاشیہ شرح مطالع۔ حاشیہ شرح شمسیہ۔ حاشیہ مطول۔ حاشیہ مختصر۔ حاشیہ شرح طوالع۔ حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ۔ حاشیہ شرح حکمۃ العین۔ حاشیہ شرح حکمۃ الاشراق۔ حاشیہ تحفہ۔ حاشیہ رضی۔ حاشیہ شرح فقرہ کافیہ۔ حاشیہ متوسط۔ حاشیہ خبیصی۔ حاشیہ عوامل جرجانی۔ حاشیہ رسالہ وضع۔ حاشیہ شرح شکل الاشارات طوسی۔ حاشیہ تلویح۔ حاشیہ نصاب جو عجمی لغت مین ہے۔

حاشیہ متن اشکال التاسیس - حاشیہ شرح عضد - حاشیہ تحریر اقلیدس طوسی - حاشیہ قصیدہ کعب بن زہیر - رسالہ صرف میر فارسی مین - رسالہ نحو میر فارسی مین رسالہ صغری کبری منطق مین بزبان فارسی - شرح مختصر ابہری یعنے ایساغوجی - شرح نقیہ شرح کافیہ - رسالہ مناظرہ مسمّی بہ شریفیہ - رسالہ تعریفات الاشیاء - رسالہ تحقیق معانی حروف - رسالہ نحو مین - رسالہ موضوعہ مین - رسالہ حروف مین - رسالہ صوت مین رسالہ مناقب خواجہ نقشبند مین - رسالہ وجود و عدم مین - رسالہ آفاق والنفس مین رسالہ علم ادوار مین - رسالہ اصل صوفیہ کے وجود مین - تصوف کا علم آپ نے خواجہ علاء الدین محمد بن محمد عطار بخاری سے جو بڑے عزیز خلیفہ شیخ بہاء الدین نقشبند کے تھے حاصل کیا تھا جنکے حق مین آپ کا یہ قول تھا کہ مین نے خدا کو جیسا کہ چاہیے نہین پہچانا تھا جب تک کہ مین خدمت عطار بخاری مین مشرف نہین ہوا تھا -

شیخ بدر الدین محمود بن اسرائیل بن عبد العزیز الشہیر بابن قاضی سماونہ

آپ کے والد ماجد جب قلعہ سماونہ مین قاضی تھے تو آپ پیدا ہوئے لڑکپن مین آپ نے اپنے والد سے پڑھا اور قرآن شریف کو حفظ کیا پھر شہر قونیہ مین کچھ پڑھا بعد ازان ولایت مصر کو تشریف لیگئے اور وہان سید شریف کے ساتھ تحصیل علم مین مشغول ہوئے یہانتک کہ تمام علوم مین فائق ہوئے فقہ مین لطائف الاشارات اور اُسکی شرح تسہیل و جامع الفصولین اور صرف مین عقود الجواہر شرح المقصود تصنیف کین - کہتے ہین کہ جب امیر تیمور تبریز مین آیا تو اُسکے سامنے علماء کا آپس مین تنازعہ پڑا اُسوقت شیخ جزری نے تیمور کے پاس جاکر واسطے محاکمہ کے آپکا تذکرہ کیا امیر تیمور نے آپ کو طلب کر کے محاکم بنایا پس آپ نے ایسا فیصلہ کیا کہ آپکے حکم پر فریقین راضی ہوگئے اور تمام علماء نے آپ کی فضیلت کا اقرار کیا اور تیمور نے آپ کو بہت سا انعام دیا بعد ازان آپ مصر کو بھی آئے اور مصر سے حلب مین پہونچے جہان سے امیر جزیرہ نے آپکو اپنے پاس بلایا اور آپکے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا پھر آپ ادرنہ کو آئے جہان تقریباً ۸۲۳ھ مین وفات پائی - مخزن الطاف تاریخ وفات ہے -

ابن قاضی سماونہ

حماد بن عبدالرحیم

حماد بن عبدالرحیم بن علی بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ ماردینی - حمید الدین لقب تھا ۷۴۵ھ ہجری مین پیدا ہوئے - عالم فاضل حدیث - اور اہل حدیث کے نہایت محب تھے - ذہبی اور اس طبقہ کے دیگر محدثین سے آپ کو حدیث کی اجازت حاصل ہوئی ابن حجر عسقلانی مجمع المؤسس مین لکھتے ہین کہ آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہمارے شیوخ سے حدیث سنتے اور اپنے ہاتھ سے لکھتے رہے اور ہمنے آپ سے قیراطی کے شعر سماعت کیے - وفات آپ کی ۸۱۹ھ مین طاعون کے مرض سے ہوئی - مرجع وقت تاریخ وفات ہے -

مولانا شیخ احمد تھانیسری

مولانا شیخ احمد تھانیسری - جامع علوم نقلیہ وعقلیہ واقف فنون رسمیہ وادبیہ فصیح اللسان بلیغ البیان تھے آنحضرت کی نعت مین جو ایک بڑا قصیدہ آپ نے عربی مین تصنیف فرمایا ہے جس کا ایک اول شعر یہ ہے ۔ الطاہر لہی حنین الطائر الفرد ملہ دہانٔ لوعۃ قلبی التایہ الکمد ۔ اس سے آپ کی کمال فضیلت وفصاحت اور بلاغت ثابت ہوتی ہے اگرچہ آپکو مولانا خواجگی سے نہایت محبت قلبی تھی مگر آپ نے شہر دہلی سے باہر نکل جانے مین اُنسے موافقت نہ کی یہانتک کہ امیر تیمور کی فوج دہلی مین آگئی اور شہر کو تاراج کرکے آپ کے متعلقین کو گرفتار کر لیا جب فتنہ سے تسکین ہوئی تو آپ امیر تیمور کی مجلس مین تشریف لیگیے یہان آپ اور شیخ الاسلام نبیرہ مولانا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ کے درمیان نسبت تقدم وتاخر مجلس کے بڑی گفتگو ہوئی تیمور نے کہا کہ یہ جناب ہدایہ کے نبیرہ ہین مناسب ہے کہ یہ آپ سے آگے مجلس مین بیٹھین مولانا نے کہا کہ جب خود صاحب ہدایہ نے جو انکے جد امجد ہین کئی جگہ ہدایہ مین خطائی ہے پس اگر انھون نے ایک جگہ خطا کی تو کیا مضائقہ ہے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ وہ کون سی خطا ہے بیان کرنی چاہیے مولانا نے اپنے فرزندون اور شاگردون کو اشارت کی کہ بیان کرین امیر تیمور نے صاحب ہدایہ کی عزت اور شیخ الاسلام کے ناموس کا ملاحظہ کرکے اس گفتگو کو کسی اور موقع پر ٹال دیا بعد ازان مولانا مع اہل وعیال کے کالپی مین چلے گئے اور وہین تدریس وتشہیر علم مین مصروف رہے یہانتک کہ ۸۲۰ھ ہجری مین وفات پائی - قبر آپ کی کالپی مین زیارتگاہ عام ہے - گلشن ہدایت تاریخ وفات ہے -

محمد بن محمد بن محمود حافظی بخاری المعروف بخواجہ پارسا — آپ حافظ الدین کبیر محمد بخاری کی نسل مین خواجہ بہاء الدین نقشبندی کے اعزہ خلفاء مین سے حافظ فروع و اصول اور جامع معقول و منقول۔ فائق علی الاقران تھے۔ ۷۵۶ھ مین پیدا ہوے علوم اپنے شہر کے علماء و فضلاء سے پڑھے اور فقہ کو ابی طاہر محمد بن محمد بن حسن طاہری تلمیذ صدر الشریعہ عبید اللہ محبوبی سے حاصل کیا اور کتاب فصول ستہ اور کتاب فصل الخطاب بحقائق علم لدنی اور دقائق طریق نقشبندی مین تصنیف کی نفحات الانس مین لکھا ہے کہ آپ ۸۲۲ھ ہجری مین واسطے حج و زیارت کے بخارا سے نہضت فرما ہوکر نسف و صغانیان و ترمذ و بلخ و ہرات و جام وغیرہ سے گذرے جہان کے علماء و رؤسا نے آپ کی بڑی تکریم کی جب حج سے فارغ ہوے تو آپ کو امراض لاحق ہوے یہانتک کہ آپ نے طواف وداع کا سواری پر کیا اور مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے اور وہان مبدء کے روز ۲۳ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور مین پہونچے اور زیارت سے فارغ ہوکر پنجشنبہ کے روز وفات پائی۔ مولانا شمس الدین محمد بن حمزہ فناری وغیرہ لوگون نے آپ پر نماز پڑھی اور جمعہ کی رات کو حضرت عباس کے قبہ کے پاس دفن کیا۔ مخزن فہم تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف الکردری البریقینی الخوارزمی الشہیر بالبزازی — فروع و اصول مین فرید العصر منقول و معقول مین وحید الدہر جامع علوم مختلفہ تھے علوم اپنے باپ سے اخذ کیے یہانتک کہ ماہر باہر ہوے آپ شہر سرای مین رہا کرتے تھے جو قریب نہر آتل کے واقع ہے پھر یہان سے کوچ کرکے شہر قدیم مین پہونچے جو باہر ترخان سے کے نہر مذکور کے کنارہ پر واقع ہے اور وہان کئی برس رہے اور وہان کے ائمہ اعلام سے مناظرے کیے اور فقہا کو درس دیا پھر اپنے شہر کو واپس آئے پھر روم کے شہرون کی طرف تشریف لیگئے اور وہان شمس الدین فناری سے مباحثے کیے اور شہر روم مین داخل ہونے سے پہلے کتاب وجیز جو معروف و مشہور بہ فتاوی بزازیہ ہے تصنیف کی اور اسکے کتاب اجارہ کے آخر مین لکھا کہ یہ یکم ربیع الاول ۸۱۲ھ ہجری کو تھوڑی رات سے گئے ختم ہوئی اور ایک کتاب امام اعظم کے مناقب مین تصنیف کی جو عمدہ مطالب پر مشتمل اور نہایت مفید ہے— وفات آپ کی

اواسط ماہ رمضان ۸۱۷ھ میں ہوئی۔ آرالشمس قریہ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد اللہ بن سعد مقدسی دیری۔ شمس الدین لقب تھا اور قاضی القضاۃ کے لقب سے مشہور تھے۔ کل علوم میں سوائے حدیث کے مہارت کامل رکھتے تھے بعد ۷۴۲ھ ہجری کے قصبہ دیر میں جو علاقہ دمشق میں واقع ہے پیدا ہوئے اور بیت المقدس میں سکونت اختیار کی باپ آپ کا سوداگری کرتا تھا پس آپ نے ہی علم پڑھا اور مختلف فنون کو حاصل کیا علماء و فضلاء سے اکثر مناظرہ کرتے تھے اور نہایت خوشخط تھے کئی دفعہ قاہرہ میں تشریف لائے اور آپ کے فضائل نے شہرت پکڑی یہانتک کہ ماہ جمادی الاول ۸۱۹ھ ہجری میں قاہرہ کے قاضی مقرر ہوئے پھر ۸۲۲ھ میں شہر مویدیہ کی مشیخت آپ کے تفویض ہوئی۔ ۸۲۷ھ ہجری میں بیت المقدس کو واپس تشریف لائے جہاں ۹ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں وفات پائی۔ کعبہ خلق آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ سے آپ کے بیٹے سعد الدین سعد دیری نے اخذ کیا۔ آپ کے ایک بھائی عبد اللہ نام تھے اور وہ بھی بڑے عالم فاضل تھے جو ۸۱۰ھ میں فوت ہوئے۔

عمرو بن علی الشہیر بہ قاری الہدایہ۔ سراج الدین لقب تھا ابتداء میں خیاطت کا کام کرتے تھے پھر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے یہانتک کہ فقہ وغیرہ علوم منقول و معقول میں ایسے ماہر ہوئے کہ مذہب حنفیہ اور کثرت تلامذہ میں مشار الیہ زمانہ ہوئے۔ مصر میں شیخونیہ کی مشیخت آپ کے تفویض ہوئی اور ماہ ربیع الآخر ۸۲۹ھ میں وفات پائی۔ خدیو دہر تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصانیف سے تعلیقات ہدایہ و فتاوی یادگار ہیں۔

شمس بن عطاء اللہ بن محمد بن احمد بن محمود بن محمد بن امام فخر الدین رازی۔ بڑے عالم فاضل اور محدث تھے کچھ اوپر ۷۶۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے بعد تحصیل علوم و فنون کے بیت اللہ کا حج کیا اور بیت المقدس میں سکونت اختیار کی اور مدرسہ صلاحیہ کی تدریس کے متولی ہوئے۔ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب مجمع موسس میں لکھتے ہیں کہ میں نے فوائد کثیرہ آپ سے سماعت کیے لیکن اکثر ان میں سے مجازفت کے طور پر ہیں۔ وفات آپ کی ماہ ذی الحجہ ۸۲۹ھ میں ہوئی۔

محمد بن حمزہ بن محمد بن محمد فناری۔ شمس الدین لقب تھا ماہ صفر ۷۵۱ھ ہجری میں

پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام کبیر۔ صاحب فضل۔ علامۂ فہامہ۔ علوم نقلیہ مین یگانہ۔
علوم عقلیہ مین اقران پر غالب۔ علم ادب مین شیخ دہر۔ خلاف و مذاہب مین مجتہد عصر
کریم الاخلاق اور اُن فضلا مین سے تھے جو نوین قرن کے شروع پر مجدد شمار کیے
گئے ہین چنانچہ شیخ سراج الدین بن ملقن کثرت تصانیف فقہ و حدیث مین اور
مجد الدین شیرازی صاحب قاموس لغت مین اور زین الدین عراقی حدیث مین
اور آپ یعنی محمد شمس الدین فناری کل علوم نقلیہ و عقلیہ کی مہارت مین منتخب کیے گئے
تھے۔ فقہ آپ نے علاء الدین اسود شارح وقایہ اور جمال الدین محمد بن محمد اقسرائی سے
اخذ کی اور جب مصر مین آئے تو اکمل الدین محمد بابرتی صاحب عنایہ سے اخذ کیا اور
علم تصوف کو اپنے باپ ابی محمد حمزہ تلمیذ شیخ صدر الدین قونوی سے حاصل کیا اور انھین
کی مفتاح الغیب کو پڑھا اور اُسکی شرح حامل المتن تصنیف کی۔ پھر روم کے ملک مین
تشریف لیگئے اور بروسا کے قاضی مقرر ہوئے اور سلطان بایزید خان کے نزدیک آپ کی
بڑی قدر ہوئی جس سے آپ کی فضیلت و کمالیت کی بڑی شہرت دور و نزدیک ہوئی جب
آپ ۸۲۲ھ مین حج کر کے انطاکیہ اور دمشق سے ہوتے ہوئے قاہرہ مین داخل ہوئے
تو وہان اُسوقت کے تمام علما و فضلا مجتمع ہوئے اور آپ سے اُنھون نے مباحثے
و مناظرے کیے سب نے آپ کی فضیلت کی شہادت دی اور ماہ رجب ۸۳۴ھ مین وفات
پائی۔ بہشت منزل تاریخ وفات ہے۔ کہتے ہین کہ آپ اخیر عمر مین نابینا ہو گئے تھے اور اسکا
سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ نے سنا کہ علما کے لحم کو زمین نہین کھاتی تو آپ نے اِس بات کی
تصدیق کے واسطے اپنے استاد اسود کی قبر کو کھودا پس اُنکو ویسا ہی پایا جیسے کہ دفن کیے گئے تھے
حالانکہ اُنکو مدفون ہوئے ایک مدت مدید گذر گئی تھی اُسوقت آپ کو ہاتف نے آواز دی ھل صدقت
اعمی اللہ بصرک پس آپ اُسی وقت نابینا ہو گئے۔ تصنیفات آپ کی مشہور و معروف ہین
جیسے فصول البدائع فی اصول الشرائع۔ شرح ایساغوجی المعروف بہ یکروزی۔
تفسیر فاتحہ۔ انموذج العلوم فی مسائل من مائۃ فنون۔ شرح فرائض سراجی۔ حاشیہ
شرح حرز الامانی۔ تعلیقات شرح مواقف وغیر ذالک۔ شرح ایساغوجی کے اول مین

آپ خود ہی لکھتے ہین کہ مین نے اس شرح کو بہت چھوٹے ایّام سرما مین چاشت کے وقت شروع کیا اور اُسی روز مغرب کی اذان کے وقت اسکو ختم کر دیا چنانچہ اس لیے شرح مذکور کا کام ہمارے ملک مین یکروزی کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہ جو ہمارے ملک مین مشہور ہے کہ یکروزی سعد الدین تفتازانی کی تصنیف ہے یہ بالکل غلط العوام اور خلاف منقول ہے۔ آپ اپنے اسلاف کی طرح فناری سے مشہور تھے جو آپ کے پردادا احمد کا لقب تھا اور اس لقب کے پڑنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب آپ کے پردادا شاہ روم کے پاس آئے تو اُسکو ہدیہ کے طور پر فنار تحفہ دیا جس سے آپ ابن الفنری کے نام سے بلائے گئے اور رفتہ رفتہ فناری کے لقب سے مشہور ہوگئے۔

قرہ بن یعقوب بن ادریس رومی قرہ مانی۔ عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ جامع علوم نقلیہ وعقلیہ تھے مصابیح السنہ کی شرح نہایت نفیس تصنیف فرمائی اور سنہ ۸۳۳ھ ہجری مین وفات پائی۔

شیخ علی بن احمد بن علی مہائمی گجراتی۔ زین الدین لقب تھا۔ جامع علوم ظاہری و باطنی۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ صاحب تصانیف عالیہ تھے۔ قصبۂ مہائم واقع گجرات مین سکونت رکھتے تھے۔ تفسیر تبصرۃ الرحمن وتیسیر المنان معروف بہ رحمانی جو صفت ایجاز وتدقیق مین مشہور ہے آپ کی تصنیفات سے ہے اور نیز رسالہ ادلۃ التوحید نہایت موجز ومتنوع باثبات دلائل عقلیہ وبراہین قطعیہ ایسا تصنیف فرمایا کہ ذرا شک وشبہ کو دخل باقی نہ رہا اور اُسکے اول مین بعض آیات واحادیث ایراد کین۔ علاوہ اُنکے زوارف شرح عوارف اور شرح فصوص الحکم اور شرح نصوص وغیرہ تصنیف فرمائین۔ وفات آپکی سنہ ۸۳۵ھ ہجری مین ہوئی سخن فہم آپکی تاریخ وفات ہے۔

عبد الرحمن بن علی بن عبد الرحمن بن علی تفہنی ثم القاہری۔ سنہ ۷۷۶ھ ہجری مین قصبہ تفہن مین جو ملک مصر مین دمیاط کے قریب واقع ہے پیدا ہوئے ابھی صغیر سن ہی تھے کہ آپ کا باپ جو خراسی کا کام کرتا تھا مر گیا پس آپ اپنی والدہ کے ساتھ قاہرہ مین آئے اور اپنے بھائی کی توجہ سے صرغتمشیہ مین یتیمون کے مکتب مین پڑھنے کے لیے بیٹھے اور رفتہ رفتہ اپنا تعارف پیدا کر کے ترقی کرتے گئے اور شیخ خیر الدین مین تابی امام شیخونیہ اور نور محمود گلستانی سے استفادہ اور اخذ کیا یہانتک کہ فقہ واصول فقہ وتفسیر واصول دین اور عربی اور معانی ومنطق وغیرہ مین ماہر باہر اور فاضل کامل ہوئے اور مذہب کی

ریاست آپ کی طرف منتہی ہوئی آپ بڑے خوش خو رہے اور عارف بامور دنیا اور اپنے اصحاب کے حامی تھے ابو ہریرہ کنیت تھی مدت تک تدریس و افتا میں مشغول رہے چنانچہ ابن ہمام اور اُنکے تلمیذ سیف الدین وغیرہ ایک جم غفیر نے آپ سے اخذ کیا پہلے ابن طرابلسی پھر کمال بن عدیم کی طرف سے سفارت کے لئے مخصوص ہوئے۔ اخیر کو مصر کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے یہانتک کہ شوال ۸۳۵ھ ہجری مین آپ کی ام ولد نے آپ کو زہر دیکر مار ڈالا۔ کہف حلق تاریخ وفات ہے۔

محمد بن سید شریف علی بن محمد جرجانی۔ علم آپ نے اپنے والد ماجد سید شریف سے پڑھا یہانتک کہ فقیہ فاضل عالم اجل ہوئے۔ نحو مین تفتازانی کی کتاب ارشاد کی شرح تصنیف کی اور کتاب متوسط شرح کافیہ پر جو آپ کے والد نے حاشیہ لکھنا شروع کیا تھا اُسکو کامل کیا اور ہدایۃ الحکمۃ اور فوائد الغیاثیہ کی شرحین لکھین اور منطق مین ایک مختصر رسالہ تصنیف کیا۔ وفات آپ کی ۸۳۸ھ مین ہوئی — تاج روزگار تاریخ وفات ہے۔

محمد شاہ بن محمد بن حمزہ فناری۔ بڑے عالم فاضل۔ فرید العصر۔ وحید الدہر ذکی۔ نظار۔ فارس۔ مثل اپنے باپ کے عارف مذہب تھے۔ علوم اپنے باپ سے اخذ کیے یہانتک کہ رتبۂ کمال کو پہونچے اور اپنے باپ کی حیات مین بروسہ مین مدرسۂ سلطانیہ کے مدرس مقرر ہوئے جب کچھ اوپر بیس سال کے ہوئے توجہ کیا اور قاہرہ مین تشریف لائے پھر کرمان سے اپنے شہر کی طرف مراجعت کی اور ۸۳۹ھ ہجری مین انتقال کیا۔ مسرت ملم تاریخ وفات ہے۔

شیخ الاسلام محمد بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ دیری۔ آپ اپنے باپ کی ہی کنیت و لقب یعنے ابی عبد اللہ و شمس الدین سے مشہور تھے۔ قدس مین ماہ محرم ۷۴۲ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور کل علوم و فنون مین عالم فاضل ہوکر تدریس و افتا مین مشغول رہے اور ۱۲ جمادی الآخر ۸۲۷ھ مین وفات پائی۔ قطب خلق تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن بالی

یوسف بن بالی بن شمس الدین محمد بن حمزہ فناری - آپ محمد شاہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل بحث و جدل میں قوت عالیہ رکھتے تھے علم اپنے باپ سے حاصل کیا اور جب آپ کے بھائی محمد شاہ فوت ہوئے تو آپ بروسا میں مدرسہ سلطانیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر وہیں کے قاضی بنے اور ۸۴۲ھ ہجری کو عہد سلطان مراد خان ابن محمد خان میں بحالت قضاء قسطنطنیہ فوت ہوئے۔

محمد شاذلی بکری

محمد شاذلی بکری الشہیر بالحنفی - فقیہ۔ واعظ۔ ختم دائرہ ولایت۔ قطب عالم۔ صاحب کمالات ظاہری و باطنی اور ایک انمیں سے تھے جنکو خدا تعالیٰ نے دنیا میں تصرف اور تمکن دیا ہے آپ سے اکثر غیب کی باتیں اور خرق عادات و کرامات ظاہر ہوئے اور اعیان و ارکان نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ آپ کے حالات کو بعض علماء نے دو مجلد میں قلمبند کیا عارف شعرانی نے کہا ہے کہ آپ نے اُس مقام تک علم کا احاطہ نہیں کیا کہ بیان کیا جا سکے۔ شامی میں وفات آپکی ۸۴۴ھ ہجری میں لکھی ہے۔ گلشن ولایت تاریخ وفات ہے۔

قاضی شہاب الدین

قاضی شہاب الدین دولت آبادی - ملک العلماء لقب تھا۔ فقیہ۔ مفسر نحوی لغوی ادیب۔ بلیغ جہانی۔ وحید العصر۔ فرید الدہر۔ صاحب تصانیف عالیہ تھے۔ علوم قاضی عبد المقتدر سے حاصل کیے جو شہرت و قبولیت خدا نے آپ کو دی کسی کو اہل زمانہ سے حاصل نہیں ہوئی۔ آپ کے حق میں قاضی عبد المقتدر فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہمارے پاس ایسے شاگرد آئے ہیں جنکا پوست و لحم و عظم علم ہے۔ آپ کی تصنیفات سے ایک شرح کافیہ ہے جو لطافت و متانت میں بہت عمدہ اور آپکی حیات ہی میں مشہور عالم ہو گئی تھی۔ دوسرے ارشاد جو ایک متن لطیف فن نحو میں ہے۔ تیسرے بدیع البیان جو علم بلاغت میں ایک لاثانی متن ہے۔ چھٹے تفسیر فارسی بحر مواج جو چند مجلد کلاں میں ہے جسمیں بیان ترکیب الفاظ قرآنی اور معنی فصل و وصل کا کیا ہے اور نیز واسطے سمجھ کے تکلف کیا ہے۔ پانچویں شرح اصول بزدوی تا بحث امر۔ چھٹے ایک رسالہ تقسیم علوم میں۔ ساتویں ایک رسالہ تقسیم صنائع میں۔ آٹھویں ایک رسالہ مناقب السادات۔ نویں شرح قصیدہ بانت سعاد۔ علاوہ انکے اور کتب و رسائل تصنیف کیے اور فن شعر میں بھی آپ کو کامل مہارت حاصل تھی۔ وفات آپکی ۸۴۹ھ ہجری میں

ہوئی اور جونپور میں دفن کیے گئے۔ "صدر نشین انجمن" تاریخ وفات ہے۔

خواجہ یعقوب چرخی۔ عالم علوم ظاہری و باطنی۔ جامع رموز صوری و معنوی مفسر کلام ربانی اور اجلۂ اصحاب خواجہ بہاء الدین نقشبند تھے وطن آپکا موضع چرخ مضافات غزنین سے تھا دہشت تک جامع ہرات میں مشغول علم رہے پھر مصر میں جا کر علوم عقلیہ و نقلیہ کو بدرجۂ تکمیل پہنچایا اور بعد تحصیل علوم کے بجذبۂ محبت الٰہی خواجہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنسے خلافت کا خرقہ پہنا اخیر کے دو پارہ قرآن شریف کی تفسیر تصنیف فرمائی جو تصوف سے بھری ہے اور لاہور میں طبع ہو گئی ہے۔ وفات آپ کی ۸۵۱ھ ہجری میں ہوئی اور قریہ ہلغتو میں دفن کیے گئے مزار آپ کا زیارت گاہ عوام و خواص ہے "ابر رحمت" تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن موسیٰ کرکی۔ برہان الدین لقب تھا۔ فاضل جلیل القدر علامۂ مصر۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے تفسیر علاء الدین ترکمانی کا حاشیہ نہایت عمدہ بعبارت رشیقہ تالیف کیا اور ۸۵۳ھ میں وفات پائی۔ "برگزیدۂ خدا" تاریخ وفات ہے۔

حیدرہ بن احمد بن ابراہیم العجمی ثم الرومی۔ ابو الحسن کنیت برہان الدین لقب تھا شیراز میں ۸۰۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور بہت شہروں میں پھر کر علوم کو تحصیل کیا۔ شستہ تکمیل شیرین سخن۔ علامہ معانی و بیان۔ جامع معقول و منقول اور حافظ اشعار۔ فصیح اللسان۔ بلیغ البیان تھے۔ علم موسیقی اور الحان کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ باوجودیکہ آپ بڑے دیندار اور کثیر العبادۃ تھے تاہم آپ نے موسیقی اور الحان میں تصنیف کی اور نیز قزوینی کی ایضاح کی شرح لکھی اور تفتازانی سے اخذ کیا اور روم میں آئے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیا۔ قاہرہ میں ۸۳۰ھ میں وفات پائی۔ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ میں لکھا ہے کہ آپ سے ہمارے شیخ محی الدین کافیجی نے اخذ کیا آخر آپ نے اس دار فانی کو چھوڑا اور راہگرائے عالم باقی ہوئے "مسند مکرمت" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد مکی - ابن الضیا کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام فاضل - مفسر کامل - شیخ حنفیہ تھے - قرآن شریف کی ایک تفسیر نہایت عمدہ و مفید تصنیف کی اور ۸۵۴ھ میں وفات پائی - شمس تابان تاریخ وفات ہے -

شہاب احمد بن محمد معروف بعرب شاہ - بڑے عالم فاضل اور اپنے زمانہ کے علامہ تھے آپ نے امام ابی اللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی کی تفسیر کو ترکی میں ترجمہ کیا اور ۸۵۴ھ ہجری میں وفات پائی - عزت کا نشانہ تاریخ وفات ہے -

محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود عینی - بدرالدین لقب اور قاضی القضاۃ خطاب تھا امام فاضل - محدث کامل - فقیہ بے عدیل - علامہ بے تمثیل - عارف عربیت و تصریف - حافظ لغت - سریع الکتابت تخریج احادیث اور انکے کشف معانی میں وسعت کامل رکھتے تھے - نصف ماہ رمضان ۷۶۲ھ ہجری میں مصر میں پیدا ہوئے فقہ جمال یوسف ملطی اور علاء سیرافی سے حاصل کی اور حدیث کو شیخ زین الدین عراقی اور شیخ تقی الدین سے سنا اور نحو و اصول فقہ اور معانی کو علامہ جبریل بن صالح بغدادی سے اخذ کیا - ۷۸۸ھ ہجری کو قاہرہ میں تشریف لائے اور پہلے پہل آپکو ظاہریہ میں تصرف وظائف کی خدمت سپرد ہوئی پھر کئی دفعہ تدابیر امور کا عہدہ آپ کو ملا اور قضاء مذہب امام ابو حنیفہ کی آپ کے سپرد ہوئی - آپ نے جامع ازہر کے پاس ایک مدرسہ بنوایا اور اپنے کتب خانہ کو اسمیں وقف کر دیا تصنیفات عالیہ کین جنمیں سے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری شرح پارہ سنن ابو داؤد - بنایہ شرح ہدایہ - رمز الحقائق شرح کنز الدقائق - منحۃ السلوک شرح تحفۃ الملوک - شرح معانی الآثار - شرح مجمع - شرح درر البحار - طبقات الحنفیہ طبقات الشعراء - مختصر تاریخ ابن عساکر - شرح شواہد الصغیر والکبیر - شرح منار کتاب العروض تاریخ کبیر وغیرہ نہایت مشہور و معروف ہیں سکتے ہین کہ ہدایہ کی شرح آپ نے اسوقت لکھی تھی کہ جب آپ کی عمر نوے سال کے قریب تھی - ماہ ذی الحجہ ۸۵۵ھ ہجری میں وفات پائی - محدث سلیم القلب تاریخ وفات ہے عینی آپکو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپکا باپ شہر عین تاب کا جو حلب سے تین منزل کے فاصلہ پر واقع ہے قاضی تھا پس آپ شہر مذکور کی طرف منسوب ہوئے

بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ جب سلطان مؤید نے مدرسہ مؤیدیہ کو بنوایا تو اسکے مناروں میں سے ایک منارہ جو برج شمالی پر بنا ہوا تھا ٹیڑھا ہوکر قریب گرنے کے ہوگیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو گرا کر از سر نو تیار کرایا جائے اتفاقاً اسوقت عینی اسکے سایہ میں بیٹھے ہوئے درس دے رہے تھے کہ ابن حجر عسقلانی نے قطعہ مندرجہ ذیل لکھکر بادشاہ کے حضور میں پڑھا۔ لجامع مولانا المؤید رونق ۔ منارتہ بالحسن تزہو و بالزین ۔ تقول وقد مالت عن القصد امہلوا فلیس علی جسمی اضر من العین ۔ لوگوں نے عینی سے اس قصہ کو ایک ایسے انداز سے بیان کر کے کہا کہ حافظ ابن حجر نے آپ پر تعریض کی ہے آپکو اس بات سے بڑا غصہ آیا اور آپ شعر کہنے میں چنداں مہارت نہ رکھتے تھے اسلیے آپ نے نواجی مشہور شاعر کو طلب کر کے مندرجہ ذیل قطعہ ابن حجر کی تعریض میں نظم کرا کر شائع کیا۔ منارۃ کعروس الحسن قد جلیت وہدمہا بقضاء اللہ والقدر قالوا اصیبت بعین قلت وا غلطا ما اوجب الہدم الا خیبۃ الحجر

ابراہیم بن خطیب۔ تاج الدین لقب تھا۔ علوم مولی یگان سے پڑھے یہانتک کہ عالم اجل فاضل اکمل صاحب ہیبت و دبدبہ ہوئے سلطان مرادخان نے آپکو مدرسہ ازنیق کا متولی کیا اور اوائل سلطنت محمد خان بن مرادخان میں جو ۸۵۵ھ کو تخت نشین ہوا ازنیق میں فوت ہوئے۔

عبدالرحمن بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابی عبداللہ محمد دیری۔ امین الدین لقب تھا ۷۶۲ھ ہجری سے پہلے پیدا ہوئے اپنے ملک کے علما و فضلا سے علم حاصل کر کے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور فائق زمانہ ہوئے اور اپنے بھائی قاضی القضاۃ سعدالدین سعد دیری سے جب وہ کبیر السن ہوئے تو ولایت مصر کی قضا حاصل کی اور ماہ ذالحجہ ۸۵۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ "قدوہ خلائق" تاریخ وفات ہے

شیخ ابوالفتح جونپوری۔ عالم فاضل۔ فصیح بلیغ۔ جامع معقول و منقول اور اپنے جد امجد قاضی عبدالمقتدر کے شاگرد و مرید تھے اور مطابق انکی وصیت کے ہمیشہ درس و افادہ علوم میں مشغول رہتے تھے اکثر عربی و فارسی قصائد کہا کرتے تھے قاضی شہاب الدین سے آپ کے اصول کلامیہ اور فروع فقہیہ میں بہت مباحثے ہوئے خصوصاً

زباد گرم لیے مشک بلائی گئے ہاب میں جو بلی کے عرق سے ٹپکتا ہے شیخ اسکو پلید کہتے تھے اور قاضی شہاب الدین اسکی طہارت کا حکم دیتے تھے چنانچہ اس بحث میں کئی رسالے تصنیف ہوئے شیخ موصوف پہلے دہلی میں رہا کرتے تھے لیکن امیر تیمور کے واقعہ میں بہمراہی دیگر اکابر کے جونپور میں چلے گئے اور قاضی شہاب الدین بھی اسی واقعہ میں دہلی سے جونپور میں پہونچے کہتے ہیں کہ شیخ کے گھر میں زر برساتھا لیکن سوائے شیخ عبد الوہاب کے آپ کی دوسری اولاد اس واقعہ کی قائل نہیں آپ ۱۴ ماہ محرم سنہ ۷۷۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور یوم جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۸۵۸ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ بحر رحمت تاریخ وفات ہے۔

عبد السلام بن احمد بغدادی۔ عز الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے شیخ۔ فقیہ۔ محدث۔ جامع منقول و معقول صاحب تصنیف تھے۔ حدیث بنی الاسلام علی خمس کی آپ نے ایک عمدہ شرح لکھی۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ یہ کتاب اگرچہ نہایت نفیس فوائد پر مشتمل ہے مگر یہ کہ مصنف نے شافعی مذہب کے بعض احکام ارکان صلوٰۃ اور واجبات حج کو خلاف انکے تصور کر کے لکھدیا ہے اسلیے اسکے اعتماد سے احتراز کرنا چاہیے۔ وفات آپ کی ۸۵۹ھ میں ہوئی۔ رحمت داور تاریخ وفات ہے۔

سید علی عجمی۔ پہلے اپنے شہر سمرقند کے علما و فضلا سے پڑھ کر علوم و فنون میں ماہر ہوئے پھر سید شریف علی جرجانی تلمیذ اکمل الدین بابرتی سے تکمیل کی بعد ازاں روم کی طرف تشریف لیگئے اور شہر قسطمون میں داخل ہوئے اس شہر کے حاکم نے آپکی بڑی عزت کی اور مدرسہ بروسا کا مدرس مقرر کیا۔ علما و فضلا میں آپ کی فضیلت ظاہر ہوئی۔ سید شریف کے حواشی شرح شمسیہ اور شرح مطالع اور شرح مواقف پر حواشی تصنیف فرمائے اور ۸۶۰ھ میں وفات پائی۔ حلال مشکلات تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید سکندری سیواسی المعروف بابن ہمام۔ کمال الدین لقب تھا۔ امام محقق۔ علامہ مدقق نظار۔ فروعی۔ اصولی۔ محدث۔ مفسر۔ حافظ۔ نحوی۔ کلامی۔ منطقی جدلی فارس میدان بحث تھے بعض نے طبقۂ اہل ترجیح اور بعض نے اہل اجتہاد سے آپ کو شمار کیا ہے باپ آپ کا شہر سیواس کا جو روم کے علاقہ میں تھا

قاضی تھا پھر قاہرہ مین آیا جہان اُسکو قاضی حنفی سے خلافت حکم کی ملی پھر اسکندریہ کا قاضی ہوا اور قاضی مالکی کی لڑکی سے نکاح کیا جس سے ۷۹۰ھ ہجری مین آپ یعنے کمال الدین محمد پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالتے ہی اپنے باپ اور شہر کے علماء و فضلا سے علم پڑھنا شروع کر دیا چنانچہ فقہ و اصول سراج الدین الشہیر بہ قاری الہدایہ و بساطی سے پڑھی اور رجب ۸۱۳ ہجری کو قاہرہ مین آئے تو قاضی محب الدین بن شحنہ سے استفادہ کیا اور اُنکے ساتھ حلب کو مراجعت کی عربیت کو جمال حمیدی سے اخذ کیا اور حدیث کو ابی زرعہ عراقی اور جمال حنبلی اور شمس شامی سے سُنا اور مراغی و ابن ظہیرہ سے اجازت حاصل کی یہانتک کہ اپنے اقران پر تمام علوم مین غالب آئے۔ اشرف نے آپکو مدرسہ کا شیخ بنایا تھا جسکو آپ نے کچھ مدت تک انجام دیکر چھوڑ دیا اور شیخونیہ کی شیخت کے متولی ہوئے پھر کچھ مدت تک افتا کا کام دیتے رہے مگر آخر الامر ان سب کو یکبارگی چھوڑ دیا اور تصنیف و تالیف اور نشر علوم مین مشغول ہوئے چنانچہ ہدایہ کی شرح فتح القدیر نام ایسی محققانہ لکھی کہ جسکی نظیر آجتک نہین ملتی اور اسمین تعصب و اعتساف مذہبی سے اجتناب کر کے نہایت منصفانہ دلائل سے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اس شرح کو آپ نے کتاب وکالت تک تصنیف کیا تھا کہ اجل کا پیغام آگیا اسلیے اس مقام سے اُسکو اخیر کتاب تک مولیٰ شمس الدین احمد بن قودر المعروف بقاضی زادہ مفتی رومی متوفی ۹۸۸ھ نے کامل کیا۔ اور اصول مین کتاب تحریر ایسی تصنیف کی کہ اپنا نظیر نہین رکھتے جسکی شرح آپکے فاضل تلمیذ ابن امیر حاج حلبی نے کی۔ عقائد مین کتاب مسائرہ اور عبادات مین زاد الفقیر تصنیف کی۔ علاوہ علوم ظاہری کے صوفی بھی کامل اور صاحب کشف و کرامات تھے اور علم موسیقی مین بھی کمال دسترس رکھتے تھے۔ ابتدا مین آپ نے بالکلیہ تجرد اختیار کر لیا تھا مگر اہل طریقت نے آپ کو کہا کہ آپ اس سے رجوع کر لین کیونکہ لوگون کو آپ کے علم کی بڑی حاجت ہے۔ آپکو اہل تصوف کی طرح حالت آتی تھی مگر بسبب اختلاط لوگون کے آپ سے وہ حالت جلد دور ہو جاتی تھی۔ آپ سے شمس الدین محمد الشہیر بابن امیر حاج حلبی اور محمد بن محمد بن شحنہ اور سیف الدین بن عمر بن قطلوبغا وغیرہ جم غفیر نے اخذ کیا

اور قاہرہ مین جمعہ کے روز ۷ رمضان ۸۶۱ھ مین وفات پائی اور سلطان مع اعیان و ارکان سلطنت کے آپ کے جنازہ پر حاضر ہوا۔ نور خدا اور رونق شہر تاریخ وفات ہین۔ سیوطی نے حسن المحاضرہ مین شیخ ابی العباس احمد بن محمد سرسی صوفی متوفی ۸۶۰ھ کے تذکرہ مین لکھا ہے کہ شیخ کمال الدین ابن ہمام اکثر آپ کے پاس آیا کرتے تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ کے پاس کتاب تحریر جو انہون نے تصنیف کی تھی موجود تھی شیخ ابی العباس نے اسکو مطالعہ کرکے فرمایا کہ کتاب تو بلیغ ہے لیکن لوگ اس سے کم منتفع ہونگے پس ایسا ہی ہوا۔

شیخ ابو الفتح علائی قریشی کالپوی سید محمد گیسو دراز کے خلفاے نامدارین سے جامع علوم ظاہر و باطن اور واقف اسرار شریعت و طریقت تھے حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ تصانیف بھی بہت کین جنمین سے کتاب عوارف المعارف تصوف مین جو نہایت معتبر ہے اور تکملہ نحوین اور مشاہدہ تصوف مین مشہور و معروف ہین۔ وفات آپ کی ۸۶۲ھ مین ہوئی اور قبر آپ کی کالپی مین زیارتگاہ عام ہے گلشن اسرار تاریخ وفات ہے۔

یعقوب بن ادریس بن عبد اللہ نکدی المعروف بہ قرہ یعقوب۔ اصول فروع مین ماہر اور معقول و منقول مین متبحر تھے ۷۹۰ھ کو قصبہ نکدہ واقع بلاد قرمان مین پیدا ہوئے اور علوم محمد بن حمزہ فناری وغیرہ سے حاصل کیے اور بلاد شام و قاہرہ مین تشریف لائے جہان کہ علما و فضلا نے آپ کی فضیلت و کمالیت کا اقرار کیا۔ آپ کی تصانیف سے شرح مصابیح السنہ اور حواشی ہدایہ یادگار ہین۔ وفات آپ کی شہر ارندہ مین ماہ ربیع الاول ۸۳۳ھ مین ہوئی۔ کاشف اسرار تاریخ وفات ہے۔

خضر بیگ بن قاضی جلال الدین بن صدر الدین بن حاجی ابراہیم رومی ۸۱۰ھ مین پیدا ہوئے اور شہر سفری حصار مین جو بلاد روم مین سے ایک شہر ہے پرورش پائی پہلے اپنے والد ماجد سے جو وہان کے قاضی تھے تعلیم پاتے رہے پھر مولی محمد بن ارمغان الشہیر بیولی یگان کی خدمت مین حاضر ہو کر کمالیت کا رتبہ اور فضیلت کا درجہ حاصل کیا جب ۸۳۷ھ ہجری مین سفری حصار کے مدرس مقرر ہوئے تو آپکو اور بھی علوم غریبہ اور فنون عجیبہ حاصل ہوئے یہانتک کہ حکایت کرتے ہین کہ

اوائل جلوس سلطان محمد خان بن مراد خان مین ایک شخص عجمی جو مختلف علوم مین بڑا متبحر تھا بادشاہ کے دربار مین آکر مباحثہ کا خواہان ہوا اُسوقت جتنے بڑے بڑے عالم و فاضل تھے وہ آسکے مباحثہ کے لیے جمع ہوے لیکن جب اُسنے سوالات پیش کیے تو اُنکے جواب دینے سے سب کے سب عاجز آگئے اِس سے بادشاہ کو نہایت بیقراری اور عار دامنگیر ہوئی پس آسنے کسی ایسے شخص کے طلب کرنے کا حکم دیا جو علوم غریبہ مین مہارت رکھتا ہو سب لوگون نے آپ کی طرف اشارہ کیا سو آپ فوراً حاضر کیے گئے اُسوقت آپ نوجوان تھے عجمی بنظر حقارت آپ کو دیکھکر ہنسنے لگا آپ نے فرمایا کہ تجھے جو سوال کرنا ہو وہ پیش کر اُسنے مختلف علوم مین کئی ایک سوال کیے جنکا جواب آپنے نہایت خوبی سے دیا پھر آپ نے ایسے سولہ فن مین اُس سے سوالات کیے جنکو وہ ہرگز نہ جانتا تھا پس وہ بند ہوکر خاموش ہوگیا بادشاہ کو اس بات سے بڑی خوشی حاصل ہوئی اور آپ کی بڑی تعریف و تکریم کی اور شہر بروسا کے مدرسہ کا مدرس مقرر کیا جب سلطان نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تو آپ کو وہان کا قاضی بنایا پھر آپ نے سنہ ۸۵۹ھ ہجری مین مکہ معظمہ کا حج کیا آپ کے شاگردون مین مصلح الدین المعروف بخواجہ زادہ اور شمس الدین المشہور بہ خطیب زادہ اور خیر الدین معلم سلطان محمد خان معروف مشہور ہین۔ ایک کتاب عقائد کی نظم مین تصنیف کی جسکی شرح آپ کے شاگرد شمس الدین احمد خیالی نے لکھی ہے۔ علاوہ اسکے ایک مختصر کتاب علم عروض مین اور تفتازانی کے حاشیہ تفسیر کشاف پر حواشی تصنیف فرمائے اور سنہ ۸۶۳ھ مین انتقال کیا۔ گنج معرفت تاریخ وفات ہے۔

محمود بن محمد بن محمود حافظی بخاری۔ ابو نصر پارسا کنیت تھی اپنے باپ کی طرح علوم ظاہری و باطنی مین ماہر و عارف تھے جو بعد وفات والد ماجد کے اُنکے جانشین ہوئے اور سنہ ۸۶۵ھ مین انتقال کیا قبر آپ کی بلخ مین ہے۔ فہیم خلق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

قاضی القضاۃ سعد بن شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن سعد بن ابی بکر دیری نابلسی منگل کے روز ۱۰ رجب سنہ ۷۶۸ھ کو پیدا ہوئے۔ ابو السعادات کنیت اور سعد الدین لقب تھا اصل مین شہر دیر کے جو شہر نابلس کے پاس واقع ہے رہنے والے تھے چنانچہ اسی لیے

ابن الدیری کے نام سے معروف تھے مگر آخر کو قاہرہ مین آکر مقیم ہوگئے۔ بڑے ذکی اور ذہین حافظ تھے۔ پہلے اپنے والد سے علم پڑھنا شروع کیا اور قرآن کو حفظ کرکے بہت سی کتابین ۱۷ روز کے عرصہ مین حفظ کین پھر کمال سریجی اور حمید الدین اور علاء بن نقیب اور شمس بن خطیب شافعی سے استفادہ کیا اور شمس قونوی صاحب درر البحار اور حافظ الدین صاحب فتاوی بزازیہ کی صحبت کی اور برہان ابراہیم بن زین عبد الرحیم بن جماعہ سے روایت احادیث کی سند لی یہانتک کہ اپنے زمانہ کے امام علامہ اور فقیہ فہامہ ہوگئے استحضار مسائل مذہبیہ اور سریع ادراک اور حافظہ مین بے نظیر تھے علمی مباحثہ و مذاکرہ کا نہایت شوق تھا علم تفسیر خصوصاً فہم معانی تنزیل مین ید طولیٰ رکھتے تھے اور متون احادیث اسقدر یاد رکھتے تھے کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا تھا آپ کے والد ماجد فقہ وغیرہ مین آپ کو اپنے اوپر مقدم سمجھنے لگے اور آپ کا ذکر خیر یہانتک زمانہ مین مشہور ہوا کہ شاہرخ بن تیمور بادشاہ ہندوستان نے سر دربار آپکا حال قاصد ظاہر حقیقت سے دریافت کیا مدت تک تدریس و افتا مین مشغول رہے ۸۴۲ھ مین مصر کی دار القضاء حنفیہ کے متولی ہوئے حج بھی آپ نے کئی دفعہ کیے چنانچہ پہلا حج ۸۰۸ ہجری مین کیا آپ سے قاضی محمد بن محمد بن شحنہ نے اخذ کیا شمس الدین سخاوی نے آپ کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ مین نے آپ سے بہت کچھ پڑھا اور فوائد و نظم کو لکھا چونکہ آپ کو باوجود کثرت اطلاع کے تصنیف و تالیف کا چندان شوق نہ تھا اسلیے تصنیفات آپ سے کم ظہور مین آئی اور جو آئی ہے وہ حسب ذیل ہے۔ شرح عقائد نسفی جسکو زین قاسم حنفی نے آپ سے پڑھا۔ کواکب النیرات فی وصول ثواب الطاعات الی الاموات۔ السہام المارقہ فی کبد الزنادقہ۔ رسالۃ الحبس بالتہمۃ۔ رسالہ فی شتم الملائکۃ ام لا۔ رسالہ فی منع الشعر مخصوص بالنبی ام عام لجمیع الانبیاء۔ تکملہ شرح ہدایہ سروجی سات جلدین مین۔ منظومہ نعمانیہ یہ کتاب نظم مین ہے اور اسمین عجیب و غریب فوائد بیان ہوئے ہین۔ وفات آپ کی ۹ ربیع الآخر ۸۶۷ ہجری کو مصر مین ہوئی۔ "قبلۂ خلق" تاریخ وفات ہے۔

عبد اللطیف دیری

عبد اللطیف بن شمس الدین ابی عبد اللہ محمد دیری۔ زین الدین لقب تھا اعیان و ارکان فقہا مین سے عدول و مقبول تھے آپ نے اپنے چچا کے بیٹے تاج الدین دیری سے

حکم کی نیابت حاصل کی اور سنہ [illegible] مین وفات پائی۔ آپکا ایک بیٹا شیخ شرف الدین یونس فضلائے زمانہ مین سے تھا جو آپ سے پہلے مرگیا اور دوسرا بیٹا زین الدین عبدالقادر بھی بڑا عالم فاضل متواضع تھا جو ۵۔ رمضان [illegible] کو فوت ہوا۔

احمد بن موسی الشہیر بالخیالی شمس الدین لقب تھا مبادی علوم کے اپنے باپ سے پڑھے پھر مولی خضر بیگ کی خدمت مین حاضر ہوکر اُنسے استفادہ کیا اور مدرسہ سلطانیہ بروسا کے مدرس بنے بعدہ بعض مدارس کی تدریس آپ کو تفویض ہوئی جب تاج الدین ابراہیم المعروف بابن الخطیب والد خطیب زادہ فوت ہوئے تو وزیر محمود پاشاہ نے سلطان محمد خان سے آپ کے لیے سفارش کی کہ انکو مدرسہ ازنیق کی تدریس کا کام دیا جاوے بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ کیا خیالی وہ شخص نہین ہے جسنے شرح عقائد پر حواشی لکھے ہین اور نبراس امام آسمین لکھا ہے وزیر نے کہا کہ ہان وہی شخص ہے پس بادشاہ نے کہا کہ وہ ضرور اس مدرسہ کا مستحق ہے لیکن خیالی نے اُن دنون واسطے حج کے تیاری کی ہوئی تھی پس جب یہ قسطنطنیہ مین آئے تو وزیر نے انکو اس حال سے اطلاع دی آنہون نے فرمایا کہ اگر تو مجکو اپنی وزارت اور بادشاہ اپنی سلطنت دیدے تو بھی مین اس سفر کو نہ چھوڑونگا پس آپ حج کو چلے گئے اور جب حج کرکے واپس آئے تو وہان کے مدرس بنے لیکن تھوڑے ہی دنون مین ۳۳ سال کی عمر مین [illegible] مین اس دارفانی سے انتقال کر گئے۔ خور دہ وان آپ کی تاریخ وفات ہے۔ کہتے ہین کہ آپ بڑے نحیف البدن تھے یہانتک کہ آپ کی انگشت سبابہ اور انگوٹھے کے حلقہ مین آپکا ہاتھ بازو تک آجاتا تھا اور دن مین صرف ایک ہی دفعہ طعام کھایا کرتے تھے اور ہمیشہ علم وعبادت مین مصروف رہتے تھے مولی غیاث الدین المعروف بہ پاشا چلپی اور کمال الدین قرہ کمال وغیرہ آپکے شاگردون مین سے ہین۔ شرح عقائد نسفی پر آپ نے نہایت عمدہ اور مختصر حواشی تحریر کیے جو متداول بین الدرس و التدریس ہین لیکن بعض مواقع پر اس دقت کو کام فرمایا ہے کہ بڑے بڑے علماء فضلاء اُسکے حل کرنے مین حیران رہ جاتے ہین اسلیے ان حواشی کا حاشیہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے ویسا عمدہ لکھا ہے کہ تمام معضلات ومشکلات کو حل کرکے طلباء کے لیے آسان کردیا چنانچہ اس

خیالی

عبدالحکیم

منفعت کیسی نفیس کیا خوب کتاب ہے خیالات خیالی بس عظیم ست و برائے حل او عبد الحکیم است۔ علاوہ اسکے اوائل شرح تجرید پر بھی حواشی تصنیف کیے اور اپنے استاد مولیٰ خضر بیگ کی کتاب نظم عقائد کی شرح کی۔

ابراہیم بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابی عبد اللہ محمد دیری۔ ابو اسحٰق کنیت اور برہان الدین لقب تھا آپ بھی اپنے بھائیون کی طرح علامۂ زمانہ اور فقیہ فہامہ تھے پہلے قاہرہ کے وظائف سنیہ پر مقرر ہوئے پھر سنہ ۸۶۷ ہجری کو ولایت مصر کی قضاء کے متولی ہو کر قاضی القضاۃ ہوئے مگر اس سے روگردان ہو کر مؤیدیہ کی شیخت پر مستقر ہوئے اور اسی حالت میں سنہ ۸۷۶ھ میں وفات پائی۔

احمد بن محمد بن محمد بن حسن بن علی بن یحییٰ شمنی۔ رمضان سنہ ۸۰۱ ہجری میں شہر سکندریہ میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں نشو و نما پایا پہلے مثل اپنے باپ دادا کے مالکی المذہب تھے پھر حنفی مذہب میں انتقال کیا۔ علوم میں یکتائے زمانہ اور ادب و تفسیر و حدیث و فقہ و نحو و کلام و اصول میں امام ائمہ تھے تقی الدین لقب اور ابو العباس کنیت تھی۔ فقہ شیخ یحییٰ سیرامی سے اور حدیث ولی الدین عراقی سے حاصل کی یہانتک کہ فنون و علوم میں سرآمد و فائق اقران ہوئے اور بیشمار خلقت نے آپ سے فائدہ کثیر اٹھایا۔ حافظ سیوطی اور سخاوی نے آپ کی شاگردی کی اور عراقی و بلقینی نے آپ کو سند اجازت کی دی۔ آپ نے مغنی اللبیب اور شفاء قاضی عیاض کا حاشیہ لکھا اور صدر الشریعہ کے نقایہ اور اپنے باپ کی نظم النخبہ کی شرح کی اور ارتقاء المسالک لتنا دیۃ المناسک آپ نے تصنیف کی۔ سخاوی نے ضوء لامع میں لکھا ہے کہ جب تقی الدین شمنی قاہرہ میں اپنے باپ کے ہمراہ آئے تو علی ابن الکویک اور جمال حنبلی اور تقی الزبیری اور ولی العراقی سے حدیث کی سماعت کی اور بلقینی و ہیثمی وغیرہ نے آپ کو سند اجازت دی اور میں نے آپ سے مدت تک پڑھا اور آپ کے درس میں حاضر ہوتا رہا۔ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ میں لکھا ہے کہ علم تفسیر میں آپ دریائے محیط اور کاشف دقائق تھے اور حدیث کی روایت و درایت اور حل مشکلات میں آپ ہی کی طرف رجوع اور

اعتماد کیا جاتا تھا۔ فقہ میں یہاں تک دستگاہ رکھتے تھے کہ اگر آپ کو نعمان یعنی امام ابوحنیفہ
دیکھتے تو البتہ انعام دیتے اور علم کلام میں یہ لیاقت تھی کہ اگر آپ کو امام اشعری دیکھ پاتے
تو آپ کو اپنے پاس بٹھاتے اور خوش ہوتے۔ نحو میں ایسا ملکہ حاصل تھا کہ اگر آپ کو امام
خلیل نحوی دیکھ لیتے تو البتہ اپنا خلیل پکڑتے۔ معانی وغیرہ علوم میں تو بیاغ تھے۔ اسکندریہ
میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں اپنے والد کے ہمراہ آئے۔ نحو شمس الدین شنطوفی سے پڑھی
اور فقہ شیخ یحییٰ سیرامی اور علاء بخاری سے حاصل کی اور حدیث کو شیخ ولی الدین سے سماعت
کیا اور قاضی شمس الدین بساطی کی مصاحبت میں رہے اور انھیں سے علم معانی و بیان
حاصل کیا۔ علیٰ ہذا دیگر علوم و فنون میں بھی فائق ہوئے۔ بلقینی و زین عراقی و جمال بن
ظہیرہ و کمال دمیری اور مراغی وغیرہ محدثین نے آپ کو سند اجازت دی۔ شیخ شمس الدین سخاوی نے
اپنی مشیخت میں آپ سے تخریج کی اور حدیث کو بیان کیا۔ سیوطی کہتے ہیں کہ میں نے بھی
ایک جزو حدیث کی مسلسل آپ سے تخریج کی اور حدیث کو روایت کیا اور کئی اجزاء احادیث
کے آپ سے پڑھے اور ایک بڑا حصہ مطول اور توضیح ابن ہشام کا سماعت کیا اور ایک
جم غفیر خلقت نے آپ سے فائدہ اٹھایا اور میری کتاب شرح الفیہ اور جمع الجوامع پر
آپ نے تقریظیں لکھیں۔ وفات آپ کی ۸۷۲ھ میں ہوئی۔ آرائش عصر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن سلیمان بن سعد بن مسعود رومی الشہیر بمولیٰ محی الدین کافیجی۔ امام محقق
علامہ زمانہ تھے۔ فقہ و حدیث و تفسیر میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ معقولات و منقولات
کے جامع تھے۔ اصول فقہ۔ کلام۔ تصریف اعراب۔ معانی۔ بیان۔ جدل۔ منطق۔
فلسفہ۔ ہیئت میں استاذ الاساتذہ تھے۔ ۷۸۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور ہوش
سنبھالتے ہی علم میں مشغول ہوگئے اور بلاد عجم و تاتار میں جاکر بڑے بڑے علماء و فضلاء
مثل مولیٰ شمس الدین محمد بن حمزہ فناری اور حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب بزازی
اور برہان حیدر تلمیذ تفتازانی اور عبد اللطیف بن فرشتا شارح مجمع اور شیخ واجد
وغیرہم سے علم پڑھا اور قاہرہ میں اشرف برسبائی کے عہد میں تشریف لے گئے
جہاں آپ کی فضیلت ظاہر ہوئی اور اعیان و ارکان نے آپ سے اخذ کیا اور

شیخونیہ کی مشیخت بعد ترک ابن ہمام کے آپ کے سپرد ہوئی۔ کافیجی آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے
کہ کتاب کافیہ سے جو نحو میں ہے بڑا شغل رکھا کرتے تھے۔ سیوطی نے لکھا ہے کہ میں آپ کی خدمت
میں چودہ برس رہا اور آپ سے کتاب تحقیقات اور عجائب کو سنا اہل تصوف کے حق میں
حسن الاعتقاد اور اہل حدیث کے بڑے محب تھے باوجود کبر سنی کے کثیر العبادۃ کثیر الصدقہ
سلیم الفطرۃ صبور و متحمل تھے مجھسے ایک دن فرمانے لگے کہ زید قائم کا اعراب کیا ہے میں نے کہا
کہ مقام صغیرہ میں بھی ہمسے یہ سوال کیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اسمین ایک سو تیرہ بحث ہیں
میں نے عرض کی کہ جب تک میں انکو حاصل نہ کرونگا آپ کی مجلس سے نہ اٹھونگا پس وہ
بتاتے گئے اور میں نے انکو لکھ لیا۔ آپ کی تصنیفات علوم عقلیہ میں اسقدر تھیں کہ میں نے
آپ سے انکے نام پوچھے تاکہ آپ کے ترجمہ میں انکو لکھوں مگر وہ شمار نہ کر سکے اور جنکے
نام آپ نے بتائے وہ میں بھول گیا جو اکثر مختصرات تھیں اور انمیں سے اجل و انفع شرح
قواعد اعراب اور شرح کلمتی الشہادۃ اور مختصر فی الحدیث اور مختصر تفسیر تیسیر نام ہے۔ وفات
آپ کی جمعہ کی رات ۴ ماہ جمادی الاولی ۸۷۹ھ میں اسہال کے مرض سے واقع ہوئی۔
خداوند راز تاریخ وفات ہے۔

علی بن مجد الدین محمد بن محمد بن مسعود بن محمود بن محمد بن امام فخر الدین رازی المعروف
بمصنفک عالم فاضل فقیہ محدث اصولی صاحب تصنیفات عالیہ اور امام فخر الدین
رازی کی اولاد میں سے تھے امام فخر الدین کا ایک بیٹا محمد نام بڑا فاضل تھا جو عنفوان
شباب میں ایک بیٹا محمد نام واعظ چھوڑ کر مر گیا امام کو خدا نے اور بیٹا دیا انھوں نے
اسکا نام بھی محمد رکھا اور وہ بھی کمال رتبہ کو پہونچا جسکی اولاد میں سے آپ چوتھی پشت میں
پیدا ہوئے آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت عمر فاروق تک منتہی ہوتا ہے بعض اہل تواریخ کہتے ہیں
کہ آپ صدیقی ہیں بہر حال آپ ۸۰۳ھ میں پیدا ہوئے اور واسطے تحصیل علم کے
مسافرت کی علم عربی تو آپ نے جلال الدین یوسف تلمیذ علامہ تفتازانی اور نیز
قطب الدین احمد بن محمد بن محمود امامی ہروی تلمیذ جلال الدین سے پڑھا اور فقہ حنفی
فصیح الدین محمد بن محمد سے حاصل کی اور فقہ شافعی کو عبد العزیز بن احمد بن عبد العزیز

ایسی لیے اخذ کیا ۸۲۱ھ ہجری میں کتاب مصباح کی جو نحو میں ہے شرح لکھی اور ۸۲۶ھ میں اپنے خواب میں رسول خدا صلعم کے اشارہ سے کتاب آداب البحث کی شرح تصنیف کی اور ۸۳۲ھ میں شرح لباب اور ۸۳۳ھ میں شرح مطول اور ۸۳۴ھ میں تفتازانی کی شرح مفتاح کی شرح تصنیف فرمائی اور ۸۳۸ھ میں حاشیہ تلویح کا اور شرح قصیدۂ بردہ اور شرح قصیدہ ابن سینا کی لکھی پھر ۸۴۴ھ میں ہرات کو تشریف لیگئے اور وہاں وقایہ اور ہدایہ کی شرح لکھیں اور کتاب حدائق الایمان لاہل العرفان تصنیف کی پھر ۸۴۸ھ میں ممالک روم کی طرف تشریف لیگئے اور وہاں ۸۵۰ھ میں مصابیح بغوی کی آنحضرتؐ کے اشارہ سے شرح کی اور نیز سید کی مفتاح کی شرح اور شرح مطالع کا حاشیہ اور کسیقدر اصول فخر الاسلام کی شرح تصنیف فرمائی ۸۵۵ھ ہجری میں شرح کشاف اور انوار الحدائق اور تحفۃ السلاطین اور حدائق الایمان فارسی میں تصنیف کی اور ۸۶۱ھ میں تحفۂ محمودیہ فارسی میں محمود پاشا کے وزراء کی اصلاح میں تصنیف کیا اور آخیر میں اپنی تصانیف مذکورۂ بالا کی تاریخ ذکر کی اور نیز اس بات کا ذکر کیا کہ اب میں بسبب کبر سنی کے کوئی تصنیف اور نہیں کرونگا اور نیز اسمین بعد تذکرہ اپنے نسب کے لکھا کہ یہ لوگ آباء اجداد ہیں اور جو آبای ارواح ہیں پس وہ بہت ہیں آپ کے مصنفک کے نام سے مشہور ہونے کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ آپ سن حداثت ہی میں کتب شریفہ کی تصنیف میں مصروف ہوگئے تھے اسلیے کاف تصغیر کا مصنف کے ساتھ لگا دیا گیا۔ وفات آپ کی قسطنطنیہ میں ۸۷۵ھ میں ہوئی۔ یکتائے روزگار تاریخ وفات ہے۔

علی بن محمد قوشچی۔ علاء الدین لقب تھا اعلم علمائے دوران افضل فضلائے زمان تھے آپ کا باپ امیر الغ بیگ بادشاہ ماوراء النہر کے خادموں سے تھا آپ لڑکپن میں امیر موصوف کے بڑے منظور نظر تھے یہانتک کہ وہ کمال شفقت سے آپ کو اپنا بیٹا کہا کرتا تھا اور اکثر اوقات اپنے ہاتھ سے جانور مثل باز وغیرہ کے آپ کے ہاتھ پر بٹھا دیا کرتا تھا اسلیے آپ قوشچی کے نام سے مشہور ہوئے کیونکہ قوشچی کے معنی لغت میں حافظ باز اعمہ

یکار کے ہین ابتدائے علم آپ نے مولی قاضی زادہ موسی رومی شارح ملخص چغمینی
نیز امیر الغ بیگ سے جو علم ریاضی مین بڑا ماہر تھا پڑھے پھر پوشیدہ طور پر کرمان
لک مین چلے گئے اور وہان کے علما و فضلا سے علم حاصل کیا اور وہین شرح تجرید
وہ کیا پھر بعد کئی سال کی غیبت کے امیر موصوف کے پاس واپس آئے اور پوشیدہ
انیکی معذرت کی امیر نے کہا کہ تم ہمارے لیے کیا تحفہ لائے ہو آپ نے فرمایا کہ ایک رسالہ
ہون جس مین مین نے ان اشکال قمر کا حل کیا ہی جنکے حل کرنے مین متقدمین حیران
ئے ہین امیر نے کہا کہ اسکو میرے پاس لاؤ کر دیکھون اسمین کس کس جگہ آپ نے غلطی
تو آپ نے رسالہ کو حاضر کیا اور امیر اس کو مطالعہ کر کے متعجب ہوا پھر امیر نے سمرقند مین
بخوم خانہ تعمیر کیا اور غیاث الدین جمشید کو جو نجوم مین ماہر تھا اسکا متولی بنایا۔
ن وہ اوائل امر مین ہی مرگیا پھر قاضی زادہ کو اسکا متولی کیا مگر وہ بھی قبل اتمام
ے فوت ہوئے پھر آپ نے اسکو کامل کیا پس جو کچھ ان لوگون کو اس رصد سے حاصل
اوہ آپ نے لکھا جسکا نام زایچہ الغ بیگ رکھا گیا۔ جب الغ بیگ مرگیا اور اسکے اولاد
ن سے بعض لوگ ملک پر متسلط ہوئے تو انھون نے آپ کی کچھ قدر نہ سمجھی اسلیئے آپ
رقند سے تبریز مین آئے جہان کہ سلطان امیر حسن طویل نے آپ کی بڑی تکریم و تعظیم
اور آپ کو بطور سفارت باہمی مصالحت کے لئے روم مین سلطان محمد خان کے پاس
یا جہان سلطان محمد خان نے سلطان حسن سے بھی بڑھ کر آپکی عزت کی اور کہا کہ تم
رے ہی پاس رہو آپ نے اس بات کو قبول کر کے وعدہ کیا کہ بعد اتمام کام سفارت
ہم ضرور آپ کے پاس چلے آئینگے پس جب رسالت کا کام تمام ہو گیا تو سلطان محمد خان
اپنے خدمتگار آپ کی طرف بھیجے جو آپ کو بڑی خاطر تواضع سے ہر منزل مین ہزار درہم
ج کر کے قسطنطنیہ مین لائے اور آپ کا استقبال تمام علما و اعیان قسطنطنیہ نے کیا جب
لطان محمد خان کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ایک رسالہ حساب مین محمدیہ نام بادشاہ کے
ر کیا پھر جب سلطان محمد خان نے حسن طویل پر چڑھائی کی تو آپ بھی بادشاہ کے ہمراہ
ے اور اس سفر مین ایک رسالہ ہیئت فتحیہ نام تصنیف کیا جب سلطان قسطنطنیہ

آیا تو اُنکو ابا صوفیہ کا مدرسہ دیکر دو سو درہم مدد معاش انکا مقرر کر دیا پس آپ وہیں مقیم رہے یہانتک کہ ۸۷۵ھ ہجری میں فوت ہو گئے۔ مجرب کبار تاریخ وفات ہے۔ شرح تجرید اور حاشیہ کے اوائل حواشی کشاف پر حواشی اور صرف میں عنقود الزواہر وغیرہ رسائل آپ کی تصنیفات سے یادگار ہیں۔

ابن امیر الحاج حلبی

محمد الشہیر بہ ابن امیر الحاج حلبی۔ شمس الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام اجل۔ فاضل محقق۔ فقیہ محدث مفسر۔ فائق بر اقران۔ علامہ زمان تھے۔ علوم ابن ہمام وغیرہ فضلاء و کملاء سے حاصل کیے اور قدس میں مسند افادت پر متمکن ہو کر تنشیر علوم و تصنیف کتب میں مشغول رہے۔ ذخیرۃ الفقر فی تفسیر سورۃ العصر۔ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی اور شرح مقدمہ ابی اللیث وغیرہ آپ کی مشاہیر تصنیفات سے ہیں۔ وفات آپکی ۸۷۹ھ میں ہوئی۔ علامۂ خلق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبد اللہ بن شیخ الاسلام شمس الدین

عبد اللہ بن شیخ الاسلام شمس الدین ابی عبد اللہ محمد دیری۔ ابو العزم کنیت جمال الدین لقب تھا ۸۰۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل تھے ۸۴۲ھ میں قضاء قدس اور رملہ کی آپ کو دیگئی اور پھر قضاء شہر خلیل کی بھی اضافہ کی گئی۔ قدس میں ماہ ربیع الاول ۸۷۸ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ شیرازۂ دانش تاریخ وفات ہے۔

قاسم بن قطلوبغا

قاسم بن قطلوبغا۔ قاہرہ میں ۸۰۲ھ میں پیدا ہوئے ابو العدل کنیت زین الدین لقب تھا اپنے وقت کے امام۔ فقیہ۔ محدث۔ علامہ۔ جامع علوم و فنون۔ استحضار تام میں کامل۔ مناظرہ اور اسکات خصم میں ید طولیٰ رکھتے تھے آپ صغیر سن ہی تھے کہ آپکا باپ فوت ہو گیا پہلے آپ قرآن شریف اور چند کتابیں حفظ کر کے مدت تک خیاطت کا کام کرتے رہے پھر تحصیل علم میں مشغول ہوئے چنانچہ علم حدیث کا حافظ ابن حجر عسقلانی اور اور سراج قاری الہدایہ اور ابن ہمام سے حاصل کیا اور دیگر علوم تاج احمد فرغانی نعمانی قاضی بغداد اور عز بن عبد السلام بغدادی اور عبد اللطیف کرمانی سے حاصل کیے لیکن سب سے زیادہ ابن ہمام کی ملازمت و صحبت اختیار کی یہانتک کہ جتنا آنے پڑھا تھا اُس سے زیادہ آنے سُنا اور آپ سے سخاوی شافعی صاحب ضوء اللامع نے تلمذ کیا۔ تصنیفات آپ کی

فقہ و حدیث میں ستر کتب سے زیادہ شمار کی گئی ہیں جنمیں سے شرح مصابیح السنہ۔
حاشیہ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث۔ حاشیہ مشارق الانوار۔ تحفۃ الاحیاء فی مافات
من تخاریج الاحیاء۔ منیۃ الالمعی فی مافات من تخریج احادیث الہدایہ للزیلعی تعلیقات
نخبۃ الفکر۔ تخریج احادیث تفسیر ابی اللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی متوفی ۳۸۳ھ
ترجیح الجوہر النقی۔ شرح مجمع البحرین۔ شرح مختصر المنار۔ شرح درر البحار۔ معجم۔
تعلیق تفسیر بیضاوی تا قولہ سبحانہ فہم لا یرجعون۔ وغیرہ ہیں۔ وفات آپ کی حارۃ الدیلم
میں بتاریخ ۴ ربیع الآخر ۸۷۹ھ میں ہوئی۔ سراج درایت تاریخ وفات ہے۔

حسن بن عبد الصمد سامسونی۔ شہر سامسون کے جو بلاد روم میں کنارہ دریا پر
واقع ہے رہنے والے تھے بڑے پسندیدہ اخلاق۔ سلیم الطبع متشرع تھے۔ خط بھی
آپ کا نہایت عمدہ تھا۔ علم مولی خسرو و محمد بن فراموز صاحب درر وغیرہ سے پڑھا اور
قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان محمد خان کے
معلم بنے بعد ازاں دار القضا کے متولی ہوئے۔ کتاب مقدمات اربع اور حاشیہ شرح عقائد
سید پر حواشی لکھے اور ۸۹۱ھ میں وفات پائی۔ خلیق عالم تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن عمر بن قطلوبغا بکتمری۔ سیف الدین لقب تھا بڑے علامہ محقق
زاہد۔ عابد۔ اورع تھے ۸۰۰ھ ہجری کے ابتدا میں پیدا ہوئے۔ علم سراج قاری
ہدایہ اور تفہنی سے حاصل کیا اور ابن ہمام کی صحبت لازم پکڑے اور بڑا استفادہ کیا
یہانتک کہ فقہ۔ اصول۔ نحو وغیرہ علوم میں فائق و بارع ہو کر چند اماکن میں تدریس کے
متولی ہوئے چنانچہ منصوریہ میں تفسیر کا درس دیا اور موئدیہ پھر شیخونیہ کی شیخت کے
متولی ہوئے۔ آپکے شیخ ابن ہمام آپکو ان کلمات سے یاد کیا کرتے تھے ہو محقق الدیار المصریۃ
مع ما ہو علیہ من سلوک طریق السلف والعبادۃ والخیر و عدم التردد الی احد ابداً نعمد اللہ
ولم نر مثلہ تورعا۔ آپکی تصنیفات سے کتاب توضیح کثیرۃ الفوائد پر حاشیہ یادگار ہے۔ وفات
آپکی ماہ ذیقعد ۸۸۱ھ میں ہوئی۔ قدوۂ اہل خلق تاریخ وفات ہے۔ حافظ سیوطی نے
لکھا ہے کہ میرے شیوخ میں سے یہی ایک ہیں جو سب کے پیچھے فوت ہوئے مگر ایک شخص حنبلی

مین سے کتاب منہاج کے چند وسق پڑھے۔ سیوطی نے آپ کی وفات مین ایک مرثیہ بھی تصنیف کیا جو حسب ذیل ہے سات سیف الدین منفرداً ۰ بعد فداً فی اللحد منفرداً ۰ عالم الدنیا وعالمہا ۰ لم یزل احوالہ رشداً ۰ یبکیہ دین النبی اذ ۰ ما اتاہ لحد کمدا ۰ انما یبکی علی جلل ۰ قد غدا فی الخیر معتمداً ۰ لم یکن فی دینہ دھن ۰ لا ولا للکبر منہ ردا ۰ عمرہ افناہ فی نصب ۰ لا لاکبر مجتہداً ۰ من صلوٰۃ او مطالعۃ ۰ او کتاب اللہ مقتصداً ۰ لا یوافیہ لمظلمۃ ۰ بشر او یدع غنداً ۰ فی الزہی قد کان من ورع ۰ لم یخلف بعدہ احداً ۰ دنت الدنیا المنصرم ۰ ورحیل الناس قد افدا ۰ لیت شعری من نؤملہ ۰ بعد ہذا الحبر ملتحداً ۰ ثلمۃ فی الدین موتتہ ۰ مالہا من جابر ابداً ۰ قد روینا ذاک فی خبر ۰ وہو موصول لنا سنداً ۰ فعلیہ ہامعات رضی ۰ ومن الغفران سحب نداً ۰ وتغشاہ ضمن زمرتہ ۰ مع اہل الصدق والشہداء۔

شیخ سعد الدین خیرآبادی ۔ بڑے فقیہ۔ اصولی۔ نحوی۔ حافظ حدود شریعت اور آداب طریقت موصوف بہ ترک وتجرد تھے آپ کے والد ماجد خیرآباد کے قاضی تھے جو آپ کو صغیر سن چھوڑ کر فوت ہوگئے پس آپ نے صغر سنی مین قرآن کو حفظ کیا بعد ازان ظاہری علوم مولانا اعظم لکھنوی سے جو نامور فقہاء وعلماء زمانہ سے تھے حاصل کیے اور طریقت مین شیخ مینا کے مرید ہوئے۔ تدریس وارشاد خلائق مین عمر بسر کی۔ کتاب اصول بزدوی وکتاب حسامی کی شرحین تصنیف کین اور رسالہ مکیہ کی شرح مسمی مجمع السلوک اور نیز مصباح وکافیہ وغیرہ کی شرحین لکھین اور بہت لوگون نے آپ سے ظاہری وباطنی فیوض حاصل کیے جنمین سے شیخ صفی اور شیخ مبارک سندیلہ مین۔ وفات آپ کی ۹۲۲ھ مین ہوئی۔ قبر آپ کی خیرآباد مین زیارتگاہ ہے۔ ساسف کا تاریخ وفات ہے۔

شیخ سعد الدین خیرآبادی

عبد العزیز بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن محمد بن عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ عقیل حلبی المعروف با بن العدیم۔ قاہرہ مین [illegible]ھ مین پیدا ہوئے اور وہین نشو ونما پایا اور مختلف علوم مین کامل مہارت حاصل کی یہانتک کہ فقیہ فاضل محدث متبحر ہوئے۔ عراقی اور بلقینی اور ابن جزری نے آپ کو حدیث وفقہ کے شیوع کی اجازت دی اور آپ نے حلب مین اپنا وطن اختیار کیا پھر قاہرہ مین بود وباش کی مکہ معظمہ کا حج کیا اور بیت المقدس کی

عبد العزیز بن عبد الرحمن حلبی

بھی زیارت کی اور ۸۸۲ھ ہجری مین وفات پائی۔ محدث بے شائبہ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن قطب الدین ازنیقی۔ عالم ماہر۔ فقیہ متبحر۔ جامع علوم عقلیہ ونقلیہ اور سالک مسالک تصوف تھے علوم شمس الدین محمد بن حمزہ فناری سے حاصل کیے۔ شرح فصوص اور شرح مفتاح الغیب مصنفۂ شیخ صدر الدین قونوی تصنیف کین اور ۸۸۵ھ ہجری مین وفات پائی۔ آپ کے والد ماجد قطب الدین بھی بڑے عالم فاضل زاہد۔ متورع۔ صوفی تھے جو ازنیق مین پیدا ہوے اور اپنے ملک کے علماء فضلا سے پڑھکر کل علوم مین مہارت حاصل کی اور ازنیق مین ہی فوت ہوئے۔ ازنیق ایک پرانا شہر روم کے ملک مین ہے جو قسطنطنیہ سے چار منازل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ علامہ غنی وجلی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن فراموز الشہیر بمولیٰ خسرو۔ علم معقول ومنقول کے بحر زخار اور فروع واصول کے جامع تھے۔ علوم مولیٰ برہان الدین حیدر ہروی تلمیذ سعد الدین تفتازانی سے حاصل کیے عہد سلطان مراد خان مین اُسکے بھائی کے مدرسہ کے مدرس مقرر ہوے پھر عہد محمد خان بن مراد خان مین عسکر کے قاضی ہوئے اور جب مولیٰ خضر بیگ فوت ہوے تو محمد خان نے آپکو قسطنطنیہ کی قضا دی۔ جب آپ عہد مراد خان مین مدرسہ شاہ ملک کے مدرس تھے تو آپ نے کتاب غرر الاحکام اور اسکی شرح درر الحکام تصنیف کی اور مرقاۃ الاصول اور اسکی شرح مرآۃ الاصول اور مطول اور تلویح اور تفسیر بیضاوی کے سیقول السفہاء تک اور شرح وقایہ کے حواشی لکھے ایک رسالہ علالاً رمین تصنیف کیا جسمین فوائد عجیبہ داخل کیے۔ تمام تصنیفات آپ کی دقائق علمیہ اور مسائل فقہیہ پر شامل ہے۔ آپ سے یوسف بن جنید اور حسن چلپی بن محمد شاہ فناری وحسن بن عبد الصمد سامسونی وغیرہم نے تلمذ کیا۔ صاحب شقائق لکھتے ہین کہ آپ کا باپ امراء افرامخہ مین سے رومی الاصل تھا جو اسلام لایا اُسکی ایک بیٹی تھی جسکو اُسنے ایک امیر مسمی بہ خسرو سے بیاہ دیا تھا جب مرگیا تو یہ محمد اپنے بہنوئی خسرو کے گھر مین رہے اور اخی زوجہ خسرو کے نام سے مشہور ہوگئے یہانتک کہ لوگ مولیٰ

انکو کہنے لگے۔ وفات آپکی قسطنطنیہ مین ۸۰۵ھ مین ہوئی اور شہر بروسا مین لیجاکر دفن کیے گئے۔ علامہ فی الحقیقت تاریخ وفات ہے۔

حسن چلپی بن شمس الدین محمد شاہ بن مولف فصول البدائع محمد بن حمزۃ الفناری ۸۴۰ھ ہجری مین روم کے شہرون مین پیدا ہوئے اور اُسی جگہ نشو و نما پایا۔ علم ملا فخر الدین اور ملا طوسی اور ملا خسرو سے حاصل کیا اور صحیح بخاری کو بعض تلامذہ ابن حجر عسقلانی سے پڑھا یہانتک کہ عالم فاضل محقق مدقق ہوئے اور فقہ و اصول فقہ و حدیث و تفسیر قرآن و نحو و علم معانی و بیان اور معقولات وغیرہ مین سرآمد علماے زمانہ ہوے۔ آپ بڑے صالح و متدین تھے پہلے آپ ادرنہ مین مدرسہ حلبیہ کے مدرس تھے اور آپکا چچیرا بھائی علی فناری عہد سلطان محمد خان مین عسکر کا قاضی تھا آپ نے اُسکو کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ مصر مین ایک شخص کتاب مغنی اللبیب جو علم نحو مین ہے بہت اچھی طرح پڑھاتا ہے آپ مجکو سلطان محمد خان سے وہان جاکر کتاب مذکور کے پڑھنے کی اجازت لے دین اور آپ بذات خاص سلطان مذکور سے اسلیے اجازت حاصل نہین کر سکتے تھے کہ آنھون نے اُسکی حیات مین کتاب تلویح کے حواشی سلطان بایزید خان اُسکے بیٹے کے نام پر تصنیف کیے تھے جس سے وہ آپ سے گونہ ناراض تھا پس علی فناری نے آپ کو سلطان محمد خان سے اجازت لے دی اور آپ نے مصر مین جاکر مغنی کو پڑھا جب روم کو واپس آئے تو سلطان محمد خان نے آپ کو پہلے مدرسہ ازنیق پھر آٹھ مدارس مین سے ایک کا مدرس مقرر کیا۔ ۸۸۰ھ مین ملک شام مین آئے اور شام کے سوارون کے ساتھ حج کیا۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی تلویح اور حواشی شرح وقایہ اور حواشی شرح تلخیص المعانی و مطول اور حواشی شرح مواقف اور حواشی تفسیر بیضاوی مشہور و معروف ہین اور ہر ایک اُنمین سے تحقیقات و تدقیقات سے مملو ہے عہد سلطان بایزید خان مین شہر بروسا مین ماہ جمادی الاخری ۸۸۶ھ مین فوت ہوئے۔ فدیاے کرامت تاریخ وفات ہے۔ فنار آپ کے پردادا کا لقب تھا جسکی طرف آپ منسوب ہین۔

حسن چلپی

علی المعروف بالمولی علاء الدین الطوسی - بڑے عالم فاضل اور تفسیر و حدیث و خلافت وغیرہ مین ید طولی رکھتے تھے - علم اپنے ملک کے علما و فضلا سے پڑھا اور رتبۂ کمال کو پہونچے پھر روم مین تشریف لائے اور سلطان مراد خان نے آپ کی بڑی عزت و توقیر کی اور آپکو بروسا مین مدرسہ سلطانی عطا کیا جب محمد خان بن مراد خان نے قسطنطنیہ کو مفتوح کیا تو آسنے آٹھ مدارس بنوائے جنمین سے ایک مین آپ کو متعین کیا چنانچہ ایک دن سلطان مراد خان آپ کے پاس مدرسہ مین آیا اور حکم دیا کہ میرے روبرو طلبا کو سبق پڑھاؤ پس آپ داہنی طرف بادشاہ کے بیٹھ گئے اور وزیر محمود پاشا کھڑا رہا طلبا آئے اور آنھون نے سید شریف کی شرح عضد کا حاشیہ پڑھنا شروع کیا پس آپ نے اسطرح سے آسکے دقائق و مشکلات حل کیے کہ سلطان آپ کی کمالیت و فضیلت دیکھکر خوش ہو گیا اور دس ہزار درم مع خلعت آپ کو اور پانسو درم ہر ایک طالب علم کو انعام عطا کیا پھر آپکو اور مولی خواجہ زادہ مصلح الدین مصطفی بن یوسف کو حکم کیا کہ امام غزالی کی کتاب تہافۃ الفلاسفہ اور حکما کے درمیان ایک ایک کتاب بطور محاکمہ کے لکھین پس خواجہ زادہ نے تو چار مہینے مین اور مولی طوسی نے چھ مہینے کے عرصہ مین ذخر نام سے ایک ایک کتاب لکھی سلطان نے ان دونون کو دس دس ہزار درم انعام عطا کیا لیکن خواجہ زادہ کو ایک عمدہ بچھاستر کا زیادہ دیا کیونکہ علما نے خواجہ زادہ کی کتاب کو ترجیح دی تھی اس سے مولی طوسی کی طبیعت مکدر ہوگئی اور وہان سے عجم مین آئے جب تبریز مین پہونچے تو وہان شیخ عبد الالہی صوفی سے ملاقات کی پھر ماوراء النہر مین جاکر خواجہ عبید اللہ سمرقندی کی خدمت مین مشرف ہوے اور آنسے بڑے فیوض باطنی حاصل کیے - آپ کی تصنیفات سے سید شریف کی شرح مواقف کا حاشیہ اور آنھین کے حاشیہ کشاف کے حواشی اور آنھین کے حاشیہ شرح مطالع کے حواشی مشہور و معروف ہین - سمرقند مین سنہ ۸۸۷ ہجری مین فوت ہوے - رفیع منزلت تاریخ وفات ہے - طوسی طرف طوس کے منسوب ہے جو خراسان مین ایک شہر دو شہرون پر مشتمل ہے جنمین سے ایک کا نام کا طابران اور دوسرے کا نوقان ہے اور ہزار گانون سے زیادہ

گاؤن انکے متعلق ہین زمانۂ حضرت عثمان مین سنہ ۲۶ ہجری مین فتح ہوا تھا

یعقوب پاشا

یعقوب پاشا ابن خضر بیگ رومی عالم محقق۔ فاضل مدقق۔ افقہ اہل جہان اور فارس میدان بحث تھے علوم اپنے باپ سے حاصل کیے اور مدت تک بروسا کے قاضی رہے پھر قسطنطنیہ کے قاضی ہوے جہان قضا کی حالت مین سنہ ۸۹۱ ہجری مین وفات پائی۔ فقیہ مقتداے عالم تاریخ وفات ہے۔ شرح وقایہ پر عمدہ حواشی لکھے جنمین عجیب و غریب دقائق و مسائل وارد کیے اور نیز شرح مواقف پر لطیف سوال تحریر کیے اور اکثر حواشی حسن چلپی کے آپ کے حاشیہ سے ماخوذ ہین۔

سنان پاشا

یوسف بن خضر بیگ رومی الشہیر بہ سنان پاشا۔ بڑے ذکی۔ عالم فاضل ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ فارس میدان مناظرہ تھے پہلے آپ کو سلطان محمد خان نے سنہ ۸۶۳ھ مین قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس مین سے ایک کا مدرس مقرر کیا پھر اپنا معلم بنالیا ازان بعد سنہ ۸۷۵ھ مین وزارت کے عہدہ پر آپکو سرافراز کیا لیکن پھر کسی بات پر معزول کرکے قید کردیا اسپر شہر کے تمام علماء دیوان مین اکٹھے ہوکر بادشاہ سے ملتجی ہوے کہ آپ انکو چھوڑ دین ورنہ ہم بھی اپنی کتابین جلا دینگے سلطان نے آپ کو چھوڑ دیا اور آپ سفری حصار مین آئے اور سلطان محمد خان کی وفات تک وہین مقیم رہے پھر آپکو بایزید خان ابن محمد خان نے ادرنہ مین مدرسۂ دار الحدیث کا مدرس مقرر کیا جہان آپ نے شرح مواقف کی مباحث جواہر پر حواشی لکھے اور ایک مناجات ترکی زبان مین اور ایک کتاب مباحث اولیاء مین تصنیف کی۔ کہتے ہین کہ جب مولی علی قوشجی بلاد روم مین داخل ہوے تو سلطان محمد خان نے تعلم علوم ریاضیہ مین آپ کو سقیم سمجھکر آپکے شاگرد مولی لطفی توقاتی کو علی قوشجی کی طرف بھیجا جس نے انسے علوم ریاضیہ حاصل کرکے جو کچھ پڑھا تھا آپ کو سنایا جس سے آپ بھی علوم ریاضی مین کامل ہوگئے اور قاضی زادہ رومی کی شرح چغمینی پر حواشی تصنیف کیے۔ وفات آپ کی سنہ ۸۹۱ھ مین ہوئی اور آپکے تلامذہ مین سے نور الدین قرہ صوی اور محمود بن محمد بن قاضی زادہ رومی نے علامۂ قدسی صفات تاریخ وفات ہے۔

تاج الدین بن سعد بن مجد الدین - ماہ ربیع الاول ۷۹۵ھ ہجری مین پیدا
ہوے اپنے باپ اور جد امجد سے علوم و فنون حاصل کرکے علامۂ فائق زمانہ ہوے آپکے
وقت مین مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ ۸۵۱ھ ہجری مین قضاء قدس آپکو
دیگئی اور مدرسہ معظمیہ کی درس و تدریس مین مشغول ہوے اور آپکا حکم جاری ہوا
پھر قضاء کو چھوڑکر قاہرہ کو گئے جہان آپ کے والد نے آپ کو مؤیدیہ کی شیخت سپرد کی
جب ۸۶۶ھ مین آپ کے والد ماجد فوت ہوے تو آپ اپنے چچا برہان الدین کے واسطے
مؤیدیہ کی شیخت خالی کرکے قدس مین چلے آئے اور ماہ شعبان ۸۹۲ھ مین وفات پائی - ذو فنون تاریخ وفات ہے

مصطفیٰ بن یوسف بن صالح برسوی الشہیر بخواجہ زادہ - علامۂ زمان - فہامۂ
دوران - عالم نبیل - فاضل جلیل - ماہر معانی و بیان - جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے
پہلے محمد بن ایا ثلوغ سے پڑھتے رہے پھر خضر بیگ مدرس مدرسہ سلطانیہ واقع بروسا کی
خدمت مین پہنچے اور آنسے بہت سے علوم حاصل کیے - سلطان مراد خان نے بروسا کے
مدرسہ اسدیہ کی تدریس آپ کے سپرد کی اور جب سلطان محمد خان بادشاہ ہوا اور علما سے
اسکی رغبت علم کی طرف بہت دیکھی تو آپ بھی اسکے پاس گئے اور اسنے آپ کو اپنا معلم
بنالیا اور آپ سے کتاب زنجانی پڑھی آپ نے زنجانی کی ایک عمدہ شرح تصنیف کی
اور نیز کتاب تہافۃ الفلاسفہ اور حواشی شرح مواقف اور حواشی شرح ہدایۃ الحکمۃ
تصنیف کیے - کہتے ہین کہ مولی عبد الرحمن بن مؤید جب جلال الدین دوانی کی خدمت مین پہونچے
تو دوانی نے فرمایا کہ آپ ہمارے لیے کیا تحفہ لائے ہین مولی عبد الرحمن نے کہا کہ خواجہ زادہ کی تہافۃ الفلاسفہ
لایا ہون جب دوانی نے اسکو مطالعہ کیا تو فرمایا کہ میرا بھی ارادہ تھا کہ اس باب مین ایک
کتاب لکھون لیکن اگر مین اس کتاب کے دیکھنے سے پہلے لکھتا تو ضرور فضیحت اُٹھاتا
لکھتے ہین کہ مولی علی طوسی جب بلاد عجم کی طرف گئے تو آنکی علی قوشجی سے ملاقات ہوئی
مولی نے قوشجی سے پوچھا کہ آپ کہان جائینگے اُنھون نے کہا کہ روم کے شہرون مین
مولی نے کہا کہ اس حالت مین آپ کو خواجہ زادہ سے ضرور صلح رکھنی ہوگی جب
قوشجی قسطنطنیہ مین آئے تو وہان کے علماء نے انکا استقبال کیا اسوقت خواجہ زادہ

قسطنطنیہ کے قاضی تھے جب قوشجی نے خواجہ زادہ سے ملاقات کی اور دریا کی مد و جزر سے جو کچھ دیکھا تھا اسکا بیان کیا تو خواجہ زادہ نے مد و جزر کا سبب بیان کیا پھر اس بحث کا تذکرہ شروع ہوا جو تیمور کے سامنے سید شریف اور تفتازانی کی ہوئی تھی قوشجی نے تفتازانی کو ترجیح دی خواجہ زادہ نے کہا کہ مین نے تحقیق کیا ہے کہ حق سید شریف کے ساتھ تھا پس جو انھوں نے لکھا تھا اسکو قوشجی نے مطالعہ کیا پھر جب قوشجی کی ملاقات سلطان مراد خان سے ہوئی تو کہا خواجہ زادہ کی عجم مین کوئی نظیر نہین سلطان نے کہا کہ عرب مین بھی کوئی نہین۔ وفات آپ کی بروسا مین ۸۹۳ھ مین ہوئی۔ مقبل اخلص تاریخ وفات ہے۔ آپ کے تلامذہ مین سے یوسف قراصوی اور یوسف کرماسنی اور رکن الدین محمد الشہیر بہ زیرک زادہ اور قطب الدین محمد بن محمد بن قاضی زادہ وغیرہم ہین۔

زین الدین عبد الرحمن بن ابی بکر

عبد الرحمن بن ابی بکر بن العینی۔ ابی محمد کنیت اور زین الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل محدث کامل۔ فقیہ جید۔ صاحب تصانیف عالیہ تھے منجملہ ان کے صحیح بخاری کی شرح تین جلد مین مشہور و معروف ہے۔ وفات آپ کی سنہ مین ہوئی۔ اور علامہ جلیل المراتب تاریخ وفات ہے۔

احمد بن اسمعیل کورانی

احمد بن اسمعیل بن محمد کورانی المعروف بمولی فاضل۔ شمس الدین لقب تھا قصبہ کوران مین جو ملک خراسان کے علاقہ اسفرائن مین واقع ہے پیدا ہوئے پہلے اپنے ملک کے علماء سے پڑھتے رہے پھر قاہرہ مین تشریف لائے اور وہان کے علماء فضلاء سے علم قرات و حدیث و تفسیر و فقہ و اصول وغیرہ پڑھا اور اجازت کی سند حاصل کی۔ کہتے ہین کہ جب مولی محمد بن ارمغان المعروف بمولی یگان حجاز کے سفر سے قاہرہ مین داخل ہوئے تو آپ نے انسے ملاقات کی اور وہ آپ کو بلاد روم کی طرف اپنے ہمراہ لیگئے پس جب سلطان مراد خان سے مولی یگان نے ملاقات کی تو بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ ہمارے لیے آپ تحفہ بھی لائے ہین مولی یگان نے کہا کہ ہان ایک شخص عالم فاضل۔ فقیہ۔ محدث۔ بارع فی العلوم اپنے ساتھ لایا ہون بادشاہ نے کہا

کہ وہ کہاں ہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ دروازہ پر کھڑا ہے بادشاہ نے آدمی بھیجکر بلوالیا آپ بادشاہ کے پاس آئے اور سلام کیا بادشاہ نے سلام کا جواب دیکر آپ سے کچھ عربیہ گفتگو کی پس آپنے آپکو نہایت علم و فضل میں دیکھ کر شہر بروسا میں اپنے دادا ارخان غازی کے مدرسہ پر مدرس مقرر کر دیا پھر آپکو اپنے بیٹے محمد خان کا معلم بنایا جب سلطان محمد خان تخت نشین ہوا تو آپکی اور بھی تعظیم و تکریم ہونے لگی اور منصب قضاء و افتاء کا آپکے تفویض ہوا ۸۶۷ھ ہجری میں آپ نے ایک تفسیر مسمّٰی بہ غایۃ الامانی فی تفسیر الکلام الربانی تصنیف کی اور اسمیں علامہ زمخشری اور بیضاوی پر اکثر جگہ مواخذات کیے پھر سنہ ۸۸۸ھ میں شہر ادرنہ میں صحیح بخاری کی شرح تصنیف فرمائی اور اسکا نام الکوثر الجاری علی ریاض البخاری رکھا اور اسمیں اکثر مواضع پر کرمانی اور ابن حجر پر اعتراض کیے اور لغات مشکلہ اور مواضع التباس میں اسماء الرواۃ کی اچھی طرح توضیح و تضبیط کی اور ابتداء میں آنحضرت صلعم کے خصائل اور مصنف بخاری کے مناقب بیان کیے۔ علاوہ اسکے کتاب شاطبیہ کی شرح جعبری پر حواشی لکھے۔ آپ بڑے راستگو۔ عابد اور شب بیدار تھے یہانتک کہ ہر روز رات کو ایک دفعہ قرآن شریف ختم کیا کرتے اور بالکل نہ سوتے تھے

وفات آپکی قسطنطنیہ میں سنہ ۸۹۳ھ ہجری میں ہوئی۔ مرجع شرف تاریخ وفات ہے۔

علی عربی

علی عربی۔ علاء الدین لقب تھا۔ علوم شرعیہ و عقلیہ کے جامع اور تفسیر و حدیث و اصول میں بڑے ماہر تھے چنانچہ کتاب تلویح آپکو نوک زبان یاد تھی اصل میں آپ حلب کے رہنے والے تھے اور وہیں پیدا ہوئے اور مختلف علوم حاصل کیے پھر بروسا میں گئے اور اسمعیل کورانی سے مدت تک پڑھتے رہے پھر خضر بیگ بن جلال الدین رومی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انسے استفادہ کیا پھر بروسا و منیسا و قسطنطنیہ کے مدارس میں مدرس مقرر رہے آخر بحالت مفتی قسطنطنیہ کے سنہ ۹۰۱ھ ہجری میں وفات پائی علامۂ متقی تاریخ وفات ہے آپکی کرامات بہت ہیں اور تصنیفات سے حواشی شرح عقائد اور حواشی مقدمات اربعہ توضیح یادگار ہیں کہتے ہیں کہ پہلے پہل آپ نے ہی مقدمات اربعہ توضیح پر حواشی لکھے پھر مولیٰ مصلح الدین مصطفیٰ قسطلانی نے انکا حاشیہ کیا اور بعض جگہ علی عربی کی تردید کی

بیر حسن سامسونی اور مولی ابن خطیب زادہ مولی ابن حاج حسن نے یکے بعد دیگرے حواشی لکھے۔ آپکے شاگردون مین سے مصطفی بن خلیل والد صاحب شقائق اور عبدالحکیم بن علی قسطمونی وغیرہ ہین۔

حافظ غیاث ہروی۔ اپنے زمانہ کے قدوہ ارباب علم و عرفان اور عمدہ محدثین تھے ایام سلطنت خاقان منصور مین سالہا سال ہرات مین افادہ عوام مین مصروف رہکر ۸۲۹ھ مین فوت ہوئے اور مزار شیخ بہاء الدین عمر مین مدفون ہوے۔ محمد شاہ قطب الزمانہ تاریخ وفات ہے۔

حافظ غیاث ہروی

عبدالرحمن بن احمد بن محمد المعروف بہ نورالدین جامی۔ شہر جام مین ۲۳ شعبان ۸۱۷ ہجری کو پیدا ہوے نسب آپکا امام محمدؒ سے ملتا ہے آپکے والد ماجد مشاہیر علم و تقوی مین سے تھے جو اپنا وطن اصلی شہر اصفہان چھوڑکر جام مین آئے تھے اور وہان سے جب ہرات مین آکر مدرسہ نظامیہ مین مقیم ہوے تو اسوقت نورالدین جامی مولانا جنید اصولی کے درس مین حاضر ہوئے جنسے اسوقت طلباء شرح مفتاح پڑھ رہے تھے آپ اسوقت اگرچہ بہت خردسال تھے مگر طلباء کے سبق کو بخوبی سمجھتے تھے پھر خواجہ علی سمرقندی تلمیذ سید شریف اور مولانا شہاب الدین محمد تلمیذ تفتازانی کے درس مین حاضر ہوکر استفادہ کیا اور معقول و منقول مین کمال کو پہونچے پھر سمرقند مین جاکر قاضی موسی رومی شارح ملخص الہیئہ کے درس مین حاضر ہوے اور پہلی ہی ملاقات مین قاضی رومی سے مباحثہ کیا اور غالب رہے چنانچہ مولانا فتح اللہ تبریزی جو سلطان الغ بیگ کی کچہری کے صدر الصدور تھے نقل کرتے ہین کہ قاضی رومی مولانا جامی کی اکثر تعریف کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جب سے سمرقند آباد ہوا ہے اسمین کوئی تیز طبع شخص مثل مولانا جامی کے نہین آیا۔ مولانا ابو یوسف سمرقندی تلمیذ قاضی رومی کہتے ہین کہ جب مولانا جامی سمرقند مین آگئے اور ہمارے استاد قاضی رومی کے ساتھ تذکرہ کی شرح کرنے مین مشغول ہوے تو اکثر قاضی رومی سے مباحثہ کرتے اور آنکی تعلیقات شرح تذکرہ پر اعتراض کرتے اسپر قاضی رومی بموجب آپکے قول کے اسمین اصلاح کر دیتے علاوہ اسکے قاضی رومی نے اپنی شرح ملخص ہیئہ کی بھی مولانا جامی کو دکھائی جسمین انھون سنے تصرفات

مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی

کیے جنکی طرف قاضی رومی کا ذہن نہیں دوڑا تھا جب آپ ہرات میں تھے تو ایک
دن ملا علی قوشجی شارح تجرید سے آپ کا مباحثہ ہوا اور آپ غالب رہے قوشجی نے اپنے
طلبا کو کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اس عالم میں نفس قدسی موجود ہے۔ جب آپ تحصیل علوم
وفنون سے فارغ ہوگئے تو آپ کو خواب میں بعض اکابر دکھائی دیے جو کہتے تھے کہ آپ کوئی
ایسا دست پکڑیں جو آپکو علوم باطن کی ہدایت کرے جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو
نہایت متاثر ہوئے اور سمرقند سے خراسان میں جاکر خواجہ عبید اللہ نقشبندی کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور اکثر مشائخ عظام سے ملاقات کی پس جس طرح کہ آپ علوم ظاہری
میں عالم فاضل تھے ویسے ہی صوفی و ولی کامل ہوئے ۸۷۷ھ ہجری میں حج کیا اور
دمشق وحلب وغیرہ بلاد شام میں پھرے جہاں کے علماء وفضلاء نے آپ کی بڑی تعظیم وتکریم
کی آخر ہرات میں جمعہ کے روز ۱۸ محرم ۸۹۸ھ ہجری میں اس دار فانی سے انتقال فرمایا
قندیل قدرت تاریخ وفات ہے۔ تصانیف بھی آپ نے تھوڑی سی مدت میں بہت
کیں جنمیں سے بعض یہ ہیں۔ نفحات الانس۔ فوائد ضیائیہ شرح کافیہ۔ تفسیر تا آیہ
فارہبون۔ نقد النصوص۔ اشعۃ اللمعات۔ شواہد النبوۃ۔ شرح فصوص الحکم۔
شرح ابیات ابن الفارض۔ شرح حدیث ابی رزین عقیلی۔ شرح ابیات خسرو دہلوی
شرح کلیات خواجہ محمد پارسا۔ شرح رباعیات اللوائح۔ شرح بیتی المثنوی الرومی۔
مناقب مولانا رومی مصنف مثنوی۔ مناقب خواجہ عبد اللہ انصاری۔ رسالہ در بیان
طریقہ سادات نقشبندیہ۔ رسالہ در باب وجود۔ رسالہ در باب تحقیق مذہب صوفیہ
رسالہ در باب مناسک حج۔ رسالہ در بیان کلمہ لا الہ الا اللہ۔ رسالہ در باب قافیہ۔
رسالہ در باب عروض۔ رسالہ در باب موسیقی۔ تحفۃ الاحرار منظوم قصۂ یوسف و
زلیخا منظوم۔ دیوان وغیرہ۔

قاسم الشہیر بہ قاضی زادہ رومی۔ علوم شرعیہ وعقلیہ میں معرفت تامہ رکھتے
تھے اور بڑے ذکی طبع علم دوست تھے۔ علوم اپنے باپ قاضی قسطمونی شاگرد خضر بیگ سے
حاصل کیے اور فضیلت وکمالیت کو پہنچے۔ سلطان محمد خان بن مراد خان نے آٹھ

مدارس مین سے آپکو ایک کا مدرس مقرر کیا پھر قاضی ہوئے لیکن کچھ مدت بعد مستعفی ہو گئے سلطان بایزید خان بن محمد خان نے اپنے عہد مین پھر آپ کو شہر بروسا کا قاضی مقرر کیا اور قضا کی حالت مین ۳ ماہ رمضان ۹۰۱ھ کو وفات پائی سیکتا ہے بے ہمتا تاریخ وفات ہے۔

خلیل بن قاسم بن حاجی صفا۔ آپ کا جد اعلیٰ عجم سے فتنہ چنگیز خان مین بھاگ کر روم مین آیا تھا جو نواح قسطمونی مین آکر ٹھہرا بڑا صاحب کرامات اور مستجاب الدعوات تھا یہان آسکے ہان ایک لڑکا محمود نام پیدا ہوا جسکو عربی اور سفاہت مین کسیقدر لیاقت حاصل ہوئی اسکا احمد نام ایک لڑکا پیدا ہوا جو فقہ و عربی مین عارف و ماہر ہوا اسکے ہان حاجی صفا نام بیٹا ہوا جو بڑا فقیہ عابد صالح تھا اسکے یہان ایک لڑکا قاسم نام پیدا ہوا جو عین جوانی مین بحالت طالب علمی خلیل نام لڑکا چھوڑ کر مر گیا پس آپ یعنے خلیل پہلے اپنے ملک مین مبادی علوم کے پڑھتے رہے پھر ادرنہ مین گئے اور وہان مولیٰ خسرو اور فخر الدین عجمی سے پڑھا پھر شہر بروسا مین یوسف بن شمس الدین محمد فناری مدرس بروسا کی خدمت مین جاکر استفادہ کیا پھر محمد بن ادمغان کی خدمت مین مشرف ہوئے اور آنسے تقبلت و کمالیت کی دستار باندھی اور فقہ حدیث۔ اصول۔ تفسیر۔ علم بلاغت وغیرہ مین عارف کامل اور عالم فاضل ہوئے۔ اور علاوہ فضائل علمی کے بڑے متشرع پرہیزگار و عابد تھے۔ کئی جگہ مدرس رہے اور خیر الدین لقب رکھتے تھے۔ وفات آپکی مقام کرنہ التماس مین [illegible] ہجری مین ہوئی محرومیہ تاریخ وفات ہے۔

حمزہ قرامانی۔ نور الدین لقب تھا اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے علوم اصولیہ و فروعیہ پڑھ کر یہانتک فضیلت حاصل کی کہ عالم اجل اور فاضل اکمل۔ مرجع انام ہوئے اور تدریس و افتاء مین اپنی عمر صرف کی۔ تفسیر بیضاوی پر تفسیر التفسیر کے نام ایسے عمدہ حواشی تصنیف کیے جو مقبول انام ہوئے اور ۸۶۳ھ مین انتقال فرمایا۔ کاشف اسرار آہ تاریخ وفات ہے۔

قاضی نظام الدین بن مولانا حاجی محمد فراہی۔ آپ زہد و تقویٰ اور امر درس و فتویٰ مین اپنے زمانہ کے اکثر علماء سے فائق تھے مدت مدید تک عہدہ قضا

اور مدرسہ عباسیہ ہرات مین درس و تدریس مین مشغول رہے اخیر کو خاقان مغفور نے آپ کو ہرات کا قاضی بنایا اور آپ نے فیصل قضایا اور فیصل مہمات شرعیہ مین ایسا طریقہ اجتہاد کا مرعی رکھا کہ قصۂ امانت و دیانت قاضی شریح کا لوگون کے دلون سے بھلا دیا۔ وفات آپ کی ماہ محرم سنہ [illegible] ہجری مین ہوئی۔ آپ کے والد ماجد بھی اعاظم فقہائے عہد مرزا ابو القاسم بابر سے تھے۔

لطف اللہ توقاتی رومی الشہیر بمولی لطفی۔ عالم فاضل جامع معقول و منقول تھے۔ علوم دینیہ سنان پاشا اور علوم ریاضی قوشجی سے حاصل کیے جب بلاد روم مین داخل ہوئے تو زمانہ سلطان بایزید خان مین آپ کو مدرسہ مراد خان کا جو بروسا مین واقع ہے دیا گیا پھر شہر ادرنہ مین مدرسہ دار الحدیث پھر آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے آپ سے احمد بن سلیمان رومی معروف بابن کمال پاشا نے پڑھا۔ اخیر کو آپ پر بسبب آپ کی فضیلت اور اطالت لسانی کے آپ کے اقران و امثال نے حسد کیا اور آپکو الحاد اور زندقہ کی نسبت دی یہانتک کہ مولی خطیب نے آپ کے قتل کی اباحت دی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ سنہ ۹۰۰ھ مین قتل کیے گئے۔ آپ کی تصنیفات سے سید شریف کے حاشیہ شرح مطالع اور شرح مفتاح پر حواشی یادگار ہین۔ علاوہ انکے ایک رسالہ مسمی بہ سبع الشداد لکھا جو سات سوال سید شریف پر مبنی ہے۔

یوسف بن حسین کرماستی۔ بڑے قامع بدعت۔ محمود السیرۃ تھے۔ علم مولی خواجہ زادہ وغیرہ سے پڑھا اور قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر قسطنطنیہ کے قاضی بنے۔ حاشیہ شرح تلخیص مطول اور حاشیہ شرح وقایہ اور ایک کتاب مختصر اصول مین وجیز نام سے تصنیف کی اور سنہ ۹۰۶ھ مین وفات پائی۔

عبد الکریم رومی۔ بڑے عالم فاضل تھے۔ علم طوسی اور سنان پاشا سے پڑھا اور آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے کتاب تلویح پر حواشی لکھے اور تقریباً سنہ ۹۰۰ ہجری مین سلطان بایزید خان کے عہد مین وفات پائی۔

عبد اللطیف بن عبد العزیز بن امین الدین بن فرشتہ المعروف بابن ملک مجدی

مشہور و معروف مقبول خاص و عام اور بہت سے علوم فقہ و حدیث وغیرہ کے حافظ تھے اور دقائق و غوامض علوم کے حل کرنے مین ماہر کامل تھے۔ تصانیف بھی بہت اور مفید کین جنمین سے حدیث مین کتاب مبارق الازہار شرح مشارق الانوار اور اصول فقہ مین شرح منار اور فقہ مین کتاب مجمع البحرین اور کتاب وقایہ کی شرحین بہت مشہور و معروف ہین لیکن سنتے ہین کہ وقایہ کی جو شرح آپ نے تصنیف کی تھی وہ قبل از مشہور ہونے کے گم ہوگئی تھی پس آپ کے خلف الصدق ہونے آپ کے مسودات سے مع بعض الحاقات کے از سر نو اسکو جمع کیا۔ علاوہ انکے آپ نے ایک نہایت لطیف رسالہ علم تصوف مین بھی تصنیف کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو علم تصوف مین بھی بڑی دستگاہ تھی۔ آپ ابن ملک سے اسلیے اپنے آپکو لکھتے تھے کہ آپکے جد اعلی کا نام فرشتہ تھا جسکا ترجمہ عربی مین ملک ہوتا ہے۔

موسی پاشا ابن محمد بن محمود رومی۔ بڑے عالم فاضل جامع علوم و فنون اور ماہر ریاضی تھے پہلے بعض علوم اپنے شہر کے علماء سے حاصل کیے پھر بلاد عجم کی طرف جانیکا قصد کیا لیکن اس ارادہ کو اپنے اقارب سے پوشیدہ رکھا آپ کی ہمشیرہ بڑی عقیلہ تھی اسنے آپ کا یہ ارادہ معلوم کرکے آپ کی کتابون مین اپنا بہت زیور رکھ دیا تاکہ آپ مسافرت مین تنگ نہون پس آپ عجم مین آئے اور خراسان کے مشائخ سے پڑھا پھر ماوراء النہر مین گئے اور وہان کے علماء سے استفادہ کیا یہانتک کہ آپ کے فضائل مشتہر ہوئے اور دور دور تک آپ کی کمالیت کا شہرہ ہوا اور قاضی زادہ رومی سے ملقب ہوئے پھر سمرقند کے امیر اعظم الغ بیگ بن شاہ رخ بن امیر تیمور کی خدمت مین پہونچے اور اسنے آپ سے بعض علوم پڑھے چونکہ اسکو علم ریاضی کا بڑا شوق تھا اسلیے اسنے بہ نسبت اور علوم کے ریاضی کی بہت کتابین آپ سے پڑھین۔ قاضی زادہ نے علم ریاضی مین بڑا توغل پیدا کیا یہانتک کہ اپنے اقران سے کیا بلکہ متقدمین سے بھی بڑھ گئے سنہ ۸۱۴ ہجری مین کتاب چغمینی کی جو علم ہیئت مین ہے اور سنہ ۸۱۵ مین کتاب اشکال التاسیس کی جو ہندسہ مین ہے شرح تصنیف فرمائی۔ سنتے ہین کہ آپ نے سید شریف سے بھی

کچھ پڑھا تھا مگر آپسمین موافقت حاصل نہوئی اسلیے آپ نے اُنسے پڑھنا چھوڑ دیا تھا جس سے سید شریف تو آپ کے حق مین یہ کہتے تھے کہ آپ کی طبع پر ریاضی غالب آگئی ہے اور آپ سید شریف کی نسبت یہ کہتے تھے کہ وہ علم ریاضی کو نہین پڑھا سکتے۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے سید شریف کی کتاب شرح مطالع کا مطالعہ کیا اور بہت جگہ اُسمین تردید کی۔ کہتے ہین کہ سمرقند مین ایک مدرسہ مربع بنا ہوا تھا جسمین بہت سے حجرے بنے ہوئے تھے جہان ہر ایک جگہ درس ہوتا تھا اور اُسکے لیے بہت سے اوستاد مقرر تھے اور آپ تمام مدرسون کے رئیس اور ہیڈ تھے۔

حسن پاشا بن علاء الدین علی الاسود المشتہر بقرہ خواجہ بن عمر و۔ علوم اپنے باپ متوفی [illegible]ھ سے پڑھے پھر مولی جمال الدین محمد اقسرائی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُنسے تلمذ کیا۔ کہتے ہین کہ ایک دفعہ مولی جمال الدین نے طالب علمون کے حجرون مین پوشیدہ نظر کی اور دیکھا کہ آپ تکیہ لگا کر کتاب کو دیکھ رہے ہین اور شمس الدین محمد فناری زانو ٹیک کر کتب کا مطالعہ کر رہے اور اُسپر حواشی لکھ رہے ہین پس اُنھون نے اُسوقت کہا کہ حسن پاشا درجہ فضیلت کو نہین پہونچیگا اور شمس الدین درجہ علیا اور کمال کو فائز ہوگا پس اخیر کو ایسا ہی ظہور مین آیا۔ آپ نے نحو مین افتتاح شرح مصباح اور صرف مین شرح مراح الارواح تصنیف کی۔

شرف الدین بن کمال قریمی۔ بڑے عالم فاضل جامع فروع و اصول تھے پہلے اپنے شہر کے علماء سے علوم پڑھتے رہے جب مولی حافظ الدین محمد صاحب فتاوی بزازیہ شہر قریم مین تشریف لیگئے تو پھر آپ نے اُنسے تکمیل کر کے [illegible] ہجری مین سند حاصل کی پھر درس و تدریس مین مشغول ہوئے کسیقدر مدت کے بعد روم مین آئے اور سلطان مراد خان نے آپ کی بڑی عزت کی اور اخیر عمر تک یہان ہی رہے۔

فتح اللہ شیرازی۔ علوم عقلی و نقلی تو سید شریف اور علوم ریاضی قاضی زادہ موسی رومی سے سمرقند مین پڑھے پھر بلاد روم مین آئے اور شہر قسطمونی مین توطن اختیار کیا اور اُسی جگہ اوائل سلطنت سلطان محمد خان مین وفات پائی اور اپنی تصنیفات سے

شرح مواقف کی بحث الٰہیات پر ایک حاشیہ اور قاضی زادہ رومی کی شرح چغمینی پر تعلیقات یادگار چھوڑی۔

محمد بن ارمغان رومی الشہیر بہ مولیٰ یگان۔ شمس الدین لقب تھا بڑے عالم فاضل فقیہ متبحر تھے۔ علوم قاضی شمس الدین محمد بن حمزہ فناری سے پڑھے اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں محمد شاہ و یوسف بالی اور خضر بیگ بن جلال الدین اور تاج الدین ابراہیم والد خطیب زادہ وغیرہ نے علم حاصل کیا۔ پہلے بروسا میں مدرس مقرر ہوئے پھر ریاست درس و تدریس کی آپ کی طرف منتہی ہوئی۔ جب قاضی محمد بن حمزہ فناری فوت ہوئے تو آپکو قضاء کا عہدہ دیا گیا اور مدت تک مقبول خاص و عام رہکر زندگی بسر کی پھر حرمین شریفین کو گئے اور جب واپس آئے تو مناصب مذکورہ بالا میں سے کسیکو اپنے ذمہ نہ لیا اور شہر ازنیق میں عہد سلطان محمد خان بن مراد خان میں جو ۸۵۵ھ میں تخت نشین ہوا فوت ہوگئے۔ آپ کا بیٹا محمد شاہ بروسا میں مدرسہ سلطانیہ کا مدرس ہوا پھر وہاں کا قاضی بنا اور وہیں مرگیا۔ اور دوسرا بیٹا یوسف بالی بھی بروسا کا مدرس بنا اور وہیں فوت ہوا جسنے تلویح پر حاشی بھی لکھے۔

محمد بن اباتلغ جامع فروع و اصول اور ضابط دقائق معقول و منقول اور ماہر مختلف علوم تھے اکثر علوم مولیٰ یگان سے اخذ کیا اور مجمع البحرین کی ایک بڑی شرح تصنیف کی اور اسمیں اکثر شراح ہدایہ پر چوٹیں کیں۔

فخر الدین العجمی۔ سید شریف کے شاگردوں میں سے بڑے عالم متبحر معقول و منقول کے ماہر تھے۔ عربیت۔ ادب کلام۔ حکمت میں آپکو مشارکت تامہ حاصل تھی۔ ۸۲۰ھ میں عہد سلطان محمد خان میں روم میں آئے اور سلطان مراد خان بن محمد خان کے عہد میں مفتی مقرر ہوئے اور شہر ادرنہ میں وفات پائی۔ سلطان محمد کے لیے ایک کتاب مشعل الاحکام تصنیف کی لیکن صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ اسکو مولیٰ برکلی نے منجملہ کتب متداولہ واہیہ غیر معتبرہ کے شمار کیا ہے۔

احمد بن ابراہیم بن محمد بن عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ عقیلی حلبی المعروف بابن العدیم

اپنے وقت کے فقیہ محدث اور عالم متبحر تھے۔ مدت تک حلب کے قاضی رہے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین کہ مین نے ۸۳۵ھ مین آپسے حلب مین ملاقات کی اور حدیث کو ہمارے ساتھ مشغول پایا۔

الیاس بن ابراہیم - بڑے عالم فاضل۔ تیز طبع۔ نہایت ذکی۔ نرم دل۔ ہشاش بشاش اور متعدد علوم منقول و معقول مین ماہر باہر تھے۔ سریع الکتابت اس درجہ کے تھے کہ مختصر قدوری ایک دن اور سید شریف کے حواشی شرح شمسیہ ایک رات مین لکھ لیا کرتے تھے۔ سلطان مراد خان کے عہد مین شہر بروسا کے مدرس مقرر ہوئے اور اسی جگہ وفات پائی۔ امام اعظمؒ کی فقہ اکبر کی بہت عمدہ شرح تصنیف کی۔

حسین بن حامد تبریزی حسام الدین لقب تھا شہر تبریز کے جو آذربیجان کے شہرون مین سے ایک شہر ہے رہنے والے تھے بڑے صالح و متدین تھے ہر وقت عبادت اور علم مین مصروف رہتے تھے بیشمار کتابین مطالعہ کین اور انکو صحیح کیا سلطان محمد خان نے آٹھ مدارس مین سے ایک مدرسہ کا آپکو مدرس کیا کہتے ہین کہ ایک دفعہ آپ جہاد کے لیے ہمراہی علما قسطنطنیہ سے نکلے اور نقاری آپکے پیچھے پیچھے بجتے جاتے تھے کسی عالم نے آپ سے پوچھا کہ مومنون کو جو آیت یا ایہا الذین آمنوا آمنوا باللہ و رسولہ مین ایمان لانے کا حکم ہوا ہے اسکی کیا حکمت ہے یہ سوال سن کر بادشاہ نے بھی آپ سے کہا کہ آپ اسکی وجہ بیان کرین آپ نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب یہ نقاری دے رہے ہین بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ دم دم کی آواز ہے جسکی مراد یہ ہے کہ اے ایمان والو دوموا علی الایمان یعنے ہمیشہ رہو ایمان پر بادشاہ نے اس جواب کو نہایت پسند کیا۔ صاحب شقائق کا قول ہے کہ آپ ام ولد کے نام سے اسلیے مشہور تھے کہ آپ نے مولی فخر الدین عجمی کی ام ولد سے نکاح کیا تھا۔

محمد بن محمد بن قاضی زادہ - قطب الدین لقب تھا علم خواجہ زادہ اور اپنے نانا علی قوشجی سے پڑھا اور خواجہ زادہ کی بیٹی سے نکاح کیا اور بروسا کے مدرس ہوئے اور جوانی کی حالت مین فوت ہو گئے۔ کئی ایک رسالے تصنیف کیے مگر موت نے انکو

کامل کرنے کی اجازت ندی۔

عبدالاول بن حسین بن حامد تبریزی الشہیر با بن ام ولد تبریزی چونکہ آپکے باپ نے مولی فخر الدین عجمی کی ام ولد سے نکاح کیا تھا جسکے بطن سے آپ پیدا ہوئے اسلیے ابن ام ولد سے آپ مشہور ہوئے۔ تمام علوم و فنون مین آپکو دستگاہ حاصل تھی خصوصًا علم حدیث و فقہ مین تو مہارت تامہ اور یدطولی رکھتے تھے۔ علم اپنے باپ اور خسرو سے پڑھا اور اخیر کو اپنے استاد خسرو کی بیٹی سے نکاح کیا اور اکثر شہرون کے قاضی ہوئے پھر گوشہ نشین ہو کر اپنی سکونت قسطنطنیہ مین اختیار کی اسوقت آپ سو برس کی عمر کے تھے اور یہین فوت ہوئے کافیہ کی شرح جیمی پر حواشی تصنیف کیے

مولی احمدی کرمانی مولف سکندر نامہ۔ اصل مین آپ ولایت کرمان کے رہنے والے تھے پہلے اپنے شہر کے علما و فضلا سے پڑھا پھر قاہرہ مین تشریف لائے اور وہان علم تحصیل کیا کہتے ہین کہ آپ ایک دن معہ مولی فناری متوفی ۸۳۴ھ کے حاج پاشا کے مشائخ صوفیہ مین سے ایک صوفی کی خدمت مین حاضر ہوئے جنہون نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ اے احمدی تم اپنی عمر شعر و اشعار مین ضائع کروگے اور حاج پاشا طب مین عمر ضائع کرینگے اور مولی فناری عالم ربانی ہونگے پس اخیر کو ایسا ہی ہوا کہ مولی احمدی نے جب اپنے ملک مین معاودت کی تو کرمان کے امیر کی جسکو شعر و سخن کا بڑا شوق تھا صحبت اختیار کی پھر امیر سلیمان بن بایزید خان کے مصاحب ہوئے اور اسکے لیے ایک کتاب مسمی بہ سکندر نامہ اور اکثر اشعار قصائد تصنیف کیے۔

یعقوب اصغر قرامانی۔ بڑے عالم فاضل۔ حافظ مسائل۔ متورع۔ طیب النفس تھے۔ علم محمد بن حمزہ فناری سے پڑھا اور آپ سے خیر الدین خلیل بن قاسم نے پڑھا مناسک حج مین ایک کتاب تصنیف کی اور نیز ایک رسالہ دربارہ دفع تعارض مابین قولہ تعالی انا لننصر رسلنا اور یقتلون النبیین بغیر حق کے تصنیف کیا۔

صلاح الدین رومی۔ عالم باعمل۔ فاضل صالح تھے۔ سلطان محمد نے آپ کو اپنے بیٹے بایزید خان کا معلم بنایا۔ جس نے آپ سے شرح عقائد اور مولانا زادہ کی

شرح ہدایۃ الحکمۃ پڑھین اور آپ نے آسکے یے آنپر حواشی لکھے جو دونون مقبول خاص وعام ہوئے پھر آپ کو بروسا مین مدرسہ سلطانیہ کا مدرس بنایا گیا اور وہاین فوت ہوئے۔

محمد بن مصطفیٰ بن زکریا خواجہ حسن ترکی - فخر الدین لقب تھا۔ شیخ فاضل ادیب بے بدل۔ نظم وانشاء مین ید طولیٰ رکھتے تھے۔ مختصر قدوری کو عمدہ نظم مین منظوم کیا اور ایک قصیدہ ترکی مین نہایت عمدہ تصنیف فرمایا۔

مصطفیٰ بن حسام الدین الشہیر بہ حسام زادہ - علوم ادبیہ وعقلیہ ونقلیہ کے ماہر اور فقہ واحادیث اور تفسیر کے عارف تھے پہلے مدرسہ بروسا کے مدرس مقرر ہوئے پھر مفتی بنے یہانتک کہ وفات پائی تلویح اور شرح وقایہ پر حواشی لکھے اور انشاء مین ایک کتاب تصنیف کی۔

محمد بن الیاس الشہیر بہ ابن الیاس رومی - بڑے فقیہ متکلم۔ اصولی۔ علوم غریبہ کے عارف تھے مدت تک شہر ادرنہ مین مدرس رہے۔ شرح عقائد نسفی کے حواشی لکھے اور ایک کتاب عجائب وغرائب طلسمات وغیرہ مین تصنیف کی۔

محی الدین الشہیر با بن مغنیسا - عالم بے نظیر۔ فقیہ متبحر تھے علم مولیٰ خسرو محمد بن فراموز سے حاصل کیا۔ قسطنطنیہ مین وزیر محمود پاشا نے جو مدرسہ بنایا تھا آسمین سلطان محمد خان نے آپ کو مدرس بنا دیا پھر آپ کو وہان کا قاضی مقرر کیا۔

احمد بن محمد یا محمد بن احمد المعروف بہ محی الدین عجمی - عالم کامل۔ فقیہ فاضل تھے علوم مولیٰ خسرو محمد بن فراموز وغیرہ علماء وفضلاء سے پڑھے پہلے آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر شہر ادرنہ کے قاضی ہوئے اور اسی جگہ فوت ہو گئے۔ شرح فرائض سراجیہ پر حواشی لکھے اور شرح وقایہ مین جو باب الشہید ہے اسپر ایک رسالہ تصنیف کیا۔

الیاس بن یحییٰ بن حمزہ رومی - عالم فاضل جامع معقول ومنقول تھے فقہ صاحب فصل الخطاب محمد بن محمد حافظی بخاری المعروف بخواجہ پارسا وغیرہ سے پڑھی یہانتک کہ متعدد علوم مین ماہر کامل ہو گئے اور بلاد روم کی طرف تشریف لیگئے وہان سلطان مراد خان سلطان کی بڑی عزت کی اور آپ کو مدرس مقرر کیا اور اسی جگہ فوت ہو گئے

حدیقہ دہم

دسوین صدی کے فقہا و علما کے حالات مین

مولی محمد بن ابراہیم بن خطیب الشہیر بہ خطیب زادہ - محی الدین لقب تھا فقیہ فاضل - عالم متبحر طلیق اللسان جری القلب - صاحب محاورہ فصیح عند المباحثہ تھے علوم اپنے باپ تاج الدین ابراہیم بن خطیب پھر علاء الدین طوسی اور خضر بیگ وغیرہ سے پڑھے اور قسطنطنیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان محمد خان نے آپ کو اپنا معلم بنالیا - صدر الشریعہ کے اوائل شرح وقایہ اور اوائل شرح مواقف اور مقدمات اربعہ اور شرح مختصر ابن حاجب کے اوائل حاشیہ سید اور کشاف کے حاشیہ سید پر آپ نے حواشی تصنیف کیے اور ایک رسالہ فضائل جہاد اور ایک رسالہ بحث رویت و کلام مین تصنیف کیا اور آپ سے احمد بن سلیمان بن کمال پاشا اور محی الدین چلپی بن علی بن یوسف فناری اور عبد الواسع بن خضر وغیرہم نے تفقہ کیا - وفات آپ کی سنہ ٩٠١ ہجری مین ہوئی - "امام حسن گفتار" تاریخ وفات ہے -

مولانا محمد بن مولانا شرف الدین محمد عثمان - شمس الدین لقب تھا اور ملا زادہ عثمان سے مشہور تھے تمام اقسام کے علوم معقول و منقول مین سر آمد علماے ماوراء النہر بلکہ مقتداے فضلاے عصر تھے خاقان منصور کے عہد مین سمرقند سے بارادہ حج ہرات مین وارد ہوئے اور منظور نظر خاقان منصور کے ہوکر حج کو تشریف لیگئے اور زیارت حرمین شریفین سے مراجعت فرماکر ہرات مین سکونت اختیار کی اور کئی سال تک مدرسہ سلطانیہ اور مدرسہ خلاصیہ مین نشر فوائد علمیہ اور درس مسائل دینیہ مین مشغول رہے باوجود کمال علم اور کثرت نور زہد و تقوی کے موصوف بہ تواضع تھے اور ربیع الاول سنہ ٩٠٠ ہجری مین وفات پائی - "رہبر صلاح اندیش" تاریخ وفات ہے -

مولی مصطفی قسطلانی - مصلح الدین لقب تھا جملہ علوم مین ماہر متبحر تھے جنکو مولانا خضر بیگ وغیرہم سے پڑھا جب سلطان محمد خان نے آٹھ مدارس بنائے تو ایک مین آپ کو مدرس کیا - مولی لطفی کہتے ہین کہ جن دنون مولی سنان پاشا سے مین طالب علمی کرتا

آن دنون ایک وزیر تھا جسکی یہ عادت تھی کہ رات کو علما و فضلا کو مجتمع کیا کرتا اور ایک مجلس آراستہ کرکے اُنکو غذا لطیف و پاکیزہ کھلاتا ایک رات کا ذکر ہی کہ مولی مصلح الدین قسطلانی اور خواجہ زادہ و خطیب زادہ بھی وہان حاضر تھے اور مین اپنے ایک دوست کے پاس بیٹھا ہوا اُس سے آہستہ آہستہ باتین کر رہا تھا کہ باتون باتون مین مین نے یہ بیان کیا کہ مین ایک دفعہ ایسا بیمار ہوگیا تھا کہ مجکو خون کا پسینا آیا اور اس سے میرے پارچات رنگین ہوگئے یہ بات سن کر وہ ہنس پڑا جس سے دیگر علما نے متنبہ ہوکر ہنسنے کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ مولی لطفی ایسا ایسا کہتا ہی اس بات کو سنکر وہ بھی ہنس پڑے مولی قسطلانی نے کہا کہ تم کیون ہنستے ہو یہ بھی ایک مرض ہی اور مین نے اُسکو شیخ ابن سینا کے قانون کی فلان فصل مین پڑھا ہی اسپر خواجہ زادہ نے پوچھا کہ کیا آپ نے تمام قانون پڑھا ہی آپ نے فرمایا کہ ہان بلکہ شیخ کی تمام مصنفات مین نے پڑھی ہین پھر آپ نے خواجہ زادہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے تمام شفا پڑھی ہی خواجہ زادہ نے کہا کہ نہین مضمون ضروری متعلم کے مین نے مطالعہ کیے ہین اسپر آپ نے فرمایا کہ مین نے سات مرتبہ شفا کو مطالعہ کیا ہی علما اس بات کو سن کر آپ کے احاطہ جمیع علوم سے بڑے متعجب ہوے۔ آپ نے تفتازانی کی شرح عقائد اور اُن مقدمات اربعہ پر جو توضیح مین ہین حواشی تصنیف کیے اور سنہ ۹۰۱ھ مین وفات پائی۔ علامہ بزرگ کشور تاریخ وفات ہی۔

مولانا سماءالدین جامع علوم عقلیہ و نقلیہ۔ واقف فنون رسمیہ و ظاہریہ صاحب تقوی و ورع و قناعت تھے۔ علوم مولانا سناءالدین سے جو میر سید شریف جرجانی کے شاگردون مین سے تھے حاصل کیے پہلے آپ ملتان مین رہا کرتے تھے مگر بسبب بعض وقائع کے جو وہان رو داد ہوے وہان سے تنہا نکلکر دہلی مین آگئے اور یہین توطن اختیار کیا اخیر عمر مین بسبب کبر سنی کے آپ کی بصارت زائل ہوگئی بغیر علاج کے خدا تعالی نے آپکو پھر بصارت دیدی آپ نے شیخ فخرالدین عراقی کی لمعات پر اس تحقیق سے حواشی لکھے جو اُسکے معانی کے حل کو وافی و کافی ہین اور نیز ایک رسالہ مسمی بہ مفتاح الاسرار تصنیف فرمایا وفات آپ کی ۱۷ جمادی الاولی سنہ ۹۰۱ ہجری مین ہوئی اور مقبرہ آپ کا حوض شمسی پر

واقع ہے جہاں آپ کی اولاد و احفاد میں سے ایک گروہ مدفون ہے۔

محمد بن ابراہیم بن حسین نکساری رومی ۔ محی الدین لقب تھا علوم شرعیہ و فنون عقلیہ کے عالم فاضل اور قرآن شریف کے بجمیع روایات حافظ تھے ۔ علم حسام الدین توقاتی اور یوسف بن شمس الدین محمد بن حمزہ فناری اور محمد بن حاجی حسن وغیرہم سے پڑھا اور شہر قسطمونی میں مدرسہ اسمعیلیہ کے مدرس مقرر ہوئے ۔ تفسیر سورہ دخان کی تالیف کر کے سلطان بایزید خان کے پاس بطور ہدیہ کے بھیجی اور صاحب شقائق نے اس تفسیر کی نسبت کہا ہے کہ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مصنف اسکا علم تفسیر میں آیت کبریٰ ہے ۔ علاوہ اسکے شرح وقایہ اور تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھکر قسطنطنیہ میں سنہ ۹۰۱ ہجری میں وفات پائی ۔ ”عالم مشہور“ آپکی تاریخ وفات ہے۔

علی بن یوسف بالی بن شمس الدین محمد فناری ۔ شہر بروسا میں پیدا ہوئے اور لڑکپن میں تحصیل علم کے شغل میں مشغول ہوئے اور عنفوان شباب میں بلاد عجم کی طرف کوچ کیا اور ہرات و بخارا و سمرقند کے علماء و فضلاء سے پڑھا یہانتک کہ تمام علوم میں فوقیت و کمالیت حاصل کی اور علم کلام ۔ اصول ۔ فقہ ۔ بلاغت ۔ ریاضی وغیرہ میں اعلیٰ درجہ کے ماہر متبحر ہوئے بعد ازاں بلاد روم میں اوائل سلطنت محمد خان میں واپس آئے اور سلطان کی طرف سے بروسا کے مدرس مقرر ہوئے پھر کچھ مدت بعد وہاں کی قضا آپکو دی گئی ۔ تدریس کا ڈھنگ آپکو نہایت عمدہ یاد تھا چنانچہ صاحب شقائق اپنے ماموں عبد العزیز بن سید یوسف حسینی مشہور بہ عابد چلپی سے حکایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے مطول پڑھنی شروع کی تھی اور ہر روز مجھکو ایک سطر یا دو سطریں کتاب مذکور کی پڑھاتے تھے اور باوجود اسکے اسقدر سبق ۱۰ بجے صبح سے شروع ہو کر عصر تک ختم ہوا کرتا تھا جب چھ مہینے اس حال پر گذر گئے تو آپ نے فرمایا کہ ابتک جو کچھ آپنے پڑھا ہے اسکو کتاب کا پڑھنا کہتے ہیں اب اسکے بعد تم فن کا پڑھنا پڑھو پس اسپر آپنے ہر روز دو ورق پڑھانے شروع کیے چنانچہ چھ ماہ میں تمام کتاب ختم ہو گئی ۔ آپکی تصنیفات سے شرح کافیہ اور شرح قسم تجنیس مشہور ہیں ۔ کہتے ہیں کہ جب ابو الخیر محمد مولف حصن حصین نے

بیٹے مقیم بروسا نے اپنی مرض الموت مین سُنا کہ مولی علی فناری روم کی طرف آرہے ہین تو آنہون نے وصیت کی کہ میری بیٹی کا نکاح اُنسے کردینا پس جب آپ بروسا مین تشریف لائے تو مطابق وصیت ابو الخیر کے اُنکی بیٹی کا آپ سے نکاح کیا گیا چنانچہ اُسکے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک محمد شاہ دوسرے محی الدین چلپی جو بڑے عالم فاضل ہوئے۔ وفات آپ کی سنہ ۹۰۳ ہجری مین ہوئی۔ فقیہ صداقت بنیان تاریخ وفات ہے۔

یوسف چلپی مصنف ذخیرۃ العقبیٰ

یوسف بن جنید توقانی الشہیر باخی چلپی مصنف ذخیرۃ العقبیٰ۔ فاضل ماہر فقیہ متبحر جامع علوم نقلیہ وعقلیہ۔ حاوی فروع واصول تھے۔ پہلے سید احمد قریمی تلمیذ حافظ الدین محمد بزازی پھر صلاح الدین معلم بایزید خان بعد ازان مولی خسرو محمد بن فراموز سے پڑھا جب درجہ کمالیت وفضیلت کو پہونچے تو قسطنطنیہ مین مدرسۂ قلندریہ کے مدرس مقرر ہوئے تمام عمر علم اور مطالعۂ کتب فقہیہ مین مشغول رہے۔ شرح وقایہ کے حواشی مسمی بہ ذخیرۃ العقبیٰ جو ہمارے ملک مین حاشیۂ چلپی کے نام سے مشہور ہین تصنیف کیے جنکی تالیف سنہ ۹۰۸ھ مین شروع کی اور ۲۰۔ ماہ ذی الحجہ سنہ ۹۱۰ھ کو ختم کیا علاوہ اسکے ایک رسالہ ہدایۃ المہتدین نام سے تصنیف کیا جسمین ان الفاظ کو بیان کیا جنکا کہنا کفر ہے۔ جب آپ سنہ ۹۰۵ھ مین فوت ہوئے تو آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس تھے۔ فقیہ مشہور زمانیان تاریخ وفات ہے۔ توقاتی توقات کی طرف منسوب ہے جو ایک چھوٹا سا شہر لحف جبل مین واقع ہے جسکا ایک قلعہ خوبصورت بھی ہے۔ آپ وہ حسن چلپی نہین ہین جنھون نے تلویح ومطول وتفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا ہے۔

مولانا مسعود شروانی

مولانا مسعود شروانی۔ کمال الدین لقب تھا تمام علوم معقول ومنقول خصوصاً علم کلام ومنطق وحکمیات مین اعلم علماے زمانہ تھے کئی سال تک مدرسۂ گوہرشاد آغا اور مدرسۂ اخلاصیہ واقع ہرات مین درس وتدریس اور افادۂ خلق اللہ مین مشغول رہے جب قاضی نظام الدین فوت ہوئے تو آپ نے تدریس مدرسہ گوہرشاد آغا کی ترک کر کے مدرسۂ غیاثیہ مین علم افادت بلند کیا اور جس روز آپ نے مدرسۂ مذکورہ مین اجلاس فرمایا امیر نظام الدین علی شیر اور تمامی سادات اور علما و اکابر دار السلطنت ہرات

تمام ہوئے چونکہ مدرسہ مذکور کے وقف کی ایک شرط یہ تھی کہ علماے خراسان کا اعلم شخص وہان مدرس مقرر ہونا چاہیے اس لیے آس روز آپ نے قصد تعریض علماے خراسان کا کر کے آپس مجمع مین آیۂ انی اعلم ما لا تعلمون کا درس دیا اور اسقدر نکات بدیعہ اور معانی شریفہ بیان فرمائے کہ سب لوگ دنگ رہ گئے اور آپ موجب آفرین و تحسین خاص و عام ہوئے آپکی تصنیفات سے حاشیۂ شرح حکمۃ العین و دیگر رسائل یادگار ہین۔ وفات آپکی [illegible] مین ہوئی۔

مولانا معین الدین فراہی۔ اپنے زمانہ کے عالم فاضل۔ علوم عقلیہ و نقلیہ مین ید طولیٰ اور زہد و تقویٰ مین درجۂ علیا رکھتے تھے بڑے بڑے خطوط مقفیٰ و مسجع نہایت سرعت مین لکھ دیا کرتے تھے ہر جمعہ کو بعد اداے نماز کے منبر مقصورہ جامع ہرات مین نہایت مؤثر وعظ کہتے اور دُرر غرر معانی آیات و احادیث کو الماس تقریر فصیح سے پروتے تھے آپ مجلس وعظ مین امرا اور رؤسا کی طرف جو وہان حاضر ہوتے تھے بالکل ملتفت نہوتے تھے آپ کی تصنیفات سے معارج النبوت و تفسیر فاتحۃ الکتاب و طلا کار یعنے قصۂ حضرت موسیٰ اور نقرہ کار یعنے قصۂ حضرت یوسف مشہور و معروف ہین بعد وفات آپ کے بھائی قاضی نظام الدین کے حسب وصیت انکی ہر چند آپ کو منصب قضا کے لیے کہا گیا مگر آپ نے بالکل قبول نفرمایا۔ وفات آپ کی ۹۰۷ھ ہجری مین ہوئی اور مزار خواجہ عبد اللہ انصاری مین اپنے بھائی خواجہ نظام الدین کے پہلو مدفون ہوئے زینت گیتی تاریخ وفات ہے۔

مولانا معین الدین فراہی

حمید الدین بن افضل الدین۔ بڑے عالم فاضل جامع علوم دینیہ و عقلیہ تھے پہلے اپنے باپ سے پڑھتے رہے پھر محمد بن ارمغان کی خدمت مین حاضر ہو کر مختلف علوم و فنون مین کمال حاصل کیا اور مدرسہ شہر بروسا کے مدرس ہوئے پھر آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس بنے بعد ازان تھوڑی مدت کے بعد سلطان محمد خان نے آپ کو قاضی فاضل محمد بن مصطفیٰ کی جگہ قسطنطنیہ کا قاضی مقرر کیا۔ آپ کے تلامذہ مین سے محی الدین چلپی فناری اور عبد الواسع بن خضر اور حسام الدین حسین بن عبد الرحمن وغیرہ معروف و مشہور ہین۔ ہدایہ اور اصفہانی کی شرح طوالع اور سید کے حاشیہ شرح مختصر

حمید الدین بن افضل الدین

نہایت عمدہ حواشی لکھے اور ۹۰۸ھ ہجری مین وفات پائی۔ مقبول خلق تاریخ وفات ہے۔

حسین بن علی واعظ کاشفی الشہیر بمولی صفی صاحب تفسیر حسینی۔ کمال الدین یا علاء الدین ملقب رکھتے تھے تمام علوم ظاہری و باطنی اور فنون نقلی و رسمی مین مشارکت عامہ و معرفت تامہ حاصل تھی لیکن علوم نجوم و انشاء مین اپنی نظیر نہ رکھتے تھے کہتے ہین کہ پہلے آپ مائل بہ تشیع تھے پھر مضبوط اہل سنت ہوکر حنفی المذہب ہوے آواز نہایت خوش اور صوت دلکش سے وعظ و نصائح مین مشغول رہتے اور عبارات لائقہ مین معانی آیات بینات کلام الٰہی اور غوامض اسرار احادیث حضرت رسالت پناہی کو ظاہر فرماتے تھے۔ ہر جمعہ کی صبح کو دار السلطنت سلطانی مین جو ہرات کے چوک مین واقع ہے وعظ فرماتے اور بعد اداے نماز جمعہ کے جامع مسجد علی شیر مین وعظ کرتے اور سہ شنبہ کے روز مدرسۂ سلطانی مین اور چہار شنبہ کے یوم مزار پیر محمد خواجہ ابو الولید احمد مین اپنے مواعظ بلیغہ سے گم کردگان راہ ہدایت کو راہ راست پر لاتے تھے تصنیفات بھی کثرت سے کی جنمین سے جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر جسکے اول علوم متعلقہ تفسیر مشتمل بائیس فن چار فصلون مین بیان کیے۔ مواہب العلیہ المشہور بہ تفسیر حسینی روضۃ الشہداء۔ انوار سہیلی۔ اخلاق محسنی۔ مخزن الانشاء۔ رشحات عین الحیات دربارۂ مناقب مشائخ نقشبندیہ۔ الرسالۃ العلیۃ فی الاحادیث النبویۃ۔ لوائح القمر وغیرہ مشہور و معروف ہین وفات آپکی ۹۱۰ھ ہجری مین ہوئی۔ سال الحقیقت تاریخ وفات ہے۔ اور آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا فخر الدین علی جانشین ہوکر ہر جمعہ کی صبح کو جامع مسجد ہرات مین وعظ و نصائح مین رہے جنکی منظومات سے حکایت محمود و ایاز کی وزن لیلی و مجنون پہ مشہور و معروف ہے۔

خلیل المعروف بہ خلیلی۔ بڑے حلیم متواضع اور خیر پسند تھے پہلے قسطنطنیہ مین آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوے پھر مدرسہ ادرنہ مین تبدیل ہوے بعد ازان اناطولی مین دار القضا عسکر کے متولی ہوے اور اوائل عہد سلیم خان بن محمد خان مین درمیان ۹۱۰ھ اور ۹۲۰ھ ہجری کے فوت ہوے۔

محمد بن مصطفیٰ بن حاج حسن اپنے زمانہ کے بحر علوم۔ فقیہ کامل اور علم و علما کے بڑے محب تھے۔ علم اپنے زمانہ کے علماء و فضلا مثل مولی یگان وغیرہ سے اخذ کیا اور بروسا و قسطنطنیہ کے مدارس مین درس دیا۔ عہد محمود خان اور اُسکے بیٹے بایزید خان مین قاضی مقرر ہوئے اور آپ سے جعفر بن ناجی وغیرہ نے اخذ کیا۔ ایک کتاب بطور محاکمہ مابین دوانی و صدر شیرازی اور ایک کتاب صرف مین میزان الصرف کے نام سے تصنیف کی اور مقدمات اربع اور تفسیر سورۂ انعام بیضاوی پر حواشی تصنیف کیے اور ۹۱۱ھ ہجری مین وفات پائی۔ مشہور عصر آپکی تاریخ وفات ہے۔

مصطفیٰ بن اوحد الدین۔ تمام علوم مین فاضل و ماہر اور آپکی فضیلت کے تمام علما مقر تھے۔ علم محمد بن فراموز سے پڑھا پہلے آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس ہوئے پھر عہد سلطان بایزید خان مین قاضی بنے۔ اگرچہ آپ تصنیف و تالیف مین مشتغل نہین ہوئے مگر تاہم ایک رسالہ تحذیر الفرار عن الوباء مین تصنیف کیا جو آپ کی فضیلت و کمالیت پر شاہد ناطق ہے وفات آپ کی سنہ ۹۱۱ھ مین ہوئی۔

مولانا عبد الغفور لاری۔ مولانا عبد الرحمن جامی کے اجلۂ تلامذہ و اعاظم خلفاء مین سے تھے۔ رضی الدین لقب تھا اور سعد بن عبادہؓ کی اولاد سے جامع کمالات صوری و معنوی اور حاوی علوم ظاہری و باطنی تھے۔ مولانا عبد الرحمن جامی بہت کم مرید کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرید کامل و اکمل عبد الغفور لاری ہزار مرید سے بہتر ہے اور یہ شعر آپ کے حق مین فرماتے تھے ؎ آنجاکہ فہم و دانش مرغے بود شکاری ٭ بازیست تیز رفتار عبد الغفور لاری ٭ شرح ملا اور نفحات الانس کے حواشی آپ نے خوب تحقیق و تدقیق سے تصنیف فرمائے اور اسطرح سے اُنکے اشکال کا حل فرمایا کہ اُس سے زیادہ غیر ممکن ہے مگر آپ شرح ملا کا صرف بحث مفردات تک ہی حاشیہ لکھنے پائے تھے کہ داخل فردوس برین ہوے اسلیے مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی نے اُسکا تکملہ اس تطبیق کے ساتھ تصنیف کیا کہ ہرگز تمیز نہین ہوسکتی

اور مولانا عبد الغفور کا حاشیہ کہاں تک ہے اور مولانا عبد الحکیم کا تکملہ کہاں تک۔ وفات آپ کی پانچ ماہ شعبان روز یکشنبہ ۹۱۲ھ میں ہوئی۔ فیض ایزد تاریخ وفات ہے۔

شیخ الاسلام احمد بن یحییٰ

شیخ الاسلام احمد بن یحییٰ بن محمد بن سعد الدین تفتازانی۔ سیف الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے عالم علامہ فقہ وحدیث میں فائق اہل عصر اور علوم نقلیہ وعقلیہ میں ماہر باہر تھے علوم الیاس زادہ شارح مختصر وقایہ سے حاصل کیے جب آپ کے والد ماجد قطب الدین یحییٰ فوت ہوئے تو آپ کو اُنکا منصب مشیخۃ الاسلامی تفویض کیا گیا پس آپ خطۂ خراسان میں تیس ۳۰ سال تک تدریس ونشر علوم میں مشغول رہے یہاں تک کہ ۹۱۶ھ ہجری میں معزول ہو کر اسی سال فوت ہوگئے۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی تلویح وحواشی شرح وقایہ اور شرح تہذیب اور شرح فرائض سراجیہ وغیرہ یادگار ہیں

قاسم بن خلیل

قاسم بن خلیل عم صاحب شقائق۔ قوام الدین لقب تھا۔ عالم فاضل فقیہ کامل تھے پہلے اپنے بھائی مصطفیٰ اور اپنے ماموں نکساری سے پڑھا پھر مولیٰ خواجہ زادہ اور موید زادہ اور مولیٰ لطف اللہ الشہیر بہ لطفی توقاتی متوفی ۹۰۰ھ سے پھر خطیب زادہ سے علم حاصل کیا اور بروسا میں مدرسہ اسدیہ پھر اسکوب میں مدرسۂ اسحاقیہ کے مدرس مقرر ہوئے اور اسی جگہ ۹۱۹ھ ہجری میں وفات پائی۔ اکثر کتب مشہورہ پر آپ کی تعلیقات اور وجود ذہنی میں رسالے موجود ہیں۔

محمد بن حسن سامسونی

محمد بن حسن بن عبد الصمد سامسونی۔ محی الدین لقب تھا۔ عالم فاضل جامع معقول ومنقول تھے۔ علوم اپنے والد سے پڑھے پہلے بروسا پھر ادرنہ بعد ازاں قسطنطنیہ پھر ازنیق میں مدرس مقرر ہوئے اخیر کو سلیم خان نے ادرنہ کا آپ کو قاضی مقرر کیا جہاں آپ نے ۹۱۹ھ میں وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے سید شریف کی شرح مفتاح اور اُنکے حاشیہ شرح تجرید اور تلویح پر حواشی یادگار زمانہ ہیں

مولانا فصیح الدین

مولانا فصیح الدین محمد نظامی۔ علوم معقول ومنقول میں عالم فاضل اور فنون ریاضی وحکمیات میں سرآمد افاضل تھے آپ کی طبع سلیم مدرک خفایا تھا، ذہن مستقیم مظہر رموز ونکات تھا اکثر فضلاء اور اکابر حضرت سلطانی آپ کی شاگردی کو

ایک فقہ سمجھتے تھے اور آپ کو اخوند سے تعبیر کرتے تھے مدت تک آپ نے مدرسۂ خلاصیہ اور مدرسۂ غیاثیہ و بدیعیہ میں درس دیا اخیر کو بسبب بعض امور کے ہرات سے بلخ میں تشریف لیگئے اور وہاں چند سال امیر صدر الدین یونس کی مصاحبت میں جو اُنکا داماد تھا اوقات بسر کرکے اواخر ۹۱۹ھ ہجری میں رہگرائے عالم جاودانی ہوئے۔ علامۂ آرایش دوران تاریخ وفات ہے۔ آپکی تصنیفات سے حاشیۂ ہدایہ الحکمۃ اور حاشیہ تذکرہ و شرح اربعین نووی۔ اور شرح نامۃ القائل اور حاشیہ مختصر و مطول مشہور علماء و فضلاء کے درمیان مشہور و معروف ہیں۔

محمد محی الدین عمادی اسکلیبی والد صاحب تفسیر ابی السعود عمادی۔ بڑے عالم فاضل صاحب طریقت و کرامت تھے پہلے علم ظاہری میں مشغول ہوئے یہانتک کہ علی قوشجی کی خدمت میں پہونچکر کمالیت و فضیلت کا رتبہ حاصل کیا پھر تصوف میں مشغول ہوئے اور مصلح الدین قونوی پھر ابراہیم قیصری سے تصوف کا اشتغال کیا اور درجہ کرامت و حالت کا پایا اور شہر اسکلیب میں ۹۲۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

عبد البر بن محمد بن محب الدین محمد بن محمد بن محمد بن محمود ابو البرکات بن ابی الفضل بن المحب ابی الولید الحلبی ثم القاہری الشہیر کسلفہ بابن شحنہ منگل کی رات ماہ ذیقعدہ ۸۵۱ھ ہجری میں حلب میں پیدا ہوئے اور اپنے والدین کے ہمراہ قاہرہ میں ہجرت کی اور وہاں قرآن کو حفظ کیا اور متفرق علوم میں مختصر کتب یاد کیں اور بیت المقدس میں جاکر وہاں کے خطیب ابو جمال بن جماعہ شیخ صلاحیت بیت المقدس اور تقی قلقشندی سے حدیث کی سماعت کی اور قاہرہ میں اور اضنا سے سنا اور کچھ ابن اقصرائی اور تقی شمنی اور ام ہانی ہورینیہ سے پڑھا اور فقہ میں زین الدین قاسم بن قطلوبغا سے اخذ کیا یہانتک کہ فقیہ فاضل محدث کامل جامع معقولات و منقولات ہوئے اور ۸۶۰ھ ہجری میں منظومہ ابن وہبان کی شرح سے فراغت حاصل کی اور نیز کتاب الذخائر الاشرفیہ فی الالغاز الحنفیہ تصنیف کی اور ۹۲۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ فخر بلد؛ تاریخ وفات ہے۔

شیخ عبد اللہ بن الہداد العثمانی التلبنی۔ شہر تلبنی میں جو ملتان کے پاس ہے پیدا ہوئے اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے علوم حاصل کرکے فاضل ماہر فقیہ متبحر راس العلوم نقلیہ و عقلیہ ہوئے مدت تک اپنے وطن میں مدرس رہے پھر دہلی کو

ہجرت کر گئے جہاں سلطان اسکندر لودی نے آپ کی بڑی عزت کی اور وہاں کے لوگوں کو آپ سے بڑا فیض حاصل ہوا یہانتک کہ سنہ ۹۲۲ھ میں وفات پائی اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات اولٰئک ہم اللہ ما جعلی سے نکلتی ہے۔ شرح میزان المنطق آپکی تصنیفات سے یادگار ہے۔

سوید زادہ

عبد الرحمن بن علی بن سوید اماسی المعروف بہ سوید زادہ ۔ شہر اماسیہ میں جو روم کی ولایت میں واقع ہے سنہ ۸۶۰ ہجری میں پیدا ہوئے جوانی کی حالت میں سلطان بایزید خان سے بڑی مصاحبت رکھتے تھے اسلیے حاسدوں نے بایزید خان کے باپ محمد خان سے آپ کی چغلی کھائی جسپر اسنے آپ کے قتل کا حکم دیدیا لیکن سنہ ۸۸۳ھ میں بایزید خان نے آپ کو بلاد حلبیہ کی طرف پوشیدہ نکلوادیا وہاں سے آپ عجم میں آئے اور شیراز میں جلال الدین دوانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سات برس تک انکی خدمت میں رہکر علوم نقلیہ و عقلیہ اخذ کیے اور صدر الدین شیرازی سے بھی کچھ پڑھا جب سلطان بایزید خان تخت نشین ہوا تو آپ سنہ ۸۸۶ھ میں روم میں گئے تو قسطنطنیہ میں مدرسۂ قلندر خانہ کے مدرس مقرر ہوئے سنہ ۸۸۸ھ میں آپ نے مصلح قسطلانی کی لڑکی سے نکاح کیا اور آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس بنے پھر سنہ ۸۹۹ھ میں ادرنہ کے قاضی ہوئے پھر سنہ ۹۰۰ھ کو اناطولی میں عسکر کی قضا آپکے سپرد ہوئی اور سنہ ۹۰۷ھ میں روم ایلی میں قضاء عسکر کے متولی ہوئے پھر رجب سنہ ۹۱۱ ہجری میں عہدۂ قضا سے معزول ہو گئے اور ڈیڑھ سو درم آپکا روزینہ مقرر ہوا مگر آپ نے قبول نہ کیا یہانتک کہ سلطان سلیم خان بن بایزید خان سریر سلطنت پر بیٹھا تو اسنے آپ کو سنہ ۹۱۸ھ میں پھر قضاء عسکر کے عہدہ پر مقرر کیا لیکن آپ سنہ ۹۲۰ھ میں بسبب مختل العقل ہوجانے کے پھر معزول ہو گئے اور آپ کا دو سو درم روزینہ مقرر ہو گیا۔ قسطنطنیہ میں شعبان سنہ ۹۲۲ھ میں وفات پائی۔ شہنشاہ دوران تاریخ وفات ہے۔ تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ علوم نقلیہ و عقلیہ میں اعلیٰ درجہ کی مہارت اور ید طولیٰ رکھتے تھے دو تین رسالے بھی مختلف علوم میں تصنیف فرمائے۔

عبد الحلیم علی قسطلونی

عبد الحلیم بن علی قسطلونی - شہر قسطلون مین پیدا ہوئے اور وہین نشو و نما پایا پہلے وہان کے علماء سے پڑھتے رہے پھر علاء الدین عربی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بعد انکی وفات کے شام اور مصر کو تشریف لیگئے اور وہان کے علماء و فضلاء سے استفادہ کیا اور حج کرکے بلاد عجم مین آئے اور وہان کے علماء سے پڑھا پھر روم کو واپس ہوئے اور سلطان سلیم خان نے آپکو مختلف فنون مین مضبوط دیکھکر خاص اپنا امام و مصاحب بنایا - وفات آپکی سنہ ۹۲۲ھ مین ہوئی - تاج اولیان تاریخ وفات ہے -

ناجی زادہ

اسعدی بن ناجی بیگ الشہیر بہ ناجی زادہ - علم قاسم المعروف بہ قاضی زادہ سے پڑھا یہانتک کہ رتبہ فضل و کمال کو پہونچے اور شہر بروسا مین مدرس مقرر ہوئے پھر قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس مین سے ایک مدرسہ پر مقرر ہوئے - سید شریف کی شرح مفتاح اور شرح وقایہ کے باب الشہید پر آپنے خوب حواشی لکھے اور نسفی کی کتاب کو منظوم کیا اور قصاید عربی وغیرہ تصنیف کیے اور سنہ ۹۲۲ھ مین وفات پائی - آپ کا ایک بھائی جعفر چلپی نام تھا جو انشاء پردازی مین ید طولی رکھتا تھا جس سے سلطان بایزید خان نے اسکو اپنا درباری بنالیا تھا -

مولانا الہ داد جونپوری

مولانا الہداد جونپوری - اعاظم علماء و کبرائے فقہاء جونپور سے گذرے ہین تحریر و تنقیح مطالب علمیہ مین ید طولی رکھتے تھے - علوم ظاہری آپ نے شیخ فاضل عبد اللہ تلنبی سے حاصل کیے - ہدایہ و بزدوی و قینہ و مدارک اور کافیہ کی شرحین تصنیف کین اور حواشی ہندیہ پر حواشی لکھے - آپ ایک واسطہ سے قاضی شہاب الدین کے شاگردون مین سے تھے اور طریقت مین سید راجی حامد شاہ کے مرید ہوئے کہتے ہین کہ جب شیخ حسن نے جو آپکے یار ہمدم اور رفیق جانی تھے سید راجی حامد شاہ سے بیعت کی تو آپنے شیخ حسن کو فرمایا کہ تمنے سید حامد شاہ کے مرید ہوکر طالب علمون کی عزت کو برباد کردیا انھون نے کہا کہ اگر آپ بھی انکی خدمت مین چلین اور امتحان کرین تو ہمکو معذور رکھین آپ دوسرے روز چند مسائل ہدایہ و بزدوی سے جو مشکل تھے تصور کرکے شیخ حسن کے ہمراہ انکی خدمت مین پہونچے سید راجی حامد شاہ نے حسب عادت خود اپنے حال کی سرگذشت

اس ڈھنگ سے بیان کی کہ مولانا کے جسقدر اشکال تھے سب رفع ہوگئے اسلیئے آپ انکی خدمت
کے مرید ہوکر ریاضت و مجاہدہ مین مشغول ہوئے۔ وفات آپ کی ۹۲۳ھ مین ہوئی۔
شاہنشاہ دوران تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن عبد الرحمن

ابراہیم بن عبد الرحمن بن اسمعیل کرکی قاہری۔ اباواجداد آپ کے کرک کے
رہنے والے تھے جو ایک گانون کوہ لبنان کے پاس واقع ہے مگر آپ شہر قاہرہ مین
پیدا ہوئے۔ آپ نے تقی حصنی اور تقی شمنی سے ملاقات کی اور کافیجی کے درس مین
حاضر ہوکر تلمذ کیا اور نیز امام ابن ہمام مصنف فتح القدیر سے استفادہ کیا۔ سخاوی نے
کتاب ضوء مین آپکا مفصل حال لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ نے فقہ مین ایک فتاوی
المسمی بہ فیض المولی الکریم علی عبدہ ابراہیم دو جلد مین تصنیف کیا اور اسکے خطبہ مین
لکھا ہے کہ جو قوی اور معتبر روایت ہے وہ اسمین لکھی گئی ہے۔ علاوہ اسکے توضیح ابن ہشام
پر حاشیہ تصنیف کیا اور قاہرہ مین ۹۲۳ھ مین انتقال کیا۔ شاہنشاہ دوران
تاریخ وفات ہے۔

عبد الرحیم چلپی

عبد الرحیم بن علی رومی الشہیر بہ بابک چلپی۔ بڑے عالم فاضل جامع فروع
واصول تھے علم اپنے باپ پھر خطیب زادہ سے پڑھا اور آپ کے والد ماجد نے آپ کا
لقب بابک چلپی رکھا پھر آپ آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے یہانتک
کہ ۹۲۳ھ ہجری مین وفات پائی۔

حسین بن عبد اللہ

حسین بن عبد اللہ توقاتی حسام الدین لقب تھا اور ابن المدرس کے نام سے
مشہور و معروف تھے بڑے نیکوکار اور ہمیشہ عبادت و تدریس مین مشغول رہتے تھے
علم عبد الرحمن موید زادہ اور خواجہ زادہ سے پڑھا پہلے بروسا مین پھر آٹھ مدارس مین سے
ایک کے مدرس مقرر ہوئے بعد ازان ادرنہ اور بروسا مین مدت تک قاضی رہے حواشی
شرح وقایہ اور شیخ عبد القاہر جرجانی کی مائۃ عوامل کی شرح نہایت عمدہ تصنیف
فرمائی اور حواشی شرح تجرید سید شریف اور میر کتاب اسباب قوس قزح پر تعلیقات
لکھے۔ ایک رسالہ استخلاف الخطیب اور ایک رسالہ جواز ذکر جہر مین تصنیف کیا اور

محمد بن ابراہیم نکساری وغیرہ نے آپ سے علم پڑھا اور سنہ ۹۲۶ھ مین قسطنطنیہ مین وفات پائی۔

خواجہ مولانا اصفہانی - جامع فضائل و کمالات اور علم حدیث مین ماہر متبحر اور مذہب اہل سنت و جماعت مین نہایت مضبوط تھے آذربیجان سے ہرات مین آکر ساکن ہوئے جہان سلطان حسین میرزا اور آسکی اولاد عظام کے مدت تک مورد انعام و الطاف رہے جب محمد خان شیبانی نے خراسان کی ولایت پر غلبہ پایا تو بظاہر وہ آپ سے حسن سلوک کرتا رہا لیکن بآکثر اِتہامات عداوت اہل بیت کا آپ پر طعن کرتا تھا اسلیے آپ ماوراءالنہر مین چلے گئے اور بخارا مین پنجشنبہ کے روز ۵ ماہ جمادی الاولی سنہ ۹۲۰ھ مین وفات پائی قبر آپ کی خیابان بخارا کے سرے پر زیارتگاہ عام ہے۔ خلیفۂ عالمیان تاریخ وفات ہے۔

خواجہ مولانا اصفہانی

احمد پاشا بن خضر بیگ بن جلال الدین رومی - علم اصول و فروع مین بڑے ماہر متبحر اور پرہیزگار و متواضع بھی کامل درجہ کے تھے جب سلطان محمد خان بن سلطان مراد خان نے قسطنطنیہ مین آٹھ مدارس بنوائے تو ایک مدرسہ آپ کو بھی تدریس کے لیے دیا گیا مگر جب آپ کے بھائی سنان پاشا یوسف عہدہ وزارت سے معزول ہوئے تو آپ کو شہر اسکوب کے مدرسہ پر تبدیل کیا گیا پھر جب سلطان بایزید خان بن محمد خان تخت نشین ہوا تو آسنے آپکو ادرنہ کے مدرسہ پر مقرر کیا بعد ازان آپ کو بروسا کا قاضی بنایا گیا اور باقی عمر وہین رہے یہانتک کہ سنہ ۹۲۷ھ مین وفات پائی۔

احمد پاشا بن خضر بیگ

شیخ احمد مجد بن قاضی مجد الدین بن قاضی تاج الافضل بن شمس الدین شیبانی آپ کا نسب امام محمد شیبانی تک منتہی ہوتا ہے۔ قصبۂ نارنول مین پیدا ہوئے اور اجمیر مین نشو و نما پایا۔ بڑے عالم فاضل جامع علوم شریعت و طریقت اور امر معروف و نہی منکر مین جان تک جانے کا خوف نہ کرتے تھے علوم ظاہری و باطنی خواجہ حسین ناگوری سے حاصل کیے اور اٹھارہ سال کی عمر مین انواع علوم کا درس دیتے تھے اور بڑی قوت علمیہ کے ساتھ علماء و فضلاء سے بحث کرتے اور زبان عربی و فارسی مین تقریر کیا کرتے تھے اٹھاروین سال مین نارنول سے اجمیر مین آگئے جہان ستر سال تک زہد و ورع و ریاضت مین مصروف رہے اور امر معروف و نہی منکر مین آپ کے سامنے

شیخ احمد مجد شیبانی

خویش و بیگانہ یکسان تھا آپ کا یہ دستور تھا کہ آدھی رات کو اٹھ کر خواجہ معین الدین کے روضۂ مبارک میں نماز تہجد کی پڑھتے اور اسوقت سے نماز چاشت تک کسی سے بات چیت نکرتے اور وظائف میں مشغول رہتے بعد ازان علوم دینیہ کا درس دیتے پھر تھوڑی دیر نیند کر کے اٹھ بیٹھتے اور عصر تک اوراد میں مشغول رہتے بعد ازان تفسیر مدارک کا وعظ کہتے اور بیان معنی آیات وعدہ و وعید میں نہایت گریہ وزاری کرتے تھے چنانچہ کثرت گریہ وزاری سے آپ کی آنکھیں ہمیشہ سرخ و مرہ رہتی تھیں۔ نوے سال کی عمر میں آپ اجمیر سے ناریول میں تشریف لائے جہان تین چار سال مقیم رہے ایک دن الہدین مجذوب نے آکر کہا کہ اے احمد آپ کو آسمان مین طلب کرتے ہیں آپ ناگور میں اپنے مرشد کے پاس چلیں اسی وقت آپ ناگور کو متوجہ ہوئے اور چند روز کے بعد ۲۵ ماہ صفر ۹۲۷ھ ہجری میں عالم جاودانی کو رحلت فرمائی اور ناگور میں اپنے مرشد کے پائین مدفون ہوئے ”زینت موجود“ تاریخ وفات ہے۔

قاضی اختیار الدین حسین بن قاضی غیاث الدین تربتی۔ عالم فاضل فقیہ کامل تھے جوانی میں اپنے وطن سے ہرات میں آکر تحصیل علوم دینی میں مشغول ہوئے اور تیزی طبع سے تھوڑی عرصہ میں بڑی ترقی کر کے فتاویٰ اور قبالہ شرعی اور حکمناموں کے لکھنے میں دستگاہ کامل حاصل کر لی اور فن شعر و انشا و معما میں بھی ماہر ہوئے اخیر کو بسبب کمال فراست و کیاست اور دیانت و امانت کے ہرات کے جملہ فضلاء سے سبقت لیگئے اور خاقان منصور کے زمانہ میں منصب قضاء پر سرافراز ہو کر معتمد و معتبر حضرت خاقانی ہوئے اور بروقت استیلاء ابوالفتح محمد خان شیبانی اور مقتول ہونے بادشاہ کے دل برداشتہ ہو کر اپنے اصلی وطن میں چلے گئے اور وہاں جا کر کاروبار زراعت میں مشغول ہوئے اور قصبۂ تربت میں اوائل ۹۲۸ھ میں بعارضۂ سوء القنیہ وفات پائی اور مقبرہ آبا و اجداد میں مدفون ہوئے۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب قیاسلت اور مختار الاختیار مشہور روزگار ہیں۔

قاضی اختیار الدین حسینی

مولی غیاث الدین رومی الشہیر بہ پاشا چلپی۔ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول تھے۔ علوم احمد بن موسی خیالی اور خواجہ زادہ سے پڑھے قسطنطنیہ مین احمد بن اسمٰعیل کورانی کے مدرسہ مین مدرس مقرر ہوے پھر ادرنہ مین مدرسہ حلبیہ اور بروسا مین مدرسہ سلطانیہ کے مدرس بنے اور ہر ایک فن مین بجز دبلے حساب رسالے تصنیف کیے اور سنہ ۹۲۹ ہجری مین وفات پائی۔

محمد شاہ بن علی بن یوسف بن محمد بن حمزہ فناری۔ محی الدین لقب تھا۔ عالم متبحر فقیہ جید تحصیل اپنے باپ سے حاصل کیا جب وہ فوت ہوے تو پھر خطیب زادہ سے استفادہ کیا سلطان بایزید نے پہلے آپ کو مدرسہ بروسا کا مدرس مقرر کیا پھر قسطنطنیہ کے مدرس ہوے پھر سلطان سلیم خان نے آپ کو پہلے قسطنطنیہ کا قاضی مقرر کیا پھر قضاء عسکر و قضاء ادرنہ پر تبدیل ہوے اور جب ولایت روم ایلی مین عسکر کی قضاء پر مامور تھے تو سنہ ۹۲۹ ہجری مین جوانی کی حالت مین وفات پائی۔ فخر بزم تاریخ وفات ہے۔

میر جمال الدین عطاء اللہ صاحب روضۃ الاحباب۔ آپ اعاظم اولاد امجاد خیر الانام سے جملہ اقسام علوم دینیہ اور اصناف فنون یقینیہ خصوصاً علم حدیث و سیر مین بے عدیل عدیم التمثیل کشاف اسرار معالم تنزیل اور حلال معضلات موافق تاویل تھے صاحب روضۃ الصفا نے آپ کی توصیف مین مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہین ؎ زبانش مظہر اسرار تحقیق ۰ ضمیرش مظہر انوار تدقیق ۰ جمال دین مزین زاہتمامش ۰ علوم شرع واضح از کلامش ۰ ز توضیح بیانش گشتہ روشن ۰ بر اہل علم ہر مشکل ز ہر فن ۰ آپ چند سال مدرسہ سلطانیہ کے اس گنبد مین جہان اب خاقان منصور دفن ہے … و افادہ مین مشغول رہ کر ہفتہ مین ایک مرتبہ مسجد دار السلطنت ہرات مین وعظ و نصائح سے خلق اللہ کو فیوض ظاہری و باطنی پہونچاتے رہے آپ کی تصنیفات سے کتاب روضۃ الاحباب فی سیر النبی والال والاصحاب ایسی عمدہ اور معتبر اور مشہور آفاق ہے کہ اپنا ثانی نہین رکھتی یہانتک کہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی عجالۂ نافعہ مین فرماتے ہین کہ بالفعل اگر کوئی نسخہ صحیح روضۃ الاحباب میر جمال الدین محدث حسینی کا جو بہ زینۃ الحاقی … خالی ہو

دستیاب ہو جاوے تو تمام تصانیف سے بہتر ہو جو سیر مین تصنیف ہوئی ہین۔ آپ کی وفات سنہ ۹۳۰ھ مین ہوئی۔ تاج کشور آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسمٰعیل بن بالی قرامانی۔ کمال الدین لقب تھا مگر قرہ کمال کے نام سے معروف تھے علم احمد خیالی اور مولیٰ خسرو و محمد بن فرامرز وغیرہ سے پڑھا یہانتک کہ بڑے عالم فاضل ہوئے اور شہزادہ ... کے مدرس مقرر کیے گئے تفسیر کشاف اور بیضاوی اور شرح وقایہ اور شرح مواقف اور خیالی کے حاشیہ شرح عقاید وغیرہ کے حواشی تصنیف کیے شرح مواقف کے حواشی آپ نے ۹۲۰ھ مین جبکہ آپ آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس تھے تصنیف کیے چنانچہ تاریخ انکی تکملات الادب ہے سو وفات آپکی بعد ۹۲۰ھ کے ہوئی

عبد العزیز بن سید یوسف حسینی رومی الشہیر بعابد چلپی۔ جامع منقول و معقول تھے علم محمد سامسونی مدرس مدرسہ ملا خسرو و پھر اپنے بھائی چلپی محشی شرح وقایہ سے جبکہ وہ آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس تھے پڑھا اخیر کو علی بن یوسف فناری کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُنسے فضیلت و کمالیت کا درجہ حاصل کیا اور کلیبولی مین مدرس مقرر ہوئے پھر کفہ کے قاضی بنے یہانتک کہ سنہ ۹۳۱ھ مین وفات پائی عاقل خلق تاریخ وفات ہے۔

محمود بن محمد بن قاضی زادہ الشہیر بہ میرم چلپی۔ خواجہ زادہ اور سنان پاشا سے علوم و فنون حاصل کر کے علامہ زمانہ ہوئے پہلے مدرسہ شہر کلیبولی پھر ادرنہ پھر بروسا کے مدرس بنے اخیر کو سلطان بایزید خان نے اپنے لیے آپکو معلم بنا لیا اور آپ سے علوم ریاضیہ حاصل کیے۔ آپ نے حج کیا اور اپنے شہر مین آکر ۹۳۱ ہجری مین وفات پائی آپ کی تصنیفات سے رسالہ فی معرفت سمت القبلہ اور شرح زیج الغ بیگ کی فارسی مین اور اپنے نانا قوشجی کے رسالہ فتحیہ کی شرح جو ہیئت مین ہے وغیرہ رسائل یادگار ہین۔ شرح نفیسی تاریخ وفات ہے۔

یعقوب بن سید علی۔ اپنے زمانہ کے فاضل کامل اور فائق اقران تھے مدت تک بروسا و ادرنہ و قسطنطنیہ مین مدرس رہے کتاب شرعۃ الاسلام کی ایک نہایت عمدہ شرح مفاتیح الجنان نام تصنیف کی جسمین فوائد غریبہ اور لطائف عجیبہ اور مسائل فقہیہ اور دلائل حدیثیہ کو بڑی خوبی سے بیان کیا۔

علاوہ اسکے کتاب گلستان کی شرح بھی عربی مین تصنیف کی اور ۹۱۳ھ مین وفات پائی

علی بن احمد جمالی

علی بن احمد بن محمد جمالی۔ علاء الدین لقب تھا۔ فقیہ۔ اصولی۔ ادیب لغوی نحوی مجتہد۔ محدث۔ مفسر۔ عابد۔ زاہد۔ صاحب کرامات فنون عقلیہ و نقلیہ مین تبحر دقائق شرع مین ماہر تھے۔ صغر سنی مین حمزہ قرامانی سے علم پڑھا پھر قسطنطنیہ مین آکر مولی خسرو محمد بن فراموز سے تحصیل کی اور مدارس ادرنہ اور بروسا کے مدرس ہوئے پھر سلطان محمد خان اور آسکے بیٹے بایزید خان کے عہد مین مفتی مقرر ہوے آپ کے تلامذہ مین سے صدر الافاضل یوسف اور قطب الدین مرزیفونی وغیرہ ہم ہین۔ وفات آپ کی ۹۳۲ھ ہجری مین ہوئی۔ فضل ایزد تاریخ وفات ہے۔ آپ کے ایک بھائی قوام الدین قاسم بن احمد نام بڑے عالم فاضل تھے جنہون نے علی قوشجی وغیرہ سے علم حاصل کیا اور قسطنطنیہ مین آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوے اور بحالت قضاء قسطنطنیہ فوت ہوے۔

مصطفیٰ بن خلیل

مصطفیٰ بن خلیل والد صاحب شقائق نعمانیہ۔ مصلح الدین لقب تھا شہر طاشکبری مین [illegible] ہجری مین پیدا ہوے ابتدا مین اپنے والد سے علم پڑھتے رہے پھر اپنے ماموں محمد نکساری پھر درویش محمد بن خضر شاہ پھر قاضی زادہ پھر مولی علی عربی پھر خواجہ زادہ سے علوم و فنون حاصل کیے اور بروسا مین مدرسہ اسدیہ کے مدرس مقرر ہوے پھر انقرہ مین مدرسہ بیقلیہ پھر اسکوب پھر ادرنہ پھر آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس ہوے اور ۹۳۵ھ ہجری مین وفات پائی۔ آپ بڑے عالم فاضل عابد تھے۔ بعض مواضع تفسیر بیضاوی اور شرح وقایہ وغیرہ پر رسالے لکھے اور ایک رسالہ حل مدقیق الابتداء اور ایک علم فرائض مین تصنیف کیا۔

قطب الدین مرزیفونی

قطب الدین مرزیفونی۔ جامع منقول و معقول۔ حاوی فروع و اصول تھے علوم اپنے زمانہ کے علما اور مولی علی جمالی وغیرہ سے پڑھے اور قسطنطنیہ و ازنیق مین مدرس مقرر ہوے۔ شرح وقایہ اور سید شریف کی مفتاح پر کچھ تعلیقات لکھین اور ۹۳۵ھ ہجری مین وفات پائی۔

مولانا شعیب بن مولانا منہاج لاہوری ثم الدہلوی - عالم عامل - فقیہ فاضل واعظ بے نظیر - عدیم التمثیل تھے جب وعظ کہتے یا قرآن پڑھتے تو کسی کو اُس راستہ سے گذر جانے کی مجال نہوتی خواہ اُسکے سر پر کتنا ہی بوجھ کیون نہوتا تمام اکابر اور علماے دہلی آپ کے وعظ مین آتے اور استفادہ کرتے تھے اکثر اہالی وموالی شہر کے آپ کے شاگرد تھے مولانا منہاج آپ کے والد ماجد لاہور سے دہلی مین ہجرت کر کے گئے تھے جہان اُنھون نے کمال محنت ومشقت سے علم پڑھا اور پھر سلطان بہلول لودی کے عہد مین دہلی کے مفتی ہوے کہتے ہین کہ مولانا منہاج تحصیل علم کے وقت آٹا اور تیل بازار شہر سے بھیکھ مانگتے اور آٹے کا چراغ بناکر اور تیل اُسمین ڈالکر تمام رات اُسکی روشنی مین مطالعہ کتب مین معروف رہتے جب دن ہوتا تو اُس سے روٹی پکا کر تناول کرتے اور تمام دن ورات اُسی پر اکتفا کرتے مدت تک اسی طرح پر کرتے رہے یہانتک کہ عالم فاضل ہوے - وفات آپکی سنہ ۹۳۶ ہجری مین ہوئی اور حوض شمسی پر متصل خانقاہ ملک زین الدین کے مدفون ہوے - بدر خلق آپکی تاریخ وفات ہے -

زیرک محمد رکن الدین لقب تھا - سنان پاشا اور یوسف بن خضر بیگ رومی اور نیز خواجہ زادہ سے علوم وفنون حاصل کیے اور کمالیت کا درجہ پاکر مدرسہ بروسا کے مدرس مقرر ہوے پھر ازنیق پھر اماسیہ کے مدرس بنے بعدہ شہر ادرنہ کے قاضی مقرر ہوے پھر قسطنطنیہ کی دار القضا آپ کے تفویض ہوئی اور ۹۳۹ھ مین وفات ہوئی فخر جہان آپ کی تاریخ وفات ہے -

محمد بن خطیب قاسم اماسی - محی الدین لقب تھا شہر اماسیہ مین پیدا ہوے سنان پاشا وغیرہ سے علم پڑھا پہلے اماسیہ پھر بروسا پھر قسطنطنیہ بعد ازان ادرنہ کے مدرس مقرر ہوے اور جب آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس تھے تو ۹۴۰ھ مین وفات پائی - آپ بڑے عالم عامل - محب صوفیہ مشتغل علم اور ماہر علوم غریبہ مثل جبر ومقابلہ اور موسیقی وعلوم ریاضی تھے سید شریف کی شرح فرائض پر حواشی لکھے اور کتاب روض الاخیار المنتخب من

ربیع الابرار اور رسالہ انباء الاصطفاء فی حق آباء المصطفیٰ وغیرہ رسائل کثیرہ تصنیف کیے
ان رسائل کے حواشی پر بعض جگہ ابراہیم حلبی صاحب غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی متوفی
۹۵۶ھ کی طرف سے تردید بھی کی گئی ہے۔

ابن کمال پاشا

احمد بن سلیمان رومی مشہور بہ ابن کمال پاشا شمس الدین لقب تھا فقیہ محدث
علامۂ زمان اور فہامۂ دوران تھے۔ کفوی نے آپ کو اصحاب ترجیح میں سے شمار کیا ہے
علم اپنے ولی لطفی تلمیذ سنان پاشا اور مولی مصلح الدین قسطلانی وغیرہ فضلائے مشہورین سے
پڑھا اول شہر ادرنہ کے مدرس مقرر ہوئے اور چند عرصہ کے بعد وہاں کے قاضی ہوئے
پھر سلطان سلیم خان نے آپ کو عسکر کا قاضی بنایا جب سلطان سلیم خان نے ۹۲۲ھ میں
قاہرہ کو فتح کیا تو آپ بھی قاہرہ میں تشریف لائے جہاں کے علماء اکابر و افاضل نے آپ سے
مناظرہ و مباحثہ کیا اور آپ کے کلام کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر بڑے متعجب ہوئے
اور سب نے آپ کی فضیلت کا اقرار کیا۔ ۹۳۲ھ میں آپ بعد وفات علاء الدین علی
جمالی کے قسطنطنیہ کے مفتی بنے حتیٰ کہ ۹۴۰ھ ہجری میں انتقال کیا محقق مشہور
آفاق تاریخ وفات ہے۔ شامی شرح در المختار میں بحوالہ طبقات تمیمی لکھا ہے کہ
کوئی ایسا فن نہ ہوگا کہ جس میں آپ کے ایک یا چند تصنیفات نہوں چنانچہ آپ نے
ایک تفسیر قرآن شریف اور تعلیق صحیح بخاری تصنیف کی اور تفسیر کشاف اور
اوائل تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے اور فارسی میں تفسیر سورۃ الملک تصنیف کی
علاوہ انکے کتاب الاصلاح والایضاح اور تغییر التنقیح اور اسکی شرح تجوید التجرید
تغییر السراجیہ اور اسکی شرح۔ تغییر المفتاح اور اسکی شرح حواشی تلویح۔ شرح
مفتاح۔ شرح ہدایہ مگر ناتمام۔ حواشی تہافۃ الفلاسفہ مصنفۂ خواجہ زادہ۔
حواشی شرح جغمینی سنان پاشا وغیرہ کتب و رسائل فنون مختلفہ میں جو شاید
تین سو سے زیادہ ہونگے تصنیف کیے اور ترکی زبان میں تاریخ آل عثمان لکھی
صاحب طبقات تمیمی کہتے ہیں کہ جیسے ولایت مصر میں شیخ جلال الدین سیوطی
کثرت تالیف اور وسعت اطلاع کی رو سے مشہور و معروف ہیں ویسے ہی

احمد بن عبداللہ قرمی ۔ عالم فاضل ۔ فقیہ محدث ۔ مفسر تھے ۔ جب حافظ الدین محمد بزازی صاحب فتاوی بزازیہ شہر قریم میں آکر چندے قیام پذیر ہوئے تو انہی سے آپ نے علم پڑھا اور ان کے چلے جانے کے بعد ۸۲۰ھ ہجری میں شرف الدین بن کمال قرمی تلمیذ بزازی سے حاصل کیا پھر عہد سلطان مراد خان بن محمد خان میں روم کے ملک میں آئے اور مدرسہ مرزیفون کے مدرس مقرر ہوئے جہاں آپ سے یوسف بن جنید نے علم پڑھا بعد ازاں عہد سلطان محمد خان بن مراد خان میں قسطنطنیہ میں تشریف لائے اور بادشاہ کی طرف سے آپ کا پچاس درم روزینہ مقرر ہوا یہاں بھی مدرسہ میں پڑھاتے تھے اور جہاں چاہتے تھے ذکر الٰہی کرتے تھے ۔ کتاب تلویح اور شرح عقائد نسفی اور سید عبداللہ کی شرح لب پر آپ نے حواشی لکھے ۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ جب آپ شرح عقاید نسفی کے حواشی لکھ رہے تھے تو ۸۶۲ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی ۔ "نور الضحو" آپ کی تاریخ وفات ہے ۔

سید عبداللہ بن سید عبدالخالق بھاکری ۔ اعاظم سادات اور کبرائے مشائخ طریقہ قادریہ سے فقیہ محدث جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے تمام عمر تعلیم علوم اور تدریس فقہ وحدیث اور تفسیر میں مشغول رہے اور کسی سائل کو اپنے دروازہ فیض کاشانہ سے رد نہ کیا ۔ وفات آپ کی ۹۴۲ھ ہجری میں ہوئی اور مزار آپ کا لاہور میں قریب روضہ سید جان محمد حضوری کے واقع ہے ۔ "فقیہ بار نہفت" تاریخ وفات ہے ۔

محمد قرہ باغی ۔ محی الدین لقب تھا عالم اجل فاضل اکمل تھے ۔ علوم اپنے شہر کے علماء سے پڑھے پھر روم میں آکر یعقوب بن سید علی شارح شرعۃ الاسلام سے تکمیل کی اور ازنیق میں مدرس مقرر ہوئے اور اسی جگہ ۹۴۲ھ ہجری میں وفات پائی ۔ "فقیہ مذاہب" تاریخ وفات ہے ۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی اور تلویح اور ہدایہ اور شرح وقایہ یادگار رہیں ۔

مولیٰ عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ اسفرائنی فقیہ کامل

عالم فاضل صاحب تصانیف شہیر تھے۔ شرح عقاید نسفی اور تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے۔ شرح وقایہ کی شرح اور تلخیص المعانی کی شرح اطول نام تصنیف کی۔ انکے سوا اور بہت سی کتابین ورسالے تصنیف کیے اور سنہ ۹۴۴ھ مین وفات پائی۔ فخر دین تاریخ وفات ہے۔

سعد اللہ بن عیسی بن امیر خان رومی المعروف بہ سعدی چلپی۔ شہر قسطمون مین پیدا ہوے پھر قسطنطنیہ مین آئے اور محمد بن حسن بن عبد الصمد سامسونی سے علوم حاصل کیے یہانتک کہ میدان علم کے شہسوار اور اپنے ہم عصرون پر فائق ہوے مدت تک مدارس قسطنطنیہ وادرنہ وبروسا کے مدرس مقرر رہے اور افتا کا کام آپ کے سپرد رہا اور سنہ ۹۴۵ھ مین وفات پائی۔ بحر سعادت تاریخ وفات ہے۔ آپ نے عنایہ شرح ہدایہ اور تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے جنکو آپ کے عزیز شاگرد مولی عبد الرحمن بن علی نے جب وہ قسطنطنیہ کے قاضی ہوے جمع کیا۔ علاوہ انکے اور رسائل اور تحریرات معتبرہ تصنیف کین جنکا تمیمی نے اپنے طبقات مین ذکر کیا۔

عبد الواسع بن خضر۔ فقیہ اجل۔ فاضل اکمل تھے۔ لطف اللہ توقاتی وغیرہ سے علم کا اشتغال کیا پھر عجم مین گئے اور ہرات مین تفتازانی سے علوم وفنون کی تکمیل کر کے اواخر ایام سلطنت بایزید خان مین بلاد روم مین واپس تشریف لیگئے جب سلیم خان تخت نشین ہوا تو اُسنے قسطنطنیہ مین محمود پاشا کا مدرسہ آپ کو دیا پھر عسکر روم ایلی کا قاضی بنایا بعد ازان آٹھ مدارس مین سے ایک مدرسہ آپ کو عطا کیا جب سلیمان خان تخت نشین ہوا تو اُسنے آپ کو قسطنطنیہ کی قضا دی اور پھر آپ کو بنشتیاب کر کے سو درم روزانہ آپ کا وظیفہ مقرر کیا آپ نے مکہ معظمہ مین ہجرت کر کے اقامت اختیار کی اور مکہ مین ہی سنہ ۹۴۵ھ مین وفات پائی۔

قاضی احمد بن حمزہ المعروف بعرب چلپی۔ شمس الدین لقب تھا۔ فقیہ فاضل محدث کامل تھے پہلے موسی چلپی وغیرہ سے پڑھا پھر قاہرہ مین اکثر کتب حدیث کی قرأت کی اور بلاد روم مین تدریس ونشر علوم مین مشغول رہکر سنہ ۹۵۰ھ مین وفات پائی۔

یادی خلق تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی شرح وقایہ وغیرہ یادگار ہین

شیخ زادہ رومی

محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ قوجوی المعروف بہ شیخ زادہ رومی۔ محی الدین لقب تھا جامع معقول ومنقول اور حاوی فروع واصول تھے مدت تک قسطنطنیہ مین مدرس رہے۔ وقایہ ومفتاح وسراجیہ کی شرحین تصنیف کین اور تفسیر بیضاوی پر نہایت مفید اسہل عبارت مین حواشی تصنیف کیے جو آٹھ جلد مین تھے پھر انمین تصرف کرکے انکو زیادہ کیا چنانچہ دونون نسخے مشتہر ہوگئے اور کاتبون نے انکو غلط ملط کر لیا یہانتک کہ دونون مین کچھ فرق نہین سمجھا جاتا۔ وفات آپ کی سنہ ۹۵۰ ہجری یا سنہ ۹۵۱ ہجری مین ہوئی۔

بجوی زادہ

محی الدین بن محمد بن الیاس الشہیر بجوی زادہ۔ اپنے زمانہ کے امام محقق فقیہ مدقق۔ محدث۔ مفسر۔ اصولی۔ فروعی۔ ماہر علوم ریاضیات وطبیات تھے۔ مبانی علوم کے اپنے باپ سے جو ایک مدرس جید اور مشتہر بجوی تھا پڑھے پھر سعدی چلپی تلمیذ حاجی حسن شاگرد محمد بن ادمنان تلمیذ خضر بیگ سے حاصل کیے اور قسطنطنیہ و ادرنہ کے مدرس مقرر ہوے سنہ ۹۴۴ھ مین جب سعدی چلپی نے وفات پائی تو آپ کو قضاء کا منصب دیا گیا اور جب ولایت روم ایلی مین عسکر کے قاضی تھے تو سنہ ۹۵۴ ہجری مین وفات پائی۔ وجیہ خلق تاریخ وفات ہے۔ آپ نے اکثر کتب متداولہ پر تعلیقات لکھین جنمین سے تعلیقات تلویح وغیرہ ہین۔ آپ کے تلامذہ سے علی بن قاضی امر اللہ الشہیر بہ عتابی زادہ اور محمد شاہ چلپی ہین۔

محمد چلپی فناری

محمد بن علی بن یوسف بالی بن شمس الدین محمد بن حمزہ فناری الشہیر بہ محی الدین چلپی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ مفتی۔ متورع تھے۔ علم اپنے باپ اور خطیب زادہ سے حاصل کیا پہلے مدرسہ بروسا وغیرہ کے مدرس ہوے پھر ولایت اناطولی مین عسکر منصوریہ کے قاضی بنے لبعد ازان ولایت روم ایلی کے عسکر کی قضا پر متبدل ہوے ہدایہ اور سید کی شرح مفتاح وغیرہ پر تعلیقات لکھین الا اول شرح وقایہ پر حواشی لکھے اور سنہ ۹۵۴ھ مین فوت ہوگئے۔ عالی مراتب تاریخ وفات ہے۔

سید رفیع الدین صفوی فقیہ محدث جامع علوم عقلیہ و نقلیہ۔ عارف فنون رسمیہ و متعارفہ صاحب جود و سخا بڑے خلیق و لطیف تھے آپکے آباے کرام تمام علما و صلحا و اتقیا تھے آپ نے معقولات کو مولانا جلال الدین دوانی سے حاصل کیا اور مولانا موصوف شیراز مین آپ کے مکان پر بسبب رعایت حقوق بزرگی آپ کے آبا و اجداد کے تشریف لاکر آپ کو درس دیتے تھے اور حدیث کو شیخ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی مصری سے جو بڑے محقق اور قدوۂ متاخرین اہل حدیث تھے حاصل کیا۔ کہتے ہین کہ شیخ سخاوی نے پہلے ہی اس بات سے کہ آپ اُنکے صحبت مین فائز المرام ہون کچھ اوپر پچاس کتابون کی سند اجازت لکھکر آپکے پاس بھیجدی تھی جسکے بعد آپ شیخ موصوف کی خدمت مین پہونچے اور بالمشافہ حدیث کو اُنسے سنا اور مدت تک تلمذ کیا۔ آپ کا اصل وطن شیراز تھا جہان آپ پیدا ہوے اور نشو و نما پایا بعد ازان بعض آباے کرام آپ کے حرمین شریفین کو ہجرت کر گئے اور آپ ہندوستان مین آکر سلطان سکندر کے عہد مین گجرات سے ولایت دہلی مین تشریف لائے اور سلطان کی اجازت سے آگرہ مین اقامت اختیار کی سلطان موصوف کو آپ کے حق مین نہایت اعتقاد تھا۔ وفات آپ کی سنہ ۹۵۴ھ ہجری مین ہوئی اور اپنے مکان مین دفن کیے گئے۔ مالک خزانہ تاریخ وفات ہی۔ صفوی کی نسبت شیخ صفی الدین عبدالرحمن کی طرف منسوب ہی جو آپکے اجداد مین سے مولانا جلال الدین دوانی کے مشائخ حدیث مین سے تھے اور اُنکے سلسلہ کو سادات صفویہ کہتے ہین۔

عبدالرحمن بن یوسف بن حسین رومی برادر حامد چلپی۔ سنہ [illegible]ھ مین پیدا ہوے۔ اپنے وقت کے عالم محقق فاضل مدقق تھے۔ علم پہلے محمد سامسونی پھر علی بن یوسف فناری سے حاصل کیا اور ولایت اناطولی مین مدرس ہوے پھر بروسا کو تبدیل ہوے اور سنہ ۹۵۴ھ مین وفات پائی۔ علامۂ زخار تاریخ وفات ہی۔

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی۔ اپنے وقت کے امام عالم محدث فاضل فقیہ محقق علامہ مدقق اور حلب کے رہنے والے تھے پہلے اپنے شہر کے علما و فضلا سے پڑھا پھر مصر و روم مین گئے اور وہان کے مشائخ سے استفادہ کیا پھر قسطنطنیہ مین سکونت اختیار کی

اور جامع سلطان محمد خان کے خطیب مقرر ہوے۔ فقہ مین ایک متن وجیز مسمی بہ ملتقی الابحر تصنیف کیا اور منیۃ المصلی پر دو شرحین لکھین ایک غنیۃ المستملی المعروف بہ کبیری اور دوسری اسکی مختصر المعروف بہ صغیری۔ آپ کی کتاب ملتقی الابحر پر ایک شرح مسمی بہ مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر ہے وفات آپ کی ۹۵۶ھ مین ہوئی خواجہ عالم تاریخ وفات ہے۔

مولانا میر رضی الدین

مولانا میر رضی الدین۔ کاشمیر کے علماء مین سے فاضل کامل اور متبحر بے بدل تھے۔ اوائل زمانہ تسلط میرزا حیدر مین قطب پورہ مین مدرس مقرر ہوے جہان بابا داؤد خاکی اور مولانا شمس الدین پال خواجہ نصیر سے بسبب تہمت تشیع کے ناراض ہو کر تعلیم کے لیے آتے تھے۔ میر صاحب اکثر علوم مین تصنیفات رکھتے ہین آپ کی دختر نیک اختر مولانا مفتی فیروز کے عقد مین تھی۔ وفات آپ کی ۹۵۶ھ ہجری مین ہوئی۔

محمد بن علاء الدین علی جمالی

محمد بن علاء الدین علی جمالی محی الدین لقب تھا بڑے عالم فاضل جامع معقول و منقول تھے۔ علوم اپنے نانا حسام زادہ سے پڑھے اور نیز مؤید زادہ سے تلمذ کیا اور آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس ہوے اور ۹۵۷ھ مین وفات پائی۔

عبد القادر قادری چلپی

عبد القادر المشہور بہ قادری چلپی۔ بڑے عالم فاضل صاحب ذکا و فطنت تھے علم حمیدی اور رکن الدین زیرک محمد سے پڑھا اور انہین سے فضیلت و کمالیت کا رتبہ حاصل کیا۔ پہلے آپ کو سلطان سلیمان خان نے معلم مقرر کیا پھر اناطولی مین عسکر کی قضاء کا عہدہ دیا اور ۹۵۵ھ ہجری مین آپ نے وفات پائی۔ فخر عہد تاریخ وفات ہے۔ تعلیقات اور رسائل بھی آپ نے تصنیف کیے تھے مگر وہ بسبب آپ کی سوء مزاجی اور اخیر عمر مین مخبوط العقل ہو جانے کے شائع نہ ہو سکے۔

مولانا میر رضی الدین

مولانا میر رضی الدین۔ کاشمیر کے فضلائے متبحرین سے جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے مرزا حیدر کے تسلط مین مدرسہ محلہ قطب الدین پورہ مین مدرس رہے اکثر علوم مین تالیفات ہین اور اپنی دختر کو مولانا فیروز مفتی کے عقد مین دیا اور ۹۶۲ھ ہجری مین وفات پائی۔

فقیر کشمیر تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد القادر والد سید محمد چلپی نقیب۔ بڑے عالم فاضل۔ نظار فارس میدان بحث تھے جب کسی مجلس مین حاضر ہوتے تو حل مشکلات مین آپ ہی مشار الیہ ہوتے۔ علم حسام چلپی اور محی الدین چلپی اور شمس الدین احمد بن کمال پاشا سے حاصل کیا اور رتبہ فضیلت وکمال کو فائز ہوئے اور آپ سے مولی خیر الدین معلم سلطان سلیمان خان نے پڑھا پھر مولی محی الدین کوی وغیرہم نے جو دس آدمی تھے آپ سے پڑھا اور آپ کو سلطان روم کی ملاقات سے مشرف کیا سلطان نے آپ کو بروسا مین مدرسہ قاسم پاشا کا مدرس کیا پھر قسطنطنیہ مین مدرس ہوئے بعد ازان مصر پھر ادرنہ کے قاضی ہوئے اور قسطنطنیہ مین ۹۵۵ہجری مین وفات پائی۔ فخر محلہ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یحیی چلپی تاذقی۔ علامہ عصر۔ فرید دہر۔ جامع علوم عقلیہ ونقلیہ حاوی مسائل فروعیہ واصولیہ تھے۔ بعد تکمیل کے تنشیر علوم اور تدریس مین مشغول رہے اور کتاب تحول المذہب فی بیان نافی القرآن من الروس المعرب تصنیف فرمائی۔ وفات آپ کی ۹۴۳ہجری مین ہوئی۔ غوث تکوین تاریخ وفات ہے۔

احمد بن مصطفی الشہیر بہ طاشکبری زادہ صاحب شقائق النعمانیہ۔ ماہ ربیع الاول ۹۰۱ہجری مین پیدا ہوئے جب سن تمیز کو پہونچے تو انقرہ مین تشریف لیجا کر قرآن شریف کو پڑھنا شروع کیا اور اسوقت آپ کے باپ نے آپ کی کنیت ابی الخیر اور لقب عصام الدین رکھا پھر بروسا کو گئے جہان بعض کتب صرف ونحو علاء الدین یتیم سے پڑھین پھر جب آپ کے چچا قوام الدین قاسم بن خلیل بروسا کے مدرس ہوکر آئے تو آپ انسے پڑھنے لگے چنانچہ بعض کتب نحو ومنطق کی انسے پڑھین بعد ازان آپ کے باپ قسطنطنیہ سے بروسا مین آئے اور انسے آپ نے باقی علوم پڑھکر فضیلت وکمالیت کا درجہ حاصل کیا اور محمد تونسی سے کچھ پارہ صحیح بخاری کا پڑھا اور انھون نے اپنی تمام مسموعات کی جو شہاب الدین محمد تلمیذ حافظ ابن حجر سے حاصل کی تھین آپ کو اجازت دی۔ ماہ رجب ۹۳۱ مین آپ قسطنطنیہ مین مدرس مقرر ہوئے پھر ۹۳۶ مین اسکوب کے مدرسہ اسحاقیہ اور ۹۴۲ مین

قسطنطنیہ کے مدرسہ قلندرخانہ اور سنہ ۹۴۲ھ مین مدرسہ وزیر مصطفی پاشا اور سنہ ۹۴۵ھ مین مدرسہ ادرنہ - سنہ ۹۴۶ھ مین آٹھ مدارس مین سے ایک مین - سنہ ۹۵۱ھ مین ادرنہ کے مدرسہ بایزیدخان مین مدرس ہوے پھر سنہ ۹۵۲ھ مین بروسا کے قاضی ہوے اور سنہ ۹۵۴ھ مین پھر آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوے - سنہ ۹۵۵ھ مین پھر بروسا کے قاضی بنے اور اِس عرصہ مین تیس سے کچھ زیادہ کتب ورسائل تصنیف کیے جنمین سے اشہر واجل کتاب شقائق النعمانیہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ ہے جسمین آپ نے عہد سلطان عثمان غازی سے جو سنہ ۶۹۹ ہجری مین بادشاہ ہوا تھا عہد سلطان سلیمان خان تک جو سنہ ۹۲۶ھ مین تخت نشین ہوا علما وفضلاے روم اور انکے مشائخ کے حالات طبقہ وار تحریر فرماے اور ایک رسالہ آیت الوضوء مین اور ایک تفسیر آیت ہو الذی خلقکم مین تصنیف کی - وفات آپ کی سنہ ۹۶۸ھ مین ہوئی محل فیض تاریخ وفات ہے -

میر سید عبد الاول بن علاء حسینی - فقیہ محدث - جامع علوم عقلی ونقلی اور فنون ظاہری اور باطنی تھے ابا واجداد آپ کے قصبہ زیدپور علاقہ جونپور کے رہنے والے تھے جو ولایت دکن مین جاکر سکونت پذیر ہوے اور آپ وہین پیدا ہوے اور وہان کے علما وفضلا سے تحصیل علوم کر کے فضیلت وکمالیت کو پہونچے اور علم باطن مین سید محمد گیسو دراز کی بعض اولاد کے جو دکن مین تھے مرید ہوے آخر حال گجرات مین تشریف لائے اور گجرات سے حرمین شریفین کی زیارت کو نہضت فرما ہوے اور حج کر کے پھر احمد آباد مین واپس آئے نہایت معمر وسن تھے اخیر عمر مین غربت اور انکسار آپ کے حال پر ایسا غالب آیا جس سے آپ کو علوم رسمیہ سے بالکل ذہول ہوگیا اور خانخانان محمد بیرم خان شہید کی استدعا سے جو علما وفضلا کا محب اور غربا وفقرا کا مربی تھا دہلی کو تشریف لیگئے جہان کم وبیش دو سال قیام کر کے ملاقات واقع ہونے سے پہلے سنہ ۹۶۸ ہجری مین وفات پائی اور قلعہ دہلی مین غریبون کے گورستان مین مدفون ہوے - شیخ آفاق تاریخ وفات ہے - آپ نے اکثر علوم مین تصنیفات کی چنانچہ فیض الباری شرح صحیح البخاری نہایت تحقیق وتدقیق سے لکھی اور رسالہ فرائض سراجی کو نظم کر کے اسپر شرح لکھی اور ایک رسالہ فارسی مین تحقیق نفس اور اسکے متعلقات مین نہایت محققانہ تصنیف کیا اور ایک مختصر سیر مین

کتاب سفر السعادت سے منتخب کی اور اکثر کتب پر حواشی اور شروح و تعلیقات لکھے اور ہر قسم کے علم کی کتابیں آپ کے پاس موجود تھیں۔

عرب زادہ رومی

مولیٰ محمد بن محمد الشہیر بہ عرب زادہ رومی۔ اپنے زمانہ کے علماء فحول اور اکابر دہر میں سے صاحب تحقیق و تدقیق تھے پہلے شہر بروسا پھر مدرسہ محمود پاشا واقعہ قسطنطنیہ پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے پھر مدرسہ سلیمانیہ میں مدرس مقرر ہوئے اخیر کو قاہرہ کی قضاء آپ کے سپرد ہوئی اور پچاس سال کی عمر میں ۹۶۹ھ میں آپ بحالت طغیانی دریا کشتی میں سوار ہوئے کہ یکایک کشتی ٹوٹ گئی اور آپ شہید ہو گئے "شیخ جہان" تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے شرح وقایہ و ہدایہ اور ہدایہ کی شرح عنایہ اور فتح القدیر۔ اور سید کی شرح مفتاح اور مطول وغیرہ پر حواشی یادگار ہیں۔

یوسف قرہ صوبی

یوسف قرہ صوبی۔ نور الدین لقب تھا عالم فاضل سخی نیکو۔ متورع و متشرع تھے۔ علوم مولیٰ مصطفیٰ خواجہ زادہ اور سنان پاشا وغیرہ سے حاصل کیے اور مدارس بروسا و اسکوب و ادرنہ و قسطنطنیہ کے مدرس مقرر ہوئے اور سلطان سلیم نے آپ کو قضا کا منصب عطا فرمایا۔ فقہ میں ایک کتاب مرقعی نام تصنیف کی جس میں مختار مسائل کو جمع کیا اور بقول مختار ۹۷۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ "زینت شہر" تاریخ وفات ہے۔

مصلح الدین بن جلال

مولیٰ مصلح بن جلال۔ چونکہ آپ کے والد ماجد زمرۂ کبار قضاۃ میں سے تھے اسلیے آپ کو ابتدا سے ہی بڑے بڑے علماء و فضلاء سے صحبت رہی لیکن آپ نے زیادہ تر مولیٰ خیر الدین معلم سلطان سلیمان کی ملازمت اختیار کی اور مدت تک انکی خدمت میں رہکر علوم مختلفہ اور فنون متعددہ حاصل کیے اور فائق بر اقران اور افاضل روزگار ہوئے پہلے ادرنہ میں مدرسہ سراجیہ کے پچیس روپیہ تنخواہ پر مدرس ہوئے پھر قسطنطنیہ میں مدرسہ مراد پاشا میں تیس روپیہ کی تنخواہ پر تشریف لیگئے وہاں سے مدرسہ محمود پاشا میں چالیس روپیہ پر تبدیل ہوئے جہاں آپ کی پچاس روپیہ تک ترقی ہوئی بعد ازاں آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان سلیمان کی طرف سے بعض کتب فارسیہ کے ترکی میں ترجمہ کرنے پر مامور ہوئے جس کو آپ نے تھوڑی ہی

مدت مین نہایت خوبی سے انجام دیا پھر آپ کو سلطان بایزید خان کا مدرسہ تفویض ہوا پھر آپ کو حلب کی قضا ملی مگر کچھ عرصہ کے بعد قضا سے معزول ہو کر تفتیش احوال قاہرہ کے کام پر مامور ہوے جسکو آپ نے ایک سال تک کمال استقامت کے ساتھ انجام دیا پھر دمشق کے قاضی مقرر ہوے اور وہان سے مصر ذات الاہرام کی قضا پر تبدیل ہوے پھر مدرسہ ابی ایوب انصاری آپ کو دیا گیا مگر تھوڑے دنون کے بعد بسبب فقدان بصارت کے سو روپیہ ماہوار ی کے وظیفہ پر پنشن یاب ہو گئے۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی شرح مواقف و حواشی شرح مفتاح جرجانی اور ایک دیوان ترکی زبان مین اور حواشی شرح وقایہ (جن مین ان مسائل کی تشریح کی ہے جنکے حل کی طرف شارحین نے تعرض نہین کیا) یادگار ہین۔ وفات آپ کی اسی سال کی عمر مین ۹۲۲ھ ہجری مین ہوئی۔ فخر چمن تاریخ وفات ہے۔

مولی تاج الدین

مولی تاج الدین ابراہیم بن عبد اللہ حمیدی۔

شہر حمید مین نوین صدی کے ابتدا مین پیدا ہوے اور قسطنطنیہ مین داخل ہو کر وہان وطن اختیار کیا علوم مولی نور الدین وغیرہ سے حاصل کر کے فاضل اجل۔ فقیہ اکمل ہوے پہلے قسطنطنیہ کے مدرسہ ابراہیم پاشا مین مدرس مقرر ہوے پھر مدرسہ قصبہ بلونہ اور مدرسہ قاضی اسود اور مدرسہ سلیمان پاشا واقعہ ازنیق مین مدرس مقرر ہوے اور وہان شرح وقایہ پر حواشی لکھے اور انمین ابن کمال پاشا کے اعتراضون کا خوب جواب لکھا اور جب اس مدرسہ سے علیحدہ ہوے تو ایک رسالہ تصنیف کیا جس مین چند مواضع سے اقوال جمع کر کے سولہ جگہ پر ابن کمال پاشا پر تردید کی اور نیز سید کی شرح مفتاح کا بعض مقامات سے حاشیہ تصنیف کیا اور اسمین بھی ابن کمال پاشا کی تردید کی اور صرف مین شرح مراح تصنیف کی۔ وفات آپ کی ۹۴۷ھ مین ہوئی۔

مفتی ملا فیروز

مفتی ملا فیروز معروف بہ پیچگنائی بن مولی گنائی۔

کاشمیر کے علماء اعلیٰ اور فضلاء متجرین سے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ ابتداء جوانی مین حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لیگئے اور کچھ مدت وہان رہکر ہندوستان کو آئے اور بدایون مین پہونچکر

ہر چند تحصیل علوم میں مشغول ہوئے لیکن کامیابی حاصل نہوئی آخر کو خوش قسمتی سے آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ نے آنسے علم کا سوال کیا اسپر حضرت خضر علیہ السلام آپکے پاس آتے اور مختلف علوم پڑھاتے رہے یہانتک کہ فقہ وحدیث وتفسیر وغیرہ علوم میں عالم فاضل ماہر کامل ہوئے جب آپ کی فضیلت کا چرچا دور و نزدیک پہونچا تو اکبر شاہ نے ہزار منت والتجا آپ کو اپنے پاس بلا کر بڑا اعزاز واکرام کیا اور کاشمیر کو مفتی اعظم بنا کر بھیجدیا جہان آپ نے اجراے احکام شریعت کا کمال دیانت وامانت سے کیا اور تصفیہ باطن کے لیے شیخ میر حمزہ کاشمیری کے مرید ہوئے اور محمد حسین شاہ والی کشمیر میں سنہ ۹۸۳ھ ہجری میں ستر سال کی عمر میں شیعوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ شمع محبوب شہر تاریخ وفات ہے۔ آپ کے فرزندوں میں سے ملا عبدالوہاب بھی بڑے عالم فاضل اور صاحب تالیفات ہوئے ہیں جنہوں نے حاشیہ شرح مواقف اور شمسیہ وغیرہ تحریر کیے

علی بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضیخان متقی جونپوری الاصل برہانپوری المولد سنہ ۸۸۵ھ ہجری میں برہانپور میں پیدا ہوئے پہلے شیخ حسام الدین ملتانی وغیرہ سے مختلف علوم حاصل کیے پھر سنہ ۹۵۲ھ میں مکہ شریف کو تشریف لیگئے اور شیخ ابوالحسن بکری وغیرہ مشائخ وارکان دین سے فقہ وحدیث وغیرہ علوم وفنون کی تکمیل کر کے جامع کمالات ظاہری وباطنی ہوئے اور مکہ معظمہ میں ہی اقامت اختیار کر کے نشر علوم ظاہری وباطنی میں بذریعہ تدریس وتصنیف واستکتاب اور تلقین وریاضت وتقوی میں مصروف ہوئے اور بقعہ مبارک کے خواص وعوام میں یہانتک آپ کی کرامات وفضیلت کی شہرۂ آفاق ہوئی کہ شیخ ابن حجر ہیتمی مکی مفتی حرم محترم مولف صواعق محرقہ جو ابتدا میں آپ کے استاذ تھے اخیر کو اپنے آپکو آپکا تلمیذ تصور کرنے لگے اور رسم ارادت بجا لاکر آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اکثر اوقات آپ اپنے ہاتھ سے سیاہی درست کر کے طالب علموں کو دیتے اور لئے ان کتابوں کے جو کمیاب ہوتیں متعدد نسخے لکھوا کر اہل علم کو دیتے تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں ورسائل تصنیف کیے جنکا مجموعہ صغیر وکبیر عربی وفارسی سو کتاب سے متجاوز ہے لیکن سب سے بڑھکر مفید تر

علی متقی

کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ہی جس مین آپ نے شیخ جلال الدین سیوطی کی کتاب جامع صغیر اور جامع کبیر یعنے جمع الجوامع اور زوائد واکمال کو جن مین احادیث کو حروف تہجی پر جمع کیا گیا تھا اور جمیع احادیث قولی وفعلی آنحضرت صلعم کے احاطہ کا دعوی کیا گیا ہی تبویب فرمائی اور ابواب فقہیہ پر انکو ترتیب دیا پھر انکو منتخب کیا اور اکثر تکرارات کو حذف کرکے ایک مہذب ومنقح کتاب چار جلد مین تیار کی جسکی نسبت ابو الحسن بکری مکی نے فرمایا ہی للسیوطی منۃ علی العالمین وللمتقی منۃ علیہ یہان سے غور کرنا چاہیے کہ آپ کی اسعائے نظر فہم معانی اور ترتیب الفاظ احادیث مین کسقدر تھی آپکا اشتغال تتبع سنن واحادیث نبوی مین یہانتک تھا کہ اخیر وقت مین بھی جب حسب مقتضائے بشریت کے امکان حرکت اور طاقت ہلنے کی نرکھتے تھے حکم کیا تھا کہ تادم اخیر مقابلہ کتب احادیث کا ہمارے آگے سے نہ اٹھاؤ لوگون نے عرض کیا کہ ہمکو کس طرح معلوم ہو کہ اب آپکا دم اخیر ہی آپ نے فرمایا جب تک ہماری انگشت شہادت کو موافق حرکت ذکر کے متحرک دیکھو تو یہی جانو کہ ابھی روح قالب مین ہی اور جب وہ حرکت سے باز رہ جاے تو جان لو کہ روح قبض ہو گئی چنانچہ ایساہی انھون نے کیا اور آپ نے دوم جمادی الاول ۹۷۵ھ ہجری کو سحر کے وقت وفات پائی۔ آپ کی تاریخ ولادت سحر خیز اور تاریخ وفات شیخ مکہ ہی شیخ عبد الوہاب متقی نے آپ کی تعریف وسوانح عمری مین ایک کتاب اتحاف التقی فی فضل شیخ علی المتقی تصنیف کی ہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے کتاب زاد المتقین مین آپ کا ذکر ایسی شرح وبسط سے کیا ہی کہ اس سے زیادہ متصور نہین۔

سید عبد الربانی (?)

سید عبد القادر ربانی بن سید محمد غوث گیلانی حلبی اوچی جامع علوم منقول ومعقول حاوی فروع واصول صاحب عمل وتوکل۔ دنیا وما فیہا سے بے نیاز اور قصبہ اوچ مین سکونت رکھتے تھے آپ کے وسیلے سے بیشمار خلقت صوری ومعنوی کمالات کو پہونچی۔ وفات آپ کی بعہد اکبر بادشاہ ۹۴۰ھ ہجری مین ہوئی۔ مزار آپ کا اوچ مین زیارتگاہ ہی۔ فخر زمان تاریخ وفات ہی۔

محمد افندی برکلی (?)

محمد افندی برکلی رومی۔ عالم فاضل جامع علوم نقلیہ وفنون عقلیہ تھے علم

محی الدین اخی زادہ سے پڑھا اور سلطان سلیمان خان کے عہد مین مولی عبدالرحمن قاضی عسکر کی ملازمت کی یہانتک کہ فائق اقران ہوئے اور ایک خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا آپ کے اور معلم سلطان سلیم خان کے باہم بڑی محبت تھی اسلیے اسنے قصبہ برکل مین آپکے لیے مدرسہ بنوایا۔ آپ کی تصنیفات سے مختصر کافیہ بیضاوی کی شرح اور کتاب طریقۂ محمدیہ اور حواشی شرح وقایہ اور کتاب الفرائض یادگار ہین وفات آپ کی ۹۸۱ھ مین ہوئی۔ کان فضل تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن مصطفی بن عماد اسکلیبی المعروف بابی السعود۔ قصبہ اسکلیب مین جو روم کے ملک مین واقع ہے اونیسوین ماہ صفر ۸۹۶ھ ہجری مین پیدا ہوئے آپ کے باپ نے جو بڑے عالم فاضل تھے بعد مبانی علوم کے آپ کو فقہ و ادب کی تعلیم دی اور سکاکی کی مفتاح کو حفظ کرایا اور نیز فنون ادبیہ اور علوم نقلیہ و عقلیہ مؤید زادہ تلمیذ جلال الدین دوانی اور ایک جماعت علمائے عصر سے حاصل کیے یہانتک کہ شیخ کبیر اور عالم نحریر عرب و عجم مین بینظیر ہوئے اور ریاست مذہب و فتیا و تدریس کی آپ پر ختم ہوئی چونکہ اصول و فروع مین قوت کاملہ اور قدرت شاملہ اور فضیلت تامہ رکھتے تھے اسلیے اکثر بعض مسائل مین اجتہاد کرکے انکو نکالتے اور بعض دلائل سے انکو ترجیح دیتے تھے علم ادب مین یہ حال تھا کہ شیخ و مفتی قطب الدین کہتے ہین کہ مین نے رحلت اولی مین ۹۴۳ھ ہجری کو جبکہ آپ استنبول کے قاضی تھے آپ سے ملاقات کی اور آپ کو نہایت فصیح و بلیغ اور فن ادب مین رجیح پایا اور مین نے آپ کی اس مہارت سے جو ولایت عرب مین سیر کر حاصل نہین کی تھی تعجب کیا اور کہا کہ یہ مزد بخشش خدا کے ہے پہلے سلطان سلیمان خان نے آپکو مدارس بروسا و قسطنطنیہ وغیرہ دیے بعد ازان بروسا پھر قسطنطنیہ کی قضا آپکے سپرد ہوئی پھر ۹۴۴ھ ہجری مین روم ایلی مین عسکر منصور کی قضا آپکو تفویض کی گئی اور سلطان کو امر و نہی کے خطاب کرنیکا آپ کو درجہ حاصل ہوا پھر ۹۵۲ھ ہجری مین قسطنطنیہ مین افتاء کا منصب حاصل کیا پھر تیس سال تک قائم رہے اور یہ ہین ایک تفسیر مسمی بہ ارشاد العقل السلیم الی مزایا

الکتاب الکریم تصنیف کی اور اُسکو سید محمد نقیب بن سید محمد بن عبدالقادر اپنے داماد
اور شاگرد کے ہاتھ سلطان کے پاس بھیجا جسکو سلطان نے بڑی خوشی سے قبول کرکے
اُنکے وظیفہ مین اضافہ کیا اور بعد وفات سلیمان خان کے اُسکے بیٹے سلیم خان نے بھی بڑی
تعظیم وتکریم قائم رکھی اور آپ نے مدت العمر عزت وتوقیر کے ساتھ زندہ رہکر ۹۸۲ یا ۹۸۳ھ
مین وفات پائی - عمدۃ المفسرین تاریخ وفات ہی - تفسیر آپ کی تمام لطائف ونکات
اور فوائد واشارات پر شامل ہی نہ اسقدر طویل ہی کہ جس سے ملالت حاصل ہو اور نہ
اسقدر قصیر ہی کہ مطلب فوت ہو - صاحب کشف الظنون نے لکھا ہی کہ یہی تفسیر ہی جو
کشاف کے بعد تصنیف ہوئی ہی اور جس اعتبار اور اشتہار کے رتبہ کو پہونچی ہی
بیضاوی اُسکو نہین پہونچی اور یہانتک اُسکے حسن سبک اور لطف تعبیر سے اُسکے
نسخے اقطار واکناف عالم مین منتشر ہوے اور فحول علما وکبار فضلا نے اُسکو قبول کیا
کہ اُسکے مصنف کو خطیب المفسرین کا خطاب دیا گیا اور منشی محمد مورخ ترکی نے اُسکی
تاریخ تاج تفسیر کلام معجز اور تاریخ بتبییض اُسکی لفظ تفسیر اکبر سے نکالی ہی -

مولانا کلان

مولانا کلان اولاد خواجہ کوہی - محدث اجل - فقیہ فاضل علوم کے بحر زخار
تھے - حدیث اور علوم درسیہ کو زبدۃ المحققین میرک شاہ تلمیذ سید جمال الدین محدث
صاحب روضۃ الاحباب سے حاصل کیا اور بہت سے مشائخ کی صحبت کی اور حج کرکے
ہندوستان مین تشریف لاے اور جہانگیر شاہ کے اوستاد ہوے - ہندوستان کے
ایک بڑے گروہ نے آپ سے حدیث کو پڑھا - ملا علی قاری نے بھی آپ سے مشکوٰۃ شریف
پڑھی جیسا کہ اُنھون نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مین اس بات کی تصریح کی ہی -
وفات آپ کی ۱۰۱۲ھ ہجری مین ہوئی اور آگرہ مین دفن کیے گئے - فخر زمانہ تاریخ وفات ہی -

محمد طاہر پٹنی

محمد بن طاہر پٹنی - خادم حدیث نبوی - ناصر سنن مصطفوی - جامع منقول
ومعقول - حاوی فروع واصول تھے - ۹۱۳ھ ہجری مین شہر نہروالہ مین پیدا ہوے
پہلے اپنے ملک کے علما وفضلا مولانا شیخ ناگوری اور شیخ برہان الدین سمہودی
اور مولانا یداللہ سوہی اور ملا متقہ وغیرہ سے علوم وفنون کی تحصیل وتکمیل کی

عالم ماہر۔ فاضل متبحر تھے۔ علم محمد بن عبد الوہاب تلمیذ ابن کمال پاشا شاگرد مصلح الدین
قسطلانی سے حاصل کیا اور نیز سید محمد بن عبد القادر تلمیذ نور الدین قرہ صوفی شاگرد
سنان پاشا سے پڑھا۔ مدت تک تالیف و تصنیف و درس و تدریس سے علم کو نشر کیا ایک
کتاب مسمی بہ کتائب اعلام الاخیار المشہور بہ طبقات کفوی نہایت عمدہ تصنیف کی
جسمین مشاہیر حنفیہ کے حالات امام اعظم سے لیکر اپنے زمانہ تک مع انکے سلسلۂ تلمذ
و وفات و ولادت و تصنیفات و آثار و حکایات کے لکھے اور ہر ایک کے ترجمہ مین
انکی تصنیفات و تالیفات سے فوائد درج کیے اور کئی ایک کتائب مین اُسکو مرتب
کرکے ہر ایک کتیبہ کو تراجم جماعت غفیرہ سے پُر کرکے اُسکو اس جماعت صلحاء و اولیاء
کے ذکر سے ختم کیا جنکے ذکر کے وقت خدا کی رحمت نازل ہوتی اور نحوست دور ہوتی ہے
وفات آپکی سنہ ۹۹۰ھ ہجری مین ہوئی۔ شیخ بے نیاز تاریخ وفات ہے۔

مولانا عبد اللہ سندھی۔ شیخ علی متقی کے اصحاب مین سے تھے اور گو شیخ
ابن حجر مکی سے شاگردی کی نسبت رکھتے تھے لیکن شیخ ابن حجر نے آپ سے علم مولانا عبد اللہ سندھی
عربی مین استفادہ کیا اور اکثر وقت کہتے تھے کہ ہمارے لیے اس کلام کو عربی کرو شیخ نے
آپ کی اجازت کے ورقہ مین یہ لکھا کہ فائدہ دیا انھون نے مجھکو زیادہ اُس سے جو فائدہ
پکڑا۔ آپ بڑے دانشمند تھے اور کسی سے کچھ طمع اور کام نہ رکھتے تھے محض خدا کے
لیے درس دیتے اور فائدہ پہونچاتے اور تصحیح کتب کی کرتے تھے آپ نے ایک نسخہ
مشکوٰۃ کا اپنے ہاتھ سے نہایت عمدہ صحیح کیا تھا اور اُسکو محشی کرکے ورق ورق
کر دیا تھا بہت لوگ ایک مجلس مین اُس سے استفادہ اور انتساخ کرتے تھے حواشی
مین آپنے مذہب حنفیت کا اثبات کرکے اُسکے دلائل درج کیے تھے آپ کا قول تھا
کہ مین نے مشکوٰۃ کو حنفی بنا دیا ہے اور کہتے ہین کہ تمام عمر مین جو مین نے کام کیا ہے
تصحیح مشکوٰۃ کی ہے اور امید رکھتا ہون کہ خدا تعالے اسکی برکت سے مجھے بخش دے
وفات آپ کی سنہ ۹۸۴ھ ہجری مین ہوئی اور تاریخ وفات آپ کی چشمۂ رحمت ہے

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔ عالم ماہر۔ فاضل متبحر۔ زاہد۔ عارف فقیہ شیخ وجیہ الدین علوی

محدث جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے ۹۱۱ھ ہجری مین قصبہ چانپانیر واقع صوبہ گجرات مین پیدا ہوے اور وہان ہی نشوونما پاکر طلب علم مین نکلے اور ملا عماد طارمی سے علوم حاصل کیے اور شیخ قاضن سے خرقہ پہنا۔ تمام عمر تدریس علوم اور تصنیف کتب مین مصروف رہے اور اکثر کتب کے شروح و حواشی تصنیف فرماے چنانچہ شرح نخبۃ الفکر اصول حدیث مین۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ عضدی۔ حاشیہ تلویح۔ حاشیہ بزدوی۔ حاشیہ ہدایہ۔ حاشیہ شرح وقایہ۔ حاشیہ مطول۔ حاشیہ مختصر۔ حاشیہ شرح تجرید۔ حاشیہ اصفہانی۔ حاشیہ شرح عقائد تفتازانی۔ حاشیہ قدیمہ محقق دوانی۔ حاشیہ مواقف۔ حاشیہ شرح حکمۃ العین۔ حاشیہ شرح مقاصد۔ حاشیہ شرح چغمینی۔ حاشیہ شرح جامی۔ شرح ارشاد فی النحو وغیرہ ذالک۔ آپ کی تصنیفات سے ہین۔ آپ کا بادشاہ اور علماء و فضلا کے نزدیک یہانتک اعتبار تھا کہ جب سید محمد غوث صاحب جواہر الخمسہ بسبب ایذا شیر شاہ بادشاہ کے گوالیار سے گجرات مین پہونچے تو وہان کے علماء انکے رسالہ معراج نامہ کے مضامین پر معترض ہوکر منازعت مین آ اٹھے اور سید موصوف کے قتل مین ایک محضر نامہ لکھکر تمام علماء نے مہرین ثبت کردین یہانتک کہ حضرت شیخ علی متقی نے بھی جو صاحب علوم ظاہری و باطنی تھے محضر نامہ مذکور پر اپنی مہر ثبت کرکے بادشاہ کے پاس بھیج دی بادشاہ نے تامل کرکے فرمایا کہ جب تک شیخ وجیہ الدین کی اسپر مہر ثبت نہوگی قتل کا حکم نہ دیا جاویگا پس محضر مذکور آپ کے پاس بھیجا گیا اور آپ بغرض دریافت حال کے سید صاحب موصوف کی خدمت مین تشریف لیگئے اور پہلی ہی ملاقات مین فریفتہ حال و قال سید صاحب ہوکر استفتا کو پارہ پارہ کردیا اور علما کو جواب مین فرمایا کہ تمہارا فہم کلمات و معانی سید صاحب کو نہین پہونچ سکا اور جو تمنے حکم کیا ہی ظاہر شریعت مین ایسا ہی ہی لیکن یہ معاملہ باطنی ہی اور معراج سید صاحب کا عالم واقع مین وقوع مین آیا ہی اور حالات واقع کو عالم ظاہر کے ساتھ کچھ اعتبار نہین۔ وفات آپ کی ۹۹۸ھ ہجری مین ہوئی۔ اور قبر آپ کی احمد آباد مین زیارتگاہ عام ہی تاریخ وفات آپ کی

لعمہ جنات الفردوس تر تھے سے نکلتی ہی

یحیی بن بخشی رومی - عالم فاضل - فقیہ متبحر تھے بہت لوگون نے آپ سے فیض پایا
اور شرعۃ الاسلام کی شرح تصنیف فرمائی - اور اوائل دسوین صدی مین فوت ہوئے
یحیی بن بخشی رومی

محمود بن شیخ محمد - بڑے کریم النفس عالم فاضل محب العلم والعلماء تھے پہلے شہر
بروسا کے قاضی مقرر ہوئے پھر سنہ ۹۱۱ ہجری مین آپ کو سلطان بایزید خان نے
اناطولی مین قضاء عسکر کی عطا کی - آپ نے ترکی زبان مین ایک کتاب محمودیہ نام نظم
مین تصنیف کی -
محمود بن شیخ محمد

عبد العلی بن محمد بن حسین برجندی - جامع اصناف علوم محسوس و منقول
حاوی انواع مسائل فروع و اصول - فقیہ محدث - صاحب زہد و تقوی تھے خصوصًا
علم نجوم و حکمیات و ریاضی مین آپ کو ید طولی حاصل تھا - علم حدیث کا خواجہ مولانا
اصفہانی اور فنون حکمیہ مولانا منصور ولد مولانا معین الدین کاشی سے حاصل کیے
باقی علوم متداولہ مولانا کمال الدین شیخ حسین قنوی سے اخذ کیے اور مولانا
سیف الدین احمد تفتازانی اور مولانا کمال الدین مسعود شروانی سے بھی استفادہ کیا
اور ہمیشہ اوصاف تواضع و پرہیزگاری و حلم اور دینداری سے متصف رہکر نشر علوم
اور تالیف و تصنیف مین مصروف رہے سنہ ۹۲۱ ہجری مین کتاب مجسطی کی شرح لکھی -
فقہ مین مختصر وقایہ کی شرح نقایہ اور مناظرہ مین رسالہ عضدیہ کی شرح اور
فن اصطرلاب مین رسالہ طوسی کی شرح تصنیف کی اور شرح ملخص چغمینی تالیف قاضی زادہ
موسی رومی پر حواشی اور رسالہ تذکرہ اور رسالہ تحریر اور رسالہ شمسیہ پر
شروح لکھے اور ایک رسالہ ابعاد و اجرام مین نظم مین تصنیف کیا -
برجندی

مولانا شمس الدین محمد خفری - فارس کے اعاظم و اتقیاء مین سے جامع معقول
و منقول تھے مدت تک شہر کاشان مین مقیم ہو کر درس و تدریس اور افادۂ علوم
مین مصروف رہے سنہ ۹۳۰ ہجری مین دو رسالے ایک تفسیر سورۂ فاتحہ کتاب اور دوسرا
جمل حدیث صحیح مین تصنیف کر کے دار السلطنت ہرات مین سلطان میرزا حسین کے پاس
مولانا شمس الدین محمد خفری

بھیجے جسنے منظور فرماکر آپ کو صلہ و انعام سے مالا مال کیا۔

شیخ اسمٰعیل حقی افندی

شیخ اسمٰعیل حقی افندی۔ عارف کامل فاضل۔ مفسر مستند۔ سراج العلماء زبدۃ الفضلاء تھے۔ آپنے شیخ عثمان نزیل قسطنطنیہ کے اشارہ سے چھ جلد مین تفسیر روح البیان تصنیف فرمائی جس مین امام اعظم کے مذہب کی تائید اور اعانت کی اور احنفین کے مذہب کے موافق آیات قرآنی کی تفسیر فرمائی ہے۔

صلاح الدین موسیٰ

صلاح الدین موسیٰ بن حمید الدین بن افضل الدین۔ آپ بھی اپنے باپ کی طرح بڑے عالم فاضل عابد زاہد تھے اور ہر وقت علم و عبادت و تدریس و نشر علوم مین مصروف رہے اور آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس ہوئے۔

مولانا حسامی واعظ

مولانا حسامی واعظ چونکہ مولانا محمد حسام الدین قہستانی کے اقرباء و تلامذہ مین سے تھے اسلیے اسی مناسبت سے حسامی کے نام سے مشہور ہوئے بڑے فصیح و بلیغ و طلیق اللسان اور کثرت قوت حافظہ مین مشہور و معروف تھے چنانچہ بڑی بڑی حکایات کو بعینہ عبارت مصنفین مین منبر پر پڑھ دیتے تھے اور ہر جمعہ کو جامع مسجد دار السلطنت ہرات مین وعظ کرتے تھے اور چار شنبہ کے روز مزار خواجہ ابو الولید احمد قدس سرہ مین لوگون کو وعظ و نصائح سے محظوظ و مسرور فرماتے تھے اور مولف حبیب السیر متوفی ۹۴۲ھ ہجری کے ہمعصرون مین سے تھے

محمد بن عبد الاول

محمد بن عبد الاول تبریزی الشہیر بمولی امیر کیو۔ بڑے عالم فاضل۔ عارف علوم عقلیہ و نقلیہ اور جامع فنون اصولیہ و فرعیہ تھے اور صنعت انشاء مین آپکو مہارت تامہ حاصل تھی۔ باپ آپ کا تبریز کا قاضی تھا آپ نے صغر سنی مین مولی جلال الدین دوانی کو دیکھا اور اپنے باپ کی حیات مین روم کے ملک مین آئے چونکہ آپ کے باپ اور عبد الرحمٰن بن موید مین بڑی دوستی تھی اسلیے اسنے آپ کو سلطان بایزید خان کے حضور مین حاضر کیا اسنے آپ کو مدرسہ وزیر مصطفیٰ پاشا کا مدرس مقرر کیا پھر آپ مدارس بروسا و مغنیسا کے مدرس ہوئے بعد ازاں دمشق اور حلب اور قسطنطنیہ کی قضاء آپ کے سپرد ہوئی اور آپ کے اور سید محمد بن عبد القادر کے درمیان بڑے مناظرے و مباحثے ہوتے رہے۔

مولانا خواجہ شمس الدین پال کاشمیری

مولانا خواجہ شمس الدین پال کاشمیری ۔ اعلم علماے دہر اور مرجع فضلاے عصر تھے ۔ مرزا حیدر کے زمانہ مین بسبب حق گوئی کے علماء کے درمیان ممتاز تھے اکثر علماء سے بحث و مناظرہ مین غلبہ حاصل کیا اور بدلالت خواجہ داؤد طوسی کے جو آپکے شاگردون مین سے تھے حضرت مخدوم کی خدمت مین پہونچے اور آنسے طریقت کو حاصل کیا بعد شہادت میرزا حیدر کے حرمین شریفین کو تشریف لیگئے اور وہین وفات پائی ۔

حدیقۂ یازدہم

گیارھوین صدی کے فقہاء و علما کے حالات مین

شیخ عبدالوہاب متقی

شیخ عبدالوہاب متقی بن شیخ ولی اللہ مندوی ۔ شہر مندو مین پیدا ہوئے پھر آپکے والد ماجد جو اکابر داعیان ولایت مندو سے تھے بسبب حوادثات زمانہ ہندوستان مین آکر برہانپور مین سکونت پذیر ہوے اور تھوڑے دنون کے بعد آپ کو صغیر السن چھوڑکر فوت ہوگئے آپ کو صغر سنی مین ہی علم اور تصوف کا ذوق غالب ہوا اسلیے ملک گجرات اور دکھن و سیلان اور سراندیب مین سیر کرکے تحصیل علم مین مشغول ہوے اور اکثر علما و صلحا و مشائخ کی صحبت سے فیضیاب ہوکر بیس سال کی عمر مین ماہ جمادی الاولی سنہ ۹۶۳ ہجری کو مکہ معظمہ مین پہونچے اور بعد اداے حج کے شیخ علی متقی کی خدمت مین حاضر ہوے اور بارہ سال تک آنکی صحبت مین رہکر فقہ و حدیث و علوم شرعیہ وغیرہ مین فاضل اجل اور قاموس اللغۃ اور معارف فقر و تصوف مین عارف کامل اور اولیاے اکمل ہوے اور بعد وفات شیخ علی متقی کے آنکے خلیفہ و جانشین ہوکر ۲۶ سال تک مکہ معظمہ مین نشر علوم ظاہری و باطنی مین مصروف رہے اور ان چالیس سال مین کوئی حج آپ سے فوت نہین ہوا اگرچہ بعد وفات پیر روشن ضمیر کے آپ واسطے اداے حقوق ذوی الارحام کے گجرات مین تشریف لاے مگر اسی سال مکہ معظمہ مین مراجعت فرماکر اس سال کا حج ادا کرلیا اگرچہ آپ ہر ایک علوم شرعیہ و نقلیہ کو پڑھاتے تھے لیکن تفسیر و حدیث و تصوف کی

بصحبت شاہ [illegible] رہتے تھے اور جو شخص آپ سے ملنے کا ہوتا آپ کی
آپ ہی کی زبان [illegible] تحریر کرتے ہیں شیخ عبد الحق محدث دہلوی
[illegible] ہے کہ [illegible] حدیث پڑھا اور صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث کی
[illegible] آپ [illegible] اور خرقۂ خلافت حاصل کیا اور کتاب
[illegible] زاد المتقین اور اخبار الاخیار میں لکھا چنانچہ زاد المتقین میں
[illegible] لکھا ہے کہ [illegible] مجلس میں امام شافعی کے مذہب میں
[illegible] مذہب [illegible] حدیث کے مطابق معلوم ہوتا ہے عرض کیا
[illegible] دل میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص شافعی المذہب
ہو جائے تو [illegible] فرمایا کہ یہ بات اس طرح پر نہیں ہے کیونکہ حنفی کتب [illegible]
[illegible] ہندوستان میں مشہور ہیں اکثر احکام کا اثبات قیاس اور دلائل
عقلیہ سے کیا گیا ہے لیکن اس جگہ ایسی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں کہ ہر ایک قول حنفی پر
حدیث صحیح [illegible] وارد کرکے اسکا اثبات کیا گیا ہے بلکہ بعض علماے حنفیہ نے اس بات کا التزام
کیا ہے کہ ہر ایک مطلب پر آیت اور حدیث کو لاتے ہیں یہانتک کہ اس بات کے کہنے کا
موقع نہیں پاتا ہے کہ شافعی ہی اصحاب رائے میں سے ہیں نہ حنفی چنانچہ اس دعوے کی
تصدیق ابن ہمام کی شرح ہدایہ اور شمنی شرح مختصر وقایہ اور مواہب الرحمن اور
اسکی شرح سے جو بعض علماے مصر نے تصنیف کی ہیں مطالعہ کرنے سے بخوبی ظاہر
ہوتی ہے اور فرمایا کہ تمکو یہ شبہہ ظاہرا مشکوٰۃ کی مطالعہ سے پیدا ہوا ہوگا اکثر احادیث
اسکی شافعی مذہب کے موافق ہیں کہ اسکے مولف نے اسکی احادیث کو موافق اپنی
جستجو و تفحص کے جمع کیا ہے لیکن حنفی مذہب کے اثبات میں اور احادیث راجح تر
جو کتابوں میں مذکور ہیں موجود ہیں پھر فرمایا کہ اعتقاد صدق و حقانیت مذہب حنفی
کا بہت بڑا ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ کو ایسے یار و اصحاب مہیا ہوئے ہیں جو کمال علم و فتاوے
و حدیث و زہد و دیانت و تقدم و قرب زمانہ سلف میں متصف تھے اور فرمایا کہ ان رسالوں
میں جو امام اعظم کے مناقب میں تالیف ہوئے ہیں نظر کرنی چاہیے تاکہ حقیقت حال

منکشف ہو پھر فرمایا کہ چونکہ امام ابوحنیفہ نہایت اعلم تھے اسلیے حاسد بہت رکھتے تھے
جو آن پر طعن کرتے تھے پس بقول مشہور ہر کہ فاضل تر محسود تر بیس یہ علامت
امام ابوحنیفہ کی بزرگی کی ہے۔ وفات آپ کی سنہ ہجری مین ہوئی۔ تاریخ وفات
آپ کی شیخ کامل ہے۔

شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری اکبرآبادی والد شیخ ابو الفیض فیضی۔ شیخ مبارک
ہند کے علماء فحول مین سے فقیہ فاضل مفسر کامل جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے
اپنی تمام عمر افادہ و افاضہ اور تنشیر علوم مین صرف کی۔ اخیر عمر مین باوجودیکہ
آپ کی بینائی کم ہوگئی تھی مگر محض قوت حافظہ سے تفسیر منبع عیون المعانی چار
مجلد کلان مین تصنیف کی اور سنہ ہجری مین وفات پائی اور آگرہ مین دفن
کیے گئے فخر الملک آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن بدر الدین منشی الاقحصاری۔ عالم اجل فاضل اکمل۔ فقیہ مفسر محمد بن بدر الدین منشی
ماہر فنون متعددہ تھے مقام اقحصار مین تفسیر جلالین کی طرح پر تفسیر نزیل التنزیل نام
سلطان مراد بن سلیم خان کے واسطے تصنیف فرمائی جسکے طفیل سے آخر ماہ ربیع الاول
سنہ ۹۸۲ ہجری مین شیخت حرم نبوی سے آپ مفتخر ہوئے اور سنہ ہجری مین
وفات پائی۔ گرامی خلق تاریخ وفات ہے۔

شیخ یعقوب صرفی خلف شیخ حسن گنائی عاصمی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ شیخ یعقوب صرفی
محدث جامع علوم ظاہری و باطنی تھے سنہ ہجری مین پیدا ہوئے صغر سنی مین
آپ سے آثار زیرکی اور تیز فہمی اور بزرگی کے ظاہر تھے سات سال کی عمر مین
قرآن شریف حفظ کیا پھر مولانا محمد آنی سے جو مولانا عبد الرحمن جامی کے شاگرد
رشید تھے علوم متداولہ اور فنون رسمیہ حاصل کرکے مخاطب بخطاب جامی ثانی
ہوئے اور حضرت اخوند ملا بصیر سے بھی استفادۂ علوم کیا بعد ازان آپ واسطے
تصفیۂ باطنی کے سمرقند کو تشریف لیجاکر شیخ حسین خوارزمی کی زیارت سے مشرف
ہوئے اور کچھ عرصہ تک انکی خدمت مین رہکر انکی توجہ کامل سے خرقۂ خلافت حاصل کیے

کاشمیر مین واپس آئے اور تدریس و ہدایت خلق مین مصروف ہوئے پھر کچھ مدت
بعد کاشمیر سے سمرقند کو گئے اور باتفاق اپنے مرشد کے حرمین شریفین کو تشریف لیگئے
اور مشہد مقدس کی زیارت کر کے مکہ معظمہ مین آئے اور شیخ المحدثین ابن حجر مکی وغیرہ سے
حدیث کی سند حاصل کی اور بغداد مین آکر امام ائمہ ابو حنیفہ کوفی کا جبہ مبارک حاصل
کر کے کاشمیر مین آئے چند سال کے بعد پھر حج کو تشریف لیگئے اور بعد ایک سال کے معاودت
فرما کر بہت سی کتب حدیث و تفسیر و فقہ وغیرہ اپنے ہمراہ لائے اور انکو خطہ کاشمیر مین
مروج کیا تصنیفات آپ نے مختلف علوم مین کثرت سے کین جن مین سے تفسیر قرآن
شریف نامکمل - شرح صحیح بخاری - مغازی النبوت - حاشیہ توضیح و تلویح - رسالہ اخبار
کتاب مناسک حج - روائح - وامق و عذرا - رسالہ اذکار - لیلی مجنون - مقامات مرشد
جواہر خمسہ مقابل خمسہ مولانا عبد الرحمن جامی - شرح رباعیات وغیرہ مشہور و معروف
ہین - وفات آپ کی پنجشنبہ کے روز بعد نماز عشا ۱۲ ماہ ذیقعد سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین ہوئی
سال تاریخ نقل ہادی دین + اول و آخر چراغ ببین -

محمد بن عبد اللہ بن احمد خطیب بن محمد خطیب بن ابراہیم خطیب بن خلیل بن تمرتاشی
غزی - اپنے زمانہ کے امام کبیر فقیہ بے نظیر - حسن الطریقہ - قوی الحافظہ - کثیر الاطلاع
وحید العصر - فرید الدہر تھے - علوم اپنے شہر غزہ مین شمس محمد مشرقی غزی مفتی شافعیہ
سے اخذ کیے - سنہ ۹۹۵ ہجری مین قاہرہ کو گئے اور وہان صاحب بحر الرائق شارح کنز الدقائق
زین بن نجیم مصری اور امین الدین بن عبد العال اور علی بن حنائی وغیرہ سے فقہ
حاصل کی اور امام کبیر اور مرجع ارباب فتوی ہوئے - شمس الدین لقب تھا - بہت
عجیب و غریب اور متقن کتابین تصنیف کین جن مین سے کتاب تنویر الابصار فقہ مین ہے
کہ جس مین آپ نے نہایت تحقیق و تدقیق کو کام فرمایا اور وہ بسبب اپنی متانت کے
مشہور آفاق ہوئی اور کتاب معین المفتی اور منظومۃ الفقہیہ المسماۃ بہ تحفۃ الاقران اور
اور اسکی شرح مواہب الرحمن اور فتاوی مشہورہ اور ابن ہمام کی کتاب زاد الفقیہ کی
شرح اور شرح وقایہ اور شرح وہبانیہ اور شرح یقول العبد اور شرح منار اور

شرح مختصر المنار اور شرح [illegible] الایمان اور حاشیہ درر غرر کامل اور رسالہ عشرہ مبشرہ کے بیان میں اور رسالہ عصمت انبیاء میں اور رسالہ دخول حمام میں اور رسالہ استخلاف جواز تک میں اور رسالہ قضا میں [illegible] میں اور رسالہ مزارعت میں اور رسالہ وقوف عرفہ میں اور رسالہ کراہت میں اور رسالہ حرمت قرات خلف امام میں اور رسالہ استخلاف خطبہ میں اور رسالہ احکام دروز و ارفاض میں اور رسالہ مشکلات مسائل اور انکی شرح میں اور رسالہ تصوف اور اسکی شرح میں اور ایک منظومہ تصوف میں اور ایک رسالہ صرف میں اور شرح قطر وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب تنویر الابصار کی خود شرح تصنیف کی اور اسکا نام منح الغفار رکھا اور اس پر ایک جماعت علماء نے مثل علامہ اکمل مفتی شام کے درمختار نام سے اور ملا حسین بن اسکندر رومی نزیل دمشق اور شیخ عبد الرزاق مدرس مدرسہ ناصریہ نے شرحیں لکھیں اور شیخ الاسلام محمد انکوری نے اس پر چند کتابیں نہایت عمدہ اور نافع تصنیف کیں اور مصنف کی شرح پر شیخ الاسلام خیر الدین رملی نے چند حواشی لکھے۔ وفات آپ کی ۱۰۰۴ھ ہجری میں ہوئی۔ "شیخ عزیز" تاریخ وفات ہے۔ تمرتاش بلاد خوارزم میں سے ایک شہر کا نام ہے۔

عمر بن نجیم مصری

شیخ عمر بن ابراہیم بن محمد الشہیر بابن نجیم مصری۔ سراج الدین لقب تھا۔ فقیہ محقق رشیق العبارۃ۔ کامل الاطلاع۔ علوم شرعیہ میں ماہر متبحر۔ مسائل غریبہ میں غواص۔ مقبول عام و خاص اور معزز و معظم عند الحکام تھے۔ علم اپنے بھائی صاحب بحر الرائق سے حاصل کیا۔ کتاب نہر الفائق شرح کنز الدقائق اور اجابۃ السائل فی اختصار انفع الوسائل تصنیف کیں۔ کتاب نہر میں اپنے بھائی کی شرح کنز پر بڑے مناقشے کیے۔ وفات آپ کی ۱۰ ماہ ربیع الاول ۱۰۰۵ھ ہجری میں ہوئی اور اپنے بھائی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ "راسخ قدم" تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن محمد بن محی الدین

ابراہیم بن محمد بن محی الدین بن علاء الدین دمشقی۔ آپ کے والد اصل میں شہر خلیل کے رہنے والے تھے لیکن آپ دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پاکر علم

مشغول ہوے پھر قاضی القضاۃ سید محمد بن معلول کی صحبت اختیار کی اور قسطنطنیہ کو تشریف لیگئے پھر دمشق مین آکر سنان پاشا وزیر کے وسیلہ سے روزانہ ساٹھ سکہ عثمانیہ آپ کا وظیفہ مقرر ہوا اور مدرسہ سلیمیہ صالحیہ دمشق مین درس دیتے رہے اور جامع اموی مین مدت مدید تک عبادت مین مشغول رہے لیکن علماء کے حق مین شدید التعصب دائم المخاصمت تھے آپکے اور قاضی محب الدین کے درمیان بڑے مباحثے رہے اور طرفین سے ایک دوسرے کی تردید مین رسالے تالیف ہوے اور احمد عیثاوی نے بھی آپ کی تردید مین ایک رسالہ لکھا لیکن اسکے تالیف ہونے کے تھوڑی دن بعد آپ دوم شعبان سنہ ۱۰۰۱ہجری مین بروز سہ شنبہ فوت ہوے اور حسب وصیت مقابر صوفیہ مین دفن کیے گئے۔

محمد بن عبدالملک بغدادی۔ عالم ماہر۔ فاضل متبحر۔ حاوی فروع و اصول تھے تفسیر بیضاوی پر سے قول اسفہاء سے لیکر آخر سورۂ بقر تک تعلیق تحریر کی اور دمشق مین سنہ ۱۰۱۶ھ مین وفات پائی۔ فرخندہ بنیاد تاریخ وفات ہے۔

مولانا عبداللہ انصاری سلطانپوری۔ ہند کے اکابر علماء اور اعاظم فقہاء مین سے بڑے عارف و متشرع و متورع اور دافع کفر و بدعت اور محی السنہ و توحید تھے شیر شاہ کے عہد سے اکبر شاہ کے وقت تک مخدوم الملک کے خطاب سے مخاطب رہے جب اکبر بادشاہ نے مذہب الٰہیہ اختراع کرکے لوگون کو اسکی دعوت کی اور شمس پرستی وغیرہ احکام کو جاری کرکے حکم دیا کہ بجاے کلمہ محمدی کے لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ پڑھین تو مولانا نے اسکا مقابلہ کیا اسپر اکبر نے آپ کو کہا کہ آپ میرے ملک سے نکل جائین مولانا ایک مسجد مین معتکف ہوے اکبر نے کہا کہ مسجد بھی میرے ملک کی زمین مین واقع ہے آپ اس جگہ سے بھی نکل جائین پس آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کا راستہ پکڑا اور حج کرکے پھر ہندوستان مین آئے آخر بادشاہ کے حکم سے آنکو طعام مین زہر دیا گیا جس سے سنہ ۱۰۰۶ھ مین شہادت پائی۔ شمع شب افروز تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصانیف سے کشف الغمہ اور منہاج الدین اور عصمۃ الانبیاء وغیرہ معروف و مشہور ہین۔

محمد بن عبدالملک

مولانا عبداللہ انصاری

شیخ ابراہیم بن کسبائی دمشقی - محدث - فقیہ - شیخ القراء تھے - شنبہ کی رات ۱۵ ربیع الثانی [illegible]ھ کو دمشق مین پیدا ہوئے - برہان الدین لقب تھا - شیخ الاسلام بدر غزی سے دسون قرائتین اخذ کین اور علوم پڑھے اور شام مین شیخ القراء احمد بن بدر طیبی وغیرہ سے پڑھا اور مصر مین جاکر نجم غیطی وغیرہ سے اخذ کیا - شعر بھی کہا کرتے تھے آپ کا مکان جامع اموی مین تھا - محدث کبیر محمد بن داؤد مقدسی نزیل دمشق کی طرف سے آپ تدریس مدرسۂ اتابکیہ کے متکفل ہوئے اور عادلیہ کبریٰ مین بھی درس دیا اور مدت تک جامع سیبائی مین خطیب رہے لیکن ادا کرنا خطبہ کا آپ پر مشکل ہوتا تھا اور آسمین بڑی طوالت کرتے تھے آپ خوش طبع بھی بڑے تھے اور کبھی غفلت بھی آپ پر غالب ہوجاتی تھی - دوشنبہ کے روز اخیر ذی قعدہ سنہ [illegible] ہجری کو فوت ہوئے اور مقبرہ باب الصغیر مین مدرسہ صابونیہ کے آگے دفن کیے گئے - قرآن خوان تاریخ وفات ہے -

حسام الدین - جامع علوم متعددہ حاوی فنون مختلفہ صاحب تصانیف تھے مدت تک مدارس ادرنہ وغیرہ مین مدرس رہکر علوم کو نشر کیا اور شرح وقایہ وغیرہ کے حواشی لکھے اور سنہ [illegible] ہجری مین وفات پائی -

مفتی زکریا بن بہرام - اصل مین شہر انقرہ کے رہنے والے تھے جو قسطنطنیہ مین آکر متوطن ہوئے اور وہین عرب زادہ عبد الباقی وغیرہ سے مختلف علوم و فنون حاصل کرکے جامع علوم نقلیہ و عقلیہ ہوئے حلب وغیرہ کی قضاء آپ کو دیگئی - عنایہ اور شرح وقایہ پر حواشی تصنیف کیے اور سنہ [illegible] ہجری مین وفات پائی -

خواجہ محمد باقی نقشبندی دہلوی - اپنے وقت کے امام و مقتدائے زمانہ جامع کمالات ظاہری و باطنی زاہد متقی موصوف باوصاف کریمہ تھے اوائل مین کابل سے سمرقند مین گئے اور بعد تحصیل علوم فقہ و حدیث اور تفسیر وغیرہ کے خواجہ امکنگی خلیفہ خواجہ عبید اللہ احرار کے مرید ہوئے اور بعد تحصیل و تکمیل کمالات باطنی سے خرقۂ خلافت حاصل کرکے دہلی مین آگئے اور تدریس و تلقین خلائق مین معروف ہوکر صاحب نفحات

و توالیف ہوے آپ نہایت کم گو و کم خورد کم خواب تھے اور بعد نماز عشا کے نماز تہجد تک ہر روز دو مرتبہ قرآن شریف کا ختم کرتے تھے اور بعد نماز تہجد کے فجر تک ۱۲ مرتبہ سورۂ یاسین پڑھا کرتے تھے جب فجر ہوتی تو آپ یہ فرماتے کہ یا الٰہی رات کو کیا ہوا کہ اس جلدی سے گذر گئی اور آسنے کچھ توقف نہ کیا۔ ایک دن کا ذکر ہی کہ آپ نے خلف امام نماز مین الحمد پڑھنی شروع کی اسیوقت حضرت امام ابو حنیفہ کی روح پرفتوح آپکے پاس حاضر ہوئی اور فرمایا کہ ای شیخ میرے مذہب مین بڑے بڑے اولیاء اللہ ہین اور سبھنے باتفاق علماے دین امام کے پیچھے نماز مین الحمد کا پڑھنا موقوف رکھا ہی پس آپکو بھی ترک الحمد خلف امام مناسب ہی۔ وفات آپکی چالیس سال کی عمر مین دوشنبہ کے روز ۲۶ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۲ ہجری مین ہوئی اور مزار آپکا دہلی مین زیارتگاہ عام ہی فخر اسلام تاریخ وفات ہی۔

اخی زادہ

عبد الحلیم بن محمد المشہور باخی زادہ۔ دولت عثمانیہ کے علماے کبار مین سے علم و فضل مین یگانہ تھے خدا نے آپکو ذہن عالیہ اور ادراک سمیعہ عطا فرمایا تھا تصنیفات بھی بہت کین جن مین سے شرح ہدایہ اور تعلیقات شرح مفتاح اور درر و غرر اور اشباہ والنظائر وغیرہ مشہور و معروف ہین وفات آپکی سنہ ۱۰۱۳ مین ہوئی۔ فخر مجلس تاریخ وفات ہی۔

ملا علی قاری

علی بن سلطان محمد ہروی نزیل مکہ المعروف بقاری۔ نور الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے وحید العصر۔ فرید الدہر۔ محقق۔ مدقق۔ منصف مزاج۔ محدث۔ فقیہ۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور متضلع سنت نبویہ جماہیر اعلام اور مشاہیر اولی الحفظ والافہام مین سے تھے خصوصًا آپکو تحقیق فقہ و حدیث اور دریافت علوم کلام و معقول مین ید طولیٰ حاصل تھا اور تحریر عبارت عربی مین ایسی طرز خاص رکھتے تھے کہ کئی ایک جزو ایک وضع پر مسجع و مقفیٰ لکھ جاتے تھے۔ ہرات مین پیدا ہوے اور مکہ معظمہ مین آکر خاتمۃ المحققین احمد بن حجر ہیتمی مکی اور ابی الحسن بکری اور عبد اللہ سندی اور قطب الدین مکی سے علم پڑھا اور مشہور زمانہ ہو کر سنہ ہزار کے سرے پر درجۂ مجددیت کو پہونچے

آپ کے اعتراض امام مالک پر مسئلہ ارسال میں اور امام شافعی اور انکے اصحاب پر بعض
مسائل میں نہ عصبیت اور ہوا کی راہ سے ہیں بلکہ بسبب وضوح اُن ادلہ کے ہیں جو انکے
برخلاف ہیں اور اس قسم کا اختلاف تمام قسم کے علماء متقدمین و متاخرین میں موجود ہے
کچھ آپ پر ہی منحصر نہیں ۔ تصنیفات آپ کی حسب ذیل ہیں ۔ تفسیر قرآن شریف ۔ مرقاۃ
شرح مشکوۃ ۔ نور القاری شرح صحیح بخاری ۔ شرح صحیح مسلم ۔ حاشیہ تفسیر جلالین
مسمی بہ جمالین جسکی تصنیف سے اواخر ماہ ذی الحجہ ۱۰۰۷ھ میں فراغت پائی ۔ شرح
شفا قاضی عیاض ۔ جمع الوسائل شرح شمائل ترمذی ۔ شرح جامع الصغیر فی حدیث
البشیر النذیر للسیوطی ۔ حرز الثمین شرح حصن حصین ۔ شرح اربعین نووی ۔
شرح الوتریہ والجزریہ ۔ شرح الشرح علی شرح نخبۃ الفکر ۔ شرح فقہ اکبر ۔
شرح شاطبیہ ۔ شرح ثلاثیات البخاری ۔ شرح موطا امام محمد ۔ سند الانام شرح مسند الامام
شرح مناسک الحج ۔ اثمار الجنیہ فی اسمار الحنفیہ ۔ نزہۃ الخاطر الفاتر فی مناقب الشیخ
عبد القادر ۔ تزئین العبارۃ لتحسین الاشارۃ ۔ التدہین للتزئین ہر دو در باب
مسئلہ اشارۃ سبابہ در تشہد ۔ الحظ الاوفر فی الحج الاکبر ۔ رسالہ فی العمامہ ۔ رسالہ فی حب الہرۃ
من الایمان ۔ رسالہ فی العصا ۔ رسالہ فی اربعین حدیثاً فی النکاح ۔ رسالہ ثانی فی
اربعین حدیثاً فی فضائل القرآن ۔ رسالہ فی ترکیب لا الہ الا اللہ ۔ رسالہ فی قرأۃ البسملہ
اول سورۃ البراۃ ۔ فرائد القلائد فی تخریج احادیث شرح العقائد ۔ المصنوع
فی معرفۃ الموضوع ۔ کشف الخدر عن امر الخضر ۔ منح المعانی شرح بدء الامالی ۔ معدن
العدنی فی فضائل اویس القرنی ۔ رسالہ فی حکم سب الشیخین وغیرہما من الصحابہ ۔
رسالہ سم العوارض فی ذم الروافض ۔ فتح باب العنایہ فی شرح النقایہ ۔ الاہتداء
فی الاقتداء ۔ احادیث القدسیہ والکلمات الانسیہ ۔ اعراب القاری ۔ تذکرۃ الموضوعات
تبعید العلماء من تقریب الامراء ۔ حزب الاعظم ۔ حاشیہ مواہب لدنیہ ۔ حاشیہ بدء الامالی ۔
ہیأت النبات ۔ الناموس فی تلخیص القاموس ۔ رسالہ فی ان حج ابی بکر کان فی ذی الحجہ
رسالہ فی والدی المصطفیٰ ۔ رسالہ فی صلوۃ الجنازۃ فی المسجد ۔ رسالہ مشرب الوردی

مذہب المہدی بہجۃ الانسان فی منحۃ المیزان - شرح عین العلم وغیر ذالک - وفات
آپ کی مکہ مین ماہ شوال سنہ ۱۰۱۴ ہجری مین ہوئی - محقق درست ایمان تاریخ وفات ہے -

سید صبغۃ اللہ بروجی - بڑے عالم فاضل - جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے -
قصبۂ بروج مین جو گجرات کے شہرون مین سے ہے پیدا ہوئے - علوم شیخ وجیہ الدین
گجراتی سے اخذ کیے چندے تدریس و ارشاد مین مشتغل ہکر حرمین وغیرہ کو تشریف لیگئے
جہان سے واپس بروج مین آئے پھر مالوہ کو گئے اور چندے احمد نگر مین سلطان
برہان الملک کے پاس اقامت کی پھر حرمین کے ارادہ سے بیجاپور مین پہونچے جہان
سلطان ابراہیم نے آپ کی بڑی خدمت کی اور آپ کے سفر کا اسباب تیار کردیا اور آپ
مدینہ منورہ مین داخل ہوکر جبل احمد مین ساکن ہوئے جہان آپ نے جواہر خمسہ کو
معرب کیا جس پر آپ کے شاگرد شیخ احمد شناوی نے حاشیہ لکھا اور شیخ محمد عقیلۃ المکی نے
کتاب لسان الزمان مین آپ کے حالات نہایت عمدہ لکھے - وفات آپ کی مدینہ مین
سنہ ۱۰۱۵ ہجری مین ہوئی - شمع نور سعادت تاریخ وفات ہے -

اخوند ملا محمد کمال الدین برادر مولانا محمد جمال الدین - بڑے عالم فاضل -
شیخ کامل - حلال دقائق - کشاف حقائق - جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے جس طرح
آپ کے بھائی کی جہت تقوی کی طرف راجح تھی اسی طرح آپ کو نسبت علمی غالب تھی
اور باوجود اسکے آپ مجموعۂ علم و عمل و زہد و تقوی تھے - مدت تک سیالکوٹ ولاہور
مین مسند تدریس و تلقین پر متمکن رہکر دور و نزدیک کے لوگون کو علوم ظاہری
و باطنی سے مستفیض فرماتے رہے چنانچہ شیخ احمد مجدد الف ثانی اور مولانا عبد الحکیم
سیالکوٹی نے علوم ظاہری آپ سے ہی حاصل کرکے کمالیت حاصل کی - وفات
آپ کی سنہ ۱۰۱۷ ہجری مین شہر لاہور مین واقع ہوئی لیکن قبر آپ کی فی زماننا
مفقود الخبر ہے - حدیقۂ فیض تاریخ وفات ہے -

شیخ نظام الدین بن شیخ عبد الشکور عمری تھانیسری جامع علوم ظاہری
و باطنی - حاوی کمالات صوری و معنوی واقف رموز شریعت و طریقت و معرفت

وحقیقت۔ توکل وتسلیم مین ثابت قدم، راسخ دم اور شیخ جلال الدین تھانیسری کے مرید وخلیفہ تھے علوم غرائب ریمیا وکیمیا وسیمیا ولیمیا وغیرہ مین بھی آپ کو کامل مہارت حاصل تھی۔ تمام خزائن غیب اور دفائن لاریب آپ پر منکشف تھے چونکہ آپ کا خرچ آمدنی سے زیادہ تھا اسلیے اکبر بادشاہ نے بقول آپ کے مدعیان کے آپ پر حسد لیجا کر دو دفعہ آپ کو ہندوستان سے جلاوطن کیا پہلی دفعہ تو آپ حرمین شریفین کی زیارت کو گئے اور بعد ادائے حج اور زیارت روضۂ رسول مقبول کے پھر ہندوستان مین واپس تشریف لائے جب خطہ برہانپور مین پہونچے تو شیخ عیسی سندھی نے مع اپنے اصحاب کے پابرہنہ آپ کا استقبال کیا اور آپ سے استفادہ واستفاضہ کیا جب دوسری مرتبہ اکبر شاہ نے آپ کو ہند سے جلاوطن کیا تو آپ ماوراء النہر کی طرف تشریف لیگئے اور چونکہ آپ کو کمال تسلیم ورضا مد نظر تھا اسلیے آپ کچھ بھی والی ہند سے متنفص نہوے جب بلخ مین پہونچے تو مدعیان ناہنجار اس جگہ بھی جمع ہوے اور آپ کی ایذا کے درپے ہو کر والی بلخ کو بھی آپ پر برانگیختہ کیا جب آپ تنگ آ گئے تو آپ نے جناب رسالت مآب سے پناہ چاہی اس پر حضرت رسالت پناہی نے خواب مین خلیفہ پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ نظام الدین دوستان خدا و رسول سے ہے اور والی ہندوستان نے جہالت سے انکو اپنے ملک سے جلاوطن کیا ہے تجکو چاہیے کہ انکا آنا غنیمت سمجھے اور انکے ملقۂ ارادت مین اپنے آپ کو داخل کرے ورنہ اگر تو انکی ایذا کے درپے ہوا تو تیری سلطنت بالکل برباد ہو جائیگی پس والی بلخ آپ کا مرید ہوا جس سے آپ کا سلسلہ اس ملک مین بڑا شائع ہوا۔ آپ نے تصنیفات بھی بہت کی چنانچہ شرح سوانح امام غزالی اور شرح لمعات قدیم وجدید اور تفسیر نظامی اور رسالہ حقیقت اور رسالہ بلخیہ وغیرہ آپ کی تصنیفات سے مشہور ومعروف ہین۔ وفات آپ کی سنہ ۱۰۲۴ ہجری مین ہوئی اور مزار آپ کا بلخ مین زیارتگاہ عام وخاص ہے۔ جامع فضل تاریخ وفات ہے۔

ابوبکر طرابلسی۔ شام کے ملک مین قاریون کے شیخ اور عالم فنون کثیرہ، متدین قانع، گوشہ نشین تھے۔ دمشق مین دروازۂ شاغور کے اندر امامت مسجد سیاغوشیہ کی

آپ کو تفویض تھی تمام قرائتین ابراہیم بن محمد عمادی المعروف بہ ابن کسائی سے اخذکین اور دیگر علوم وہان کے علما و فضلا سے پڑھے اور ماہ شعبان ۱۰۶۲ہجری مین وفات پائی اور باب الصغیر مین دفن کیے گئے۔ رافع رایت دین تاریخ وفات ہی۔

خواجہ جوہرنات کاشمیری عالم فاضل۔ محدث کامل۔ جامع علوم نقلیہ وعقلیہ تھے اکثر علوم مدرسہ سلطان قطب الدین سے جو متصل مسجد صراف کدل کے کنارہ شرقی دریا سے مار پر واقع تھا حاصل کرکے اخیر عمر مین حرمین محترمین کو تشریف لیگئے اور بعد ادا ے حج کے تحصیل علوم مین مشغول ہوئے اور مکہ معظمہ کے علماے اکابر اور محدثین اجلہ سے حدیث کی اجازت حاصل کی اور ملا علی قاری سے ملاقات کی اور شیخ ابن حجر مکی کی صحبت حاصل کرکے اُنسے حدیث کی اجازت بسند معنعن حاصل کی اور جب کاشمیر مین معاودت فرمائی تو گوشۂ انزوا اختیار کرکے عبادت مین مشغول ہوے اور واسطے قوت حلال کے پیشہ پشم کاتنے کا اختیار کیا۔ تدریس علوم دینیہ بھی کرتے تھے آپ کے شاگردون مین سے خواجہ محمد ٹوپیگرو محشی شرح ملا ہین جو اکثر علوم مین متحد تھے اور صرف ونحو کی تدریس مین بڑا شغل رکھتے تھے چنانچہ اکثر اہل علم نے اُنسے ان دو علوم کو حاصل کیا ہی۔ وفات آپ کی واقعہ وباے عامہ ۱۰۲۶ہجری مین ہوئی اور مقبرہ حضرت ملا اخوند حسین خبازکے شرقی جانب دفن کیے گئے۔ محدث حق نیوش تاریخ وفات ہی۔

ابوبکر بن شعیب بن عدی صالحی نادم فزار قطب ربانی۔ تقی الدین لقب تھا جامع معقول ومنقول۔ حاوی فروع واصول۔ خطیب بارع۔ شاعر جید تھے دمشق مین سکونت اختیار کی اور ہمیشہ درویشیہ مین خطیب رہے یہانتک کہ اخیر مین آپ کو منصب ہوگیا۔ شعر رائق آپ سے یادگار ہین۔ وفات آپ کی ماہ ذیقعدہ ۱۰۲۷ہجری مین ہوئی اور صالحیہ مین دفن کیے گئے۔

مولانا شیخ احمد شوریانی۔ خطہ پنجاب کے علماے عظما اور اتقیاے کبرا مین سے جامع علوم ظاہری وباطنی تھے اور قصبۂ قصور مین سکونت رکھتے تھے۔ آپ ہی سنے

تو وہ خود شیخ گمیا ان و فقہا نان شہ بان میں علم ظاہری و باطنی کو جمع کیا آپ بڑے متعبد و زاہد تھے ظاہری علم کا یہ مبلغ تھا کہ علماء لاہور و ملتان وغیرہ سے جو مسئلہ حل نہ ہو سکتا تھا وہ آپ فوراً حل کر دیتے تھے شیخ عبد اللطیف برہانپوری کہتے ہیں کہ میں نے اپنی تمام عمر میں علمائے ظاہر و باطن میں سے دو شخصوں کو ایسا دیکھا ہے کہ اور کسی کو نہیں دیکھا ایک شیخ عبد الوہاب متقی۔ دوسرے شیخ احمد شوریانی بلکہ جو شخص قصور سے انکے پاس برہانپور میں جاتا اسکو یہ کہکر کہ تیرے پاس شیخ احمد شوریانی دریائے شریعت و طریقت جاری ہیں تو یہاں کیوں تشنہ کام آیا ہے واپس کر دیتے۔ آپ شیخ احمد مجدد الف ثانی و شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور شیخ عیسی سندھی برہانپوری کے معاصرین میں سے تھے اور یہ تینوں آپ کی بڑی عزت کرتے تھے آپ کو تصانیف سے بڑا احتراز تھا اور فرماتے تھے کہ ہمکو متقدمین کی تصانیف و توالیف کافی ہیں ہم کیوں اپنی اوقات کو ضائع کریں اسلیے آپ نے تمام عمر میں صرف ایک کتاب سوالات احمدی رد ملاحدہ و زنادقہ میں تصنیف کی اور سنہ ۱۰۳۰ ہجری میں وفات پائی۔ رشحات الطاف تاریخ وفات ہے۔

محمد عاشق بن عمر۔ بڑے عالم فاضل۔ محدث فقیہ تھے اور شیخ عبد اللہ انصاری المعروف بمخدوم الملک بن شمس الدین سے حدیث کی روایت رکھتے تھے۔ آپ نے شمائل ترمذی کی ایک نہایت عمدہ شرح تصنیف کی اور سنہ ۱۰۳۲ ہجری میں وفات پائی نکتہ رس نامور تاریخ وفات ہے۔

شیخ احمد بن عبد الاحد بن زین العابدین فاروقی مجدد الف ثانی سرہندی۔ سنہ ۹۷۱ ہجری میں پیدا ہوئے آپکا شجرہ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی تک منتہی ہوتا ہے۔ آپ فقیہ فاضل۔ محدث کامل۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی قطب الاقطاب۔ زبدۃ المقربین۔ مظہر تجلیات الٰہی۔ وارث کمالات حضرت رسالت پناہی۔ مصدر خوارق و کرامات۔ عامل سنت و جماعت۔ دافع بدع و ضلالات تھے پہلے قرآن کو حفظ کیا پھر اپنے باپ سے علوم و فنون حاصل کیے بعد ازاں سیالکوٹ میں جا کر محقق کمال الدین کاشمیری سے بعض معقولات نہایت تحقیق کے ساتھ پڑھی اور

حدیث کو شیخ یعقوب محدث کاشمیری سے اخذ کیا اور حرمین شریفین مین تشریف لیجا کر کبار محدثین سے صحبت کی اور اُنسے حدیث کی سند کی اور حدیث مسلسل بالرحمۃ کی ایک واسطے کے ساتھ شیخ عبد الرحمن بن فہد محدث کبیر سے سند حاصل کی اور نیز کتب تفسیر اور صحاح ستہ اور تمام مقروات کی اُنسے اجازت لی اور حدیث مسلسل بالاولیہ کو قاضی بہلول بدخشانی سے روایت کی اور سترہ سال کی عمر مین تحصیل علوم سے فارغ ہو کر تدریس مین مشغول ہوے اور رسائل لطیف عربی و فارسی مین تصنیف کیے طریقت مین پہلے اپنے والد ماجد سے ہر چار سلسلہ کی اجازت حاصل کی پھر [illegible] مین دہلی مین تشریف لائے اور خواجہ محمد باقی کی ملاقات کر کے اُنکی بیعت کی ان ایام مین خواجہ محمد باقی نے اپنے دوستون مین سے ایک کو کہا کہ شیخ احمد نام ایک مرد سرہندی سے کثیر العلم اور قوی العمل آیا ہے اور چند روز اُسنے فقیر کے ساتھ نشست برخاست کی ہے اس عرصہ مین بہت سی عجائب و غرائب حالات اُسکے دیکھے گئے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک آفتاب ہوگا جس سے جہان روشن ہوگا اور نیز یہ فرمایا کہ شیخ احمد ایک سورج ہے جسکے سایہ مین ہم جیسے ہزارون ستارے گم ہین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے دنون مین آپ کی شہرت دور و نزدیک مشہور ہوئی اور آپ کا آستان فیض نشان مجمع اصحاب کمال ہوا اور علماء و فضلاء اور اکابر و مشائخ زمانہ اور امراء و رؤسا ترک و تاجیک سے آپ کے حضور مین مشرف ہوے حتی کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی جو ابتداء حال مین آپکے حق مین بدظن تھے آخر مین آپکی کمالیت اور جلالت کے معتقد ہو گئے اور مولانا سیالکوٹی نے آپکو پہلے پہل مجدد الف ثانی کا خطاب دیا۔

شیخ عبد الحق اخبار الاخیار کے خاتمہ مین لکھتے ہین کہ جو نزاع ہزار سال سے درمیان علمائے علام اور صوفیۂ کرام کے چلی آتی تھی وہ آپ نے اُٹھا دی اور مورد حدیث صلہ کے ہوے چنانچہ حضرات القدس مین لکھا ہے کہ علامہ سیوطی نے جمع الجوامع مین جو یہ حدیث روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلعم یکون فی امتی رجل یقال لہ صلۃ یدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا وکذا اس سے حضرت شیخ احمد کے وجود باوجود کی طرف اشارت معلوم ہوتی ہے بلکہ آپنے خود اپنے حق مین لکھا ہے کہ الحمد للہ الذی

معلٰی صلة بین البحرین ہے۔ آپ کے خوارق و کرامات جو کتب مقامات مین مروی ہوے ہین
سات سو تک ہین انتہی۔ آپ نے اپنے مکتوبات کی جلد دوم کے مکتوب ۵۵ صفحہ ۱۰۷ او
۱۰۰ مین امام اعظم ابو حنیفہ اور اُنکے مذہب کو دیگر ائمہ کے مذہب پر بڑی ترجیح دی ہے جسکی نقل
حدیقہ اول مین گذر چکی ہے۔ آپ کی تصنیفات سے مکتوبات تین جلدون مین اور رسالہ تہلیلیہ اور
رسالہ اثبات النبوة اور رسالہ المبدء و المعاد اور رسالہ المکاشفات الغیبیہ و رسالہ آداب المریدین
اور رسالہ معارف اللدنیہ اور رسالہ رد الشیعہ اور تعلیقات العوارف یادگار ہین
وفات آپکی ترسینہ سال کی عمر مین منگل کی صبح سلخ ماہ صفر ۱۰۳۴ہجری مین ہوئی اور قبر
آپ کی سرہند مین زیارت گاہ ہے۔

ملا عبد السلام لاہوری۔ عالم اجل۔ فاضل اکمل۔ فقیہ جید۔ مفسر متقن تھے۔ ملا عبد السلام لاہوری
علوم ملا فتح اللہ شیرازی صاحب تفسیر متوفی ۹۹۷ھ سے حاصل کیے اور آپ سے ملا
عبد السلام دیوہ نے تلمذ کیا۔ تفسیر بیضاوی کے نہایت برجستہ حواشی تصنیف کیے اور
۱۰۳۷ہجری مین وفات پائی۔ مشہور تکوین تاریخ وفات ہے۔

عبد القادر بن شیخ عبد اللہ عیدروس یمنی حضرمی ہندی ابو بکر کنیت محی الدین عبد القادر بن شیخ عبد اللہ عیدروس
لقب تھا پنجشنبہ کے روز ۲۰ ماہ ربیع الاول ۹۷۸ہجری کو شہر احمد آباد واقع ہندوستان
مین پیدا ہوے اور اپنے ملک کے علما و فضلاے دور دراز سے مختلف علوم و فنون حاصل
کرکے متفق علیہ عالم و فاضل ہوے اور جو جو علوم عجیبہ و فنون غریبہ آپکو مختلف مشائخ
سے حاصل ہوے اُنکو بذریعۂ تصنیف و تالیف کے نشر کیا اور کثرت سے تصنیفات کی
جنمین سے الفتوحات القدسیہ فی الخرقة العیدروسیہ۔ الحدائق الخضرة فی سیرة النبی
و اصحابہ العشرة۔ المنتخب المصطفی فی مولد المصطفی۔ الدر الثمین فی بیان المہم من الدین
اتحاف الحضرة العزیزہ بعیون السیرة الوجیزة۔ المنہاج الی معرفة المعراج۔ الانموذج اللطیف
فی اہل بدر الشریف۔ اسباب النجاة و النجاح فی اذکار المساء و الصباح
الحواشی الرشیقة علی العروة الوثیقة منح الباری بختم البخاری۔ تعریف الاحیاء بفضائل الانبیاء
عقد اللآل بفضائل الآل۔ بغیة المستفید بشرح تحفة المرید۔ النفحة العنبریة فی شرح ابیات العدنیة

۱۰۳۸

غایۃ القرب فی شرح نہایۃ الطلب - اتحاف اخوان الصفا بشرح تحفۃ الظرفا - صدق الوفا بحق الاخا - النور السافر فی اخبار القرن العاشر وغیر ذالک مشہور ومعروف ہین - وفات آپکی احمد آباد مین سنہ ۱۰۳۸ مین ہوئی - شریعت پناہ تاریخ وفات ہے -

سید سعد اللہ سلونی سبط شیخ پیر محمد سلونی - عالم اجل - فاضل اکمل - جامع اصناف علوم تھے - قصبہ سلون متعلقہ الہ آباد مین پیدا ہوئے صغر سنی مین اکتساب علوم مین مشغول ہوکر تھوڑی مدت مین مسافت تحصیل کی طے کرلی اور مسند تدریس وتالیف پر جلوس فرما ہوئے پھر حج کو تشریف لیگئے اور مکہ معظمہ مین کچھ مدت اقامت اختیار کی جہانکے بہت لوگون نے آپسے تلمذ کیا جنمین سے شیخ عبد اللہ بصری مکی صاحب ضیاء الساری شرح صحیح بخاری ہین پھر ہندوستان کو معاودت فرماکر مرجع انام ہوئے اور سنہ ۱۰۳۸ ہجری مین وفات پائی - فخر محفل تاریخ وفات ہے -

ملا عصمۃ اللہ سہارنپوری - مشاہیر علماء دین سے عالم فاضل - فقیہ متبحر تھے اپنی تمام عمر کو خدمت علم اور تدریس مین صرف کیا اخیر کو آنکھون سے نابینا ہوگئے تصانیف بھی مفید کین جنمین سے حاشیہ شرح ملا جامی ہے - وفات آپکی سنہ ۱۰۳۹ ہجری مین ہوئی - دفتر دانش تاریخ وفات ہے -

مصطفی بن محمد المشہور بعزمی زادہ - ملک روم مین علمائے متاخرین مین سے بڑے مشہور علامہ وفاضل اور سب سے تقریر وتحریر مین بڑے لائق وقابل ہوئے ہین آپکی مشہور تصنیفات سے کتاب درر وغرر اور ابن ملک کی شرح منار پر حاشیہ ہے وفات آپکی تقریبًا سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین ہوئی - افضل الزمان تاریخ وفات ہے -

ابو الیمن بن عبد الرحمن بن محمد بترونی حلبی - فقیہ فاضل - جامع علوم عقلیہ ونقلیہ متواضع - حسن الخلق - جواد تھے علوم اپنے زمانہ کے علماء سے حاصل کیے اور مدرسہ عادلیہ مین مدت تک مدرس رہے جب آپکے بھائی ابی الجواد فوت ہوئے تو آپ حلب کے مفتی حنفیہ مقرر ہوئے اور مدت تک افتا کے کام پر رہے سنہ ۱۰۱۴ مین حج کرکے دمشق مین آئے جہان آپکی بڑی تعظیم وتکریم ہوئی شعرا آپکے مقبول انام تھے استحال کی تمرین

شیخ ابراہیم احسائی

شیخ ابراہیم بن حسن الاحسائی - اکابر علماء آئمہ مین سے فقیہ - نحوی - جامع علوم کثیرہ - محلی بالقناعۃ - متخلی للطاعۃ تھے - علوم اپنے شہر کے شیوخ سے حاصل کیے اور مکہ معظمہ مین مفتی عبد الرحمن بن عیسی مرشدی سے اخذ کیا اور اجازت حاصل کی جسمین آنہون نے آپ کے تبحر فی العلوم پر بڑا زور دیا - جب شہر احسار مین آئے تو عارف باللہ شیخ تاج الدین ہندی سے طریقہ تصوف اخذ کیا اور آپ سے امیر یحیی بن علی پاشا حاکم احسار نے اخذ کیا وہ آپکی بڑی تعریف کرتا تھا اور آپ سے اخبار عجیبہ بیان کرتا تھا - تالیفات آپ نے کثرت سے کیں جنمین سے شرح نظم الاجرومیہ عمریطی اور رسالہ دفع الاسی فی اذکار الصبح والمسا اور اسکی شرح وغیرہ مشہور ہین - علاوہ اُنکے اشعار کثیرہ بھی آپ سے یادگار ہین - وفات آپکی ۶ شوال ۱۰۴۸ھ ہجری کو شہر احسار مین ہوئی - قبلۂ فضلا تاریخ وفات ہے -

مخدوم شیخ عبد الرشید

مخدوم شیخ عبد الرشید بن شیخ مصطفی عبد الحمید عثمان - پہلا نام آپکا محمد رشید تھا اور اسی کو دوست رکھتے تھے اور مراسلات و مکاتبات مین لکھتے تھے - لقب آپ کا شمس الدین تھا - شاہیر علماء وقت اور اکابر مشائخ زمانہ سے تھے بعد تحصیل علوم اصولیہ و فروعیہ کے درس و تدریس مین مشغول رہے پھر جاذبۂ حقیقی سے اپنے والد ماجد کے مرید ہو کر تمام تعلقات کو ترک کر دیا اکثر کتب حقائق و معارف کو مطالعہ کرتے اور کتب عربی سے بڑا ذوق رکھتے تھے شیخ محی الدین کی کتاب اسرار المخلوقات کی عمدہ شرح تصنیف کی اور مناظرہ مین کتاب رشیدیہ و زاد السالکین اور مقصود الطالبین اور دیوان اشعار تصنیف فرمائے - وفات آپکی ۱۰۵۵ھ مین ہوئی - خواجۂ گیتی تاریخ وفات ہے -

مولانا حیدر تیلو

مولانا حیدر تیلو بن خواجہ فیروز کاشمیری - بڑے عالم فاضل فقیہ محدث - صاحب ورع و اتقاء متبع سنت تھے - سات سال کی عمر مین قرآن شریف حفظ کر کے عبادت الٰہی اور ادائے سنن نبوی مین مشغول ہوئے پہلے بابا نصیب سے علوم پڑھے پھر مولانا جوہر ناتھ سے استفادہ کیا - چونکہ ہنوز تکمیل کو نہ پہونچے تھے کہ آپکے والد ماجد فوت ہو گئے اسلیے آپ کاشمیر سے دہلی مین آئے اور قدوۃ المتاخرین شیخ عبد الحق محدث

دہلوی سے ظاہری علوم حدیث وفقہ وتفسیر وغیرہ کی تکمیل کی اور صاحب فتوی وعالم بے نظیر ہوکر کاشمیر کو واپس تشریف لیگئے۔ ان ایام مین والی کاشمیر نے تین دفعہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر کاشمیر کی قضاء کے لیے آپ کو کہا مگر آپ نے قبول نہ کیا جب تقاضا شدید عمل مین آیا تو آپ شبا شب کاشمیر سے دوسرے مقام مین چلے گئے جب اور شخص منصب قضاء پر مقرر ہوگیا تو پھر آپ کاشمیر مین واپس آئے۔ وفات آپ کی ۱۰۵۷ھ ہجری مین ہوئی اور تاریخ وفات خیر الوری ہی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ ترک الدہلوی بخاری۔ ابو المجد کنیت تھی آپ کے آبا واجداد اصل مین بخارا کے رہنے والے تھے جو دہلی مین آکر سکونت پذیر ہوے جہان آپ ماہ محرم ۹۵۸ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ اپنے زمانہ کے فقیہ محقق۔ محدث۔ مدقق۔ بقیۃ السلف۔ حجۃ الخلف۔ مؤرخ اضبط۔ فخر ہندوستان۔ جامع علوم ظاہری وباطنی مستند موافق ومخالف تھے۔ آپ ہی ہین جنھون نے پہلے پہل حدیث کا علم عرب سے لاکر اس سے ہندوستان کو منور کیا اور اپنی تصنیفات سے علم حدیث کو ہند کے ہر ایک خطہ وقطعہ مین پھیلایا۔ آپ کی فضیلت اور تنقید حدیث مین کوئی موافق ومخالف شک نہین کرسکتا مگر وہ جسکو اللہ انصاف سے اندھا کر دے یا تعصب کی پٹی آنکھون پر باندھے اعاذنا اللہ منہا۔ مآثر الکرام تاریخ بلگرام مین لکھا ہے کہ آپ نے مبادی شعور سے طاعت حق اور طلب علم مین کمرہمت باندھ کر قریب بلوغت کے اکثر علوم دینیہ مین تحصیل کی اور بائیس سال کی عمر مین فضیلت وکمالیت سے فارغ ہوکر اور قرآن شریف کو یاد کرکے مسند افادت پر اجلاس فرمایا اور عین عنفوان شباب مین ایسا جاذبۂ الٰہی پہونچا کہ دفعۃً یار ودیار سے دل اٹھا کر حرمین شریفین کو متوجہ ہوے اور مدت تک وہان قیام کرکے وہان کے اولیاے کبار اور اقطاب زمان خصوصاً شیخ عبدالوہاب متقی خلیفہ حضرت شیخ علی متقی سے صحبت اختیار کرکے فن حدیث کی تکمیل کی اور ودائع اسعنبدا ورخصت ارشاد طالبان مین اختصاص حاصل کرکے مع برکات فراوان وطن مالوفہ مین مراجعت کی اور باون سال کی عمر مین ظاہر وباطن کی جمعیت سے تمکنت حاصل کرکے تکمیل فنون

وطالبان مین مصروف ہوے اور نشر علوم خصوصاً علم شریف حدیث مین ایسی طرح سے جو ولایت عجم مین کسی کو علماے متقدمین و متاخرین سے حاصل نہوا تھا ممتاز و مستثنیٰ ہوے اور فنون علیہ خصوصاً فن حدیث مین کتب معتبرہ تصنیف کین جن پر علماے زمانہ فخر کرتے اور آنکو اپنا دستور العمل جانتے ہین اور اہل دانش خواص و عوام جان سے آنکے خریدار ہین تصانیف آپ کی صغیر و کبیر سو مجلد ہین اور بحسب شمار ابیات کے ۵ لاکھ تک پہونچتی ہے۔ انتہی۔ آپ نے خاتمۂ اخبار الاخیار مین اپنا حال اس طرح لکھا ہے کہ مین تین چار سال کا لڑکا تھا کہ والد ماجد نے اہل حقیقت کی باتین اس فقیر کے کام جان مین ڈالین اور تربیت باطنی کو ضمیمہ شفقت ظاہری کا کیا اور ان باتون مین سے مجکو بعض مع خصوصیات وقت کے ابتک خزانۂ خیال مین یاد ہین جو غرابت سے خالی نہین اور عجیب تر یہ ہے کہ فقیر کو حالت چھڑانے اپنے دودھ کی جبکہ دو ڈھائی سال کی عمر تھی ایسی یاد ہے کہ گویا کل کی بات ہے۔ والد ماجد قرآن مجید سبق سبق لکھتے تھے اور مین پڑھتا تھا یہانتک کہ دو تین مہینے مین تمام قرآن مین نے پڑھ لیا اور ایک مہینے مین قدرت کتابت اور سلیقۂ انشا کا حاصل ہو گیا۔ کتب نظم و اشعار سے شاید چند جزو بوستان و گلستان و دیوان حافظ کے پڑھا لے بعد ختم قرآن کے میزان یاد کرائی اور مصباح و کافیہ پڑھایا شاید کوئی جزو کتب اور ارشاد سے بھی مطالعہ کرایا بارہ سال کا تھا کہ شرح شمسیہ اور شرح عقائد پڑھتا تھا اور پندرھوین سال مین مختصر مطول پڑھی بعد ازان قرآن شریف کو یاد کیا اور اسی قیاس پر باقی کتب پر عبور کیا سات آٹھ سال تک فقہاء ما وراء النہر کے درس مین رہا اور وہ کہتے تھے کہ ہمنے تجھسے فائدہ اٹھایا ہے اور ہمکو تجھ پر کوئی احسان نہین لڑکپن سے مین نہین جانتا کہ کھیل کیسا ہوتا ہے اور خواب و آرام و آسائش کیا چیز ہے شوق تحصیل علم سے ہرگز طعام وقت پر نہین کھایا اور نیند موقع پر نہین کی جاڑے اور گرمی مین مدرسۂ دہلی مین جو دو میل کی مسافت پر تھا جایا کرتا تھا اور چراغ کی روشنی مین ایک جزو لکھتا تھا اور باوجود تقسیم اوقات کے مطالعۂ کتب و بحث مین شروح و حواشی سے جو موجود کھائی دیتا تھا قید کتابت مین لاتا تھا

ضروریات سے ہوتا تھا کئی دفعہ عمامہ اور سر کے بالون کو آگ لگ گئی اور مجکو اسوقت خبر ہوئی جب اسکی حرارت دماغ کو پہونچی باوجود اسکے کثرت صلواۃ و اوراد و شب خیزی اور مناجات مین بھی طفولیت مین ایسی جد وجہد عمل مین آتی تھی جو آدمی حیران تھے اب تک تعلیم و افادہ معاذ اللہ بلکہ تعلیم و استفادہ کے ساتھ بسر کر رہا ہون حضور اور جمعیت میری اختلاط مخلوقات پر موقوف نہین اور زید و عمر کے ذکر سے بھی جو تراکیب نحو مین مذکور ہوتا ہی ملال ہی اور بموجب وصیت باپ کے کہ خبردار خشک ملا نہ ہوجیو ہمیشہ عشق اور محبت سے دم مارتا ہون خداوند کریم نے اپنی طرف مجکو بلایا اور اپنے گھر کی طرف کھینچا اور جو کچھ انعام آنحضرت صلعم کی بشارت سے پایا ہی بیان نہین کر سکتا طریقت مین مرید سید موسیٰ کا ہون جو حضرت غوث الاعظم رح کی اولاد مین سے ہین اور طریقۂ قادریہ رکھتا ہون انتہی۔ ابتدا مین آپ کو جناب شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی سے کچھ مخالفت تھی لیکن اخیر عمر مین اُن خیالات سے رجوع فرماکر صفائی حاصل کر لی۔ آپ کی اشہر تصنیفات سے لمعات شرح مشکوۃ عربی مین۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ فارسی مین۔ شرح سفر السعادت۔ شرح فتوح الغیب۔ مدارج النبوۃ۔ شرح اسماء الرجال بخاری۔ اخبار الاخیار۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب۔ زبدۃ الآثار۔ جامع البرکات مرج البحرین۔ زاد المتقین۔ فتح المنان فی مناقب النعمان۔ تاریخ۔ رسالہ ماثبت بالسنہ۔ حلیہ جلیہ سید المرسلین۔ اور چہل رسالہ وغیرہ ہین اور کتب فقہ حنفیہ پر اطلاع و عبور آپ کو یہانتک ہی کہ بیان نہین ہو سکتا۔ تصنیفات آپ کی ہندوستان مین مقبول خاص و عام اور شہرت تمام رکھتی ہی اور تمام مفید و محققانہ ہی۔ آپ نے آنحضرت صلعم کی لغت مین ایک قصیدہ ساٹھ ابیات کا کہا ہی اور مدینۂ منورہ مین پہنچکر آنحضرت کی حضور مین اسکو پڑھا جسکی اول بیت یہ ہی ؎ بیا ایدل دمی از ہستی خود ترک دعوی کن ہمیشگی چشم بر صورت نظر در معنی کن۔ وفات آپ کی ۱۰۵۲ھ ہجری مین ہوئی۔ تاریخ ولادت آپ کی شیخ اولیاء اور تاریخ رحلت فخر العلماء اور فخر العالم ہین۔ مقبرہ آپکا قطب صاحب واقع دہلی مین حوض شمسی کے کنارہ پر واقع ہی۔ کاتب

حروف نے بھی آپ کے مرقد شریف کی زیارت سے فیضیابی حاصل کی اور کشش عجیب اور وابستگی غریب اُس مقام میں معلوم کی ہے۔

شیخ محب اللہ اکبرآبادی

شیخ محب اللہ اکبرآبادی - عالم فاضل - وحید العصر - فرید الدہر - باخدا اور معمر شخص تھے آپ کی توجہ بیماروں پر نہایت موثر ہوتی تھی - تصانیف بھی آپ نے کثرت سے کی جنمیں سے شرح کتاب فصوص الحکم اشہر اور نہایت عمدہ ہے - وفات آپ کی ۱۰۵۸ھ ہجری میں ہوئی اور اکبرآباد میں مدفون ہوئے -

خواجہ بہاری

خواجہ بہاری - عالم علوم فقہ و حدیث و تفسیر اور واقف اسرار حقانی تھے اوائل میں اپنے شہر حاجی پور سے نکلکر واسطے تحصیل علوم کے قصبہ کوڑہ پور میں آئے اور شیخ جمال الاولیا سے عرصہ تک پڑھتے رہے پھر لاہور میں آکر ملا محمد فاضل لاہوری سے فضیلت کی دستار باندھی اور انھیں کے گھر میں سکونت اختیار کی آخر کو حضرت میاں میر کے مرید ہوکر انکے اعظم خلفاء میں سے ہوئے - وفات آپ کی ۱۰۶۰ھ ہجری میں ہوئی اور لاہور میں دفن کیے گئے - معدن فیوض تاریخ وفات ہے -

قاضی محمد اسلم

قاضی محمد اسلم والد میرزاہد - عالم اجل - فقیہ اکمل - جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے - ہرات میں پیدا ہوئے اور طلب علم کی غرض سے لاہور میں تشریف لائے اور شیخ بہلول سے جو علماے کبار میں سے لاہور میں تھے علوم حاصل کیے پھر آگرہ میں سلطان جہانگیر کے پاس تشریف لیگئے چونکہ آپ مولانا کلاں محدث کے رشتہ داروں میں سے تھے جو بادشاہ کے استاد تھے اسلیے آپ کی بڑی عزت ہوئی اور کابل کی قضا آپ کے سپرد کی گئی جسکو آپ نے بڑی دیانتداری کی شہرت سے انجام دیا پھر آپ عسکر کے قاضی ہوئے جب شاہجہان تخت نشین ہوا تو اُسنے علاوہ قضا کے ہزاری کا منصب بھی آپ کو دیا اور آپ تیس سال تک نہایت دیانت سے قضا پر مامور اور سلطانی عنایات کے مورد رہے یہانتک کہ بادشاہ نے آپ کو میزان میں تلوایا اور ساڑھے چھ ہزار روپیہ آپکو دیا - وفات آپ کی ۱۰۶۱ھ ہجری میں ہوئی اور لاہور میں دفن کیے گئے - فخر اقلیم تاریخ وفات ہے -

مولانا محمود جونپوری

مولانا محمود بن محمد فاروقی جونپوری - ہند کے علماے کبار اور فقہاے نامدار مین سے فاضل اجل - عالم اکمل - ادیب اریب اور جونپور مین رہتے تھے - جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے جد امجد شاہ محمد اور استاذ الملک شیخ محمد فاضل جونپوری سے حاصل کر کے سترہ سال کی عمر مین تحصیل سے فراغت پائی اور مسند تدریس و افادہ پر متمکن ہوے - بعض مورخون نے لکھا ہی کہ گیارھوین صدی کی ابتدا مین ہندوستان مین دو ہی مجدد ہوے ایک شیخ احمد سرہندی اور دوسرے آپ - کہتے ہین کہ آپ سے تمام عمر مین ایسا کوئی قول صادر نہین ہوا جس سے آپ نے رجوع کیا ہو آپ کی عادت تھی کہ جب کوئی آپ سے کچھ پوچھتا اگر آپکی طبیعت حاضر ہوتی تو اُسکا جواب دیدیتے ورنہ کہدیتے کہ میری طبیعت اُسوقت حاضر نہین ہی - کتاب شمس بازغہ آپ کی اشہر تصانیف سے ہی - یہ وہی کتاب ہی کہ جس پر جماہیر علماء و فضلا کا اس امر مین اتفاق ہی کہ اسکے برابر آج تک علم حکمت مین کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی - یہی کتاب ہی جسکے پڑھنے سے طالب علم کے سر پر فضیلت کی دستار باندھی جاتی ہی - مصنف نے پہلے خود ہی ایک متن لکھا ہی اور پھر اُسکی خود ہی شرح تصنیف کی ہی اور اس کتاب پر بڑے بڑے فضلا مثل ملا نظام الملۃ والدین و ملا محمد حسن و مولانا محمد یوسف و مولانا محمد عبد الحلیم وغیرہم نے حواشی لکھے ہین - علاوہ اسکے کتاب الفرائد شرح الفوائد اور ایک رسالہ فارسی اقسام نسوان مین بھی آپ کی تصنیفات سے مشہور ہی - وفات آپ کی سنہ ۱۰۶۲ ہجری مین ہوئی - اور آپ کی رحلت سے آپ کے استاذ شیخ محمد فاضل اسقدر غمگین ہوے کہ چالیس روز تک اُنھون نے تبسم نہ کیا اور اُنسے ملحق ہو گئے - فخر آفاق تاریخ وفات ہی -

شیخ محمد فاضل جونپوری

شیخ محمد فاضل جونپوری - علوم نقلیات و عقلیات مین افضل فضلاء اعصار و امثل علماء دہر و عصور - تقی حسن الخلق سلیم المزاج تھے تمام عمر مسند افادت و افاضت پر متمکن رہکر تعلیم و تدریس مین مشغول رہے جب آپ کے تلمیذ رشید ملا محمود مذکور فوت ہوئے تو آپ بھی اُنکے غم مین چالیس روز کے بعد سنہ ۱۰۶۲ھ مین فوت ہو گئے -

آدم افندی رومی

آدم الاناطالی الرومی المعروف بہ شیخ اوندکار جلال الدین رومی کے علماء مین سے

عالم فاضل - عابد - زاہد - جامع علوم صوری اور معنوی مشہور بہ استاذ تھے اور شہر انطالیہ مین جو قرمان کے ملک مین ساحل بحر رومی پر واقع ہے رہتے تھے جب سوار ہوتے تو آپ کی رکاب مین تقریباً ایک سو مرید وغیرہ ساتھ ہوتے تھے اور باوجود اسکے ہمیشہ مباحثے ووعظ مین مشغول رہتے تھے اور مثنوی مولانا روم کو نہایت عمدہ طور سے حل کرتے تھے ابتدا مین سخاوت مین بڑی افراد کرتے تھے یہانتک کہ آپ کا عطیہ سو دینار سے کم نہوتا تھا اخیر کو حج کے ارادہ سے ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۰۶۳ ہجری کو قاہرہ مین آکر بیمار ہوگئے اور وہین ماہ رمضان مین وفات پائی - منزل فیض الٰہی تاریخ وفات ہے -

مصطفیٰ بن عبداللہ قسطنطنی المعروف بہ کاتب چلپی - قسطنطنیہ مین پیدا ہوے اور وہین نشوونما پایا بڑے عالم فاضل - مورخ کامل - جامع معقول ومنقول تھے تمام عمر درس وتدریس مین مشغول رہے اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے کتاب کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ایسی عمدہ تصنیف فرمائی جو آجتک اپنا ثانی نہین رکھتی جس مین تمام کتب مصنفہ قبل اسلام اور بعد اسلام کے نام مع انکے مصنفین کے حالات اور تاریخ وفیات کی بڑی صحت وتحقیق سے درج فرمائی وفات آپ کی سنہ ۱۰۶۷ ہجری مین ہوئی - مورخ طبع سلیم تاریخ وفات ہے -

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی - بڑے عالم فاضل - فقیہ محدث - مفسر خصوصاً علم معقولات مین طاق یگانۂ آفاق - محسود علماے معقول ہندوستان اور صاحب تصانیف عالیہ تھے چنانچہ حاشیۂ تفسیر بیضاوی اور حاشیۂ کتاب مشہود وحاشیہ مقدمات تلویح وحاشیۂ مطول وحاشیۂ تعریفیہ وحاشیہ شرح عقائد تفتازانی وحاشیہ عقائد دوانیہ وحاشیہ شرح شمسیہ وحاشیہ شرح مطالع وحاشیہ درۃ الثمینہ فی اثبات واجب تعالیٰ وترجمۂ فارسی غنیۃ الطالبین حضرت غوث الاعظم وحاشیۂ عبدالغفور وحاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ وحاشیۂ خیالی تکملہ عبدالغفور حاشیۂ قطبی - وحواشی ہوامش شرح حکمۃ العین وحاشیہ مراح الارواح وغیرہ آپ کی کمالیت وفضیلت علمی پر شاید ناطق اور برہان قاطع ہین - علوم ظاہری آپ نے مولانا محمد کمال کاشمیری سے پڑھے اور فیوض

باطنی اپنے زمانہ کے مشائخ سے حاصل کئے۔ آپ ہی ہین جنھون نے پہلے پہل شیخ احمد سرہندی
کو مجدد الف ثانی کے خطاب سے یاد کیا اور شیخ احمد مجدد الف ثانی نے آپ کو آفتاب پنجاب کا
لقب دیا۔ جہانگیر و شاہجہان کے دربار مین آپ کی بڑی عزت و توقیر تھی اور آپ شہزادون
کے اوستاد تھے۔ چنانچہ شاہجہان بادشاہ نے آپ کو دو دفعہ میزان مین تلوایا اور ہر دفعہ
چھ چھ ہزار روپیہ دیا۔ آپ کو سیالکوٹ مین سوا لاکھ روپیہ کی جاگیر ملی ہوئی تھی جو آپکی
اولاد کے پاس نسل بعد نسل موجود رہی اور آخر کو نشے گمشتے ب سرکار انگلشیہ کے عہد مین بسبب
انقطاع خاندان کے بالکل ضبط ہو گئی۔ بادشاہ کی اجازت سے آپ نے لاہور مین درس
جاری کیا اور آپ کے لکھے ہوئے فتاوی پر کسی کو علماے ہند و پنجاب مین سے جاے
چون و چرا نہوئی تھی۔ وفات آپ کی سنہ ۱۰۶۸ یا ۱۰۶۷ ہجری مین ہوئی۔ شیخ محسن آپ کی تاریخ
وفات ہے۔ آپ کے خلف الرشید ملا عبد اللہ الملقب بہ لبیب بھی بڑے عالم فاضل۔ ماہر تبحر تھے
چنانچہ عالمگیر بادشاہ انکی بڑی عزت کرتا تھا اور کتاب تعریح بر تلویح انکی تالیفات
سے یادگار ہے۔

حسن بن عمار المصری الشرنبلالی۔ ابو الاخلاص کنیت تھی اعیان فقہا اور اعلم
فضلا مین سے مشہور زمانہ اور معتبر فی الفتاوی تھے۔ علم عبد اللہ نحریری اور محمد محبی
اور علی بن غانم مقدسی سے حاصل کیا اور آپ سے ایک جماعت مثل سید احمد حموی
اور احمد عجمی اور اسمعیل نابلسی وغیرہم نے استفادہ کیا۔ بہت کتابین تصنیف کین
جن مین سے شرح منظومہ ابن وہبان اور رد رد غرر کے حواشی اور نور الایضاح فقہ مین
اور اسکی شرح امداد الفتاح اور اسکا مختصر مراقی الفلاح وغیرہ رسائل ساٹھ سے زیادہ
ہین۔ وفات آپ کی ماہ رمضان ۱۰۶۹ھ مین ہوئی۔ مجموعہ شادت تاریخ وفات ہے۔
شرنبلالی بضم شین مع را مہملہ و سکون نون و ضم با موحدہ خلاف قیاس شبراملولہ کی طرف
منسوب ہے جو مصر کے نواح مین تاجرون کے ایک شہر کا نام ہے۔

احمد شہاب بن محمد خفاجی مصری۔ فرید العصر وحید الدہر اپنے زمانہ مین بدر سیمائے
عالم اور نیز افق نثر و نظم فاضل متفق علیہ تھے۔ علوم عربیہ اپنے ماموں ابی بکر شنوانی سے

پڑھے اور فقہ کو شیخ الاسلام محمد علی اور نور الدین علی زیادی اور خاتمۃ الحفاظ ابراہیم علقمی اور علی بن غانم مقدسی سے اخذ کیا پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حرمین شریفین مین آئے اور اس جگہ علی بن جار اللہ سے پڑھا پھر قسطنطنیہ کو ارتحال کیا۔ حواشی تفسیر بیضاوی آٹھ جلد مین۔ شرح شفاء چار جلد مین۔ شرح درۃ الغواص حریری۔ کتاب ریحانہ۔ رسائل اربعین۔ حاشیۂ شرح فرائض۔ حواشی رضی۔ شفاء العلیل فی ما فی کلام العرب من الدخیل دیوان الادب۔ طراز المجالس۔ رسالہ تفسیر آیت۔

وغیرہ کتابین تصنیف کین اور ماہ رمضان سنہ ۱۰۶۹ھ ہجری مین وفات پائی۔ فاضل محسن آپ کی تاریخ وفات ہے خفاجی خفاجہ کی طرف منسوب ہے جو بنی عامر سے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم مصری۔ علامہ محقق۔ فہامہ مدقق۔ عالم اجل۔ فاضل اکمل تھے۔ شیخ شرف الدین بلقینی اور شیخ شہاب الدین شلبی اور شیخ امین الدین بن عبد العال اور ابو الفیض سلمی وغیرہ سے علوم پڑھے اور آپ نے افتاء اور تدریس کی اجازت حاصل کی اور اپنے اشیاخ کے عین حیات ہی مین تدریس وافتاء کا کام شروع کرکے بہت لوگون کو فائدہ پہونچایا اور شہرت پائی۔ شرح کنز اور اشباہ والنظائر وغیرہ کتابین تصنیف کین جو علمائے حنفیہ کا ماخذ و مرجع ہوئین۔ طریقت کا علم شیخ عارف باللہ سلیمان خضیری سے حل کیا آپ کو حل مشکلات قوم مین بڑا ذوق تھا۔ عارف شعرانی کا قول ہے کہ مین نے دس سال آپ کی مصاحبت کی مگر کوئی عیب کی بات آپ مین نہ دیکھی اور سنہ ۹۵۳ ہجری مین آپ کے ساتھ حج کیا سو آپ کو اپنے جیران وغلمان کے حق مین جانے آنے بڑا خلیق وشفیق پایا حالانکہ آدمی کے اخلاق سفر مین بدل جاتے ہین۔ صاحب رد المحتار بیان کرتے ہین کہ آپ نے علاوہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق اور اشباہ والنظائر کے فتح الغفار شرح المنار اور مختصر تحریر الاصول المسمیٰ بہ لب الاصول اور تعلیقات ہدایہ باب بیوع سے اور حاشیہ جامع الفصولین اور فتاویٰ اور چالیس رسالے متفرق مسائل مین تصنیف کیے۔ آپ سے آپ کے بھائی شیخ عمر بن نجیم صاحب نہر اور محمد غزی صاحب تنویر الابصار نے اخذ کیا۔ وفات آپ کی بقول سید احمد حموی اور مصنف

شیخ زین العابدین

رسائل زینیہ ۸ ماہ رجب سنہ ۱۰۷۰ہجری مین ہوئی۔ قمر خلق تاریخ وفات ہے۔

شیخ محمد سعید بن شیخ احمد بن عبد الاحد سرہندی ۔ آپ کا لقب خازن الرحمۃ تھا۔ بیحد محدث۔ فقیہ۔ عالم۔ فاضل۔ زاہد۔ عابد صاحب کرامات تھے۔ علوم نقلیہ و رسمیہ اپنے والد ماجد مجدد الف ثانی سے حاصل کیے اور انھین سے علم طریقت کو اخذ کیا اور مشکوۃ شریف پر حاشیہ لکھا اور سنہ ۱۰۷۰ ہجری مین وفات پائی۔ حوض انور تاریخ وفات ہے۔

ابو الوفاء بن عمر بن عبد الوہاب عُرضی ۔ حلب کے علماء اعیان سے فقیہ فاضل عالم متبحر۔ متواضع۔ واعظ۔ مفتی حنفیہ تھے اپنی تمام عمر درس و تدریس مین بسر کی اور ایک تاریخ موسومہ بمعادن الذہب اعیان حلب کے تذکرہ مین تالیف کی اور کئی ایک رسالے تصنیف کیے۔ شعر بھی عمدہ کہتے تھے چنانچہ لامیۃ العجم کے مقابلہ مین ایک قصیدہ لامیہ انشاد کیا۔ عید اضحی کے روز سنہ ۹۹۳ہجری مین پیدا ہوئے اور محرم سنہ ۱۰۷۱ھ کو وفات پائی۔ خواجہ عالیمقدار تاریخ وفات ہے۔

مولانا عبد الکریم بن مولانا درویزہ پشاوری ۔ آپ کو اخوند کریم داد کے نام سے بھی پکارتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیے یہانتک کہ آپ محقق افغانستان کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ اخیر کو میر سید علی غواص کے مرید ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور صاحب شریعت و طریقت اور حقیقت ہوئے۔ کتاب مخزن الاسلام تصنیف کی آپ ہر روز رات کو ایک جزو سفید کاغذ کا اپنے حجرہ مین لیجاتے تھے اور بغیر چراغ روشن کیے تحریر فرما کر صبح اپنے یارون کو دیدیتے تھے یہانتک کہ کتاب مذکور تمام کو پہونچی۔ کہتے ہین کہ آپ سے ایک شخص نے پوچھا تھا کہ غوث کس کو کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ غوث کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ مرجائے اور کوئی شخص اسکے منہ پر نظر ڈالے تو وہ آگے سے تبسم کرے پس جب آپ نے سنہ ۱۰۷۰ مین وفات پائی۔ تو شخص مذکور نے امتحاناً آپکے چہرہ پر نظر ڈالی آپنے یہانتک تبسم کیا کہ قریب تھا کہ گفتگو کرنے لگین اسپر شخص مذکور نے توبہ کی اور کہا کہ مین اس سے زیادہ اور کوئی دلیل نہین چاہتا۔ مزار آپ کا علاقہ یوسف زئی مین زیارتگاہ عام ہے۔ شیخ نفس تاریخ وفات ہے۔

محمد افندی بن تاج الدین بن احمد محاسنی دمشقی۔ امام فاضل۔ فقیہ۔ محدث۔ ادیب اریب۔ فطن لبیب۔ فصیح العبارات۔ لطیف الشکل۔ خوش آواز۔ حسن اخلاق۔ مجمع محاسن۔ شریف خاندان سے ایک بڑے مشہور جلیل القدر تھے پہلے دمشق کے محلہ صلاحیہ مین جامع سلطان سلیم کے خطیب مقرر ہوگئے پھر جامع بنی امیہ کے امام اور خطیب ہوئے اور اسی جگہ صحیح مسلم کو پڑھا اور اسپر کچھ تعلیقات لکھے اور جامع مذکور کے قبہ نسر میں حدیث کا درس دیتے رہے آپ سے بہت سے علماء دمشق مثل علامہ محقق شیخ علاء الدین حصکفی مفتی شام وغیرہ نے استفادہ کیا۔ آپ کی نظم فصیح اور نثر بلیغ بھی آپکے کمالات علمی پر دال ہی۔ سنہ ۱۰۱۲ھ مین پیدا ہوئے اور سنہ [illegible] مین وفات پائی۔ شیخ عبدالغنی نابلسی نے ایک نہایت عمدہ قصیدہ آپکے مرثیہ مین کہا ہی جسکا مطلع اور حسن مطلع یہ دو شعر ہین ؎ لیبن رماع الناس ولیضرع الجبل ۔ فبعدک لا یرجو البقاء من لہ عقل ۔ ابا ابنتہ قرت عیون اولی النہی ۔ بہا زمناحتی تدارکہا المحل۔ "محدث شفق" آپکی تاریخ وفات ہی۔

شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق دہلوی۔ فقیہ محدث۔ جامع کمالات صوری و معنوی۔ فاضل متبحر۔ عالم ماہر تھے اور تلمیذ و مرید و مقبول اپنے والد بزرگوار یگانۂ روزگار کے تھے چونکہ صاحبقران شاہ جہان ایام شاہزادگی سے آپکے جوہر استعداد عالی سے اطلاع رکھتا تھا جب دکھن کو جانے لگا تو آپ کو اکبر اباد کا قاضی مقرر کر گیا چنانچہ آپ نے ایک مدت تک قضا کے منصب کو جیسا کہ چاہیے ادا کیا۔ تصانیف بھی آپ نے کثرت سے کی اور جس طرح آپکے والد ماجد نے ترجمہ مشکوٰۃ شریف مین احسان کا ہاتھ کھولا تھا ویسا ہی آپ نے ترجمہ بخاری صحیح بخاری مین صلائے فیض عام دیکر تیسیر القاری فی شرح صحیح البخاری اور نیز شرح صحیح مسلم تصنیف کی اور نوے سال کی عمر مین سنہ ۱۰۷۳ھ مین دہلی مین وفات پائی "شیخ الاسلام" تاریخ وفات ہی۔

ابراہیم بن عیسیٰ بن ابراہیم بن محمد فقیہ مکی المشہور بہ ابی سلمہ۔ اپنے وقت کے امام فاضل۔ فقیہ کامل۔ مختلف علوم کے عارف۔ فروع مذہب کے ماہر۔ فتوی مین مشہور و متدین تھے۔ مکہ معظمہ مین پیدا ہوئے اور وہین نشو و نما پاکر وہان کے علماء

وفضلا سے حدیث - تفسیر - فرائض - فقہ - حساب وغیرہ علوم اخذ کیے اور آپ سے مکۂ معظمہ مین ایک جماعت نے تلمذ کیا - ۱۴ ماہ رمضان سنہ ۱۰۷۶ ہجری مین فوت ہوگئے اور معلاۃ مین دفن کیے گئے - "ریاض اجلال" تاریخ وفات ہے -

محمد بن ابی الصفا

محمد بن ابی الصفا ابن محمود بن ابی الصفا اسطوانی دمشقی - شام کے مشہور فضلا ونبلا مین سے علم وفضل وکمال ومعرفت ادب مین خدا کی آیات مین سے ایک آیت تھے اور کئی طرح سے خوشخطی جانتے تھے سنہ ۱۰۲۴ھ مین پیدا ہوئے اور پاکیزگی وطاعت خدا مین نشو ونما پایا - امام محبی کے ماموں تھے آپ کے امام محبی پر تربیت اور تعلیم کے بڑے حقوق ہین - علوم شیخ عبداللطیف جالقی اور شیخ رمضان عکاری اور شیخ محمد محاسنی سے حاصل کیے اور امام ہمام یوسف بن ابی الفتح امام بادشاہ کی صحبت اختیار کی کیونکہ امام موصوف اور آپ کے والد کے درمیان بڑی دوستی تھی پھر آپکی طرف سے دمشق مین وکیل مقرر ہوئے اور مدرسہ ظاہریہ کبری مین درس دیا - آپ بڑے ساکت - صامت - حلو العبارۃ حسن العشرت تھے یکایک سنہ ۱۰۷۷ھ مین فوت ہوگئے اور مقبرہ فرادیس مین دفن کیے گئے "فخر قصبہ" تاریخ وفات ہے -

شیخ محمد معصوم

شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی بن عبد الاحد سرہندی - جامع علوم ظاہری وباطنی - حاوی فروع واصول - قطب الوقت - مرشد عصر - صاحب کرامات تھے عروۃ الوثقی خطاب تھا - علوم اپنے والد ماجد مجدد الف ثانی سے پڑھے اور سولہ سال کی عمر مین جمیع علوم ظاہری سے فارغ ہوکر اور فضیلت کی دستار باندھکر علوم باطنی مین مشغول ہوئے اور اپنے والد ماجد کی توجہ سے تمام اولاد سے گوے سبقت لیگئے صحبت اغنیاء اور مجلس بادشاہ سے آپ کو بڑی نفرت تھی یہانتک کہ شاہجہان بادشاہ آپ کی مصاحبت کی بڑی رغبت رکھتا تھا - مگر اسکو میسر نہوئی البتہ اورنگ زیب عالمگیر آپکا مرید ہوا لیکن ہمیشہ کی صحبت اسکو بھی نصیب نہوئی جب آپ نے ہندوستان سے عزم زیارت حرمین شریفین کا کیا تو عرب وعجم سے بیشمار لوگ آپکے حلقۂ ارادت مین آگئے یہانتک کہ جو لوگ آپ کی توجہ سے درجہ ولایت کو پہونچے ایک لاکھ سے زیادہ

شمار کیے گئے ہین۔ وفات آپ کی ۱۰۰۷ھ یا ۱۰۰۸ھ یا ۱۰۰۸ھ ہجری مین وقوع مین آئی۔ مشہور کشور اور آرایش ملفوظات اور اسرار حقیقت تاریخ وفات ہین اور مجموعہ مکتوبات آپ کی تصنیف سے یادگار ہے۔

ابراہیم بن عبد الرحمن بن محمد بن عماد الدین عمادی دمشقی ۱۰۱۲ھ مین پیدا ہوئے ملک شام کے مشہور فضلاء و بلغاء مین سے علم ادب اور نظم و نثر مین بارع۔ فقیہ کثیر المحفوظات۔ محدث فاضل۔ مقبول الہیأت۔ عظیم الہیبت تھے۔ ابتدا مین علوم اپنے والد ماجد سے پڑھے پھر بورینی مین حسن بن محمد سے مختلف علوم و فنون حاصل کیے اور حدیث کو احمد عیثاوی وغیرہ سے اخذ کیا۔ باپ کی وفات کے بعد اپنے منجھلے بھائی کے ساتھ روم کا سفر کیا۔ دو دفعہ حج کیا اور دوسری دفعہ کے حج کے وقت رکب شامی مین قاضی مقرر ہوئے۔ اخیر عمر مین فالج ہو گیا جس مین ڈیڑھ سال مبتلا رہ کر شنبہ کے روز ماہ ربیع الثانی ۱۰۵۱ھ ہجری مین وفات پائی۔ اور مقبرہ باب الصغیر مین اپنے والد کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔ روح محفوظ تاریخ وفات ہے۔

خیر الدین بن احمد بن نور الدین علی بن زین الدین بن عبد الوہاب ایوبی فاروقی رملی۔ مفسر۔ محدث۔ فقیہ۔ لغوی۔ صوفی۔ نحوی۔ بیانی۔ عروضی۔ منطقی۔ کثیر السمر۔ اپنے زمانہ مین شیخ حنفیہ تھے۔ شہر رملہ مین ۹۹۳ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ علم سراج الدین حانوتی صاحب فتاویٰ مشہورہ اور احمد بن محمد امین الدین بن عبد العال سے پڑھا اور اپنے شہر و مصر مین درس دیا۔ فتاویٰ سائرہ تصنیف کیا اور منح الغفار اور عینی شرح کنز اور اشباہ و النظائر اور بحر الرائق اور زیلعی اور جامع فصولین وغیرہ پر حواشی لکھے اور نیز رسائل اور ایک دیوان حروف معجم کی ترتیب پر لکھا اور ۱۰۸۱ھ مین رملہ مین وفات پائی۔ آیت رحمت ایزد تاریخ وفات ہے۔ بہت لوگون نے خلاصۃ الاثر محبی وغیرہ کے آپ کے مناقب اور احوال اور بیان مشائخ اور تلامذہ مین طول دیا ہے۔ ایوبی کی نسبت آپ کے بعض اجداد کی طرف ہے۔

اسمٰعیل بن تاج الدین بن احمد المعروف بہ محاسنی دمشقی۔ اپنے زمانہ کے امام

عالم شیخ فاضل صاحب ثروت ومال اور جامع اموی واقع دمشق کے خطیب امام تھے۔ دمشق
مین سنہ ۱۰۲۲ ہجری مین پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد کی گود مین پرورش پا کر طلب علم مین
مشغول ہوئے یہان تک کہ ایک جماعت شیوخ سے تحصیل علوم کر کے بارع و فائق ہوئے
جامع اموی اور مدرسۂ جوہریہ مین درس دیا اور بہت سے طلاب آپ کے پاس جمع
ہوئے آپ اپنے والد کی طرح تجارت بھی کرتے تھے۔ سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین آپ کو
دولت علیہ کے حکم سے تدریس مدرسۂ سلیمیہ کی تفویض ہوئی پھر سنہ ۱۰۸۵ ہجری مین
مولی عثمان رومی قاضی دمشق کی طرف سے مدرسۂ تقویہ کی تدریس سپرد ہوئی۔ یہان
تک کہ اسی سنہ مین دمشق کے اندر وفات پائی۔ فخر قلعہ تاریخ وفات ہے۔

خواجہ معین الدین بن خواجہ محمود نقشبندی۔ کاشمیر کے علماے کبار اور مشائخ
نامدارین سے اتباع شریعت و ترویج سنت و ترضیع بدعت اور زہد وورع و تقوی مین
اپنا نظیر نہ رکھتے تھے تمام علما و صلحاے وقت آپ کی تحریر و تقریر کو قبول کرتے اور لوازم و
نوازل مین آپ کے پاس رجوع لاتے تھے اور بڑے بڑے علماے کاشمیر مثل ملا محمد طاہر
کشمیری خلف مولانا حیدر علامہ و ملا ابوالفتح کلو و ملا یوسف مدرس و مفتی محمد طاہر
و مولانا عبدالغنی و مولانا مفتی شیخ احمد وغیرہ جو کاشمیر مین علم شریعت کا کھڑا کرتے
تھے آپ کے خط فرمان پر سر رکھتے اور احکام روایت و عدالت مین آپ سے
فتوی طلب کرتے تھے آپ نے علماے وقت کی درخواست سے کتاب فتاوے
نقشبندیہ اور کنز السعادت علوم شریعت و طریقت مین تصنیف کین اور ایک کتاب فارسی
دلچسپ مین الموسوم برسالہ رضوانی دربارہ خوارق و کرامت والد بزرگوار تالیف کی۔
وفات آپ کی ۱۰۸۵ ہجری مین ہوئی۔ خلیفۂ عصر تاریخ وفات ہے۔

محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمن بن محمد بن جلال الدین بن حسن بن
زین العابدین حصنی اثری المعروف بحصکفی۔ فقیہ محدث۔ عالم۔ فاضل۔ نحوی
حافظ احادیث و مرویات۔ طلیق اللسان۔ فصیح البیان۔ جید التقریر و التحریر
جامع معقول و منقول صاحب تصانیف کثیرہ اور مصنف کتب مفیدہ تھے فقہ مین

کاشمیر کے حالات مین لکھی اور اسرار الاشجار اور کتاب منطق الطیر شیخ عطار کو منظوم کیا نیز خواجہ خاوند محمود نقشبندی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُنسے علوم باطن کا کمال حاصل کرکے سنہ ۱۰۹۰ ہجری مین وفات پائی اور کاشمیر کے محلہ کندر پورہ مین متصل عیدگاہ کے مدفون ہوئے۔ محدث زیب کشور تاریخ وفات ہے۔

سیف الدین بن شیخ محمد معصوم

سیف الدین بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی ۔ عالم فاضل جامع علوم نقلیہ وعقلیہ صاحب کمالات ظاہری و باطنی وکرامات تھے۔ علوم اپنے والد ماجد سے پڑھے اور انھین سے طریقت کو حاصل کیا اور تتبع شریعت نبوی کے یہان تک تھے کہ محی السنۃ کے خطاب سے مخاطب تھے جو شخص کفار وفساق وغیرہ سے آپکی زیارت کو آتا تائب ہوتا آپ کو دنیا اور اہل دنیا سے نہایت نفرت تھی جب کوئی اللہ کا نام آپ کے سامنے زبان پر لاتا آپ بمجرد سننے کے بے ہوش ہوکر زمین پر مثل مرغ نیم بسمل کے لوٹتے کہتے ہین کہ ایک روز آپ رات کو واسطے ادائے تہجد کے اٹھکر حجرہ پر چڑھے کہ اتنے مین بانسلی کی آواز آپکے کان مبارک مین پڑی جسکو سنکر آپ بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑے جس سے آپکے کو سخت ضرب آئی۔ وفات آپ کی سنہ ۱۰۹۸ھ مین واقع ہوئی۔ شیخ صالح بہان تاریخ وفات ہے۔

شیخ ابراہیم بن حسین مفتی مکہ

شیخ ابراہیم بن حسین بن احمد بن محمد بن احمد بن بیری مفتی مکہ مکرمہ الشہیر بہ بیری زادہ ۔ اکابر فقہاء حنفیہ مین سے فقیہ فاضل ۔ محدث کامل ۔ مجدد مآثر علوم ۔ ماہر متبحر ۔ نقل احکام وتحریر مسائل مین متبحر ی حرمین مین علم فتوی مین یگانۂ زمانہ مطالعہ کتب مین منہمک ۔ کل ولایات کے علماء کے نزدیک جلالت وفضیلت کے ساتھ مشہور تھے ۔ علوم اپنے چچا محمد بن بیری اور عبدالرحمن مرشدی وغیرہ سے پڑھے اور حدیث کو ابن علان وغیرہ سے اخذ کیا اور بہت سے مشائخ نے آپ کو اجازت دی آپکی تصنیفات ستر سے زیادہ ہین جنمین سے حاشیہ اشباہ والنظائر مسمی بہ عمدۃ ذوی البصائر شرح موطا امام محمد دو جلد مین ۔ شرح تصحیح قدوری مولفہ شیخ قاسم ۔ شرح منسک الصغیر مولفہ ملا رحمۃ اللہ رسالہ فی جواز العمرہ فی اشہر الحج ۔ شرح منظومہ ابن شحنہ در باب عقائد

سیف المسلول فی دفع الصدقة لآل الرسول رسالہ در بارہ مسکر و زباد۔ رسالہ در بارہ جمرة العقبہ رسالہ در بارہ اشارہ سبابہ۔ رسالہ در بارہ بیض الصید اذا ادخل الحرم۔ رسالہ در بارہ عدم جواز تلفیق ہین اس اخیر کے رسالے مین آپ نے اپنے ہم عصرون کی بن فروخ وغیرہ کا خوب رد کیا ہے۔ ولادت آپ کی مدینہ منورہ مین کچھ اوپر سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین ہوئی۔ اور یکشنبہ کے روز ۱۸ شوال سنہ ۱۰۹۹ ہجری مین وفات پائی اور معلاۃ مین قریب حضرت سیدہ خدیجہ کے دفن کیے گئے شیخ عالی محل تاریخ وفات ہے۔ کہتے ہین کہ آپکو مومنت سے بڑا تعلق تھا پس آپ نے آنحضرتؐ کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین یا ابرھیم مت فان لك بی اسوة حسنة پس آپ نے عرض کی کہ اس شرط سے مرتا ہون کہ ہر سال حج کا ثواب میرے لیے لکھا جائے حضرت نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا۔

رفتہ ابن فقیہ

اخوند ابو الفتح کلو۔ کاشمیر کے علماء و فضلا مین سے جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ علوم خواجہ حیدر چرخی سے حاصل کیے استخراج مسائل فقہیہ مین بے نظیر تھے اخیر عمر مین افتاے کاشمیر کی خدمت بھی آپ سے متعلق ہوئی عقائد اہل تشیع کی تردید مین کتاب سیف اللسان تصنیف کی اور اسکے سوا اور کتابین اور تعلیقات بھی لکھین اور تمام عمر درس و نشر علوم مین مصروف رہکر سنہ ۱۱۰ ہجری مین وفات پائی اور مقبرہ سلطان زین العابدین مین مدفون ہوئے۔ فیاض دہر تاریخ وفات ہے۔

علامہ گتکری حسن سال وی

ملا شنگرف گنائی عرف حضرت باباعثمان اوچپ گنائی۔ کاشمیر کے علماے کبار و فضلاے نامدار سے تھے محدث۔ فقیہ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور ملا فیروز مفتی کے چچا تھے اپنے شہر کے علماء سے علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کرکے حرمین محترمین کو تشریف لیگئے اور وہان زبدة المتاخرین خاتم المحدثین ابن حجر مکی سے حدیث کی اجازت حاصل کی اور کاشمیر مین واپس آکر تدریس و تعلیم مین مشغول رہے اور محلہ علاشش پورہ مین متصل قبر مولانا لولی گنائی کے مدفون ہوئے۔ صاحب تاریخ اعظمی لکھتے ہین کہ کتاب شمائل نبوی خاص آپکے ہاتھ کی ملا شنگرف سے لکھی ہوئی اور نیز وہ اجازت نامہ جو شیخ ابن حجر نے بہشت اسماء الرجال اپنے ہاتھ سے لکھکر آپکو دیا تھا ہمارے پاس موجود ہے

اخوند ملا محمد جمال الدین۔ اپنے وقت کے عالم فاضل متبحر روزگار۔ واقف اسرار تھے باوجود کمال شغل علوم ظاہری کے بابا فتح اللہ حقانی کی خدمت مین حاضر ہو کر استفاضہ امور باطنی کا کیا اور رات دن تدریس علوم ظاہری و باطنی مین مشغول ہوے شیخ نصیر الدین ابو الفقرا نے آپ سے پڑھا اور حدیث کی سند حاصل کی۔ علاوہ اسکے اکثر اکابر وقت نے مثل بابا نصیب شیخ اسمٰعیل چشتی وغیرہ کے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ اکثر شیخ نور الدین ولی کی تربت پر زیارت کے لیے جایا کرتے تھے ایک دن شیخ نصیر الدین نے کہا کہ حسب ارشاد نبوی فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم کے آپ کی فضیلت شیخ نور الدین سے زیادہ ہے آپ نے فرمایا کہ ایک روز ہمنے آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھا کہ شیخ نور الدین آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہین آپ نے فرمایا کہ اے جمال یہ شیخ نور الدین ہے۔ جو کام اسنے کیا ہے وہ کسی نے نہین کیا۔ آپ گوشت کم کھایا کرتے تھے اور بے تکلف گرتہ اور بوریہ کے فرش پر اوقات بسر کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ بابا فتح اللہ کی ایک لڑکی آپ کے عقد اور دوسری آپ کے بھائی ملا کمال الدین کے عقد مین تھی۔ قبر آپ کی کاشمیر مین ہے۔

خواجہ زین علی پتور انیواری۔ عالم فاضل محدث کامل تھے۔ شیخ یعقوب صرفی اور ملا شمس الدین پال سے علوم اخذ کرکے حضرت مخدوم شیخ حمزہ کے مرید ہوئے اور باوصف رتبہ فضیلت کے معارف و دقائق تصوف سے حصہ تام حاصل کیا اور اواسط عمر مین فقر اختیار کرکے زیارت حرمین شریفین کو تشریف لیگئے وہان شیخ ابن حجر مکی سے حدیث کی اجازت لیکر کاشمیر مین واپس آئے اور افادہ و نشر علوم مین مصروف ہوئے جب وفات پائی تو محلہ رانیواری مین اپنے مسکن کے متصل مدفون ہوئے۔

شیخ علی بن جار اللہ قرشی خالدی مخزومی کی خالد بن ولید رض کی اولاد مین سے مکہ معظمہ مین رہتے تھے۔ اپنے وقت کے فقیہ فاضل۔ محدث کامل۔ مفتی و خطیب مکہ تھے آپ ہی تھے جو اس وقت صحیح بخاری کا جیسا کہ چاہیے درس علی الاطلاق دے سکتے تھے فصاحت و بلاغت اور سلاست طبع و لطافت تقریر و تحریر اور حسن خلق مین دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ علاوہ اسکے محبت درویشان اور اعتقاد مشائخ اور قلت طمع اور

ریاضت نفس مین بھی آپ کو بہرہ وافر حاصل تھا تمام روز عصا سے حرم شریف پر بیٹھکر امور دینیا ور مقاصد علیہ کو انجام دیتے اور افتار و تدریس مین مصروف رہتے تھے۔ اکابر و شرفا کی تزویج و تخطیب مین بھی آپ ہی سے لوگ تبرک چاہتے تھے صرف آپ اور آپ کے والد بزرگوار ہی حنفی المذہب تھے اور سب قوم آپ کی شافعی تھی آپ کو فتوی کے وقت کتاب دیکھنے کی کچھ احتیاج نہوتی تھی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتب احادیث خصوصاً صحیح بخاری آپ ہی سے پڑھی اور احادیث کی سند حاصل کی اور کئی دفعہ صحیح بخاری کے مذاکرہ کے وقت شیخ مذکور سے فرماتے تھے کہ جو تمنے مجھسے حاصل کیا ہی اس سے فائدہ لینا میرا زیادہ ہی۔ آپ کو شیخ علی متقی سے نہایت اعتقاد تھا اور انھون نے آپکو اپنا خرقہ بھی مرحمت فرمایا تھا آپ شیخ عبدالوہاب سے بھی بڑی محبت رکھتے تھے۔

مولوی محمد حنفی

مولی محمد حنفی۔ ولایت شام کے رہنے والے تھے اکثر علوم نقلیہ کے حافظ تھے خصوصاً تفسیر و حدیث و فقہ اور تصوف مین بڑے ماہر تھے شمائل ترمذی کی شرح تصنیف کی۔ اکثر اوقات فتوحات مکیہ کو اپنے مطالعہ مین رکھتے تھے اور بسا اوقات مجردون کی وضع اختیار کر لیتے تھے بعض دفعہ آپ کا یہ حال ہوتا تھا کہ بہت سا مال آپ کے پاس جمع ہو جاتا تھا اور تھوڑی دیر مین اُسکو خرچ کر دیتے تھے اور جسکو چاہتے دے دیتے تھے کئی سال تک مکہ معظمہ مین رہتے رہے اور شیخ علی متقی رح کی صحبت مین حاضر ہوتے اور اُنکا بڑا ادب و اعتقاد کرتے تھے جب شیخ موصوف وفات پاگئے تو انکے خلیفہ شیخ عبدالوہاب کی خدمت مین آتے جاتے اور اُنکی بھی بڑی تعظیم و تکریم کرتے کہتے ہین کہ آپ کئی دفعہ فوت ہوئے اور پھر زندہ ہوئے شیخ عبدالحق زاد المتقین مین لکھتے ہین کہ جن دنون مین ہم مکہ معظمہ مین تھے تو یہ افواہ اوڑی تھی کہ ایک شخص محمد نام نے ولایت شام مین مہدویت کا دعوی کیا ہی جب یہ خبر شیخ عبدالوہاب کی خدمت مین پہونچی تو انھون نے فرمایا کہ شاید یہ دعی مہدویت کا محمد حنفی ہوگا پھر فرمایا کہ وہ اس قسم سے ہی کہ جو دعوی کریگا اُسکو پورا کردیگا وہ عجائب مخلوقات خدا سے ہی اور عجیب و غریب طور رکھتا ہی۔

ملا محمد صادق سیالکوٹی

ملا محمد صادق معروف بہ حکیم دانا ابن مولانا کمال الدین سیالکوٹی علامہ علوم

عقلیہ و نقلیہ اور درجۂ تدقیق و تحقیق پر فائز تھے جہانگیر شاہ نے آپ کی کمالیت کا شہرہ سن کر آپ کو اپنی مجلس مین باریاب کیا جب علمائے اہل تسنن و تشیع کا مباحثہ اور معارضہ ہوا تو اہل تسنن کی طرف سے آپ ہی مناظر تھے یہانتک کہ ملا حبیب اللہ شیعہ کو آپنے ساکت کر دیا اور اپنے گھر محلہ جبالتہ مین مدفون ہوئے۔

ملا عبدالرزاق بانڈی: (ملا عبدالرزاق بانڈی)
ملا عبدالرزاق بانڈی۔ بڑے عالم فاضل اور معقولات مین بے نظیر تھے شرح تجرید کا حاشیہ لکھا اور فرماتے تھے کہ میری تالیف کو سمجھنا تو کجا بڑے بڑے عالم صرف پڑھ بھی نہین سکتے۔ بعد تحصیل کمالات کے سفر اختیار کیا اور شاہجہان بادشاہ نے آپ کو مدرسہ کابل کا مدرس مقرر فرمایا۔ کئی راتین کتاب محاکمات پر رد لکھتے رہے جس سے آپ کے دماغ مین خلل ہوگیا اور چھری اپنے حلق پر مار لی مگر شاگردون نے اسی وقت زخم کو باندھ دیا اور کابل کی مدرسی سے استعفاء دیکر کاشمیر مین آئے اور یہین وفات پائی۔ آپکے ماموں ملا فاضل بھی عالم مدقق اور محشی مشہور تھے جنھون نے اکثر حواشی مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی کا رد لکھا۔

مفتی یوسف: (مفتی ملا یوسف)
مفتی ملا یوسف چیک۔ عالم بے مثل اور فقیہ بے نظیر تھے اور مباحث ایسے تھے کہ کوئی آپ کو مباحثہ و معارضہ مین مغلوب نہ کر سکتا تھا۔ ملا فاضل اور ملا عبدالرزاق آپ کی کمالیت کے مقر تھے اور آپکے ساتھ علمی بحث نہ کر سکتے تھے آپ اکثر صحبت خواجہ خاوند محمود مین حاضر ہوکر آنسے دقائق علم فقہ و تفسیر کا افادہ کرتے تھے آپ کے فرزند ارجمند ملا عبدالنبی بھی بڑے فقیہ اور عالم بے نظیر تھے اور سلوک و سجلات مین آپ کی طرح کوئی مفتی ماہر نہ تھا۔

حدیقۂ دوازدہم

بارھوین صدی کے فقہاء و علماء کے حالات مین

میر زاہد: (میر زاہد)
میرزاہد بن قاضی محمد اسلم ہروی کابلی۔ فاضل اجل۔ عالم متبحر منطقی۔ صاحب ذہن ثاقب۔ فکر صائب۔ تدقیق مین سابقین سے گوے سبقت لیگئے تھے۔ ہندوستان

مین پیدا ہوئے۔ علوم اپنے باپ اور دیگر فضلاء ہند سے حاصل کیے۔ سنہ ۱۰۶۲ ہجری مین آپ کو شاہجہان نے محرر وقائع کابل مقرر کیا جب عالمگیر تخت نشین ہوا تو آپ نے ۱۰۷۷ مین آپ کو عسکر کا محاسب مقرر کیا بعد ازان کابل کی صدارت آپ کو سپرد ہوئی جہان آپ نے ہنگامہ افادہ کا گرم کیا اور بہت سے طلبہ علم نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیۂ شرح مواقف اور محقق دوانی کی تہذیب کی شرح اور حاشیہ تصور و تصدیق مصنفۂ قطب رازی اور حاشیہ شرح ہیاکل یادگار ہین۔ وفات آپکی سنہ ۱۱۰۱ ہجری مین ہوئی۔ فاضل بے مقابلہ تاریخ وفات ہے۔

ابوبکر بن بہرام دمشقی

ابوبکر بن بہرام دمشقی نزیل قسطنطنیہ۔ بڑے عالم فاضل۔ مفنن خصوصًا ریاضی مین یگانۂ زمانہ تھے۔ دمشق مین پیدا ہوئے اور بعد تحصیل علوم و فنون کے قسطنطنیہ کو رحلت کی جہان وطن اختیار کرکے اکثر مجالس صدور مین داخل ہوتے ۱۰۹۹ مین مدارس سلیمانیہ مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوگئے پھر حلب کی قضا آپ کو دی گئی اور ماہ جمادی الاولی سنہ ۱۱۰۲ ہجری مین وفات پائی۔

ملا قطب الدین سہالوی

ملا قطب الدین شہید سہالوی۔ نقلیات و عقلیات مین مقدام تھے آپ کے زمانہ مین ملک پورب مین ریاست علم و تدریس کی آپ پر منتہی ہوئی۔ قصبہ سہال مین جو علاقہ لکھنؤ سے ہے پیدا ہوئے۔ علوم ملا دانیال چوراسی اور قاضی کاشی تلمیذ محب اللہ الہ آبادی صاحب رسالۂ تسویہ او رشارح فصوص سے حاصل کیے اور آپ سے اکثر علما پورب نے تلمذ کیا۔ آپ نے شرح عقائد دوانیہ پر نہایت دقیق حاشیہ لکھا۔ سنہ ۱۱۰۳ ہجری مین فرقہ عثمانیہ نے جو سہال مین رہتا تھا سفارات کو آپکی حویلی پر ہجوم کیا اور آپ کو شہید کرکے حویلی کو جلا دیا۔ فیض بار ہی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن سلیمان

ابراہیم بن سلیمان بن محمد بن عبد العزیز حنفی نزیل دمشق۔ فقیہ نحریر فاضل بے نظیر۔ مفنن۔ مورخ۔ حافظ۔ وقائع۔ واقف غوامض نقول۔ جامع فروع۔ حاوی اصول تھے۔ حدود ۱۰۲۰ مین شہر جنین مین جو شام کے ملک مین واقع ہے پیدا ہوئے بعد رملہ کو تشریف لیگئے جہان خیر الدین مفتی حنفی سے تفقہ کیا اور

مدت تک انکی ملازمت میں رہکر مسائل فقہیہ کے کاتب رہے چنانچہ جب وہ فوت ہوئے تو اُنکا فتاوی مشہورہ مرتب کیا غرض بعد وفات شیخ مذکور کے دمشق میں آئے اور وہاں وطن اختیار کیا اور کئی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھیں۔ مصر میں بھی جاکر وہاں کے مشائخ اجلہ سے اخذ کیا۔ آپکو اسماء کتب اور اُنکے مؤلفین اور اسماء و القاب اور تاریخ وفات و انساب و استحضار فروع فقہیہ اور علل حدیثیہ میں معرفت تامہ حاصل تھی تاریخ ابن حزم کو کامل کیا اور بعض رسائل تاریخیہ تالیف کیے یہانتک کہ دمشق میں منگل کے روز ۱۹ ماہ صفر سنہ ۱۱ھ میں وفات پائی اور تربت باب الصغیر میں دفن کیے گئے۔ شہنشاہ ولایت تاریخ وفات ہے۔

مولا محمد امین کانی بدیری کاشمیری۔ علمائے مدققین اور فقہائے محققین میں سے صاحب تصانیف مفیدہ تھے۔ اکثر کتب متداولہ مثل شرح تہذیب وغیرہ پر حواشی و شروح لکھے اور علم فرائض میں نثر و نظم میں رسائل مختصر تصنیف کیے اکثر علمائے کاشمیر مثل مولانا عنایت اللہ شال اور ملا محسن وغیرہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اوقات شریفہ قناعت و توکل کے ساتھ تدریس و بحث علوم میں مشغول رکھتے تھے۔ آپ نے اواخر عمر میں واسطے تیاری جہیز اپنی دو دختروں کے جو حد بلوغت کو پہونچی تھیں ہندوستان کا سفر اختیار کیا جب آپ دہلی میں پہونچے تو آپکی دونوں لڑکیوں نے کاشمیر میں غلطی سے بجائے دوا کے زہر کھالیا اور جان بحق ہوگئیں مولانا کو بشارت ہوئی کہ آپ کی مہم انجام کو پہونچ گئی اب آپ کاشمیر میں جاکر تدریس و تلقین علم میں مشغول ہوں آپس پر آپ دہلی سے کاشمیر میں تشریف لائے اور ہنگامہ درس و تلقین علوم گرم کیا۔ آپ طبع بھی موزون رکھتے تھے چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کاشمیر کا قاضی جب ہندوستان سے پھر کر کاشمیر میں پہونچا تو آپ اُسکی ملاقات کے لیے گئے مگر اُسنے بسبب مدت کی مفارقت کے آپ کو نہ پہچانا اور جب بعد نام پوچھنے کے آپکو پہچانا تو بڑا عذر کیا آپ نے فرمایا کہ آپ بیشک معذور ہیں کیونکہ مقولہ اذا جاء القضاء عمی البصر مشہور ہے۔ وفات آپ کی ماہ رمضان یوم لیلۃ القدر سنہ ۱۱۰۹ ہجری میں ہوئی۔ معلم جہان تاریخ وفات ہے۔

ملا عبد الشکور تپاو۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ۔ صاحب ورع و تقوی تھے جوانی میں

تحصیل علوم مین مشغول ہو کر خواجہ حیدر چرخی وغیرہ فضلاء سے استفادہ کیا اور تھوڑی سی مدت مین حقائق و دقائق علوم مین فائز ہوئے اکثر درس منقولات اور فقہ مین اشتغال رکھتے تھے۔ بادشاہ عالمگیر نے جو روپیہ واسطے علماء کے کاشمیر کے بھیجا تھا اسمین آپ نے حصہ لینا قبول نہ کیا اور سنہ ۱۱۰۳ہجری مین وفات پائی۔ ملا محمد اشرف نے جو آپ کے استاد زادہ کے شاگرد ہین آپ کے مرثیہ مین بزبان عربی ایک قصیدہ کہا ہی جس مین تاریخ وفات آپ کی سہ لامات بوفاتہ علوا لکھی ہی۔

شاہ رضا قادری شطاری لاہوری۔ اعاظم علماء دین اور کبرائے مشائخ روزگار مین سے علوم ظاہری مین صاحب فتوی اور علوم باطنی مین اہل ارشاد تھے مشائخ متاخرین مین سے جس قدر فتوحات ظاہری و باطنی آپ کو نصیب ہوئی ہین پنجاب اور لاہور مین کسیکو میسر نہین ہوئین جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا تھا ویسا ہی ظہور مین آتا تھا کرامتین و خوارق بے اختیار آپ سے ظاہر ہوتے تھے۔ وفات آپ کی ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۱۰۸ہجری مین ہوئی۔ مزار آپ کا لاہور مین ہی۔ آیت رحمت جہان تاریخ وفات ہی۔

قاضی محب اللہ بہاری بن عبد الشکور۔ علوم کے بحر ذخار۔ فقیہ۔ اصولی منطقی حاوی فروع و اصول۔ نتیجۃ السلف حجۃ الخلف تھے۔ موضع کڑہ مین جو مضافات بہار واقع ہی پیدا ہوئے۔ اوائل کتب درسیہ کو متفرق مقامات سے حاصل کیا پھر درس قطب شمس آبادی مین داخل ہوئے جہان سے بحر علوم اور رہبر بین النجوم ہو کر دکھن کو تشریف لیگئے اور شاہ عالمگیر سے ملے اسنے آپ کو لکھنؤ کا قاضی بنا دیا پھر کچھ مدت بعد حیدرآباد کے قاضی بنائے گئے کسی قدر مدت کے بعد بادشاہ نے آپ کو قضاء کے عہدہ سے معزول کر کے اپنے پوتے رفیع القدر بن معظم کی تعلیم پر مقرر کیا اور جب عالمگیر نے اپنی اخیر عمر مین کابل کی حکومت اپنے بیٹے معظم الملقب بہ شاہ عالم کے سپرد کی اور وہ مع اپنے بیٹے رفیع القدر کے دکھن سے کابل کو گیا تو آپ بھی اُسکے ساتھ کابل کو گئے۔ سنہ ۱۱۱۸ہجری مین بعد عالمگیر کی وفات پر جب شاہ عالم ہندوستان مین پہونچا تو اسنے آپ کو منصب جلیلہ صدارت ممالک ہند کا سپرد کیا اور فاضل خان کا لقب دیا یہانتک کہ سنہ ۱۱۱۹ہجری مین آپ نے وفات پائی۔

شیخ وہ ہر تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات مین سے سلم العلوم منطق اور مسلم الثبوت اصول فقہ اور جوہر الفرد ومسئلہ جزء لایتجزی مین مدارس علماء مین متداول اور مقبول ہین۔ آپ نے جس طرح سلم العلوم تصنیف کرکے علم منطق کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح کتاب مسلم الثبوت تصنیف فرما کر علم اصول فقہ کو فروغ دے دیا ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ جملہ علوم نقلی وعقلی حدیث وتفسیر اور فقہ وغیرہ بغیر اصول فقہ کے ہرگز نہین آسکتے۔

مولانا محمد محسن کشتو کاشمیری۔ جامع علوم نقلیہ وعقلیہ تھے۔ ملا محمد امین کانی اور دیگر فضلاء سے علوم حاصل کرکے تھوڑی سی مدت مین اپنے اقران سے فائق ہوگئے خصوصًا علم معقولات مین اعلیٰ مہارت حاصل کی آپ کے درس مین عجب فیض تھا شاذ ونادر کوئی بے بہرہ رہا ہوگا۔ اکثر کتب خصوصًا ہدایہ ومطول پر حواشی اور تعلیقات لکھے۔ اخوند ملا نازک سے علوم باطنی حاصل کیے صاحب تاریخ اعظمی لکھتے ہین کہ آج کے دن اکثر طلبۂ علم جو مرتبۂ افادہ کو فائز ہوئے ہین آپ کی شاگردی سے منسوب ہین۔ ابھی عمر آپ کی پچاس سال کو نہ پہونچی تھی کہ سنہ ۱۱۱۹ ہجری مین آپ نے وفات پائی اور محلہ تاشون مین مقبرہ سید محمد کرمانی مین مدفون ہوئے۔

مفتی ابو الصفا بن احمد بن ایوب عدوی صالحی دمشقی خلوتی۔ اپنے زمانہ کے شیخ۔ امام۔ صدر الصدور۔ علامہ فاضل بارع۔ فقیہ۔ مفسر۔ نحوی تھے۔ دمشق مین سنہ ۱۱۲۵ ہجری مین پیدا ہوئے اور وہین نشو ونما پاکر اپنے والد ماجد سے طلب علم مین مشغول ہوئے اور انسے طریق خلوتیہ اخذ کیا اور شیخ ابراہیم فتال دمشقی وغیرہ فضلاء سے پڑھا یہانتک کہ بارع وفائق اقران ہوئے دمشق مین افتاء حنفیہ کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی اور مرتے دم تک مفتی رہے حج بھی کیا اور مکہ معظمہ مین مدرسہ مرادیہ کے متولی رہے جہان آپ کی بڑی شہرت اور قدر ومنزلت ظاہر ہوئی۔ آپ کی تصنیفات سے ایک فتاوی متداول ہے۔ وفات آپ کی منگل کے روز ۱۲ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین ہوئی اور تربت مرج الدحداح مین دفن کیے گئے۔ فاضل مہر تاریخ وفات ہے۔ عدوی عدی بن مسافر صحابی کی طرف منسوب ہے اور آپ کے اجداد تعلع عزیز کے جو دمشق کی نواح

مین واقع ہی رہنے والے تھے

شیخ جان محمد لاہوری - شریعت و فقہ و حدیث مین عالم کامل اور طریقت و معرفت مین مقتداے زمانہ تھے اور لاہور کے محلہ پرویز آباد مین جسکی آبادی شہر سے باہر تھی رہتے تھے۔ صغر سنی مین شیخ عبد الحمید خلیفہ شیخ اسمٰعیل المعروف بہ میان کلان لاہوری سے تحصیل علم مین مشغول ہوئے ایک دن ہمراہ اوستاد کے میان صاحب موصوف کی خدمت مین حاضر ہوے میان صاحب نے آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے لڑکے اگر تو عالم فاضل اور صاحب تحصیل ہوجائے تو ہمارے ساتھ احادیث کا تکرار کیا کریگا آپ بسبب شرم و حیا اور نہایت ادب کے خاموش رہے شیخ عبد الحمید نے آپ کو کہا کہ اے لڑکے کہو کہ اگر آپ کی توجہ موجب تحصیل علم مین فائز المرام ہوجاؤن تو آپ کی خدمت مین حاضر ہونگا آپ نے ان کلمات کو ادا کیا اسپر میان موصوف نے ہاتھ اٹھا کر آپکے حق مین دعا کی جو درجۂ اجابت کو پہونچی اور آپ نے چند ماہ مین استعداد کلی بہم پہونچا لی جب شیخ عبد الحمید نے دیکھا کہ آپ مجھسے علمی طاقت مین زیادہ ہوگئے ہین اور ابھی انکا طائر ہمت بلند پروازی مین ہی تو اپنے سے علحدہ کرکے آپ کو شیخ تیمور کے حوالہ کیا جو لاہور مین اکابر علماے وقت سے تھے پس آپ نے تھوڑے سے عرصہ مین آنسے استفادہ کرکے فضیلت کی دستار حاصل کی ایک دن حضرت میان صاحب اپنے مدرسہ مین مستغرق بحر مراقبہ تھے کہ آپ کا خیال دل مین گذرا اور فوراً آپ کو اپنی طرف جذب کیا آپ اس کشش کے سبب فی الفور حاضر آگئے اور میان صاحب نے آپ کو بغلگیر فرماکر نعمت وافرعطا کی اور ولایت کے مرتبہ پر پہونچایا اور فرمایا کہ آئندہ حسب وعدہ خود دوشنبہ و جمعہ کو ہمارے پاس آکر احادیث کا تکرار کیا کرو چنانچہ آپ ہمیشہ تاحیات میان صاحب بایام مقررہ انکی خدمت مین حاضر ہوکر احادیث کا تکرار فرماتے اور جس حدیث مین شبہہ مانند ہوتا میان صاحب مراقبہ مین روح پرفتوح حضرت رسالت پناہ سے تصحیح فرماتے۔ وفات آپ کی سنہ ۱۱۲۰ ہجری مین ہوئی اور محلہ پرویز آباد مین دفن کیے گئے کہتے ہین کہ آپ نے بعد چند سال کے مقدم محلہ مذکور کو جو آپ کا خادم تھا خواب مین دکھائی دیکر فرمایا کہ ہماری نعش کو یہان سے

نکالکر متصل حضرت میان صاحب کے دفن کرو ورنہ تیرے محلہ مین سخت بلا نازل ہوگی صبح کو مقدم مذکور نے آپ کی نعش مبارک کو وہان سے نکلوا کر میان صاحب کی قبر کے پاس دفن کرادیا۔ بحر فضل تاریخ وفات ہی۔

سید قطب الدین شمس آبادی۔ قطب العلماء اور مدار الفضلاء تھے۔ اصل مین آپ سادات امیٹھی سے تھے جو پورب مین واقع ہی جہان سے آپ شمس آباد متعلقہ قنوج مین آکر سکونت پذیر ہوئے۔ علوم ملا قطب الدین وغیرہ اساتذۂ عصر سے حاصل کیے اور اخیر عمر تک تدریس مین مشغول رہے آپ سے خلق کثیر نے تلمذ کیا آپ باوجودیکہ ایسے تنگدست تھے کہ گھر مین آگ تک روشن کرنے کی دستگاہ نہ رکھتے تھے مگر بڑے قانع تھے اور اپنی حاجات کو کسی پر ظاہر نہ کرتے تھے اور بڑی کشادہ پیشانی و کشادہ زبان و حالت سے تدریس مین مشغول رہتے تھے ستر سال کی عمر مین سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین فوت ہوئے عفت شعار تاریخ وفات ہی۔

قاضی حیدر المخاطب بقاضی خان۔ کاشمیر کے علماء متبحر اور فقہاء نامدار مین سے تھے۔ علم مولانا عبدالرشید زرگر سے حاصل کیا جب جملہ علوم و مختلف فنون مین کمالیت کو پہونچ گئے تو بسبب تنگی معاش کے وطن کو چھوڑ کر عالمگیر کے لشکر مین آگئے اور سیادت خان صدر الصدور سے آشنائی پیدا کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بادشاہ کی شفقت سے شہزادون کی تعلیم پر مامور ہوئے بعد چندے شہر دہلی کے قاضی ہوگئے اور اپنے کمال عدل و انصاف سے بادشاہ کو یہانتک راضی کیا کہ قاضی القضات کے لقب سے ملقب ہوئے۔ وفات آپ کی اسہال کے مرض سے سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین ملک دکن مین ہوئی اور نعش آپ کی وہانسے اٹھا کر کاشمیر مین لیگئے اور شہر کے باہر باغ بچہ پورہ مین دفن کی گئی۔ فاضل دور آپ کی تاریخ وفات ہی۔

ملا محمد اشرف ٹھٹھوی خلف خواجہ محمد طیب۔ آپ اعقاد مولانا علامہ خواجہ حیدر مین سے بڑے ذکی۔ جید طبع۔ مستقیم مزاج۔ عالم فاضل تھے۔ اپنے بزرگون سے کمالات حاصل کرکے مولانا محمد محسن کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آنسے علوم فقہ وغیرہ

حاصل کرکے بڑے متبحر ہوئے اور تصنیفات رائقہ علم قرات اور رشیدیہ اور بعض فنون مین مثل جواہر الحکم وغیرہ کے تصنیف کین اور اکثر تصانیف مین مجادلہ اور بلاغت کلام مین اپنے اقران سے ممتاز تھے۔ آغاز سن کہولت مین ۱۱۲۳ ہجری مین وفات پائی۔

مولانا عنایت اللہ شال کشمیری

مولانا عنایت اللہ شال کاشمیری - بڑے عالم فاضل - فقیہ محدث متقی - متورع جامع کمالات ظاہریہ و باطنیہ تھے - علوم و فنون مولوی ابو الفتح اور مولانا عبد الرشید زرگر اور فرزندان خواجہ حیدر چرخی سے حاصل کیے اور خدا کے فضل سے تھوڑی سی مدت مین اپنے وقت کے علماء و فضلا ر سے گوے سبقت و فوقیت لیگئے علم فقہ و حدیث اور اُسکے طرق اسانید خصوصاً درس صحیح بخاری مین نظیر نہین رکھتے تھے کہتے ہین کہ چھتیس ۳۶ دفعہ آپ نے اول سے آخر تک صحیح بخاری کا مذاکرہ کیا اور مثنوی مولانا روم کے پڑھنے کے آپ بڑے شائق تھے علوم باطن مین بھی آپ نے مشائخ سے خرقہ خلافت حاصل کئے اور تمام عمر تدریس و نصائح و وعظ مین معروف رہے اور طبع موزون رکھتے تھے شعر صوفیانہ و دردمندانہ کہتے تھے - اڑسٹھ سال کی عمر مین آخر ماہ شعبان ۱۱۲۵ ہجری مین وفات پائی - فخر جہان تاریخ وفات ہے -

شیخ غلام نقشبند لکھنوی

شیخ غلام نقشبند بن شیخ عطاء اللہ لکھنوی - عالم اجل - فاضل اکمل - مفسر فقیہ - حامی شریعت غرا - حارس ملت بیضا تھے - اوائل کتب درسیہ میر محمد شفیع دہلوی سے پڑھین اور تحصیل کی دستار پیر محمد لکھنوی سے باندھی اور اُنکے خلیفہ ہوگئے آپ کی تدریس و تلقین سے بہت خلقت کو فیض پہونچا - شاہ عالم سے آپ نے ملاقات کی اور اُسنے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی - سید عبد الجلیل بلگرامی نے آپ سے علم حاصل کیا آپکی تصنیفات سے تفسیر ربع قرآن المسمی بانوار القرآن اور اُسکے حواشی اور تفسیر بعض سورہ قرآنیہ اور کتاب فرقان الانوار اور اللامعۃ العرشیہ مسئلہ وحدت وجود مین اور شرح قصیدۂ خزرجیہ عروض مین وغیر ذالک یادگار ہین - وفات آپ کی سلخ ماہ رجب ۱۱۲۶ ہجری مین ہوئی - اور لکھنؤ مین دفن کیے گئے - دار الفیض تاریخ وفات ہے -

شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون صدیقی امیٹھوی - فقیہ محدث - اصولی جامع معقول ومنقول - علامہ وقت - فہامہ دہر اور اورنگ زیب عالمگیر کے اوستاد وصاحب تقوی تھے آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول کی طرف منتہی ہوتا ہے آپ قصبۂ امیٹھی مین جو مضافات لکھنؤ سے ہے پیدا ہوے سات سال کی عمر مین قرآن حفظ کیا پھر اطراف واکناف کے علما و فضلا سے تلمذ کیا آپ بڑے صاحب حافظہ تھے کتابون کی عبارت ورقون کے ورق آپ کو یاد تھے اخیر کو مولانا لطف اللہ جہان آبادی کی خدمت مین حاضر ہوے یہانتک کہ سولہ سال کی عمر مین علوم دینیہ اور فنون شرعیہ کی تحصیل وتکمیل سے فراغت پائی - عالمگیر بادشاہ نے آپ کو اپنی اُستاذی کے لیے منتخب کیا اور آپ کی بڑی عزت وتوقیر کرتا تھا اور عالم شاہ بن عالمگیر بھی آپ کی نہایت تعظیم وتکریم کرتا تھا - اکیس ۲۱ سال کی عمر مین آپ نے سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین تفسیر احمدی کو اُن احکام فقہیہ کی تشریح مین جو قرآن سے مستنبط ہوتے ہین تصنیف کیا بعد ازان حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لیگئے اور مدینۂ منورہ مین بعض طلبا کی استدعا سے اٹھاون سال کی عمر مین اصول منار کی شرح نور الانوار تصنیف فرمائی - جو اس زمانہ مین یہانتک مقبول علما ہوئی ہے کہ درس مین داخل ہے اس شرح کے بعد آپ پچیس ۲۵ سال زندہ رہے اور سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین دار الخلافہ دہلی مین وفات پائی اور آپکا جسد شریف قصبۂ امیٹھی مین جو آپ کا مولد تھا لیجا کر دفن کیا گیا - خورشید اوج تاریخ وفات ہے -

میر ایوب بخاری بخارا کے فضلاے نامدار اور فقہاے یگانۂ روزگار مین سے تھے جو اول عہد شاہ فرخ سیر میں کاشمیر مین وارد ہو کر تدریس علوم دینی اور اتباع سنت نبوی مین مشغول ہوے اور سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین وفات پائی - اور کوسہ پورہ مین مدفون ہوے -

حافظ امان اللہ بن نور اللہ بن حسین بنارسی - منقول ومعقول مین ماہر اور فروع واصول مین متبحر قرآن کے حافظ تھے شاہ عالمگیر کی طرف سے صدارت لکھنؤ پر مقرر ہوے اُن دنون مین قاضی محب اللہ بھی وہان قاضی تھے جس سے آپ کے اور اُنکے درمیان اکثر مباحثے ومناظرے جاری رہتے تھے - آپ نے اصول فقہ مین

کتاب مفسر نام تصنیف کی اور خود ہی اُسکی شرح محکم الاصول نام لکھی۔ علاوہ اسکے حاشیۂ تفسیر بیضاوی۔ حاشیۂ عضدی۔ حاشیۂ تلویح۔ حاشیۂ قدیمہ۔ حاشیۂ شرح مواقف حاشیۂ حکمۃ العین۔ حاشیۂ شرح عقائد دوانی۔ حاشیۂ رشیدیہ درباب مناظرہ محاکمہ مابین امیر باقر استرآبادی و ملا محمود جونپوری و۔ بارۂ مسئلۂ حدوث دہری یادگار زمانہ ہین۔ وفات آپکی ۱۱۳۳ہجری مین ہوئی۔ آرایش کاخ تاریخ وفات ہے۔

سید عبد الجلیل
بلگرامی

سید عبد الجلیل بن سید احمد حسینی واسطی بلگرامی۔ محدث۔ مفسر۔ فقیہ۔ ادیب لغوی۔ علامہ بارع کوکب ساطع۔ قاموس اللسان۔ طلیق البیان تھے۔ ۱۳ ماہ شوال ۱۰۷۱ہجری کو بلگرام مین پیدا ہوئے اور وہان کے اساتذہ سے علوم حاصل کیے اور حدیث کو سید مبارک شاہ محدث واسطی حسینی بلگرامی متوفی ۱۱۱۵ تلمیذ شیخ نور الحق محدث سے سُنا اور ادب کو شیخ غلام نقشبند لکھنوی سے اخذ کیا اور فنون عالیہ خصوصاً تفسیر وحدیث وسیر و اسماء الرجال اور تاریخ عرب وعجم حاصل کیے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ ہندی مین بڑے عارف تھے اور نہایت طلاقت لسانی سے ان چارون مین گفتگو کرتے تھے اورنگ آباد مین سید علی معصوم صاحب کتاب سلافۃ العصر سے ملاقات کی جنھون نے آپکی نسبت بہت عمدہ شہادت دی اور کہا کہ مین نے ہند مین آپ جیسا کوئی نہین دیکھا عالمگیر نے آپکو بخشی گری اور وقائع نگاری گجرات پنجاب پر مقرر فرمایا پھر سندھ کے بلاد بکر اور سیوستان مین اسی خدمت پر مقرر ہوئے جسکو آپ نے بڑی خوبی سے انجام دیا۔ ۱۱۲۶ہجری مین سلطان فرخ سیر سے ملکر ان تمام خدمات سے استعفا دے دیا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے سید محمد کو مقرر کرا کے آپ بلگرام مین آگئے جہان آپ کے دختر زادہ سید آزاد نے آپ سے تلمذ کیا ایک برس کے بعد آپ دہلی کو تشریف لے گئے اور وہان اقامت اختیار کی یہان تک کہ شنبہ کی رات ۲۳ ماہ ربیع الآخر ۱۱۳۸ مین وفات پائی اور نعش بلگرام مین لا کر بستان محمود کے اندر دفن کی گئی۔ آپ کی تاریخ وفات اُولٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جَنّٰتُ عَدْنٍ سے نکلتی ہے۔

شیخ حبیب اللہ

شیخ عارف حبیب اللہ قنوجی۔ فقیہ فاضل صوفی کامل۔ جامع علوم

عقلیہ ونقلیہ تھے۔ علوم دینیہ وظاہریہ کو بتمام وکمال حاصل کرکے شاہ عبد الجلیل الہ آبادی سے سلوک وتصوف مین اشتغال کیا اور جب اس علم مین بھی منتہی ہوئے تو اپنے آپ کو درس اور ارشاد خلق کے لیے وقف کر دیا۔ جواہر خمسہ اور تذکرۃ الاولیا اور سیر مین روضۃ النبی اور انیس العارفین اور فقہ مین کتاب محاضل تصنیف فرمائین۔ وفات آپ کی ۱۱۴۰ مین واقع ہوئی۔ اور آپ کے آثار سے اسوقت مسجد وخانقاہ اور روضہ جسمین آپ کی قبر ہے باقی ہین دریاے افضال تاریخ وفات ہے۔

شیخ علی اصغر بن شیخ عبد الصمد قنوجی بکری کرمانی اولاد شیخ عماد الدین کرمانی صاحب فصول عمادیہ۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ صرف۔ نحو۔ منطق۔ معانی مین وحید العصر فرید الدہر تصوف وسلوک مین امام وقت تھے ۱۰۵۱ ہجری مین پیدا ہوئے علوم درسیہ متداولہ سید علامہ محمد قنوجی سے اخذ کیے اور متوسطات ومطولات کو حلقۂ درس سید نعمۃ اللہ سہارنپوری مین تمام کیا اور تحصیل کی دستار شیخ کامل ملا محمد زمان کاکوری سے باندھی۔ آپ کا نسب حضرت ابو بکر صدیق رض پر منتہی ہوتا ہے سید غلام علی آزاد نے مآثر الکرام مین لکھا ہے کہ آپ کے بعض آبا واجداد مدینہ منورہ سے کرمان مین آئے اور وہان سے شیخ مبارک بن عماد الدین کرمانی ہند مین آئے اور قنوج مین وطن اختیار کیا اور شیخ علی اصغر تحصیل علم مین شیخ احمد ملا جیون کے شریک رہے اور شیخ پیر محمد لکھنوی سے خرقہ پہنا اور قنوج مین آخر عمر تک عزلت اختیار کی اور ساٹھ برس تک تدریس دی آپ کے درس مین بہت لوگ فضیلت کے درجے کو منتہی ہوئے۔ آپ کی تصنیفات سے جلالین کے طرز پر ایک مختصر تفسیر المسمی بہ ثواقب التنزیل لیکن بلاغت ومتانت مین اُس سے احسن اور تبصرۃ الدراج سلوک مین۔ اور قصیدۂ میمینہ اور اسکی شرح نفائس العلیہ فی کشف اسرار المیمینہ اور شرح فصوص الحکم وغیرہ یادگار ہین۔ وفات آپ کی ۱۱۴۰ ہجری مین ہوئی اور عنصر مشہور دہر تاریخ وفات ہے۔

شیخ علی اصغر

شیخ کلیم اللہ جہان آبادی۔ اعاظم علما اور کبراے مشائخ مین سے تھے

شیخ کلیم اللہ

دہلی کے علماء وفضلاء سے علوم ظاہری وفنون رسمی حاصل کرکے فضیلت وکمالیت کی دستار باندھی پھر حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لیجاکر مدینہ منورہ مین حضرت شیخ یحییٰ مدنی کے مرید ہوئے اور مدت تک انکی خدمت مین ظاہری وباطنی فیوض پاکر اور خرقۂ خلافت حاصل کرکے شاہجہان آباد مین آئے اور درمیان قلعہ وجامع مسجد کے تدریس وتلقین خلائق مین مصروف ہوئے اور علوم حقائق ومعارف مین کئی کتب تصنیف کین چنانچہ کتاب سواء السبیل وکشکول ومرقع وغیرہ مشہور ومعروف ہین — وفات آپ کی ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۰ ہجری مین ہوئی۔ مزار آپ کا دہلی مین زیارتگاہ عام ہے۔ فاضل ہادی دہر تاریخ وفات ہے۔

محمد عنایت اللہ قادری قصوری ثم اللاہوری الشطاری۔ ابو المعارف کنیت تھی۔ جامع علوم ظاہر وباطن۔ فقیہ فاضل۔ صوفی کامل تھے۔ شرح وقایہ کے حواشی المسمی بہ غایۃ الحواشی دو جلدون مین تصنیف کیے جنمین فروع کثیرہ داخل کیے اور کنز الدقائق کی شرح ملتقط الدقائق نام تصنیف کی جسمین باب تشہد کے اندر اشارہ سبابہ کی سنت کو خوب ترجیح دی۔ وفات آپ کی سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین ہوئی۔ فخر دوران تاریخ وفات ہے۔

ابوبکر بن احمد بن صلاح الدین المعروف بالعلمی مقدسی۔ اپنے زمانہ کے شیخ عالم فقیہ فاضل۔ محدث مقدام۔ عابد زاہد راغب افعال حسنہ تھے۔ قدس مین افتاء حنفیہ کے متولی رہے پھر اسلامبول مین تشریف لیگئے اور وہان افادہ خلائق اور نشر علوم مین مشغول رہکر سنہ ۱۱۴۴ ہجری مین وفات پائی۔ رازدار خالق تاریخ وفات ہے۔

عبد الغنی بن اسمٰعیل بن عبد الغنی نابلسی دمشقی۔ عالم محقق۔ فاضل مدقق تھے۔ علوم وفنون اپنے ملک کے علماء وفضلاء سے حاصل کیے اور اپنے چشمہ فیض سے ایک جماعت کثیر کو سیراب کیا۔ کتاب نہایۃ المراد شرح ہدیۃ ابن العماد اور خلاصۃ التحقیق فی مسائل التقلید والتلفیق اور لؤلؤ المکنون فی الاخبار عما سیکون اور غایۃ الوجازۃ فی تکرار الصلوٰۃ علی الجنازۃ وغیرہ تصنیف کین اور سنہ ۱۱۴۳ مین وفات پائی۔ محقق

مذہب حنفی تاریخ وفات ہے۔

سید محمد بن مصطفی

سید محمد بن مصطفی بن حبیب ارضروی نزیل قسطنطنیہ۔ ابو المکارم کنیت تھی قسطنطنیہ کے علماے اعلام اور ربانیون مین جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے اور مولی شیخ الاسلام فیض اللہ کے عہد مین قسطنطنیہ مین وارد ہوئے اور بڑا مرتبہ پایا اور آپ کی بڑی عظمت و عزت ہوئی لیکن جب شیخ موصوف قتل ہو گئے تو آپ سلطانی حکم سے شہر بروسا مین جلاوطن کیے گئے جہان آپ نے ۳۰ سال اقامت فرما کر سنہ ۱۱۴۶ ہجری مین وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب السیاسۃ والاحکام یادگار ہے۔

حاجی محمد افضل

حاجی محمد افضل بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی۔ محدث ثقہ عالم ماہر۔ فاضل متبحر اولیاے نامدار تھے بعد تحصیل علوم ظاہری کے شیخ حجۃ اللہ نقشبند کے مرید ہوئے اور دس سال تک اُنسے فیوض باطنی حاصل کیے پھر شیخ عبد الاحد خلیفہ شیخ احمد سعید سے ولایت کا شرف حاصل کیا بعد ازان حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لیگئے اور وہانسے فیوضات بے شمار اور فتوحات عظیم کے ساتھ واپس آکر تدریس علوم دینی اور تلقین اسرار باطنی مین مصروف ہوئے چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے علم حدیث کی سند آپ سے حاصل کی۔ آپ کا یہ طریقہ تھا کہ جو شخص کچھ نقد بطور تحفہ وہدیہ کے لاتا تو آپ اُس سے ہر فن کی کتابین خرید کرکے وقف کر دیتے چنانچہ ایک دفعہ آپ کو پندرہ ہزار روپیہ بطور تحفہ کے آیا آپ نے سب کی کتابین خرید کرکے وقف کر دین وفات آپ کی سنہ ۱۱۴۶ ہجری مین ہوئی۔ نور فیض تاریخ وفات ہے۔

حافظ محمد محسن

حافظ محمد محسن مجددی نقشبندی شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی اولاد اور شیخ محمد معصوم مجددی کے خلفاء مین سے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور حاوی فنون رسمیہ وظاہریہ تھے اور دہلی مین آپ کے وقت کسیکو علماء و فضلاے شہر سے آپکے ساتھ برابری کی جرأت نہ تھی اخیر کو آپ نے ہدایت ربانی کی کشش سے شیخ محمد معصوم کی خدمت مین حاضر ہو کر علوم باطنی سے فائدہ اُٹھایا اور ورع و تقوی در ہد و ریاضت مین یگانۂ روزگار ہو کر خلافت کا خرقہ حاصل کیا۔ وفات آپ کی سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین ہوئی

احمد بن بکر بن احمد بن محمد بطیش المکی سنہ ۸۶۵ ہجری مین شہر مکہ مین پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام اجل۔ علامہ فاضل عالم متبحر۔ فقیہ ماہر۔ مولف تحریر سنفتی مکہ تھے آپ کی تصنیفات سے فتاوی مکی و شرح ملتقی الابحر و شرح منظومہ ابن شحنہ وغیرہ یادگار ہین۔ وفات آپ کی سنہ ۹۳۸ ہجری مین ہوئی۔ فاضل عالی فہم تاریخ وفات ہے۔

شیخ ابراہیم بن اسمعیل رملی شبلی فقہاء اسیار مین سے فقیہ فاضل۔ عالم بالفرائض ادیب خلیق متواضع تھے۔ رملہ مین پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالنے پر قاہرہ کو تشریف لیگئے جہان امام رئیس خفیہ وغیرہ فضلاء سے علوم حاصل کیے اور اپنے شہر مین واپس آکر درس اور افادہ خلائق مین مشغول ہوئے یہانتک کہ علماء کثیر نے آپ سے اخذ کیا۔ وفات آپ کی رملہ مین سنہ ۱۰۴۹ مین ہوئی۔ زیب خلقت تاریخ وفات ہے۔

سید جان محمد بن سید معین الدین بلگرامی۔ عالم فاضل حاوی فروع و اصول۔ جامع منقول و معقول تھے سنہ ۱۰۸۰ مین پیدا ہوئے۔ آپ کے والد عالمگیر کے عہد مین ملتان مین صاحب دار العدالت تھے آپ نے سات قرات کے ساتھ قران کو حفظ کیا اور علوم و فنون کو اپنے چچا علامہ سید عبد الجلیل واسطی سے حاصل کیا عربی کے خوشنویس بھی اعلیٰ درجہ کے تھے اور نہایت فصاحت کے ساتھ فارسی مین گفتگو کیا کرتے تھے پھر حج کے شوق مین نکلے اور بغداد اور نجف اور کربلا اور طوس کو دیکھتا اور بزرگون کی زیارات کرتے ہوئے مکہ معظمہ مین پہونچے اور حج کرکے مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے اور وہان اقامت اختیار کی آپ مسجد نبوی مین بیٹھکر تصحیح قران شریف مین مشغول رہتے تھے یہانتک کہ سنہ ۱۱۴۲ مین وفات پائی اور بقیع مین دفن کیے گئے۔ عالم قرآن جان تاریخ وفات ہے۔

مولانا ابو الفتح کانی۔ عالم عامل۔ عارف کامل۔ شیخ السنۃ قامع البدعۃ مرید شیخ محمد جبتی و شیخ محمد مراد متو نقشبندی کے تھے عمر نہایت افادہ افاضہ اور احتیاط و حسن سلوک مین بسر کرکے سنہ ۱۱۴۴ ہجری مین وفات پائی۔

سید طفیل محمد بن سید شکر اللہ حسینی اترولی بلگرامی۔ عالم فاضل۔ عارف کامل

فقیہ ادیب جامع علوم رسمیہ نقلیہ و عقلیہ تھے۔ ساتویں ماہ ذی الحجہ ۱۰۷۱ھ میں قصبہ اترولی نواح آگرہ میں پیدا ہوئے اور اپنے چچا سید احسن اللہ کے ساتھ دہلی کو تشریف لیگئے جہاں آپ نے سید حسین الملقب برسول نما سے میزان الصرف سے پڑھنا شروع کیا پھر شرح ملا جامی تک اپنے چچا مذکور سے پڑھا پھر بلگرام میں آکر سید مربی متوفی ۱۱۱۱ھ اور حاجی سید سعد اللہ متوفی ۱۱۳۸ھ تلمیذ ملا عبد الرحیم قاضی مراد آباد شاگرد ملا عبد الحکیم سیالکوٹی اور قاضی علیم گجندوی متوفی ۱۱۱۵ھ اور سید قطب الدین شمس آبادی سے علوم کو تحصیل کیا پھر ستر برس تک علوم کو زندہ کیا اور نکاح نہ کیا جب سید عبد الجلیل بلگرامی آگرہ کو گئے تو آپ بھی انکے ہمراہ گئے آپ شعر بھی عمدہ کہا کرتے تھے۔ وفات آپ کی ۱۱۵۱ھ میں ہوئی اور بلگرام میں مدفون ہوئے۔ تاج مذہب تاریخ وفات ہے۔

شیخ الاسلام مولوی امان اللہ بن مولوی خیر الدین۔ عالم فاضل۔ متورع کامل۔ خلیق شفیق تھے صغر سنی میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور تھوڑی مدت میں علوم معقول و منقول میں مہارت کامل حاصل کر کے محسود اقران و معاصرین ہوئے۔ تصانیف رائقہ اور تعلیقات فائقہ کیں باوجود ان اوصاف کے ورع و تقوی کی طرف میل کلی رکھتے تھے اور حسن اخلاق اور عموم اشفاق سے آشنا و بیگانہ کو قید کر لیتے تھے۔ عین گرمی ہنگامہ تدریس میں بسبب امور دنیاوی کے بادشاہ کے لشکر میں پہونچے اور بسبب شہرت اور کارکردگی کے نواب امیر الامراء خان دوران سے ربط کلی حاصل کیا اور جنگ نادریہ میں ۱۱۵۱ھ میں شہادت پائی۔ فخر دو سرا تاریخ وفات ہے۔

مولوی سعد الدین صادق بن مولوی امان اللہ شہید ۱۱۲۱ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے والد ماجد سے علوم حاصل کر کے مسند افادت پر متمکن ہوئے اور اکثر مباحثات میں اپنے ہم عصروں پر غالب رہے بعد ۲۸ روز شہادت والد ماجد کے ۲۴ ماہ ذی الحجہ ۱۱۵۱ ہجری میں وفات پائی اور اپنے باپ کے پاس مدفون ہوئے۔

شیخ محمد فاضل قادری مجددی بٹالوی پنجاب کے علماء اجلہ اور فضلاء کبری میں سے شریعت و طریقت میں ایسا قدم راسخ رکھتے تھے کہ کسیکو علماء عہد اور مشائخ

وقت سے آپ کے قول و فعل پر جا بے نکتہ چینی نہ تھی تمام عمر تدریس اور تعلیم طالبان علم اور حق مین بسر کی اور ہزارہا خلقت آپ کے وسیلہ سے کمالات ظاہری و باطنی کو پہونچی یہ بات ثبوت کو پہونچی ہو کہ جب آپ مجالہ مین خانقاہ کی عمارت بنواتے تھے تو آپ کے پاس کچھ نقد موجود نہ تھا لیس آپ معمارون و مزدورون کو اجرت ہر روز خزانہ غیب سے دیتے تھے۔ وفات آپ کی ۱۱۵۱ھ مین ہوئی اور مزار آپ کا قصبہ مجالہ مین زیارتگاہ عام ہے۔

ابراہیم ابن سفر غزی

ابراہیم بن محمد بن سفر المعروف بابن سفر غزی۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل۔ شیخ صوفی تھے۔ قصبہ غزہ مین پیدا ہوے قاہرہ مین جاکر سید علی الزبیدی وغیرہ سے فقہ پڑھی اور پندرہ سال کی عمر مین بڑا ملکہ حاصل کیا پھر غزہ مین مراجعت کی اور وہان شیخ مصطفی ابن کمال الدین صدیقی دمشقی کی صحبت مین رہکر علوم ظاہر و باطنی کی تکمیل کی اور تدریس و افادہ مخلوق مین مشغول رہکر استسقا کے مرض سے ۱۱۵۲ھ مین وفات پائی اور مقام ظاہر غزہ مین دفن کیے گئے۔ "فخر عرب" تاریخ وفات ہے۔

میر عبدالوہاب منور آبادی

میر عبدالوہاب منور آبادی ابن میر ہاشم۔ عالم عامل۔ فقیہ کامل۔ متورع متقی تھے۔ شغل آیت و حدیث مین عمر بسر کر کے اسی سال سے زیادہ کی عمر مین ۱۱۵۲ہجری مین وفات پائی۔

مولوی محمد زین الدین رانیواری

مولوی محمد زین الدین رانیواری ابن خواجہ عبداللطیف۔ عالم فاضل۔ مدقق کامل۔ ذکی۔ فہیم۔ سخی تھے۔ علاوہ فضیلت علمی کے عالی نسب و حسب اور صلاح و تقوی مین آراستگی تمام اور شعر و سخن و فصاحت مین اقران سے گوے سبقت لیگئے تھے امور معاش مین بڑے موقتا تھے بادن سال کی عمر مین ۱۱۵۳ھ مین وفات پائی آپ کی نماز جنازہ پر تقریباً بیس ہزار آدمی جمع ہوے تھے مزار فائض الانوار آپ کا محلہ رانیواری مین اپنے جد امجد خواجہ زین الدین علی کے پاس واقع ہے۔

نور الدین بن محمد صالح

نور الدین بن شیخ محمد صالح احمد آبادی حنفیہ محدث۔ مفسر۔ علامہ زمانہ۔ فہامہ یگانہ۔ وحید العصر۔ فرید الدہر جامع منقول و معقول۔ حاوی فروع و اصول۔ بحر ذخار علوم صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ احمد آباد مین ۱۰۶۳ہجری مین پیدا ہوے

ملا احمد سلیمانی اور ملا فرید الدین احمد آبادی سے تلمذ کیا یہانتک کہ سرآمد ارباب دانش ہوے سنہ ۱۱۲۳ھ مین حرمین شریفین کی زیارت حاصل کی اور دوسرے سال مراجعت کرکے حضرت محبوب عالم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بیعت و خلافت خانوادون کی حاصل کرکے ایک بڑا مدرسہ اور خانقاہ تیار کرائی اور ابتداے تحصیل سے اخیر عمر تک تدریس و تصنیف مین مشغول ہوکر ایک عالم کو فیض یاب کیا اور ڈیڑھ سو سے زیادہ صغیر و کبیر کتابین تصنیف کین چنانچہ انمین سے تفسیر کلام اللہ۔ نور القاری شرح صحیح البخاری۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ قدیمہ حاشیہ قدیمہ۔ حاشیہ شرح مواقف حل المعاقد حاشیہ شرح المقاصد۔ حاشیہ شرح مطالع۔ حاشیہ تلویح حاشیہ عضدی۔ شرح معول حاشیہ مطول حاشیہ مسلم حاشیہ شمسیہ حاشیہ شرح تہذیب۔ حاشیہ شرح وقایہ۔ حاشیہ شرح ملا۔ حاشیہ طریق الامم۔ شرح فصوص الحکم وغیرہ مشہور و معروف ہین۔ اکانوے سال کی عمر مین نوین تاریخ شعبان کی رات ۱۱۵۵ھ ہجری مین وفات پائی اور اپنی خانقاہ کے پاس مدفون ہوئے "تاریخ وفات اعظم الاقطاب" ہے۔

مولانا محمد عابد لاہوری بڑے عالم فاضل۔ فقیہ۔ مفسر اہل بیت علم سے تھے یہانتک کہ علم و عمل اور ورع و تقوی مین علماے عصر اور اولیاے وقت سے سبقت لیگئے تھے آپ کا نسب آبائی حضرت ابا بکر صدیق پر منتہی ہوتا ہے ہر رات نماز تہجد مین سات دفعہ سورۂ یٰس پڑھتے تھے اور مرض الموت مین جو آپکو اسہال کی بیماری تھی آپنے ہر رات نماز تہجد مین ۳۵ بار سورۂ یٰس اور ۲ ہزار بار ذکر کلمۂ طیبہ اور ہزار بار ذکر نفی و اثبات بحبس دم اور تلاوت ایک منزل قرآن شریف و ہزار بار درود شریف روزمرہ وظیفہ مقرر کیا ہوا تھا آپ کے حلقۂ مجلس مین روزانہ قریب دو سو کے علما و صلحا بیٹھا کرتے تھے۔ آپ نہایت اشتیاق سے پاپیادہ لاہور سے حرمین شریفین مین پہونچے اور حج و زیارت روضۂ رسول مقبول سے مشرف ہوکر واپس آئے اور اٹھارھوین ماہ رمضان سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین لاہور مین وفات پائی۔ "ثمر ہمگان" تاریخ وقت ہے تصنیفات بھی آپ نے بہت کی جنمین سے حاشیہ بیضاوی ناتمام۔ شرح خلاصہ کیدانی

بزبان فارسی۔ شرح قصیدہ بانت سعاد۔ رسالہ دربارہ وجوہ اعجاز قرآن۔ رسالہ فی الاربعۃ الاحتیاطیتیہ بعد صلواۃ الجمعۃ۔ العشرۃ المبشرۃ فی فضائل الأمۃ المرحومۃ۔ مشہور ومعروف ہین۔

ملا نظام الدین بن ملا قطب الدین سہالوی۔ فاضل جید۔ عارف فنون رسمیہ ماہر علوم نقلیہ وعقلیہ۔ فقیہ اصولی تھے۔ علوم شیخ غلام نقشبند لکھنوی وغیرہ سے حاصل کیے اور لکھنو مین اقامت اختیار کرکے تدریس وتالیف مین مشغول ہوئے یہانتک کہ پورب مین ریاست علم کی آپ پر منتہی ہوئی۔ شیخ عبدالرزاق بانسوی متوفی ۱۱۳۶؁ سے بیعت کی اور سید اسمعیل بلگرامی متوفی ۱۱۴۴؁ سے نصوص کثیرہ اخذ کیے۔ سید غلام علی آزاد کہتے ہین کہ مین نے آپ کو دیکھا اور ٹھیک طریقہ سلف صالحین پر پایا آپ کی پیشانی مین نور قدس چمکتا تھا۔ آپ کی تصنیفات سے شرح مسلم الثبوت اور حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ صدرالدین شیرازی یادگار ہین۔ وفات آپ کی ۱۱۶۱؁ مین ہوئی۔ فاضل قدوہ دین ودنیا تاریخ وفات ہے۔

حاجی عبدالولی طرخانی۔ عالم فاضل۔ محدث کامل تھے۔ اپنے وطن طرخان واقع بلاد ترکستان سے مکہ معظمہ مین گئے اور بعد اداے حج کے مدینہ منورہ مین پہونچے اور وہان مدرسہ دارالشفا مین حلقۂ درس شیخ ابوالحسن سندی مین داخل ہوکر روایت کتب حدیث وتفسیر کی اجازت حاصل کی اور وہان سے مراجعت فرماکر کابل مین آئے اور تتمۃ الحواشی ملا یوسف کوسج کو بطور تحفہ کے شیخ الاسلام مولانا قوام الدین کی خدمت مین گذرانا اور روایت کتب حدیث وتفسیر کی اجازت انکو دی اور کچھ عرصہ تک انکے مکان مین رہے آخر الامر ۱۱۶۰؁ ہجری مین موضع نین سوکہ مین جوان نے آپ کو شاہزادہ بلخ کی تہمت مین شہید کردیا کہتے ہین کہ آپ کا سر تن سے جدا ہوکر رات تک خدا کے ذکر مین مشغول رہا جب صبح ہوئی تو آپ نے خاموشی اختیار کی۔ شمع مشہور دہر تاریخ وفات ہے۔

اخوند محمد عبداللہ سدوی۔ بن خواجہ محمد فاضل توپیگر۔ مقیم اسقہ لقب تھا

اپنے زمانہ کے عالم محقق - فاضل مدقق تھے - علم ملا محمد محسن اور شیخ الاسلام علامہ شہید مولوی محمد امان اللہ سے تحصیل کیا یہانتک کہ فحول علماء اور کمل فضلاء کے درجہ مین مترقی ہوکر مسند افادت پر جلوس فرما ہوئے اور جب حضرت قاضی شاہ دولت کاشمیر مین وارد ہوئے تو آپکے حلقۂ ارادت مین داخل ہوکر تھوڑی سی مدت مین سب مراتب درجات طی کرکے خلافت کا خرقہ حاصل کیا اور عبدالصمد خان کے وارد کاشمیر ہونے پر پکلی دومتور کے راستہ سے پشاور مین گئے بعد ازان فخرالدین محمد خان کی نیابت مین بون کے راستہ سے لاہور مین پہونچے اور ملا علاء الدین کے وسیلہ سے وہان کے حکام کی صحبت مین مباحثہ ومناظرہ مین علمائے پنجاب پر فوقیت لیگئے اور وہان سے مراجعت کرکے افتا کا درجہ حاصل کیا اور کچھ عرصہ تک آپ کے وجود سے مجالس محکمہ نے زیب وزینت حاصل کی آخر الامر سب کو ترک کرکے عبادت الٰہی مین مشغول ہوگئے اور اکثر اوقات آپ سے حل مشکلات اور خوارق عادات ظہور مین آئین اور نصف ماہ شوال سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین وفات پائی ”بے ستون کعبہ دین اوفتادہ“ - آپ کی تاریخ وفات ہے آپکے وجود سے کاشمیر مین بہت علم پھیلا چنانچہ آپ کے شاگردون مین سے بابا محمد عثمان وبابا عبداللہ سوپوری وملا عبدالمومن ومیر محی الدین قادری وقاضی محمد حسین وملا نورالدین جعفر و شیخ الاسلام ملا تقی مولوی قوام الدین محمد مفتی وغیرہ ہیں - سوپوری قصبۂ سوپی کی طرف منسوب ہے جو بلاد ترکستان مین واقع ہے جہان سے آپ کے اسلاف آکر کاشمیر مین آباد ہوئے -

سید محمد یوسف بن محمد اشرف واسطی بلگرامی منقولات کے چراغ اور معقولات کی میزان تھے یکشنبہ کے روز ۱۴ ماہ شوال سنہ ۱۱۱۶ ہجری مین پیدا ہوئے آپ چونکہ سید آزاد کی خالہ کے بیٹے تھے اسلیے آپ اور آزاد نے بالموافقت تحصیل علوم پر کمر باندھی اور کتب درسیہ اور فنون کو ابتدا سے انتہا تک سید طفیل محمد اور لغت کو اپنے نانا سید عبدالجلیل اور عروض وقوافی کو سید محمد سے حاصل کیا اور جب سید آزاد حرمین شریفین کو تشریف لیگئے تو آپنے ہیئت اور ہندسہ کو دہلی کے فضلاء سے اکتساب کیا اور سید لطف اللہ حسینی واسطی بلگرامی کی بیعت کی اور شرائع پر استقامت اور وطن مین اقامت اختیار کی - آپ عربی و فارسی مین شعر بھی عمدہ کہتے تھے - توحید شہودی مین کتاب الفرع الثابت من الاصل الثابت آپکے

یادگار ہے۔ وفات آپ کی پنجشنبہ کے روز دوم ماہ جمادی الآخر ۱۱۷۶ ہجری مین ہوئی اور اپنے نانا کے پاس دفن کیے گئے۔ ”بے نظیر“ تاریخ وفات ہے۔

شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور دہلوی۔

قطب الدین لقب تھا آپ کا نسب تیس واسطون سے حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی تک پہونچتا ہے۔ آپ افضل علمائے متاخرین اور سید المفسرین سند المحدثین تھے۔ ولادت آپ کی چارشنبہ کے روز بوقت طلوع آفتاب ۴ ماہ شوال ۱۱۱۴ ہجری مین ہوئی۔ پانچوین سال مین مکتب مین بیٹھے اور ساتوین سال مین آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو نماز مین کھڑا کیا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا اور اس سال کے آخر مین قرآن شریف ختم ہوگیا اور کتب فارسیہ پڑھنی شروع کین دسوین سال مین شرح ملا شروع کیا چودھوین سال نکاح ہوا پندرھوین سال اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور طریقہ صوفیہ کرام خصوصاً نقشبندیہ مین مشغول ہوئے آپ کے والد ماجد نے بہت سا سامان طعام کا مہیا کیا اور خاص و عام کی دعوت کر کے فاتحہ اجازت درس کی پڑھی پس بحسب رسم اس ولایت کے پندرھوین سال مین جملہ علوم متداولہ اور فنون متعارفہ سے فراغت حاصل ہوئی یعنی علم حدیث سے تمام مشکوٰۃ اور صحیح بخاری کتاب الطہارۃ تک۔ شمائل نبوی تمام اور علم تفسیر سے کچھ بیضاوی اور مدارک پڑھی اور چند دفعہ تدریس قرآن شریف مع معانی و شان نزول مین مطابق تفاسیر کے والد ماجد کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہی سبب فتح عظیم کا ہوا۔ علم فقہ سے شرح وقایہ و ہدایہ تمام۔ علم اصول سے حسامی اور کچھ توضیح و تلویح اور علم منطق سے شرح شمسیہ اور کچھ شرح مطالع۔ علم کلام سے تمام شرح عقائد مع کسیقدر خیالی اور شرح مواقف کے۔ علم سلوک سے کچھ عوارف اور رسائل نقشبندیہ وغیرہ۔ علم حقائق سے شرح رباعیات مولوی جامی اور مقدمہ شرح لمعات اور مقدمۂ نقد النصوص علم خواص اسماء و آیات سے مجموعہ خاصہ اور رسائل فوائد۔ علم طب سے موجز۔ علم حکمت سے شرح ہدایۃ الحکمۃ۔ علم نحو سے کافیہ و شرح ملا۔ علم معانی سے مطول و مختصر المعانی علم ہیئت و حساب سے بعض مختصر رسالے پڑھے۔ سترھوین سال آپ کے والد ماجد

فوت ہو گئے اور آپ کو اجازت بیعت و ارشاد کی دیکر آپ کے حق مین کلمہ ید ہ کیدی کا مکرر فرمایا پس آپ بعد وفات والد ماجد کے تقریباً بارہ سال تک کچھ کم و بیش تدریس کتب دینیہ و عقلیہ مین مشغول رہے اور بعد ملاحظہ کتب مذاہب اربعہ اور انکے اصول فقہ اور ان احادیث کے جو انکے تمسک ہین آپ کی طرز تصنیف و تدریس فقہائے محدثین کی روش پر قرار پائی بعد ازان آپ آخر ۱۱۴۳ھ ہجری مین حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لیگئے اور وہان ایک سال قیام فرماکر شیخ ابو طاہر مدنی وغیرہ مشائخ سے حدیث کی روایت کی اور وہان کے علماء و فضلا کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور شیخ ابو طاہر مدنی سے جو حاوی جمیع فرق صوفیہ تھے خرقہ جامعہ پہنکر اور دوسرا حج اداکر کے ۱۴ رجب ۱۱۴۵ھ ہجری مین وارد دہلی ہوئے تصانیف کثرت سے کی جو تمام نافع و مفید اور اپنی جگہ بے نظیر ہین جنمین سے حجۃ اللہ البالغہ - ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء - مصفّیٰ شرح فارسی موطا - مسوّی شرح عربی موطا - فیوض الحرمین - در الثمین - انتباہ - انسان العین فی مشائخ الحرمین - فوز الکبیر فی اصول التفسیر - عقد الجید فی احکام الاجتہاد و التقلید - قول الجمیل - خیر کثیر - ہمعات - الطاف القدس - مقالہ وضیہ فی النصیحۃ و الوصیہ - انصاف فی بیان سبب الاختلاف - سرور المحزون - لمعات - سطعات - المقدمۃ السنیہ فی انتصار الفرقۃ السنیہ فتح الرحمن ترجمہ فارسی قرآن - انفاس العارفین - شفاء القلوب - فتح الخبیر بما لا بد من حفظہ فی علم التفسیر - قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین - بدور البازغہ - زہراوین رسائل تفہیمات وغیرہ مشہور و معروف ہین - وفات آپ کی ۱۱۷۶ھ ہجری مین ہوئی مقتدائے دقیقہ شناس تاریخ وفات ہے -

ابو بکر بن منصور حلبی المعروف بابن قنفذہ - عالم فاضل - فقیہ کامل تھے حلب مین ۱۰۸۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور وہان کے علماء و فضلاء سے علوم تحصیل کر کے درس و تدریس مین مشغول ہوئے اور چورانوے سال کی عمر مین ہفتہ کے روز ماہ جمادی الآخری ۱۱۷۴ھ مین وفات پائی اور دروازہ قنسرین کے باہر تربت امینیہ مین دفن کیے گئے - قنفذہ آپ کی دادی کا نام ہے -

مولانا رستم بن علامہ علی اصغر قنوجی ۔ ہندوستان کے علماے کبار میں سے فقہ، حدیث، تفسیر، منقول و معقول میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور فقہاے ہند اور علماے ولایت میں سے کسی کو آپ کے قول و فعل پر جاے انگشت نہ تھی باوجود تبحر علمی اور جوہر ذاتی کے آپ اپنے آپ کو کمترین درویشوں بارگاہ الٰہی سے شمار کرتے تھے ۔ [illegible] میں پیدا ہوے ۔ علوم متداولہ اپنے باپ سے اخذ کیے اور اُنکی وفات کے بعد ملا نظام الدین لکھنوی سے [illegible] میں تحصیل سے فراغت پائی اور رات دن تدریس و تعلیم خلائق میں مصروف ہوے چنانچہ سیکڑوں طالب علم آپ کے چشمۂ فیض علوم دینی و دنیوی سے بہرہ یاب ہوے ۔ تفسیر جامع الصغیر جو فہم معانی قران شریف میں جلالین پر فوقیت رکھتی ہے اور شرح منار آپ کی عمدہ تصانیف میں سے ہیں ۔ وفات آپ کی ۱۱۷۸ھ ہجری میں ہوئی ۔ شیخ وحید الدہر تاریخ وفات ہے ۔

اخوند ملا ابو الوفا کاشمیری ۔ عالم فاضل ۔ فقیہ کامل ۔ استخراج مسائل میں یگانۂ زمانہ تھے ۔ علوم مولانا محمد اشرف چرخی اور شیخ الاسلام علامۂ شہید سے حاصل کیے اور ابتداے جوانی میں شاہی لشکر میں پہونچکر جاگیر حاصل کی اور کاشمیر کے مفتی ہوے بڑی تحقیقات سے مسائل فرعیہ فقہیہ کو چار جلدوں میں جمع کیا اور ایک رسالہ خصائص آنحضرت میں انوار النبوۃ کے نام سے تصنیف کیا اور [illegible] ہجری میں وفات پائی ۔ سے پیوستہ برحمتِ الٰہی ۔ آپکی تاریخ وفات ہے ۔

بابا محمد محسن قادری کاشمیری ۔ عالم متقی ۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور کتابت میں ید طولیٰ رکھتے تھے ۔ علوم کو شیخ الاسلام امان اللہ شہید سے حاصل کیا اور صحیح بخاری و مشکوٰۃ و بیضاوی و دعوۃ الحق اور ہدایہ کو اپنے ہاتھ سے لکھا اور ماہ جمادی الاولیٰ [illegible] ہجری میں وفات پائی ۔ آپ کے شاگردوں میں سے ملا عبد الستار اور شیخ رحمت اللہ اور مراد الدین خان وغیرہ ہیں

حاجی نعمت اللہ نوشہری ۔ اخوند ملا صدر علی کبروی کی اولاد میں سے عالم فاضل ۔ محدث ۔ کمالات صوری و معنوی سے متصف تھے ۔ علوم کو شیخ الاسلام امان اللہ

شہید سے پڑھا اور آنھین سے روایت کتب حدیث و قرأت احزاب و دعوات حاصل کر کے اپنی عمر کو تورع و تشرع مین بسر کیا اور ۱۱۴۱ھ مین وفات پائی۔ فاضل گرامی تاریخ وفات ہے۔

(اسمعیل بن عبد اللہ) اسمعیل بن عبد اللہ اسکداری صوفی۔ ابو الیمن کنیت نور الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے عالم محقق۔ فقیہ محدث۔ فاضل معقول و منقول۔ نزیل مدینہ منورہ اور شیخ طائفہ نقشبندیہ تھے ۱۰۶۱ھ مین پیدا ہوئے آپ کو فنون کثیرہ مثل حدیث و فقہ و عربیت وغیرہ مین مہارت تامہ حاصل تھی آپ کی تالیفات سے مختصر صحیح مسلم وغیرہ یادگار ہے۔ وفات آپ کی مدینہ مین ۱۱۸۲ھ مین ہوئی۔ ذو الفقار دین تاریخ وفات ہے۔

(خواجہ محمد اعظم ددمری) خواجہ محمد اعظم ددمری بن خیر الزمان کشمیری مجددی۔ کاشمیر کے اعاظم علماء و کبرائے مشائخ مین سے عالم فاضل یگانہ روزگار تھے۔ صغر سنی مین مولانا عبد اللہ شہید سے علم حاصل کیا پھر شیخ مراد بیگ و مرزا کامل بیگ و میر ہاشم قادری وغیرہ سے استفادہ کیا۔ باوجود حکومت و دولت و ثروت اور کرامت حسب و نسب کے دل فقر مین باندھکر شیخ محمد مراد مجددی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور علوم باطنی و اسرار معنوی کی تکمیل حاصل کی۔ چونکہ آپ کو شعر گوئی اور تاریخ نویسی مین بڑی مشق تھی آپ نے ۱۱۴۸ھ مین تاریخ اعظمی المعروف تواریخ ددمری بادشاہون و مشائخ و علماء و فضلاء و شعرائے کاشمیر کے حالات مین نہایت فصاحت و بلاغت سے تصنیف کی اور تاریخ تالیف اسکی واقعات کشمیر مقرر کی۔ علاوہ اسکے ایک کتاب مسمیٰ بہ فیض مراد اپنے پیر روشن ضمیر کے حالات و مقامات کی تشریح مین تالیف فرمائی اور ایک رسالہ مقامات فقر مین مسمی القواعد المشائخ اور رسائل اثبات الجہر و تجربۃ الطالبین و اشجار الخلد و ثمرات الاشجار و شرح کبریت احمر یادگار چھوڑے۔ وفات آپ کی ۱۱۸۵ھ ہجری مین ہوئی۔ سورج گوہر سے تاریخ وفات ہے۔

(ابراہیم بن علی رومی) ابراہیم بن علی رومی۔ عالم۔ فاضل۔ بالخصوص علوم قران مین ماہر باہر رئیس طائفہ جندیہ تھے۔ کاتب چلپی رومی کی کشف الظنون کی تعلیقات لکھی اور صدر الشریعہ کی کتاب کا ترجمہ کیا۔ ایک دفعہ حج کر کے پھر مصر کے جانب سیج کرتا

پہنچے تھے کہ راستہ میں سنہ ۱۱۸۰ھ میں فوت ہوئے۔

ابراہیم بن مصطفی بن ابراہیم حلبی مداری نزیل قسطنطنیہ: علامہ کبیر، فہامہ شہیر، علوم عقلیہ و نقلیہ میں خدا کی ایک بڑی نشانی اور صاحب تصانیف باہرہ مستغنی عن الاوصاف تھے۔ حلب میں پیدا ہوئے اصل میں آپ مداری تھے کہ خدا نے آپ کے دل میں علم کا شوق ڈالا اور مصر میں جا کر سات سال تک تحصیل علوم و فنون میں مشغول رہے پھر دمشق میں جا کر وہاں کی ایک جماعت فضلاء سے اخذ کیا اور تصوف کو شیخ عبد الغنی نابلسی وغیرہ سے حاصل کیا پھر قاہرہ میں مراجعت کی اور منقولات و معقولات کو سید علی الضریر حنفی وغیرہ سے اخذ کیا یہاں تک کہ فائق اقران ہوئے اور مشائخ نے آپ کو تدریس کی اجازت دی۔ آپ نے ہی پہلے پہل اس ملک میں دُر مختار کو پڑھا اور پہلے پہل اسکا حاشیہ تصنیف کیا آپ کے ذکاء اور فضیلت کے سبب سے بڑی شہرت ہوئی اور کثرت سے طلباء آپ کے پاس جمع ہوئے۔ قسطنطنیہ میں آ کر شیخ الاسلام علامہ روم مولی عبد اللہ مشہور بہ ایرانی کے پاس ٹھہرے اور انہوں نے آپ کی بڑی عزت کی وہاں ایک جماعت علماء روم نے آپ سے پڑھا جنمیں سے راغب پاشا صاحب سفینۃ الراغب وغیرہ ہیں اور اکثر ازہر کے محققین آپ کے شاگردوں میں سے ہیں آپ مطالعہ کتب میں دن رات مصروف رہتے تھے آپ کی تصنیفات سے حاشیہ درمختار اور ایک رسالہ عروض میں وغیرہ کتابیں یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ربیع الآخر سنہ ۱۱۹۰ھ میں ہوئی اور قسطنطنیہ میں خالدین زید ابی ایوب انصاری کے پاس دفن کیے گئے "شمع حق پرستی" تاریخ وفات ہے۔

محمد صدیق بن محمد حنیف بن محمد لطیف لاہوری: عالم فاضل، فقیہ محدث، ادیب اریب منشی تھے۔ لاہور میں یوم دو شنبہ ۲ محرم الحرام سنہ ۱۱۲۰ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کابل سے آ کر مسجد وزیر خان کے امام ہوئے اور آپ کی والدہ ماجدہ اہل سیالکوٹ سے تھیں۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کو مولانا محمد عابد صاحب تعلیقات تفسیر بیضاوی کی خدمت میں واسطے بسم اللہ شروع کرانے کے لیگئے بعد ازاں آپ نے ملا اسلام سے کلام اللہ پڑھا اور پھر حفظ کیا بعدہ مختلف اساتذہ مثل مولانا محمد عابد و

مذکر آپکی ولادت دمشق مین ہوئی حافظ الدین لقب تھا۔ ادیب کامل فقیہ فاضل۔ قاری حسن الصوت صحیح التلاوت۔ لطیف الصحبۃ تھے۔ دمشق مین اپنے والد ماجد کی گود مین پرورش پائی اور اجلاء کے دروس مین حاضر ہوکر علوم و فنون اخذ کیے اور اشعار نظم کیے اور جامع صوفا کے امام و خطیب ہوئے۔ شنبہ کے روز ۱۵ شعبان سنہ ۱۰۹۸ ہجری مین وفات پائی اور دروازہ فرادیس کے باہر مقبرہ مرج الدحداح مین دفن کیے گئے۔ زاہد نیک ذات تاریخ وفات ہے۔

اخوند نور الہدی بن اخوند مقیم السنہ عبد اللہ لیسوی۔ علامۃ الوری لقب تھا اپنے زمانہ کے عالم عامل مدقق کامل قدوۃ الفضلاء و زبدۃ العلماء تھے سنہ ۱۱۲۲ ہجری مین پیدا ہوے اور صغر سنی مین اپنے والد ماجد اور مولانا سعد الدین صادق اور شیخ رحمت اللہ سے علوم و فنون حاصل کرکے درجۂ افادت کو پہونچ گئے اور طبع نقاد اور ذہن رسا سے مشکلات علوم کے آسان ہوگئے اور تمام عمر نشر علم و افادۂ خلق اور تقوی مین گذار کر ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین وفات پائی۔ رفتہ نور الہدی ازین عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپکے شاگردون مین سے ملا محمد مقصود و مستور دبیر نظام الدین و بابا اسد اللہ و ملا محمد ولی و شیخ الاسلام مولوی قوام الدین محمد مفتی وغیرہ ہین۔ آپ کے دو فرزند ملا عبد اللہ و ملا محمد انور بھی صاحب علم و فضل ہوئے ہین۔

غلام علی بن سید نوح واسطی بلگرامی حسان الہند لقب اور آزاد تخلص تھا یکشنبہ کے روز ۲۵ ماہ صفر سنہ ۱۱۱۶ ہجری مین قصبہ بلگرام علاقہ صوبۂ اودھ مین پیدا ہوے نسب آپ کا امام زید شہید بن امام زین العابدین تک پہونچتا ہے ابتداء شعور مین تحصیل علم کا سررشتہ ہاتھ مین لیکر کتب درسیہ کو ابتدا سے انتہا تک حلقۂ درس استاذ المتقین میر طفیل محمد بلگرامی مین پڑھا اور کتب لغت و حدیث و سیر نبوی و فنون ادب کو میر عبد الجلیل بلگرامی اپنے جد فاسد سے اخذ کیا اور عروض و قوافی وغیرہ کو اپنے ماموں میر سید محمد سے حاصل کیا اور سند صحیح بخاری اور اجازت صحاح ستہ وغیرہ کی شیخ محمد حیات مدنی اور سماعت بعض فوائد علم حدیث کی شیخ عبد الوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ مین جاکر حاصل کی طنطاوی نے آپ کے اشعار عربی کی نہایت تحسین کی اور جب یہ سنا کہ آپکا تخلص آزاد ہے تو اسکے معنی سمجھکر فرمایا کہ یا سیدی انت من عتقاء اللہ اسکے جواب مین

آپ نے فرمایا کہ حضرت کی اس عنایت سے جو اس عاجز کے حق مین مبذول ہوئی ہے مجھکو
بہت سی امیدین ہین۔ رسم بیعت کی آپ سید لطف اللہ بلگرامی سے عمل مین لائے
اور طریقہ چشتیہ رکھتے تھے مدت العمر مین تین سفر کیے ایک دہلی کی طرف واسطے ملاقات
میر عبد الجلیل کے اور وہان دو سال رہ کر اُنسے تربیت پائی دوسرے سیستان کی طرف جو
سندھ مین واقع ہے اور اُسکے ضمن مین لاہور و ملتان و اُچ و بکھر وغیرہ کو دیکھا اور چار سال
اُس جگہ رہ کر اپنے مامون سید محمد کی نیابت خدمت میر بخشی اور وقائع نگاری مین بجا لائے
تیسرا سفر حرمین شریفین کا ہے اور اُسکی روانگی کی تاریخ سفر خیر اور تاریخ معاودت سفر بخیر
ہے حرمین سے معاودت فرما کر اورنگ آباد واقع دکن مین اقامت اختیار کی نظام الدولہ
رئیس حیدر آباد آپ کے تلامذہ مین سے تھا جب وہ بعد وفات اپنے باپ کے مسند نشین ہوا
تو آپ کے بعض احباب نے آپکو کہا کہ اب جو رتبہ آپ چاہین اختیار کر لین آپ نے فرمایا
کہ مین آزاد ہوا ہون بندہ مخلوق کا نہین ہو سکتا دنیا زہر کے ساتھ مکار دکھائی دیتی ہے
غرضکہ اُس سے حلال ہے اور زیادہ حرام اور یہ شعر پڑھا ؎ درین دیار کہ شاہی بہر گدا بخشند ؎
غنیمت است کہ ما را ہمین بما بخشند ؎ خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ خواجہ حافظ شیرازی نے ساڑھے
تین سو سال پہلے ہی سے میرے نام اور تخلص کی طرف اس شعر مین اشارہ کیا ہے ؎ فاش
میگویم و از گفتہ خود دلشادم ؎ بندہ عشقم و از ہر دو جہان آزادم ؎ بندہ عشق غلام علی کا ترجمہ ہے
کیونکہ عشق عبارت حضرت علی مرتضیٰ سے ہے جیسا کہ شعرا نے نظم مین باندھا ہے۔ آپ کی
تصنیفات حسب ذیل ہین۔ ضوء الدراری شرح صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ تک عربی مین شمامۃ العنبر
فی ما ورد فی الہند من سید البشر۔ تسلیۃ الفواد فی قصائد آزاد۔ سند السعادات فی حسن خاتمۃ السادات
روضۃ الاولیا در بارہ حالات مشائخ روضہ جو قلعہ دولت آباد کے قریب واقع ہے۔ ید بیضا
تذکرہ شعرا۔ مآثر الکرام تاریخ بلگرام۔ خزانہ عامرہ تذکرہ شعرا۔ سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان
غزلان الہند۔ دیوان فارسی۔ مثنوی مظہر البرکات ہفت دفتر عربی مین۔ مرآۃ الجمال
قصیدہ مدح سراپاے محبوب مین ایک سو پانچ بیت۔ دیوان عربی تین ہزار بیت۔ شفاء العلیل
فی اصطلاحات کلام ابی الطیب المتنبی۔ سات دیوان عربی مین المسمی بہ سبع سیارہ اور انمین

قصائد مستزاد و مروف و مزدوج اور ترجیع بین جو کسی شاعر نے آپ سے پہلے اس قسم کے نظم نہین کیے اور اہل ہند سے کسی کو نہین سُنا گیا کہ اُسنے عربی مین کوئی دیوان بنایا ہو لیس کیجا سات دیوان اِن دواوین مین انحضرت کی مدح مین معانی کثیرہ نادرہ ایجاد فرمائے ہین جو مثل آپ کے شعرائے مفلقین اور فصحائے منجم مضمون مین سے کسی کو یہ بات حاصل نہین ہوئی اور غزل بنانے مین ایک خاص طرز رکھتے تھے جسکو اِس فن کے لوگ پہچانتے ہین۔ وفات آپ کی سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین ہوئی اور اورنگ آباد مین دفن کیے گئے شمع لامعۂ ایوان ہندوستان تاریخ وفات ہی۔

سید ابراہیم بن محمد بن محمد کمال الدین بن محمد بن حسین بن محمد بن حمزہ دمشقی۔ آپ کا نسب پیغمبر خدا کی طرف منتہی ہوتا ہی اور اپنے اسلاف کی طرح ابن حمزہ کی کنیت سے معروف تھے اپنے زمانہ کے علامہ۔ امام۔ محدث۔ نحوی۔ اعلام محدثین اور علماء جیدہ مین سے حرانی الاصل تھے دمشق مین سہ شنبہ کی رات کو مابین مغرب و عشا کے ماہ ذیقعد سنہ ۱۰۵۴ ہجری کو پیدا ہوے اور اُسی جگہ اپنے والد کی نگرانی مین پرورش پائی۔ علوم اپنے والد ماجد اور ایک جماعت علما و فضلا سے حاصل کیے اور عمر بھر تدریس اور تفسیر علوم مین مصروف رہے۔

شیخ حسن عجمی ثم المکی۔ شیوخ حدیث مین سے فقیہ فاضل محدث کامل جامع فنون علم اور فصاحت و حفظ اور جودت فہم مین فائق اقران تھے۔ شیخ عیسی مغربی کی صحبت مین رہکر بہت کچھ اُنسے استفادہ کیا اور ساحمد قشاشی اور بابلی اور شیخ زین العابدین عبد القادر طبری مفتی شافعیہ سے روایت کی۔ باوجودیکہ آپ کی دونون آنکھون مین کجی تھی مگر جب آپ حدیث کو پڑھتے تھے تو آپکا چہرہ نورانی ہوجاتا تھا۔ آپنے ایک رسالہ مین حدیث نضر اللہ عبداً کی اسانید کو ایسی خوبی سے ضبط کیا ہی جس سے آپ کی بڑی وسعت علم مین ظاہر ہوتی ہی آپ ہر ماہ رجب کو مدینہ منورہ مین صحاح ستہ مین سے ایک کتاب لیکر آتے اور مسجد نبوی مین ختم کرتے۔ آپ سے شیخ ابو طاہر مدنی متوفی سنہ ۱۱۴۵ ہجری قبلہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شیخ نے تلمذ کیا۔ باوجود حنفی المذہب ہونے کے آپ سفر مین جمع بین الصلوتین کر لیا کرتے تھے۔

شیخ عبد الرشید۔ جونپوری سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین پیدا ہوے شمس الحق لقب تھا۔ ملا محمود

فاضل ماہر، حاوی فروع و اصول تھے۔ علوم شیخ فضل اللہ سے حاصل کرکے تدریس مین مشغول ہوئے آپ کو اختلاط امراء و اغنیاء سے بڑی نفرت تھی یہان تک کہ شاہجہان نے قاصد بھیجکر آپ کو طلب کیا مگر آپ نے جانے سے انکار کردیا اور اپنے گوشۂ عزلت سے بالکل باہر نہ نکلے یہانتک کہ عزیمۂ نماز فجر مین وفات پائی۔ آپ نے تصانیف عمدہ کین جنمین سے رشیدیہ مناظرہ مین اور زاد السالکین اور شرح اسرار الخلوۃ مصنفۂ ابن عربی اور حواشی مختصر عضدی اور کافیہ اور کتاب مقصود الطالبین اور رادمین اور دیوان اشعار فارسی مشہور و معروف ہین۔

مولوی محمد امجد قنوجی۔ قنوج کے فضلائے کبار اور علمائے اعاظم مین سے تھے علوم نقلیہ و عقلیہ شیخ عارف علی اصغر سے پڑھے یہان تک کہ نہایت کمال اور فضیلت کو پہونچے تمام عمر تدریس و تالیف مین بسر کی اور کتاب صدرا کا جو علم حکمت مین ہے اور اس ولایت مین متداول ہے حاشیہ تصنیف کیا۔

شیخ مولوی فتح علی قنوجی قنوج کے قاضی فاضل اور عالم اجل ادیب اریب تھے علوم ملا علی اصغر سے حاصل کیے یہان تک کہ ہر ایک علم مین آپ کو عبارت کامل اور مناسبت تامہ حاصل ہوئی۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ شرح تہذیب جلالی اور شرح مقامات ابی القاسم حریری کی یادگار ہے۔

مولوی محمد عبد العلی قنوجی۔ آپ مولانا رستم علی کے بھائی اور عالم اجل فاضل اکمل تھے علوم اپنے بھائی سے حاصل کیے اور تدریس و تالیف مین مشغول ہوئے چنانچہ اصول فقہ مین شرح منار کا حاشیہ تصنیف کیا اور قصبہ نبدگی مین جو توابع کوڑہ جہان آباد سے ہے وفات پائی۔

ملا ابو الحسن معروف بہ شاہم بابا۔ عالم زمانہ فاضل یگانہ تھے۔ ملا یوسف کنائی متوفی ۱۱۰۰ھ ہجری کا قول ہے کہ جب ناظمان خطۂ کشمیر کے اشارہ سے علماء کا مباحثہ ہوتا تھا تو آپ تفسیر بیضاوی اور حاشیۂ عصام وغیرہ کی عبارت کو ایسے بد رنگ پڑھا کرتے تھے کہ جیسے قرآن کو حافظ پڑھتے ہین۔ آپ اکثر حواشی مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کا رد بھی کرتے تھے۔

بابا محمد عثمان بن شیخ محمد فاروق بن شیخ محمد حسنی۔ عالم فاضل فقیہ محدث تھے۔ علوم مولانا سعد الدین صادق و مولانا حاجی محمد و اخوند سلیمان و اخوند مقیم السنہ سے حاصل کیے

وطن چھوڑکر دہلی مین شاہ ولی اللہ محدث کی خدمت مین پہونچے اور اُنسے علم حدیث وکتب شریعت کی اجازت حاصل کی اور علم طریقت کو اخذ کیا جن دنون ہندوستان مین فتنہ وفساد حائل تھا آپ اپنے وطن مین آگئے اور خواجہ عبدالرحیم نیچکمانی سے بھی بہت کچھ فیض حاصل کیا۔

شیخ یاسین قنوجی۔ آپ اساتذۂ وقت اور اعیان عصر اور فضلاے کاملین مین سے تھے آپ سے بہت لوگون نے پڑھا اور درجۂ فضیلت کو فائز ہوے جنمین سے سید مرلی بن سید عبدالنبی اور مُلّا فیضی امروہی ہین۔

شیخ عبدالوہاب عالمگیری المخاطب بہ نواب منعم خان بہادر۔ فاضل جید عالم نبیل علوم متداولہ مین یدطولیٰ رکھتے تھے تمام عمر تدریس وتالیف مین بسر کی اور فنون ادبیہ مین کتب مفیدہ تالیف کین جنمین سے بحر المذاہب علم کلام اور کتاب الصلوٰۃ علم عقائد مین اور مصباح الصرف یادگار ہین۔

خواجہ محمد بن عبدالرحمن قنوجی۔ عالم کبیر۔ فاضل شہیر۔ عارف سالک۔ صاحب معارف وحقائق اور سید تھے۔ حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور وہان کے مشائخ سے استفادہ وفیوضات حاصل کرکے قنوج مین آگئے اور مسند افادہ وافاضہ پر جلوس فرما ہوے اور وہین وفات پائی مزار آپ کا زیارتگاہ عام ہے۔ شاہ عالم بہادر بادشاہ کے واسطے ایک کتاب ہدایۃ السالکین الی صراط رب العلمین کتاب قوت القلوب اور احیاء العلوم کے طرز پر تصنیف کی۔

میر نور الہدیٰ بن سید قمر الدین حسینی اورنگ آبادی۔ عالم اجل فاضل اکمل جامع صنوف علوم تھے [illegible] ہجری مین پیدا ہوے ابتدا سے انتہا تک علوم اپنے باپ سے پڑھے اور سولہ سال کی عمر مین تحصیل علوم سے فارغ ہوکر قرآن کو حفظ کیا اور جب اپنے باپ کے ساتھ حج کرکے واپس آے تو تدریس وتصنیف مین مشغول ہوے اور بہت لوگون کو فیضیاب کیا۔ اپنے والد کی کتاب مظہر النور کی شرح لکھی۔

حدیقۂ سیزدہم

اُن فضلاے کرام کے بیان مین جو تیرہوین صدی مین ہوے ہین

محمد بن محمد بن محمد بن سید عبدالرزاق المشہور بہ سید مرتضیٰ حسینی قادری زبیدی حنفی

محی الدین لقب اور ابو الفیض کنیت تھی۔ محدث ثقہ۔ فقیہ فاضل۔ امام لغت۔ ادیب اریب۔ محقق مدقق۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ ۱۱۴۵ھ ہجری مین قصبہ بلگرام مین جو قنوج سے پانچ کوس کے فاصلہ پر اور ہندوستان کے مشہور شہرون مین سے ہے پیدا ہوے۔ اوائل عمر یعنے ۱۱۶۳ھ مین وطن سے نکلکر حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور بعد حج و زیارت مرقد انور کے تکمیل علوم خصوصًا علم حدیث مین کمر ہمت باندھی اور زبید و مصر و حجاز وغیرہ کے تقریبًا ایک سو مشائخ و علماء سے کسب کمالات کیا اور متعدد مشائخ مثل شیخ احمد ملوی و عبد الخالق زبیدی و ابو العباس احمد بن علی منینی دمشقی حنفی و جمال محمد بن احمد حنبلی و ابو عبد اللہ محمد بن احمد غربانی نو السنی و عبد الغنی بن محمد ہجرانی نزیل مخا و محمد بن زین باسمیط علوی حضرمی و محمد ابن ابراہیم حسینی طرابلسی نزیل حلب و عبد القادر بن احمد شکعادی و عمر بن عبد اللہ بن عمر قاضی و عیسیٰ بن زریق صاحب ثبت و سید عبد القادر بن احمد حسینی وغیرہم سے حدیث و فقہ وغیرہ علوم کی سندین و اجازتین حاصل کین اور اُنھون نے آپ کی فضیلت و کمالیت اور وسعت اطلاع علوم کی شہادت دی۔ چونکہ آپ بعد تحصیل علوم کے بہت مدت تک شہر زبید مین مقیم رہے اسلیے زبیدی کے نام سے آپ نے شہرت پکڑی یہان تک کہ کوئی آپ کو ہندی نہ خیال کرتا تھا۔ پھر آپ زبید کو چھوڑ کر مصر مین تشریف لے گئے اور وہان ہنگامۂ افاضہ و افادہ اور تعلیم و تدریس برپا کیا۔ اور علاوہ بیشمار لوگون کو علوم کی سندین و اجازتین دینے کی سلطان روم نظام الدین ابو الفتح عبد الحمید خان اور دستور اعظم سلطان ابی المظفر محمد پاشا صدر الوزارت و نظام الملک کو انکی استدعا سے حدیث کی اجازت دی۔ غرض کثرت علم و تلامذہ اور نشر علوم و تصنیفات کتب وغیرہ کے باعث سے آپ تیرھوین صدی کے مجددین امت محمدیہ مین سے تھے۔ تصانیف آپ نے اس کثرت سے کی کہ انکا شمار مشکل ہے چنانچہ اس جگہ صرف مشہور کتب و رسائل کا جو آپنے تصنیف کیے ہین ذکر کیا جاتا ہے۔ عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ امام ابی حنیفہ۔ الازہار المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ۔ درالغرر فی تاویل حدیث ام زرع۔ بلغۃ الغریب فی مصطلح آثار الحبیب۔ تخریج حدیث شیبتنی ہود۔ المواہب الجلیلہ فیما یتعلق بحدیث الاولیہ۔ المرقاۃ العلیہ فی شرح الحدیث المسلسل بالاولیۃ۔ العروس المجلیہ فی طرق حدیث الاولیہ۔ القول الصحیح فے

مراتب التعدیل والتجریح۔ التحریر فی الحدیث المسلسل بالتکبیر۔ رسالہ اصول حدیث۔ مناقب
اصحاب الحدیث۔ تاج العروس فی شرح قاموس۔ تکملۃ القاموس مما فاتہ من اللغۃ لیکن نا تکمل۔
تخریج حدیث نعم الادام الخل۔ حدیقۃ الصفا فی والدی المصطفی۔ الانتصار لوالدی النبی المختار۔
الفیۃ السند۔ امالی حنفیہ۔ مجالس شیخونیہ۔ ایضاح المدارک فی الافصاح عن العواتک۔ عقد الجمان
فی بیان شعب الایمان۔ القول المسموع فی الفرق بین الکوع والکرسوع۔ التفتۃ القدسیہ
بواسطۃ البضعۃ العیدروسیہ۔ العقد الثمین فی طرق الالباس والتلقین۔ حکمۃ الاشراق
الی کتاب الآفاق۔ شرح الصدر فی شرح اسماء اہل بدر۔ التفتیش فی معنی لفظ درویش۔ رفع نقاب
الخفاء عمن انتمی الی وفا وابی الوفا۔ زہر الاکمام المنشق عن جیوب الالہام بشرح صیغۃ سیدی عبد السلام۔
رشف المدام المختوم البکری من صفوۃ زلال صیغ القطب البکری۔ رشف سلاف الرحیق فی نسب
حضرۃ الصدیق۔ تنسیق قلائد المنن فی تحقیق کلام المنن۔ النوافح المسکیہ علی الفوائح الکشکیہ۔
ہدیۃ الاخوان فی حکم شرب الدخان۔ منح الفیوضات الوفیہ فیما فی سورۃ الرحمن من اسرار
الصفۃ الالہیہ۔ ارجوزہ فی الفقہ۔ طبقات الحفاظ۔ اسعاف الاشراف۔ اتحاف السادۃ
المتقین بشرح احیاء علوم الدین۔ رفع الکلل عن العلل۔ شرح حزب الکبیر المسمی بتنبیہ العارف
البصیر علی اسرار الحزب الکبیر۔ اینالۃ المنی فی سر الکنی۔ القول المثبوت فی تحقیق لفظ التابوت۔
حسن المحاضرہ فی آداب البحث والمناظرہ۔ رسالہ فی اصول المعمی۔ کشف الغطاء عن الصلوٰۃ الوسطی۔
الاحتفال بصوم الست من شوال۔ اقرار العین بذکر من نسب الی الحسن والحسین۔ الابتہاج بذکر امر
الحاج۔ التعریف بضروری علم التصریف۔ اتحاف الاصفیاء بسلاسل الاولیاء۔ اتحاف بنی الزمن
فی حکم قہوۃ الیمن۔ المقاعد العندیۃ فی المشاہد النقشبندیہ۔ درۃ المضیئۃ فی الوصیۃ المرضیۃ۔
ارشاد الاخوان الی الاخلاق الحسان۔ شرح الفیۃ السند۔ شرح صیغۃ ابن مشیش۔ شرح
صیغۃ السید البدوی۔ شرح ثلث صیغ لابی الحسن البکری۔ شرح سبع صیغ المسمی بدلائل القرب
الیہ مصطفی البکری۔ تحفۃ العید۔ تفسیر سورہ یونس علی لسان القوم۔ لقطۃ العجلان فی لیس
فی الامکان ابدع مما کان۔ المنح العلیہ فی الطریقۃ النقشبندیہ۔ کشف اللثام عن آداب الایمان
والاسلام وغیر ذلک۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کی حد سے زیادہ شہرت ہوئی اور خواص و عام

مین بڑا قدر و مرتبہ ہوا اور اقطار و اکناف سے کثرت کے ساتھ لوگون نے رجوع کیا تو آپ نے اپنی حویلی سے باہر نکلنا کم کر دیا اور یارون سے پوشیدگی اختیار کر کے معتکف ہو گئے یہان تک کہ ماہ شعبان سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین طاعون سے شہادت پائی اور سیدہ رقیہ کے مشہد مین دفن کیے گئے مخزن اسرار الٰہی آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شاہ عبد القادر المتخلص بہ مہربان المعروف بہ فخری۔ فقیہ محدث مفسر صوفی جامع علوم نقلیہ وعقلیہ تھے۔ آپ کے بعض اسلاف نیشاپور سے قصبہ گنتور مضافات لکھنؤ مین آئے اور آپ کے والد سید شرف الدین خان نے اورنگ آباد مین اقامت اختیار کی اور شہر روضہ کی قضا ان سے مختص ہوئی جہان آپ سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین پیدا ہوئے۔ قرآن کو یاد کیا اور کتب فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ تصوف معقولات سے ماہر کامل ہو کر طریقہ قادریہ کا خرقہ پہنا اور تدریس وافادہ وہدایت عباد اور تکمیل زہاد مین اپنی عمر کو صرف کیا اور اخیر عمر مین مدراس مین جا کر اقامت اختیار کی جہان سنہ ۱۲۱۱ یا سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین وفات پائی اور میلاپور واقع مضافات مدراس کی خانقاہ مین دفن کیے گئے تاریخ وفات آپ کی شیخ مرحوم یا فخر اہل حسن مقال ہے۔

شیخ اسلم بن یحییٰ بن معین الحق والملۃ والدین رفیقی کاشمیری۔ ابو ابراہیم کنیت تھی اپنے زمانہ کے عالم محقق فاضل مدقق۔ مرجع الفضلا صاحب تقویٰ حسن الخلق۔ کثیر التواضع تھے ۲۲ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۱ ہجری مین پیدا ہوئے۔ قرآن کو ساتھ تجوید کے اپنے دادا شیخ معین الحق والملۃ والدین سے پڑھا اور تمام علوم صرف نحو۔ لغت۔ کلام۔ حدیث۔ اصول تفسیر۔ فقہ۔ تصوف اور معارف کو اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور اپنے باپ کے شاگردون کے ساتھ کئی دفعہ صحاح ستہ کی قراءت مین شریک ہوئے۔ بہت سے شیوخ کی صحبت کی۔ اخیر کو سلطان وقت کے حکم سے مفتی انام اور مرجع خواص وعوام ہوئے یہان تک کہ بیس سال تک اس عہدۂ جلیلہ پر ممتاز رہے۔ کہتے ہین کہ آپ نے ایک رات آنحضرت کو خواب مین دیکھا حضور نے آپ کے حق مین دعائے برکت کی اور اپنے بالون مین سے ایک بال مبارک عطا فرمایا جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے اپنے ہاتھ مین ایک

سیاہ بال دیکھا اور رجوع کو معلوم پایا اُس وقت آپ کی داڑھی کے تمام بال سفید تھے۔ آپ نے بہت سے رسائل اور صحائف فتاوی اور تصوف مین یادگار چھوڑے اور جامع صغیر و جلالین و اشباہ و النظائر و حسامی اور قصیدہ بردہ پر حواشی لکھے جو سب کے سب مقبول اہل علم ہوے۔ بہت سے فضلاے کرام نے مثل شیخ عبد الوہاب تیلہ مولی اور مولانا ابو المکارم اور ملا محب اللہ اور ملا عبد اللہ اور ملا قوام الدین او رمفتی ہدایت اللہ او رشیخ عبد الغنی اور شیخ عطاء اللہ اور شیخ صدیق او رشیخ ابو الطیب احمد اور شیخ ابو الرضا محمد اور شیخ عبد اللہ اور شیخ ابو الخلیل عبد الاحد اور سید کمال الدین اندرابی اور شیخ ابو الاسد ابراہیم اور شیخ ابو السعود مقصود وغیرہ کے آپ سے استفادہ کیا۔ وفات آپ کی منگل کے روز ۷ محرم سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین ہوئی۔ "افصح بلغا" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شیخ علی بن یحیٰ بن معین الحق والملۃ والدین رفیقی۔ ابو عبد الاحد کنیت تھی منگل کے روز ۴ ماہ رمضان سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین پیدا ہوے۔ اپنے زمانہ کے عالم عامل۔ عارف زاہد۔ محدث فقیہ۔ فاضل متورع تھے حدیث کو اپنے باپ سے سُنا اور انھین سے علوم ظاہری و باطنی اور معارف و آداب اور سلوک کو اخذ کیا اور نیز اپنے بڑے بھائی شیخ اسلم سے استفادہ کیا اور آپ سے آپ کے تینوں بیٹوں شیخ عبد الاحد اور شیخ بہاء الدین اور شیخ سنا اور چچا کے بیٹے شیخ ابو الرضا محمد اور شیخ ابو الطیب احمد اور شیخ عبد اللہ اور اخوند واعظ عبد الرسول وغیرہ نے استفادہ کیا۔ وفات آپ کی ۱۰ محرم سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین ہوئی "چشمۂ کوثر علم" تاریخ وفات ہے۔

مولوی غلام فرید لاہوری۔ عالم اجل۔ فاضل اکمل۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی عابد۔ زاہد۔ ذاکر شاغل تھے تمام عمر درس و تدریس مین مشغول رہے اور دنیا اور اہل دنیا سے سروکار نہ رکھتے تھے تجرید و تفرید آپ کی طبیعت پر نہایت غالب تھی۔ وفات آپ کی سنہ ۱۲۱۶ھ مین ہوئی۔

سید جلال شاہ بن سید جمال شاہ کاشمیری عالم باعمل کتب فقہ و حدیث اور تصوف کے حافظ تھے حسن خلق سے لوگون کو اپنا گرویدہ کیا ہوا تھا اپنے آبا و اجداد کے مقابر کے پاس

ایک خانقاہ بنائی ہوئی تھی جہاں بڑے تقوی کے ساتھ بود و باش رکھکر [illegible] ہجری میں وفات پائی۔

رفیع الدین مراد آبادی

رفیع الدین بن فرید الدین خان مراد آبادی۔ معتبر فضلائے ہند میں سے تھے حدیث کا علم مولوی خیر الدین سورتی تلمیذ شیخ محمد حیات سندی اور نیز مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے حاصل کیا اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی سے اکثر صحبت کی اور اُنسے مسائل مشکلہ تفسیر و حدیث کے پوچھ کر نہایت جہان بین اور تحقیقات و تدقیقات فرماتے رہے بعد ازاں شیخ محمد غوث لاہوری سے بیعت کی اور علم طریقت کا حاصل کیا پھر مکہ معظمہ کو تشریف لیجا کر حج کیا اور حرمین شریفین کے حالات میں ایک کتاب تصنیف فرمائی اور کتاب قصر الآمال بذکر الحال والمآل اور کتاب سلوا الکئیب بذکر الحبیب اور ترجمہ جامع العلم اور شرح اربعین نووی اور کنز الحساب اور تذکرۃ المشائخ اور کتاب الاذکار اور تذکرۃ الملوک اور شرح غنیۃ الطالبین اور تاریخ افاغنہ وغیرہ آپ کی اشہر تصنیفات سے ہیں ۱۵۔ ماہ ذی الحجہ [illegible] ہجری میں مراد آباد میں استسقاء کی بیماری سے فوت ہوئے۔ خورشید زمان تاریخ وفات ہے۔

شیخ احمد زرقی

شیخ احمد بن مصطفی بن محی الحق والملۃ والدین زرقی۔ ابو الطیب کنیت تھی۔ [illegible] ہجری میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے امام فقیہ محدث۔ عالم یگانہ فاضل بے نظیر تھے قرآن کو اپنے نانا مولانا مقیم السنہ لوہیگروے سے پڑھا اور اخلیس کے پاس حفظ کیا اور علم حدیث و تفسیر و فقہ اور تصوف کو اپنے باپ اور چچا اور چچا کے بیٹوں اور اپنے ماموں مولانا علاء الدین اخوند نور الہدی لوہیگروے سے اخذ کیا اور پنجشنبہ کے روز ۲۲ رجب [illegible] ہجری میں بعد ظہر کے فوت ہوئے۔ آپکو ریاضات و مجاہدات و مکاشفات میں قوی شان حاصل تھی جس میں سے تھوڑا سا شیخ ابو المصطفی طیب زرقی نے اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے۔ آپ سے توحید و عرفان میں شعر حسنہ یادگار رہیں۔ ولی پاک نظر تاریخ وفات ہے۔

شیخ الاسلام مفتی قوام الدین محمد

شیخ الاسلام مفتی قوام الدین محمد بن ملا سعد الدین صادق بن مولوی مُلا امان اللہ شہید بن مولوی خیر الدین ابو الخیر کشمیری۔ ۴ ماہ شعبان [illegible] ہجری میں پیدا ہوئے

اپنے زمانہ کے عالم فاضل۔ محدث کامل فقیہ جید جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے بعد ختم قرآن شریف کے شیخ رحمت اللہ اور ملا مقیم السنہ ٹوپیگرد اور اخوند نور الہدی ٹوپیگرد کے حلقۂ درس مین داخل ہوے اور صغر سنی مین ہی علوم و فنون حاصل کر کے محسود اقران ہوے۔ قراءت و روایت حدیث کی اجازت میر قاری تلمیذ شیخ القراء اور حاجی عبد الولی طرخانی تلمیذ شیخ ابو الحسن سندی مدنی اور حاجی نعمت اللہ نوشہری اور بابا محمد محسن پکھلی تلمیذ مولوی امان اللہ شہید سے حاصل کی اور اشارۂ غیبی سے خانقاہ سید محمد امین اویسی مین ہنگامۂ درس و تدریس گرم کیا اور رفتہ رفتہ کاشمیر کی قضاء آپ کے سپرد ہوئی شاہ زین العابدین قادری و میان نکٹہ بالاہوری و شیخ الاسلام احمد اکدلی وغیرہ سے بہت سے فوائد حاصل کر کے خواجہ عبد الرحیم پکھلیان کی خدمت مین مشرف ہوئے اور ۲۴ سال تک اُن سے فیض حاصل کرتے رہے۔ کتاب لطائف سلطانی ساتھ علم مین تصنیف کی اور ۹ ماہ ذیقعدہ ۱۲۰۹ہجری مین وفات پائی۔

مولانا عبد الباسط قنوجی

مولانا عبد الباسط بن مولوی رستم علی بن ملا علی اصغر قنوجی قنوج کے علما سے کبار اور فضلاے مشاہیر و نامدار سے فقہ و حدیث و تفسیر اور فروع و اصول مین ایک آیت منجملہ آیات الٰہی تھے اور اپنے عہد مین تمام علماء و فضلاء پر سخن بالا اور مرتبہ والا رکھتے تھے ۱۱۵۹ہجری مین پیدا ہوے چشم رستم علی آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ تمام علوم رسمیہ متداولہ کیا منقول و کیا معقول اپنے والد ماجد سے حاصل کیے اور بہت سی کتب اپنی تصنیفات اور دیگر علما کی تالیفات اپنے ہاتھ سے لکھین جو اب تک آپ کے کتب خانہ مین موجود ہین اور اسقدر صحیح و محشی ہین کہ اُستاد سے حاجت تعلیم کی باقی نہین رہتی اگر کسی کو سلیقہ عبارت پڑھنے اور ملکہ مطلب سمجھنے کا ہو تو اُسکے لیے یہ کتابین آپ کی درست کی ہوئین بجاے شیخ شفیق کے ہین۔ بہت سی خلقت نے دور و نزدیک سے آکر آپ کے مدرسہ مین فاتحہ فراغت پڑھی اور مرتبہ فضیلت و کمالیت حاصل کیا چنانچہ مفتی ولی اللہ فرخ آبادی صاحب تفسیر نظم الجواہر اور مولوی نعیم الدین اور مولوی علیم الدین پسران مولوی فصیح الدین قنوجی و مولوی قادر بخش بلسری جو صاحب علم فاضل صاحب تصنیف ہوے ہین آپ کے تلامذہ مین سے ہین آپ کے

آباد اجداد صاحب علم و عمل اولاد شیخ عماد الدین کرمانی صاحب فتاوی عمادیہ سے تھے جو شہر کرمان سے آکر قنوج میں سکونت پذیر ہوئے تھے آپ کی تصنیفات بہت ہیں اور تمام مفید جن میں سے تفسیر ذو الفقار خانی۔ نظم اللآلی فی شرح ثلاثیات البخاری۔ انتخاب الحسنات ترجمۂ احادیث دلائل الخیرات۔ حبل المتین فی شرح الاربعین۔ جواہر خمسہ فرائض میں عجیب البیان فی اسرار القرآن۔ شفاء الشافیہ فی شرح شافیہ ابن حاجب وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی دوم ربیع الآخر سنہ ۱۱۲۲ ہجری میں ہوئی اور شہر قنوج میں اپنی مسجد کے آگے صفہ کے پیچھے اپنے آباؤ اجداد کے پہلو میں دفن ہوئے۔ شمع شبستان تاریخ وفات ہے۔

مولوی حسین علی قنوجی

مولوی حسین علی بن علامۃ العصر عبد الباسط قنوجی۔ عالم نبیل فاضل جلیل تھے۔ علوم اپنے باپ سے حاصل کیے اور انہیں کی حیات میں مسند درس و افادہ اور افاضۂ طلباء پر متمکن ہوئے مگر افسوس عین عالم شباب یعنے جو بیس سال کی عمر میں پانچ ماہ بعد وفات اپنے والد ماجد کے سنہ ۱۲۲۳ ہجری میں رحلت کر گئے اور اپنے والد کے پاس دفن کیے گئے آپ کی تصنیفات سے کتاب تمرین التعلم صیغ مشکلہ اور تعلیلات صعبہ میں یادگار ہے۔

شیخ عبد الملک بن عبد المنعم قلعی مکی

شیخ عبد الملک بن عبد المنعم قلعی حنفی مکہ معظمہ۔ عالم فاضل فقیہ محدث۔ کنز ذخائر اور بحر زخار علوم تھے بہت سے مشائخ حرمین مثل عبد اللہ بن سالم البصری وغیرہ سے حدیث و فقہ کو اخذ کیا اور انہیں سے روایت کی اجازت لی اور آپ سے سید عبد الرحمن اہدل نے اجازت حاصل کی سنہ ۱۲۲۸ ہجری میں وفات پائی۔ مصدر فیض تاریخ وفات ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی

قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ شیخ جلال الدین کبیر اولیاء چشتی کی اولاد میں سے تھے جنکا نسب حضرت عثمانؓ کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ فقیہ۔ محدث۔ محقق۔ مدقق۔ منصف مزاج۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور فقہ و اصول میں مرتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ علم تفسیر و کلام اور تصوف میں ید طولی حاصل تھا۔ صفائی ذہن و جودت طبع و قوت فکر اور سلامتی عقل نزاہت الوصف حاصل تھی۔ حدیث کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے سنا اور روایت کیا یہاں تک کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی آپ کو بیہقی وقت کہا کرتے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری سے فراغت پاکر علم طریقت کا شیخ محمد عابد سے اخذ کیا اور نہایت سرعت و شوق سے حاصل

تمام سلوک کو بچاس توجہ مین انجام کو پہونچایا پھر اُنکے ارشاد سے میرزا مظہر جانجانان کی خدمت مین
پہونچے اور اُنکی زبان فیض ترجمان سے علم الہدیٰ کے لقب سے ملقب ہوے۔ ایام تحصیل علم
مین علاوہ کتب تحصیلیہ کے ساڑھے تین سو اور کتابین مطالعہ کین۔ اکثر خواب مین شیخ جلال اپنے
جد امجد اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے تربیت اور بشارات حاصل کین۔
مرزا صاحب آپ کے حق مین فرماتے تھے کہ میرے دل مین آپ کی بہت ہیبت ہی اور بسبب
صلاح اور تقویٰ و دیانت کے آپ مروج شریعت اور منور طریقت اور ملکی صفات ہین۔ فرشتے
آپ کی تعظیم بجالاتے ہین۔ اگر خدا نے مجھسے قیامت کو پوچھا کہ ہماری درگاہ مین کیا تحفہ لایا ہی تو
مین ثناء اللہ کو پیش کرونگا۔ آپ اکثر اوقات طاعت و عبادت مین مشغول رہتے تھے۔
ہر روز سو رکعت نماز اور ایک منزل قرآن شریف تہجد مین وظیفہ کیا ہوا تھا۔ قضاء کا منصب
بھی اختیار کیا تھا اور جیسا کہ چاہیے اسکا حق ادا کیا۔ آپ کے اصحاب سے پیر محمد و سید محمد
اور گمسیٹا آپ کی صحبت سے طریقۂ سلوک مین فائز المرام ہوئے۔ مدت تک آپ افاضۂ
کمالات ظاہر و باطن اور اشاعت علوم دینیہ اور فصل خصومات و افتاے سوالات اور حل
مشکلات مین مصروف رہے۔ ایک کتاب مبسوط فقہ مین مع بیان ماخذ و دلائل اور مختار
ائمہ اربعہ کے ہر مسئلہ مین تصنیف کی اور جو کچھ آپ کے نزدیک اقوی ثابت ہوا اُسکو ایک علوہ
رسالہ مسمی بالاخذ بالاقوی مین تحریر فرمایا اصول مین بھی آپ نے مختارات تحریر کین اور ایک بڑی
تفسیر مظہری نام سات جلدین تصنیف کی اور اسمین اقوال قدماے مفسرین اور تاویلات
جدیدہ کو جو مبدا فیاض سے آپ پر وارد ہوے جمع کیا اور کئی ایک رسائل تصوف اور
تحقیق معارف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی مین لکھے۔ علاوہ اُنکے آپ کی کتب مولفہ
جو تیس سے زیادہ ہین مثل مالا بد منہ۔ تذکرۃ الموتیٰ و القبور۔ تذکرۃ المعاد۔ حقیقۃ الاسلام
ارشاد الطالبین۔ شہاب ثاقب۔ رسالہ حرمت متعہ۔ رسالہ حرمت سرود۔ وصیت نامہ وغیرہ تمام
نافع و مفید اور مقبول خلائق ہین۔ وفات آپ کی غرہ رجب ۱۲۲۵ ہجری مین ہوئی اور
تاریخ وفات آپ کی قرآن شریف کی آیت ہم مکرمون فی جنت النعیم سے نکلتی ہی اور لفظ فیکا
اس تاریخ مین بغیر الف کے موافق رسم خط قرآن مجید کے ماخوذ ہی۔

بحر العلوم ملا عبد العلی محمد - بن نظام الدین محمد لکھنوی - عالم محقق - فاضل مدقق جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول صاحب طریقت ومعرفت تھے - ابو العیاش کنیت اور بحر العلوم وملک العلماء لقب تھے - علوم اپنے والد ماجد سے پڑھے اور سترہویں سال کی عمر مین فارغ التحصیل ہوکر فائق اقران اور افاضل ماثل ہو گئے - زمانہ نواب فیض اللہ خان مین لکھنؤ سے رامپور مین آئے اور سو روپیہ ماہوار وظیفہ آپ کے لیے مقرر ہوا پھر ایک برس کے بعد مدراس مین چلے گئے اور وہان نواب محمد علیخان والی صوبہ ارکاٹ نے آپ کی بڑی تعظیم کی اور آپ مذہب رفض پر بڑا تشدد کرتے تھے - آپ کے شاگردون مین سے ملا عمران رامپوری والد مولوی خلیل الرحمن مصنف حاشیۃ اللہ وار علی الدائر اور مولوی رستم علی اور مولوی غلام نبی شاہجہانپوری محشیان رسالہ میرزاہد اور مولوی محمد جیلانی مصنف جنگنامہ ہین - آپکا قول ہے کہ مجھکو عالم رویا مین حضرت ابوبکر صدیق کی زیارت ہوئی اور انھون نے ہاتھ پکڑکر مجھکو اپنی بیعت مین داخل کیا اور تعلیم وارشاد طریقت کا حکم دیا پس مین خاص انھین کا مرید ہون اور انکے واسطے آنحضرت کے ساتھ مجھکو سلسلہ انتساب بیعت کا پہونچتا ہے چنانچہ جو شخص اس سلسلہ مین آپسے بیعت کرتا تھا آپ اسی ایک واسطے سے شجرہ لکھکر اسکو دیتے تھے اور نیز دیگر سلاسل مین اپنے والد بزرگوار سے اجازت حاصل کی تھی لیکن آپنے کثرت سے مرید نہین کیے اور چند آدمیون کے سوا آپ نے بیعت مین نہین لیا - آپ کی تصنیفات سے شرح سلم - حاشیہ حواشی میرزاہد جلالی - حاشیہ میرزاہد - رسالہ حاشیہ بر میرزاہد - شرح مواقف قدیمہ وجدیدہ - حاشیہ شرح ہدایت الحکمت - شرح سلم الثبوت - تکملہ شرح تحریر الاصول ابن ہمام مصنفہ مولانا نظام الدین شرح فارسی منار الانوار - رسالہ ارکان اربعہ در فقہ - شرح مثنوی مولانا روم وغیرہ یادگار زمانہ ہین - وفات آپ کی مدراس مین ماہ رجب ۱۲۲۵ ہجری مین ہوئی اور فاضل قطب زمانہ تاریخ وفات ہے -

شیخ محمد - بن مصطفی بن معین الحق والملۃ والدین رقیقی - ابو الرضا کنیت تھی ۱۱۵۴ ہجری مین پیدا ہوئے - امام فاضل فقیہ محدث مفسر اصولی عارف تھے - علوم معقول ومنقول اپنے نانا مولانا نعیم السنہ مونگیر وبلدہ ماہو اور شیخ اولی علامۃ الورعی نور الہدی نونیگروی سے

اخذ کیے اور حدیث کو اپنے چچا اور باپ سے سُنا اور کل معارف کو حاصل کیا اور عوارف کو درس شیخ ابی نعمت اللہ اشرف بن رضا توپیکر وا اپنے خسر ثانی سے پڑھا اور بہت سے لوگون نے آپ سے استفادہ کیا۔ تصوف مین بہت سے رسالے تصنیف کیے اور چارشنبہ کے روز ۱۲۔ ماہ جمادی الاخری ۱۱۷۵ ہجری مین وفات پائی صاحب تصنیفات کاملہ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مولوی سلام اللہ بن شیخ الاسلام بن حافظ عبد الصمد فخر الدین محدث از اولاد شاہ عبد الحق محدث دہلوی محقق۔ فاضل محدث کامل۔ مفسر متبحر۔ علامہ عصر۔ محقق۔ مدقق تھے علوم اپنے والد ماجد شیخ الاسلام مصنف شرح فارسی صحیح بخاری اور رسالہ طرد الاوہام عن اثر الامام الہام اور کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء وغیرہ سے حاصل کیے اور انھین سے اور نیز دیگر فضلاے عصر سے حدیث وغیرہ علوم کی سند و اجازت حاصل کی۔ آپ کے جد امجد حافظ فخر الدین بھی بڑے فاضل اور عالم اجل اور سچ مچ کے فخر الدین والدنیا تھے جنکی تصنیفات سے شرح فارسی صحیح مسلم اور فارسی شرح مبین العلم اور شرح حصن حصین یادگار ہین۔ غرض بعد تحصیل علوم کے آپ مسند افادت وافاضت پر متمکن ہو کر شغل اپنے اسلاف کے تنشیر علوم مین مشغول ہوے اور ۱۲۲۹ ہجری یا بقول بعض ۱۲۳۳ ہجری کے ماہ جمادی الثانی مین شام کے وقت وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے کمالین حاشیہ تفسیر جلالین محلی شرح موطا جس سے ۱۲۱۶ھ مین فراغت پائی اور جسکی تاریخ ہو الفوز الکبیر ہے۔ ترجمہ صحیح بخاری فارسی مین ترجمہ فارسی شمائل ترمذی۔ رسالہ عربی اصول علم حدیث وغیرہ یادگار ہین۔ شیخ شہید ۱۲۲۹ اور شیخ اعلےٰ درجہ ۱۲۳۳ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مولوی علیم الدین بن شیخ فصیح الدین قنوجی فاضل اجل۔ عالم اکمل۔ امثولہ صلحاے سلف تھے۔ ابتدا مین اپنے والد سے جو قنوج کے مشائخ مین سے مشتغل بالدرس والعبادۃ تھے پڑھا۔ پھر کتب درسیہ کو ابتدا سے انتہا تک شیخ علامہ عبد الباسط قنوجی سے تحصیل کیا اور تمام عمر تدریس و تالیف کتب مین مشغول رہے منجملہ ان کے معین الہدی شرح قطر الندی نحو مین ہے جسکو ۱۲۰۱ ہجری مین تالیف کیا۔ علاوہ اسکے درر الفعائل فی شرح الشمائل اور چند رسائل علم منطق مین آپ سے یادگار ہین۔ وفات آپ کی ۱۲۲۱ ہجری مین ہوئی۔

مولوی نعیم الدین قنوجی

مولوی نعیم الدین بن شیخ فصیح الدین قنوجی۔ اپنے بھائی علیم الدین کی طرح آپ بھی فضلاے زمانہ مین سے تھے علوم کو آپ نے بھی علامہ عبد الباسط قنوجی سے حاصل کیا اور شرح تصدیقات سلم العلوم اور حاشیہ صدرا تصنیف فرمایا۔ اور سنہ ۱۲۳۳ ہجری کو وفات پائی۔

علامہ طحطاوی

علامہ سید احمد طحطاوی۔ فقیہ عصر۔ وحید دہر۔ محدث جید۔ علامہ محقق۔ فاضل مدقق تھے مدت تک مصر کے مفتی رہے دُر المختار کا حاشیہ ایسی تحقیق و تدقیق کے ساتھ تصنیف کیا کہ مقبول انام ہوا اور مصر مین باوجود بڑے حجم و ضخامت کے چھپ کر مشتہر ہوا۔ اس کتاب مین آپ نے امام ابو حنیفہ کے مناقب کو اقوال صحیحہ اور روایات مثبتہ سے ثابت کیا یہان تک کہ علامہ سید ابن عابدین نے بھی بوقت تالیف رد المختار کے اِسکو مد نظر رکھا اور اس سے بہت کچھ نقل کیا۔ اسکے سوا اور بہت سے رسائل و کتب تصنیف کیے وفات آپ کی سنہ ۱۲۳۳ ہجری سے بعد وقوع مین آئی۔

مولانا صفی الدین

مولانا صفی الدین المشہور بہ صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسی بن سیف الدین بن عروۃ الوثقی شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی۔ عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی۔ تارک الدنیا زاہد کامل تھے۔ باوجودیکہ نواب نصر اللہ خان حاکم رامپور نے آپ سے واسطے قبول کرنے عہدہ بخشی گری کے مکرر سہ کرر التجا کی مگر آپ نے اُسکو قبول نہ فرمایا اور ہمیشہ نہایت شوق و ذوق سے مطالعہ کتب حدیث و تفسیر اور اشتغال اوراد و وظائف مین مصروف رہ کر اہل فسق و فجور سے نہایت محترز رہا اور پنجشنبہ کے دن ۲ ماہ شعبان سنہ ۱۲۳۶ ہجری کو لکھنؤ مین وفات پائی۔ کہتے ہین کہ رات کے وقت آپکا جنازہ اُٹھایا گیا تھا اور رستہ مین کسی کا چھپر جلا ہوا تھا اور بسبب کثرت راکھ اور اندھیرے کے آگ اسمین منحرف تھی اتفاقاً حاملان جنازہ کا اُس آگ مین سے گذر ہوا خدا کی قدرت اور آپ کی نعش مبارک کی برکت سے جنازہ اُٹھانیوالون کو آگ مین گذرنے سے کچھ اذیت نہ پہونچی اور دیگر ہمراہیون نے موجودگی آگ سے آگاہ ہو کر کنارہ سے گذرنا کیا شیخ مقدس اساس تاریخ وفات ہے۔

شاہ رفیع الدین دہلوی

شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی محقق متقن فقیہ محدث تھے

تالیفات جید کین جنمین کثرت سے ایسے رموز خفیہ کو داخل کیا کہ ان پر مشکل سے اطلاع ہو سکتی ہے اور کلمات یسیرہ مین مسائل کثیرہ جمع کیے چنانچہ علم حقائق مین آپکی کتاب فتح الباب فی بعض المسائل الغامضہ مشہور و معروف ہے۔ علاوہ اسکے ترجمہ اردو قرآن مجید اور کتاب عقد محکم اور کتاب التکمیل و اسرار المحبۃ اور رسالہ عروض اور رسالہ شق القمر اور رسالہ دو در اہ نجات وغیرہ یادگار زمانہ ہین وفات آپکی ۱۲۳۳ھ ہجری مین ہوئی۔ چشمۂ فیض تاریخ وفات ہے۔

شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ بن شیخ عبد الرحیم عمری دہلوی حنفی مسند ہند مین استاذ الاساتذہ اور امام جہابذہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف خاتم المفسرین والمحدثین تھے۔ ۱۱۵۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ آپکا نام تاریخی غلام حلیم ہے۔ علوم اپنے والد ماجد اور انکے خلفاء سے اخذ کیے اور اپنے وقت مین مرجع علماء و مشائخ ہوئے۔ تمام علوم متداولہ اور فنون عقلیہ و نقلیہ مین دستگاہ فوق البیان رکھتے تھے اور کثرت حفظ و علم تعبیر رویا و سلیقۂ وعظ و انشاء و تحقیقات نفائس علوم اور مذاکرہ و مباحثہ خصوم مین ممتاز بین الاقران و معتقد فیہ موافق و مخالف تھے تمام عمر تدریس و افتاء و فصل خصومات و وعظ و تربیت مریدان اور تکمیل تلمیذان مین بسر کی اور جاہ و عزت ظاہری کو کمالات باطنی کے ساتھ جمع کیا ہندوستان مین ریاست علم و عمل کی آپ اور آپکے بھائیون پر منتہی ہوئی ہندوستان کیا بلکہ دیگر ولایت مین ایسا کوئی فاضل کم ہوگا جسنے تلمذ یا استفادۂ باطن کی نسبت اس خاندان کے ساتھ درست نہ کی ہوگی اور اس خاندان کی شاگردی کو فخر نہ سمجھتا ہوگا۔ ہندوستان مین علوم حدیث و فقہ حنفی کی خدمت جیسی کہ اس خاندان سے ظہور مین آئی ہے ایسی کسی اور خاندان سے کم وقوع مین آئی ہے۔ آپکی تصنیفات سے تفسیر فتح العزیز بقدر سوا تین پارہ کو قرآن شریف دو مجلد کلان۔ تحفۂ اثنا عشریہ رد مذہب شیعہ۔ بستان المحدثین۔ سر الشہادتین۔ عجالۂ نافعہ۔ اور فتاوی کثیرہ یادگار اور مشہور ہین۔ نوے سال کی عمر مین ۱۲۳۹ھ ہجری مین وفات پائی اور دہلی کے ترکمان دروازہ کے باہر اپنے پدر بزرگوار کے پہلو مین مدفون ہوئے۔ علماء و شعراء نے آپکی وفات مین بہت سی تاریخین تصنیف کین جنمین سے ایک شیخ پیشوا یعنی ہے۔

شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ عالم عامل فقیہ فاضل۔ زاہد عابد خصوصاً حدیث وتفسیر مین یگانۂ روزگار صاحب ورع واتقا۔ صادق الفراست تھے علوم آپنے بھائی شاہ عبد العزیز سے حاصل کیے تمام عمر تدریس وتنشیر علوم مین رہکر خاص وعوام کو اپنے چشمۂ فیض سے سیراب کیا اور اپنے والد ماجد کی تفسیر فتح الرحمن کا جو فارسی مین ہی نہایت فصاحت وبلاغت سے اردو مین موضح القرآن نام سے ترجمہ کیا جو مطبوع انام ہوا۔ وفات آپ کی ۱۲۴۲ ہجری مین ہوئی اور منظور الٰہی تاریخ وفات ہی۔

عبد المولی بن عبد اللہ دمیاطی۔ بڑے علام فاضل۔ جامع علوم نقلیہ وعقلیہ تھے۔ علم علامہ سید احمد طحطاوی شارح درالمختار سے حاصل کیا اور درالمختار پر ایک نفیس حاشیہ المسمی بہ تعالیق الانوار علے الدر المختار لکھا جسکو چارشنبہ کے روز ۲۵ ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۲ ہجری مین شروع کیا اور جمعہ کے روز ۳ جمادی الثانی ۱۲۳۴ ہجری کو اس سے فراغت پائی۔ وفات آپ کی ۱۲۴۵ ہجری مین ہوئی۔ دمیاطی منسوب طرف دمیاط کے ہی جو مصر مین ایک شہر کا نام ہی جہان کپڑا نہایت لطیف ونفیس بنتا ہی۔ قدوۂ خلقت تاریخ وفات ہی۔

مولوی محمد ولی اللہ بن مفتی سید احمد علی حسینی فرخ آبادی۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے اور فرخ آباد مین سکونت رکھتے تھے۔ تمام عمر تدریس وہدایت خلق مین صرف کی اور ۱۲۳۶ ہجری مین ایک تفسیر نظم الجواہر نام جو فی الواقع اسم بامسمی اور مجمع جمیع علوم قرآن ہی تصنیف کی جسکا نام بھی تاریخی مقرر کیا۔ اسکے آخر مین علم تفسیر کی بزرگی اور شروط وآداب مفسر وتنبیہ بر اغلاط بعض مفسرین اور انکے طبقات کا ذکر کیا ہی۔ وفات آپ کی ۱۲۴۹ ہجری مین ہوئی۔ شیخ ہادی طریق تاریخ وفات ہی۔

شاہ ابو سعید بن صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسی دہلوی مجددی۔ علوم ظاہری وباطنی فقہ وحدیث وتفسیر وغیرہ مین طاق یگانۂ وفاق تھے۔ رامپور مین دوم ماہ ذیقعدہ ۱۱۹۶ ہجری مین پیدا ہوے۔ علوم ظاہری کو مفتی شرف الدین دہلوی اور مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی سے حاصل کیے اور نیز مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور حضرت شاہ غلام علی احمدی شیخ مرشد سے علم فقہ وحدیث کی سند حاصل کی۔ بعد تحصیل علوم ظاہری کے علوم باطنی کو پہلے

اپنے والد ماجد سے حاصل کیا پھر اُنکی اجازت سے شاہ درگاہی کی خدمت مین حاضر ہو کر خرقہ خلافت کا پایا چونکہ ابھی شوق خدا طلبی کا باقی تھا اسلیے آپ رامپور سے دہلی مین آئے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے نام خدا طلبی کے باب مین خط لکھا اُنھوں نے جواب مین لکھا کہ اسوقت شاہ غلام علی سے بہتر کوئی شخص نہین اسپر آپ نے شاہ غلام علی کی خدمت مین حاضر ہو کر بیعت کی اور کمالات باطنی کی تکمیل کو پہونچ کر خرقہ خلافت وسجادہ نشینی کا حاصل کیا۔ آپ کی ذات بابرکات سے بہت سے خوارق وکرامات سرزد ہوئی آخر عمر مین آپ حج کو تشریف لیگئے جب بعد زیارت حرمین شریفین کے واپس ہو کر مقام ٹونک مین پہونچے تو چونسٹھ سال کی عمر مین عید الفطر کے روز سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین وفات پائی اور بعد غسل وجنازہ کے آپ کے صاحبزادے شاہ عبد الغنی نے آپ کی نعش مبارک کو صندوق مین ڈال کر چالیس روز کے بعد دہلی مین لاکر حضرت شاہ غلام علی اور میرزا مظہر جانجانان کے پہلو مین دفن کیا۔

مولوی غلام رسول بن مولوی غلام فرید فاضل لاہوری۔ عالم کبیر۔ فاضل باتوقیر۔ جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے۔ سیکڑون آدمی آپ کے وسیلہ سے فضیلت کے مرتبہ کو پہونچے۔ پنجاب مین کوئی علماے وقت سے افادہ وافاضہ مین آپ کی ہمسری نہ کر سکتا تھا گویا خدا نے آپ کی ذات بابرکات کو دریاے فیض اور چشمہ فضل پیدا کیا تھا۔ وفات آپ کی سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین ہوئی۔ ہادی نیک نہاد تاریخ وفات ہے۔

شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی مصطفےٰ آبادی۔ شاہ ابو سعید کے خالہ زاد بھائی تھے۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ جامع علوم عقلیہ ونقلیہ اور واقف فنون ظاہریہ ورسمیہ تھے۔ علوم شاہ عبد العزیز سے حاصل کیے اور علوم باطن مین حضرت شاہ غلام علی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے شہر بھوپال مین قیام پذیر ہوے اور تفسیر رؤفی آپ نے اُردو مین تالیف کی یہ تفسیر آپنے سنہ ۱۲۴۸ ہجری مین شروع کی تھی جو بسبب عوارض شتّی کے سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین اختتام کو پہونچی جسکی تاریخ اختتام خود آپ نے یہ تصنیف فرمائی ہے کہ تفسیر قرآن بہندی زبان ہے۔ علاوہ اُسکے درالمعارف اپنے مرشد کے ملفوظات مین اور دیوان رافت ہندی وفارسی اشعار مین تصنیف کیا اور اُسمین اپنا تخلص رافت بیان کیا۔ پھر حج کو تشریف لے گئے اور جہاز مین سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین

وفات پائی - رحمت حق تاریخ وفات ہے

شیخ حافظ محمد عابد بن احمد علی بن یعقوب سندھی محقق مدقق فقیہ محدث - جامع علوم نقلیہ وعقلیہ مدرس حدیث - حامی مذہب حنفیہ تھے - شہر سیون مین جو شہر لوہک کے پاس شمالی کنارہ نہر حیدرآباد سندھ پر واقع ہے پیدا ہوئے جہان سے آپ کے دادا شیخ الاسلام نے جو اہل علم وصلاح مین سے تھا عرب کو ہجرت کی اور شیخ محمد عابد شہر زبید واقع یمن مین اقامت پذیر ہوے اور وہان کے علماء سے استفادہ اور فضلاء کے اشعہ سے اقتباس کیا یہان تک کہ وہان کے لوگون مین سے شمار کیے گئے وہان سے صنعاء یمن مین داخل ہوے اور وزیر کی بیٹی سے نکاح کیا اور ایک دفعہ صنعاء یمن کے امام کی طرف سے سفیر ہو کر مصر کو گئے اور وہان سے اپنے وطن کو معاودت فرما کر کئی روز قصبہ نواری مین جو ملک سندھ مین کراچی بندر کے پاس واقع ہے اقامت اختیار کی پھر مدینہ طیبہ کو پھر گئے اور وہان والی مصر کی طرف سے ریاست علماء کی آپ کو سپرد ہوئی آپ نے بہت سی کتب مبسوط ومختصرہ تصنیف کین جنمین سے کتاب مواہب اللطیفہ علی مسند الامام ابی حنیفہ وکتاب طوالع الانوار علے الدر المختار وکتاب شرح تیسیر الوصول الی احادیث الرسول وشرح بلوغ المرام مشہور ومعروف ہین - وفات آپ کی یوم دوشنبہ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین ہوئی اور بقیع مین دفن کیے گئے - فاضل برگزیدہ زمان تاریخ وفات ہے

قاضی عبد السلام بن عطاء الحق بدایونی - اعاظم محدثین اور کبراے مفسرین مین سے جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے اور تفسیر زاد الآخرت منظوم آپ کی عمدہ تصانیف مین سے ہے جسکو آپ نے سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین تقریبًا دو لاکھ اشعار آبدار مین تصنیف کیا اور نام بھی اسکا تاریخی مقرر کیا جس سے وہ اسم بامسمی ہو کر مقبول خاص وعام ہوئی اور اصول فقہ مین منار کی شرح المسمی بالانشراحات العالیہ تصنیف کی وفات آپ کی سنہ ۱۲۹۹ ہجری مین ہوئی -
فخر کاشانہ تاریخ وفات ہے -

مولوی کرم اللہ محدث دہلوی - علوم ظاہری وباطنی فقہ وحدیث وتفسیر وقرات قرآن مین وحید العصر فرید الدہر تھے - حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی محض آپکی خاطر

تصنیف کی آپ کے والد ہندو تھے جو شاہ عبد العزیز کے ہاتھ سے مشرف باسلام ہوئے۔ آپ نے بعد تحصیل علوم ظاہری کے حضرت شاہ غلام علی کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم باطنی کی تکمیل کی اور خرقہ خلافت کا حاصل کیا۔ اکثر اہل دہلی فن قرأت میں آپ کے شاگرد تھے۔ پہلے آپ نے حج کیا تھا لیکن جب اپنے وطن میں واپس آئے تو اپنی واپسی سے نہایت افسوس کیا اور پھر زیارت حرمین شریفین کو تشریف لے گئے لیکن راستہ میں ہی سنہ ۱۲۵۸ ہجری میں وفات پائی۔ شمع تاویلات تاریخ وفات ہے۔

سید محمد امین بن عمر والشہیر بابن العابدین۔ اپنے زمانہ کے علامہ۔ فہامہ فقیہ محدث۔ محقق مدقق۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ علوم سید شیخ سعید حلبی اور شیخ ابراہیم حلبی سے پڑھے اور حدیث و فقہ کی سندیں حاصل کیں۔ اور سنہ ۱۲۴۹ ہجری میں کتاب رد المحتار شرح در المختار المعروف بشامی تصنیف کی جو ایسی مقبول انام ہوئی کہ باوجود پانچ مجلد ضخیم ہونے کے دو دفعہ مطبوع ہو کر مشتہر ہوئی ہے۔ علاوہ اسکے رسالہ سل الحسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد النقشبندی اور رسالہ شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم الوصیۃ بالختمات والتہالیل وغیرہ تصنیف فرمائے اور آپ کے رسالہ شفاء العلیل پر علامہ طحطاوی وغیرہ فقہاء نے تقریظیں لکھیں اور اسکی بہت تعریف کی۔ وفات آپ کی سنہ ۱۲۵۲ ہجری سے پہلے کی ثابت ہوتی ہے کیونکہ آپ کے خلف الصدق سید محمد علاء الدین نے جو رد المختار کی چوتھی جلد ۱۵ ماہ صفر سنہ ۱۲۶۰ کو اپنے ہاتھ سے نقل کی ہے تو اسمیں آپکو مرحوم کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔

مولانا محمد اسحاق دہلوی۔ آپ شاہ عبد العزیز دہلوی کے نواسہ تھے۔ علوم فقہ و حدیث و تفسیر میں طاق یگانۂ آفاق صاحب فتویٰ تھے۔ بڑے بڑے علماء و فضلا نے آپ سے علوم پڑھ کر سند فضیلت حاصل کی چنانچہ مولانا نواب محمد قطب الدین محدث دہلوی مصنف مظاہر حق ترجمہ اردو مشکوٰۃ شریف آپ کے ہی شاگرد تھے۔ آپ نے ایک رسالہ مسائل اربعین نام تصنیف کیا جسمیں کئی ایک جگہ پر آپ سے لغزشیں وقوع میں آئیں اور انکے جواب میں علماء وقت نے رسائل تصنیف کیے۔ وفات آپکی سنہ ۱۲۶۲ ہجری میں مکہ معظمہ میں ہوئی۔ تاریخ وفات آپکی اسحاق شیخ آفاق سے نکلتی ہے۔

حافظ محمد حسن پشاوری

حافظ محمد حسن واعظ المعروف بہ حافظ دراز بن حافظ محمد صدیق واعظ بن حافظ محمد اشرف خوشابی الپشاوری۔ فقہ۔ تفسیر۔ حدیث۔ اصول مین یگانۂ زمانہ اور جامع علوم عقلیہ ونقلیہ اور خاندان علم وفضل سے تھے۔ اکثر علوم اپنی والدہ ماجدہ سے جو ایک بڑی عالمہ فاضلہ تھی۔ حاصل کیے اور مسند افادت وافاضت پر متمکن ہو کر تمام عمر تدریس وتالیف کتب مین صرف کی چنانچہ فیض الباری صحیح بخاری کی شرح فارسی مین نہایت تحقیق سے لکھی اور علاوہ اُسکے تفسیر سورۂ یوسف وتفسیر سورۂ والضحیٰ تا آخر پارہ ومعراج نامہ ووفات نامہ وحاشیہ قاضی مبارک وحواشی تتمۂ اخوند یوسف وغیرہ رسائل وکتب تصنیف کیے اور اکسٹھ سال کی عمر مین حدود سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین فوت ہوے۔

شیخ طیب رفیقی

شیخ طیب بن احمد بن مصطفی بن معین الحق والملۃ والدین رفیقی۔ ابو المصطفی کنیت تھی۔ سنہ ۱۱۹۱ ہجری مین پیدا ہوے اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام والمسلمین قطب العارفین غوث المحققین فقیہ محدث بحر زخار علوم تھے۔ قرآن کو اخوند خیر الدین بن اخوند ابی البقا باندے سے پڑھا اور علوم فنون وفقہ وحدیث وتفسیر وکلام ومعارف وحقائق ودقائق وتصوف وسلوک کو اپنے باپ اور تایا اور تایا کے میتون اور شیخ ابی یوسف عبد الغفور سے حاصل کیا اور اپنے باپ سے بیعت کی اور مشائخ عظام واولیاے کرام کی صحبت سے مستفید ہوے اور میان عبد المجید سے طریقۂ قادریہ وکبرویہ اور شطاریہ اخذ کیا۔ اخیر عمر مین مسجد مین معتکف ہو کر قائم اللیل اور صائم النہار رہے۔ آپ سے ایک جم غفیر علما وفضلا نے استفادہ کیا۔ حدیث اور فقہ وسلوک اور معرفت مین تصنیفات معتبرہ کین اور حنفی مذہب کے بڑے حامی رہے کرامات وخوارق عادات بھی آپ سے صادر ہوے۔ پیر کے روز ۱۲ ماہ شوال سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین وفات پائی اور ایک لاکھ سے زیادہ آدمی آپ کے جنازہ پر حاضر ہوے۔ ماہر علم حدیث وقرآن آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مولوی جان محمد لاہوری

مولوی جان محمد لاہوری سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین پیدا ہوئے عالم اجل۔ فاضل اکمل حاوی فروع واصول۔ واعظ متقی صاحب خوارق عادات تھے۔ مدت تک آپ نے ہنگامۂ نشر علوم بذریعۂ تدریس وتصنیفات کے گرم رکھا۔ وعظ ایسا موثر کرتے تھے کہ بڑے بڑے

گنہگار اپنے گناہون سے توبۃ النصوح کرتے اور ہزارون بے نماز۔ نمازی ہوجاتے تھے۔ آپ عامل بھی پورے درجہ کے تھے۔ سیکڑون لوگون کی آپ کے عمل سے مشکلات ہوجاتی تھین آپ کے شاگردون مین سے مولوی محمد عالم صاحب فاضل کھوڑی۔ و مولوی محمد کرامت ماٹلہ و مولوی غلام محمد ملتانی و مولوی فخر الدین وغیرہ ہین۔ غرض پنجاب کا ایسا کوئی ضلع نہوگا کہ جو آپ کے فیض سے محروم رہا ہو۔ وفات آپ کی بتاریخ ۱ محرم سنہ ۱۲۷۸ ہجری واقع ہوئی اور چراغ دین تاریخ وفات ہے۔ تصنیفات آپ کی حسب ذیل ہین۔ زبدۃ التفاسیر و التذکیر وعظ مین اسی جزو کی۔ رسالہ اثبات خلافت حضرت معاویہ۔ رسالہ عقائد حنفیہ۔ رسالہ رد روافض شرح قصیدہ بردہ و شرح قصیدہ امالی معراج نامہ۔ رسالہ حرمت تنباکو رسالہ عدم فرضیت جمعہ۔

مولانا خادم احمد بن مولانا محمد حیدر بن مولانا محمد مبین۔ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول۔ علامۂ زمانہ تھے۔ اکثر علوم اپنے والد سے پڑھے اور درس و تدریس اور نشر علوم مین مشتغل رہے۔ دو رسالہ عربی و فارسی در بارۂ بحث دائرۂ ہندیہ واقع شرح وقایہ تصنیف کیے اور متفرق حواشی شرح وقایہ پر لکھے اور نیز ایک رسالہ متعلق بہ بحث حاصل و محصول واقع فوائد ضیائیہ تصنیف کیا اور ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین وفات پائی۔ فاضل عصر تاریخ وفات ہے۔

مولوی غلام اللہ بن مولوی غلام فرید فاضل لاہوری۔ لاہور کے علماء کبار اور فضلاے نامدار مین سے تھے آپ کی ذات مبارک اُستاد کل مظہر کمالات دینی و دنیوی تھی تدریس و تعلیم مین متقدمین سے گوے سبقت لے گئے اور صدہا آدمی آپ کے ذریعہ سے علوم فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی وغیرہ مین کمالیت کے درجہ کو فائز ہوے۔ یہان تک کہ پنجاب مین شاذ و نادر علماء کا خاندان ایسا ہوگا جو اس خاندان سے دعوی نیازمندی و شاگردی نہ رکھتا ہوگا۔ وفات آپ کی سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین ہوئی مرجع الفضلا تاریخ وفات ہے۔

مولوی غلام محی الدین بن حافظ نور حیات بن حافظ محمد شفا بن حافظ نور محمد بگوی۔ عالم اجل۔ فاضل اکمل فقیہ۔ محدث۔ صاحب کمالات صوری و معنوی تھے۔ روز دوشنبہ

ماہ محرم سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین پیدا ہوے آپ کو صغرسنی مین آپ کے والد ماجد جو ایک مقبول الٰہی اور صاحب کرامات تھے اپنے دیگر بیٹون فرزندون سے زیادہ پیار کرتے اور اکثر اوقات اپنے پاس رکھا کرتے تھے چنانچہ اُنکا قول ہے کہ مین نے ایک رات کو سحر کے وقت دریا کے کنارے پر جاکر تہجد پڑھنے کا ارادہ کیا اور اپنے اس لڑکے (یعنے آپ کو) جو بہت ہی چھوٹا تھا اور خود حرکت نہین کرسکتا تھا بسبب پیار کے اپنے ہمراہ اُٹھالیا اور دریا کے کنارے گرا بچھا کر اسکو لٹا دیا اور خود وضو کرکے نوافل مین مشغول ہوا۔ میرے اور اُسکے درمیان کچھ فاصلہ تھا اور رات اندھیری تھی کسی قدر دیر کے بعد مجھکو یہ خیال گذرا کہ ایسا نہو کہ کوئی درندہ لڑکے کو اذیت پہونچائے اپنے پاس لاکر لٹا دون۔ جب مین اُسکے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ اُسکو ایک سفید ریش مبارک صورت آدمی اپنی گود مین لیے بیٹھا ہے مین نے اسکو کوئی بزرگ سمجھکر کہا کہ آپ اس لڑکے کے حق مین دعا کرین کہ عالم باعمل ہو اُسنے جواب دیا کہ یہ ازل سے ہی عالم باعمل ہے اور اس سے لوگون کو بہت فیض ہوگا یہ کہتے ہی آنکھون سے غائب ہوگیا۔ سو آپ کو خدا نے ایسا ہی کیا۔ آپ کے ہم عمرون کی روایت سے مشہور ہے کہ آپ حالت صغرسنی مین لڑکون کے ساتھ نہ کھیلتے اور اکثر خاموش رہتے اور لڑکون کو ہدایت کرتے تھے اور آپ کا خوف ورعب ہم پر مستولی رہتا تھا۔ جب آپ چار برس چار ماہ کے ہوے تو آپ کو حافظ حسن کے پاس لیجاکر جو ایک کامل شخص تھے قاعدہ شروع کرایا گیا بروایت حافظ حسن مشہور ہے کہ مین لڑکون کے حق مین بڑا جبار تھا مگر انھون نے مجھسے کبھی مار نہین کھائی یہ لڑکون مین خاموش بیٹھے رہتے تھے اور مجھکو خیال ہوتا تھا کہ انکو سبق یاد نہوا ہوگا مگر جب مین کہتا کہ سبق سناؤ تو یہ فوراً سبق سنا دیتے۔ آپ نے تھوڑے عرصے مین قرآن شریف ختم کرلیا تھا مگر حفظ نہین کیا تھا لیکن چونکہ آپ بڑے خوش آواز تھے اسلیے جب رمضان آیا تو لوگون نے آپ کے والد ماجد سے درخواست کی کہ اس رمضان مین غلام محی الدین سے قرآن شریف نوافل مین سنوانا چاہیے اسپر آپ سے آپکے والد نے پوچھا کہ تم قرآن شریف سنا سکوگے آپ نے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ ایک پارہ روز دور کرلیا کرین تو مین سنا دونگا پس اس طرح سے آپ نے اسی رمضان مین قرآن شریف حفظ کرلیا اور سنا دیا۔ آپ سے

پوچھا گیا کہ کیا آپ تمام دن مین یاد کیا کرتے تھے۔ فرمایا نہین صرف وقت چاشت تک ایک پارہ حفظ ہوجاتا تھا۔ پھر آپ نے علم پڑھنا شروع کیا۔ صغر سنی مین یہ ذکاوت تھی کہ علماء پنجاب کہتے تھے کہ اس لڑکے کو ملک پنجاب مین کوئی تعلیم نہین دے سکیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ مع اپنے چھوٹے بھائی مولوی احمد الدین کے دہلی کو روانہ ہوئے اُس وقت مولوی احمد الدین کی عمر ۱۲ سال کی تھی اور دسوان پارہ حفظ کرتے تھے مگر دہلی پہونچنے تک اُنھون نے بھی قرآن حفظ کرلیا پھر آپ بارہ برس تک دہلی مین رہے اس عرصہ مین اگرچہ دونون بھائیون نے علم معقول و منقول متفرق علماء سے پڑھا مگر حدیث کو مولوی محمد اسحاق سے پڑھا اور اُسکی سند حضرت شاہ عبد العزیز سے حاصل کی جب آپ فارغ التحصیل ہوگئے تو مولوی محمد اسحاق آپکو حضرت شاہ عبد العزیز کے پاس لیگئے اُنھون نے آپ سے علم حدیث مین بہت سے سوالات کیے جنکے جواب آپ نے ایسے عمدہ دیے کہ شاہ صاحب نہایت خوش ہوئے اور اُنھون نے علم حدیث کی سند دیکر دعا فرمائی انشاء اللہ تعالے آپ سے بڑا فیض ہوگا اور نصیحت کی کہ جب تم وطن مین جاؤ تو ایسی کوئی بات نہ کرنا جس سے لوگون مین تفرقہ پڑے۔ جب آپ ہندوستان سے تشریف لائے تو لاہور مین حکمون کی لال مسجد مین تقریبًا ۲۰ سال تک تدریس فرماتے رہے پھر بسبب بیماری کے اعضاء مسترخی ہوگئے تھے اپنے گھر موضع بگا علاقہ بھیرہ مین چلے گئے جہان تخمینًا تیرہ چودہ سال بیمار رہے مگر اس بیماری مین بھی تدریس و تعلیم برابر جاری رکھی اور شب دوشنبہ ۲۹ ماہ شوال سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین وفات پائی اور موضع بگا مین مدفون ہوئے۔ آپ کے دو بھائی جو اسوقت زندہ موجود ہین ایک حاج الحرمین مولوی غلام محمد صاحب جو جامع مسجد لاہور کے امام اور عالم اجل ہین۔ دوسرے مولوی عبد العزیز صاحب جو بھیرہ کی جامع مسجد کے امام ہین تاریخ وفات آپ کی "خورشید عالم" ہے۔

حافظ محمد عظیم پشاوری۔ عالم نبیل۔ فاضل جلیل۔ حافظ بے عدیل۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی صاحب کشف و کرامات تھے کہتے ہین کہ ابتدا مین آپ بڑے غبی تھے اور مکتب سے بھاگ آیا کرتے تھے ایک روز جو آپ مکتب سے بھاگ آئے تو گھر مین بھی بسبب خوف والدین کے نہ آسکے اور رات بھر ایک مکان کی دیوار سے لگ کر روتے رہے جہان آپکو خضر کی زیارت

ہوئی اور آپکی دعاء سے آپکا ذہن ایسا مکمل کیا کہ تھوڑے دنوں میں علوم نقلی و عقلی کو تحصیل کرکے فراغت پائی جن لوگوں نے آپ کا وعظ سنا ہے آجتک اُسکا مذاق اُنکو نہیں بھولا اور کہتے ہیں کہ وعظ کا باب گویا آپ پر بند ہو گیا۔ آپ عربی۔ فارسی۔ پشتو۔ پنجابی میں یعنے جس ملک و زبان کا طالب علم یا سامع وعظ ہوتا تعلیم دیتے اور وعظ کرتے تھے۔ گو آپ آنکھوں کی ظاہری بینائی سے معذور تھے مگر باطنی روشنائی سے آپ کو ظاہری بینائی کی کچھ حاجت نہ تھی۔ وفات آپ کی ۱۲۹۱ھ میں ہوئی اور اس کثرت و ہجوم سے لوگ آپ کے جنازہ پر حاضر ہوئے کہ شہر کے لوگ تعجب کرتے تھے کہ اسقدر بے شمار خلقت کہاں سے آگئی۔ کہتے ہیں کہ جب آپکا جنازہ لیے جاتے تھے تو ایک مسلمان ڈپٹی انسپکٹر پولیس جو بغرض انتظام ہمراہ تھا اتفاقاً اُس ہجوم میں گر پڑا اور اسپر سے صدہا آدمی گذر گئے مگر جب وہ زمین پر سے اُٹھا تو اُسکو آپ کی کرامات کی وجہ سے اتنا آسیب تک نہ پہونچا تھا کہ کپڑوں پر چون کو مٹی تک بھی لگی ہوتی۔

شیخ رضا ابن محمد بن مصطفیٰ رفیقی۔ ابو حمزہ کنیت تھی ۱۲۰۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے فقیہ محدث مفسر۔ فاضل متدین صالح۔ امین صوفی۔ کثیر الحیا و ادب جامع بین الشریعۃ والطریقۃ اور صاحب کرامات و مکاشفات تھے۔ اپنے باپ اور دونوں چچا اور نانا شیخ نعمت اللہ بن اشرف نوبیگرو کی صحبت حاصل کی اور اُنسے فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ کو پڑھا اور ہر ایک علم میں کامل مکمل ہوئے کئی سال تک حدیث و فقہ اور اصول کا درس دیا۔ تصوف و سلوک کو اپنے باپ سے اخذ کیا۔ ہر ایک شخص کو خواہ بڑا ہوتا یا چھوٹا۔ غنی ہوتا یا فقیر پہلے سلام کرتے تھے۔ بڑے حلیم۔ رحیم۔ متواضع تھے۔ وفات آپ کی ماہ شعبان ۱۲۸۰ ہجری میں ہوئی۔ جامع الشرف المبعات آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شاہ احمد سعید بن شاہ ابو سعید حنفیہ۔ محدث۔ مفسر جامع علوم شریعت و طریقت تھے۔ قرآن شریف کو اپنے والد ماجد سے حفظ کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ مولوی فضل امام و مفتی شرف الدین اور علم حدیث و تفسیر مولوی رشید الدین وغیرہ تلامذہ شاہ عبد العزیز سے حاصل کیے اور علوم باطنی وغیرہ معنوی حضرت شاہ غلام علی سے حاصل کرکے خرقہ خلافت کا پایا۔ شاہ غلام علی فرمایا کرتے تھے کہ شاہ ابو سعید و شاہ احمد سعید و شاہ رؤف و مولوی بشارت اللہ جیسے مرید ہوں تو پھر کیا ہی ہیں

آپ بعد وفات اپنے والد ماجد شاہ ابو سعید کے چند سال دہلی میں رہ کر تدریس و ہدایت خلق میں مصروف رہے ۱۲۷۴ ہجری میں جب دہلی میں غدر ہوا تو آپ مع عیال و اطفال کے وطن چھوڑ کر بیت اللہ کو تشریف لے گئے اور وہاں ۱۲۹۶ ہجری میں وفات پائی۔

مولانا فضل حق بن فضل امام عمری خیر آبادی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ محدث خصوصاً علم ادب و لغت و حکمت و فلسفہ میں گویا امام و شیخ رئیس تھے ۱۲۱۲ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کا نسب حضرت عمر بن الخطاب پر منتہی ہوتا ہے۔ علوم معقول و منقول اپنے والد ماجد سے حاصل کیے اور حدیث کو شاہ عبد القادر سے سنا۔ قرآن شریف کو چار ماہ میں حفظ کیا۔ تیرہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت پائی۔ دور دور سے لوگ آپ کے درس میں آتے تھے چنانچہ آپ سے ایک جماعت کثیرہ نے علم اخذ کیا۔ معقولات میں تصنیفات معتبرہ کیں اور دہلی وغیرہ میں مناصب جلیلہ پر مقرر رہے۔ عربی و فارسی میں نظم رائق اور نثر فائق کہتے تھے۔ چار ہزار اشعار آپ کے شمار کیے گئے ہیں اور اکثر قصائد آپ کے مدح آنحضرت اور ہجو کفار میں ہیں آپ کے اور استادی مفتی محمد صدر الدین خان صدر الصدور دہلوی کے درمیان بڑی دوستی تھی۔ آپ کی تصنیفات سے رسالہ الجنس العالی فی شرح جوہر العالی حاشیہ شرح سلم قاضی مبارک۔ حاشیہ افق المبین اور حاشیہ تلخیص الشفا اور ہدیہ سعیدیہ حکمت طبیعیہ میں اور رسالہ تحقیق العلم والمعلوم اور رسالہ روض المجود فی تحقیق حقیقۃ الوجود۔ رسالہ تحقیق الاجسام رسالہ تحقیق الکلی الطبعی۔ رسالہ التشکیک۔ رسالہ الماہیات۔ تاریخ فتنہ ہندوستان وغیرہ ہیں۔ وفات آپ کی جزیرہ رنگون میں بحالت قید سرکار انگریزی ۱۲ ماہ صفر ۱۲۷۸ ہجری میں واقع ہوئی۔

مولوی غلام حسین بن مولوی حسین علی بن شیخ علامہ عبد الباسط قنوجی۔ فقیہ فاضل محدث کامل۔ مفسر اکمل جامع علوم و فنون تھے۔ ۱۲۲۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام غلام علیم ہے۔ علوم نقلیہ و عقلیہ شیخ علامہ محمد سعادت خان فرخ آبادی مشہور متوکل سے پڑھے اور ۱۲۴۳ ہجری میں علم حدیث و تفسیر کو علامہ محمد ولی اللہ مفتی فرخ آبادی سے اخذ کیا اور براہ بڑودہ حرمین شریفین کو تشریف لیگئے اور ۱۲۵۶ ہجری میں حج کر کے شیخ عبد اللہ سراج

اور شیخ شمس الدین شطا اور سید عمر افندی وغیرہ کی صحبت کی پھر مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے اور وہان شیخ محمد عابد سندھی سے صحاح ستہ اور سنن مشہورہ کی سند حاصل کی اور حضرت عثمان کے قرآن کی زیارت کی اور کتب تصوف مین مشغول ہوے جب واپس آئے تو بروده مین سکونت اختیار کی اور اخیر عمر مین پھر حرمین شریفین کو نہضت فرما ہوے اور جب حج کر کے بمبئی مین واپس آئے تو وہان بیمار ہوکر حدود سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین وفات پائی۔ آپ نے اپنے دادا کی کتاب منازل الاثنا عشر کا حاشیہ تصنیف کیا جسکی تکمیل مین آپ نے بڑی محنت برداشت کی۔

مولوی تراب علی لکھنوی۔ ابو البرکات کنیت۔ رکن الدین لقب تھا۔ یگانۂ روزگار فاضل نامدار۔ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول تھے۔ حاشیہ کمالین فی شرح تفسیر جلالین آپ کی اشہر تصنیفات سے ہے۔ وفات آپ کی سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین واقع ہوئی۔ زینت شبستان تاریخ وفات ہے۔

مفتی محمد صدر الدین خان صدر الصدور دہلوی۔ تمام علوم صرف۔ نحو۔ منطق حکمت ریاضیات معانی۔ بیان۔ ادب۔ انشا۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر وغیرہ مین ید طولیٰ رکھتے تھے اور درس دیتے تھے۔ آبا و اجداد آپ کے کاشمیر کے اہل بیت علم و صلاح سے تھے مگر آپکی ولادت دہلی مین ہوئی۔ علوم نقلیہ فقہ و حدیث وغیرہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور اُنکے بھائیون سے حاصل کیے اور اُنکی سندین لین اور فنون عقلیہ کو مولوی فضل امام خیر آبادی والد مولوی فضل حق سے اخذ کیا اور شیخ محمد اسحاق دہلوی نے بھی آپکو حدیث کی اجازت لکھ کر دی۔ آپ بڑے صاحب وجاہت و ریاست اور اپنے زمانہ مین یگانۂ روزگار اور نادرۂ عصر تھے۔ ریاست درس و تدریس خصوصاً انتہاے ممالک محروسہ مغربیہ بلکہ شرقیہ و شمالیہ دہلی اور امتحان مدارس و صدارت حکومت دیوانی کی آپ پر منتہی ہوئی۔ بجز شاہ دہلی کے تمام اعیان و اکابر اور علما و فضلا خاص دہلی اور اُسکے نواح کے آپ کے مکان پر حاضر ہوتے تھے طلبا تلمذ واسطے تحصیل علم اور اہل دنیا واسطے مشورت معاملات اور منشی لوگ بغرض اصلاح انشا اور شعرا واسطے مشاورہ کے آتے تھے۔ اس اخیر وقت مین ایسا فاضل باین جمعیت اور قوت حافظہ و حسن تحریر و متانت تقریر اور فصاحت بیان اور بلاغت معانی کے صاحب مروت و اخلاق اور

احسان و تکیہ نہین کیا۔ طلبا مدرسہ دار البقا جو جامع مسجد کے نیچے تھا اکثر طعام و لباس اور بعضے ماہوار جناب سے پاتے اور آپ سے اور دیگر علماء سے تحصیل علم کرتے تھے۔ سنہ ۱۲۷۳ ہجری مین دہلی کے غدر مین آپ کو سخت زخم چشم پہونچا کہ تعلق روزگار بھی ہاتھ سے گیا اور تمام جائداد و املاک بھی جو تیس سال کی ملازمت مین پیدا کی ہوئی تھی سرکار مین ضبط ہو گئی بلکہ جہاد فتوی کے اشتباہ مین چند ماہ تک نظر بند بھی رہے چونکہ اصل مین بے قصور تھے آخر کو رہائی پاکر لاہور مین تشریف لائے اور واسطے اپنے کتب خانہ مالیتی تین لاکھ روپیہ کے جو دہلی کی لوٹ مین نیلام ہو گیا تھا حضور لارڈ جان لارنس صاحب کے پاس جو اُسوقت پنجاب کے چیف کمشنر تھے اور مولانا ممدوح کے دہلی مین بڑے مہربان رہ چکے تھے مطالبہ کیا لیکن چونکہ جائداد منقولہ کے نیلام کا واپس ہونا متعذر تھا اسلیے اپنے مطلب مین کامیاب نہوے لیکن اتنا ہو گیا کہ جائداد غیر منقولہ جو سرکار مین ضبط ہو گئی تھی واگذار ہو گئی اور مولانا موصوف دہلی مین واپس تشریف لیجا کر چندے بستی حضرت نظام الدین اولیا اور پھر اپنی حویلی خاص واقع دہلی مین خانہ نشین ہوے اور اپنی حیات کے باقی ایام کو وظائف و عبادات اور تدریس علوم دینیہ مین بسر کیا۔ مؤلف حدائق ہذا بھی سنہ ۱۲۸۰ ہجری مین جب مولانا موصوف بستی حضرت نظام الدین اولیا مین اقامت گزین تھے آنکی خدمت مین حاضر ہوا اور تیرہ ماہ تک اُنکی خدمت مین مشرف ہو کر علوم نقلی و عقلی کا استفادہ کرتا رہا اُسوقت مین مولانا موصوف باوجودیکہ چوہتر سال کے تھے مگر ذوق شعر و سخن مین جوانان عاشق مزاج سے زیادہ مذاق رکھتے تھے۔ عربی۔ فارسی۔ اُردو نہایت عمدہ شعر کہتے تھے آزردہ تخلص تھا اور بمقتضاے اُسکے ہمیشہ فرط عشق اور ولولۂ محبت سے آزردہ خاطر افسردہ طبع دیدہ گریان سینہ بریان رہتے تھے اور اشعار کے پڑھنے مین نہایت دلشکاف آواز اور لحن حزین اور صورت درد انگیز رکھتے تھے جسنے آپ کی زبان سے سخن موزون سنا ہے وہی اس کیفیت کو جانتا ہے کہ کیا انشاد شعر تھا یا ایجاد سحر۔ غالب و صہبائی اور مومن وغیرہ شعراے دہلی نے آپ کی مدح و تعریف مین بڑے بڑے قصائد و اشعار تصنیف کیے ہین اور فضلاے زمانہ نے آپ کے تلمذ و شاگردی کو باعث تفاخر تصور کیا ہے۔ بہت لوگ بلاد و امصار دور دراز سے علوم متداولہ اور فنون مروجہ حاصل کر کے آپ کی خدمت مین آتے اور ایک دو

سبق یا کوئی مختصر کتاب پڑھ کر فراغت حاصل کرتے اور محصلین و اہل فضیلت میں شمار کیے جاتے تھے
تصنیفات آپ نے بہت ہی تھوڑی کی اور اکثر عمر اپنی تدریس و افتا میں بسر کی
رسالہ منتہی المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال اور در المنضود فی حکم امرأۃ المفقود اور اجوبۂ کثیرہ
استفتاآت آپ کے یادگار ہیں۔ اخیر عمر میں ایک دو سال مرض فالج میں مبتلا رہ کر اکاسی
سال کی عمر میں یوم پنجشنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۵ہجری میں فوت ہوئے۔ مولوی ظہور علی
مخاطب بہ شمس الشعرا نے آپکی تاریخ وفات حسب ذیل لکھی ہے۔ مولانا ے صدر الدین کہ
در عصر ❊ امام اعظم آخر زمان بود ❊ زہے صدر الصدور نیک محضر ❊ بعدل و داد چون
نوشیروان بود ❊ بروز پنجشنبہ کرد رحلت ❊ کزین عالم بجاے جاودان بود ❊ ربیع الاول
و بست و چہارم ❊ وداع او سوے دار الجنان بود ❊ ظہور افسوس آن استاد ذی قدر ❊
پدر دارم ہمیشہ مہربان بود ❊ چراغش ہست تاریخ ولادت ❊ کنون گفتم چراغ دو جہان بود
آپ نے رسالہ منتہی المقال میں ابن تیمیہ و ابن حزم پر جنھوں نے بحسب زعم خود بروے
حدیث لا تشد الرحال کے قبور انبیاء و اولیاء کی زیارت کے لیے سفر کو حرام لکھا ہے بتقلید ایک
جماعت فقہاے و محدثین شافعیہ مثل ابن حجر مکی و تقی سبکی اور قسطلانی وغیرہ کے بڑی
تشنیع کی ہے اور انکے عقائد کی مذمت میں بعض تواریخ معتبرہ مثل بکری و نویری سے عمدہ عمدہ
اقوال نقل کیے ہیں اور رسالۂ مذکور کے دیباچہ میں اُسکی تالیف کے سبب میں
منجملہ دیگر مطالب کے لکھا ہے و منہم من یتمسک بروایۃ فقہیۃ نادرۃ فردۃ زعمًا منہم ان لکل جدیدۃ لذۃ
کمل البضاعۃ منہم الطعن فی الائمۃ المجتہدین وجل متاعہم القدح فی الاولیاء المقربین الصراط المستقیم
والمحلی ماخذہم و اساسہم و ابن تیمیۃ و ابن حزم رئیسہم و راسہم لا یہتدون الی طریق الحق بل یعمہون
فی تیہ بلا ہاد و لا دلیل و ہم ضلوا کثیرا و ضلوا عن سواء السبیل و منہم یقلدون آباءہم فہم علی آثارہم
یقتدون اولو کان اباءہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون و بعضہم یستنبطون الاحکام عن الاحادیث
والقرآن ولا یعلمون شیئا من العلوم حتی علم اللسان و ہم اذا دعوا الی حفظ عمیا خبطوا فیہا خبط
عشواء و الذین منہم یتحاشون عن الاتباع والتقلید و یتحولون الی تدلیس ابناء السبیل و اذ جعلنا
منارہم یتغلبون علومہم بلا حجۃ ولا دلیل ولقد من اللہ سبحانہ علی ہذہ الامۃ بوجود العلماء فی کل عصر

الذین عضوا فی العلم بنواجذہم ودرسوا عن الاصابۃ بنواخذہم وصرفوا فی تحصیل العلوم اعمارہم واحیوا
لکسب الفضائل لیلہم ونہارہم فالفوا وافادوا وصنفوا واجادوا وافطوالمن راجعہم الیہم ونزل رباعہم
رائے الحق جعناوزرق اتباعہم وسحقاللقوم الذین لایتردون الیہم ولایرجعون اما لمیت علیہم قل ہل
یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون وکفی بنامستند آ ستلے غوایۃ کبرائہم انہم حرموا السفرالی زیارۃ
قبورالانبیاء والاولیاء متمسکین بحدیث لاتشد الرحال ماملیت علیہم فی شرح مایخیہم عن الضلال
مع تفرق البال وتشتت الحال فطلت اعناقہم خاضعین وقالوا امنا بماجاء نا من الحق المبین ام۔

مولانا حافظ عبدالحلیم بن مولانا امین اللہ بن مولانا محمد اکبر بن مفتی ابی الرحیم لکھنوی
جامع علوم عقلیہ ونقلیہ اور بارع فنون ادبیہ واصولیہ فقیہ محدث صاحب تحقیق وتدقیق اور مصنف
کتب کثیرہ تھے۔ ۱۴ شعبان سنہ ۱۲۳۹ ہجری کو پیدا ہوئے پہلے قرآن حفظ کیا پھر کتب صرف ونحو کو
اپنے والد سے پڑھا جب وہ فوت ہوگئے تو شرح تلخیص مفتاح کو اپنے نانا مفتی ظہور اللہ سے
پڑھا اور شرح عقائد نسفیہ وغیرہ کو مفتی محمد اصغر سے حاصل کیا اور انکے فوت ہونے پر باقی کتب
درسیہ معقول ومنقول کو مفتی محمد یوسف اور کتب علوم ریاضی کو اپنے خالو مولانا محمد نعمت اللہ سے
پڑھا یہان تک کہ فائق اقران اور کامل مکمل ہوئے سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین اپنے وطن سے شہر باندا کو
تشریف لیگئے جہان آپ کو نواب ذوالفقارالدولہ نے اپنے مدرسہ کا مدرس مقرر کیا پھر کچھ
مدت بعد جونپور کو تشریف لیگئے اور وہان کے رئیس حاجی محمد امام بخش نے اپنے مدرسہ کا آپ کو
مدرس کیا اور ایک خلقت کثیر نے آپ سے تلمذ کیا اور آپکے فضائل اور تصانیف مشہور زمانہ
ہوئین سنہ ۱۲۷۷ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن کو گئے اور وہان وزیر مختارالملک نے آپ کو اپنے
مدرسہ کا مدرس مقرر کیا جہان دو سال تک تدریس وتنشیر علوم مین معروف رہے اور سنہ ۱۲۷۹ ہجری
مین مستعفی ہوکر حرمین شریفین کو تشریف لیگئے اور وہان کے علماء نے آپ کی بڑی عزت کی
اور مولانا محمد جمال مکی مفتی حنفیہ اور مولانا سید احمد دحلان مفتی شافعیہ اور شیخ علی حریری مدنی اور
مولانا عبدالغنی مجددی دہلوی نزیل مدینہ منورہ اور مولانا عبدالرشید مجددی وغیرہم نے
آپ کو حدیث کی اجازت دی اور اس سے پہلے آپ کو مولانا حسین احمد محدث ملیح آبادی
تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلوی سے بھی اجازت حاصل تھی سنہ ۱۲۸۵ ہجری کو عیدا [illegible] بادیں [illegible]

اور وزیر موصوف نے عدالت دیوانی کی نظامت آپکو تفویض کی چنانچہ مقدمات مرجوعہ کو
آپ بڑی خوبی سے فیصل فرماتے رہے یہان تک کہ روز دوشنبہ ۲۹ ماہ شعبان ۱۳۰۴ھ
مین وفات پائی - اور حافظ نامدار تاریخ وفات ہی - آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہین جو
سب کی سب مفید اور مقبول ہین - رسالہ درباب اشارہ سبابہ - حاشیۂ شرح عقائد جلالی
المسماة بہ حل المعاقد - نظم الدرر فی سلک شق القمر - امعان النظر ابصارہ شق القمر - التحلیة شرح
التسویة - نور الایمان فی آثار حبیب الرحمن - الاکمال فی تحقیق الدعاء - اتقاد المصابیح فی التراویح
غایة الکلام فی بیان الحلال والحرام - خیر الکلام فی مسائل الصیام - تحفة الحسن فیما یتعلق بالنوافل
والسنن - عمدة التحریر فی مسائل اللون واللباس والحریر - السقایة شرح البدایة ناکمل - قمر الاقمار
حاشیۂ نور الانوار - رسالہ دربارہ رحلت حرمین - التعلیق الفاضل فی مسئلة الطهر المتخلل
حاشیۂ شرح وقایہ ناکمل - رسالہ درباب جمع فتاوی جو انسے پوچھے گئے - رسالہ دربارہ تراجم
علماء ہند مگر ناکمل - تحقیقات المرضیة لحاشیة الزاہد علی الرسالة القطبیة - قول الاسلم لحل شرح السلم
اقوال الاربعة - کشف المکتوم لحل حاشیة بحر العلوم - قول المحیط فیما یتعلق بالخط المؤلف والبسیط -
معین الغائصین فی رد المغالطین - ایضاحات لمبحث المختلطات - کشف الاشتباہ لحل حمد اللہ
بیان العجب فی شرح ضابطة التهذیب - کاشفة الظلمة فی بیان اقسام الحکمة - العرفان فی المنطق
حاشیۂ نفیسی شرح موجز - حاشیۂ قدیمہ دوانیہ ناکمل - شرح تجرید قوشجی کی شرح - حاشیۂ بدیع المیزان
ناکمل - حاشیۂ مصباح نحو وغیر ذالک - آپ کے خلف الصدق - فقیہ - محدث - عالم بے عدیل
فاضل بے تمثیل - جامع معقول ومنقول - حاوی فروع واصول - قدوة المحققین - زبدة المدققین
مصنف کتب کثیرہ مولانا ابو الحسنات مولوی حافظ محمد عبد الحی لکھنوی زندہ موجود ہین جو
ہمہ تن تحصیل علوم سے تصنیف کتب اور تنشیر علوم مین یہان تک مصروف ہین کہ باوجودیکہ آپ کی
عمر ابھی پوری چالیس برس کی نہین ہوئی مگر چشم بد دور آپ ستر کتب و رسالجات سے
زیادہ تصنیف کر چکے ہین جنمین سے اکثر معرض طبع مین آکر شہرت پا چکی ہین اور انکے
سوا بڑی بڑی علمی اور فضیلت کی کتابون پر آپ کے حواشی اور تعلیقات موجود ہین اور ان
انمین ایسی تحقیقات وتدقیقات کو کام فرمایا ہی کہ گویا طالب علمون کے آگے ایک منجلا ہوا آئینہ

سکہ دیا ہی غرض کہ کثرت تصنیفات اور تنشیر علوم کے سبب ہندوستان کے خطون مین اس آخر زمانہ مین اس جمعیت ولیاقت کا اور کوئی عالم وفاضل دکھائی نہین دیتا جس سے انکو اگر چودھوین صدی کا مجدد امت محمدیہ قرار دیا جاوے تو کوئی مبالغہ نہین ہی خدا تعالےٰ انکا فیض مدت تک جاری رکھے۔

مفتی محمد یوسف سہالوی

مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر بن مفتی ابی الرحم بن ملا محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز بن ملا سعید بن ملا قطب الدین الشہید السہالوی۔ اپنے زمانہ کے جمال وکمال مین یوسف اور جامع فروع واصول اور حاوی معقول ومنقول متعبد متہجد۔ صاحب ریاضت ومجاہدت ومکاشفہ تھے ۱۲۳۲ ہجری مین پیدا ہوے اور اکثر کتب درسیہ کو اپنے والد سے پڑھا اور کسی قدر مولانا مفتی ظہور اللہ سے بھی استفادہ کیا۔ رسالہ توضیحیہ کو اپنے بھائی مولانا نور اللہ سے پڑھا اور مولانا احمد انوار الحق متوفی ۲۶ شعبان ۱۲۳۲ ہجری کے ہاتھ پر بیعت کی جب آپ کے والد فوت ہوے تو شہر لکھنؤ کی عدالت افتار کا کام آپ کے سپرد ہوا جسکو آپ نے بڑی دیانت کے ساتھ زمانہ غدر ہند تک سرانجام دیا پھر جونپور مین مدرسۂ حاجی امام بخش کے مدرس مقرر ہوے جہان ۱۲۸۶ ہجری تک افادہ خلق اللہ مین مشغول رہے اور ماہ شعبان سنہ مذکور مین جونپور سے حرمین شریفین کو تشریف لیگئے اور جب حج کر کے مدینہ کو تشریف لیگئے تو راستہ مین اسہال کبدی مین مبتلا ہوکر مدینہ مین پہونچتے ہی شنبہ کے روز ۱۹ ماہ ذی الحجہ ۱۲۸۶ ہجری مین وفات پائی اور بقیع مین دفن کیے گئے۔ ”فاضل دانش پژوہ“ تاریخ وفات ہی آپ کی تصنیفات سے تعلیقات صحیح بخاری تعلیقات تفسیر بیضاوی۔ حواشی شرح سلم ملا حسن۔ حواشی شرح سلم قاضی مبارک۔ حواشی شمس بازغہ۔ تکملہ حواشی شمس بازغہ ملا حسن حواشی شرح وقایہ نامکمل وغیرہ مشہور ومعروف ہین۔

مولوی احمد الدین بگوی

مولوی احمد الدین بن حافظ نور حیات بن حافظ محمد شفار بن حافظ نور محمد بگوی۔ فاضل اجل۔ عالم اکمل فقیہ۔ محدث۔ جامع کمالات ظاہری وباطنی۔ صاحب ریاضت ومجاہدت تھے۔ ۱۲۱۶ ہجری مین پیدا ہوے مطول اور شرح وقایہ تک تو اپنے بھائی مولوی غلام محی الدین سے پڑھا بعد ازان متفرق علمون سے استفادہ کیا اور آخیر کو مولوی

محمد اسحاق محدث دہلوی سے چودہ سال دہلی مین رہکر دستار فضیلت باندھی اور حدیث وغیرہ علوم کی اجازت حاصل کی۔ ریاضت و مجاہدہ بدرجۂ کمال تھا رات کو کئی دفعہ بیدار ہوتے اور ہر دم ذکر الٰہی مین معروف رہتے چلتے پھرتے حالت صحت و بیماری مین طالبعلمون کو سبق پڑھاتے رہتے تھے مقبول درگاہ الٰہی مین ایسے تھے کہ جو زبان دُرفشان سے فرماتے وہی ہوتا۔ مروت اسقدر تھی کہ طالب علمون کو اگر انمین سے کوئی بیمار پڑجاتا تو اپنے ہاتھ سے دوا تیار کرکے دیتے آپ بھی مثل اپنے بھائی مرحوم کے اکثر لاہور مین رہتے اور درس دیتے تھے اور یہ دستور کیا ہوا تھا کہ جب چھ ماہ آپ لاہور مین رہتے تو آپ کے بڑے بھائی بوگا مین تشریف لیجاتے اور جب وہ لاہور مین آتے تو آپ بوگا مین تشریف فرما ہوجاتے تھے غرض جسقدر انتشار علم معقول و منقول پنجاب مین ان ہر دو بھائیون سے ہوا ہے کسی دوسرے سے نہین ہوا ہزار ہا آدمی صرف بھائی سے لیکر انسے فارغ التحصیل اور فیضیاب ہوے گویا پنجاب مین کوئی صاحب علم انکی شاگردی سے بے بہرہ نہوگا کوئی بالذات کوئی بالواسطہ انکے تلامذہ مین منسب ہوگا۔ آپ نے تصنیفات بہت کی مگر نظر ثانی تک نوبت نہ پہونچی کہ لوگ لیگئے از انجملہ ایک کتاب احمدیہ حاشیہ شرح ملا ہے جو بہت مشہور ہے مگر اسمین بھی نظر ثانی تک کا موقع نہین ملا۔ ایک حاشیہ خیالی ہے۔ باقی تصانیف کا کچھ پتہ نہین وفات آپ کی ۱۳ شوال شب یکشنبہ ۱۲۹۶ھ مین ہوئی اور جامع مسجد بھیرہ کے متصل دفن کیے گئے۔ آپ کی عمر بھی تقریباً ستر سال ہوئی اور لطف یہ ہے کہ جیسے آپ ۱۳ سال اپنے بھائی مولوی غلام محی الدین سے چھوٹے تھے ویسے ہی تیرہ سال بعد انکے وفات پائی۔ اور رغفور تاریخ وفات ہے۔

شیخ نور الدین بن عبد اللہ بن مصطفیٰ رفیقی۔ جامع علوم ظاہری و باطنی علامۂ زمانہ فہامۂ یگانہ۔ صاحب ہیبت عظیم الاخلاق۔ علو الہمة تھے ۱۲۱۵ ہجری مین پیدا ہوے اور اپنے چچا کے بیٹے شیخ ابی المصطفیٰ الطیب بن احمد بن مصطفیٰ کی گود مین پرورش پائی اور انھین سے جمیع معارف کو اخذ کیا اور روایت حدیث اور اوراد کی حاصل کی اور علوم متعارفہ فقہ۔ صرف۔ نحو۔ منطق۔ کلام۔ اصول۔ حکمت وغیرہ کو مولوی محمد حسن بن نظام الدین سے

اخذ کیا اور شیوخ کثیرہ سے صحبت کرکے اُنسے فوائد کثیرہ حاصل کیے اور اکثر شہرون کی سیر کی
تمام عمر نکاح نہین کیا۔ طبع موزون رکھتے تھے۔ اشعار لطیفہ اور ابیات نیفہ آپ سے یادگار ہین
وفات آپ کی ۹ رجب ۱۲۸۰ ہجری مین ہوئی۔ خاتم المحدثین تاریخ وفات ہے۔

مولوی نواب محمد قطب الدین محدث دہلوی۔ ۱۲۱۱ ہجری مین پیدا ہوے۔
اپنے زمانہ کے عالم اجل۔ فاضل اکمل فقیہ محدث مفسر جامع معقول و منقول۔ حاوی فروع
و اصول۔ قامع شرک و بدعت و متعفف۔ عابد متورع مردود فرقۂ غیر مقلدہ صاحب تصانیف کثیرہ
تھے علوم شرعیہ خصوصاً حدیث و اصول حدیث شاہ اسحاق دہلوی سے حاصل کیے اور انسے
اور نیز علماے حرمین شریفین سے حدیث کی سندین لین اور کئی دفعہ حج کیا۔ راقم نے بھی
دہلی مین ۱۲۶۰ ہجری مین آپ کی زیارت کی ہے۔ بیشک آپ صورت و سیرت مین آیات
ربانی مین سے ایک آیت تھے۔ مگر افسوس آپ سے استفادہ کرنے کا اتفاق نہین ہوا۔ آپ
اکثر تیسرے چوتھے سال حج کو تشریف لیجایا کرتے تھے جسکا نتیجہ ہوا کہ آپ کی وفات بھی
۱۲۸۹ ہجری مین مکہ معظمہ مین ہوئی اور مروج احکام شریعت آپ کی تاریخ وفات ہے۔
آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہین۔ مظاہر حق اردو ترجمہ و شرح مشکوۃ۔ جامع التفاسیر دو مجلد
ظفر جلیل ترجمہ شرح حصن حصین۔ مظہر جمیل۔ مجمع الخیر۔ جامع الحسنات۔ خلاصہ جامع صغیر
ہادی الناظرین۔ تحفۂ سلیمان۔ معدن الجواہر۔ وظیفۂ مسنونہ۔ تحفۃ الزوجین۔ احکام الضحی
فلاح دارین۔ تنویر الحق۔ توفیر الحق۔ تحفۃ العرب والعجم۔ احکام العیدین۔ رسالہ مناسک
خلاصۃ النصائح۔ گلزار جنت۔ تنبیہ النساء۔ حقیقۃ الایمان۔ مراد المعاد۔ تذکرۃ الصیام۔ تذکرۃ الابرار
وغیر ذلک۔

قاضی مفتی محمد سعد اللہ مراد آبادی۔ عالم اجل شیخ فاضل۔ ادیب اریب منطقی
معقولی منقول و معقول کے پتلے تھے۔ مراد آباد مین ۱۲۱۹ ہجری مین پیدا ہوے
جنکی تاریخ ولادت ظہور حق ہے۔ صرف و نحو کو مولوی عبد الرحمن تلمیذ بحر العلوم ملا عبد العلی لکھنوی
سے پڑھا اور ۱۲۳۹ ہجری مین مجالس وعظ شاہ عبد العزیز وغیرہ اکابرین مین حاضر ہوے
اور کتب درسیہ کو مولوی محمد حیات لاری پنجابی و اخوند شیر محمد خان قندھاری و مفتی محمد سعد الدین خان

صدر الصدور دہلوی سے پڑھا پھر ۱۲۶۸ ہجری میں لکھنؤ کو تشریف لیگئے جہان مولوی محمد اشرف و مولوی محمد ظہور اللہ و مولوی محمد اسمٰعیل مرادآبادی اور مولوی حسن علی محدث سے تحصیل کی اور بائیس سال وہان شہر سے رہے۔ ۱۲۹۰ ہجری مین حرمین شریفین کو تشریف لیگئے وہان سے مراجعت فرماکر رامپور مین اقامت اختیار کی یہانتک کہ ۱۳۱۹ ہجری مین وفات پائی۔ شیخ سعید جہان تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے القول المانوس فی صفات القاموس میزان الافکار شرح معیار الاشعار۔ نوادر الوصول فی شرح الفصول۔ حاشیہ شرح سلم حمد اللہ۔ حاشیہ شرح چغمینی۔ زاد اللبیب الی دار الحبیب مخصل العروض مع شرح وغیر ذالک یادگار ہین۔ آپ کے خلف الرشید مولوی حافظ لطف اللہ بھی عالم صالح فاضل بارع رامپور مین سے ہین۔

شیخ مصطفےٰ ابن طیب بن احمد بن مصطفےٰ رفیقی۔ ابو احمد کنیت تھی ۱۲۲۶ ہجری مین پیدا ہوے۔ عالم عامل۔ فاضل کامل۔ فقیہ محدث۔ حسن المحاضرہ۔ بلیغ العبارت حاضر البدیہہ شاعر موزون۔ مورخ جید تھے۔ صحاح ستہ اور کتب تصوف مثل عوارف وتعرف اور احیاء العلوم اپنے باپ سے پڑھا اور نسخ کیا اور دیگر علوم عقلیہ ونقلیہ کو اپنے زمانہ کے فضلاء اور حفاظ سے حاصل کیا۔ ہمیشہ طاعات وعبادات مین مشغول رہتے تھے۔ آپ سے شیخ بہاء الدین وشیخ احمد و شیخ احسن اور شیخ عبد الشکور رفیقی وغیرہ نے اخذ کیا اور جمعہ کے روز ۲ ربیع الاول ۱۲۷۹ ہجری مین وفات پائی تاریخ وفات آپ کی ادخلہ اللہ الجنۃ بلا حساب سے نکلتی ہے۔

محمد عمر رامپوری۔ عالم فاضل۔ جامع معقول ومنقول ذکی فہیم۔ مناظر۔ اصولی۔ جدلی عربی وفارسی مین شعر فصیح وبلیغ کہتے تھے۔ صولت تخلص تھا۔ وعظ مین ایسی عبارت مقفی و مسجع بولتے تھے کہ باعث استعجاب اہل علم ہوتا تھا اور مناظرہ مین وہ خداداد ملکہ تھا۔ کہ غیر مقلدین کو پہلے ہی مرحلہ مین ساکت کردیتے تھے جنکے ہنگام تکلم پر یہ شعر صادق آتا تھا۔ ؎

ایک بات مین تمام ہو ہر یان کا مدعی + کسکی بلا ہو بارکش استنان تیغ + عینی شرح ہدایہ پر حواشی آپ سے یادگار ہین اور نیز ایک رسالہ ملقب صولت سماع کے باب مین اور ایک سوال عشرہ مبشرہ نام ان دس سوالون کے جواب مین تصنیف کیا جو مولوی محمد حسین لاہوری امام غیر مقلدین نے مشتہر کیے تھے اور علماے اہل اسلام عرب وعجم وخراسان وعراق وہندوستان

وغیرہ سے اُنکے جواب چاہے ہیں جسمین فاضل مبرور نے ایک ایک سوال کے متعدد جواب
اس خوبی و صراحت سے دیے ہیں کہ صاحبان ذی علم و انصاف پر اظہر من الشمس ہین
افسوس مین عالم شباب یعنے چھبیس سال کی عمر مین بمرض استسقا لحمی دہلی مین ۱۲ رمضان
المبارک ۱۳۰۹ ہجری مین وفات پائی ۔ مناظر مدلل تاریخ وفات ہے۔

مولوی شاہ عبد الغنی

مولوی شاہ عبد الغنی بن شاہ ابو سعید ۔ مفسر ۔ محدث ۔ فقیہ ۔ جامع اصناف علوم
حافظ قاری صاحب باطن ۔ درویش سیرت تھے ۔ اصل وطن آپکا سرہند تھا مگر آپ دہلی مین
ماہ شعبان ۱۲۳۵ ہجری مین پیدا ہوے آپ کے والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد
مین سے حضرت غلام علی شاہ کے جانشین سجادہ خانقاہ مظہریہ واقع دہلی تھے ۔ آپ نے
اکثر علوم کو اپنے والد وغیرہ سے پڑھا چنانچہ امام محمد کی موطا انھین سے پڑھی اور انھین سے
طریقہ صوفیہ اخذ کیا اور مشکوۃ شریف کو شیخ مخصوص اللہ بن مولانا رفیع الدین سے پڑھا جنھون نے
شاہ عبد العزیز کے درس مین پڑھا تھا اور نیز محمد اسحاق دہلوی سے پڑھا اور شیخ محمد عابد
سندھی انصاری نزیل مدینہ منورہ سے صحیح بخاری کو پڑھا اور کتب صحاح ستہ کی سند لی
اور شیخ ابو زاہد اسمعیل بن ادریس رومی ثم المدنی سے کل اجازت حاصل کی ۔ عرصہ بتیس سال کا
ہوا کہ آپ ہندوستان سے ہجرت کرکے حرمین شریفین کو تشریف لیگئے اگرچہ اُس سے
بعد المشرقین کا فاصلہ ہوگیا تھا مگر آپ کے فیوض کی شعاعون سے وہ منور رہا اور ملک عرب
جو مرکز اسلام اور ماخذ علم دین ہے وہان بھی ہزارون شخص آپ کے علم ظاہری و باطنی سے
فیض یاب ہوے اور مدینہ منورہ مین سیکڑون مولوی حدیث کی سند آپ سے لینے
آتے تھے اور حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کے بڑے بڑے رکن اسلام آپ کو بزرگ
مانتے تھے اور صدہا لوگ عرب و عجم کے آپ کی بیعت سے خاندان نقشبندیہ مین مشرف
ہوکر سعادت دارین کو پہونچے رہے ۔ شیخ الحرم آپ کی یہان تک تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ جب
مسجد نبوی مین نماز کے وقت آپ کو دیکھ پاتے تو آپ کو ہی امام بناتے مگر آپ کو بسبب کسر
نفسی کے امامت پسند نہ تھی اسلیے یہ عادت کرلی تھی کہ عین تکبیر کے وقت مسجد مین تشریف لاتے
آپ کی تصنیفات تعلیقات سے ابن ماجہ المسمی بانجاح الحاجہ فی شرح سنن ابن ماجہ یادگار ہے — ابن ماجہ

وفات آپ کی محرم ۱۲۹۶ ہجری مین مدینہ منورہ مین ہوئی۔ قطعہ تاریخ وفات حسب ذیل ہے۔

شاہ عبد الغنی وحید زمان	نازش علم و عارف باللہ
سال نقلش شنیدم از ہاتف	بہترین محدثین اسے ماہ ۱۲۹۶ھ

مستغنی حافظ ولی اللہ

مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری۔ عالم فاضل۔ فقیہ متبحر مباحث۔ مناظر۔ و اعظ۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ تردید عقائد نصاری مین آپ کو وہ ملکہ اور ید طولی حاصل تھا کہ بڑے بڑے پادری آپ کے مقابلہ سے کنارہ کشی کرجاتے تھے۔ حافظہ کا وہ حال تھا کہ ہر وقت رو و داد کسی مسئلہ یا علمی بات کے شاگرد سے کتاب کی عبارت پڑھوا کر صفحہ و سطر پوچھ لیتے پھر کیا مجال تھی کہ وہ آپ کو بھول جائے فوراً بتا دیتے کہ فلان مسئلہ یا مضمون فلان کتاب کے فلان صفحہ و سطر مین ہے۔ علوم آپ نے مولوی غلام رسول قلعہ والہ و مولوی نور احمد ساکن کھائی کوٹلی اور نیز مولوی احمد الدین بگوی سے پڑھے۔ چونکہ آپکو فقہی مسائل کے استنباط مین بڑی دسترس تھی اسلیے اکثر لوگ فتاوی کے لیے آپ کے پاس آتے تھے اور ہر جمعہ کو جامع مسجد لاہور مین اہل اسلام کو اپنے پُر اثر وعظ سے مستفید کرتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے مباحثہ دینی۔ صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیطان الجاث ضروری وغیرہ یادگار ہین جن پر راقم الحروف کے حواشی چڑھے ہوے ہین۔ وفات آپ کی بمرض اسہال یوم جمعہ وقت ظہر ۲۴۔ جمادی الاولی ۱۲۹۶ ہجری مین ہوئی اور قطعہ تاریخ وفات حسب ذیل ہے۔

قطعہ

آن حافظ شیرین زبان وان واعظ خوش بیان	شد روز آدینہ روان زین دار پر رنج و عنا
بود از جمادی اولین تاریخ بست و چار ہین	پنہان شدہ زیر زمین آن صاحب فہم و ذکا
یا سین پے سالش ورق بگرفت دل گفتش سبق	بنویس جان دادہ بحق حافظ ولی اللہ ولی ۱۲۹۶

مولوی محمد قاسم نانوتوی

مولوی محمد قاسم بن شیخ اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی ہاشم نانوتوی ۱۲۴۸ ہجری مین پیدا ہوے تاریخی نام آپ کا خورشید حسین ہے۔ علامہ عصر۔ نادرۂ دہر۔ فاضل متبحر۔ مناظر مباحث۔ حسن التقریر۔ ذہین معقولات کے گویا پتلے تھے۔ آپ لڑکپن ہی سے ذہین۔ سلیم الطبع۔ بلند ہمت۔ جری۔ وسیع حوصلہ۔ جفاکش۔

جری تھے۔ مکتب مین اپنے ساتھیون سے ہمیشہ اول رہتے تھے۔ قرآن شریف بہت جلد ختم کرلیا خط اُسوقت بھی سب لڑکون سے اچھا تھا۔ نظم کا شوق اور حوصلہ تھا اپنے تکمیل ابجد بعض قصے نظم فرماتے اور رکھ لیتے تھے چھوٹے چھوٹے رسالے اکثر نقل کیے۔ عربی آپ کو شیخ نہال احمد نے شروع کرائی پھر آپ سہارنپور مین اپنے نانا کے پاس چلے گئے اور وہان مولوی محمد نواز سے کچھ فارسی اور عربی کی کتابین پڑھین سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین مولوی مملوک العلی کے پاس دہلی مین جاکر تحصیل علوم مین مشغول ہوے اور حدیث کو شاہ عبدالغنی محدث سے پڑھا جب تحصیل سے فارغ ہوے تو چندے مدرسہ عربی سرکاری واقع دہلی مین مدرس رہے پھر مطبع احمدی مین تصحیح کتب پر مقرر ہوگئے اور تحشیہ وتصحیح بخاری شریف کا کام انجام دیا۔ آپکا قول ہے کہ بایام طالب علمی مین خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ مین خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہون اور مجھ مین سے ہزارون نہرین نکلکر جاری ہو رہی ہین جناب والد سے ذکر کیا انھون نے فرمایا کہ تمسے علم دین کا فیض بکثرت جاری ہوگا۔ سنہ ۱۲۷۷ ہجری مین حج کیا اور دیوبند کے عربی مدرسہ کے سرپرست مقرر ہوے۔ سنہ ۱۲۸۵ ہجری مین پھر حج کو چلے گئے اور مراجعت کے بعد دہلی مین واپس آکر تدریس وتنشیر علوم مین مشغول ہوے سب کتابین بے تکلف پڑھاتے اور ایسے مضامین بیان فرماتے کہ کسی نے سنے نہ سمجھے اور عجائب وغرائب تحقیقات ہر فن مین کرتے جس سے تطبیق اختلافات اور تحقیق ہر مسئلہ کی بیخ وبن تک ہوجاتی تھی۔ پادری تارا چند کو آپ نے مباحثہ مین ساکت کیا۔ سنہ ۱۲۹۳ مین چاندپور ضلع شاہجہانپور مین جو تحقیق مذہبی کا ایک میلہ قائم ہوا تھا اور ہر مذہب کے علماء وہان جمع ہوئے تھے انمین آپ نے ابطال تثلیث و شرک اور اثبات توحید کو ایسا بیان کیا کہ حاضرین جلسہ مخالف وموافق مان گئے۔ سنہ ۱۲۹۴ ہجری مین پھر اس میلہ مین پنڈت دیانند سرستی کے ساتھ گفتگو کی اور بحث وجود اور توحید کا ایسا بیان کیا کہ حاضرین کو سوائے سکوت اور استماع کے اور کچھ کام نہ تھا پھر عیسائیون سے تحریف مین گفتگو ہوئی اور عیسائی ایسے بے سروپا بھاگے کہ ٹھکانا نہ معلوم ہوا حتے کہ اپنی بعض کتابین بھی بھول گئے۔ ان مباحثون کا حال آپ نے ایک رسالہ مین مرتب کیا اور اسکا نام حجۃ الاسلام رکھا اسی سال آپ پھر حج کو تشریف لیگئے جب واپس آئے تو تپ مین مبتلا ہوکر کسی قدر عمر تک

بپا رہے اسی اثنا مین دیانند سرستی نے پھر مسلمانون کے مذہب استقبال قبلہ پر اعتراض کرنا شروع کیا جسکے جواب مین آپ نے ایک رسالہ قبلہ نما نام تصنیف کیا۔ یوم پنجشنبہ ظہر کے وقت ۴ جمادی الاولی ۱۲۹۷ہجری مین ذات الجنب اور تپ کے عارضہ وفات پائی اور قصبہ نانوتہ مین دفن کیے گئے۔ مباحث روشن نفس آپ کی تاریخ وفات ہے آپ سے مولوی محمود حسن دیوبندی اور مولوی فخر الحسن گنگوہی اور مولوی احمد حسن امروہوی وغیرہ نے پڑھا۔

مولوی احمد علی محدث سہارنپوری۔ عالم فاضل۔ فقیہ۔ محدث۔ جامع منقول و معقول حاوی فروع و اصول تھے۔ حفظ قرآن کے بعد علوم عربیہ وغیرہ مین مشغول ہوئے اور اپنے ملک کے علما و فضلا سے علوم متداولہ حاصل کرکے دہلی مین مولانا محمد اسحاق محدث سے حدیث کو پڑھا اور انکی سند اُنسے لی۔ پھر حج کیا اور حرمین شریفین کے علما و مشائخ سے استفادہ کیا اور اجازت حاصل کی۔ پھر دہلی مین آکر مطبع احمدی نام جاری کیا جو غدر تک بڑے زور و شور سے جاری رہا اور اسمین بڑی بڑی علمی کتابین آپ کے اہتمام اور تحشی سے چھپتی رہین خصوصاً صحیح بخاری وغیرہ پر آپ نے عمدہ حاشی چھپوائے اور اُنمین حنفی مذہب کی خوب تائید کی۔ علاوہ تحشیہ و تعلیقات کے ایک رسالہ الدلیل القوی علے ترک القراءۃ للمقتدی خوب تحقیق و تدقیق سے فارسی مین تصنیف فرمایا جسکا ترجمہ اُردو مین اب چھپا ہوا موجود ہے۔ مطبع شکست ہونے کے بعد آپ اپنے وطن مالوف سہارنپور مین آگئے جہان مرض فالج سے ۶ جمادی الاولی ۱۲۹۷ہجری مین وفات پائی غزالۂ فولی آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ سے بذریعہ تدریس اور اطباع کتب علمیہ کے بڑی تنشیر علمی ہوئی۔

شیخ عماد الدین بن عبد الرسول بن ابراہیم بن اسلم بن یحیٰی رفیقی۔ لبیب فاضل۔ ادیب کامل۔ عالم نحریر۔ محدث فقیہ اورع۔ اعبد تھے۔ سنہ ۱۲۴۹ہجری مین پیدا ہوئے۔ علوم مروجہ متعارفہ کو اپنے زمانہ کے اساتذہ سے حاصل کیا اور صحیح بخاری کو درساً و سماعۃً مولانا شیخ احمد واعظ سے پڑھا اور معارف و سلوک کو مولانا شیخ احمد تاربلی سے اخذ کیا اور انہین کے ہاتھ پر بیعت کی اور حج کیا جسکے ضمن مین اکثر شہرون کی سیر کی آپ سے

مولوی احمد علی محدث سہارنپوری

شیخ عماد الدین

آپ کے چچا کے بیٹوں شیخ نظام الدین اور شیخ حمزہ نے استفادہ کیا اور یہی آپ کے بعد خلیفہ آپ کے ہوئے وفات آپ کی جمعہ کے روز عصر کے وقت بتاریخ ۸۔ ماہ رمضان سنہ ۱۲۳۰ ہجری میں ہوئی اور ختمہ فیض نبی آپ کی تاریخ وفات ہے۔

خاتمۃ الکتاب

چونکہ نعماے الٰہی کے تذکرہ و شکریہ میں نہ صرف فرمان واجب الاذعان واما بنعمۃ ربک فحدث کی ہی تعمیل ہے بلکہ اسکے ضمن میں حسب وعدہ حقہ وصادقہ لئن شکرتم لازیدنکم کے افزونی و ترقی انعامات کا مصداق ہونا پڑتا ہے اسلیے اس موقع پر یہ بندہ درگاہ الٰہی بھی حسب اقتداے بعض اہل علم خداوند کریم کے بعض اُن احسانات کا ذکر کرتا ہے جو بدو شعور سے محض اُسکے تفضلات و عنایات سے اس ذرہ بیمقدار پر مبذول ہوے ہیں۔

راقم یعنے فقیر محمد بن حافظ محمد سفارش بقرینہ غالب سنہ ۱۲۴۸ ہجری میں موضع چتن میں جو شہر جہلم سے دو میل کے فاصلہ پر بجانب غرب واقع ہے پنجشنبہ کے روز رات کے وقت پیدا ہوا جب چھ سات سال کا ہوا تو پڑھنے پر بیٹھایا گیا۔ اور قرآن شریف کے ختم کے بعد کتب فارسیہ میں مشغول ہوا اور موضع تالیا نوالہ میں جو چتن سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے میاں قطب الدین مرحوم سے پڑھنے جاتا لیکن اکثر روز راستہ میں ہی موضع جادہ میں اپنے ماموں حافظ فتح علی مرحوم کے پاس رہ جاتا اور اپنے ماموں زادہ میاں غلام محمد مرحوم سے بھی جو ایک ذہین و مستعد صاحب علم تھے استفادہ کرتا۔ اسی اثنا میں فقیہ اجل عالم بےبدل مولوی نور احمد صاحب تلمیذ فقیہ فاضل محدث کامل مولوی رحمۃ اللہ صاحب کیرانوی مصنف ازالۃ الاوہام و اعجاز عیسوی و اظہار الحق وغیرہ حال نزیل و مدرس مکہ معظمہ جب لاہور سے مراجعت فرما کر اپنے وطن مالوفہ موضع کھائی کونٹلی میں جو جہلم سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے سکونت پذیر ہوئے تو یہ احقر بھی اُنکے درس میں جو اُسوقت علاقہ جہلم میں کیا بلکہ کل پنجاب میں ایک بے نظیر گنا جاتا تھا حاضر ہوا اور کئی سال اُنکی خدمت میں صرف نحو۔ فقہ و دیگر علوم کی ابتدائی کتابوں کو سبقاً سبقاً پڑھا بعد ازاں راولپنڈی میں چلا گیا

جہان پہلے مولوی عبد الکریم صاحب حال مفتی شاہ پور سے جو کچھ دنون کے لیے وہان وارد تھے
متعلق شروع کی اور اُنکے وہان سے چلے جانے پر مولوی محمد حسن صاحب فیروز والہ سے
جو وہان بہ تلاش روزگار تشریف لائے ہوے تھے پڑھنا شروع کیا۔ اُنھین دنون ۱۲۷۶ھ ہجری
مین دہلی کا ارادہ کرلیا اور ایک فوج کے ساتھ جو کانپور کو جاتی تھی دہلی مین پہونچا۔ پہلے پہل پنجابی کٹرہ
مین مولوی نذیر حسین صاحب کے درس مین حاضر ہوا مگر اُنھون نے یہ عذر کر کے کہ ہم معقولات
نہین پڑھا سکتے مولوی محمد شاہ صاحب مصنف مدار الحق کے سپرد کر دیا لیکن تھوڑے ہی دنون کے
بعد بستی نظام الدین اولیا رہ مین جناب صدر الافاضل عز الاماثل مولانا مفتی محمد صدر الدین خان
صاحب صدر الصدور دہلی تلمیذ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث کی خدمت مین چلا گیا
جنکے درس مین تقریباً ڈیڑھ سال رہ کر قراءۃً وسماعاً کتب درسیہ و متداولہ کا جیِد کیا اور اواخر
۱۲۷۷ھ ہجری مین وہان سے مراجعت کر کے اپنے وطن مالوفہ مین آیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد
لاہور مین چلا گیا جہان فاضل جلیل القدر نقیہ فرید الدہر مولوی کرم الٰہی صاحب متوفی ۱۲۸۲ھ
سے بھی بہت کچھ استفادہ کیا اور ساتھ ہی اسکے خوش خطی حاصل کرنے کی رغبت پیدا ہو گئی اور مین
جد و جہد کا مصداق ہو کر مطبع آفتاب پنجاب لاہور مین کتابت کی خدمت پر مقرر ہو گیا اُنھین
دنون مین ۱۲۸۳ھ ہجری مین عالم بے نظیر مناظر حسن التقریر مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری کی
پادری عماد الدین سے امرتسر مین تحریری بحث ہوئی جس سے مجھکو بھی تردید عقائد نصاریٰ کا
شوق پیدا ہوا اور حافظ صاحب مرحوم سے بھی کچھ استفادہ کر کے اِس فن مین وہ مہارت پیدا کی
کہ ایک کتاب فارسی تصدیق المسیح نام کا اُردو سلیس مین ترجمہ کیا اور اُسمین جا بجا اپنی طرف سے
تذییلات و تصریحات اضافہ کر کے اُسکو چھپوایا۔ پھر اُس مباحثہ کا جو مابین حافظ صاحب مرحوم
پادری عماد الدین کے ہوا تھا تکملہ لکھا جواب مباحثہ دینی مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور کے ساتھ
چھپا ہوا موجود ہے۔ کتاب صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیطان اور آیجاث ضروری جو حافظ
مرحوم نے تصنیف کر کے چھپوائی تھین انپر مین نے حواشی لکھے۔ ۱۰ محرم ۱۲۹۱ھ ہجری سے اخبار آفتاب
پنجاب کی اڈیٹری کی خدمت اِس خاکسار کے سپرد ہوئی جسکو ۱۳۰۱ھ ہجری تک جیسا ہو سکا انجام
دیا۔ اب ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۰۳ھ ہجری سے خاص جہلم اپنے وطن مالوف مین اپنے لخت جگر غلام محی الدین

اطال اللہ عمرہ وما ہ علمہ اعلے درجات العلیا کے نام پر مطبع سراج المطابع نام مع اخبار سراج الاخبار جاری کیا ہے۔ علاوہ حواشی و تعلیقات کتب مرقومہ بالا اور اس کتاب حدائق الحنفیہ کے ایک کتاب زبدۃ الاقاویل فی ترجیح القرآن علے الاناجیل اور رسالہ آفتاب محمدی بھی اس خاکسار کی تصنیفات میں سے ہیں۔ اب خداوند کریم کے فضل و کرم سے امید ہے کہ وہ اپنے رسول مقبول کے طفیل اور ان بزرگان دین اور علماے کرام حنفیہ کی برکت سے جنکا تذکرہ اِس کتاب میں درج ہوا ہے میرا خاتمہ بخیر کرے آمین۔

خاتمۃ الطبع خداے لایزال کا ہزاران ہزار شکر ہے کہ کتاب لاجواب ذخیرہ انتخاب مجموعہ بے تمثیل و لاثانی آئینہ چہرہ نماے حالات باستانی مطرح انوار یعنی حدائق الحنفیہ جسمین بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیرھوین صدی تک کے زمانہ میں جس قدر فقہا اور علما گذرے ہیں نام بنام سب کے حالات مشہورہ اور مسائل اور مختصر سوانح عمری و کیفیت تلمذ اور وقائع مہمات حاشیہ اور اسامی آبا و اجداد اور سنہ تولد اور تاریخ وفات ہر ایک کے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے درج ہیں بحمد اللہ طبع ہو چکی کتاب ہے کہ آج تک اس طرز و روش خاص کی کوئی تصنیف نظر سے نہیں گذری اگر شایقین اس نایاب شے کو تحفہ بازو سے جان بنا دین تو بجا ہے اور اگر حمائل گلو سے دل تصور کرین تو زیبا ہے اسلیے کہ علماے کرام اور فقہاے عظام کے حالات مفصل کی اطلاع وہی ہیں یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہے اسکے مصنف علام نے ان حالات کے جمع کرنے مین برسون دماغ سوزی کی ہے جب یہ کتاب نایاب شمع انجمن ہوئی اور بحر کتب بینی مین مدتون غوطہ زنی کی ہے جب یہ گوہر بے بہا ہاتھ آیا ہے ہوا وللہ در المصنف سچ ہے یہ کتاب لاجواب ایسی ہے کہ دل عزیز اور نایاب کیون نہو کیونکہ مصنف علیہ کے معین المومنین کہ نہایت سالک مسالک صدق و یقین مرجع اعاظم العلماء الفحول شیخ فقہاء الفروع والاصول حبر العلوم النقلیۃ و العقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ و الاصلیۃ مقبول بارگاہ صمد جناب مولوی حافظ فقیر محمد صاحب خلف رشید جناب حافظ محمد سفارش صاحب تلمیذ جناب صدر الافاضل افخر الاماثل مولانا محمد صدر الدین خان صاحب صدر الصدور دہلی شاگرد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ ہیں پس یہ کتاب نایاب بہزاران حسن اہتمام انتقال لال معنی فیض مجمع مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور لازال بالفرح والسرور واقع لکھنؤ مین ماہ محرم ۱۳۰۷ھ مطابق ماہ سپتمبر ۱۸۸۹ع حسب تحریک مصنف ممدوح بار اول طبع ہو کر نظیر سامان عالم ہوئی۔

اطلاع اس کتاب نایاب کا حق تصنیف مطبع اودھ اخبار کے واسطے محدود اور محفوظ ہے لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت مطبع ہذا کے قصد طبع ہرگز ہرگز نہ فرمائین۔